بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و آسمان

گل نودمیدۂ گلزار سحر طرازی ثمرۂ رسیدۂ شاخسار سحرسازی

طلسم ہفت پیکر

جلد اول

مصنفہ منشی احمد حسین قمر ... باہتمام ...

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

Facebook | کتب خانہ طیب

اطلاع — اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جنکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اعلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزاں ہے اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے چھوٹا داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں میں داستان گویوں کے حسن بیان سے تا ایں زماں یادگار زمانہ رہی چونکہ یہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو میں ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور میں دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
(۱) نوشیرواں نامہ جلد اول دفتر اول۔	عـہ/
(۲) 〃 جلد دوم۔	عہ/
(۳) ہرمز نامہ متعلقہ نوشیرواں نامہ جلد دوم	للعہ/
(۴) ہومان نامہ متعلقہ نوشیرواں نامہ جلد دوم	عہ/
(۵) کوچک باختر۔ دفتر دوم۔	عہ/

نام کتاب	قیمت
(۶) بالا باختر دفتر سوم۔	عمہ/
(۷) ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم	عہ/
(۸) 〃 جلد سوم 〃	عہ/
(۹) طلسم ہوشربا جلد اول۔ دفتر پنجم	للعہ/
(۱۰) 〃 جلد دوم	للعہ/
(۱۱) 〃 جلد سوم۔ 〃	للعہ/
(۱۲) 〃 جلد چہارم۔	سے/
(۱۳) جلد پنجم کا حصہ اول۔ دفتر پنجم۔	للعہ/
(۱۴) 〃 حصہ دوم 〃	للعہ/
(۱۵) 〃 جلد ششم۔ 〃	للعہ/
(۱۶) 〃 جلد ہفتم۔ 〃	سے/
(۱۷) بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول	عہ/
(۱۸) 〃 حصہ دوم	عہ/
(۱۹) صندلی نامہ دفتر ششم	عہ/
(۲۰) تورجنامہ جلد اول دفتر ہشتم	سلعہ/
(۲۱) تورجنامہ جلد دوم۔	عہ/
(۲۲) لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	للعہ/

فہرست مضامین طلسم ہفت پیکر جلد اول

مضمون	صفحہ
دیباچہ۔	۲
نعت سرور کائنات اشرف موجودات خیر آخر الزماں حبیب رب دوجہاں	۴
منقبت حیدر کرار صفدر جناب امیر المومنین علیہ السلام	۵
سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر۔	۶
دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بعد کرو فر تحریر ہوتا ہے۔ تتمہ نورافشاں کی تیسری جلد میں لکھ چکا ہوں قاسم ولد حمزہ ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہیں امیر کے مقابلہ کو آتے ہیں یہیں سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہے۔ ساقی نامہ مصنف۔	۲۲
دو کلمہ داستان جلالت عنوان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزماں پہونچنا قلعہ حائر اور پہلوانوں سے مقابلے مشکل فتح ور مند۔ ساقی نامہ مصنف۔	۳۵
دو کلمہ داستان حیرت بیان ایرج ہوا … بیان ہوتے ہیں۔ ساقی نامہ مصنف۔	۵۹
دو کلمہ داستان جانگ صار رفتار کے گرفتار ہوتے ہیں رہائی جہانگیر کی مکر ہفت پیکر سے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف	۷۴
دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزماں گرد لشکر سکس کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعہ بیم جادو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ	۱۰۴
دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم نوجوان در بدر شید صاحبقراں کا مع سمک یلاقی ن عمرو طرف طلسم ہفت پیکر چلنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ تو تصنیف مصنف۔	۱۳۸
دو کلمہ داستان جلالت عنوان کہ حملہ سرداران تمتس زیر کوہ بو قلموں لڑتے لڑتے ہوتے آخر کو [illegible] حقیر کو مسطور [illegible] لیے ہوئے	

مضمون	صفحہ
ندیم جادو وطرف کوہ ہفت پیکر کے جانا اور اسی ضمن میں یہ بھی ذکر ہوگا وہ ذکر ہائے رستم سیلتن وعشق لالہ ملدار و دختر سلطان خواہ وتدبیر ہو بالشے لوح کی اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف۔	۲۴۷
دو کلمہ داستان حالات بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ اُنکے صرف پیروزہ بن عمرو عیار پہونچا انکا قلعہ ترکان خونریز پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف	۳۴۲
دو کلمہ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کے عشق میں ملکہ انجم مہر طلعت سے کہ دختر لقمان زمیندار ہے خواہ عمرو سے برق کو عقد کیا ہے اسکا ذکر تحریر کرتا ہوں باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف۔	۴۰۴
دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اُسکا ذکر کرتا اس مقام پر واجب ولازم ہے دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہے فرزند امیر کا نام خسرو تیردل ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔	۴۱۲
دو کلمہ داستان، آمس حریق آتش اشتیاق و لخلخہ فراق مرجان سلیم پوش کا ذکر مسطور ہے۔	۴۵۵
دو کلمہ داستان شوکت بیان اسد رستم سیلتن کہ تلاش ر د ہفت جوس و ہیبت خونریں چلے ہیں دخواجہ عمرو و برق فرنگی صاحبقراں سے رخصت ہوکر بہ حدمت رستم چلے ہیں انکا ذکر انکا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ تو تصنیف مصنف۔	۵۵۸
تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب تسہیل فرزند مصنف۔	۷۰۹

بصنّاع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

[illegible]

طلسم ہفت پیکر

جلد اول

[illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن و خوبی چھپا

[illegible]

Facebook

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنائے بے عد اُس خالق کونین کو سزاوار ہے کہ جو کل مخلوق کا پروردگار ہے ذرہ بے مقدار کو ہیبت مگر کیا جوہر خاکساری عطا فرمایا اُسی خاک پاک سے پتلا آدم کا سایہ تشرف رحمت ہوا کل ملائک آسمان نے حضرت آدم کو سجدہ کیا شیطان علیہ اللعن نے انکار کیا کہ بندۂ خاکی کو کیا سجدہ کروں معتوب درگاہ الٰہی ہوا کیا مصلحت و حکمت تھی جو کہ شیطان نے ہر آسمان ۔ عبادت ۔ کی تھی اسکا بدلا یہ ملا کہ اسکو انسان پر اختیار ہے لیکن یہ بھی رحمت واسطے بندگان خاص کے ہوئی کہ جو دل سے پڑھے گا شیطان ملعون اسکے پاس نہ آسکے گا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ بہانے شیطان کو لاحول پڑھنا شیطان بھاگ جاتا ہے لیکن اس کو زور سے بچاتا ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ ہر وقت لاحول پڑھے کہ وسوسہ شیطان سے بچے کیا رحیمی اور کیا کریمی ہے کیا کلمہ مقرر کیا شیطان کے وسوسہ سے ایسے بندوں کو بچا لیا کیا رحم فرمایا ہے بندہ نوازی و کارسازی کہ ایسے ... کیا کیا نعمتیں و ثمر رنگین رنگ آمیزی گلشن سرسبزی صحن چمن عشق بلبل گل سے ... سنبل ہوس پیاری واسطے ... رہاں کے نگاہ ساری واسطے نرگس شہلا کے نگاہ حسرت ... دکھتی ہے کبھی آنکھ سے اُٹھانی کبھی ملک ... قدرت پروردگار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے سوسن ... کلام کروں فصل بہار میں اسما نام کروں کہ ... لالہ نے روشنی دکھائی باغ کی رونق بڑھائی سوسن نے

کرتا ہی کہ میں چراغ گلشن ہوں کلام کرنے والے کا رہبر ہوں نرگس سہلاتے یہ معاملہ بچشم غور دیکھکر اشارہ کیا ای ماں گلشن معاملہ عجب ہو یا عیاں قضا و قدر کی عنایت ہو کہ رنگ آمیزی بہار ہوش پر ہو سروں کی وہ مانی چمن میں پر تو چشم حساب ۔ نگاہ حیرت سمت گلشن گراں سنبل حیراں و پریشاں ہی حیاں ہو کر رنگ بہار اس پر ہوا کے گر مہرباں سے رنگ امیر عالم بچائے رنگ حیران سے دکھائے عجب دور حیراں جو صد سالہ گذرا گلزار کا آثار آیا مجھے دکھانا ہوں تجھے رو رو گشت باغ کی عجب کشف صبا و باغباں ہوش ہوش بکھرے پڑے ۔ دہو گرتا ہوا کے گل سے گرتے ہیں یکا یک ہوش کے ہوا سے آہ کے فضا حیراں کی ہوا میں صد لیلیاں جو مسوا سرخ پیتے گلیں طائروں کی تو ہم طرفی کا بدلا ہو اگر فریاد کرنے لگے صیاد فریاد کرنے لگے دام لے دام کے کاندھوں سے اُتارے عہد لیلیاں جو صد اکر دام میں صیاد با علم کا رنگ جما یا صد بالمکیں گرفتار کرلیں با غباؤں سے نخل ہرے بھرے کاٹے تو دے جوش ہو کر جلانے لگے کھانے پر ثمر کو پہل طاعیہ آرزو کھلا پھل گل کر ریں پر گئے تھوڑے عرصے میں حیراں کا رنگ جم گیا باغ ویران ہوا جس مقام پر سلیماں جو مسوا بچھونوں تعین اسی جگہ ۔ باغ ورش کا ہجوم جوشی کی دھوم پریوں کے اسار ا سکا حیاں باغ کو اندھیار کا اشتیاق ہو ماگو ار فراق ہو اعیاں قضا و قدر پر دہ فراق اُٹھائیگا وہ مالک حقیقی رب تحقیقی حیراں ہیں بہار و بہار میں حیراں نے ساماں دکھا یا ہے اس رنگ کو دیکھکر تر دو ڈھو جاتا ہو اُسکی صنعت نہایت دشوار ہو ہر سر اسی کو اختیار ہو رنج کو راحت سے بدلتا ہو گل نے برگ و بار کھو لتا کھلتا ہو اُسکی صنعت کہاں تحریر کروں ۔ سامیں عجب رنگ دکھائے مثل خزاں و بہار ہر رنگ دکھاتا ہو راحت و بیکر کو سناتا ہوی آرزو ہی ہر دم جستجو ہو کہ ای کریم کار ساز وا ہے یار وقت مدد ہو سطر

اثر بارش کرامت کی بیاں ہو	کہ آتش آب ہو جس سے زباں ہو
رحاک پائے حشم آبرو گلشن	زبانی در صدا اس گلشن دگو گلشن
ابھی گلشن ۔ ۔ آمد گل ہو	گلستاں کہیں بلبل ہو
کرے حسا فریرتہ را آوازہ حق	سنا کیم داستاں یارہ عشق
علم رہا ہو ہوس ارلقد تو حق	زبانی کہ یہ گنج تحقیق
نگر کہوں سب آیا جید گاہ ہست	کر اقلیم سخن بے بادشاہست

نعت سرور کائنات اشرف موجودات پیغمبر آخرالزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ رب رحمٰن ادساہ ذیجاہ کیا اپنے حبیب کا رتبہ بڑھایا [illegible] صاحب تاج توس اد ادنی لقب یا قریب بردہ اسرار حضرت حضوری رب اکبر سے سرفراز ہوئے کیا کیا کلام راز و نیاز ہوئے حضرت نے [illegible] کی کرامی کرم رحیم [illegible] جبرئیل کو ستر ہزار بال و پر دیے اسکا بدلا مخلوق کیا ملا اکرام سبحان [illegible] سرا [illegible] تیرا ایک ا موحیر ہے گیسوے عنبریں کی زیارت کریگا اگر [illegible] گناہ ارحد ہو گے مثل ریگ دامن و ستار ہائے آسمان عوض میں زیارت موے سر کے گناہ [illegible] وہ حضرت [illegible] کل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اسکا بدلا مخلوق کیا ملا آوار آئی [illegible] اوقات آدم [illegible] تھا اس واسطے اسکا عزو افتخار تھا اس سے رکے [illegible] استغفار [illegible] امت کو وہ جو گناہ داخل فردوس برین کرینگے اعلا [illegible] اس بیٹے [illegible] حضرت [illegible] جواب باصواب پایا جس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر اشرف انبیا میں ہے دوسرا نظم

احمد مرسل آں خلاصہ کون
یعنی ایں سدرہ آں حدا [illegible]
نور او آفتاب [illegible]
سایہ اور ارہا کردہ کلاک
روشنائی دہ چراغ [illegible]
سرنگاف [illegible]
کاربردار کارنامہ غیب
قلمش راست [illegible]
ہمچوں نقطہ رسل [illegible]
ذات پاکش خمیر مایۂ کون
ہستی اروست [illegible]
ہم حیات جہان [illegible]

زرہ پوش امم [illegible]
عاصیاں را [illegible] آفتاب [illegible]
سایہ خلق را [illegible]
مایۂ قدرتش [illegible]
نور عشش و تشبیع [illegible]
انبیا [illegible] حاج
حارل [illegible] لاریب
کاف دوں یک [illegible]
آسمان دائرہ است [illegible]
درۃ التاج کن مکان [illegible]
و [illegible] کردہ

احمد [illegible]
اظل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] مطلاح
[illegible] حرف [illegible]
[illegible] مخطوط [illegible] مراد
در سرشت [illegible]
قرۃ العین [illegible] حال نقش
ذات و خلق را کلید کائنات

کیا صفت [illegible] حبیب دو جہاں کی لکھوں دل سے یا رب قلم کو روکو [illegible]

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار جناب امیر المومنین علیہ السلام

کیا وصی برحق و جانشین مطلق پروردگار نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا اسی حبیب کا مرتبہ بڑھایا کہ اس شیر بیشہ جلال و کمال نے بڑے بڑے پہلوان مارے ساحروں کو قتل کیا کافروں کو مٹایا کفر و شرک سے خانہ خدا کو پاک کیا بتوں کو دوش حق نیوش احمد مختار پر چڑھ کے توڑا اس مضمون میں ایک شعر قصیدے کا سعدی نے لکھدیا **فرد** دست خدا کے ہاتھ سے پائی جو ہر شکست۔ نعت کا کلام سرو ہمیشہ ہو لات کے واجب خانہ خدا کو بتوں سے پاک کر چکے جو تھی خدا کے گھر سے نکلے جناب احمد مختار نے فرمایا یا علیؑ آج تم نے عجب مرتبہ پایا خدا کے گھر کو رت کو سے پاک کیا **نظم**

اس عم مصطفےٰ سے مرسل	او راک یقیں و عقل اول	فردوس گلے ز بوستانش
عرش آمدہ فرش آستانش	خاک قدمش کہ سرکہ و سمہ	رات زرح قدسیاں بودہ
اور اک ملک است ماتش	آسمان است رشحہ جامش	جبریل بحرتے کہ بوستش
آمدست گہرخواں جو وستش	بحر کرم است دکان انصاف	سگی ست زکوہ حلم او کاف

ہر زمان میں آپ کی مدحت و ثنا ہو سکتا ہے نام آپ کا لکھا ہے آپ کے اوصاف با انصاف کیا لکھ سکتا ہے مرثیہ اس شیر کا اعلیٰ ہو چند اشعار ایک قصیدے سے کے جو صفت میں اُس شیر بیشہ جرات کے عرض کیے میں اسکو تحریر کرتا ہوں **قصیدۂ منقبت**

شب و روز مدحت حیدر کا یہ دن بروانہ ہے	نور خالق سے سدا روشن چراغ خانہ ہے
اس قصیدے میں جو وصف نرگس مستانہ ہے	چشم حق میں حرف ہے ہر دائرہ پیمانہ ہے
وصف زلف حیدر صفدر سے دل دیوانہ ہے	روح کو قید تعلق صاف زندان خانہ ہے
ہیں سور داغ عشق یعنی ماہ سد مہر	آفتاب صبح محشر یاں چراغ خانہ ہے
ہو ہمیشہ دور دورہ بادۂ خم غدیر	ساقیا محو رند میکش کا لحد میخانہ ہے
مرتضےٰ کے وصف لکھتا ہو جو عاشق عشق میں	کلک کی رفتار طرز ناز معشوقانہ ہے
حضرت موسےٰ سے ہوگی لن ترانی طور پر	طالب دیدار محو جلوۂ جانانہ ہے
باب خیبر جب اُکھیڑا دی و شتون نے ندا	یا علیؑ تکلیف و حداہی ہمت مردانہ ہے
ای ولی اللہ تو ہی رونق حرم حق	تیری شمع حسن کا روح الامیں پروانہ ہے

ٹوٹ کر دریا مین دیتے ہیں صدا بردم حباب … ہان کمارو کش ہو غافل یہ مسافر جانا ہو
دل مین ہو نور ولاے حیدر روشن ضمیر … طور موسیٰ سے فروں رتبہ مرا کاشانہ ہو
حضرت روح الامین کا بھی معلم تھا یہی … مظہر اعجاز حاذق مرتضےٰ ہو یا نہ ہو
ہوشب مرقد منور مثل ماہ چاردہ … مدح حیدر لکھ قمر گر عاقل و فرزانہ ہو

سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر

ایک دن یہ حقیر بعد ختم کرنے بقیۂ طلسم ہوشربا کے حاضر خدمت فیضدرجت جناب مستطاب معلی القاب فصیح و بلیغ قدرداں اہل سخن سخن شناس فلک اساس فرزند و لبند تاجر خلیل منش مسیح کے کمیل جناب منشی نولکشور صاحب مرحوم سی-آئی-ای-یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ ہوا بعنایت و مرحمت ارشاد فرمایا کہ طلسم ہفت پیکر کا استہار آپ نے طلسم فتنۂ نور افشان کے آخر مین دیا ہو فرمائشیں بھی اسکی آگئیں لہذا قلم اٹھائیے حدوث طبع دکھائیے ناظرین مشتاق ہیں حقیر نے ارشاد جیس میاد لائق مطیع بسر و چشم قبول کیا یقین کامل ہو کہ اس طلسم ہفت پیکر کو دیکھکر ناظرین با تمکین طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے تین جلدیں اس طرح سے قرار پائی ہیں کہ جلد اول چالیس جزو جلد دوم پینتالیس جزو جلد سوم چھیالیس جزو اب ناظرین والا مقام اس طرف متوجہ ہوں طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کریں۔

در تذکرہ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بصد کرو فر تحریر ہوتا ہی۔ فتنۂ نور افشان کی تیسری جلد مین لکھ چکا ہون قاسم ولندھور ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہین امیر کے مقابلے کو آتے ہیں یہین سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہی۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشاں
مجھے سلسلیں یہ سنانے لگیں
چلی اے کلک حاد و نگار و فصیح
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان
پلا ساقیا بادۂ لعل رنگ
سماں دیکھ لوں رنگ گلزار کا

طبیعت کا ہوتا ہی پھر امتحاں
اٹھا اے قمر کلک عصرت نشاں
لکھوں حال بھورہ میں تیغ و صبح
سے ساقی ماہ وش لا شراب
کہ ہی بحر ساقی سے دل نا شکیب
ہوے طائران چمن نغمہ سنج

گھٹائیں فرح خیز آنے لگیں
کر اٹھتا ہی آہو کا دل سے دھواں
لکھوں ہفت پیکر کی یہ داستاں
ہوا نسخ حاذق سے مین کامیاب
مجے جلسہ پھر بزم میخوار کا
کہ غنچے لٹانے لگے ہیں گنج

ہر اک پھول ہو فارس جھوشاں	صبا کر رہی ہو جو اٹکھیلیاں	درختان صحرا بھی ہیں وجد میں
کہ بلبل کا ماتھ گیا گلشن میں	ہوا محو پھر روح فرہاد کو	سنبھالا رکیوں حال ناشاد کو
محبت میں شیریں کے سودا ہوا	کہ تیشہ لیا کوہ کن سنگیا	ہر اک سنگ سے آرہی ہے صدا
کہ ای کوہ کن یہ شرف مل گیا	کہ شیریں یہ ہو حال شیریں شمار	گل امتحان نے دکھائی بہار
یہ انجام الفت کا سچا ہوا	کہ آخر کو فرہاد مردا ہوا	نگر سان شیریں نے بھی آکے دی
کہ انجام الفت کی خوبی ہوئی	مرے ساقی سیمتن مہ لقا	مٹے جلد راز محبت سنا
لکھوں ہفت پیکر کو با شد و مد	طبیعت کرگئی ہر اک حاسد	چہرہ شہسواران مرا کٹ ساری

وتہور شعاران میدان سرداری گوہر آمدار سخن کو اس طرح زیب گوش ناظرین ذی ہوش کرتے ہیں شعر دبیر سحر سخ شیریں مقال + چنیں بینگارد بکلک خیال + سابق میں تحریر کرچکا ہوں حضرت سننے تمام وکمال تیسری جلد طلسم فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیا ہوگا اُنکو معلوم ہو کہ قاسم ولند حلبوری سنے جاکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا کئی دن قصر عشرت میں رہے بعد اُسکے محل وحی سے حکم ہوا کہ ہمارے سپہ سالار قدرت کو جاکر سمجھا کے لاؤ قاسم حسن معشوق پر عاشق ہیں اُسکا فراق ناگوار ہو قاسم نے عرض کی کہ فراق اس حسین کا مجھ شاق ہو وہ نازنین بھی رو رہی ہو دوسرا یہ کہ محل وحی سے کرامسطیر مرقوم تھا کہ ای یگانۂ میدان جلالت وای مرد روش معرکہ ہیبت حسن منزل پر ارہ کے وہاں معشوق ملیکی نازنین کو بھی تسکین ہوئی قاسم ولند حلبوری سیروں تو سرشت آسکے دیکھا ... حمی کفری این العدھور تک ساتھ لاکھ جیدی جدال جو تیرہ وجو تحوشت ہوے موجود ہیں ایک حاجب قیماس خان خاوری فوج قاسم کے افسر بادشاہ لشکر شاہزادہ عمر گوہر زاد خفتنی تحصابہ اور قاسم کا انتظار کررہے تھے جیسے ہی یہ دونوں جوان باہر آئے دار راب عیاری غیں بیمور مبارک لندھور کا حاضر کیا سیارہ بن عمرو مرکب شرنگ زہرہ جبین سلیمانی سامنے لایا دونوں جہاں سوار ہوے کل اہل لشکر دم محبت کا خداوند ہفت پیکر کی بھرتے ہوے سیر صحرائے سرہ زار کرتے ہوے تڑپے کرو کرسے دونوں شیر چلے صاحبقران پر یہ معرکہ ندر اکو جب لشکر میں مشہور ہوا کہ قاسم و لندھور جاکر مطیع مذہب ہفت پیکر ہوے کل فرزندان صاحبقران مثل نور الدہر و بدیع الزمان و ایرج و جہانگیر صاحب جاہ و توقیر درد کا فوراً محل گئے ایک تب بادشاہ نے جو دنگل خالی پائے

دل بھر آیا شب کو ایک عرضی بخدمت صاحبقران لکھی مضمون یہ تھا کہ کل فرزندان صف شکن و طہماسپ شاہ
تیغزن وغیرہ بہ فکر قاسم گئے یہ غلام بھی خدمت سے رخصت ہوتا ہے یہ عرضی لکھکر پلنگ پر ڈال دی
فیروزہ بن عمرو عیار کو ساتھ لیا پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے صبح کو جو صاحبقران کو معلوم ہوا خواجہ کو بلا کر فرمایا خواجہ تمہیں معلوم ہوا کہ سب نواسے
قاسم کی فکر میں گئے خدا سب کی خیریت کرے اب میں یہ تحیف و ضعیف ان سب کی جدائی کا صدمہ
کیونکر اٹھاؤں پہلوان عادی کو بلاؤ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر تم سے عمرو نے عرض کی کہ مقام
سخت و صعب ہے اُدھر کا حضور قصد نہ کریں امیر نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا کب ممکن ہے کہ ورد
میرے جائیں اور میں تامل کروں اُسی وقت اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہلوان عادی چلے کل
لشکر ساتھ ہو عیاروں سے فرمایا تم لوگ تلاش کرو کہ فرزندوں پر کیا گذری جو صاحب جہاں ملیں
ہمارے چلنے کی خبر دو سمجھا کر اُن شیروں کو ہمارے پاس لاؤ چند عیار سرگردان عمرو مامور
بہ تلاش فرزندان عالی وقار چلے یکس امیر با توقیر رہ روی کرتے ہوئے آتے ہیں ہر روز
آپ ہو جاتے ہیں لیکن کل صحرائے سرہ زار و دواج دلکشا ملتے ہیں صاحبقران سیر کرتے ہوئے
منزل بمنزل جاتے ہیں ہر منزل پر خواجہ سے فرماتے ہیں کہ خواجہ سرحد طلسم ہفت پیکر کا نشان اب
سے ملو ہو ذرا سمجھکر چلنا عمرو نے کہا میں تو خداوند ہفت پیکر کا مطیع و منقاد ہوں جاتے ہی اُسکو
سجدہ کرونگا چھٹے دن صاحبقران ایک صحرائے سرہ زار میں جاکر اُترے نہایت صحرائے پر حیر
تو پھولوں کی عبیر آمیز کل سرسبز و شاداب حوض مملو از آب نایاب جانب تماشا ورق کر رہے ہیں
اُٹھکر کبھی مست ہو جاتے ہیں بایائداری دنیا کا رنگ دکھاتے ہیں کبھی آہوان صحرا سے آنکھ ملاتے ہیں
امیر نے اُس صحرا کو بہت پسند فرمایا لشکر وہیں ٹھہرا صاحبقران تماشا صحرا کا دیکھا کیے طائروں کی
زمزمہ سرائی گلستاں کی رعنائی و زیبائی بعد جاسے کے جب چھپر کھٹ پر تشریف لائے آوازیں
کان میں آنے لگیں کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے امیر گھبرا کر اُٹھ بیٹھتے ہیں کبھی خواجہ کو جگا کے
فرماتے ہیں کہ خواجہ سنتے ہو کیا آوازیں آرہی ہیں خواجہ کہتے ہیں حضور میرے کان میں آوازیں نہیں آتی
نہایت پریشان ہوں صاحبقران کو شب بھر نیند نہ آئی آوازیں سنتے ہیں سر دھنتے ہیں یکایک
ستارۂ سحری آسماں پر چمکا مقبل نے آکر امیر سے عرض کی کہ وقت نماز قریب ہے امیر فوراً اُٹھے

ضروریات سے مہلت پاکر ہمارا داکی حکم دیا کہ پہلوان عادی سے کہو بارگاہ سلیمانی لیکر آگے بڑھے عادی سے بوق ترکی بجایا بارہ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ارادہ ہی عادی کا کہ اثنائے بارگاہ کا لیکر بڑھوں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی امیر دیکھنے لگے دامنہ گرد تنگ ہوتا ہوا دیکھا سب سے تسبرنگ تاری پر قاسم لندھور بر فیل میمونہ پشت پر دونون کے لشکر جمع ہوئے اثنائے بارگاہون کے ساتھ لشکر صاحبقران خود دونون شیروں نے دیکھا گھوڑے سے اُتر پڑے حکم دیا کہ کل لشکر یہیں ٹھہرے بارگاہیں استادہ ہوں ایک جانب بارگاہ لندھور ایک جانب بارگاہ قاسم قائم حراماں حراماں سب در بارگاہ پر پہونچے دیکھا در بارگاہ پر مجلدار کرسی پر بیٹھی ہو کہاریاں وچوبدارنیان صفیں جمائے کھڑی ہیں قاسم کو سب نے سلام کیا قاسم نے سب کو پہچانا کہ یہ سب نازنیان حسین ساتھ والیاں اُس معشوق گلعذار کی ہیں پوچھا کہ اے تم کیونکر آئیں سب نے عرض کی قدرت نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر مقام پر معشوق پریچہرہ موجود ہو آج ہم سب کو حکم ہوا کہ فرزند سپہسالار قدرت حلال منزل پر مقابلہ صاحبقران میں پہونچا ہے کو جلد پہونچاؤ ملکہ عالم تشریف لائی ہیں ہم سب اُنکے ساتھ آئے ہیں ملکہ عالم اندر بارگاہ کے تشریف رکھتی ہیں قاسم تعریفیں خسانہ ہفت پیکر کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا وہی مہ جبین حور پیکر تیر سطر آنکھوں میں جادو برائے استقبال کھڑی ہی قاسم کا استقبال کیا برائے تسلیم خم ہوئی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار حکم صدا و مدصادر ہوا کہ جلد اپ کو پہونچاؤ قصر عشرت میں جیسی تھی پیک صبا نے مثل ہوا آنکو پہونچایا شکر ہی کہ آپ کو بخیر و خوبی پایا لاکے قاسم کو مسند پر بٹھایا کنیزیں برائے خدمتگزاری حاضر ہوئیں دور جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا قاسم نے بعد تھوڑی دیر کے حکم کیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے ہرکاروں نے امیر کو خبر پہونچائی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون میں تیاریاں ہونے لگیں صاحبقران کو بڑا افسوس ہے کہ اپنے روح رواں قاسم عالیشان سے کیونکر مقابلہ کرونگا کیا انجام ہوگا اسی فکر میں چار پہر رات گذری مرغ زرین نیر اعظم کا شانہ مشرق سے اُڑا شاخ نخل شعاع پر آکے ہیبت زمزمہ سرائی کرنے لگا ادھر سے صاحبقران سوار ہوئے تمام فوج ہمراہ میدان کارزار میں پہونچے خواجہ عمرو صاحبقران رہاں کے ساتھ ہی صدائیں سُن رہا ہی کہ ہر شجرہ ہر طائر یہی آواز دیتا ہی کہ صدائی صدا و مدہ ہفت پیکر کی رحمت ہو خواجہ عمرو مضطر ہیں امیر انتظار میں ہیں کہ

لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو لیکن نہایت متردد و متوحش ہیں کہ دیکھیے قاسم سے کیا گذرے میں نے زمانہ
کمسنی میں زیر کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی قاسم و لندھور آگے آگے پشت پر فوج ہندیاں
بڑے زور و شور سے آکر پہونچے صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے کہ قاسم نے
مرکب نکالا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ اقلیم جلالت و ای مقبول بارگاہ قدرت
آپ تامل فرمائیے ایسا ایک گرز دوستی امیر کو ماروں کہ پیوند خاک ہوں قاسم نے کہا کہ آپ کی
ضرورت نہیں آپ تامل فرمائیے ای دارای ہند دعا بھی میرے نام آئی ہو لندھور کو سمجھا کر پھیرا
تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے صاحبقران حیران حیران
قاسم کی جانب دیکھ رہے ہیں قاسم مرکب اڑاتے ہوئے گھوڑا چھکاتے ہوئے میدان میں آئے
اسپ تازی چوگان بازی فنون نیزہ و تیر اندازی صاحبقران کو دکھا رہے ہیں مرکب کو روکا ارادہ
کیا کہ صاحبقران کو آواز دوں صحرا سے گرد اڑی خورشید بن ہاشم تیغ زن پشت مرکب پر سوار مثل
خورشید مہتر کوکب عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے خورشید آکر روبرو ہوئے صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی کہ کیوں خداوندا تابعدار چاکری حضور کے مقابلے کو میدان میں آیا ہے اگر حکم ہو
تو تسکین خاطر کرلاؤں امیر نے فرمایا ای نور نظر قاسم فرزند رستم صاحب شوکت وحشم ہے ایسا نہ ہو کہ
تمیز کوئی اعتماد بیٹے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے ہر چند امیر نے روکا خورشید نے نہ مانا امیر کو
سلام کر کے مرکب بڑھایا سامنے قاسم کے آئے نگاہ دو چار ہوئے تین قدم مرکب قاسم کا ہٹا پانچ
قدم مرکب خورشید قاسم نے کہا کہ ای خورشید اپنے خداوند حقیقی کو نہیں پہچانا مقام تعجب ہے خورشید
ہنس پڑے کہا ای قاسم مزاح کیسا ہے محض کلمہ تمہیں اسوقت کہا کہ لائق کہنے کے نہ تھا خداوند حقیقی
کو چھوڑا معبود برحق کی محبت سے منہ موڑا دین باطل اختیار کیا الٹا آپ مجھے سمجھاتے ہیں ای قاسم
شرم نہیں آتی قاسم نے نیزہ مارا کہا بس خاموش رہو مقدمہ مذہب کوئی کلمہ نہ کہو ورنہ زبان سنان
ولسان سے جسد ہوگا دونوں جوانوں میں نیزہ چلنے لگا چند طعنین رد و بدل ہوئی تھیں کہ قاسم نے
طرف آسمان کے دیکھا منہ سے نکل گیا کہ یا خداوند عزت بیکر تیری قدرت کے نثار یہ کہکے نیزہ
کا سنہ کر کے مارا کہ ہاتھ سے خورشید کے نیزہ نکل گیا خورشید نے گردن میں ہاتھ ڈالا دونوں شیر پشت ہائے
مرکب سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی شام قریب تھی لیلائے شب گیسوئے عنبریں کھولا چاہتی ہے (۵۱)

نقاب چہرے سے اٹھائی ہر مخلوق رو رو واصل بحر حسرت ہوا چاہتا ہے کہ قاسم خورشید کو لے دوڑے
دس بارہ قدم ریل کر چلے وہاں پر لا کر کہا تاکہ دونوں گھٹنے خورشید کے آستانہ زمین ہوئے قاسم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر لشکر قائم ہوئے دیا یا حداوند ہفت پیکر کہہ کے رو رو گیا لشکر خورشید کا اکھاڑا ایسے
دور میں سر سے اٹھ گیا خورشید کا چہرہ زرد دل میں درد بے حس ہو گیا قاسم نے زمین پر پٹخا خورشید
کی مشکیں باندھیں سیارہ کو دیا سیارہ خورشید کو لے گیا دونوں لشکر یلئے صاحبقراں رحیدہ و
کسیدہ واپس ہوئے خواجہ سے رات ہوئی ... توکرو حو ... کیا گذری ہرکاروں نے
راہ میں خبر دی کہ خورشید قید خانے میں ہو گا کسی آ ... کا حکم دیا ہو میار سے تاکید کی کہ توقیر
کا اس جوان کی خیال رہے صاحبقراں خاموش ہو بے قاسم خوابگاہ میں آئے لندھور بھی
ساتھ ہو کے کہا ای شہریار کس لطف سے آ ... دم سے خورشید کو زیر کیا قاسم نے کہا
دادا دادا سے لندحور دادا جان سے مقابلہ پڑے تب حال کھلے لندھور نے کہا کہ ای
صاحبقراں ہفت پیکر سے کون مقابلہ کر سکتا ہے تم برگزیدہ مہر محبت خدا و مدہو قاسم مونچھوں پر تاؤ
پھیر رہے ہیں بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں بیار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقراں نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی پشت اشقر پر سوار ہوئے
طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے قاسم و لندھور بقاعدہ دیرینہ میدان کارزار میں آئے صفوف
جدال وقتال آراستہ ہوئیں قاسم نے مرکب نکالا میدان کارزار میں آکر نعرہ کیا کہ یا صاحبقراں زمان
مقابلے میں اس حقیر کے آئیے امیر نے اشقر کو پھیرا عمرو قدموں سے لپٹ گیا کہتا ہے کہ ای آقائے نامدار
دامی مولائے قدرشناس اس مقابلے میں قاسم کے نہ جائیں بڑا مقام عجب ہے کہ حضور سے اور قاسم
سے مقابلہ پڑے نہیں معلوم کیا گذرے امیر نے فرمایا خواجہ وہ پکار رہا ہے نام میرا لیتا ہے کیونکر رہ جاؤں
یہ کہکے اشقر کو مہمیز کیا میں ٹھیکوں میں مرکب مقابلہ قاسم میں آیا قاسم نے امیر کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر
عرض کی غلام سراہ حیرت اپنی عرض کرتا ہے حضور نے بڑے بڑے شاہوں کو شکست دی آج تک مرتبہ
کو تحقیق کیا بہتر یہ ہے کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے امیر نے جھلا کر جواب دیا کہ واہ عیرت کیا بیہودہ
بکتا ہے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کر قاسم نے گرز اٹھایا گرز مارا امیر نے سپر کو سر کے کی بنا پر لیا
چنگاریاں آگ کی گریں گرز دار ہونے لگی دونوں لشکر گراں ہیں امیر ہر مقام پر زیادتی کرتے ہیں قاسم

تنگ ہو رہا ہے جب صاحبقراں نے کئی مرتبہ چاہا کہ نیزہ اسکا نکالدوں مگر نکل نہیں ہوتا قاسم اسپے کو بچاتے ہیں قاسم نے طرف آسماں کے دیکھا پکار اٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کیجیے اگر نیزہ نکلا تو اپنے کو ہلاک کروں گا جیسے ہی قاسم نے یہ پکار کر کہا صاحبقراں کا قلب تھرایا دل گھبرایا امیر سمجھے کہ یہ تاثیر سحر ہو فوراً اسم اعظم پڑھا گاٹھ کر نیزہ قاسم کو تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاسم کے نکل گیا قاسم غصے میں کانپا آتش شعلہ مزاج حاہون کے سر کا تاج جھلا کر تیغ پلارک کے قبضے پر ہاتھ ڈالا رو شمشیر کھینچ نکلی ہاتھ صاحبقراں پر مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کا ارادہ ہوا کہ ہاتھ عقرب کا ماردوں محبت نے روکا گرا ہاتھ تلوار کا الگ سے لگایا قاسم تو بجوٹ ہاتھ لگاتے ہیں صاحبقراں قاسم کو بچا کے ہاتھ لگا دیتے ہیں حیراں ہیں کہ میں کیا کروں اگر خدا نخواستہ قاسم کو کوئی چشم رحم پہونچا تو میں رستم کو کیا منہ دکھاؤں گا ایسے ایسے خیال دل میں ہیں مگر ہاتھ تلوار کا لگایا قاسم نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا امیر کو ناگوار تو ہوا اگر ساں قاسم کا پکڑا دونوں پہلوان گھوڑوں سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں امیر و قاسم سے کشتی کس زور و شور سے ہو رہی ہے دو پہر کا مل گویا کشتی ہوئی دوپہر کا وقت تھا ایک مقام پر صاحبقراں کو ریل کر لے دوڑا امیر چند قدم جا کر پلٹے حساب ہٹتے تھے جس سے دوبارہ قاسم کو ریل کر لیے گئے چاہتے ہیں کہ ماردوں قاسم نے بیقرار ہو کر طرف آسماں کے دیکھا پکار اٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یہ جو قاسم نے بیقرار ہو کر کہا زمیں برابر سے پایۂ صاحبقراں کے شق ہوئی امیر و قاسم غرق زمیں ہوئے لشکر میں امیر کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو گھبرا کر دوڑا صاحبقراں کی آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک گھر سے میں پایا ایک جادوگر کو دیکھا کہ سیاہ رو ہو ہتھکڑی ہاتھ میں ہاتھ صاحبقراں کا تھام کر چاہتا ہو کہ ہتھکڑی پہناؤں صاحبقراں نے فرمایا او ملعون تو کون ہو کر پہلو سے قاسم نے آواز دی داداجاں سرکشی کو کام فرمائیے سر جھکا لیجیے یہ شخص فرستادۂ قدرت خداوند ہفت پیکر ہو اسکے سامنے سرکشی بہتر نہیں ورنہ بہت پچتائیے گا امیر نے قاسم کی طرف سے تو منہ پھیرا جادوگر کی کلائی پر ہاتھ ڈالا معلوم ہوا شعلۂ آتش پر ہاتھ رکھدیا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرمی شعلے کی موقوف ہوئی صاحبقراں نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر ساحر کا اڑ گیا حضرت قاسم کھڑے سے تھے اس مقام کی زمیں شق ہوئی قاسم تو غرق زمیں ہوئے جب اس ساحر کا سر اڑ گیا تو وہاں اندھیرا ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام مس خاکسار جادو بود عجب درماندہ

جو ادھر ادھر رجوع ہوا امیر نے اپنے کو لشکر کے کنارہ پر پایا سردار امیر کو دیکھکر دوڑے ادھر قاسم نے اپنے کو اپنے لشکر کے کنارے پر پایا قیماس خان وغیرہ قاسم کو بیچ میں لیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے صاحبقران جو کنارے پر اپنے لشکر کے نمایاں ہوئے عمرو عیار تو مدتوں سے تلاش امیر میں دوڑتا پھرتا تھا اپنے آقا کو جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا کہ آقا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا ایک ساحر نے جادو کیا تھا کہ گرفتار کروں مگر عنایت پروردگار و اصل حسم ہوا جب اسم اعظم میں نے پڑھا تب وہ ملعون دفع ہوا یہ تو خواجہ عمرو کو بخوبی ظاہر ہوا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہے زمین و آسمان سب سحر بند ہیں مگر اسکے شعبدوں سے بچائے اپنے کو بہت محفوظ رکھنا یہ ثابت ہوا کہ ہر مقام پر ساحر موجود ہیں خواجہ امیر سے باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے قاسم جو پلٹ کر بارگاہ میں آئے لندھور نے کہا کہ ای عم نامدار میں وقت پر قدرت نے مدد کی لیکن امیر بچ گئے کل انشاءاللہ گرفتار کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب طبل بج چکا امیر کو ہرکاروں نے خبر دی امیر نے بھی حکم دیا کہ یہاں بھی طبل سکندری جواب میں بجے تیاریاں ہونے لگیں لیکن مہتر کوکب عیار خورشید بن ہاشم تیمور کے فراق میں اپنے آقا کے دیوانہ وار جستجو میں ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر قاسم میں آیا پھرتا پھرتا سامنے قید خانے کے ہوکر چلا ریکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اسکے دروازے پر حسن خان خاوری برادر قیماس خان مع چالیس جوانوں کے بیٹھے ہیں کوکب عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خورشید اسی مقام پر قید ہیں حال دریافت کر کے کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کلوار کی شکل بنکر تیار ہوا سر پر انگوچھا آدھا کھلا آدھا بندھا ہے جسقدر انگوچھا کھلا ہے زمین پر لٹک رہا ہے دھوتی آدھی کھلی آدھی بندھی ایک گھڑا شراب کا سر پر رکھا رہے گاتا ہوا چلا حسن خان نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اسکو بلاؤ دیکھیں ہم شراب کیسی ہے جیسے طلارم دوڑے عیار نے ان کو دیکھکر گھڑا زمین پر رکھدیا آپ الگ جا کر گر اٹھا ہر ہیں سب کو معلوم ہوا کہ بیہوش پڑا ہے مرزا عمرو ہی دیکھ رہا ہو کہ ان سب نے شراب اٹھائی آپس میں تقسیم ہونے لگی تھوڑی ہی دیر میں سب کے سب بیہوش ہوئے کوکب اٹھا خنجر کھینچا پھر خیال آیا کہ اہل اسلام کو ہاتھ سے قتل کرنا اس سے بہتر ہے یہ پڑے ہیں میں چلکر آقا کو رہا کروں اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ خورشید بن ہاشم سر زمین پر سر جھکائے بیٹھے ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کوکب نے جا کر سلام کیا کہ آقا چلیے آپ کو لیچلوں

خورشید نے کہا کہ اے کوکب ہر چند کہ قاسم میرا افسر ہو گیا مگر دست راستی کے ہاتھ سے میں زیر نہیں ہوا تھا سردار دست چپی ہوں مگر مقام غیرت ہے اگر قاسم مجکو ایک ہاتھ تلوار کا مارتا کہ دو ٹکڑے ہو جاتے تو بہتر تھا لشکر میں خداوند کے قاعدہ بندھا ہے کہ کل زر بندان صاحبقران ایک کو ایک زیر نہیں کر سکتا دست راستی مضحکہ کرینگے کہ خورشید کو قاسم نے زیر کیا اُس وقت کیا جواب دونگا کیسا شرمندہ ہونگا بس یہ تیرا احسان ہے کہ ایک خنجر ادھر دے کہ میرا کام تمام ہو کوکب نے باتوں میں لگا کر عطر بیہوشی سنگھایا خورشید کو بیہوش کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ کے وہیں ڈالدیں پشتارہ باندھ کر لے بھاگا لیکن جب لشکر سے نکلا پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہے یہ دیکھتا ہے لیکن بھاگا ہوا چلا آتا ہے اتنی دور نکل آیا کہ لشکر صاحبقران کے نشان معلوم ہونے لگے دل میں خوشی سماتی ہے کہ خدمت میں امیر با توقیر کی پہونچوں یقین ہے کہ بہت خوش ہوں قریب ایک چشمے کے یہ خیال میں گذرا کہ پشتارہ بہت بھاری ہو گیا ہے تھوڑی دیر ٹھہر جاؤں یہ سوچ کر پشتارہ ایک تختہ سنگ پر رکھا چشمے سے ہاتھ منھ دھویا ٹہل رہا تھا کہ چشمے سے ایک مچھلی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ اے عیار طرار تو خداوند ہفت پیکر کو بالکل دور جانتا ہے وہ خداوند برحق ہے ذرا اسکو کھولیگا کسکو یاد کریگا کوکب کے ہوش اُڑ گئے کہ مچھلی مثل انسان کے سمجھاتی ہے پکار پکار کے کہتی ہے کہ اے عیار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ بہت پریشان ہوگا کیونکہ اپنی جان کا دشمن ہوا ہے بھاگ جا ورنہ آفت آیا چاہتی ہے یہاں سیارہ بن عمرو عیار قاسم پڑا سوتا ہے کہ ایک آواز ہیبت ناک کان میں آئی کہ اے عیار فرزند سپہ سالار قدرت ہوشیار ہو تیاری کی ضرب سے تیرا بھائی اُس کو لیے جاتا ہے فلاں چشمے پر ٹھہرا ہے سیارہ گھبرا کر اٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا طرف قید خانے کے گیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہیں اندر قید خانے کے جا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں دیکھیں سیارہ کو ثابت ہوا کہ خورشید کو کوئی چھڑا لے گیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر کدھر تلاش میں جاؤں آواز آئی کہ فلاں چشمے پر جا کر کوکب سے مقابلہ کر اسکی بھی مشکیں باندھ لا سیارہ یہ آواز سنکر بھاگا یہاں مہتر کوکب جب مچھلی نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اعتقاد خداوند ہفت پیکر کیوں نہیں کرتا پیدا کرنے والے کو بھولتا ہے تیرا سر کٹ آیا چاہتا ہے دشمن سے ذرا سمٹ کر چاہا کہ پشتارہ اٹھالوں آواز آئی کہ او کوکب خبردار آ گئے ہائے غضب کیا تو نے کہ عیاری کر کے آقا کو اپنے لیے جاتا ہے کوکب نے

پلٹ کر دیکھا کہ سیارہ تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے جھپٹ کر چاہا پشتارہ اُٹھاؤں کہ سیارہ نے آکر تیغ مارا کوکب سے اور سیارہ سے تیغ چلنے لگی کوکب دیکھتا ہے کہ میرا تیغ پوری چوٹ پر نہیں پڑتا اور سیارہ جب تیغ مارتا ہے یقین ہوتا ہے کہ سر اڑ جائیگا مشکل چوٹ کو بچاتا ہے کہ آواز آئی گھبرا کر متاح خوف خدا وند بالکل دل میں نہیں تیغ پھینک دے تیرا اثر اعانی ہوا اسکے قدموں پر گر خدا ماننا ناکرا پلٹ کر دیکھا کہ وہی مچھلی چشمے سے آواز دے رہی ہے ذرا ایک آہ کوکب کی جھکی سیارہ نے حلقہ ڈالے کمند ارے گلے میں حلقے پڑے چاہا جست کرکے نکلوں سیارہ نے حساب مار دیا کوکب گرا سیارہ نے مشکیں باندھیں مچھلی نے جھپٹ کر خورشید کو منھ میں دبا لیا چشمے میں بیٹھ گئی سیارہ کوکب کو لیکر تعریف ہفت پیکر کی کرتا ہوا پلٹا سامنا قاسم لشکر دار میں بیٹھے ہیں قیاس خان وغیرہ سے عرض کی کہ کوکب عیار خورشید آپ کے سرداروں کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لے گیا مگر آپ کا عیار سیارہ فکر میں گیا ہے لندھور نے کہا کہ ہمیں ان باتوں سے کیا کام ہے خداوند ہفت پیکر کو سب طرح کا اختیار ہے قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ میں ابھی جا کر سامنے صاحبقران کے خورشید کو لاتا ہوں یہ ذکر تھا کہ آواز رنگ کی آئی دیکھا کہ سیارہ پشتارہ بردوش آتا ہے قاسم نے کہا کہ اے یہ کس کا پشتارہ ہے کہا حضور عیار خورشید مہتر کوکب کو پکڑ لایا لیکن پشتارہ خورشید پر عجب معرکہ گذرا کہ ایک مچھلی چشمے سے نکلی پشتارہ خورشید کا منھ میں دبا کر چشمے میں کود گئی لندھور قاسم نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہفت پیکر ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ خورشید آتے ہیں ہتھیار باندھے ہوئے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارا لشکر شاہزادہ خداوند سیاہ کس مقام پر ہے قاسم نے چند سرداروں کو اشارہ کیا کہ خورشید کا استقبال کرو قیاس خان، نیزہ باہر نکلے دیکھا خورشید بن ہاشم مسلح آتے ہیں تعریف خداوند ہفت پیکر کی کرتے ہوئے سامنے قاسم کے آئے قاسم کو جھک کر سلام کیا کہا کہ اے نور نگاہ رستم تمہارے صدقے جاتے ہیں مجھ کو اٹھا کر کوہ زبرجدی پر لیگئی تصویر خداوند حقیقی کو دکھا کر دے جو آنکھوں پر پڑے ہیں وہ اٹھ گئے آپ کو پہلوے تخت خداوند پر پایا عیار بھی سامنے حاضر تھا اسکو بھی حکم ہوا کہ سجدہ کر میں نے اور عیار نے ملکر سجدہ کیا حکم ہوا کہ لشکر میں فرزند سپہ سالار قدرت کے جاؤ یہ کہ ساتھ رہو قاسم نے پہلو میں جگہ دی سیارہ نے عیار کو ہوشیار کیا اُٹھتے ہی قدموں پر گر کے گرا

کہا آپ مقبول بارگاہ خداوند ہیں میں نے دربار خدائی کو دیکھا آج اعتقاد ہوا اگر حکم ہو تو خواجہ کو پکڑ لاؤں قاسم نے کہا کہ مقدمے میں اسکے قدرت کو اختیار ہو جو نا سب جانیں گے وہ کہیں گے مجھے تو مقدمے میں داد احسان کے حکم ہو کہ آج سرمیدان زیر کرونگا خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب تم کیوں تکلیف کرو میں صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین آفتاب آشیانہ مغرب سے اڑا شاخ نخل شعاع پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا صیاد سپہر نے دنیا میں اپنا عمل کیا قاسم اٹھے چند ساعت ہفت پیکر کی تعریفیں کیں حکم ہوا کہ مرکب لاؤ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوئے خورشید بھی مثل سرداروں کے ساتھ ہیں بہتر کوکب مل کرتا ہوا سیارہ سے کہتا ہے کہ بھائی صاحب میں عمرو کو گرفتار کرونگا سیارہ کہتا ہے تامل کرو کیا جلدی ہے بڑا تردد یہ ہے کہ آقائے نامدار و صاحبقران عالی وقار سے کیا گذرے گی لشکر کو لیکر قاسم میدان کارزار میں آئے یہاں ہرکاروں نے امیر کو خبر دی کہ شاہزادہ خورشید و بہتر کوکب پر یہ معرکہ گذرا کہ قاسم کی اطاعت کی امیر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا کہ دیکھیے میدان کارزار میں کیا گذرے عمرو کہتا ہے کہ یا امیر ہفت پیکر کو سجدہ کرنا ہوگا امیر فرماتے ہیں کہ خواجہ اپنی حیات میں تو ممکن نہیں شیطان رہزن دین و ایمان نہ ہو یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوئے لشکر کو لیکر میدان میں آئے صف بندی ہوئی جب نقیب نقابت کر کے ہٹے شاہزادہ خاور سپاہ نے مرکب بڑھایا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو سامنے آئے صاحبقران نے اشقر صف سے نکالا مقابلے میں قاسم کے آئے قاسم نگاہ روبرو ہوا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ آپ کو خداوند ہفت پیکر نے صاحبقران اعظم کیا کس مقام پر مدد کی ملک آپ نے فتح کیے مقام افسوس ہے کہ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا امیر نے فرمایا کہ اے قاسم تو نہ کرو ہفت پیکر کوئی ساحر سرد ست ہے اسپر بیعت کرو قاسم نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سناں پر لیا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا صاحبقران نے قصد کیا کہ بند صاحبقرانی لگاؤں نیزہ قاسم کا لکڑا ہوا لکڑی کی کو ہوا سے اکھڑ کے گرے گئے اسقدر ادھر ادھر ہوا کہ عمرو نے دیکھا صاحبقران و قاسم نہیں معلوم ہوتے گرد اڑ رہی ہے کہ دونوں پہلوان چھپ گئے عمرو حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا صاحبقران مع مرکب

مارے ہیں اور قاسم بھی نہیں عمرو گھبرا گیا حیران تھا کہ کہاں جاکر ڈھونڈھوں لشکر کو بکر لیتا حیران ہوا کہ کہاں تلاش کروں مگر صاحبقران رہاں اُس اندھیرے میں ایسا گھبرائے ہر چند چاہتے تھے کہ دیکھوں کیا معرکہ ہوا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا یکایک زمین شق ہوئی میرہ ہاتھ سے صاحبقران کے گرا صاحبقران و قاسم غرق زمین ہوئے معلق تھوڑے عرصے کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا دور کی صاحبقران کو کتنا کتنا سپے جاتے ہیں امیر جو اسم اعظم یاد کرتے ہیں تو بالکل فراموش ہر چند چاہا کہ یاد کروں اسم اعظم یاد نہ آیا رنگی امیر کو لیے ہوئے سر کوہ فیروزہ آئے یہاں یہ دیر سا ہوا ہو تصویر فیروزہ بیچ میں کھڑی ہو گرد اس کے سنگیں فیروزہ تاجدار دست بستہ کھڑا پوچھ رہا ہو کہ کیوں خداوند سپہ سالار قدرت سے کیا گذری تصویر نے آواز دی یہاں حاضر ہو، چاہتا ہو کہ صاحبقران سامنے اُس تصویر کے آکر پہنچے مثل اہل اسلام کے امیر نے صاحب سلامت کی تصویر سے کھنچنے کی آواز آئی صدا دی کہ کیوں سپہ سالار قدرت قدرت نے کس کس مقام تمھاری مدد کی باختر ایسا ملک تمھارے ہاتھ سے فتح کرایا لقا آخر بدحواس ہو کر بھاگا پردۂ قاف میں تمھارے ہاتھ سے دیوزادوں کو قتل کرایا ثانی سلیمان لقب دلوایا مگر تم نے قدرت کو اب تک نہیں پہچانا صاحبقران جواب و سوال تصویر سے کر رہے ہیں تصویر سے ہر مرتبہ آواز آتی ہے امیر بھی ویسا ہی جواب دیتے ہیں ناظرین پر واضح ہو کہ اسم اعظم تو صاحبقران کا بند ہو گیا لیکن حرز ہیکل گلے میں ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ جس ساحر نے اسم اعظم بند کیا تھا اُسکو حرز ہیکل امیر کا حال معلوم نہ تھا یہ وجہ ہو کہ صاحبقران ہوشیار ہیں اور سوال و جواب بھی کر رہے ہیں پھر تصویر سے آواز آئی کہ او سپہ سالار قدرت تمکو قدرت نے کہاں کہاں بچایا ہوش ربا ایسا طلسم تمھارے نواسے کے ہاتھ سے فتح کرایا حیرت ایسی شاہزادی نے چالاک ایسے عیار کو بھی بہری قبول کیا یہ بھی قدرت تمھاری قدرت کی ہو اگر سجدہ نہ کروگے قید کر کے ہلاک کرونگا اگر قدرت چاہیں تو ابھی برق قہر و غضب کو حکم دیں کہ تم پر گرے ابھی تمھارے ٹکڑے ٹکڑے ہوں اور کیوں اے حمزہ تم کو اُس نابکار سار ماں زادے کی ذات کا بڑا گھمنڈ ہو کہ آکے عیاری کریگا تم کو چھڑا لیجائیگا یہ کہکے آواز دی کہ اے فیروزہ جادو امیر کو لیجا کر قلعۂ فیروزہ نگار میں قید کرو یہ کہتے تصویر نے منہ کھولا دھواں منہ سے نکلا پھر تصویر سے آواز آئی کہ اے بندگان خداوند ہفت پیکر عمرو کو بھی گرفتار کر کے لاؤ دیر نہو

ساحران مراد سے کے نام سے لوگ بہت ڈرتے ہیں یہ آواز سنکر دھوئیں سے ایک طائر پیدا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ میں جاتا ہوں عمرو کو یہ طائر آسمان میں ڈوب کر غائب ہوا
فیروزہ تاجدار صاحبقران کو مسلسل و مطوق کرکے اپنے قلعے میں لایا دیکھا امیر نے کہ دروازہ
بہت بلند ہے بالائے قلعہ گولہ انداز و برق انداز ٹہل رہے ہیں فیروزہ لیے ہوئے صاحبقران
کو داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا کہ شہر آباد ہے ایک دل شاد زنجیر کو سنبھالے ہوئے ارابے پر سوار
شہر کی سیر دیکھتے ہوئے چلے پہلے دارالامارۂ شاہی ملا ایک قصر میں لاکر صاحبقران ۔ ان کو
بند کیا نگہبان مقرر کیے گرد لشکر صاحبقران پلٹا خواجہ عمرو حیران و پریشان کمیدان و
رسالہ دار مضطر و حیران عمرو نے سب کو تسکین دی کہا کہ یارو تم سب اسی مقام پر ٹھہرو میں
تلاش میں آقا کی جاتا ہوں [illegible] انشاء اللہ آقا کو لیکر آؤنگا جان دونگا عمرو بصورت عملی
لشکر سے نکلا [illegible] لندھور و قاسم پر یہ گذرا کہ یا تو قاسم
صاحبقران [illegible] آنکھ بند ہوئی اپنے کو قصر فیروزہ پر پایا حضور جدا ہو
کو دیکھا [illegible] قدرت دو چار روز میں تکلیف اٹھائے ورنہ قدرت
کو سجدہ کرینگے [illegible] کہ قدرت تمکو قتل کیوں نہیں کرتے آواز آئی کہ اے شیر بیشہ
[illegible] سپہ سالار قدرت ہو وہ جو قدرت کو سجدہ کریگا ملک باختر
[illegible] کریگا تمکو اس پر بھی افسر کرینگے قصر عشرت میں حاکر
معروف [illegible] کشور کشا شہزادہ جہانگیر بھی اسی مقام پر موجود ہیں
سب کوئی شک [illegible] تکلیف دیجائیگی یہ آتے ہی لشکر قاسم کی آنکھ بند ہوئی اب
جو آنکھ کھلی [illegible] قصر عشرت آیا لندھور فیل ہیمونہ سے اتر رہے ہیں قاسم نے لندھور
سے کل کیفیت سنا کی کہ قدرت نے یہ پرورش زبانی لندھور نے سجدۂ شکر جداوند مقیم پیکر کیا
یہ بھی نہ پوچھا کہ امیر پر کیا گذری لندھور و قاسم ہاتھ پکڑے ہوئے واصل قصر عشرت ہوئے دونوں
کی معشوقیں پری چہرہ گل اندام قبول طبع خاص و عام عارض رشک ماہ تابان گیسو مشکیں نستان
[illegible] ایک نے لندھور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور ایک تریب قاسم آئی جہانگیر و دارا
[illegible] قصر سے نکل کر [illegible] تعظیم قاسم آئے جہانگیر سے قاسم نے حال پوچھا جہانگیر نے کہا کہ

ای فرزند آج حال ہمیں تمہارے مرتبے کا کھلا کہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر ہو ہمکو بھی اس قصر مین، بسے گا حکم ملا ہی یہ جیا وہاں بتیر داخل قصر عشرت ہیں ناظرین پر واضح ہے کہ عیار انکے اور مقام پر قید ہیں کہ انکا ذکر بھی تہ پر کیا جائیگا اب حال حیرت آل خواجہ عمرو تحریر کیا جاتا ہو کہ خواجہ عمرو تلاش مین صاحبقران کی صحرا صحرا مارے مارے پھرتے تھے ایک دن عمرو پھرتے پھرتے ایک محل کے سامنے میں آکر میٹھا کہ گانے کی آواز کان میں آئی طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ پانچ سات عورتیں ملی ہوئی گا رہی ہیں خواجہ عمرو اس صدا کی جانب متوجہ ہوئے تھوڑی دور چلکر دیکھا کہ ایک باغ کے آگے ایک محل کلاں ہو اسمین جھولا پڑا ہے اور چودہ نازنیناں مہ جبین اس پر بیٹھی ہوئی تانین اڑا رہی ہیں ایک نازنین بیچ میں تاج سر پر سے کی اسی معلوم ہوتی ہو ڈھول آگے رکھا ہوا بجا رہی ہو سب کنیزیں گا رہی ہیں خواجہ کنارے کھڑے دیکھا کیے ایک کنیز ان میں سے برائے رفع حاجت اٹھکر ایک جھاڑی کے قریب آئی برائے ضرورت بیٹھی عمرو نے کنارے سے آکر اس کنیز کو بیہوش کیا اسکو تو کمارے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا دیا اس کنیز کی شکل بن کر تیار ہوئے اسی کے کپڑے پہنے اسی کا زیور پہن گیا جب چلے تو خیال آیا کہ اسکا نام پوچھا ٹہلتے ہوئے طرف جھولے کے چلے ایک نے ان مین سے آواز دی کہ اری غنچہ دہن جلدی آ آکر بیگ لگا خواجہ جھولے ایک کنیز سے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیون تو اکیا گونگی ہوگئی ہو بات کا جواب نہین دیتی ہو ملکہ گلشن گلرخسار بلا رہی ہیں خواجہ عمرو اسکے ساتھ چلے نام بھی اپنا سمجھ گئے ایک کے پہرے برآنے کہا داری آپ کی خوشی ہو تو ایک چیز مین گاؤن اس شاہزادی نے کہا کہ اری غنچہ دہن تجکو گانے سے نفرت ہو تو گا کیا جائے کہا واری ابھی نیا معرکہ گذرا لونڈی جو اسی واسطے پیشاب کے گئی خود بخود آنکھ بند ہوئی دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے تجکو علم موسیقی عطا کیا جاکر ہماری معشوقہ گلشن گلرخسار کے سامنے گا اپنا کمال دکھا گلشن نے کہا کہ اری غنچہ دہن مین ڈھول بجاتی ہوں تو گا خواجہ نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

گستہ ہو گرم خوشی ہر جائی یار کا
ماہی کی دلیل یہ تکیہ ہو دار کا

مارا ہو اول ایسا ہی فصلی بہار کا
منصور پر یقین ہو سمجھے ہی سوار کا

بلبل کوہسار دار ہو موسم بہار کا
عہد شباب تجکو مبارک ہو یار کا

رنگِ طلائی رکھتا ہو اندام یار کا | دیسے کمر کو رتبہ ہو سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے | دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہو مجھے ابلقِ ایام شتابیان | بیجا ستا نہیں مگر آسن سوار کا
خاموشی مین بھی باتی ہو گویائی کا نشان | طوطی کا پر ہو سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روے یار کے ہو دل مین روشنی | ماہ چہاردہ ہو چراغ اس دیار کا
اللہ رے دعا ہی ہو عندلیب کی | گلچین کے ہاتھ کے لیئے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہو سامنے | پھرتا نہیں ہی تیر سے منھ اس شکار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین | نازک ہو سنگ شیشے سے میرے مزار کا
اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ رو | روشن ہو حال آئینے سے زنگبار کا
چلنا پڑیگا ملک عدم کو پیادہ پا | اس راہ میں نہین ہو گذارا سوار کا
آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم | وہ دلربا ہو دشمن جاں دوستدار کا

خواجہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ گلشن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای غنچہ دہن تونے تو دل ٹکڑے کر دیا جلو ماع مین جلو حقیقت مین تو منظور تفرقہ اودہ صفت پیکر ہوئی میں سے تمکو مصاحبوں میں درج کیا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا اندر باغ کے لائی عمرو نے دیکھا کہ باغ پُر بہار پھول کھلے ہوے طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلشن غنچہ دہن نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری میں لائی اپنے مقام پر بٹھایا کہا غنچہ دہن آج جو راز دار جادو آئیں گے اُنکو تیرا گانا سنوائیں گے اُن کو گانے کا بڑا شوق ہو غنچہ دہن نے گھبرا کر کہا کہ واری میرا مزاج بھی کیا ہو گیا میں نہین سمجھی کہ راز دار جادو کون صاحب ہین میرے منھ سے اگر کوئی بات خلاف نکلے غصہ نہ فرمایئے گا میں اگلی سب باتیں بھول گئی اب مجکو بالکل یاد نہیں ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہو کہ جلسہ جمع ہو حلاوہ صفت پیکر بیٹھے ہیں میں اُنکے سامنے گا رہی ہون گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن راز دار جادو وہ شخص ہو کہ مدت سے مجپر عاشق ہو ہفتے میں ایک مرتبہ آتا ہو کہ شاید ملکہ قبول کرے میں نے ابھی تک اُسکا کہنا نہیں مانا دو چار دن سے بڑے تردد میں ہو صاحبقران کو قدرت سے اُسکے سپرد کیا ہو وہ عیار فرزندان عمرو بھی اُسی کی قید مین ہیں دیکھیے آئے یا نہ آئے لیکن آج اُسکے وعدے کی بات ہو یقین تو ہو کہ ضرور آئے

عمرو کی تلاش کرتا ہی امیر کی حفاظت لانگ ہو یہ بھی اسکو حکم ملا ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لا آج کل شرے
شرے اسکو کام ہین یہ سب حال اُسنے رقعے میں لکھے تھے عمرو یہ سُنکر خاموش ہو رہا خیال میں گذرا کہ
اچھے مقام پر پہونچے اُسی کی تو تھکو فکر تھی وہ آج آئیں گے مین اُنکی گردن لونگا گلشن نے صحن باغ مین
فرش کرایا شامیانہ استادہ ہوا باغ مین روشنی کردی خود مسند پر آکے بیٹھی خواجہ سحرہ ین کر رہے ہیں
کبھی گاتے ہین کبھی صفت ہفت پیکر کبھی حال قید صاحبقران پوچھتے ہین گلشن کہتی ہی کہ قلعہ
فیروزہ مین قید ہین تھوڑی رات گذری ہی چاندنی باغ مین پھیلی ہوئی ہی گلشن انتظار میں راز دار
کے بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا خواجہ نے کہ ایک ساحر تخت پر سوار تاج سر پر تخت اُڑتا ہوا آیا
سب کھڑے ہوگئے اُس جادوگر نے آکر گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا جو شاہد پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم مزاج
کیسا ہی گلشن نے کہا کہ اے راز دار آج نیا معاملہ در پیش ہوا ہماری کنیز غنچہ دہن نظر کرد ہوئی
قدرت نے اسکو علم موسیقی تعلیم کردیا ایسا گاتی ہی کہ اسکا مثل نہین میں تو اُسکا گانا سُنکر عرصہ دراز
تک روئی کہ ایسا گاتی ہی کہ جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گانا سُنیے راز دار نے کہا کہ ملکہ اُسکو بلاؤ گلشن نے
کنیزون سے کہا کہ غنچہ دہن کو بلاؤ کہنا کہ میاں راز دار آئے ہیں تم کو گانا پڑیگا اے راز دار
کیا کہون اُسکا تو مزاج بدل گیا سب باتیں بھول گئی جب مین بتاتی ہوں تب اُسکی سمجھ میں آتا ہے
کنیزیں گئیں پکارتی ہوئی کہ اری غنچہ دہن کہاں گئی خواجہ صحیح مین بیٹھے تھے کہ کنیز کی آواز کان
مین آئی حاضر حاضر کہتے ہوئے دوڑے کنیز نے کہا کہ چل تجکو ملکہ بلاتی ہیں اُنکے عاشق صاحب
آئے ہیں خواجہ چست و چالاک ہوکر چلے آکے دیکھا کہ ایک ساحر تاجدار مسند پر بیٹھا ہی ملکہ گلشن
مسند سے الگ بیٹھی باتیں کر رہی ہیں کہ غنچہ دہن نے آکر سلام کیا گلشن نے کہا کہ لو بی غنچہ دہن
آؤ شہنشاہ تمھارا ذکر سُنکر مشتاق ہوئے خواجہ نے راز دار کو سلام کیا راز دار جادو نے کہا کہ
بی غنچہ دہن خداوند کی ملاقات کا حال ہمسے بھی بیان کرو عمرو نے اٹھلا اٹھلا کے باتیں کیں راز دار
بیقرار ہوکر کہا اے غنچہ دہن کچھ گاؤ ملکہ تمھاری بڑی تعریفیں کرتی ہین خواجہ نے بایاں کھینچا سیدھا
سیدھا ٹھیک کیا کے چند اشعار ایسے ساتھ راز دار کے گائے کہ راز دار نے کلیجہ پکڑ لیا
چوٹ کھائے ہوئے تھا اشعار عاشقانہ سُنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ اے غنچہ دہن حقیقت میں جو گاتی ہو
دل کے ٹکڑے کردیے بلاشک تیرے گانے میں تاثیر ہی غنچہ دہن نقلی نے مست ہستہ عرض کی کہ حضور نے

اجی کمال کیا سنا ہیں ساقی گری خوب کرتی ہوں رازدار نے کہا کہ شراب انڈیل کر پلانا یہ کتنی بڑی بات ہے غنچہ دہن نقلی نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائیں گے کبھی میخانے کی مجکو ملے تو حضور کو میرا کمال ظاہر ہو گلشن نے کبھی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے میں پہونچے سب شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب پینا ہو لیجائے ہم ساقی ہیں کوئی باقی نہ رہے کنٹر و گلابیاں و پیالے اٹھا اٹھا کر کنیزیں لے گئیں خواجہ نے چالیس گلابیاں مے ارغوانی اُس میں بھر کے کشتی میں لگائیں محفل میں لے کر بے تکلف آئے رازدار نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے زاہد کا بھی دل چاہے کہ ایک جام پی لے عمرو نے لا کر گلابیاں سامنے رکھیں غزل ہائے عاشقانہ گائیں گانے پر تو رازدار مبہوت ہو رہا ہے خواجہ نے کہا کہ دو ایک جام بھی پیجیے تو رنگ جمے آپ کو راضی کروں مجھے کچھ آپ سے عرض بھی کرنا ہے کنارے چلیے تو کہو گی یہ کہکے جام لبریز کیا یہ شعر مضمون شراب کے پڑھے نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالہ شراب کا
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا

میر دھمیر مادۂ انگور سے سا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے مادہ خوار
پلاوہ آگ کا ہو میں پتلا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی ہوش سے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

یہ اشعار پڑھ کر بقصد نارد اوجام طرف رازدار کے بڑھا یا نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا اُس سے کچھ آواز دی رازدار نے سر اٹھا کے دیکھا پکار اٹھا کہ ای طائر قدرت خداوند اگر شراب کا پینا نامنظور ہے تو سے تو ہی پی لے شراب شعلہ سکر اُڑی اُس طائر نے وہ شعلہ شراب دہن میں اپنے لیا پکار اُٹھا کہ ہم تمکو آگاہ کر چکے اب یہی تمکو غفلت ہو رازدار نے کہا کہ کیوں غنچہ دہن یہ معاملہ تمنے دیکھا قدرت خداوند ہفت پیکر کو ملاحظہ کیا سچ بتا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ میں وہی کنیز لطف کردہ خداوند ہوں کیا تم کو کچھ شک گذرا ہے مفصل حال مجھ سے کہو ذرا کنارے چلو تو ایک مردہ سناؤں یقین ہے کہ خوش ہو جاؤ گے رازدار سے باتیں کرتے کرتے منہ سے اُٹھ کی دھواں نکلا عمرو کا رنگ و روغن اُڑ گیا اب تو صحت میں بڑا ہوا کہ ارے ناس کہاں سے آیا خواجہ خیال کرتے ہیں کہ پاؤں زمین سے تھام لیے رازدار نے کہا کہ او سارباں رازدے

خداوند نے فرمایا تھا کہ اب جو لوگ گلشن میں جائیں گے عمرو کا فرو ر سامنا ہوگا پھر گلشن سے کہا کہ میں اس ظالم کو لیجاؤں قید خانے میں پہونچاؤں جب یہ ظالم تڑپ تڑپ کر مرے تب یہ معاملہ صاف ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا خواجہ غل مچاتے ہیں کہ اے گلستن مجھے بچانے یہ ظالم لیجا کر مار ڈالے گا گلستن نے کنیزوں سے کہا کہ اسے جا کر میری کنیز کو تلاش کرو کہ غنچہ دہن پر کیا گذری ادھر کار فرو شوں نے غنچہ دہن کو ہوشیار کیا غنچہ دہن روتی ہوئی آئی کہا حضور میں جنگل میں پڑی تھی بڑا مقام تشکر ہے کہ کوئی شیر بھیڑیا نہیں آیا رانزدار نے کہا کہ ملکہ میں کل حاضر ہونگا اب میں اس سار مان زادے کو لیے جاتا ہوں قید خانے میں اسے پہونچاؤں یہ کہکے عمرو کی کمر میں پھندا دیا خواجہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے قریب ایک کوہ کے رانزدار پہونچا کان میں آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر آئیے آج اکیلے کیوں آئے پھر آواز آئی کہ سندہ خاص الخاص عیار کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہوں اس کی خاطر کرو ہم سے ملواؤ ہم اسکو فرشتہ رحمت سانیں گے اپنے ساتھ آسمان پر لیجائیں گے رانزدار یہ آواز سنکر لیٹا پہاڑ پر آکے دیکھا کہ ایک منڈیا پڑی ہے اس میں ایک درویش بیٹھا ہوا ہفت پیکر کو یاد کر رہا ہے جو تا اشتعال ہوا دھونی آگے لگی ہے اس میں سے دھواں نکل رہا ہے رانزدار نے عمرو کو گوشے میں ڈالدیا آپ آکر سلام کیا کہا کہ اے مقبول بارگاہ ہفت پیکر کیا خداوند اس پہاڑ پر آتے ہیں فقیر نے سوٹا اٹھایا کہا اوندھے دیکھتا ہے خداوند سامنے کھڑے ہیں سجدہ کر خداوند فرماتے ہیں رانزدار ہاتھ باندھ کر واسطے سجدے کے جھکا ہفت پیکر ہفت پیکر پکارنے لگا فقیر نے اٹھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چوں باد صبا ہی	جان سرہنگ و رعدو گزاری	بہ میدان اژدر آتش قیامم
ہم چتر قران سپیر تبارم	نعرہ مارا کہ رانزدار کے سر کے برابر کھڑے ہوئے گلشن باغ	

میں بیٹھی کہہ رہی ہے عجب معرکہ درپیش ہوا کہ عمرو جب سے باغ میں آیا رانزدار گرفتار کر کے لیگئے یہ کہتی تھی کہ طائر نے آواز دی کہ اے گلشن رانزدار مارا گیا گلشن ہائے رانزدار کہکے چیخ کر رتی جلکی گلشن پر گری گلشن کے دو ٹکڑے ہوئے یہاں خواجہ عمرو و قران پہاڑ پر ہیں عمرو نے ہوشیار ہوتے ہی قران کی تعریف کی کہ اے قران خوب وقت پر پہونچے یکایک اڑ بیٹا عمرو قران کی آنکھیں بند ہوگئیں اب جو آنکھ کھلی اسے کو تنہا فیروزہ نگار میں پایا صاحبقران کی

اسم اعظم یاد آیا اٹھ کر قید توڑی جنگ کر رہے ہیں فیروزہ جادو کے ملازموں نے چاروں جانب سے گھیر لیا
امیر مسلح و مکمل مصروف جنگ ہیں فیروزہ تاجدار سوار ہوا اپنے ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے کہ
حمزہ یکہ و تنہا ہے اسکو مار لو معلوم ہوتا ہے کہ راز دار مارا گیا جب تو یہ سر کہ گذرا کل فوج امیر پر
آپڑی صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش
مع بارہ ہزار جوانوں کے آکر پہونچا ارسفید سر پہ سایہ فگن دریائے خون سے زمین رشک گلشن
باز سفید حسپر سایہ ڈالتا ہے وہ جل کر رہ جاتا ہے نقابدار زرین پوش لڑتا بھڑتا قریب امیر کے آیا
کہا کہ اے شہریار نکل چلیے بڑی خیر یہ ہے کہ آج کو فیروزہ پر ہفت پیکر ہیں ہے امیر نے فرمایا کہ میں
مردوں قتل فیروزہ تاجدار نہ جاؤنگا نقابدار نے زبردستی امیر کو گود میں لیکر ہوادار پر سوار کیا
کہا یار و نکل چلو یہ بھی عرض کیا کہ اے شہریار ان ملکوں کا فتح ہونا کمال دشوار ہے ہفت پیکر بڑا مکار و
غدار ہے اس ملک میں حضور تشریف لائے ہیں اب یہاں کا حال کھلیگا ساتھ والوں سے کہا کہ نکل چلو
دیوار دوں نے ہوادار صاحبقران کا اٹھا لیا نقابدار ساتھ ساتھ صاحبقران کے دیوار دان
سے مع مرکب نقابدار کو اٹھا لیا برقیں چمکاتے ہوئے چلے نقابدار نے امیر کو لاکر قریب لشکر پہونچایا
دیوار دوں سے کہا کہ امیر کو اتار دو آپ اسی طرح نوبت و نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا
سردار ان صاحبقران امیر کو بارگاہ میں لائے امیر نے فرمایا عجب طرح کی مشکل ہے کہ آج مجکو
نقابدار نے قلعۂ فیروزہ سے نکالا ورنہ پھر کسی بلا میں پھنستا مجائب و غرائب یہاں کے دھیان میں
نہیں آتے کہ عمرو و قران آکر پہونچے امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہاں سے کوچ کرو قصد کیا کہ لشکر تیار ہو
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج وہیں سے
پکارتا ہوا کہ اے حمزہ تو قید سے چھوٹا جادو پر سب حال کھل گیا مجکو بھیجا ہے کہ میں تجکو گرفتار کرکے
لیجاؤں قدرت کو سجدہ کرنا پڑیگا یہ کہکے مقابلۂ صاحبقران میں اتر پڑا امیر کو ہرکاروں کی
زبانی معلوم ہوا کہ بطلان نیزہ باز اس کا نام ہے امیر بھی اسی مقام پر اتر پڑے کوچ کرنا
موقوف رہا اب امیر کو انتظار ہے کہ بطلان طبل جنگی بجوائے تو مقابلہ ہو امیر اسی فکر میں تھے کہ
زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ بطلان کسی کے انتظار میں ہے وقت پر یہ داستان حیرت بیان تحریر ہوگی
یہاں حال نور الدہر بن بدیع الزمان کا تحریر کرنا منظور ہے

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ جات پر اور پہلوانوں سے مقابلے بشکل فتح در بند ۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی لاجواب
کہ آئی ہے اس باغ میں پھر بہار
عروساں گلزار ہیں سبز پوش
تو گرداب ہے حوض لاجواب
اکڑنے لگے گل گلزار بھی
کہ لائے ہے روش کیسے ہیں چراغ
ادھر سرو پر قمریاں وجد میں
عروسان گلشن کے دیکھو سنگار
لکھوں داستاں جلالت نشان

کہ لکھنا ہے مجکو یہ ساری کتاب
چٹکتے ہیں ہر سمت مرجان باغ
ہے نہروں کو بحر محبت کا جوش
حبابوں کو آنکھیں ہیں کی لکھوں
کہ ہیں جوش میں تیج سیوار کی
یہ منظور ہے باغ میں دھوم ہو
ادھر بلبل خوش بیاں وجد میں
جو آمد ہے فصل بہاری کی آج
کہ ہو شاد جس سے دل ناظران

چلے دورِ بادۂ خوشگوار
کہ ہے رنگ پر آج سامان باغ
جو ہر حوض ہے آئینہ برق تاب
کہ تعریف سیر چمن کی لکھوں
چلے رو دھتے ہوئے سوئے باغ
کہ کیفیت رنگ معلوم ہو
ہوا رشک سے لالہ کیوں داغدار
ہر اک گل ہے سر پر شگفتہ ہے آج

پھر آمرحلہ بیمایان منازل حیرت و وحشت و طے کنندگان مراحل مصیبت و محنت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر**

مرصع خیال سخن آفرین جو ہے گن رازگری لستاندایں چنین ہو کہ جس وقت گل نو دمیدۂ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان مرہم زخم زہر عدو بے ایمان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کیفیت قاسم کی سنی اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ لندھور کو بھی ساتھ لیگئے نہایت قلق ہوا منظور ہی کہ چلکر ہفت پیکر کی سرکوبی کرین طہماس سے اشارہ کیا کہ آج رات کو لشکر تیار رہے ہم چھوٹے شغل دکھنے کی فکر مین جائیں گے اگر دولت سے ہفت پیکر کی بجائیں گے باوجود اس طرف سے جاتی ہے طہماس سے لشکر تیار کیا شبرنگ بن عمرو کو ساتھ لیا مع لشکر ایک جانب روانہ ہوگئے سات منزلیں طے کی تھیں کہ ایک صحرا میں پہونچے شب کو اسی مقام پر سرگرم ہوئے صبح کو بہ قاعدۂ قدیم اُٹھے پشت اسپ پر سوار ہوئے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر روانہ ہوں کہ توپ کی آواز کان میں آئی نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ کوئی قلعہ کسی مقام پر لڑرہا ہے ذرا بڑھکر دریافت تو کرو کہ کس مقام پر لڑائی ہو رہی ہے شبرنگ بڑھا صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ ہے

سر بہ فلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زال گیر پاس سے قلعہ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تو ایک پہلوان
زبردست یلدہ کرتا ہوا قلعے پر جاتا ہے وہ پہلوان گولوں کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہنچ چکا ہے للکار رہا
ہے کہ او بادشاہ دروازہ کھول دے اگر دروازہ توڑ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ بادشاہ پیر
فریاد کر رہا ہے کہ کوئی محمد مسلمان کا بچا ایسے دلاسیں کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے دیکھیے کیا بدعت
کرتا ہے شبرنگ نے پلٹ کر نورالدہر سے بیان کیا کہ ایک بادشاہ ضعیف و صیغت طریقہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ مرد مسلمان ہے اسپر ایک پہلوان مدعت کر رہا ہے نورالدہر کو یہ سنکر نہایت
بیقراری ہوئی فرمایا اہل اسلام کی مدد ہر در ہے یہ کہکے مرکب بڑھایا طہماس پیچھے پیچھے
صدران ماہ منظر دو دراج در در گوش لشکر کو سمجھاتے ہوئے عقب میں آتے ہیں نورالدہر
اسوقت سامنے قلعے کے ہوئے کہ وہ پہلوان قریب خندق ہو چکا گینڈے سے اترا چاہتا
ہے کہ خندق عبور اسی دامن گردان رہا ہے آستینیں چڑھاتا ہے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او ظالم
کہاں جاتا ہے آگے نہ بڑھا اس پہلوان سٹ سے نگاہ قہر و غصب طرف نورالدہر کے دیکھا
گینڈے پر سوار ہو کے بیٹا مقابلہ میں نورالدہر کے آیا اور نگاہ کر کے پوچھا کہ او جوان تیرا
کیا نام ہے نورالدہر نے نام اصلی بتا دیا وہ پہلوان قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تم لوگوں کی تلاش
غذا دم جنت [illegible] پیکر کو ہے ہر چند کہ میں [illegible] کا معتقد ہوں [illegible] بادشاہ سلطان تیرہ بار بہادر
[illegible] کسی قدر خراج دیتا ہے میرا نام مقبوح فیل پیکر ہے اس بادشاہ نے کہ کیوان یمنی
اسکا نام [illegible] سال سے خراج نہیں دیا [illegible] کو حکم دیا کہ اس کی مشکیں باندھ کر
[illegible] وصول ہو تم لوگوں کے مقدمہ میں علاوہ شاہ ہفت پیکر نے [illegible]
بگڑی اٹھائی اکثر سردار [illegible] نورافشاں گئے وہاں جاکے قتل ہوئے
اور ہفت پیکر نے حکم دیا ہے کہ سب کو گرفتار کر کے لاؤ بڑے بڑے پہلوان ان لوگوں کی
[illegible] سکتے ہیں اے جوان مجھے تیری صورت پر رحم آیا لیکن ان پہلوانوں کے ہاتھ سے
[illegible] ایک ایک پہلوان کوہ پیکر [illegible] پھیلے ہوئے ہیں بڑے لشکر سے اگر حد ادب
ہفت پیکر نے طلسم میں خدائی جمائی ہے میں تیری گستاخی معاف کرتا ہوں اس سرحد سے نکل جا
اپنی جان کو بچا نورالدہر نے کہا کہ او مفتوح انشاء اللہ اس طلسم ہفت پیکر کو

مثل ہوش ربا و نور افشان نرم کر بنگے ہر چند کہ مفتوح نے سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا
مفتوح نے نیزہ مارا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی نور الدہر نے کانٹھکر
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتوح کے نکل گیا اسنے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اب جو تیغہ نگار اشگاف سلیمانی کو کھینچا بجلی تڑپ کر ابر نیام سے نکلی
مفتوح کانپنے لگا دل کو یقین ہوا کہ اس تلوار کا وار نہ رُکے گا کہا ای جوان تو ظاہر میں جری
سا در ہی باطن میں یہ کیا کہ تیرے ساتھ دوسرا جوان ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہو نور الدہر صفّے
میں پلٹے کہ کون سردار آگیا منھ جو پھیرا مفتوح نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا ماردیا تا وہ ابر د تلوار
پہونچی نور الدہر نے زخم کاری کھایا چاہا تلوار مارے وں غش آنے لگا سر برہنہ زین پر جھک گیا
مفتوح نے چاہا کہ سر کاٹ لوں طہماس جو سر پر کھڑا ہی عاشق حال نور الدہر تھا اوں کے قطرے
خون سے ٹپکے کلیجہ خون ہو گیا جیب سے گینڈا اڑایا آواز دی کہ او قفا بو پرست کیا کرتا ہی اتنے
جلدی طہماس آئے کہ گینڈا بیچ میں ڈالدیا ہاتھ مفتوح کا بلند ہو چکا تھا وہی وار اُس نے
طہماس پر کیا طہماس نے سالم ور آگے کر دیا سالم ور پر جو تلوار پڑی وہ ٹکڑے ہوگئی قبضہ اُسنے
کھینچ مارا طہماس نیچے جھن گینڈے سے پرستے کو دے زیر شکم گردان ہاتھ دیکر مفتوح کو مع گینڈے
اُٹھا لیا اکبر کر مارا کہ استخوان مفتوح کے چور چور ہوئے اہالی فوج مفتوح طہماس پر آپڑے
فوج نور الدہر نے طہماس کی مدد کی ساتھ والوں کو مفتوح کے شکست ہوئی لاشہ اسے
آقا کا لیکر بھاگے وہ بادشاہ پیر خوشی خوشی قلعے سے نکلا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ حضور نے
غلام کو تو نہ پہچانا ہوگا ہم تمکو از قدیم ہیں ای شہریار بھائی میر النعمان ہی منشی ملازم
نوشیروان تھا جب وہ امیر پر چڑھ کے گیا صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہوا بھائی صاحب نے مجکو لکھا کیوان ہی منتظر میرا نام ہی صاحبقران کو دعا دیا
کرتا ہوں اب حضور قلعے میں تشریف لائے چلیں آج ترسی او وہ حاصل ہوئی کہ نواسہ امیر کا میرے
قلعے میں آئے آج ساعت روز سعید ہی نور الدہر نے کیوان پر بڑی مہربانی فرمائی ساتھ
کیوان کے قلعے میں تشریف لائے لشکر باہر اترا القصہ رحم وہی دار الامارۃ میں آئے کیوان
نے کہا کہ تخت پر بیٹھیے نور الدہر نے انکار کیا کیوان تخت پر بٹھایا شاہزادہ نور الدہر

دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی سرداران نور الدہر بھی آئے جب ہنگامہ صحبت گرم ہوا تو نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا کیوان رو رہا ہی اسقدر بیقرار ہی کہ وہ مالی پر زرومالی تر ہوتا ہی نور الدہر نے گانے والے کو منع کیا فرمایا کہ کیوان کیوان خیر تو ہی کہا کہ ای شہریار آپ مصروف عیش و نشاط ہوں میرے مقدمے میں دخل نہ دیں نور الدہر نے فرمایا کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ کی پریشانی کیونکر دیکھوں قسم ہی آپ کو سر صاحبقران کی جلد مفصل حال بتائیے کیوان بہت رویا دل تھام کر کہا کہ ای شہریار ایک فرزند وگبعد پروردگار نے عنایت فرمایا تھا حسین و جمیل تیسرے عصمت شکن ایک دن بہ اسے شکار نکلا یہاں سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا کو صحرا ے عجائب کہتے ہیں اُس صحرا میں جاکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آج تک اُسکا نشان نہیں ملا کئی سال سے فراق میں فرزند کے بیقرار رہوں اس وقت یاد آگیا ساتھ والوں نے اُسکے آکر خبر دی کہ جسوقت سے مرکب عقب میں ہرن کے لے گیا پھر پتہ نہیں لگا نہیں معلوم اُس دلیر پر کیا گذری الماس خوشرو اُسکا نام ہی اُسکے فراق میں زندگی دشوار ہی نور الدہر نے فرمایا کہ کل ہم اُسکا پتہ لگائیں گے لاکر تمسے ملائیں گے کیوان قدموں پر گر پڑا کہ برا ے خدا ایسا نہ فرمائیے آپ کا میرے ملک میں تشریف لانا میرے لیے سعادت دارین ہی بخیر و خوبی دو چار روز تشریف رکھیے پاس اپنے دادا جان کے جائیے ورنہ پریشان ہونگے نور الدہر خاموش ہو رہے بوقت سحر مسلح ہو کر سامنے کیوان کے آئے کہا کہ ای کیوان وہ صحرا ہمکو چل کر دکھا دو کیوان نے بہت سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا طہماس سے کہا کہ تم لشکر لیکر یہاں ٹھہرو ہم اندر ایک ہفتے عرصے کے آتے ہیں طہماس بہت بیقرار ہوا ہر چند کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلوں شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ لشکر بے سردار رہیگا شبرنگ بھی یہیں ٹھہریگا شبرنگ نے کہا کہ آقا میں ضرور چلوں گا نور الدہر نے منع کیا کہ ای شبرنگ تم بھی ساتھ نہ چلو شبرنگ خاموش ہو رہا کیوان کو ساتھ لیکر نور الدہر چلے شبرنگ کنارے کنارے چلا نور الدہر جب قریب اُس صحرا کے آئے کیوان نے رو رو کر عرض کی کہ اسی صحرا میں میرا فرزند گم ہوا نور الدہر نے کیوان کو رخصت کیا آپ گھوڑا اڑھا کر صحرا میں چلے جب صحرا میں پہونچے شبرنگ

چھپا ہوا دیکھ رہا ہو کہ ایک ہرن سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے ہرن پر گھوڑا اڑا یا ہرن بھاگا شبرنگ دیکھ رہا ہو کہ نور الدہر پیچھے ہرن کے کوس بھر گئے وہاں پر گھوڑے سے اُترے ہرن کھڑا تھا ارادہ ہوا کہ کمند دن سے پکڑ لون شبرنگ گوشے سے دیکھ رہا ہو نور الدہر نے حلقہائے کمند ہرن پر مارے جب حلقہائے کمند آ ہو پر پڑے آ ہو نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا بعد عرصے کے غبار ہٹا شبرنگ نے دیکھا کہ مرکب نور الدہر کا کوتل ٹہل رہا ہی نہ آ ہو ہی نہ نور الدہر شبرنگ حیران ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مرکب تو اس نے لشکر مین روانہ کر دیا آپ پھر جنگل مین آیا جس مقام پر نور الدہر غائب ہوے ہیں وہان آتا ہی نور الدہر کو چہار جانب دیکھتا ہی کہیں پتہ نشان نہیں معلوم ہوتا نہ کوئی گانوں اور نہ کوئی قریہ اُس جنگل میں حیران و پریشان ہو کہ ای شبرنگ کوں آقا کو لے گیا شبرنگ تو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا وقت پر حال شبرنگ لکھا جائیگا اب حال نور الدہر تحریر ہوتا ہی کہ جب نور الدہر نے حلقہائے کمند اُس آہوے وحشی پر مارے غبار بلند ہوا آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ چند زنگی مجھکو گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان ایک بارگاہ کلان مین لیکر نور الدہر کو لے آئے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای جوان تو نے اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالا یہ سرحد طلسم فرنگ ہی بڑے بڑے لوگ فتح کرنے کی امید پر آئے اور شرمندہ ہو کر پلٹ گئے آپ کو مناسب ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے نور الدہر نے کہا وہ بیہودہ کیا بکتا ہی جو تجھے ہو سکے قصور نہ کوتاہی نہ کر بہ عنایت پروردگار اس طلسم کے مٹنے کا وقت قریب آیا یہ سُنکر اُس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر صحراے مصیبت خیز مین چھوڑ دو زنگی کشان کشان نور الدہر کو لے چلے جب شہر کے باہر آئے اُن زنگیون نے طرف آسمان کے دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند طلسم اس جوان کو صحراے مصیبت مین پہونچا دیجیے یہ کہکر زنگی الگ کھڑے ہوے آسمان پر برق چمکی برق سے ایک پنجہ نکلا جو مثل برق چمکتا ہوا قریب نور الدہر آیا کمر مین نور الدہر کی پنجہ پڑا آسمان پر پنجہ اُٹھا کر لے گیا تو جو ہوا سے نور الدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرا میں کھڑا ہوں اور دو تین سو حوال

صحرا میں جو چہل سطون الی ہیں اُن چمنوں میں گل چینی کر رہے ہیں نورالدہر ٹہلتے ہوئے جو اُن
سب کے پاس آئے حال کو دیکھکر وہ لوگ افسوس کرنے لگے نورالدہر نے بگڑ کے کہا کہ اے بھیا
افسوس کیا کرتے ہو اُنھوں نے کہا کہ آپ کے حسن و شباب پر افسوس آتا ہے کہ آپ کیونکر قید
ہوئے نورالدہر نے کہا کہ قیدی وہ جو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہو ہم اپنے قابو اور اختیار میں
ہیں جہاں چاہیں وہاں جائیں اور رہیں جیسا ہیں ہنسیں ان باتوں پر نورالدہر کی وہ لوگ
رونے لگے کہا کہ اے نوگرفتار ابھی یہاں کے مزے سے آگاہ نہیں جو بڑی برائی یہ ہے کہ
کھڑے کھڑے پھر رہے ہو گل چینی کرو جھٹ سنا تو نورالدہر نے کہا کہ ہم کیا مالی ہیں ایک نے
کہا کہ بھائی یہ مت سمجھو آئے ہیں جب تکلیف اُٹھائیں گے پھر راہ پر آئیں گے ابھی تو ہماری
باتوں پر ہنستے ہو پھر سمجھ جائیں گے نورالدہر کنارے آ کر بیٹھے وہ لوگ سب گل چینی کر چکے
کنارے بیٹھکر ریوڑ سامنے لگے اپنے طور پر سبھوں نے سایا سب پھر باقی رہا
تو اُس صحرا سے ایک دامن سے چلے نورالدہر سوچے کہ دیکھیں یہ لوگ کہاں جاتے ہیں الگ
لوگ اُس سے چلے جنگل میں ایک مقام پر ایک دائرہ تھا وہاں جا کر سب بیٹھے اپنے دو سے
ریوڑ سے آگے رکھ لیے کہ ایک طرف سے ایک نازنین پیدا ہوئی آگے آگے وہ نازنین
پیچھے ایک عورت کے سر پر خوان رکھا ہوا اُس عورت نے آکر خوان طعام اُسی مقام پر رکھا دو دو
روٹیاں ایک ایک آبخورہ پانی کا سب کو بانٹا نورالدہر کی طرف پلٹ کر نازنین نے کہا
کہ اے جوان تو نے کچھ نہیں لایا نورالدہر نے کہا کہ کیا ہم مالی ہیں ہنسکر اُس نے کہا کہ جب جو کوئی
مر گئے مالی بنا اچھا معلوم ہوگا آئے تھے آکے قید ہوئے اور یہ تحریر کرنے میں خدا ہماری
ملکہ کو سلامت رکھے کہ اُسکی وجہ سے یہاں کھانا نصیب ہوتا ہے یہ صحرا سے نصیب جنہیں
کی یہاں انتہا نہیں اس سال میں ہماری مالک نے کیا کیا کوشش کی تو یہ سامان مقرر ہوا یہ
کہکے ہنستی ہوئی چلی گئی دن بھر نورالدہر کو گذرا شب بسر ہوئی تو جوان شاہزادے بھوک
سے بیقرار ہوئے ٹہلتے ہوئے اُن سب کے پاس گئے اُن سب نے کہا کہ اے نوجوان
آج تو تکلیف کر اگر کچھ مشقت نہ کریگا تو کھانا نہ ملیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا مگر یہ
ہوا خیال میں گذرا کہ تھوڑی دور بڑھ کر کھانا دہ لاتی ہو اُس سے چھین لیں یہ سوچ کر کل سے

ایک لاٹی توڑ کی حسب یہ سب بنا ہوا ہے زیور گل بنا کر اُسطرف چلے نور الدہر اُس کے پیچھے پیچھے
وہ تو جا کر ایک مقام پر ٹھہرے کہ صحرا سے وہی ماربن آگے آگئے ایک فرد رنگی پشت پر
نور الدہر نے للکارا کہ ادبی جوان رکھدے اُسنے پکار کر کہا کہ بی بی دیکھیے یہ قیدی کھانا چھینتا ہے
نور الدہر نے بڑھکر ایک لاٹھی ماری فرد رنگی جوان رکھ کے بھاگی اُس عورت نے اُن قیدیوں
کو پکارا کہ ارے حیدو دوڑو تمہارا کھانا آج یہ مسٹنڈا ہے چھینے لیتا ہے قیدی سب دوڑے جو قریب
آتا نور الدہر ایک لکڑی ماری وہ بھاگا پانچ چھ کو جو نور الدہر نے ٹیلا کیا اب سب
دور سے لیا لیا کر رہے ہیں قریب نہیں آتے نور الدہر نے روٹیاں ہتھیا کر کھانا شروع
کیں مارے بھوک کے تھے پیٹ میں آگ لگی ہوئی تھی آدھی آدھی روٹی کا نوالہ منھ میں
ڈال گئے حلق سے نہ اترا پانی پینے لگے مشکل پانی سے نوالے حلق سے اتارے دالان میں
رنگی پیٹی سامنے قصر تھا اُسمیں سے کچھ پکار کر آواز دی حضور آج ایک بڑا ظالم جنگل میں آیا ہے
فرد رنگی کو لاٹھی ماری مجھ پر چلا تھا میں تو بھاگی کہ مجبور ہو ستاح ترکی لکڑی پڑ گئی زندہ نہ رہونگی
کیونکر یہ مصیبت سہو گی نہ کہتے ہو غل مچایا پردہ قصر کا اٹھا ایک مارس گلعاریوش ہوئی سرخ
پہنے ہوئے مانگی ترچھی ادا اور ریاسے تو اہر میں غوطہ زن ساتھ حسین نکلی نگاہ اُسکی شاہزادہ
نور الدہر پر پڑی کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل عیار چہرے پر شاہی بادرے چمک
رہے ہیں صاف ساتھ ہوما ہے کہ ماہ تاباں پر ستارے جڑے ہیں نور الدہر نے بھی دیکھا کہ ایک
نازنین پشت پر کئی سو کنیزیں عہدے ہاتھوں میں لیے ہوئے ساتھ ساتھ آگئے وہ ماہ تاباں عقب
میں ہجوم سیارگاں مگر نور الدہر کھانے میں مصروف ہیں اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی شعلے میں کہا
کہ او گلشن کیوں استقدر غل مچایا ہے دو دوں کا ٹھوکا تھا کیا کرتا قیدی کیوں چیخ رہے ہیں اُن کو
منع کرو غل نہ مچائیں! رکھا ما ٹھا جائیگا شمشاد قد وزیر زادی سرا مرکھڑی تھی کہا کہ ای شمشاد
اس جوان کو یہاں سے ملا ہے خشک روٹی اس نے کھائی نہیں جانی کوئی شاہزادہ
علیل بھوک سے پریشاں ہے شمشاد قد نے کہا کہ داری مقدمہ طلسم ہے کوئی حرامی نہ ہو ملکہ
نے کہا کہ قیدی کو کھانا کھلانے میں حرامی کیسی میں تو حکم دے چکی ہوں کنیزوں نے موجب
اشارہ وزیر زادی کہا کہ او جوان کھانا چھوڑ دے ملکہ عالم بلاتی ہیں نور الدہر

دیکھ رہے تھے بیقرار ہو کر دوڑے جب قریب قصر کے آئے کنیزوں نے دروازہ کھول دیا
نورالدہر سیڑھیاں طے کر کے بالائے قصر آئے اُس نازنین کو بخوبی قریب سے دیکھا اور زیادہ
مبہوت ہوئے وہ نازنین فرش پر آ کے بیٹھی نورالدہر بھی اُسی مقام پر آئے بیٹھنے کا اشارہ ہوا
نورالدہر مسند پر آ کے بیٹھے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزیں خاصہ لائیں کہا اے شہریار اب
نوش فرمایئے نورالدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ اے شہنشاہ تو لی نہیں معلوم تمہارا مذہب کیا ہے
اس وجہ سے عذر ہے اُس نازنین نے کہا کہ اس طلسم میں خداوند نہنگ دریائے تہار سے
پیدا ہوئے ہیں اُنھیں کو سب سجدہ کرتے ہیں میں اپنے حال سے خود آگاہ ہوں میں اُنھیں حضرت
نہنگ کو سجدہ کرتی ہوں نورالدہر نے کہا کہ کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا اُسکو خدا جانتی ہو بڑا خدا
وہ ہے کہ جس نے تمام عالم کو ایک کلمۂ کن سے پیدا کیا جسد کلمے مذمت کفر کے اور حمد
تعریف خدا بیان کیے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ ہاں کی خاطر مدارات ہو تو تم سکتے ہو
یہی اعتقاد کیا ملکہ نے اور کنیزوں نے کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا کہ اب تو نوش فرمایئے شاہزادہ
نورالدہر نے کہا کہ اگر خاطر ہماری مدنظر ہے تو آپ بھی شریک ہوں ملکہ نے بھی ہاتھ بڑھایا نورالدہر
نے نوالہ بنا کر ہاتھ بڑھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب میرے ہاتھ موجود ہیں یہ تکلیف کیا ہے نورالدہر
نے شرما کر سر جھکایا ملکہ نے مسکرا کر عجب ادا سے کہا کہ صاحب کیوں رنجیدہ ہوتے ہو لاؤ
میں تمہارے ہاتھ سے نوالہ کو کھاؤں مطلب تمہارا یہ ہوگا کہ میں بھی نوالہ تم کو دوں یہ کہکے
نوالہ نورالدہر کو دیا نورالدہر نے بھی کھایا اور دیا غرض دونوں نے خاصہ نوش کیا بعد
خاصے کے شراب طلب کی نورالدہر نے جام پیا ایک جام ملکہ کو پلایا کنیزیں چپ چاپ حیراں
ہیں کہ آج ملکہ عالم نے غضب کیا دیکھیے کوئی آفت نہ آ جائے قیدی طلسم صحرائے مصیبت خیز
کو بالائے قصر بلا لیا پہلو میں لیے بیٹھی ہیں شراب چل رہی ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آ جائے بعض
بعض تو یہی باتیں سوچ کر گوشے میں ہٹ گئیں کنارے جا کر بیٹھیں یہاں یہ دونوں شراب پی رہے
ہیں ملکہ نے باتوں باتوں میں حال پوچھا نورالدہر نے کہا کہ واسطے رہا کرنے فرخ کیوان
کے منتظر کے آیا ہوں ملکہ نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ اے شہریار دو برس سے پیشتر کا وہ
قیدی ہوگا دو برس تک قیدی اس صحرا میں رہتے ہیں بعد دو برس کے قیدی رہا اسکا نہ

طلسم مجنون میں بھیجے جاتے ہیں وہاں تک جانا دشوار ہے نور الدہر نے کہا کہ مالک پروردگار
ہے انشاء اللہ وہاں تک پہونچیں گے اور اُسکو رہا کریں گے اُسکے باپ سے وعدہ کر کے آئے
ہیں انشاء اللہ بدوں فتح طلسم واپس نہ ہونگے ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ طلسم نہایت پر آشوب
ہے مقام شور، شروح طلسمی ہو کالبد فتح و ظفر ہے سنتی ہوں کہ اُسکا نشان نہیں اہالی طلسم یہ بھی ذکر کرتے
ہیں کہ لوح طلسم مجنون مالو دہ ہے جب تک لوح نہ دستیاب ہو طلسم فتح کیونکر ہو سکتا ہے نور الدہر
نے کہا کہ پروردگار عالم سب خبر جانتے والا ہے وہ نشان بتائے گا تا بہ لوح پہونچا جائیگا
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اُس ابر سے برقیں چمکنے لگیں ایک برق
چمک کر گری اور آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ یہ تو نے کیا کیا گنہگار کو پہلو میں جگہ دی مانا
قصر بلا لیا یہ کہکر ملکہ کی پٹرا ایک پنجہ کہ میں نور الدہر کی پٹرا کنیزیں سب گرفتار ہوئیں فریاد
فریاد کی صدائیں بلند کرتی تھیں کہ باعث اُوسکے نہنگ ہوا ہے ہے ہمبر یا حق یہ بیداد ہے ہے ملکہ کو
سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا قیدی کو مالا سے قصر بلا لیا ہم سمجھتا ہیں یہ غلطہ ہوتا ہوا وہ ابر سب کو لیکر
چلا جس ساحر نے ابر گرایا ہو شعبان جادو اُسکا نام ہے لیکن ان سب کو ابر پر ڈال لیا اور
طرف خاص طلسم کے چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا قضائے کار راہ میں باغ ہو ملکہ ہوشربا کے
شیرین کلام کا ملکہ باغ میں تھی مع کنیزان خدمت میں حاضر ہیں کہ آسمان پر ابر نمایاں ہوا کنیزوں
نے کہا کہ واری کوئی ساحر ادھر سے جاتا ہے ملکہ نے ابر کو دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر اُسی
مقام پر رک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے اس ابر میں کون ہے ہمارے مکان کے سامنے
سے جاتا ہے جواب نہیں دیتا ہے شعبان نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ ہوشربا نے کان سے کلی اُتار کو
پھینک ماری برق ابر پر گری کہ ابر پھٹا شعبان ٹوٹا چاہتا برق کا گرا کہ شعبان کے
دو ٹکڑے ہوئے ابر پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نور الدہر ابر سے گرے ملکہ نے ہاتھ پر روکا نگاہ
جو جمال جہاں آرا پر پڑی بیسے پسینے ہو گئی دل کا پا کلیجے رہا ہاتھ رکھ کے دل کو سنبھالا نور الدہر
کو مسند پر بٹھا دیا شاہزادہ متوجہ ہوا اسے بیہوش تھا کہ ابر سے کنیزیں گرنے لگیں ملکہ کی کنیزوں
نے دوڑ کر عرض کی کہ حضور کنیزیں ابر سے گر رہی ہیں بعد اُسکے دیکھا کہ نگہ ابر سے ایک
برق چمکی ایک سارنی گرتی ہوئی آتی ہے ملکہ ہوشربا نے اسکو بھی جوکا میلو میں بٹھا لیا

بیہوش تھی ہوشیار کیا پوچھا کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی کہان سے آ پ لوگون کو شعبان اٹھا کر
لے آیا ملکہ نے سب حال روروکر بیان کیا کہ مین اپنے قصر مین تھی یہ چھپا جاکر پہونچا اُٹھا لایا ملکہ
نور الدہر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہو ہوشربا نے کہا کہ خاموش رہو سمجھا جائیگا مین جا بجا ری کو
موجود ہون جہان تک ہوگا کد و کوشش کرون گی اور لوح طلسمی کی بھی کوشش کیا جائیگی تمہارے
حال زار پر رحم آیا مین لوح کا حال خود شاہ سے پوچھون گی دیکھون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
کہکے نور الدہر کو ہوشیار کیا ہوشربا نے بڑی خاطر کی نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ قریب آ کے
بیٹھی کہا کیون صاحب کیا قصد ہی نور الدہر نے کہا کہ فتح طلسم مجبون کی آرزو ہی جو اہ اسمین
جان جائے خواہ رہے جو زبان سے کہا ہی وہ کرینگے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے تھے کہ
یہ معاملہ در پیش ہوا ہوشربا نے کہا کہ اے شہر یار اگر آپ عمر بھر رہ روی کرتے تو بھی سرحد طلسم
ہفت پیکر مین نہ پہونچتے لیکن راستہ در میان ہمارے طلسم ہفت پیکر کا اسی جگہ سے متعلق ہو جب تک
آپ طلسم مجبون فتح کریں گے تب تک سرحد طلسم ہفت پیکر ہی - یہ کہیں گے اور
کھائی بھتیجے آپکے جو اسی فکر میں نکلے ہیں سالہا سال مارے مارے پھرین گے اور سرحد
طلسم ہفت پیکر ہیں - یہ کہیں گے آپکی انعالمسدی ہی کہ شعبان کا اسطرف سے گذر ہوا
اور مین نے چھڑایا میرا عجب طرح کا معرکہ ہی بس میری ملکہ نرگس حیرت افزا اسیر بادشاہ
طلسم مجبون عاشق ہوا دولت کے نام سے ملا بھیجا قید کر لیا کنیز نے اکثر نامے لکھے اس
ملعون نے جواب دیا کہ اپنی بس کی شادی ہمارے ساتھ کر دو ورنہ عمر بھر قید مین رہے گی
جفا قید جانے کی سہیگی ہم بادشاہ طلسم مجبون ہین اور ہمسے انکار وصل اے شہر یار مین بیان سے
گئی بموجب حکم مجبون جادو بہن سے ملاقات کی ناچار ہو کے یہ بھی پوچھا کہ تم وصل شاہ کا
کیوں نہیں قبول کرتیں جفائیں اُٹھاتی ہو بہن نے مجھ سے کہا کہ بہن میں نے خواب میں دیکھا
ہی کہ نبیرہ صاحبقران اس طلسم میں آئیں گے میں انکی زوجہ کہلاونگی نرگس دیں ہیہ
خواب مین آئے مجکو مسلمان کر گئے بس تم بھی اعتقاد اسلام کر و مجکو جب سے آپکے آپکا اشتیاق
تھا شاہ ہو رہا ہے وہ دن وزیر اعظم مجبون مجہپر عاشق ہی روز آتا ہی باتیں جو شادی کر نا ہی
بس نے اب تک اسکو عقلمندی سے ٹالا ہی امروز فردا کرتی ہون چونکہ ساحرہ ہون طاعت

دین اسلام کی قبول کی آج جو وہ یہان آئے تو مین اُس سے حال لوح کا پوچھون اُسکی ذات سے
لوح کا پتہ ملیگا نورالدہر خاموش ہو رہے جب شام ہونے لگی وہ نازنین جو باغ سے ساتھ
آئی تھی گلشن دریا بار اُسکا نام تھا اُسکو اور نورالدہر کو ایک گوشے مین چھپا دیا آپ سامان
کرکے بیٹھی نورالدہر نے گوشے سے دیکھا کہ پہلے آندھی چلی برق چمکی ایک تخت نمایان ہوا
اُسپر ایک جادوگر سیہ فام بد انجام تخت اُڑاتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہوا آکر بیوفا ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ
ہوا کہا کیون حال جہان مزاج کیسا ہی آج تمکو پریشان پاتا ہون ہوشربا نے آنکھون سے
آنسو ٹپکائے کہا کہ ای شاہ ہور عجائب وہان کیا پوچھتا ہی آج ہمکو بڑا قلق ہی اب تک تو ہمکو یہ
خیال تھا کہ بس نرگس کی شادی شاہ کے ساتھ ہوگی ہم گھر مین وزیر کے رہین گے سلطنت
طلسم مجنون پر ہمارا اختیار رہیگا آج حال کا خوف پیدا ہوا تمھاری زندگی کیونکر ہوگی ہوشاہ
کیونکر جیئیگا ہمیں خبر ملی ہی کہ طلسم کشائے اصلی نے طلسم سرحد مجنون مین داخلہ کیا اگر
طلسم کشائے اصلی آیا اور اُسنے کد و کوشش کی لوح طلسمی پاگیا پہلے ہمین قتل کرے گا کہ ہم
متعلقین وزیر طلسم کہلاتے ہین شاہ ہور نے کہا کہ ای ملکہ عالم لوح طلسمی کون پاسکتا ہی کوئی ایسا
ہو کہ اس باغ کے بائین جانب ایک صحرا ہی وہان جاکر زیر نخل چنار آواز دے کہ ای داود جنی
جلد آؤ داود جنی بشکل طائر آئے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ صحرائے ریگستان مین
پہونچائے صحرائے ریگستان مین جاکر ایک آواز دے کہ ای ماہی تازہ کہ لقب جس کا
ریگ ماہی ہی جلد میرے پاس آ ایک جوان زمین سے پیدا ہوگا ہاتھ مین اُس کے
ریگ ماہی ہوگی جب وہ جوان ایسا زبردست ہو کہ اُس جوان کو زیر کرے وہ مچھلی
اُسکو دے مچھلی کا شکم چاک کرے تب شکم ریگ ماہی سے لوح طلسم مجنون نکلے گی کون ایسا
ہوگا اور یہ حال کسے معلوم ہی کہ داود جنی کو پکارے اور داود صحرائے ریگستان مین لیجائے
تم ناحق پریشان ہو رہی ہو ای ہوشربائے شیرین کلام تمھاری بھی شرکت ضرور ہی
قواعد مین لکھا ہی کہ ہوشربا شریک ہوگی پس تمکو کب منظور ہی اور تم کاہے کو شریک
ہوگی طلسم مجنون تمھارا ہی جب تک تم مدد نہ کروگی تب تک طلسم کشا صحرائے ریگستان تک
نہ پہنچیگا یہ کہکے کہا کہ صاحب شراب منگاؤ گائن کو بلاؤ ایک دو ساغر لین گانے سے طبیعت کو

بھلائے یہ خیالات محل ہین مجکو کون مار سکتا ہی اگر سحر کرون زمین ہلا دون اوکو دو لاکھ ایک دم بھر مین
قتل کرون ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا گانا ہونے لگا شراب چلی رات بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی
صبح ہوتے آوازہ افتراق والوداع ملند ہوئی شاہور عجائب دان رخصت ہوکر روانہ ہوا
ملکہ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار حال آپ نے سُنا تلاش لوح مین چلیے نورالدہر
آمادہ ہوے ملکہ ہوشربا نے نورالدہر کو تخت پر سوار کیا ملکہ گلشن کو کنیزون سے
سیر دکیا نورالدہر کو لیکر صحراے عجائب مین آئیں کہا کہ ای شہریار داؤد حبشی کو پکاریے
وہ عقب سے حاضر ہوگی نورالدہر نے بفصاحت آواز دی کہ ای داؤد حبشی جلد آ دیں
آواز سن جو دیں آسمان پر ساتا ہوا ایک طائر قوی جثہ اُڑتا ہوا آیا زمین پر آ کے قائم ہوا
نورالدہر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر اُڑا عقب مین ہوشربا چلی
صحراے ریگستان مین لاکر داؤد نے نورالدہر کو اُتارا نورالدہر پشت طائر سے
اُترے طائر تو یہ کہکر چلا گیا کہ جب مجکو طلب کیجیے گا میں حاضر ہونگا طائر تو اُڑ گیا ملکہ ہوشربا
بھی یہ پہنچیں کہا کہ ای شہریار آواز دیجیے کہ اے ماہی تارہ جلد ہمارے پاس آ نورالدہر نے
آواز دی زمین شق ہوئی ایک جوان قوی تن دوہی منہ نکالا ایک ماہی پھڑکتی ہوئی ہاتھ مین کہا
کہ ای جوان ریگ ماہی میرے پاس موجود ہی اسکو لے مگر میں تیرا ارادہ مین امتحان
چاہتا ہون اگر اپنے زمانے کا تو صاحبقران ہی مجکو زیر کرے گا پھر لوح طلسمی کا
اختیار دیگر میں غالب آیا پھر لوح نہ دونگا افسوس کا مقام ہی کہ شاہور نے سب
حال کہدیا یہ کہہ کے ہاتھ سے اشارہ کیا مچھلی مثل ہیکل گلے مین اُسکے لٹ گئی اب خم مار کر
سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر بھی آمادہ ہوے قریب تھا کہ کشتی ستہ دع
ہو ملکہ ہوشربا آکر بیچ مین آ داری کہ ای برادر داؤد طلسم کشا سے معاملہ کرتے ہو
تم قید سے رہا ہوگے اس حماقت سے بچو گے تمہارا بھائی یہاں تک ہو چکا اسکا وہ بھی قید سے
رہائی پایگا ہیئت بشکل طائر رہا ہی یہ جو ہوشربا نے سمجھا کر کہا کہ وہ جوان دوڑ کر قدموں پہ گرا
کہا کہ ای شہریار ہم آپکے آنے کے مشتاق تھے ہم دونوں بھائی مدت سے اس طلسم میں
پھنسے ہیں رحیم حبشی میرا نام ہی وہ طائر رہے رہتے ہیں میں رمل پر رہتا ہوں حمد آپ کو

مظفر و منصور کرے قید طلسم پر در بکار رہا رہے جسم سے دور کرے کئی سال ہوئے کہ عزیز و اقارب سب چھوٹے یہ ریگ ماہی موجود ہے بسم اللہ شکم چاک کیجیے لوح طلسمی لیجیے نور الدہر نے ریگ ماہی اُسکے ہاتھ سے لی رحیم حبشی بھی دیکھ رہا کہ نور الدہر نے خنجر کمر سے نکالا شکم مچھلی کا چاک کیا ایک برق چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں اب جو نور الدہر نے دیکھا ایک تختی الماس کی مدور حروف یاقوت احمر سے نور الدہر نے لوح کو ہاتھ میں لیا ماہی مردہ کو ہاتھ سے پھینکا لوح کو دیکھنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار شکر ہے کہ آپ نے لوح پائی ہوشیار رہیے ذرا علام بھی دیکھے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ شبرنگ سر ہمر دمیار حسرت دہیر کرتا ہے آتا ہی قریب ہو کر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہیں لوح طلسمی پائی ہے [illegible] سے آپ سے چھوٹا جنگل میں مارا مارا پھرتا تھا آج حضور کے سامنے ہو بجا ہی لوح طلسم جنون ہی نور الدہر نے خوش ہو کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا کہ اے برادر یہ دیکھو لوح طلسمی موجود ہے شبرنگ نے لوح کو ہاتھ میں لیا دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا کہ دیکھیے ایک ٹھلک کوئی ساحر آتا ہے ذرا اسے کو بکا ہے نور الدہر اُدھر پلٹے شبرنگ سے سر پرواز پیدا کیے آواز دی کہ مسم ماہور جادو دیکھو یوں لوح لیجاتے ہیں نور الدہر تو دیکھ کے رہ گئے ہوشربا نے جو دیکھا کہ ماہور اُڑ کر چلا آواز دی کہ مسم ملکہ ہوشربا سے شیرین کلام ہو ماہور کہاں جاتا ہو جست کرکے بلند ہوئیں برق بکر ماہور پر گریں کہ ماہور کے دو ٹکڑے ہوئے لاش زمین پر گرا نور الدہر نے دوڑ کر لوح اُٹھائی لوح کو چوم کر گلے میں ڈالا فرمایا کہ ہوشربا بڑا کام کیا ہوشربا نے کہا کہ اب حضور پر دی مشکلیں آسانی سے طلسم ہو سکے گا میں ہر وقت سامنے ہو جاؤں گی یہ کہکر ہوشربا ایک کبوتر کی شکل بنکر بلند ہوئی آسمان میں ڈوبی نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ ہو د اود جنی ہو اُس سے کہو کہ مجھکو باغ میں موشک رمین کی سے [illegible] نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا داؤد جنی شکل طائر حاضر ہوا [illegible] آسمان سے گویا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسمی مبارک ہو ہر وقت ہر مقام پر ہوشیار رہیے گا الغرض ابھی مرحلہ دم دیگر لوح سے لیں لوح سے جبر ار رہیے گا نور الدہر نے کہا کہ ہم

باغ موشک زمین کن میں پہونچا وہ کہکر پشت پر اُوو کی سوار ہوے وا اُوو اُڑتا ہوا چلا
تھوڑے عرصے کے بعد صحرا میں ایک باغ معلوم ہوا لیکن باغ ویران پتے درختوں کے زرد
روشیں ٹوٹی ہوئیں وا اُوو نے کہا کہ اے شہریار یہی باغ موشک زمین کن ہے پہلو سے بالا پر
نورالدہر کو لاکر اُتارا نورالدہر اُترتے ہی لوح کو دیکھتے ہوے طرف باغ کے چلے بعد
ملاحظۂ مضمون لوح بسم اللہ کہکر باغ میں داخل ہوے کہ تڑپنے کی آواز کان میں آئی نورالدہر
اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے پھر یہ صدا آتی ہے کہ اے پروردگار یہ مصیبت جھیلنے نہیں
اُٹھتی جلد اجل آ جاتا تمہ ہو نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نخل میں طہماس سدھے بیٹھے ہیں بدن
میں مار سیاہ لپٹے ہوے نورالدہر دیکھکر بیتاب ہوگئے پکار کر آواز دی کہ اے طہماس
تم کیونکر گرفتار ہوے رو رو کر طہماس نے عرض کی کہ حضور نے جو لوح طلسمی حاصل کی
تھی اُسکا کیا انجام ہوا نورالدہر نے کہا کہ میرے پاس موجود ہے کہا حضور اس باغ کی
مالک ملکہ موشک زمین کن ہے وہ مجھکو پکڑ لائی طالب وصل ہوئی ابھی تک تو میں نے
قبول نہیں کیا نورالدہر نے قریب آکر کمند ین توڑ بن عکس ہو نورالدہر کا جسم پر طہماس کے
بڑا مار سیاہ بدن سے گر گئے طہماس نے قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ حضور موشک آئے گی آپ
بہت ہوشیار رہیں یہ کہتا ہوا طہماس نورالدہر کے ساتھ چلا وسط باغ میں بارہ دری ہے
نورالدہر اُس بارہ دری میں آئے طہماس ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ غلام کئی دن سے یہاں قید
ہے موشک زمین کن سب کو آتی ہے کبھی سمجھاتی ہے کبھی وعدہ کرتی ہے کہ تیرا مرتبہ عالی کردیگی
پھر کہا ارے کوئی اس مقام پر نہیں کہ ساہرا ہے کیوا اسطے شراب وکباب لالے تھکے ہوے
آئے ہیں در السیعت کو ڈھارس ہوئی یہ کہکے طہماس نے اُٹھا الماری کھولی گلابی شراب کی
مع جام نکالی جام لبریز کرکے کہا کہ اے شہریار غلام کے ہاتھ سے ایک جام نوش فرمائیے نورالدہر
نے ہاتھ سے جام طہماس کے لیا چاہا کہ نوش کریں ایک سوکھا ہوا درخت تھا اسپر ایک
عندلیب خوشنوا مانو مردوں کو خرید رہی تھی یا تڑپ گئی جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ میں
جام لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوے نورالدہر اُسکو دیکھنے لگے اُس عندلیب نے
آواز دی کہ مقام افسوس ہے ہستا دہاس ہو اُس سے یہ پوچھے نورالدہر کی جیسے سوتے ہے

آنکھ کھلی جام تو بائیں ہاتھ میں لیا لوح پر جو نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ موشگ زمین گن ہی اگر ایک قطرہ شراب کا حلق سے اترا جسم پانی ہو کر بہ جائیگا مناسب ہو کہ یہ جام پھینک مارو اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو نورالدہر نے فوراً کہا کہ ای طلماس تو شراب تم ہی پیو طلماس نے ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے جام پھینک مارا قطرات شراب جو جسم پر طلماس کے پڑے ایک چیخ ماری کہا کہ اے ظالم یہ عمل تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکے جلنے لگا باغ میں بھی آگ لگ گئی سارا باغ جلنے لگا طلماس نکلی جلکر خاک ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام موشگ زمین گن ہو زمین کا طبقہ اُڑکر آسمان پر گیا ایک قصر ظاہر ہوا اور دروازے پر قصر کے چند رنگی سیاہ رو بیٹھے تھے اُنکو نورالدہر نے مارا اور دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا ہزار ہا بندگان خدا مسلسل و مطوق بیٹھے ہیں کہ رہے ہیں کہ آج ماران جسم کیوں جل گئے کیا کسی نے اُس ظالم کو مارا کہ نورالدہر سامنے آئے مارہ ہزار جوان قید خانے میں تھے تاجدار و امیر زادے و تاجر بچے بیٹھے رو رہے تھے نورالدہر نے آکر سب کی قید کاٹی حوض تھا وہ موں پر گرا تعریفیں کرنے لگا کہ خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ بلا آپ کے سر سے دور کرے ایک جانب دیکھا کہ ایک تاجدار حسین و جمیل سر نگوں رستم صولت اسفندیار جرأت بیٹھا ہوا ہے دریا ہو نورالدہر اُسکے قریب آئے فرمایا کہ ای جوان تو کس حال میں ہے مجھکو بہت پریشان معلوم ہوتا ہوں کہا ای شہریار میرا الماس نوشرو نام ہے باپ میرا کیوان بن منظر عراق میں میرے رونا ہوگا ماں باپ کا عجب حال ہوا ہوگا میرا یہ حال ہے کہ مجھکو کہ موشگ زمین گن ڈائن مجھ پر عاشق ہے رات کو ملاقی ہے وہ صدمے سہ سکتا نہیں ہے کہ عرض نہیں کرسکتا اُسکی مدعت سے موت مانگتا ہوں نورالدہر نے فرمایا عنایت خدا میں نے موشگ کو قتل کیا جب تو ماران سیاہ تمھارے جسم سے گرے ای برادر میں تمھاری ہی تلاش میں آیا تھا کو ٹھے دہان کے کھلوا ئے الماس نوشرو رہا ہوتے ہی کوٹھوں سے ہتھیار نکالے لگا اُن سب جوان کو مسلح کیا بارگاہ بھی اُسی مقام پر تکلی بارگاہ کو باہر لا کر استادہ کرایا نورالدہر اُن جوانوں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے شہزنگ بن عمر و صحرا میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ یکا یک صحرا میں آگ لگ گئی کان میں آواز آئی کہ کشتی مرا

تام من موشک زمین گیر نو شبرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا پہاڑ سا سامنے تھا وہ گر گیا وہ سمجھا کہ آقا پہونچے جو ساحر بیان کا منتظم تھا وہ مارا گیا اُس وقت شبرنگ آکر پہونچا کہ بارگاہ استاد ہو رہی ہے بارہ ہزار تاجدار اُس صحرا میں ٹھیر رہے ہیں نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہیں کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا قدموں سے لپٹ گیا نور الدہر چونکہ دھوکا کھا چکے تھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ تمہارا بھیا رہی پر اسے انتظام اشارہ کیا شبرنگ نے بارگاہ استاد کرائی جیسے واسطے سرداروں کے جا بجا نصب کیے نور الدہر داخل بارگاہ ہوئے فرماتے ہیں کہ کل انشاء اللہ مرحلہ ثانی پر جاؤں گا لیکن موشک جو قتل ہوئی مجنون جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوشاہی عجائب نگار وزیر اعظم کرسی وزارت پر اور جملہ سردار و تاجدار جمع ہیں کہ چند جادوگر نہان روتی پیٹتی حاضر ہوئیں کہا کہ ای بادشاہ طلسم طلسم کشا سے اصلی طلسم میں آگیا لوح اُس نے پائی موشک نے ...یا ہوتا لیکن کسی نے خبر کر دی کہ لوح اُسنے دیکھی اب اُسی صحرا سے موسُب میں موشک کو قتل نوسے کے طلسم کشا مع لشکر بارہ ہزار تاجدار ہمراہ ہیں کل مرحلہ ثانی پر جائیگا حضور کیا غافل بیٹھے ہیں مگر کیسے مجنون یہ حال سُنکر دیوانہ ہو گیا کہا یا رو موشک مارا جانا تو غضب ہوا بڑی مکارہ کارگذار تھی جیسا قتل ہوا تمھارے تم میں کوئی ایسا ہو کہ جاکر طلسم کشا کو ساحرانہ لاسکے ساحروں نے کہا کہ حضور بسبب لوح کے ہمارا حربہ نہ چلیگا غیر ساحر جا سے طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے خرطوم فیل دندان اپنے مقام سے اُٹھا کر کہ غلام طلسم کشا کی تسکین باندھ کر لائیگا یہ حال دیکھا کہ سوار و پیدل مجنون نے ساتھ کیے خرطوم قلعے سے نکلا گینڈے پر سوار ہو کے جا بہ جنگلوں کو طے کرتا ہوا جاتا ہے سامنے کار ایرج نوجوان بھیرتے پھراتے سرحد کیوان پر منتظر ہیں ہو سکے کیوان سے حرکت کر قاسم ... آتا ہو قلعے سے نکلا استقبال کر کے ایرج کو قلعے میں لایا سامان دعوت کیا ... آگئی ... ن است جائے کہ نور الدہر کے دل میں یاد کہ میرے بیٹے تو رہا کر دیے گئے ہیں بیٹی ... ایرج کے تیور پر بل پڑ گئے کہا کہ ... پھر ... حیلہ کر کے بھاگ گیا ... سرحد ... کل ہی تمھارے بیٹے کو رہا کر ... گے ... کے تمھیں ... لگے ہر چند کہ ... یا ایرج نے ... صبح کو ... کر کے اُس صحرا میں آگئے

پہاڑ و جبہ ندارد ہو چکا اور راستہ کھلا ہوا اِدھر ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہیں پشت پر فوج شاپور الیاس عیار ساتھ باتیں کرتا ہوا ایک صحرا میں پہونچے تھے کہ دن کم باقی تھا اُسی مقام پر اُترپڑے کرسی پر آ کے بیٹھے ہیں سیر صحرا دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل آ کر اسی صحرا میں یہ بھی اُترا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر اُترا ہے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان ہمچشم نورالدہر بن بدیع الزمان واسطے طلسم کشائی کے جاتے ہیں خرطوم نے شاطر سے کہا کہ اگر یہ جوان بھی وہان پہونچ گیا تو دونوں ملکر طلسم کشائی کرینگے بادشاہ کو بڑی مشکل پڑیگی ایک نے تو جاکر ہنگامہ ڈال دیا میں پہلے اسی کو قتل کر دونگا بعد اسکے جاکر طلسم کشا کو تونگا بارگاہ استادگی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاروں نے آکر ایرج کو خبر کی ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے اُس ملعون کی میرے ہاتھ سے قضا ہے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں جمیں خرطوم نے گینڈا اپنا میدان میں آکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج نے مرکب بڑھایا گرد ن اشقر طرارہ بھر کے چلا سامنے خرطوم کے پہونچا بعد نگاہ در خرطوم نے جو حال پیشانی دیکھا کہا کہ اے جوان میرے ساتھ چل شاہ طلسم سے تیری خطا معاف کرا دونگا شاہ تجکو افسر کریگا ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ میدان کارزار ہے یہان تیر کلمہ سے مقصود ہے کلام کرنا چاہیے خرطوم نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر ایرج نے نیزہ کا ٹھوکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے خرطوم کے نکل گیا خرطوم نے غصے میں قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گردہ سپر کا آگے کیا تلوار نے خرطوم کی سپر کو کاٹا اوچھا زخم سر پر ایرج کے آیا جیسے شیر زخم کھا کر بپھرتا ہے خبردار خبردار کہکے تیغ دودم ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹا تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دوار تیغ پہونچا خرطوم نے دستانہ مارا تیغ جھکا کر نکلا اس زور میں تیغ جاتا تھا کہ گردن گینڈے کی کٹی اور خرطوم تہ و بالا ہوا فوج والوں نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لاکھ سوار و پیدل لیا لینا کہکر آپڑے اِدھر سے نیلم و فیلم بیوپے دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی لشکر والوں نے خرطوم کو ہوادار پر سوار کر لیا خرطوم نے رحم مادہ حادو سر سے

گئے تھے یہ ہوا ابھی لڑائی میں مصروف ہوا ایرج نوجوان کے فوج والے لڑے بھڑے ہوئے صف شکن تیغ زن چند حملوں میں پاؤں فوج دشمن کے اکھاڑ دیے خرطوم بھاگا ہوا آتا ہے پہلوانان ایرج تعاقب کیے ہوئے آتے ہیں قضائے کار۔ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ میں بیٹھے ہیں شبرنگ کس رہائی کر رہا ہے کہ صدائے یا ہوئے دلیران کان میں آئی شبرنگ سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ چند ملازم دوڑے ہوئے آئے کہا حضور ایک لشکر بھاگا ہوا آتا ہے ایک لشکر والے تعاقب میں ہیں مگر جنہیں شکست ہوئی وہ جوان بانکا آپ کے ہم صورت ہے کس زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نور الدہر نے ہنسکر کہا کہ ای شبرنگ سمجھے ایرج کا پتہ دیتے ہیں اس تاجر زادے کو بھی چین نہیں لشکر ہمارا ابھی تیار کرو تاجدار فوراً تیار ہوئے نور الدہر نکل کر اسپ پریوش پر سوار ہوئے دیکھا کہ ایرج نے قیامت برپا کر دی ہے مگر فوج کفار بہت ہے ملازمان ایرج زخمی ہو رہے ہیں ایرج پہلوانوں کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں چاہتے ہیں کہ خرطوم پر جا پڑیں اس کو ماریں تو فتح ہو آگے خرطوم کے پرے بندھے ہوئے ہیں سب افسر سینہ سپر کیے کھڑے ہیں اپنے آقا کو بچائے ہیں اسی سمت بھاگے ہوئے آتے ہیں نور الدہر بھی نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ نور الدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران بخشم دلبھر۔ شہسوار ہفتم شاہزادہ نور الدہر۔ بارہ ہزار جوان جو گرے اور نور الدہر کے نعرے کی آواز جو ایرج نے سنی بیقرار ہو گیا سر اٹھا کے جو دیکھا گلے ہیں نور الدہر کے لوح طلسمی مثل ماہ تابان چمک رہی ہے اور نور الدہر شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں ایرج نے دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے میرے مقام پر کیوں آیا میں تو شکست دے چکا ہوں اسی میں بہتر ہے کہ ہٹ جا نور الدہر نے کہا کہ او تاجر زادے تجھے کچھ شرم بھی آتی ہے یہ کلمہ جو نور الدہر نے کہا ایرج نوجوان بگڑ گیا صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا قریب نور الدہر پہونچا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا سیر نور الدہر کی کٹی ہر طرح چاہا کہ اپنے کو بچاؤں مگر نہ ممکن ہوا سر بھی کسی قدر زخمی ہوا نور الدہر نے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر نکلا ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا کہ سر ایرج کا بھی زخمی ہوا ایرج کو خوف ہے کہ میں گھوڑے سے گر پڑوں مگر پلے پڑتے ہیں کئی تلواریں چلیں

خرطوم والون نے جو دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑنے لگے فوراً راہ صحرا لی بھاگ کر نکل گئے
یہان ان دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہو دونون سردار زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف
اُئین ہنگامۂ گیرودار بلند ایک طور پر جنگ ہو رہی ہو اب دونون جوانون کو منظور ہوا کہ گھوڑون
سے کود ین آپس مین کشتی لڑین دامن گردا نے آستینین چڑھائین قصد ہوا کہ کودین مصروف
جنگ وجدل ہون کہ آسمان پر نوبت ونقارے کی صدا بلند ہوئی دیکھا نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار دونون شیرون کو جو لڑتے ہوئے دیکھا نقابدار نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا
کہ کیا غضب کی بات ہو آپس مین شکست یا نتیجہ ایک کے مرنے پر ہو گی دین سے نفرت کر
نقابدار گر ایرج مین دونون شیرون کے جا پڑا دونون کو گھر کا کہا یارو یہ کیا حرکت ہو غیر ملک مین
آئے ہو اور آپس مین یہ فساد سردار اب ایسی حرکت ہو گی تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا تم
دونون جوانون نے نام اہل اسلام کا مٹایا یہ کہکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا کہا کہ چلو یہان
تمہارا رہنا بہتر نہین اور نور الدہر سے کہا کہ تم اسی مین مصروف ہو ایرج کو ساتھ لیکر نقابدار
چلا گیا بارہ کوس پر جا کے ایرج کا ساتھ چھوڑا کہا خبردار اب اگر اُس طرف گئے تو تم جانو گر
ایرج کو چھوڑ کر نقابدار چلا گیا ایرج ایک جانب چلے کہ ذکر انکا الگ تحریر کرونگا لیکن بعد
جانے ایرج کے نور الدہر نے سب جوانون کو اُسی مقام پر چھوڑا قصد ہوا کہ لوح دیکھون
خرطوم جو شکست کھاکے ایک صحرا مین اُترا تھا ایک عرضی مجنون کو لکھی کہ ای بادشاہ طلسم
علام اسطرح حال تھا یہ معرکہ درپیش ہوا غلام شکست خوردہ زخمی فلان صحرا مین فروکش ہو یہ
عرضی پاس مجنون کے بھیجی مجنون نے توسن بلند رکاب کو نین لاکھ فوج دیکر روانہ کیا
کہدیا کہ فلان صحرا مین خرطوم موجود ہو اُس سے ملاقات کرنا وہ تجکو بہ مقابلۂ نور الدہر لیجائیگا
تو طلسم کشا سے مقابلہ کرنا توسن بلند رکاب مع اپنی فوج کے پاس خرطوم کے پہونچا
خرطوم توسن کو دیکھکر خوش ہو گیا اُسی دن فوج کو تیار کیا رحم اٹھی سر پر باقی تھی ہوتی تھی
کوچ کر کے مقابلے مین نور الدہر کے پہونچا شب کو طبل جنگی بجوایا نور الدہر سے شب تک
بے خبر کی نور الدہر نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم
میدان مین آئے توسن آگے بڑھا خرطوم انتظام فوج کرتا ہو اور نور الدہر اُن بارہ ہزار

بجوالون کو لیکر میدان مین آئے صفین جنگ کی نہج نور الدہر کی دیکھکر توسن ہنستا ہو کہتا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ قہرمان طلسم کو ہمارے مقابلے مین لایا ہو یہ ہمسے کیا لڑسکین گے جب صفین
جم چکین توسن نے اپنا گیندا انکا لا میدان مین آگر آواز دی کہ ای فرقۂ غدار پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے الماس خوشرو نے قصد کیا تھا کہ نکلے نور الدہر نے اُسکو روکا اسپ
پری پوش بڑھایا گھوڑا جو اُنکا تھا مرکب طلسمی طرارہ بھرکے چلا گنداً مثل ماہ نو سکے کیا دم سے
چنور کرتا ہوا توسن نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ نوجوان
معشوق وضع ہو اگر ہاتھ رکھونگا کلائیان ٹوٹ جائینگی یہ سوچ کر گینڈا بڑھائے نگا اور بڑھایا
نگا اور جو آپس مین چلی کچھ قدم گینڈا توسن کا اور چار قدم اسپ پری پوش ہٹا جلوۂ نور جمال
نور الدہر سے تمام صحرا روشن ہو گیا توسن چہرۂ بےنظیر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہا
ای جوان اگر میری اطاعت کرے تو تجھے سپہ سالار طلسم محجوبان کراؤن یا اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون مجھ ایسا پہلوان سپہ سالار تجھ ایسا لشکر کا تاجدار ہو تو تمام دنیا کو تسخیر کرون نور الدہر
نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہم برائے قتل محجوبان آئے ہین اُسکی ملازمت کرینگے
اُسکے قتل کی فکر مین ہین آخر توسن نے نیزہ مارا مگر سینہ بچا کر نور الدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر نور الدہر نے نیزہ توسن کا گانٹھا تھیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے توسن کے تن سے
نکل گیا یا تو نیزہ بازی کر رہا تھا یا اک چیخ ماری کہ ای جوان دو دریائے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغۂ سیدی کی ہی ایک ہی وار مین خاتمہ ہو خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی سر پہ آکے تلوار پڑی زخم کاری
نور الدہر نے کھایا مگر زخم کھا کر تیغۂ خارا شگاف کھینچ ہاتھ مارا سر توسن کا بھی زخمی ہوا
اُسنے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر گردن پہ گینڈے کی پڑا جو مارا آیا ساتھ والے اسکے دوڑ
پڑے طرف سے نور الدہر کے بارہ ہزار تاجدار آپڑے توسن کی فوج جنگی ہی سبب
اپنے اسپے ملکون کے تاجدار بہت لوگ مارے گئے شاہزادہ نور الدہر کے
سر سے اسقدر خون جاری ہو کہ یقین ہو غش کھا کر گر پڑین گلگوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین

گھوڑے کی ڈالدیے اسپ پریوش طلسمی سے سوار کب کو اپنے شکست پایا ایک جانب سے نکلا پشتکین دولتیان مارتا ہوا ایک نکل گیا بیان وہ تاجدار جیب نصرت سے بھی کم رہ گئے شکست کھائی ایک صحرا کی جانب رُخ کیا توسن کو غنیمت ہو اہل و اسباب لوٹنے لگا یہ لوگ جا کر ایک درہ کوہ مین چھپے شبرنگ نے جو اپنے آقا کو نہ پایا الماس نوشرو سے کہا کہ تم اسی مقام پر رہنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون سنا ہو تو ڈھونڈھکر لاتا ہوں یہ سوچ کر چلا مرکب شاہزادہ نورالدہر کو لیے ہوے جاتا ہو قضاے کار غزال آہو چشم کوٹھے سے بنگلے پر بیٹھی ہو وہ بکل پھاٹک پر سیاہ دیکھا ملکہ غزال نے دیکھا کہ ایک گھوڑا ایک زخمی کو لیے ہوے آیا سامنے زین سے راکب کو گرایا ملکہ غزال نے کنیز وسے کہا کہ کسی مسافر کو قزاقون نے زخمی کیا گھوڑے نے لا کر گرا دیا بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہمارے نواحی مین یہ مذمت ہو ذرا اس جوان کو اٹھا کر لاؤ جب اسکو ہوش آئے تو اس سے وضع قزاقوں کی پوچھی جائے اُنکو گرفتار کرکے سزا دیجائیگی لیکن یہ جوان نڑا جری دبہادر معلوم ہوتا ہو کہ اسقدر زخم کھائے مگر اسباب جسم کا نہین دیا کنیزین ورا اُٹھین غزال خود اُٹھی کہا کہ ارے ڈرتی ہو زخمی سے ڈرنا کیا غزال خود اُٹھکر آئی اب جو نگاہ جمال جہان آرا ے نورالدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد چہرے سے پاک کرکے کہا کہ ارے باغ سے چارپائی لاؤ اسکو اُٹھا کر لے چلین ایک کنیز جراح کو بلانے جا ئے ایک کنیز واسطے لینے جراح کے چلی گئی کنیزیں دوڑی ہوئی گئیں چارپائی اُٹھا کر لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ دیا اب تو کنیزین بھی لپٹ گئیں اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا ملکہ نے خود پائے پر ہاتھ رکھا کنیزین بھی ساتھ ہیں دس بارہ نے کاندھا دیا چندے مرکب کو جمکا۔ کے بُلایا گھوڑا بھی سرنگون حال پر اپنے آقا کے آنکھوں سے اپنی اشک حسرت ٹپکاتا کنیزون نے کہا کہ واری گھوڑا بھی روتا ہو غزال نے جھلا کر جواب دیا کہ مرکب قدیم ہو خدمت مین مدت سے رہا اب جو آقا کو اس پریشانی میں دیکھا آنکھوں سے آنسو ٹپکائے اسکا غم کیا یہ کہتی ہوئی باغ میں لائیں ملکہ نے اشارہ کیا کہ جراح آیا کنیز نے عرض کی حاضر ہو کہا ہمارے سامنے لاؤ جراح جب آیا زخم دیکھکر گھبرایا مگر دیکھا کہ کوئی رگ دٹھا نہیں کٹا کہ جس سے خوف جان کا ہو یہ کیکر

جراح تھے۔ زخم دھویا پٹی چڑھائی لوح طلسمی لگے میں نور الدہر کے پڑی ہوئی غزال سمجھی کہ یہ بھی کچھ
زیور ہی گلے سے نہیں اُتاری اشتیاق میں کلام کرنے کے بکس برابر کر رہی ہے کبھی تلوے
سہلاتی ہے کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا پھر دن رہے نور الدہر نے آنکھ کھولی سرھانے اپنے
ایک نازنین کو دیکھا خوش نگاہ آسمان خوبی کی ماہ چمنی گلشن جمال کی کہ رہی ہے۔ نور الدہر نے
جوں ہی آنکھ کھولی غزال نے شرما کر رومال روک لیا نور الدہر اُٹھ بیٹھے۔ غزال نے جھپکا
سے کہا کہ دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹیں نور الدہر نے نہ سُنا اٹھ کر بیٹھے تکیہ پشت پر لگا دیا گیا
غزال نے محبت پوچھا کہ کیوں صاحب کیا کیفیت گذری کس صحرا میں قزاقوں نے گھیر لیا تھا
نور الدہر نے جواب دیا کہ قزاق ہمکو کیا گھیر سکتے توسن نام ایک پہلوان بادشاہ طلسم
ہمیر سے چڑھ کے آیا اسکے ہاتھ سے زخم کھائے گھوڑا اسطرف نکال لایا اور نور الدہر نے
ملنا لوح کا بھی بیان کیا غزال کو سنّاٹا آگیا چپ خاموش بیٹھی ہو سوچ رہی ہے کہ کیا کروں
کچھ ذہن میں نہ آیا نور الدہر کو پھر غش آگیا غزال نے پلٹ کر کنیزوں سے کہا کہ ہمن مانع
میں مرش بچھاؤ نور الدہر کو غش ہے گوہ اقاقہ ہوا اب دونوں شیدا سے یک دیگر کا اطلا
ہوا مسند پر تمکین شاہزادہ نور الدہر کو بوجہ زخمداری کے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی جب
ساعت بھر اٹھ کے گئے کمرے میں جا کر لیٹ رہے یہاں غزال خاموش بیٹھی ہے حیران ہے کہ کیا
کروں اطاعت شاہ یہ کہتی ہے کہ اسکو گرفتار کروں الفت دل مانع ہے کہ معشوق گرفتار ہو نہیں
معلوم کیا ہے لیکن جب لوح دیکھے گا پہلے میرے ہی قتل کا ارادہ کرے گا اس سوچ میں تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک حوال ناحدار تخت پر سوار آکر پہونچا کہا کیوں ملکہ یہ بیتاب کیوں ہو
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا کیا بیان کروں یہ مقدمہ کہنے کے لائق نہیں ہے جدا رہے
کہا کہ صاحب مجھسے چھپاتی ہو تمھارا برسوں سے طالب دیدار ہوں تو کہو گی وہ کہا لاؤ نگا
غزال کا دل ٹھہرا اسکا کہا کہ اے نرگس شیر سوار عجب ہو گیا الطلسم کشا رخمی ہو کر میرے
باغ میں آگیا میں نے علاج کیا اب مجھکو یہ حال معلوم ہوا کہ یہ دل طالب ہوا اب مجھکو یہ
ہو کہ کیا کروں نرگس یہ سنکر اچھل پڑی کہا کہ ملکہ غزال تمھارا اقبال دوسرے مرحلے
کی تم ہی تو مالک ہو وہ جب لوح دیکھے گا تم ضرور با تھوڑا سے ملو تم کیا ہے۔ ہو میں

جا کر گرفتار کرون خدمت مین شاہ کی بجاؤن اگر یہ جوان بچا پہلے تمہارا ہی ملک تباہ کرے گا
غزال نے کہا کہ ای نرگس میرا دل نہین مانتا عجب عجب بھولی بھولی باتین ہین آج یہ سوال
تھا کہ اگر کہو تو سرا ے فاتح طلسم جائیں ہین ے باتوں ہیں پڑ کہ زخم اچھا ہوئے تو جانا نرگس شیر سوار
نے کہا کہ وہ جوان کہان ہے غزال بولی ذرا ٹھہرو ہے جب جلس کھڑا ہو غزال نے انگلی
سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے کمرے میں طلسم کشا چھپر کھٹ پر سو رہا ہی نرگس اپنے مقام
سے چلا کہا کہ مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ای ملکہ بڑے بڑے جھگڑے ہین اگر طلسم کشا قتل
ہو جائے تو شاہ طلسم کی جان بچے ورنہ لوح خبر دیگی تاہ قلعہ طلسمی میں سیکا ئیگی یہ کہتا ہوا چلا
غزال کہتی ہو کہ ای نرگس بات کو سمجھ تو نرگس دوڑا جا کے دروازہ کمرے کا کھولا
دروازہ جو کھلا نور الدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہی لوح کا تو نرگس کو
خیال ہی رہا جیسے داے مات کے جھپکے سمجھا کہ شاید یہ جوان میرے سحر میں پھنس گیا
غزال دور سے دیکھ رہی ہی نرگس نے آکر قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچون نور الدہر
نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا منہ کے بل نرگس گرا ایک طمانچہ مارا کہ سر نرگس کا اڑ گیا
غزال نزدیک آ کو دیکھکر کانپ گئی کچھ کہہ سکی نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ غزال صاحب مرحلہ ہی نور الدہر کا ارادہ ہوا کہ چل کر اسکو قتل کردن غزال دوڑ کے
قدمون پر گری کہا کہ ای شہریار یہ بادشاہ کا بھائی تھا مگر اب اس کام پر بڑی قیامت
برپا کرے گا مجنون کو ضرور خبر ہو پہنچے گی کیونکر گوارا کرے گا کہ بھائی مارا جائے دو
صاحب اختیار ہو کر دخل نہ دے اور مین تو کنیز ہوں یہ خیال آیا سنئے جو حال شاہ
قتل کا قصد کیا مجھے آپ کو صدمہ دینا گوارا نہیں جو حکم دیجیے بجا لاؤں ستا ہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے یہاں تو یہ رنگ ہی غزال ہاتھ باندھے ہوئے کہہ رہی ہی کہ
اب یہاں سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ مجھپر بھی کوئی افتاد پڑے مجنون تخت طلسم مجنون پر
بیٹھا ہی وزیر و مشیر حاضر ہین کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا ایک طائر روتا ہوا
آ کے بیٹھ ایک طائر کلان سامنے بیٹھکر آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکانے لگا مجنون نے پوچھا
ای طائر طلسمی خیر تو ہی طائر اور زیادہ چیخین مار کر رو دیا کہا کہ ای بادشاہ آپ کے بھائی صاحب

ہاتھ سے طلسم کشا کے باغ میں غزال کے مارے گئے مجنون نے تلوار مارا کہا کہ ارے
طلسم کشا نے بھائی کو کیونکر پایا کہا غزال پر عاشق تھے برائے نظارہ بازی جاتے تھے طلسم کشا کو
دیکھکر جا پڑے طلسم کشا نے مار ڈالا یہ سنکر مجنون اٹھا کہا کہ یار و سر پیٹنے کی جگہ ہے ذرہ اور امرائے
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار آپ قصد نہ کریں ہم جائیں گے طلسم کشا کو گرفتار کر لائیں گے
علاوہ اسکے توسن قریب طلسم کشا جاتے ہیں انھیں کے ہاتھ سے طلسم کشا زخمی ہوکر باغ
غزال میں پہونچے نامہ لکھیے بنام توسن کہ وہ غزال اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے بھیجدے یہ
رائے سب کے پسند آئی توسن و خرطوم کو نامہ لکھا کہ ای توسن و خرطوم طلسم کشا باغ میں
غزال کے آج کئی روز سے فروکش ہے دونوں کو گرفتار کرنے کا تمکو حکم دیتے ہیں ایسی کبھی
طلسم کشا پر افتاد نہ پڑی ہوگی باغ غزال میں اکیلا ہے شاطر تک ساتھ نہیں یہ نامہ روانہ کیا
توسن تاجداروں کو بھگا کر اسی مقام پر اترا تھا کہ نامہ لاکر ایک ساحر نے ہاتھ میں دیا توسن
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا کہ ابھی جلکر گھیر لو یہ کہکر لشکر میں تھر تھراہٹ آئی اور طرف باغ غزال کے
چلا یہاں سب غزال نے سامنے نور الدہر کے عذر کیا نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ غزال
صاف تو یہ ہے کہ ہم تمھارے شکرگزار ہیں تم اپنے باغ میں جگہ دی ہے اب سب صاحبوں سے
ملاقات مدتی ہے جو گذرا وہ گذرا اسکا ذکر نہ کرو اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم یہاں سے چلے جائیں
غزال نے کہا کہ میں تو یہ نہیں چاہتی کہ آپ میرے باغ سے جائیں یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں دوڑتی
ہوئی آئیں جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور کیا غافل بیٹھی ہیں سارا باغ گھر گیا توسن بلند رکاب
طرف دروازے کے آتا ہے کہتا ہے کہ میں ہی نے تو طلسم کشا کو زخمی کیا تھا غزال ہنسنے لگی
کہ میں جاکر سب کو ہٹائے دیتی ہوں ایک سحر میں سب بھاگ جائیں گے نور الدہر
نے کہا کہ ملکہ خبردار تم سحر نہ کرنا رحمی کر کے اسکو شرمندہ ہونا ہے ہمارا مرکب تیار کرو
کیسر دل نے اسپ پری وش کو تیار کیا نور الدہر اسپر سوار ہوئے طرف دروازے کے چلے
پیچھے غزال ہی رو رو کر کہتی ہے ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہیں نور الدہر نے غصے میں
جواب دیا کہ ان مقدمات میں دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی غزال خاموش ہو رہی
دروازہ کھلوا کر نور الدہر باہر نکلے توسن نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال

دو ادھرسے نمایان ہوا توسن نے گینڈا اڑھایا نور الدہر جا پڑے سے ینرہ چلا نور الدہر نے نیزہ
اسکا کاٹا اس نے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا اور نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُٹھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ توسن ساری بدلگامی بھولا تلوار بیچ
پڑی مع مرکب چار ٹکڑے ہوے توسن کا مارا جانا کہ اہالی فوج نور الدہر پہ آپڑے نور الدہر
نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی الماس خوش شرو
تلاش کرتا ہوا نور الدہر کو آ نا تھا شاہزادے کو جنگ مین دیکھکر شریک جنگ ہوا توسن
کا لشکر بے سردار سب شکست کھا کر بھاگے جس فوج کے افسر گرفتار ہوے تھے وہ
شریک ہوے نور الدہر فتح کرکے چلے غزال استقبال کرکے باغ میں نور الدہر کو لائی
تصدق اُتارے نور الدہر اگر داخل باغ ہوے لشکر بیرون باغ اُترا افسر ما یا صبح کو واسطے
طلسم کشائی کے جانو نکا شب بہ عیش راحت گذری بوقت سحر نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا
شبرنگ سے کہا کہ تم فوج اور ملکہ کے نگہبان ہو باغ سے باہر نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے
لیکن یہ ملحوظ رہے کہ توسن کے مارے جانے کی خبر جو مجنون کو پہونچی مرطون پر نامے لکھے
کہ طلسم کشا آتا ہے ہوشیار رہنا اہالی مرحلہ مشتاق ہیں کہ نور الدہر نے دسم حاتیہ لوح پڑھا
داؤد جنی حاضر ہوا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار اب اہالی طلسم میری فکر مین ہین صورت
جو طائر کی منا جیتا تھا وہ تو دقع ہوئی اس صورت کا مجکو اختیار رہو وہ جو قوم آتشی کا طریقہ ہی
کہ جو چاہون بنجاؤن لیکن سرحد طلسمی سے نکل نہین سکتا اہل طلسم نے مجبر راستہ روکا ہو اب
جو چند مرحلے یہ باقی ہین ایسی بڑی کڑی کٹنیان پڑینگی حضور لوح سے نہایت ہوشیار رہین ایسا نہو
کہ اہالی طلسم دھوکا دین نور الدہر نے کہا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہمکو باغ رنگین جادو
مین پہونچاؤ داؤد جنی لوٹ کر بشکل طائر بنا نور الدہر اُسکی پشت پر سوار ہو سبے
داؤد اُڑتا ہوا جاتا ہی کہ ایک طرف سے صدائے ہیبت ناک آئی کہ اے داؤد طلسم کشا
کو کہان لیے جاتا ہے دیکھا کہ دیو سیاہ دوڑتا ہوا آیا داؤد نے نور الدہر کو اپنے کاندھے
سے اُتارا دیو نے نور الدہر پر ضرب لگائی نور الدہر نے تلوار کھینچی اُسکی وار
پر ہاتھ مارا دار اُسکی کٹی اُسنے ڈنڈا کھینچ مارا نور الدہر نے اُسکو خالی دیا ہاتھ تلوار کا

دیو پر مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے داؤد تعریفین کرنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ کر پھر پشت پر داؤد کی سوار ہون کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اور داؤد کو منہ مین دبا کر لے بھاگا نور الدہر دوڑے ہر چند چاہا کہ داؤد کو چھڑا دین شیر داؤد کو لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ باغ رنگین کا راستہ داؤد ہی کو معلوم تھا جب تک داؤد نہ ملیگا ممکن ہو گا اسی صحرا میں سرگرداں رہو گے نور الدہر چہار جانب جاتے ہین صحرا ہے ہولناک و وحشت انگیز جنگل ہے نکاسی کی صورت نہیں معلوم ہوتی چہار جانب پھر رہے ہین راستہ نہیں ملتا تین دن نور الدہر کو اسی پریشانی میں گذرے تیسرے دن وقت صبح لوح کو دیکھا وہی حکم نکلا کہ سوائے داؤد کوئی باغ رنگین مین نہین پہونچا سکتا پریشاں ہو کر اپنے مقام سے اٹھے کہ ایکطرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی صدائے درد ناک سے رو رہا ہی کہ ای لات و منات ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرے اب مجھ سے مصیبت نہیں اٹھتی نور الدہر نے ایک محل کے سامنے مین آکر دیکھا کہ ایک مرد ضعیف و سفید بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا کیوں اسقدر بیقرار ہوتے ہو کیون ملک ملک کے روتے ہو حال اپنا بیان کرو اُسنے رو کر کہا کہ ای شہریار میں اور میرا بیٹا شید اسے تیغزن واسطے شکار کے اس جنگل میں آیا میرا نام فیروز تاجدار ہو بیٹا میرا اس صحرا میں شکار کھیلتا پھرتا تھا ایک شیر پیدا ہوا اُسکو اٹھا کر لے گیا مین اُسکی یاد میں نہایت پریشاں ہوں اُسکے سوا اور کوئی اولاد نہیں سلطنت چھوڑ کے آسائش سے منہ موڑ کے اس تنہائی میں آبیٹھا نجومی رمال جمع کیے اُن سب نے یہ بیان کیا کہ جو طلسم مجنون کا فتاح ہو گا وہی تمہارے فرزند کو رہا کرے گا میں پیر زمین گیر دست و پا شکستہ فتاح طلسم مجنون کو کہاں تلاش کرون نور الدہر نے کہا کہ فتاح طلسم مجنون میں ہی ہوں مقام اس شیر کا اور نام ولدیت ... نور الدہر نے ظاہر کیا وہ شخص وجد کرنے لگا کہا کہ آپ اُسکے فرزند میں جہوں نے ہمیشہ غریبوں کی دستگیری کی میں اُسوقت مسلمان ہونگا کہ جب میرا بیٹا مجھکو ملے چلیے مقام شیر کا بتاؤں ایک پہاڑ ہی کہ سب کو اُسپر صعوبت عشق و جنون ہو ... ہم تو سب قریب کوہ کے

جاتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ ہوتا ہے خوف معلوم ہوتا ہے اکثر ہوا آگے بڑھے سامنے مین پہاڑ کے جاکر ہیر ڈر ہوسے
باقی جو بچے وہ بھاگ آئے نورالدہر نے کہا مجھے اُس مقام پہ لے چلو کہا کہ دن کو
ٹال دیجیے قریب شام چلیے چند ملازم فیروز تاجدار کے آئے فیروز نے سامان عیش طلب کیا
نورالدہر کو بارگاہ میں داخل کیا خود مشغول اسی مین معروف ہوا جب دن قلیل باقی رہا کہا کہ اب
شہر باہر چلیے نورالدہر فیروز کے ساتھ چلے جب دوسرے صحرا مین آکر پہونچے دور سے
ایک پہاڑ دیکھا ویران و سنسان اللہ اُس پہاڑ پر حیوان نہ انسان کف دست میدان شاہزادہ
نورالدہر نے فیروز کو علحدہ کیا آپ لوح کو ٹمٹماتے ہوے بالاے کوہ پہونچے ایک زرہ سے
کی آڑ پکڑ کے بیٹھے شام ہوئی دیکھا کہ چند زنگی سیاہ رو پیدا ہوئے اُنھون نے فرش بچھایا
مسند لگائی دست بستہ بیٹھے نورالدہر نے سنا کہ صحرا سے شور کی آواز آئی دیکھا ایک شخص شور کرتا ہوا
آتا ہو جست کرکے پہاڑ پر آیا مسند پر بیٹھا غلامان زنگی سے اشارہ کیا وہ غلام اُٹھے ایک قفس
لائے قفس مین ایک نوجوان بند ہے غلامان زنگی نے قفس سے اُس جوان کو نکالا تیر طمانچہ
مارکر ایک نازنین کی شکل سا اب نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہے اُس جوان
سے کہہ رہی ہے مین فتور جادو اپنے نام کی ہون مجکو قبول کر ورنہ عمر بھر قید مین رکھکر مار ڈالونگی ہمیشہ
آزار اُٹھائیگا صدمے پائیگا میرا قیدی کبھی چھوٹتا ہی نہین داؤد جنی کہ جو طلسم کشا کا مددگار تھا
اُسکو مین نے قید کر لیا اسی صحرا مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین عمر بھر اسی مقام پر
رہین گے صحرا سے نکل نسکین گے کسی دن تو بھی سے لونگی اور روز فکر مین رہتی ہون آخر
تجکو کیا عذر ہے وہ جوان جواب دیتا ہے کہ قتل کر ڈال مگر تجکو قبول کرونگا جو تجھ سے ہو سکے
قصور کر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا او فتور جادو مین تیرے قتل کرنے کو
آپہونچا نورالدہر جو نعرہ کرکے پہونچے فتور نے جو دیکھا آوازہ دی کہ ارے طلسم کشا آگیا
اسکو مار لو سیار طشت جو ہزارہا زنگی تیغ ہاے برہنہ لیے ہوے نورالدہر پر آپڑے نورالدہر
لڑ رہے ہین ہر مرتبہ طرف اسی کے قصد کرتے ہین زنگی بیچ مین جاتے ہیں تیغ اپنے کو قتل کراتے ہیں
فتور نے کہا کہ شیدا سے تیغ زن کو تو پنجرے مین بند کر دو زنگیوں نے شیدا کو کھینچکر قفس
مین بند کیا کھڑے کھڑے اُسی مقام پر غائب ہوے فتور زمین پر گری غش طمانچہ مارکر

بر پرواز چیپا جب جسم آگ کر جلی تھی کہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح میں نوشتہ پایا کہ اگر یہ عمل ہو جائیگی پھر
دستیاب نہ ہو گی نورالدہر نے دیکھا کہ قندیل فلک ہوا جاتی ہے جلدی سے کمان کاندھے سے
اتاری تیر کو کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا فتور کے سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا فتور
زمین پر گری شعلے جسم سے نکلے رگ جلنے لگے تھوڑے عرصے کے بعد جل کر خاک ہوئے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من فتور جادو ہو بیکایک کوہ شق ہوا دیکھا کہ ایک قصر ہے اسمین دو قفس لٹکے
ہین نورالدہر نے بڑھکر داؤد وشید اسے تیغزن کو قفس سے نکالا داؤد قدموں سے لپٹ گیا
شید اکو ساتھ لیکر پہاڑ سے اترے فیروز بیٹے کو چھکر و ڑا بیٹے سے ملا کہا اب اپنے ملک میں جاکر
سب کو مسلمان کرو دین اسلام جاری ہو نورالدہر نے فیروز و رشید اکو رخصت کیا آپ داؤد
سے کہا کہ اب مجھکو باغ رنگین میں پہونچا دو جہانتک ہو سکے جلدی کرو داؤد نے اپنی پشت
پر نورالدہر کو سوار کیا بلند ہوا تھوڑے ہی عرصے میں ایک باغ دلکشا دکھائی دیا داؤد سے کہا
کہ اتار دو داؤد نے دربارگاہ پر لاکر نورالدہر کو اتارا کہا حضور بہت ہوشیار رہیئے گا
سارا باغ سحر سے مملو ہے ساحروں کو آپ سے لوح لینے کی آرزو ہے نورالدہر بسم اللہ کہکر
باغ میں آنے جیسے ہی نورالدہر باغ میں پہونچے جیسے چٹک کر گل ہونے لگے چوں لہرائے
شاہین جھکین چاہتی ہیں کہ قدموں سے لپٹ جائین نورالدہر رنگ باغ دیکھتے ہوئے لوح
کو ملاحظہ کرتے چلے ہین طرف بارہ دری کے جاتے ہیں یکایک نہر رہا طائر شاخوں سے اڑے
غل مچانے لگے طائروں نے غل مچایا پہلوے باغ سے ہزار ہا جادوگر اسباب سحر لیے
ہوئے سامنے آئے نورالدہر پر سحر کرنے لگے غلغلہ کرتے ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لوح
چھین لو نورالدہر ان ساحروں سے لڑ رہے ہیں جس ساحر کو مار ڈالا شور ہوا پر گیا اور
غائب ہو گیا نورالدہر حیران ہیں قدر ساحروں کا بلوہ ہوا کہ نورالدہر نکل نہین سکتے چاہتے ہیں
کہ قریب بارہ دری کے پہونچیں تا ممکن ہی پہونچ نہین سکتے یکایک پردہ بارہ دری کا اٹھا
برق چمکی ایک ساحرہ بارہ دری سے نکلی ایک چیخ ماری کہ برق چمکی نورالدہر پر گری نورالدہر
نے لوح کو چمکایا برقیں غائب ہوئیں دل کر ساحروں کو ہٹایا آپ ایک نخل کے سامنے
میں آئے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے صاحب لوح پڑھ کر دستک دو کہ رنگین جادو

ظاہر ہو جب تک اسکو قتل نہ کرو گے یہ ہنگامہ سر طرف نہ ہوگا نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوئے بکثرت سحر کر رہی ہے نور الدہر نے کمان کاندھے سے اتاری اسم ہا مالک پڑھکر تاک کر تیر مارا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مرتے ہی رنگین کے جادو کی صدا بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من رنگین جادو بود داؤد نے اگر سار کیا و سنائی گئی مرحلے اسی باغ میں تھے نور الدہر نے بحکم لوح فتح کیے اب باہر باغ کے نکلے باغ غائب ہوا نور الدہر تھوڑی دور چلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی طہماس آکر پہونچا دوسری طرف سے گرد اڑی الماس آکر پہونچا شبرنگ ساتھ آیا دونوں لشکر مل کر اترے نور الدہر داخل بارگاہ ہوئے مجنون جادو کو خبر پہونچی کہ رنگین جادو قتل ہوئی مرحلہ جات شکست ہوئے گھبرا مشیرون وزیروں کو جمع کیا سب سے کیفیت بیان کی سب نے کہا کہ حضور لشکر کشی کریں طلسم کشا صحرائے رنگین میں سرکش ہو رہا ہے مجنون کو پسند آئی سات لاکھ جادوگر تیار کیے ہوشیار آسمان سپہر دربرا عظم کو حکم دیا کہ تم لشکر لیکر چلو میں فکر میں طلسم کشا کی جاتا ہوں ہالوح لایا یا طلسم کشا کو لیا یہ کہکر مجنون جادو روانہ ہوا ہوشیار لشکر کو لیکر چلا مجنون لشکر میں نور الدہر کے پہونچا بصورت مبدل پھر رہا تھی کہ شبرنگ کو دیکھا واسطے انتظام لشکر کے نکلا مجنون نے سحر کیا شبرنگ بیہوش ہوا شبرنگ کو ایک گوشے میں ڈالدیا آپ بصورت شبرنگ بارگاہ نور الدہر میں آیا نور الدہر نے کہا کہ اے شبرنگ دریافت تو کرو سنا ہے کہ لشکر مجنون آتا ہے شبرنگ نے کہا کہ کیا عرض کروں آج غلام کو تردد ہے حضور کہا رے علیمین تو عرض کروں شبرنگ کے ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہے ساتھ شبرنگ کے کھیلے میں آئے شبرنگ نے کہا کہ آقا میں نے سنا ہے شب کو مجنون آیا لوح سرکار سے لیگیا غلام سمجھا چاہتا ہے کہ کیا دشمنوں نے یہ منصوبہ کیا ورنہ لوح تو اتار لیے غلام نور الدہر نے بلا تکلف لوح گلے سے اتاری شبرنگ نقلی لوح لیکر دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا ایک دو تھپڑ مارا کہ نور الدہر بیہوش ہوئے لوح جھولی میں رکھی نور الدہر کی کمر میں پھندا ڈالا اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک ساحر نور الدہر کو لیے جاتا ہے طہماس گھبرا کے لشکر سے نکلا شبرنگ

ہوشیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوا مجکو ساحر بیہوش کرکے ڈال گیا تھا طہماس نے کہا کہ آقا کو لیے جاتا ہو یہ کہکر طہماس نے اُسیوقت لشکر تیار کیا شبرنگ آگے بھاگا مگر یہ کہگیا کہ ای طہماس تم لشکر لیکر آؤ مین آگے جاتا ہون شاید کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہتا ہوا بھاگا طہماس نے کل لشکر تیار کیا اس لشکر کو لیکر چلا ہوشیار آسمان سیر ساحرون کو ساتھ لیے ہوے ایک مقام پر اترا ہوا ارادہ ہو کہ کوچ کرون آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ ننم مجنون جادو ای وزیر اعظم طلسم کشا کو مع لوح لایا یہ کہو سکے اترا آہنگردن کو طلب کیا کہا کہ اس جوان کو سلسل و مطوق کرکے بارگاہ مین لاؤ وریہ نے نورالدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنا مین طرف بارگاہ کے لیکر چلا مجنون تخت پر بیٹھا ہو لوح سامنے رکھی ہی وزراء امراسب جمع ہین تعریفین کررہے ہین کہ ای شہنشاہ بڑا کام کیا مگر طلسم کشا کو فوراً قتل کیجیے انکا زندہ رہنا اچھا نہین کہ وزیر نورالدہر کو لیکر آیا نورالدہر نے کشش اہل اسلام کے سلام کیا مجنون نے آواز دی کہ ای ظالم تو نے سارا طلسم تہ و بالا کردیا اب بیچنے کی کون صورت ہو ارے جلاد کو بلاؤ شبرنگ بھی آکر پہونچا چاہتا ہو کہ جلاد نکر جاؤن اسپے آقاکو چھڑاؤن لیکن حیران ہی کہ لوح تو تخت پر رکھی ہی مین کیونکر لوح کو اٹھا سکتا ہون اس سوچ مین حیران کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے مجنون جادو نے بہ عتاب خطاب دیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کر جلاد دست کرکے قریب نورالدہر آیا گردن پر کوسے کا خنجر کھینچ کے آواز دی کہ ای بادشاہ طلسم مجنون حکم اول ہو گیا بوجھ کے دیکھیے کا بیرہ حمزہ کا قتل ہی بڑے بڑے لوگ دعوی دارون کے ہوںگے چہار سمت سے ملوہ ہوگا حال بچانا مشکل ہوگی مجنون نے حکم دیا کہ جلد سر کاٹ لے اُس دقت نورالدہر کی بیتابی و بیقراری بے اختیار پکار اٹھی کہ ای خالق کارساز و ای رب سب بیاران ظالموں کے ظلم سے نجات دے تیری ذات رحیم کریم ہی تو سمیع و علیم ہی

نظم

گلی ز نور محبت بجنان منور شمع — کہ افتد آتش غیرت ز جلوہ اش در شمع
بہ برم سوختہ جانان نہ جلوہ گر گردید — نشست تانرخ روشن بدیدہ تر شمع
زرنگ چہرہ فرد ے بہر چراغ رسید — شد از تجلی یک شمع جلوہ گر ہر شمع

چراغ زندگی خلق گل شود یک روز	بہو شد از رخ ایجاد روے انور شمع
ندید صورت پروانہ کس بہ محفل باز	بوقت صبح چو از بزم بست بستر شمع
ز نور ذات برافروز سینۂ خود را	مکن بخانۂ تاریک خود منور شمع
بسوز و ساز محبت نسوخت تا ہندی	نیافت بر سر مجلس مقام بر تر شمع

بیقرار ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ دیدہ ہوا مجنون نے کہا کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہیں وہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا اس نے دیکھا کہ بیٹی بادشاہ کی نہایت حسین جمیل گرد کنیزیں گھیرے ہوے تخت زرین پر آیا باپ کو سلام کیا پوچھا کہ کیا کیفیت ہے کنیز دیکھتی چلی آئی سب مرحلے ویران پڑے ہیں بڑے بڑے ساحر مارے گئے سارا طلسم برباد ہوا مجنون نے کہا کہ اے نور نظر اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہے آج تک مجکو مصاحب روکتے رہے جب خود گیا تو لوح بھی لایا طلسم کشا کو بھی گرفتار کیا اب قتل کرتا ہوں کیا زندہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیا یہ جوان زندہ بچے گا گلگونہ رنگین پوش نے کہا کہ طلسم کشا کہاں ہے پہلو میں باپ کے آکر تخت پر بیٹھی مجنون نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھا ہے گلگونہ رنگین پوش نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان عراق چہرہ تیر چشم سینہ چوڑا جوان بھورتی کی تیاری موے سر سراسر پریشان رعب غلبی حالی سرورک باسمی چہرے پریوشان دخترستان جمال جہان آرا کی رعنائی آنکھیں بعینہ رشک دیدۂ غزال یا مرو شک ہلال دیکھتے ہی ہاتھ پاؤن میں رعشہ آگیا پیشانی پر پسینہ ہر قطرہ الماس کا نگینہ آنکھیں لہرائیں تھر تھرا کے غش کر بیہوش ہو گئی باپ کے کاندھے پر سر رکھدیا مسکا ڈھل گیا ہر چند نور الدہر نے نگاہ اٹھائی صورت زیبا و طلعت کو دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری خصال عارض ماہ تاباں زلفوں سے پریشانی آئینہ عارض سے حیرانی لوٹتا ساقد آمیں تمر پستان کا طوبا یا معکوس جام بلور گلا صراحی دار شراب حسن سے سرشار آنکھیں بند بادام سے مثال معقول ہے نور الدہر نے بھی سر سر زنجیر پر رکھدیا غش آنے لگا مگر چونکہ مصیبت میں ہیں اپنے کو سنبھالا مجنون نے گھبرا کر کہا کہ ارے گلاب و کیوڑا و بید مشک لاؤ جھوئی مٹی پر کیوڑا ڈال کر سنگھاؤ میری نور نظر کو کیا ہوا کنیزوں نے تلوے سہلائے آنکھ کھولی باپ سے پوچھا کہ

کیون نور نظر تمھارا مزاج کیسا ہو ملکہ نے ضبط کر کے جواب دیا کہ کچھ ہو دل گھبراتا ہی کچھ منہ کو آتا ہی کسی نے مجھ پر سحر نہ کیا ہو دزدیدہ نگاہ سے طرف نورالدہر کے دیکھ رہی ہین جلاد خنجر کھینچ سر پر کھڑا ہو حکم کا منتظر ہی بیان دوسرا معاملہ درپیش ہو مجنون کو دوسری بات کا پاس وہین ہوگئی مرتبہ مجنون نے پوچھا کہ ای نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا صبر ان پر کہ دل کی کیا کیفیت بیان کرون کیونکر اس شخص پر احسان کرون سوچ رہی ہی کہ ایک کنیز کے منہ سے نکلا حضور باعث ملکہ کی بیقراری کا یہ ہو اکہ کبھی کسی کو اس طرح زنجیرون مین بندھا نہین دیکھا اور معلوم ہو انوف سے یہ کیفیت ہو گئی ملکہ گلگونہ کو پہلو ملا کہا کہ ای واللہ حقیقت مین یہی کیفیت ہوئی اس گنہگار کو جو اس مصیبت مین دیکھا دل کو تاب نہ رہی غش آگیا مجنون نے کہا کہ ای نور نظر قیدی کو یہان سے ہٹا دین باہر جا کر قتل کرین تمھارے سامنے یہ مذعنت ... ہو ملکہ نے کہا کہ جلاد کو اسکے سر پر سے ہٹا دیجیے تھوڑی دیر ٹھہر کر قتل کیجیے مجھ بھی اس شخص سے دشمنی ہو چلی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکے سبب سے کیسے کیسے عزیز ما سے گئے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے جلاد تو سر پر سے نورالدہر کے ہٹ گیا تخت پر لوح رکھی تھی ملکہ نے ہاتھ مین اٹھائی مجنون نے کہا کہ ای نور نظر اسے جھکا دیجیے سحر کھوے جاتے ہین اسی لوح کے سبب سے تمام طلسم برباد ہوا بڑے بڑے ساحر اس ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے گلگونہ لوح دیکھنے لگیں کہا کہ اسمین کیا لکھدیا جو ساحر گھبرا جاتے ہین سحر بھولتے ہین مجنون نے کہا کہ اسمیں نام خدا ہے ناویدہ کے لکھے ہین انہیں سے سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا اگر سامری وجمشید بھی ہوتے تو وہ بھی عاجز آتے سحر نہ کر سکتے یہ سب باتین گلگونہ نے سنین حیران ہی کہ اس حال کو کیونکر کیا دن سب اہل دربار کہہ رہے ہین کہ اسکو جلد قتل کر ڈالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت پڑے صاف صاف سامری نامے میں مرقوم ہی کہ رد وقت طلسم کشا نہ ہارا آئینہ آگاہ ہین ملکہ لوح کو لیے سوچ رہی ہی شبرنگ بن عمرو نے کہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہی نور جو ملکہ کے دیکھنے کیطرف سکل مگر پشت پر آ کر کھڑا ہو ملکہ نے جو اسطرف منہ پھیرا اشارہ کیا کہ لوح طلسم کشا کے گلے میں ڈال دیجیے یہ سب دلیران سب کو شکست ... بیگانہ سامنے سمجھ لیگا آپ اپنا کام کیجیے ملکہ حیران ہو کہ یہ کیسر میری کیا کہتی ہو کہا کہ نرگس میرے پاس لا

جب قریب آئی کہا کہ جو کہتی ہو کان میں کہد سے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میں شہریار کا عیار ہوں پس اب اسی میں بہتر ہے کہ لوح گلے میں ڈال دیجیے قتل کر کے حیلے سے اُٹھیے اب تامل نہ فرمائیے یہ کہکے شبرنگ الگ ہوا ملکہ کے دل کو نہایت ہوئی ماپ سے کہتی جاتی ہے کہ لوح اب میرے ہی پاس رہیگی مجھ تک کوئی کیونکر آئیگا نہیں معلوم کہ جسکے پاس لوح تھی اُسے کیا میل کرکے لوح دیدی مجنون کہتا ہے کہ بی بی تمکو اختیار ہے جب طلسم کشا قتل ہو جائے پھر اپنی رائے پر انکام طلسم کر ناس ملکہ نے کمر سے سمجھ کھینچا جھپٹ کر قریب نور الدہر کے آئی کہتی ہوئی کہ او ظالم تیری وجہ سے کیسے کیسے عزیز مارے گئے اور تو زندہ بیٹھا ہے مجنون ہاں ہاں کرتا رہا ملکہ جھپٹ کر قریب نور الدہر کے آئیں لوح گلے میں ڈالدی کہا کہ ای شہریار اُٹھیے تمام قید سحر جسم سے دور ہوئی نور الدہر نعرہ کر کے اُٹھے ملکہ لشت پر تھر تھر کانپتی ہوئی سپر پرے زمین سے اُٹھا کر وانہنے بائیں جھپک مارے کئی سو جادوگروں کے سر چھٹے پتھر برسنے لگے کبھی ہاتھ ہلا مارق چمکائی شبرنگ جھپٹ کر پہلو پر نور الدہر کے آیا حقہ آتشاری دوزخ کو مار کسی کا منہ جلا کسی کا ہاتھ پھنکا سات لاکھ جادوگروں میں غل ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ایک سے ایک ہی پوچھ رہا ہے کہ کیا وجہ ہوئی جو طلسم کشا رہا ہوا کوئی سب جلی سناتا ہے کوئی کہتا ہے کہ طلسم کشا صاحب اقبال ہیں طلسم پر سراسر زوال ہے مجنون کہ رہا ہے کہ یارو جہاں تک ہو سکے جانثاری و سرفروشی کرد مجنون جب آواز دیتا ہے فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہے سات لاکھ ساحر سحر کر رہے ہیں جسے سحر کیا شاہزادہ نور الدہر نے لوح کو چمکا یا سحر اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر لیتیت کو پار گیا مجنون نے پکار کر آواز دی کہ ای یارو سحر سے کر طلسم کشا کو گرفتار کر لو ساحروں نے مل کر بلوہ کیا نور الدہر نے ایک ساحر کو مار کر گھوڑا بھی لیا تلوار غیر کی شمشیر زنی کر رہے ہیں ملکہ گھبرا گئیں کہ ساحر ہر طرف سے بلوہ کرتے ہوئے آتے ہیں بیقرار ہو گئیں نور الدہر سے کہتی ہیں کہ آپ کو بچانے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائیں کبھی پکارتی ہیں کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیق اس آفت ناگہانی سے بچائے اس بلا سے مہلت دے ای پروردگار عالم تجکو سب طرح کا اختیار ہے تو سب کا پروردگار ہے نظم

بروئے گل تو سمانی بہ گلشن چہرۂ زیبا		کہی طاہر بہر سرو سہی حسن قد رعنا

تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا	تو انگندی ز حسن دلربا اندر جہاں غوغا
بحسن یوسفے خود کردہ بودی گرم بازاری	تو خواندی سوئے خود بہر خریداری زلیخا را
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون	کہ دیوں دیدہ در حکم تقدیرت گرایا را
زہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر ہستی	زہر شکل و زہر صورت تو نمودی نوع زیبا
منم از کمترین بندگانت بندہ ہندی	بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمیں بخشا

ملک ملک کر کے گنگو تہ سنے دعائی شبرنگ آمیں کو۔ ہاہو کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ہر بیٹیا کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو مردم گل نوج سے آکر ہو گا نعرے کی جو اسے آفاقی آواز سنی۔ وہیں سے ساطور کھینچا ہائی انگل سردار آکر لڑنے لگے یا تو اُن سب نے سحر موقوف کیا تھا یا سحر بھی کرنے لگے مگر کچھ کارگر نہیں ہو تا دو حملوں میں کئی لاکھ آدمی مارے گئے تب (...) سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ کل نوج طلسم کشائی آگئی گھبرایا قصد ہوا کہ نکل جاؤں اپنے کو حضرت میں حداد ہفت پیکر کی پہونچاؤں وہ ضرور مدد کریں گے سوئے زمین پر گرا غلطک مار کر پر پروا رہا۔ یکے ملند ہو الگنگ نے پکار کر کہا کہ اے سہریار ہاتھ سے طلسم نکلا جاتا ہو اگر یہ نکل گیا تو بسا رہا کرنا بگا سرکار کی تکلیف دیگی نور الدہر سے سر خا کے دیکھا کہ مجنون پر پر دار ہو ابلند ہوا ہوا آسمان پر بھر ار ماہو ساتھ والوں کو آواز سنا دی کہ یار دو کل جلوات ٹھہرنے کا موقع نہیں ہو حضرت میں حداد و ہفت پیکر کی جلگر استمام کرو نگا ہفت پیکر کی قدرت آج کل مثل آفتاب کے روشن ہو ساتھ والے بلند ہونے والے ہیں شاہزادہ نور الدہر نے کمان کیانی وش سے اُتاری تیں بھال کا تیر بحر کماں ہیں جوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ ٹرکیبۂ مجنون پر پڑا سے کو توڑ کر نشست کے پار گذرا مجنون زمیں پر گرا اور تڑپ کر حال دی جاد و گرہ جاگئے سگے افسر کلاں رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کی کہ حضور امان دیں سب لصدق دل مسلمان ہوتے ہیں افسر کا نام الوان برق بار ہی نور الدہر نے امان دی بارہ ہزار جادو گر مطیع اسلام ہوئے الوان برق بار نے عرض کی کہ حضور کا کیا مدعا ہی نور الدہر نے کہا کہ طلسم ہفت پیکر میں ہمارے بزرگ قید ہو گئے ہیں اُنکی رہائی کو جاتے ہیں الوان نے عرض کی کہ غلام کو حضور ساتھ لیں راستہ بتا دونگا تا بہ ہفت پیکر

پہونچا دیکھا نور الدہر نے اگر خزانۂ طلسمی نکلواہا گئی ہے جھگڑا مال واسباب کا نکلا اور اسے لدوا کے
ساتھ لیے وہاں آ کر قلعۂ فیروزہ ریوبیجے فیروز تاجدار سے اسکے بیٹے کو ملا یا نس وہاں
پر قیام کیا تمام فوج ساتھ ہوئی اکوان برقبار نے ایک دریا کر اسیر بارہ ہزار جادوگروں
کیا ملکہ ہوشربا لے ادی ہیں نسیم کو رہا کیا ملکہ گلشن کو اسی قلعے پر چھوڑا قلعہ دار سے
کی کہ انکو کوئی تکلیف نہ ہوئے ہوشربا و نسیم و نرگس بھی ساتھ ہوئیں اسی اثنا میں یہ جادوگر
بھی حصی ہیں اس شوکت دستاں سے شاہزادہ نور الدہر طرف طلسم حقیقت پیکر کے جاتے ہیں دیکھئے
کہاں پہونچیں کہ یہ کیا انکا حد پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ایرج نوجوان بیان ہوتے ہیں ۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ ساقی نے مشہور کردی خبر
گل دیکھیے ہیں جوش میں سرسر
کہ گل کو حسرل گئی گوش کی
مجھے زلف سنبل کا آتا ہو دھیان
ہو تقریر بے بس وہ تحریر ہو
ہوئی ست دیوار پر فاختہ
کہ حال حزیں آج بیتاب ہے
عرے ساقی دلکش وہ سولقا
کہ رنگ چمن کے ہیں مشتاق ہم
لکھو داستاں حلاوت لکھوں
کہ ... گئی بر کتاب ...
اس ... داستاں ... بیاں کر

کہ مست الست سے کرون میں کلام
بہار گلستاں کی آمد ہوئی
صدا دے رہی ہو خوشی کی خبر
صبا آج کرتی ہو اٹھکھیلیاں
کریں بلبلیں اتفاق زماں
سر سرو قمری کو کو کو یہ مار
چمن پر اٹھائے لطف فاختہ
چہکتے ہیں طائر تو ہے حشر
مجھے لطف گلشن کا ساماں دکھا
کہ سب بلبلیں بھی لواسیح ہیں
کہ ہر اک کو ہو شوق نغمہ سرا
لکھو فقرہ ... داستان ... مشتاق ... کہاں

سال ہما ہوا مار
تم نظم اشعار میں کد ہو
کہ آمد ہو رندال دیہوش
کہ ... جس کا سما
یہی آمد گل کی تدبیر
چمن میں ہر اک جالستدرت
چمن صاف سر سرو ستلواب
کہ ہو رنگ ... سار
... صبا ...
کہ عیبوں کی تختی میں ...
عمل اوب ...

وریں ریو پردۂ آسمال

... تحریر ... ہیں نظم
وریں پردۂ آدار مانم حرف

معنی حال کہ آمد ...
سوا دال ہم ... احوال کی

حال کیفیت مآل ایرج نوجوان تحریر کرتا ہوں کہ جنگ ہمراہی شاہزادہ نور الدہر سے جو علیحدہ ہوئے نقابدار زرین پوش نے لاکر بارہ کوس پر چھوڑا کہ پھر جاکر نور الدہر سے نہ مقابلہ کریں نقابدار تو چلا گیا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ ای شاپور نور الدہر نے اسباب شوکت پیدا کیا ہیں بھی چل کر پہونچوں قلعہ و کعبہ کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو بڑی ذلت ہے کہ اگر کشتی گیر زادے سے رہا کیا اور بڑا باعث حرابی ہو اس مقدمے میں دل کو بیتابی ہی شاپور نے عرض کی کہ بسم اللہ حضور تشریف لے چلیں تو کیفیت ظاہر ہو چل کر زمین ہفت پیکر ہلا دیں گئے ایرج ایک جانب چلے ایک صحرا میں جاکر اُترے سب لشکر فرکش تھا ایک نخل سامنے دیکھا کہ ہزار ہا طائر اُس پر بیٹھے ہیں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ایرج ٹہلتے ہوئے قریب نخل پہونچے کہا کہ باغبان قضا و قدر نے کسقدر نخل کو سر سبز و شاداب کیا ہے جیسے ہی قریب نخل پہونچے طائر اُڑے ایک طائر نے سایہ اپنا ایرج پر ڈالا جیسے ہی عکس طائر کا ایرج پر پڑا اُس مقام پر غبار بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد غبار دفع ہوا ظاہر ہوا کہ ایرج غائب ہوئے شاپور شیر دل و سرداروں کے جیسے استاد کرا رہا تھا یہ لشکر دوڑا آخر سمجھی کہ ایرج اس وجہ سے غائب ہوئے شاپور نے سرداروں کو اشارہ کیا کہ یہ مقام عجائب و غرائب ہے لشکر تو یہاں سے ہٹا لیجاؤ میں تلاش میں آقا کی جاتا ہوں شاپور شیر دل الکھا ما عاگا نیلم و فیلم سے تین کوس ہٹکر لشکر اُتارا شاپور کو تین دن اُسی صحرا میں گذر گئے دن بھر ہی کرتا ہے شام کو کسی مقام پر پڑ رہتا ہے جو سبھی دن آقا کے واسطے رہ لیتاں ایک نخل کے سایہ میں بیٹھا ہوا ہے سامنے جھیل ہے طائر آتے ہیں پانی پی کے چلے جاتے ہیں کہ شاپور نے دیکھا ایک عقاب زرگ اُڑتا ہوا آسمان سے آیا گلے میں ایک نامہ بندھا ہے پانی کو دیکھکر اُترا شاپور کو خیال ہوا کہ یہ عقاب ساحر ہے کیا عجب ہے کہ کسی کا نامہ لیے جاتا ہو خدا اُسکا انجام بخیر کرے یہ سوچکر ایک پتھر مارا عقاب کا سر پھٹا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں عقاب جادو لود شاپور شیر دل نے آکر گلے سے اُسکے نامہ کھولا اُسکو پڑھا طرف سے عنوان جادو کے مرقوم تھا کہ ای ملکہ سیمتن یہاں معرکہ درپیش ہے ایک لشکر آکر صحرائے نگارستان میں اُترا ہی اُسکے افسر ایرج کو قید کر لیا آپ تشریف لائیے تو ایرج نوجوان کو خدمت حضور میں روانہ کریں شاپور شیر دل مضمون نامہ دیکھکر خوش ہو گیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر عقاب کی شکل بنا یا

گھر مین رکھا تلاش سیمتن مین چلا دوسرے دن دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے لیکن دروازہ باغ کا بند ہے شاپور شیردل ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا اس فکر مین کہ کوئی اندر سے نکلے تو حال ریافت کرون دروازہ کھلا ایک کنیز نکلی اُسے پکار کر آواز دی کہ عقاب جادو کمانشے آتے ہو شاپور نے بڑھکر کہا کہ صاحب میرے ہوش درست نہیں ہین صحرا مین آتا تھا تخت خداوند ہفت پیکر کا ہو اُڑتا ہوا نکلا مجھپر اُسکا سایہ پڑ گیا گئی دل سے دیوانہ وار پھرتا ہون کسی کو نہین پہچانتا بی سیمتن تسکو ڈھونڈھتا ہون کنیز نے کہا کہ یہی باغ سیمتن ہے جلد ملکہ کے پاس لیچلون عنوان جادو کے پاس سے آتے ہوگے شاپور شیردل اُٹھ کھڑا ہوا ساتھ کنیزوں کے باغ مین آیا سیمتن بارہ دری مین مع کنیزوں کے بیٹھی ہے عقاب نقلی نے سامنے پیش کیا ملکہ نے بڑھکر کہا کہ عقاب ہم جلیں گے شاپور نے ایک گوشہ مین آکر مقام کیا حسب دل بڑھا باتھ منھ دھو دیا گائین آکر گانے لگیں سیمتن نے دیکھا کہ سب تعریفیں کر رہے ہیں عقاب جادو منھ پھلائے بیٹھے ہین کہا کیوں عقاب تمھین گانا گائن کا پسند نہیں آیا عقاب نے سر جھکا کر کہا کہ حضور آج جو سایہ تخت خداوند ہفت پیکر مجھپر پڑا کسی نے میرے گلے پر ہی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تجکو علم موسیقی کا سب بے ما دستاد کیا مین امید دار ہون کہ ایک غزل مجھ سے سنیے شاید یہ علم مجکو حقیقت مین ہوا جو سیمتن نے کہا کہ ہان میان عقاب سنین شاپور شیردل بیچ مین آبیٹھا گلہ صاف کے یہ غزل شروع کی نظم

لبریز اُسکے ہاتھ میں ساغر شراب کا
بنتا ہو عکس رخ سے کٹورا گلاب کا

وہ مست ناز اگر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا

رکھتا ہی طرح ادا کسی کا کب ایک دن
ہوتا ہی دو پہر میں زوال آفتاب کا

ہم رائگاں ساقی کو ترہیں وا عطا تو
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

ای میکشو بیٹھیں ہو نکلے نظارے شراب
وہ مست ناز توڑے تو بجھ حباب کا

راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج
خاطر ہو موت اگر جو خیال آئے خواب کا

تو ہی حسین اُسکو ہی نفرت جہاں سے
ہوتا نہیں ادھر کبھی صحن آفتاب کا

پیری میں سلسلہ رویوں سے خالی کہاں ہی
کیونکر گذر کماں میں ہو تیر شہاب کا

ماسخ شراب پی شب تاریک ہو تو کیا
محتاج ماہ نہیں ماہتاب کا

اس رنگ میں شاپور نے یہ غزل گائی کہ سمتین بیقرار ہو گئی کہا اے عقاب جادو حقیقت میں تم کو
علم موسیقی کا خدا اندر ہفت پیکر نے عطا کیا خوش آواز صد آمین سوز و گداز شاپور شیر دل سے کہا
کہ ذرا کنارے جلسے میں کچھ اور بھی عرض کروں گا سمتین بلاتکلف اُٹھی شاپور شیر دل جلسے سے
جیسے میں سمتین کو لایا باتیں کرتے کرتے حباب مار کے بیہوش کیا زبان میں سوزن دبا ایک ستون
سے سمتین کو باندھا تصویر ایرج کی نکالی سمتین کو ہوشیار کیا اپنی صورت اصلی سائی پہلے تصویر
ایرج نوجوان دکھائی کہا کہ اے ملکہ عالم میں اُس تیر کا عیار ہوں کہ جسے عنوان جادو نے قید
کیا ہے اگر آپ چل کر مدد کریں تو اُس تیر کو چھڑالائیں سمتین تصویر ایرج نوجوان پر بائی ہوئی اشتیاق
کیا کہ سورت نکال میں تیرے ساتھ مدد کو موجود ہوں شاپور شیر دل نے سورت نکالی
سمتین نے کہا کہ اے مستر دالا اگر اب میں تم کو پکڑ لوں تو کیا کرو تمہیں بڑا امیر سے ساتھ مکر و فریب
کیا شاپور نے کہا کہ اب بھی کیا مجال دیکھو کیسے باہر سے جھانک رہی ہیں سمتین پلٹی شاپور نے
حلقہ کمر پر مارا پھر حباب مار کر بیہوش کیا اس مرتبہ سمتین کو ہوشیار کیا سمتین بگڑی اور شاپور
شیر دل نے بیہوش کر لیا تیسری مرتبہ دل سے مطیع ہوئی کہا کہ اے شاپور تیرا امتحان میں امتحان
کرتی تھی میں تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہوں لیکن تم وہی عقاب جادو کی شکل نو شاپور
شیر دل اُسی شکل پر تیار رہا سمتین باہر آئی کنیزوں سے کہا کہ ہم عنوان کی ملاقات کو جاتے ہیں
تم یہاں ہوشیار رہنا یہ کہہ کے تخت سحر تیار کیا شاپور شیر دل کو اپنے پاس بٹھا لیا طرف قلعہ
عنوان کے روانہ ہوئیں عنوان جو ایرج کو قید کر کے لایا ہے سمتین کو خراج دیتا ہے مشتاق ہے
کہ ملکہ آئیں تو قیدی کو روانہ کروں کہ تخت سمتین کا آ پہنچا عنوان جادو نے ملکہ سمتین کو لاکر
تخت پر بٹھایا سب کیفیت بیان کی کہ نبیرہ حمزہ طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا تھا میں نے بھر سے
گرفتار کر لایا سمتین نے کہا کہ قیدی کو ہمارے سامنے لاؤ عنوان نے ایرج نوجوان کو دربار
میں بلوایا ایرج نوجوان نے آکر مثل اہل اسلام کے سلام کیا جانے رکھا میں عمل ہی ہو شر کرگ گل
ہی سمتین بیقرار ہو گئی مسکرا کر کہا کہ کیوں نبیرہ حمزہ طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا اسی حال کا کچھ خوف
نہیں ایرج نوجوان نے جو جمال سمتین دیکھا سر جھکا لیا سمتین نے عنوان سے کہا کہ اے
عنوان جادو قیدی ہم لیکر جائیں گے تخت پر اس جوان کو سوار کیے لیتی ہیں کہ مہفت رنگ

پس پہونچا دیگے جانتے ہی قدرت کے سامنے سجدہ کریگے کئی قربلاں صاحبقران وہاں اسی حال
سے موجود ہیں عنوان جادو نے کہا کہ آپکو اختیار ہو سمتن نے ایرج کو تخت پر سوار کیا
عقاب لقلی کو ساتھ لیا عنوان جادو سے کہا کہ یہ ساحر ہوشیار ہو ساتھ رہیگا یہ کہکر تخت اُڑا یا
طرف قلعہ سیمین عذار ان کے روانہ ہوئیں راہ میں شاپور نے سب حال اپنا ظاہر کیا سمتن
نے ایرج کو قید سے رہا کر لیا کہا کہ ای شہریار نامدار کوہ پہونچنا بہت دشوار ہی میں کنارے پر
طلسم کے رہتی ہوں کہ اس طلسم کا طلسم میمون نام ہو میمون تاجدار حاکم ہو آپ نے سُنا ہوگا
جب آپ اُس طلسم کو فتح کریں تب راستہ طلسم ہفت پیکر کا کھلیگا ایرج نے کہا کہ میں ضرور جاکر
فتح کرونگا سمتن نے کہا کہ یہ بھی میں نے سنا ہی طلسم مجنون کو نئی ہوتے ہیں صاحبقران کے
ہمیوں نے ہم کیا ہی طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے یہ سُنکر ایرج بہت گھبرائے کہا کہ ملکہ آج ہی
لوح کی فکر کرو سمتن نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوح بڑے شخص کے قبضے میں ہی مقام علامت
دکھاد دگی ایرج نوجوان نے کہا کہ میں آج ہی داخلہ کرونگا ملکہ بڑا مقام افسوس ہی کروہ
کشتی گیرزادہ پہلے طلسم میں ہو گیا مقدمہ ربانی میرے قبلہ و کعبہ کا ہو بڑی مشکل پڑیگی تم جل کے
مجکو مقام علامت بتادو میں جان دونگا یا طلسم میں جاؤنگا اپنے قلعے پر مجکو لیجا کر کیا کروگی اسی طرح
سے مجکو مقام بتادو شاپور شیر دل نے اشارے سے سمتن سے کہا کہ ۔۔۔ ح کے بڑے
جاہل ہیں آپ ہیں دکر نور اللہ مہرین بدیع الزمان کا کہ دماغ اپنے ہوش میں نہیں ہیں سمتن نے
کہا کہ ابھی وہ کئی مقام پر رو کے جائیں گے صاحبحال ور سد سدیر ۔۔ ہو سکے سب اس طرح
سمتن نے کہا تب ایرج خاموش ہوئے قلعے میں آکر پہونچے سمتن نے سب ساحروں کو
جمع کیا ستر اسی ہزار ساحر جی سب کو مطیع اسلام کیا اُسنے کہا کہ شاہزادے کو بر سر علامت طلسم
لیجاؤ میں فکر میں لوح کے جاتی ہوں چند ساحر ایرج کے ساتھ ہوئے سمتن اُسیوقت بر پردا
سید اکر کے روانہ ہوئی ایرج ساتھ اُس سید ساحروں کے قلعے سے باہر نکلے ہیں پانچ کوس راستہ
طے کیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دیکھا نہایت بلند اور مرتفع ہی ہرا بہا طاؤس ہزاروں بال بر سر کوہ رقص
کر رہے ہیں ایرج نے ایک گنہگار سے کہا کہ تو اس پہاڑ کو چھو کر چلا آ ہم تجھے رہا کریں گے
گنہگار چلا جیسے ہی سامنے ہیں کوہ کے ہیو کجا طاؤس رقص زیادہ کرنے لگے جب درہ کوہ قریب آیا

گنہگار نے دیکھا اندر سے پہاڑ کے ایک نازنین مہ جبین خراماں بصد ناز و انداز نکلی کنیزوں نے دو کرسیاں بچھا دیں ایک کرسی خالی ہی جب وہ جوان قریب پہونچا اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کہ ای عاشق صادق کیوں بیقرار ہوتا ہی میرے پاس آ یہ جوان جا کر کرسی پر بیٹھا اُسنے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبریز کر کے دیا یہ مبہوت جام بلا تکلف پی گیا نشہ جو ہوا چاہتا ہی کہ اُس نازنین پری چہرہ سے لپٹ جاؤں اُس نازنین نے جھڑک کر کہا کہ دیکھو ادب سے نہیں بیٹھتا ایسا نہو کہ سیر اشو ہر آجائے یہ کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤں حتی کہ اُس نازنین نے آواز دی کہ ای خونریز جلاد دیکھ یہ میرے ساتھ بے ادبی کرتا ہی یہ جو اُس نازنین نے پکار کر کہا وہ کوہ سے آواز آئی کہ ارے کون ہی وہ مبہوت دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن قوی من تیغہ برہنہ ہاتھ میں دہن سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے ادب برائے ناموس پر دست انداز ہوتا ہی اس گنہگار نے جو زنگی کو تلوار کھینچے ہوئے دیکھا چاہا کہ بھاگوں اُس نازنین نے دامن تھام کے کہا کہ کیسا مرد ہی جو بھاگتا ہی یہ سنتے ہی وہ گنہگار بھی پلٹا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا گنہگار کے دو ٹکڑے ہوئے مارمیں کا ہاتھ تھام کر اندر دورے کے چلا گیا وہی طاؤس جو سر کوہ بیٹھے تھے رقص کرنے لگے ایرج نے جو یہ معاملہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤں شاپور نے کہا کہ ای شہریار شب کو دعا کیجیے دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہی ایرج نے تامل کیا شاپور شیر دل نے عبادت خانہ آراستہ کیا ایرج نے نماز عشا پڑھکر دعا مانگنا شروع کی شاپور باہر سے سُن رہا ہی کہ ایرج دعائیں مانگ رہے ہیں بہر راب رہے دعا مانگتے مانگتے ایرج بیہوش ہوئے عالم خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ای نور نگاہ صاحبقران کیا مطلب تمہارا ہی ایرج نے عمی اُس حیرانی و پریشانی میں مطلب فتح طلسم بیان کیا اُن بزرگ نے فرمایا ای نبیرۂ حمزہ جس راہ سے گنہگار گیا اُس راہ سے اگر لاکھ آدمی جائیں گے مارے جائیں گے تم اپنے بر کوہ کے ایک چشمہ آب ہی اُس میں اپنے کو گرا دو سرحد طلسم میمون میں پہونچو گے ایرج نے چاہا کہ کچھ اور پوچھیں آنکھ کھل گئی وقت سحر تھا اُٹھکر نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکے شاپور سے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا بسم اللہ ایرج مسلح ہوئے شاپور دیکھ رہا ہی کہ جب ایرج سایۂ کوہ میں پہونچے وہی نازنین پیدا ہوئی آواز دیتی ہی کہ ای جوان اس طرف آ میں تیری مشتاق تھی ایرج نے

کچھ جواب نہ دیا پر امرائس جیسے سگے پہونچے بلا تکلف اسے کو چھتے میں گرادیا یہ معلوم ہوا کہ میں کسی سے باتیں
کر رہا ہوں ان ہوا آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع میں پایا لہو دیکھتا ہو وہ اوصاف ایرج بیان کرتا ہی
کہتا ہو کہ کیا حوال حسن ہو ایک طرف سے چند سپاہی پیدا ہوے ایک سپاہی نے آکر ایرج کا ہاتھ
پکڑ کے کہا کہ چلو تمہیں بادشاہ بلاتے ہیں ایرج نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ او وہ ہاتو کٹر تا ہو کیا ہم تیرے بادشاہ
کے نوکر ہیں اُس سپاہی نے کہا کہ ای جوان تجھکو علیا ہو گیا ایرج نے تلوار کھینچی سپاہی نے سونٹا اٹھا مارا ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے اُن سب نے مل کر ایرج پر ہلّہ کیا ایرج لڑنے لگے
پانچ چھ سپاہی قتل کیے تھے کہ ڈنکے پر چوٹ پڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار مع دو ہزار فوج ساتھ
آتے ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے ووہیں ٹوٹ پڑے ایرج لڑ رہے ہیں جب
دس بیس آدمی مارے گئے اُس بادشاہ نے کہا یارو یہ جوان بڑا ظالم ہو اُس شخص کو چہار جانب سے
گھیر کر گرفتار کرلو کسد امداد ایرج پر ٹوٹ پڑے ایرج کو اور رومے ملو سے کے گرفتار کیا کشاں کشاں
لیکر بارگاہ میں آئے وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا کہا کہ کیوں ای جوان تو نے ملازمان شاہی کو کسواسطے
قتل کیا ایرج نے کہا کہ تمہارے سپاہی نے بلا وجہ ہمارا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ سے مارا گیا بادشاہ
نے کہا کہ ایک شخص نے پچیس آدمی قتل کیے اسکو قید خانے میں لیجاؤ کشاں کشاں ایرج کو لاکر قید خانے
میں چھوڑا ایرج نے دیکھا کہ مکان تنگ و تاریک تھا اُس مقام پر چھوڑ کر دروازہ بند کیا باہر بر اسے
نگہبانی بیٹھے ایرج نے ملکاسر دع کیا دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای پروردگار اس مصیبت سے مجھکو نجات
دے دو پہر رات گئے رمس نی ہوئی مکان لپیٹے لپیٹے نکلی کہا کہ ای شہریار کل صبح کو وہ بادشاہ پھر آپ کو
طلب کرے گا یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہوں یہی دستگیری کرے گی وہ سوال کرے گا کہ ایک پہلوان
سے مقابلہ کیجئے اگر اُسکو زیر کیجئے گا تو آپ کی رہائی ہوگی وہ پہلوان ساحر ہی جب اُس سے مقابلہ ہو
انگشتر چمکا کے اُسکی کمر میں ہاتھ دیجیے گا اُٹھا کر بادشاہ پر مار دیجئے گا آپ اسے کو ایک صحرا میں پائیے گے
میں اگر تدبیر لوح ستا ذکی آئندہ آپ کا اقبال ہو میں نے مشکل اسے کو سا سک ہوگیا کہکر غائب
ہوئی اور رغائب ہوئی صبح کو ایرج طلب ہوے پہلوان کے مقابلے کو بادشاہ نے کہا ایرج راضی
ہوے پہلوان آیا ایرج کی قید کاٹی گئی جب مقابلہ ہوا ایرج نے وہی حرکت کی کہ اُس جوان کو
اٹھا کر حکمت پر مارا تمام دربار جلنے لگا ایرج کی آنکھیں بند ہوئیں اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا میں

بابا پہلے نکل سے سیمتن پیدا ہوئی اور کہا کہ اے شہریار سامنے کوہ آتشبار ہے وہاں اپنے کو پہونچائیے اگر آتشبار کو مارا اُسکی سرپود دخان جادو اگر اُسے زیر کیا اطاعت کی تو ہمکی معرفت لوح کا پتہ ملے گا کہہ کر سامنے جا سامنے حاضر ہو گی یہ کہکر سیمتن تو غائب ہوئی ایرج طرف کوہ آتشبار کے چلے لیکن میمون جادو محنت سے منتظر تھا کہ کان میں آواز آئی کسی مرا نام من پیران جادو ولد دگھراکر کہا کہ ارے و سالت تو کروں مالک ور کہ اول طلسم ہوا سپرکیا افتاد پڑی میمون ساحر گئے تھوڑی دیر میں پلیٹ کر آئے کہا کہ یہ شہریار پڑا تھا باتیں ہو رہی تھیں کہ آسمان سے ایک ساحر آیا کتاب لیے ہوئے کہا کہ یاد ساز طلسم ہم طلسم ہوئی طلسم کشا سے اہل طلسم ہیں آگیا پیران جادو مارا گیا اب طلسم کشا طرف کوہ آتشبار کے جاتا ہے ضرور کچھ ہاں سو ہوگا جلد انتظام کیجیے ورنہ طلسم ہاتھ سے جائیگا میمون جادو نے کاہن طلسمی کو حرف کہا ایک نامہ آتشبار کو لکھا کہ اے آتشبار طلسم کشا تیرے کوہ کی طرف آتا ہے اس سے بہت ہوشیار رہنا آتشبار کو نامہ جو پایا آتشبار یہ سنکر جل گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ میں طلسم کشا کو گرفتار کر لوں تھوں میرے ہاتھ سے کیونکر بچکے ہیں یہ کہہ کے اسباب سحر بانوس لیکر نکلی سامنے دیکھا کہ ایک جوان حسین آتا ہے اٹھا کر اسنے ایک گولہ مارا ایرج تڑپکر گر پڑے آتشبار نے گرفتار کیا دیکھا کہ وہ پلک جھپکنے میں راس کسی نے بتایا ملک پیران کو مکرساہ ہوا کہ یہ استر سانا کسان کسان اسے حصر میں آئی آوارگی کہ گر بن حاضر ہوئیں کہا رنگس کو ماوا اور دخان کو حکم دو کہ اگر نسل طلسم کشا دیکھیں آج ہلاک ہی کے چراغ روشن کرینگے کہ طلسم کشا قتل ہوگا بعد حیات کتاب سامری میں مرقوم ہے یہ تمام حالات الوں میں دھوم ہے کہ جب ملک پیران برباد ہوگا طلسم میمون بھاگا کہ پری دوڑی ہوئی گئیں رنگس کو اور دخان کو بلا کر لائیں دخان کی جو نگاہ حال ایرج پر پڑی عاشق ہوئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اس حال میں ایرج کو پایا شکیں بندھی ہوئیں گرمی کھینچتا ہوا بال سر کے پریشان دیکھکر مسرور ہوئی کہا کہ کیوں لو اے آتشبار اس بیچارے نے کیا خطا کی بھولی بھولی صورت غم غصے میں کانپ رہی ہو وہ حیران میٹھا تھا رہے چہرے کو دیکھ رہا ہے آتشبار نے کہا کہ لو یہ طلسم کشا ہے اصلی ہے پیران قتل ہوا ملک تباہ ہو گیا میری فکر میں تم اتھا میں نے گرفتار کیا آج حکم سامری جمشید ہے عقل اُڑا ہوا وہ لکھ گئے ہیں اُسکے سراسر خلاف ہوا صاف لکھا ہے کہ طلسم کشا کو موت آتی ہے بچو ہم ابھی قتل کرتے ہیں یہ کہہ کے رنگس کو اشارہ کیا دخان نے کہا

کہو کوئی ہزار آدمی اسی حرم میں قید ہیں آج تک نہیں ثابت ہوا کہ طلسم کس سے اصلی کھول دیں بیرا ان
بادشاہ ضعیف تھا کسی وجہ سے قتل ہوا اسکا کیا اعتبار ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ اس جوان کو قید سے چھوڑ دو اسے کہا کہ جو امیری خوشی یہ ہے کہ اس جوان کو رہا کر دو تم آ
طلسم میں کیوں پھنسا کر اس کے جان کا مشکل پڑے گی تم کیوں اسکے خون سے ہاتھ بھرو آتشبار نے
کہا میں سر تسلیم کرو گی تم تو جادو میں اسو دست کیا ہو گیا کیسی باتیں کرتی ہو میں ابھی اسکو قتل
کرونگی رکن سے اشارہ کیا کہ سر کاٹ دے رکن نے تلوار کھینچی چاہا کہ ایرج کا سر کاٹے
دخان نے ہاتھ اٹھایا برق گری لگ کے دو ٹکڑے ہوئے مر ا رکن کا تو آتشبار اٹھی کہ ای
موئی تو نے رکن کو کیوں قتل کیا دخان نے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گی آتشبار نے گولہ
مارا دخان و آتشبار سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس میں چلے تھے کہ زمین سے ایک رنگ ماہی
پیدا ہوئی تڑپ کر آتشبار پر گری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نعرہ کیا کہ میں سمین کہ رکن کو قتل کیا
دخان بھی شریک ہوئی دخان و سمین نے مل کر کیروں کو قتل کیا سمین و دخان ایرج کو
لیکر قصر میں آئیں سمین نے کہا کہ ای دخان لوح کا پتہ شاہزادے کو بتا دو دخان نے کہا کہ میں حال
سے کوشش کو حاضر ہوں اصل حال یہ ہے کہ باغ زنگار رنگ خطا کار جادو اس باغ کی مالک ہے
اسی کے پاس لوح ہے مگر وہاں کیونکر رسائی ہو سمین نے کہا کہ میں بنکر انکو جاؤں کیری کی شکل سا وروں
ایرج نے کہا کہ میں شکل کیری بنجاؤ نگا اگر یہ بات مشہور ہو گئی کشتی گیر زادہ ہیسے گا اسے تمام ر
ہے گا کہ کیری کی شکل بنکر گئے میرے واسطے باعث بدنامی ہے دخان نے کہا کہ بس بصورت اصلی تم کو بھی
مسمین عقب میں آؤ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا یہ کہکر ایرج کو تخت پر سوار کیا دخان ایرج کو لیکر
چلی عقب میں سمین نے بھی قصد کیا لیکن دخان ایک صحرا میں پہونچی دیکھا کہ ایک محل کے سامنے
ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہے گرد کا تلہ سا ہوا جاتا ہے اڑ رہا ہے ایرج کا نام لے لیکر یہ کہتا ہے
کہ آقا ستمگار کہاں ڈھونڈوں ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان میرا عیار بیٹھا رو رہا ہے
اب سکھ پڑے گا تخت اتار دو یہ کہکر تخت اتارا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای یار
وفادار دولس تم اس کس حال میں ہو مجھے ڈھونڈتے تھے میں تو کاشاپور سے آیا مدت
اپنے آقا کو دیکھا دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقا بے ... سے لوح ذخیرہ مانی

ایرج نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ غلام ساتھ چلے گا ای دخان ایک کام کرو بادشاہ ہم
کی تقریر میں تصویر دکھاؤ چلتے ہی لوح لے لیں آقا کو بصورت بادشاہ طلسم لے چلیں دخان سے
میمون جادو کا بیان کرنا شروع کیا شاپور نے ایرج کو اسی صورت پر بنایا پوچھتا جاتا ہے
کہ حال دخان کا اس تو فرق نہیں دخان نے کہا کہ ای عیار طرار کیا صورت بنائی ہے آپ ایک ساحر طرار ہم
کی صورت بن کر تیار رہو اما تین شاپور نے دخان کو سکھا دیں کہ باغ زنگار رنگ میں سامنے خطا کار
کے اس طور سے کلام کرنا بے اختیار لوح لے آئینگے دخان بہت خوش ہوا کہ اس لوح کا ملنا بہت آسان
ہے تخت کو اڑا کر چلی خطا کار توم کی رنگ بباغ زنگار رنگ کی گھساں مالک لوح طلسمی اسے ملے ہیں
مشغول ہو کر کہ رہی ہو کہ صاحو کاہن نے بیان کر دیا ایک مرتبہ حلہ رو رہید اس حد ادہ بہت بیکھ
سو سال میں ہوتا ہے کاہن نے لکھ رکھا کہ سب میرے قصر میں آئیں احکام نجوم سنا مسطور ہے سب
اہالی طلسم جمع تھے بادشاہ طلسم بھی بیٹھے تھے اسے ممبر پر جا کر تشریف قدرت پڑھی اور یہ کہا
کہ دم آگاہ ہو جائیں اب ایسا حلسہ نہ ہوگا عمر طلسم تمام ہوئی ہفت پیکر پرستوں کو سامنے
قدرت کو یاد کریں پیدا کرنے والے سے فریاد کریں کہ ہو ملا آئی ہی یہ معلوم تھا کہ بعد پیران جادو
تمہارے گھر پر طلسم کشا آئیگا لوح کو حفاظت سے رکھنا اسی شکل پر آئیگا لوح دیا نہ جائیگی سب اہالی
ہوشیار رہیں یہ بھی تحریر تھی کہ پیران جادو قتل ہوا اور مالک استاد ہلاک ہو گئیں اب اس موقع
کی طلسم کشا کیونکر آئیگا یہ باتیں تھیں کہ آسمان سے رنگ چکی دیکھا کہ میمون تاجدار
ساحرہ بیلوں میں ایک جادوگر پیست پر رومال ہلاتا ہوا خطا کار کھڑی ہو گئی سب کنیزوں نے
با ادب حاضر اے سلسلم جھکیں تخت زمین پر آیا ایرج تخت پر بیٹھے جادوگر نے پکار کر کہا ای خطا کار
تم کو کچھ معلوم ہے کہ طلسم میں کیا انقلاب ہوا اہالی طلسم کو کوچ درپیش ہے طلسم کشا اصلی طلسم میں آ گیا
طلسمی شاہ لوح اپنے پاس رکھیں گے خطا کار نے کہا کہ ابھی لوح حاضر کرتی ہوں جی میں
کہتی ہے کہ اب طلسم کشا کیونکر میری تلاش کریگا انقلاب کو دیکھا جائیگا جیسا وقت ہوگا ویسا کریں گے
پکار کر کنیزوں سے کہا کہ ارے جو طاق میں صندوقچہ رکھا ہے اٹھا لاؤ کنیزیں جا کر صندوقچہ لائیں اس نے
سمت یہ رکھ دیا کہا لیجیے اس لوح کو نکال لیجیے ایرج نے طرف دخان کے اشارہ کیا کہ کہو اس
میں سے دخان نے کہا کہ ای خطا کار کلید صندوقچے کی لاؤ یہ کہنا تھا کہ خطا کار نے کہا او مکارہ

میں جانتی تھی کہ طلسم کشا کیسا مکار آئیگا بایاں طلسم سے ہی تو دھوکا رکھا دخان نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا خطا کار بلا سے روزگار ہو منہ سے اُف اُف کرنے لگی شعلہ بھڑک کر دخان پر گرا دخان شعلہ آتش بنگئی طرف ایرج کے پلٹی ایرج نے تلوار کھینچی خطا کار نے ہشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری اژدھا ہوکر ایرج گرے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا چہرہ مثل آفتاب کے ظاہر ہوا کھینچ کر چلی کہ سر ایرج کا کاٹ لوں شاپور کو دکر گنبد میں شریک ہوا جیسے ہی خطا کار نے قصد کیا کہ سر ایرج کا کاٹ لوں شاپور عیار پشت پر سے جان بان کے کھیر دل کو ہٹاتا ہوا قریب پہونچا کہا دیکھیے ابر اُٹھا ہو کوئی ساحر آتا ہو جیسے ہی خطا کار پلٹی شاپور نے حلقہ سے کمند مارے دو ارے گر سکے گتی حساب دار گرتے گرتے لیٹ کے حجر ہار اشکر چاک کھے پاک مرنا خطا کار کا صندوقچہ کھلا لوح مثل ہوم قمر کے چمکی ایرج نے لوح اُٹھا کر گلے میں ڈالی کیسر غلغلہ کرتی ہوئی بھاگیں چند کو دخان نے قتل کیا اب دخان نے کہا کہ اے شہریار آپ لوح ملاحظہ کریں آگے مرحلہ حالات میں معروف ہوں کیسر جا کر آپ کے لشکر کو لاتی ہوں مرحلہ شکست و لشکر آپ کا اسی مقام پر پہونچے ماتم کرتی ہوئی باغ سے باہر نکلی دخان نے قصد کیا کہ میں جادوں قضا سے کار میمون تاجدار تخت پر بیٹھا ہو گلدستہ سحر خطا کار سامنے رکھا ہو کہ ایک صدا اسے عجب کان میں آئی شعلہ بھڑک کر گرا گلدستہ حلا میمون نے سر پیٹ لیا کہا کہ او یار غضب ہوا خطا کار قتل ہوئی اگر اسے قتل کیا لوح پائی ہو گی اوراق جادو پہلو میں بیٹھا ہو اوراق نے کہا کہ غلام جانے ابھی مضمون لوح سے آگاہ نہ ہوئے ہوں گے دیکھوں جا کر کہ لوح کسکی مدد سے پائی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا پانچ چار سو جادوگر ساتھ لیے پر پرواز پیدا کر کے چلا پشت پر پانچ سو جادوگر کہتے ہیں حضور اگر لوح بھی لے لی تو ابھی دیکھی نہ ہو گی اوراق کہتا ہو اگر اسوقت پہونچا تو کوچھ لیں گا مگر اسوقت پہونچا کہ ایرج باغ سے نکلے ہیں دخان رخصت ہوکر جایا چاہتی ہی کہ آسمان سے آواز آئی سم اوراق جادو وارد ان سب کو گھیر کر مار لو شاپور تو یہ کہکر بھاگا کہ اے شہریار ہوشیار رہیے ایرج نے تلوار کھینچی دخان بھی سحر کرنے لگی اوراق نے اُٹھکر سحر کرتا ہوا قریب دخان کے پہونچا آواز دی کہ اے ظالم تو مقام لوح پر طلسم کشا کو لائی خطا کار تیری وجہ سے قتل ہوئی دخان نے سحر مارا اوراق نے سحر کیا کہ سحر اُسکا سر پر دخان کے پڑا دخان کا سر رحمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں کہ دخان نے آواز دی اے شہریار کیسر ستارہ ہوتی ہوا ایرج نے

جو پلٹ کر دیکھا دخان کو اوراق قتل کیا چاہتا ہو بڑھ کر لوح چمکائی اوراق نے کہا کہ ارے یہ کیا
ہے کہکر مجھ ہٹا ایرج نے قریب آکر دخان کو سنبھالا دخان نے زخم باندھا مصروف جنگ ہوئی بحر کری
ای ایرج کو ہر مرتبہ آواز دیتی ہو ہوشیار رہیے گا اوراق سے لوح دامن کو اشارہ کیا آپ کھڑے کھڑے
سامنے سے غائب ہوئی الغرض تھوڑے عرصے کے ایرج نے دیکھا کہ نیلم رنگی سامنے سے آتا اور پکارتا ہوا
کہ ای شہریار غلام کو بچائیے غلام سرکار کی تلاش میں آیا تھا آپکو جو بخیر و عافیت پایا نہایت خوشی ہوئی اسکی
اوراق نے غلام پر سحر کیا وہ کلیجہ مل رہا ہے ہڈیوں سے دھواں نکل رہا ہے ذرا لوح مجھے دیجیے ایرج نے سمجھ لیا
کہ شعبدہ ہے لوح چمکائی تبسم سے مس کردی لوح کا مس ہونا تھا کہ اوراق نے ایک چیخ ماری اور ہیزم حسنا
جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اوراق جادو لو داب وشاپور نے
غار سے نکل کر حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحر جلنے لگے کئی سو ساحر جلکر خاک ہوئے چند جو باقی رہے
وہ بھاگ گئے ایرج کی فتح ہوئی دخان کو رخصت کیا شاپور سے کہا کہ تمھارا ابھی چلنا مناسب نہیں یہی
لوح میں مرقوم ہے کہ طلسم کشا اکیلا جائے شاپور ناچار ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر کسی مقام پر بیٹھا ایرج
نے لوح سے اطمینان کرکے اسم حاشیہ لوح پڑھا تھوڑا ہوا کا چلا غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے غبار رفع
ہوگیا اپنے کو ایک صحرائے سبزہ زار میں پایا پرند طائر زمزمہ سرائی کررہے ہیں گل سرسبز و شاداب
سنبل کا پیچ و تاب نہریں جاری حباب شناوری کررہے ہیں چشم محبوب کا نستان دکھلاتے ہیں مضمون
لوح میں دیکھا اسکی فکر میں ایرج جاتے ہیں قریب ایک گل کے دیکھا ایک عقاب بیٹھا تھا اسکو
تیر سے مارا عقاب کے مرتے ہی صحرا ویران کف دست میدان ہوگیا جنگل کو دیکھکر وحشت ہوتی اور کہ ایک
طرف سے آواز آئی ای شہریار ملازمان جانباز بھی آپہونچے دیکھا کہ نیلم و فیلم وغیرہ مع کل لشکر کے آئے
آتے ہی عرض کی کہ حضور سے لوح پائی ایرج نے کہا کہ بہ عنایت پروردگار لوح دستیاب ہوئی
ایک ساحر کو مارا اب کوتوال طلسم کی تلاش میں نکلا ہوں اسی صحرائے ویران میں وہ بھی ملیگا ای نیلم و فیلم
میں اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر میں پہونچاؤں قبلہ و کعبہ کو رہا کروں سرداروں نے دور ہا لگا استاد
کی عرض کی بارگاہ میں چلیے ایرج بارگاہ میں آئے چالیس سرداران نامی ایرج کو گھیر کر بیٹھے
صدرراں س ماہ منظر یہ کہکر اٹھا کہ ای شہریار ذرا لوح طلسمی میں بھی دیکھوں کہ دل کو تسکین ہو ایرج نے
گلے سے لوح اتاری چاہا کہ صدرراں کو دوں کہ حرف لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا صدرراں

لوح دی اور غصہ ہوا لوح اسپر پھینک مارو پھر قدرت کا تماشا دیکھو ایرج نے فوراً تمام سے گئے
لوح کو پھینک مارا صدر راک نے ایک چیخ ماری جلنے لگا جسم سے شعلے نکلے ساتھ والوں پر گر پڑے
تھوڑی ہی عرصے میں سب جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو کو توال طلسم
بود ایرج نے لوح کو اٹھایا صرف ایک ہی ساحر کا لاشہ پایا باقی نمود بے بود طلسم تھے آگے بڑھے تلاش
میں وزیر طلسم کی جاتے تھے لیکن فرتوت جو مرا ایک بونڈا جسم میں لپٹا لاشے کو اٹھا کر لے گیا سامنے
میمون کے لاشہ آیا میمون نے فریاد کی کہ ہمارے افسر نے طلسم کشا سے مکر کر کے لوح لے لی ہوتی مگر
ہوشیار ہو گیا فرتوت کو قتل کیا میمون نے گھبرا کر کہا کہ ارے دغان کی ذات سے سارے عملہ
ہوئے اسکو گرفتار کر کے لاؤ ساحر ناماتی میں دغان کی بیلے وزیر یہ کہکر اٹھا کہ میں اپنے مرحلے پر
جاتا ہوں گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کروں اور دام مکر پھیلاؤں یہ کہکے روانہ ہوا قصہ سے کار ملکہ
دغان جادو لشکر ایرج میں پہونچیں تلیم و فیلم سے اطلاع کی کہ آقا کی طرف کوچ کرو صحرا میں جا کر شاہزادے
کو پاؤ سگے لشکر نے کوچ کیا دغان پلٹی ہوئی آتی ہو صحرائے نیلوفر سے گذری تھی کہ وزیر سامنے سے
پیدا ہوا بارہ ہزار جادوگر ساتھ تھے دغان نے چاہا کہ بھاگوں قنطور وزیر نے آواز دی کہ اسکو گرفتار
کرلو چہار جانب سے جادوگر دوڑے دغان کو گرفتار کیا چند جادوگر ساتھ تھے انسے کہا کہ
خدمت میں شاہ کی اسکو لیجاؤ کہنا کہ فوراً اسے قتل کریں اسیطے طلسم کشا کو لوح تک پہونچایا بند پر سوال
بھٹکتا لوح تک پہونچا دس بارہ جادوگر دغان کی زبان میں سوزن کشان کشان لے نے نہیں بھیجا
راہ میں شاپور ایک ساحر کی شکل سا ہو اٹھا اسنے دور سے دیکھا کہ دغان جادو کو چند ساحر گرفتار کر کے
لیے جاتے ہیں شاپور ایک جانب بھاگا میمون تاجدار کی شکل بنکر ایک گل کے سایے میں بیٹھا اسباب
سحر آگے رکھ لیا کہ وہ ساحر ادھر سے گذرے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ حضور وزیر صاحب نے
اسے گرفتار کر کے بھیجا ہو مگر فرمایا ہو کہ فوراً اسے قتل کیجیے شاپور نے کہا کہ یارو میں قتل طلسم کشا کی تدبیر میں
ہوں تم لوگ سامنے آگئے تمسے بات کرتا ہوں میں سحر بھیج رہا ہوں دغان کو یہاں ٹھہراؤ چند کس جھپٹ کر
گلابیاں شراب کی لاؤ چھ سات آدمی دوڑے گئے بھٹی سے جا کر بوتلیں لائے سامنے شاہ کے رکھیں شاپور
نے کہا کہ میں اسم سحر پڑھتا ہوں تم سب ایک ایک جام پیو جب تم بیہوش ہو جاؤ گے یہاں طلسم کشا گر کر
بیہوش ہو جائیگا امان نہ پائیگا جادوگر بیٹھکر شراب پینے لگے شاپور نے بیہوشی ملا دی اس شراب پی پی کر

بلبلائے اٹھو گرو اڑے بیہوش ہوئے شاپور نے دخان کی زبان سے سوزن نکالی کہا بھاگ کر نکل
جائیے دخان نے کہا کہ ای شاپور بڑا احسان کیا اب ان سب کو قتل کرنا چاہیے شاپور نے خنجر کھینچ
دو چار جادوگر قتل کیے مرنے کی ساحروں کے آواز بلند ہوئی سامنے کوہ تھا کوہ سنگین اس پہاڑ کا نام
تھا اور مالک اس پہاڑ کا اندر دورے کے بیٹھا تھا کہ کان میں آواز مرنے کی جادوگروں کے آئی سر نکال کے
دیکھا کہ ایک عیار اور ایک ساحرہ ساحروں کو قتل کر رہی ہے سنگین نکلا آواز دی کہ او دخان میں نے
پہچانا برہا طلسم کے دیکھ ای یہ کیسے سنگین دوڑا او دخان نے سمجھا سنگین نے ایک وہ خنجر مارا کہ
دخان گر کر بیہوش ہوئی شاپور نے چاہا کہ جست کر کے بھاگے سنگین نے اشارہ کیا شاپور بھی زمین
پر گرا اب آگے اسنے باقی جادوگروں کو ہوشیار کیا اُنسے حال پوچھا کہا کہ اب تم جاؤ بس ان دونوں کو میں
شاہ کے پاس لیے جاؤنگا جادوگر روانہ ہوئے سنگین کو گین دونوں کو کھینچتا ہوا درہ کوہ میں لایا دونوں
کو تھاما شاپور پھر اس حیران ہو کے رہا تھا سنگین نے تھیلی اٹھائی اپنی باتھ پیر ڈالی شاپور کی تیاری کرنے لگا
شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں ذرا کہ ارے آپ سے کچھ عرض کروں
سنگین کہا رہے آیا شاپور نے کہا کہ آپ نفر بادشاہ ہیں طلسم کشا سے بڑا کر نکا ہوں میری حفاظت چاہیے کی
سنگین نے کہا کہ تو طلسم کشا کو پکڑا لیتا شاپور نے کہا کہ اگر مجھکو چھوڑ دیجیے تو ابھی گرفتار کرا دوں تو
دھوکا کھائیگا میری قدر دانی کی شاہ طلسم اگر مجھکو نوکر رکھیں گے کیا مجال کوئی پسر حمزہ طلسم میں آ سکے
علاوہ اسکے میرے پاس کچھ مال ہے جادوگروں کو مارکر لیا ہوا چاہتا ہوں کہا چپکے سے سرداروں مال کا نام سنکر
سنگین خوش ہو گیا پوچھا کیا مال ہے شاپور نے کمر سے اشرفیاں نکال کر پیش کیں کہا یہ تو لیجیے مجھے
حضور شاہ کے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا عیاری کا بھی جھگڑا ہو اور ایک گٹھری بڑا اٹھو لا اتار
وہیں رکھا تھا سنگین نے کہا یہ انار کیسا ہے شاپور نے کہا ہم عیاروں کا مال جواہر ہے [illegible] کو
کھا کے لشکر کی روش فرمائیے فرحصل کا انار ہے سنگین نے [illegible] کر کے لیکر انار کھا کر خوش
ہو گیا شاپور نے سارا انار کھلا دیا جب کچھ نشہ کا ذکر کہا کہ میرا دل گھبراتا ہے شاپور نے کہا کہ انار نے
قوت دکھائی ذرا اٹھ کر ٹہلیے قوت آ جائے سنگین اٹھا دو قدم چلا تھا کہ گرا شاپور نے خنجر سے کھینچ سر
سر کاٹا دخان کی زبان سے سوزن نکالی مرتے سنگین کے اثر جانے لگا شاپور اور دخان باہم
شاپور نے کہا کہ میں عدالت میں آقا کی جاتا ہوں تم کہاں جاؤگی کہا میں تلاش لشکر طلسم کشا میں جاتی ہوں

تنکے دخان دو، ہوئی شاپور تلاش میں ایرج نوجوان کی چلا لیکن ایرج بموجب حکم لوح ایک باغ میں پہونچے باغ میں سناٹا پایا حیران تھے کہ موجب ہدایت لوح آیا یہاں کسی کو نہ پایا قصد ہوا کہ لوح دیکھوں آسمان پر برق چمکی دیکھا دخان آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار قنطور وزیر بادشاہ ہزار جادوگر کی جمعیت سے آپکی فکر میں آتا ہی ونڈی بہت بیقرار ہو رہی لوح دیکھوں سینے سے مس کروں کہ میرا ہی سے ایرج نے لوح دی دخان نے لوح دیکھی پیچھے ہٹی کہا اے طلسم کشا اسم قنطور جادو ہے سمجھو یوں لوح لئے میں ساتھ دھوکا دیتے ہیں ایرج سمجھتے تھے کہ قنطور نے سحر کیا ایرج گرے قنطور نے کمر میں بیٹھ دیا لوح کو بیٹھ کر جھولی میں رکھا خوشی خوشی طرف بادشاہ کے چلا صحرا میں جو پہونچا دیکھا کہ ایک طفل حسین ہیکل گلے میں کر اعکس کا پہنے ہوئے شروع کیا کھانا جوتا بھاری پہنے ہوئے جنگل میں دوڑتا پھرتا ہی قنطور نے دیکھا کہ کسی رئیس کا لڑکا دلوا ہو گیا ہی لیکن نہایت حسین و جمیل ہی یہ سوچکر ہوا سے اترا ایرج کو ایک گل کے سبب ڈالدیا لڑکے کو آواز دی کہ میاں صاحبزادے ادھر آؤ لڑکے نے اٹھا کر ڈھیلا مارا قنطور نے اپنے کو بچایا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لڑکا مچلنے لگا قنطور جھکا کہ گود میں اٹھا لوں لڑکے نے حساب مارا قنطور گرا نعرہ ہوا کہ مسم شاپور شیر دل جھولی سے لوح لی ایرج کے گلے میں ڈالی کہا اسکو قتل کیجیے ایرج نے کہا کہ اے شاپور بیہوشی میں قتل کر دوں اسکو ہوشیار کر دو شاپور نے کہا کہ آقا یہ مشور مرا کریگا ایرج نے ماما چھینٹا پانی کا مار دیا قنطور کی آنکھ کھلی اٹھتے ہی سحر کرنے لگا آگ برسائی آواز دی کہ طلسم کشا کو لیا گو یہ بارے سحر سے بارہ ہزار جادوگر پیدا ہوئے ایرج تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوئے لوح کو چمکا کر شمشیر زنی کر رہے ہیں کہ دخان بھی آکر پہونچی شریک جنگ ہوئی قضائے کار میمون تخت پر بیٹھا تھا کہ چند طائر آسمان سے گرے شکل انسان ہو کر سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار قنطور وزیر جنگل میں طلسم کشا سے لڑتا ہی لیکن طلسم کشا نہیں رکتا جنگ ہو رہی ہی فوج گران لیکر پہونچیے میمون اپنے مقام سے اٹھا حکم ہوا تیس لاکھ ساحروں کا لشکر تیار ہونے لگا خود تخت پر سوار ہوا جادوگروں کو تعلیم کیا جہاں تک ہو سکے سحر کر کے دخان کو تو گرفتار کروں گا تم لوگ بلوہ کر کے سرداروں سے طلسم کشا کو گرفتار کرو اسوقت آکر پہونچا کہ جنگ ہو رہی ہی نعرہ ہوا کہ مسم میمون تاجدار میں لا کر موج سے آکر پہونچا دخان نے عرض کی کہ ای شہریار اب مشکل ہوئی بڑی جمعیت سے بادشاہ طلسم آیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان پروردگار مالک ہو شاپور نے حقہائے انتباری کو تار جادوگروں سے

ایرج پر بلوہ کیا سحر خوانی موقوف کی کشتین رسیان زنجیرین چہار جانب سے پھینکنے لگے ایرج کی بیقراری تھی یہی کچھ کنگی اشکباری کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز فضل سے ان ساحرون کے پچائے **نظم**

ہست پیش ہر نظر نور خدا
جلوہ گر ہست آن کمال جان فزا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان
ورد گوئی و زبان خلاق ما
ہر کرا نور نظر را دیدہ ہر
مثل آئینہ صفا ماستد صفا
وائما خمدار گردن در سجود

مثل خورشید و بر جلوہ نما
ہر گدا سائل ساب دو لتش
مستعد و رسدگی صبح و مسا
عاشقان اندر محبت میکسند
بیند او را در خلاؤ در ملا
خاکسار شو ما نما شد درجہان
کن عبادت کن عبادت ہندیا

رحیمین خو یہ و ماں جہاں
خاکوس ما رگہ ہر باد ستا
در شاہوانی کشادہ ہر ماں
جان و مال خویش برجا ماں فدا
سینہ لال صفا از ہر عمار
خواہش دولت نہ فکر کیمیا
بیقرار ہو کر ایرج نے دعا کی

کہ اسے کردگار ہی نیلم و خیلم لشکر ایرج کا نیکر بہونچے ہو ملا رماں ایرج سے ایرج کو اس آفت میں دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے شاپور نے گھوڑا ایرج کا ہو کیا کرہ بن اشقر کی لشت پر سوار ہو سے حضرت آستانے اسکو تاک کر وار میمون سہر و عضب تمام ایرج پر جا پڑا اکی ہاتھ تلوار کے مارے گھر کرکے آگ برسائی تب ایرج لوح کو ہمکائے ہوے طرف میمون کے بڑھے دست باقے تلوار کا پھر مارا ایرج سے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی قصد کیا کہ پلٹوں ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا گھبرا کر سپر سحر کو اٹھایا زخم پیچ گری اسپر کو کاٹا سرس حیات کو برق تیر سے جلا دیا مارا جا میمون کا کرہ کام۔ وہ ساحر بھاگے لگے اسیر کا ان آکر شریک ہوا عرض کی علام کو معاف فرمائیے ایرج نے سب کو مطیع کیا سب نے بحوشی اطاعت اسلام قبول کی اب ایرج قلعہ طلسمی میں آئے مال طلسمی نکلوایا ایک اثردہا ہوائی طلسم میں تھا اسکو مار پوست کشی کرائی اسکو درست کرکے آگے ارادے پر لاوائی ہی ارادہ زر سرخ و سفید کا لاکھ جادو گران کی اقسر ملکہ دخان جادو مرا یا طرف طلسم ہفت پیکر کے جلد بیقرار رہا۔ قاسم کو جاکر میں رہا کر دل اس زور درستی سے ایرج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ال کا دکھیو وقت پر تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان بچا یک صبا رفتار کے گزارش ہوتے این رہائی جہانگیر کی ملکہ ہفت پیکر سے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا سے عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف

طالب کو وصل کے ہیں مطالبات بھر جواب
تا ربط کر یہ نظم کا کر جواب
لکھے کا نام تھر موستاں ہے امن سے پہلے
طالب ہوے سخے دید کے عشق کھا کے گر پڑے
تیر نگہ کو دل میں جگر میں جگہ سلے
اس گل نے ٹکڑے نامے کے پرزے اڑا دیے
تار نگاہ و عنچۂ گل کی نظیر کب
تو قتل سے کیا مرا خط بھی پڑھا گیا
سحر نامہ یوں ہوا سے مرا مسیح
عہد شباب میں تھا مرا جھانک تاک کا
تقدیر کا لکھا کہ جب آیا دم اخیر
وصف رخ صبیح کے مضمون میں رقم
کرتی لگی ہمسری شب زلف دراز سے
شب بھر تو شور غلغل مچا تھا بزم میں
طول شب فراق ہوئیں سنے بیان کیا
دہ ماہ او رخ نحس اگر امتحاں سے

دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
ہار یک او ہو سمجھے دیگی نظر جواب
دیتا نہیں لحد میں بشر کو بشر جواب
موسے کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
جو اس سوال کا لب سوفار پر جواب
لائی یہ حظ شوق کا ہا ہو سحر جواب
مشکل کمر دہن ہو دہاں کا کمر جواب
اس زرک سے ملامی لکھا ای نامہ بر جواب
دسینے لگیں سوال کا سنگ و شجر جواب
رعشہ ہو سر میں دسے گیا پائے نظر جواب
لایا سوال وصل کا نامہ بر جواب
اس فرد کا تو دسے یہ بیاض سحر جواب
ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
دسینے لگی سحر کو صبوحی مگر جواب
فرمایا بحث سے بات کا دسے مختصر جواب
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

پھر و عیاران طرار و طراران حجر گر ار اس داستان دلستان کو یوں تحریر کرتے ہیں شعر و اتفاقی کو در سخن فرمائند تا شرح این داستان چنین کروند ما سابق میں گزارش کر چکا ہوں کہ داراب و جہانگیر داخل قصر عشرت ہیں بہر وقت معشوقاں پری چہرہ حاضر خدمت چابک و مفتاح کشوری ایک قصر میں قید ہیں عیاروں کا ساسا ہفت پیکر کا نہیں ہوا کی مرتبہ نگساں نے عرض بھی کی ہفت پیکر سے حکم ہوا کہ ان مکاروں کو پڑا رہنے دو تکلیف اٹھائیں قید خانے میں پڑے ہی رہیں ایک دن چابک سوچا کب تک پڑے رہو گے کچھ نکلنے کی تدبیر کریں ایک دن صبح کو سو اٹھا چیخیں مار کر رونے لگا نگساں نے پوچھا ارے قیدی کیوں روتا ہی چابک نے کہا کہ ابھی میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا ہیں سے

قدرت کو سجدہ کیا مجھے قتل کر ڈالو زبان میری کاٹو کہ اس زبان سے قدرت پرستی کی لیکن اب میں
آگاہ ہوا کہ وہی پیدا کرنے والا ہے جسنے سب کو شرف عطا کیا نگہبانوں نے اسکے سر سے حرص کی اسکے
کہا کہ اسکو قید سے رہا کرو پاس لاسکے آقا کے یہ ہو کہا وہ قید چابک کی کاٹی در قصر عشرت پر تو چابک کے سامنے
دیکھا تو میں لندھور وقاسم کی در قصر عشرت پر اُتری اُن اندر آیا جہانگیر کو بڑے عیش و عشرت میں دیکھا
بیٹھے ہیں پہلو میں معشوقہ پریچہرہ ناچ گانا ہو رہا ہے چابک کو دیکھکر جہانگیر خوش ہو گئے فرمایا ای
چابک تم بغیر عیش و نشاط خاک تھا چابک نے محبت میں ہفت پیکر کی جہانگیر کو بیدست دیکھا انکے
ہفت پیکر کا نام زبان پر چابک خاموش ہی مگر موافق مزاج جہانگیر باتیں کرتا ہے ایک دن عرض کی
کہ اے شہریار برائے شکار چلیے جہانگیر نے طرف جنگل وحی کے دیکھا دراز دی کہا فقط اگر حکم ہو برائے
شکار جاؤں جنگل سے پتہ کرا اسپر مرقوم تھا کہ برائے شکار جاو جہانگیر نے ملازموں کو حکم دیا لیلیے فرادن
حاضر ہوے چابک جہانگیر کو لیکر واسطے شکار کے چلا معشوقہ کو بھی ساتھ لیا بارگاہ زرنگی ساتھ ہی
صحرا میں آئے شکار کھیلنے لگے دن کو شکار کھیلتے ہیں رات کو آکر معشوقہ سے صحبت ہوتی ہے ہنگامہ عیش و
نشاط گرم ہوتا ہے دو دن شکار میں گذرے تیسرے دن چابک سب کو اسی فکر میں تھا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ آقا اس بلا سے مہلت پاوے پھرتا پھرتا تب ماہ ہے صحرا میں ایک باغ دیکھا اندر سے گانے کی آواز آئی
چابک عیار دیوار پر چڑھ کے باغ میں اُترا دیکھا اس باغ میں چبوترے پر ایک مار بیٹھی ہی ناچ گا رہی
ہو دو تصویر پری سامنے رکھی ہیں انپر ہاتھ پھیرتی ہے کبھی ماش کے دانے مار دیتی ہے چابک یہ معاملہ دیکھ
کہ گانے والی برائے رفع حاجت آئی چابک نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا ایسا گایا
کہ مالک سب کی افسر منتظم جادو بیقرار ہو گئی چابک کو بہت کچھ دیا کہا تو آج تو ایسا گایا ہے کہ بیقرار
کر دیا ہمارا دل نعم عیش سے بھر دیا دونوں باتیں حاصل ہوئیں فرحت تازہ و سرور نے اعادہ چابک
نے کہا اب دن کو گانے کی منتظم نے کہا بس ہمکو فرصت بہت کم ہے جہانگیر جو قصر عشرت میں ہے
اُسکا انتظام میرے سپرد ہے چابک خاموش ہوا کہا کہ ای ملکہ عالم میں ساقی گری خوب کرتی ہوں
لمبی بنانے کی ہمکو دیجیے منتظم نے لمبی چابک کو دی چابک نے میوے میں آکر تمرا تقسیم کرنا شروع
کی پانچ سات گلاس اعانت لطف سے محل میں لایا بیتوار منگا کر سبی زرماے کپڑے پہنکر خوب ناچی خوب گایا
جام لبریز کر کے سر پر رکھا لوٹتے لیتا ہوا سامنے منتظم کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو

سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکے جھوٹا منتظم نے جام لیا جو پی گئی چابک نے دورہ ما، حادو گھڑی مین
سب کو شراب پلائی منتظم گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی اور گر کر بیہوش ہوئی ساقی والیان بھی اٹھ اٹھ کر گرین سب
سرلے فرش ہوئیں چابک نے خنجر کھینچا یہان بارگاہ جہانگیر مین وہ وقت ہو کہ معشوقہ سے اختلاط ظاہری کرتے
ہیں کہ چابک نے خنجر مارا منتظم کا سر کٹا سر کٹتے ہی ایک شعلہ بھڑک کر گرا تمام کنیزین جلنے لگین باغ مین
آگ لگ گئی چابک منتظم کو مار کر بھاگا یہاں وہ وقت ہو کہ جہانگیر نے اُس معشوقہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوئی جہانگیر بھی بیہوش ہو گئے سب لشکر والے غافل
پڑے ہیں کہ چابک آکر پہونچا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین بارگاہ میں آیا دیکھا پہلو مین جہانگیر کے ایک
سیاہ رو زنگن بڑی سو رہی ہے جہانگیر بھی بیہوش ہیں چابک نے پہلے جہانگیر پر گلاب کیوڑہ و بید مشک
چھڑکا جہانگیر نے آنکھ کھولی دیکھتے ہیں بجاے تصویر ہفت پیکر پہلے مانو پر بدن بنتے مین جہانگیر نے کہا کہ ای
چابک یہ ہفت پیکر کون شخص ہے پہلے کیسے تھی ابھی یہ میرے یار و یرہ مادہ ہے چابک نے رو رو کر
سب کیفیت بیان کی کہا آپ کے غلام نے جاکر منتظم کو مارا تب حضور اپنے ہوش مین آئے دیکھیے تو
آپکی سو رہی ہے یہ دام مکر پھیلایا تھا جہانگیر نے کہا کہ ای چابک پروردگار ہر جگہ مالک ہے
نہیں معلوم قاسم نوجوان کسکے گھر مین مبتلا ہین اسکا کیا تدبیر کرین صبح کو پشت مرکب پر سوار ہوکے
چابک نے رکاب پر ہاتھ رکھا پانچ سے جوان ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر اُس صحرا سے نکلے کوہ یاقوت پر
قسم کو ہفت پیکر کا جلوس تھا یاقوت تاجدار سامنے حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ ای مددگاران
من عیار مکار نے بڑی بے ادبی کی کہ منتظم جادو کو مارا جہانگیر کو لیکر نکل گیا کوئی ایسا سردار ہی کہ
مشکیں باندھکر جہانگیر کو لائے بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے پہلوان جیسے جیسے ہر ایک نے قصد گستاخی کی کہ اگر
حکم ہو تو دم بھر میں مشکیں باندھکر لائیں سرکش فیل سوار عیر ساحر ہی چالیس ہزار فوج کی جمعیت
سے تلاش جہانگیر مین چلا جہانگیر اُس جنگل سے نکلے کئی صحرا طی کر چکے ہیں کہ ایک گانون سامنے معلوم
ہوا چند مکان خام اور پختہ اور چھپر ہزار دن پڑے ہوئے اندر سے گانون کی گرد اڑتی دیکھا ایک
جوان قوی تن توی مس ایک ٹٹوے پر سوار تیغہ چوڑا کمر سے لگا ہوا ڈھال سیاہ دروں کی پشت
پر تیر کمٹھا بائیں ہاتھ پر لگائے ہوئے پشت پر ناسا سہزار طارم دھوتیاں باندھے ہوئے مرزائی
پہنے ہوئے اور زنجے کے مانند گلوں میں ایک دانہ اور اک کا اور ایک سونے کا اس طرح سے مرزائی پر

اسکو پناہ ہی مجھو از زمیندار جہانگیر کا اگر سد راہ ہوا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ڈانڈے سے لشکر نہ بڑھاؤ جہانگیر اسی مقام پر اُتر پڑے زمیندار نے بھی جمعہ استادہ کرا مقابلے مین جہانگیر کے اُترا دن سے طبل جنگی بجوا دیا جہانگیر بے سامان ہین ایک نقارہ لشکر مین تھا وہی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو میدان مین آئے زمیندار نے آگے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی کہ وہ جوان کہاں ہو جہانگیر جسکا نام ہی جہانگیر نے مرکب نکالا آگے نکاور زن ہوئے قریب تھا کہ زمیندار گھوڑے سے گر پڑے اسنے کو سنبھالا جہانگیر پر نیزہ مارا جہانگیر نے تیسری ضرب میں نیزہ نکالدیا زمیندار نے تلوار کا ہاتھ مارا جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے فرد افرد احوال جہانگیر کے مقابلے مین آئے چودہ افسر جہانگیر کے ہاتھ سے مارے گئے گنواروں کا برا بندھا جہانگیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہیں آتا بعض آواز دیتے ہیں کہ گستاخ اب آپ جائیے آپکو کون روکتا ہو جہانگیر کہتے ہیں تمسکو مسلمان کرکے جائینگے گنوار ہاتھ جوڑ رہے ہیں کہ آپ کو روکا تھا اب نہیں روکتے جائیے گاؤن کے بیچ سے چلے جائیے شکست بھی پامال ہوگئے تو ہم بھی کچھ نہ کہیں گے جہانگیر مسار ظلمی کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی اسمین سرکش نیل سوار مع چالیس ہزار فوج کے آکر سد کا جہانگیر کو خود دیکھا آواز دی کہ او حوال تو لے غضب کیا کہ خداوند کو چھوڑ یہان بھاگ کر آیا اسے مجھے گرفتار کرکے لیجاؤنگا گنواروں سے پوچھا گنواروں نے دُہائی دی کہ چودہ افسر ہمارے مارے گئے ای پہلوان قدرت ہمکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے سرکش نے کہا کہ ای جہانگیر اب جاکر آرام کرو ہم طبل جنگی بجوائیں گے اگر صبح کو تمسے جیسے اصلاح کی خدمت خداوند میں ہاں آ کر تمکو لے چلین گے اب بھی سرکشی باعث خرابی ہو اگر خلاف کیا تو ان لیجائیں گے کہ جیسے گنہگار کو لیجاتے ہین یہ کہکے بلبلا گنواروں کو بھی ساتھ لے گیا قریب کو لشکر بر لیکے اُترا جہانگیر اسی مقام پر آکر فروکش ہوئے سرکش نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجا لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں لیکن سرکش تنہائی مین بیٹھکر ملک ملک کر دعائیں مانگنے لگا کہ ماخداوند جفت پیکر یہ حوال نہایت زبردست ہو چودہ افسر گنواروں کے اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں ایسے طاقت سے کیونکر بچونگا یا خداوند مدد کیجئے پہلو سے سیچے سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہو جو ارشاد ہو بجا لاؤن یہ کہکے عیار اسکا سر ضرباد پیا سامنے آ عرض کی کہ غلام نے ابھی خواب میں خداوند کو دیکھا حکم ہوا کہ تیرا آقا دعا مانگ رہا ہو جا کر اسکی شراکت کر مدد معصوم سکی

پٹرانسر کش خوش ہو گیا کہا کہ ای صرصر اپنے کو جلد پہونچا گرفتار کرکے لا صرصر باد پیما صورت بدل کر باہر نکلا ایک منیعصی کی شکل بنکر لشکر جہانگیر میں آیا چابک اپنے مقام پر پڑا سو رہا ہی صرصر نے نقب لگائی بھر رات سے بہرہ نقب توڑا جہانگیر کو دیکھا سو رہے ہیں قریب آیا سنگھنے میں بیہوشی رکھکر بیہوش کیا بستارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی چابک پڑا سو رہا تھا عالم خواب میں صاحبقران کو دیکھا فرماتے ہیں کہ کون چابک یہ غفلت تیرے آقا کو عیار لیے جاتا ہی چابک گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا نگہبانوں سے پوچھا خیر و عافیت تو ہی نگہبانوں نے کہا کہ اب تک تو خیریت ہی چابک اندر آیا پلنگ خالی پایا نقب دیکھکر بدحواس ہوا اور اُس نقب میں کود پڑا نقب طے کر کے نقش پا دیکھتا صحرا میں پہونچا دیکھا کہ عیار ایک مقام پر ٹھہرا ہی پشتارہ زمین پر رکھدیا ہی چابک دوڑا آواز دی کہ او مکار غدار تجھکو کیا جانے دوں گا اسم چابک صیارہ فتار ہی کہکے بچھ مارا دونوں میں مجہ چلنے لگا سناٹا جنگل کا چابک نے تنگ کر دیا ہی ناظرین کو یاد ہوگا کہ طلسم ہوشربا میں عمرو کو یہی خواب دکھا تھا اس کن سے لڑ رہا ہی کہ صرصر کو حیران کر دیا ہی اتنی دیر تلوار چلی کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوا صرصر نے دیکھا کہ اب یہ مجھکو گرفتار کرے گا اور میرے میں ہیچ سا تھا اب روشنی بس جان بچنا دشوار ہی بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے جیسے ہی صرصر باد پیما نے یہ کہا ایک پنجہ آسمان سے گرا چابک کو اُٹھائے گیا صرصر باد پیما نے پشتارہ اُٹھایا لیکر بھاگا تعریف ہفت پیکر کرتا ہوا لیکن چابک کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحرہ بہار ٹیکا آئی سمجھے کہ رہی ہی کہ او ظالم تو نے عیار بہلواں قدرت کو درد کا ذرا خوف نہ کیا ابھی تجکو قتل کرتی ہوں چابک نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم میں تو ہمیشہ سے اس فکر میں تھا کہ کوئی ساحرہ جلیل مجکو ملے خدمت میں خداوند ہفت پیکر کی لیجائے میں یہیں سے قدرت کو سجدہ کر چکا لیکن حال دیکھوں تو اعتقاد مضبوط ہو کلنگ جادو نے کہا کہ او عیار میرے ساتھ مکر کی باتیں نہ کر چابک نے کہا کہ ملکۂ عالم جو دل میں ہی عرض کرتا ہوں میرے پاس کچھ مال ہی وہ آپ حفاظت میں رکھیے جا ہی اکثر ساحروں کو مار اُس کا مال لوٹا وہ حاضر ہی بطور حفاظت اسکو اپنے پاس رکھیے جب عنایت خداوند میرے حال پر ہوا اور میں بندگان خاص میں منسوب کیا جاؤں اُس وقت آپ سے لے لوں گا کلنگ نے کہا کہ کیا شی ہی کہا حضور سب کچھ ہی جو آپ کہیں وہیں دوں ایک ڈبہ

میرے پاس لاؤ تاج افراسیاب کا امین ہوا ادھر جیب میں نے دکھایا صاحبزون سنے یہ کہا کہ اسکی قیمت کوئی بڑا صاحب لگائیگا کلنگ نے کہا کہ مین تو دیکھون چابک نے توڑے سے نکال کر ایک ڈبہ پیش کیا کلنگ نے دیکھا کہ ایک چاندی کا ڈبہ کیسا خوبصورت بنا ہی کہ سبحان اللہ کلنگ بیقرار ہو گئی کہا کہ میان چابک اسے کھول کر دیکھون چابک نے کہا معصوم۔ اسے دیکھیے نہیں آپ تو میرے مال کی فقط نگہبان ہین میرا دل بیتاب ہوتا ہی آپ کھولنے کا نام لیتی ہین مین بیقرار ہون باغ سیب مین جاکر عیاری کی افراسیاب ایسے ہوشیار کو بیہوش کیا تب یہ چیزین دستیاب ہوئیں آپ انھین دیکھیے کو کہتی ہین خیر دیکھ لیجیے جیسے ہی کلنگ نے ڈبہ کھولا دھوان نکلا کلنگ بیہوش ہوئی چابک نے سحر مارا اندھیرا ہو گیا چابک کو دو کر بھاگا آوازین پشت پر سے آئی ہین کہ او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو مارا قدرت تجھ سے بدلہ لین سگے جب کسی کو میں قتل آیا تو آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ جادو لو پھر آوازین آنا موقوف ہوئیں چابک صورت بدلکر بھاگا ہو الشکر سرکش میں آیا دیکھا فوج میں جا بجا کو کہہ رہا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر منگایا اب پہلوان صاحب قتل کرین سگے چلو چلکر پسر حمزہ کو دیکھو تو لیس کوئی کلمات حسرت کہ رہا ہی کہ ہائے مسلمان بلا سے مین طلسم نور افشان کو فتح کیا افراسیاب ایسے ساحر کو مارا اب طلسم ہفت پیکر پر سرکشی کی شکر گستری ہو دیکھیں کیا ہوتا ہی چابک سنتا ہوا بارگاہ میں آیا دیکھا سرکش تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر سامنے سلسل و مطوق بیٹھے دربار بہم کہ او مکار عیار سر کے بھروسے پر دعوی پہلوانی انشاءاللہ قتل جائیگا سرکش کہتا ہی کہ او پسر حمزہ دم بھر مہلت ہے دون لگا سر کاٹ کر تیرا خدمت میں حلاوہ مددکی رواہ کر دونگا میں جس پر چڑھ گیا اس ملک کو ویران کیا میرے ہاتھ سے کبھی حریف نہیں بچا ارے جلاد کو بلاؤ چابک ڈھاٹا باندھے ہوئے شلنگیں لگاتا ہوا آگے کھیچ ہو سے سامنے آیا کہا کہ اے شہنشاہ پہلوانان میں مسلمانوں کے نام کا دشمن ہون مجھکو اشارہ کیجیے اسے قتل کرون سرکش نے کہا کہ اس مسلمان کا سر کاٹ لے چابک جھپٹ کر قریب جہانگیر کے آیا اشارہ کیا کہ آقا غلام آپ کا حاضر ہی در دست سنبھل کر بیٹھیے غلام ہتھکڑی کاٹتا ہی جہانگیر یون ہی زنجیر ہلا رہا تھا تو تو رپرہل پڑ گئے سنبھل کر بیٹھے سرکش نے حکم دیا چابک نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی خانہ زرین اگر قید کو توڑ کر جھپٹ کر ایک پہلوان کو اٹھا کر مارا اور وہ کرس کے ٹکڑے اڑ گئے پلٹ کر سواروں سے گوش سرداد سنے اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنتے ہی جا پڑے چابک نے چند حقے آتش بازی کے مارے جہانگیر

لڑتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سرکش گینڈے کو اڑا کر باہر نکلا جہانگیر کو لڑتے دیکھکر جا پڑا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر
اٹھا لیا سرکش نے کہا کہ ای شہریار الامان مرا یارا مان لشکر الامان سرکش نے کہا کہ غلام مسلمان ہوتا ہی
جہانگیر نے ہاتھ سے رکھ دیا سرکش قدموں سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا لشکر کو آواز دی کہ خبردار
کوئی ہاتھ نہ اٹھائے افسران فوج آ کر حاضر خدمت ہوے جیسے بارگاہ میں موجود ہان بارگاہ استادہ ہوئی
جہانگیر سرکش کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے صحبت آراستہ ہوئی کہا ای برادر شاہزادہ خاور سپاہ
ہماری فوج کا افسر ملا میں مسلمان ہو ہفت پیکر پرست ہوگیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو تا طلسم
ہفت پیکر پہونچا دوں قاسم کو چھڑا دوں سرکش نے عرض کی کہ غلام آپکو لے چلیگا مگر ای شہریار
کیا تدبیر ہوگی یہ مقامات عجائب و غرائب سے مملو ہیں سحر کا ایسے زور مدعا ہوا جو کہتا ہو وہی ہوتا ہی
کیونکر کہوں کہ آپ چلیے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر جب تلوار کھینچی کوئی شعبدہ سحر سامنے نہیں آتا جب
میں نورافشان میں پہونچا اول میں نے ملاکس ملا پھر لوح تھی کی گل حیات کوکب ہر دفعہ کیا میان
کوکب کی چال پوری تھی صاحبقران آگئے محکوم زیر کیا میں نے سب حالات کوکب کے
سرد کیے یہاں بھی سب پیدا ہوگا قاسم کی رہائی ہم دست جیبوں کے ہاتھ سے ہو دست راستی کا امیں دل
ہو ہوا اور سب حال جلے ہیں کستی گیر مرادہ بلکہ خبر پائی ہو کہ نورالدہر نے کوئی طلسم فتح کیا
لیکن ہمارا ایسا دلبر بھی ساہر ہو جادو سرا طلسم ایرج نے فتح کیا افسوس ہو کہ یہ لوگ پہونچے اور ہم
نہ پہونچیں سرکش نے عرض کی کہ حضور وہاں بڑی مشکلیں ہیں میں کیونکر عرض کروں کہ تا بکوہ ہفت پیکر
پہونچیں اور جو شخص اُسکے عجائب و غرائب میں مبتلا ہو سکو آپ رہا کریں نہایت ہی دشوار ہے جہانگیر
فرماتے ہیں کہ ای برادر تم عمل کرو دیکھا کبھی ملوا ہلیجی ہو الامان الامان کی صدا بلند ہوگی سرکش نے
عرض کی کہ غلام دامن چھوڑے نہ چھوڑے گا حضور کے ساتھ جائیگا کہا کہ لشکر تیار کرو سرکش نے نکل کر
حرنا کرائی لشکر تیار ہونے لگا چابک قریب جہانگیر شہزادہ مجھکے کچھ عرض کر رہا ہے کہ لشکر [illegible]
باعث یہ ہے کہ کوہ الماس پر تصویر ہفت پیکر ہے مدتوں سے مانگی کو [illegible] الماس [illegible]
سے عرض کی یا حضرت سرکش نیل سوار ہو [illegible] گیا تھا اسکا کچھ حال معلوم ہوا تصویر نے [illegible]
[illegible] کہ ارے سرکش پر کیا گذری ایک طائر پہلو سے کوہ سے پیدا ہو آواز دی [illegible]

سرکش مسلمان ہو گیا اُس مغضوب کا ساتھ دیا تصویر بننے آواز دی کہ ای طائر قدرت گنہگار کو لینا وہ طائر غائب ہوا اہالی لشکر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رنگ نکلتا ہوا کہ ارے گنہگار کہاں جو راہ میں جتنے روکا کسی کو طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو لات ماردی وہ پامال ہوا اس طرح لشکر والوں کو مارتا ہوا جہانگیر کا نام رہاں پر چلا آتا اور ہر کاروں سے بڑھکر خبر دی ایک رنگی لشکر کو پامال کرتا ہوا آتا ہے جہانگیر تلوار کھینچکر اُٹھے چاہتے ایک جانب بھاگا گوشے سے آکر دیکھنے لگا جہانگیر تلوار کھینچے ہوئے سامنے اُس رنگی کے ہو بیچ زنگی نے للکارا کہ ہم شہباز رازدار ہیں سامنے سے بے ادبی جہانگیر نے چاہا کہ یا تھ تلوار کا مار دیں اُسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا آواز دی کہ او سرکش تجھکو حوف نہ آیا قدرت کو بُرا کہا تلوار کھینچکر سرکش بھی جا پڑا ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایک ہاتھ پر جہانگیر کے ہاتھ ہوا اور بس ہاتھ سے تلوار سرکش کی بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے سرکش کو بھی اُٹھا لیا دونوں کو لیکر لشکر والوں کو آواز دی کہ تم یہیں پڑے رہو آب و دانہ تم سب پر بند ہو حکم جلالی ہو گا دیسا کیا جائیگا یہ کہکے اشارہ کیا منہ سے دھواں چھوڑا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درہ کوہ کھل گیا دھواں نکل رہا ہو اسقدر دھواں منہ سے نکلا کہ سارے لشکر کو دھوئیں نے گھیر لیا دھوئیں میں اہل فوج مبتلا ہوئے جہانگیر و سرکش کو لیکر طرف آسماں کے چلا کوہ الماس پر پہونچا تصویر سے عرض کی کہ لحاظ ہو گنہگار حاضر ہیں بقہر وغضب تمام آواز آئی کہ ان دونوں کو قصر شقت میں لیجا کر ڈال دو اسے حال زار کو دیکھیں یہ جو تصویر لے آوار دی جہانگیر اور سرکش کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا آنکھیں سیاہ ہونے لگیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک قصر تنگ و تاریک ہے جہانگیر اپنے کو قریب سرکش مل سوار پایا رکھبرا کر ہانپنے لگے اندھیرے میں سر ٹکراتے ہیں کسی مددگار کو نہیں پاتے ہیں دل بھرا اسی آفت میں گذرا شام جو ہوئی دروازہ کھلا دیو رنگی سیاہ رو تیرہ دروں دو روٹیاں اور ایک آبخورہ پانی کا لیکر آیا جہانگیر سے پھینک دیا کہا یہ نہ جانا کہ حضرت ہفت پیکر کے سبب پر مادہ صاحبقران کے بیٹے کیواسطے نہ کھانا کیا رئیس زادے قید ہیں ہوئے اس رنگی سے کہا کہ اور حوال قیدی کو بھی کھانا ملتا ہے اول تمکو قدرت سے قصر عشرت میں داخل کیا اسکا انجام یہ ہوا کہ تم قصر عشرت سے نکل گئے اب جیسے تمکو اسی مصیبت میں رہنا پڑیگا جب تک کہ قدرت کا حکم نہ ہو تب تک یہاں سے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے رنگی چلا گیا جہانگیر نے کھانا نہ کھایا سرکش نے کھایا کہا کہ ای شہریار پیارے

بس یہیں بیٹھ گیا اضطرار جہانگیر نے کہا کہ ہم نہ کھائینگے دوسرے دن پھر زنگی آیا جہانگیر کا خوب حال دیکھا ہر چند زنگی نے بھی کہا کہ اے شخص کھانا کھالے کیوں جان دیتا ہے یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوا اور ای گنہگار اب تجھ سے بات نہیں کیجاتی ہے جہانگیر نے کہا کہ رزاق مطلق مجھکو رزق پہونچائیگا زنگی چلا گیا مگر پھرتا ہوا جاتا ہے کہا سے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین کمسن بیٹھا ہوا ایک درخت کے نیچے رو رہا ہے زنگی نے کہا اے لڑکے تو کون ہے کیوں روتا ہے لڑکے نے کہا کہ باپ میرا شکار کو آیا ایک شیر نے اسکو کھالیا میں تین دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں زنگی کو اس لڑکے کے حال پر رحم آیا کہا کہ میرے ساتھ چل میں ایسے مقام پر تجھے پہونچادوں کہ نہایت چین سے رہیگا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا زنگی لڑکے کو لیکر چلا جنگل میں ایک قصر تھا اسمیں لایا کنیزیں وہاں پھر رہی تھیں انھوں نے پوچھا ارے سیاہ صحرائی یہ لڑکا کون ہے زنگی نے کہا کہ اسکے باپ کو ایک شیر کھا گیا تھا یہ تھکا پیاسا جنگل میں پڑا تھا میں اسکو لے آیا ہوں حضور میں ملکۂ عالم کی رہیگا کھانا ملا کریگا تم سب کا کام کریگا ملکہ کہاں تشریف رکھتی ہیں کنیزوں نے کہا کہ ملکہ ماہ رخسار بارہ دری میں تشریف رکھتی ہیں ابھی سو کے اٹھی ہیں زنگی لڑکے کو لیے ہوئے بارہ دری میں آیا ایک نازنین آفتاب عالمتاب نہایت حسین جمیل مسند پر بیٹھی ہے سیاہ صحرائی نے سلام کیا لڑکے کو دیکھکر ملکہ نے پوچھا کہ ارے یہ لڑکا کسکا ہے سیاہ نے کہا کہ حضور اسی طرح اسکا باپ مارا گیا یہ بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا تھا ملکہ نے لڑکے سے اشارہ کیا لڑکا بیٹھ گیا سیاہ صحرائی نے عرض کی کہ حضور ایک ہفتہ کا گذرا ہوگا آپ نے جو حکم دیا تھا میں جاکر دو خسروں کو پکڑ لایا ایک شخص آدمی ایسا ہے حسین جمیل شکیل ہے کہ جی چاہتا ہے اسکی صورت دیکھا کریں آج تیسرا دن ہے کہ اُسنے کھانا نہیں کھایا جب سمجھاؤ تو کہتا ہے کہ ہمارا رزاق مطلق پہونچائیگا آج تو بیہوش پڑا تھا ماہ رخسار نے کہا کہ ارے وہ بڑا رئیس زادہ ہے میں نے سنا ہے کہ حمزہ عرب کا بیٹا ہے بلا میں پھنس گیا ہے ہم آج کھانا بھیجیں گے قدرت کا تو یہ حکم ہے کہ تڑپا تڑپا کے مار ڈالو قدرت نے تو اسکو عیش دنیا دیے قصر عشرت سے نکل گیا قدرت کی پرورش کا کچھ خیال نہ کیا یہ شکر سیاہ صحرائی تو چلا گیا لڑکا کام خدمت میں مصروف رہا جب دن تھوڑا باقی رہا تو جس کو بلاکر حکم دیا کہ ارے نرگس ہمارے خاصے سے کھانا لیکر قید خانے میں جا قید خانے میں دو آدمی ایسے ہیں تین دن سے کھانا نہیں کھایا اسکو کھانا کھلا آ نرگس کھانا لیکر چلی اسی قید خانے میں آئی حال میاں جہانگیر پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئی جہانگیر سر بزیر پر غم کیے اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے کہ نرگس سے

قریب آکر کہا کہ میاں اٹھو کھانا کھالو ملکہ ماہ رخسار کو دعا دو اُنکے تصدق سے یہ کھانا ملتا ہے جہانگیر نے بقہر و غضب اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ او شعل کچھ دیوانی ہوئی ہو صدقہ تو جا کسی محتاج فقیر کو کھلا اُنکو کیوں ہمارے حال پر رحم آیا جو جبر چاہیں کریں ہم کبھی ایسا کھانا نہ کھائیں گے نرگس رشک کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ میاں کچھ دیوانے ہوئے ہو نہ کھاؤ گے سکھاؤ بیدی کے واسطے خاطر کیا ملکہ کو حوال لگا کہ اپنے حاسے سے یہ کھانا تمھارا تم سے کرتے ہو جہانگیر نے جھڑک دیا نرگس بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی یہاں دسترخوان بچھا ملکہ لڑکے سے باتیں کر رہی ہیں ایسی لڑکے سے میٹھی میٹھی باتیں کیں کہ ماہ رخسار نہایت محبت سے باتیں کر رہی ہو کہ نرگس کہتی ہوئی آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کہ ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے کہا کہ واری وہ حوال تو نرا وحشت عرار ہے بھوک سے آنکھوں میں دم آیا ہے پر نراستے ہیں ہیں نے جو کہا کہ ملکہ کی رقت حس دعال کی دعا کرو اُنکا صدقہ قیدخانے میں کھانا ملتا ہے یہ سُنکے وہ بہت جھلایا داری میں پیچ گئی مجھے اُسکا نہ ماننا ناگوار ہوا میں کھانا لیکر چلی آئی ملکہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا کہا اے نرگس تیری آنکھیں پھوٹیں ایسے ہی سے بیمت کلامی کیوں وہ کھانا کھاتا ہم تو کھانا لیکر جائیں گے یہ کہکر کنیزوں سے اشارہ کیا کہ وتی مار رو کنیزوں نے لالٹینیں الماس نگار و یاقوت نگار ہاتھ میں لیں ملکہ کے ساتھ ہوئیں ملکہ خرامان خرامان چلیں یہاں جہانگیر کو آج چوتھا دن ہے دل سفرار ہے بھوک سے نکم دلہشت طاری ہوا سر ہیکر پر غم کیے بیٹھے ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہ دروازہ کھلا جہانگیر سنبھل کر بیٹھے کہ روشنی ہوئی ساعی چند کنیزوں نے آکر لالٹینیں رکھیں لحد تھوڑے سے عرصے کے ایک ماہ تاباں و مہر درخشاں نہایت حسین و جمیل دربائے ہوا ہر میں عوطہ زن محو و جہ رشک چمن خراماں خراماں قیدخانے میں آئی سلام کو نرگس و دیماں ان قیدی کہاں ہیں نرگس نے جہانگیر کی طرف اشارہ کیا اب جو نگاہ ملکہ ماہ رخسار کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی عجب حوال جسیں کو دیکھا آنکھوں میں کھٹکے سا آنکھیں نرگس شہلا تھیں یا نرگس بیمار رہیں یا آہوان ختا وختن کھینچے ہوئے تلواریں ابروے خمدار کماں کیانی تیر مژگاں سراسر شکار طائر دل لیس ہیں گردن صراحی دار چوڑا سینہ پھٹا ہوا گرت ریب جسم و یکھتے ہی ماہ رخسار کا یہ حال ہوا کہ پیشانی پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا جہانگیر کی بھی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک معشوقہ محو مردہ حوش ہو عنقریب مولتاں شب فراق گیسو لقول شاعر شیریں کلام نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہیں پلکیں		کبھی ٹھہری کبھی تیری کٹارہیں پلکیں	

سیہ گھٹائیں برستی ہیں جیسے بارش میں
رہاں گذرتی ہوا آنکھوں میں رات وعدے کی
وہ آنکھ جس سے چھڑی اس سے پلکیں ہیں بھی
گھڑی گھڑی یہ سینوں کو تانے ہوئے صف عشاق
یہ کاوش مژہ لبھانے لگی کہیں بس مرگ
جگر کی پھانس ہو مژگاں یار کی اے دست
عجب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھوں کی
جھپک گئی نظر سے ہجر میں کہیں اے دل
یہ تنگ چلے سب آ ہوئے چشم یار سے دل
رُلا رہی ہیں ہو یاد حق تو آنکھوں کو
اجالا ستارہ دیں کہا کچھ نہیں جن کو یقین

فراق یار میں یوں اشکبار ہیں پلکیں
گواہ طول شب انتظار ہیں پلکیں
شریک گردش لیل و نہار ہیں پلکیں
سنبھالیں تیر سے اگر سپر ہوا رہیں پلکیں
کہ اپنے کام میں زہریہ ہزار ہیں پلکیں
ہو دل میں چبھ کے نکلیں وہ خار ہیں پلکیں
کہ اسکو دیکھ کے ہو دے قرار ہیں پلکیں
ہماری آنکھ سے کیا شے سوا ہیں پلکیں
کہ تیر اگن وصیم ستکار ہیں پلکیں
جگر کے ٹکڑے ہیں مصور روا ہیں پلکیں
زباں چشم سخنگو سے مار ہیں پلکیں

محبت حسیں دم جسیں کو دیکھا کہ جہانگیر کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا قلب تھرا گیا سر جھکا لیا ملکہ نے آپ کو سنبھالے تھیں بعد عرصہ دراز کہا کہ کیوں صاحب کھایا کیوں نہیں کھایا جہانگیر نے کہا کہ کیفیت لے لطف تھی آپ کی کسر ہم کو صدقہ کھلاتی تھی ہے ۔ کھایا ملکہ نے آنکھ سے اشارہ کیا قید جہانگیر کی کٹ گر گری مسکرا کر اٹھیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ انکو باغ میں لاؤ یہ مقام ہمارے بیٹھنے کا نہیں ہے جہانگیر نے دامن پکڑ لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم اگر ہمکو رہا کیا تو ہمارے رفیق کو بھی رہا کرو ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا سرکش کے بھی جسم سے قید گری سرکش بھی اٹھکر ساتھ ہوا ملکہ آگے آگے جہانگیر اور سرکش کو مسکراتی شدت سے بھوک کی جہانگیر سے چلا نہیں جاتا کبھی لڑکھڑاتے ہوئے چلتے ہیں کبھی سرکش کا ہاتھ تھام لیا آگر باغ میں پہونچے دیکھا کہ باغ پر بہار رحمت نظیر شب کا وقت چاندنی کی بہار نسیم چلتی ہے بھینی بھینی خوشبو پھولوں کی آتی ہے روش پر بیڑا بان آراستہ ایک حام ہوا ماں میں کانکھ اور نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی عشق پیچاں نے دام پھیلایا ہو طائراں باغ کو پھنسا یا ہو کبک خوش رفتار قہقہہ زن مارا اتمار سے سر بسجود شاخہائے گل جس حولوں کے حا تحا اسا ر باغ پر بہار عند لیساں خوشنوا کی پکار تراب تسم ہر گلعذار سرشار تھا سا جہانگیر دیکھتے ہوئے مارہ دری میں پاس ملکہ ماہ رخسار کے آکر بیٹھے سرکش قبل ہوا

اقبال پر شاہزادے کے غش غش کرتا ہو پیچھے آکر جہانگیر کے تنہا اسوقت ہنگامہ ہو رہا تھا یہ ہی ملکہ نے
دسترخوان کو اشارہ کیا دسترخوان بچھا ملکہ نے اشارہ کیا کہ تشریف لائیے۔ اے حاضر ہی تناول فرمائیے
جہانگیر اب بیٹھے چابک نے جو اپنے آقا کو دیکھا ملکہ کو جھک کر سلام کیا جسکو سیاہ صحرائی لایا ہے وہ چابک
صبا رفتار ہو کر گردن ہلانے لگا جب ملکہ خاصہ نوش کر چکیں جہانگیر نے اول کھانے میں کم لیا
جب ملکہ مطیع اسلام ہوئیں تب جہانگیر نے کھانا کھایا سب کھانا کھا چکے ملکہ نے اشارہ کیا کہ گانا ہو
مٹاؤ چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو کوئی چیز غلام گائے ملکہ نے اشارہ کیا کہ ساز درست ہو
چابک ٹھمک ناچنے اور مارنے لگا اب تو سب تعریفیں کرتے ہیں ملکہ کہتی ہیں کہ میاں طفل صحرائی کیا کیا
سب یہی کہتے ہیں کہ لڑکا خوب گاتا ہے کیا خوش آواز ہے صدا میں سوز و گداز ہے قضائے کار سیاہ صحرائی
جو قید خانے میں آیا دیکھا کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی پڑی ہیں دونوں قیدی غائب اور بدمزاج وہاں سے چلا
باغ میں ملکہ کے آیا گانے کی آواز سنی کنیزوں سے پوچھا کہ کون گا رہا ہے ایک نے ان میں سے کہا کہ آج
ملکہ عالم نے بڑی گستاخی کی مالک خوف خدا اور کھولیں تمہارا بھی خیال نہ کیا قیدیوں کو زندان سے نکالنے
لے اپنے پاس بٹھایا اس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جوان نے کھانا ہمیں کھلایا تھا امیر عاشق بھیس
یہ سن کر سیاہ صحرائی جھلاتا اور بکتا ہوا کہ ملکہ کی کیا شامت آئی ہے مشکیں باندھ کر پاس خداوند کے
لیجاؤں گا سزا ملیگی یہ عمدہ نکل جائیگا مجھکو برائے حفاظت حکم ہوگا یہ کہتا ہوا بارہ دری میں آیا دیکھا کہ
ملکہ ماہ رخسار بے عدہ لباس جہانگیر کو ہمراہ لئے چابک بیٹھا ہوا گا رہا ہے سرکش پشت پر پہرہ بیٹھا
ہے کہ سیاہ صحرائی نے آواز دی کہ کیوں ملکہ عالم یہ کیا حرکت کی ہمکو شاہ نے تاکید کی تھی اس قیدی کو خداوند
کے سامنے [illegible] آیا ایسا دل سیر اور بھاگ ابھی جانے نہیں تو حشر کرائی یہی مرنا کہ اسکو سزا ہو جب تو جانے
سپرد ہو تم اسکو رہا کر کے یہاں لائیں اور پہلو میں جگہ دی ہے کچھ خوف خداوند نہیں بلا تکلف
ملتی ہے خیر جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اب دونوں کو مجھے حوالے کر دیں جا کر انکو قید کر دوں میں عرض
کرتا ہوں کہ خداوند سے نہ کہوں گا اس کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا سامنے
خداوند کے لیجاؤں گا وہ سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرو ملکہ نے غصے کہا کہ او سیاہ صحرائی اس کو ہمنے کیا اس
مقدمے میں ہمارے شریک رہو اب تو جو کیا سو کیا انکو قید جانے نہ لیجاؤ دشمنوں کی [illegible]
جاتی غضب ہے کہ اس شریر نے جو ہمیں دل کھانا کھایا سیاہ صحرائی نے کہا کہ میں انھیں کھینچتا ہوں حاذقہ

چاکر بھن خبر کر دوں گا یہ کہہ کے طرف جہانگیر کے چلا جہانگیر بھروسہ کر کے اُٹھے سیاہ صحرائی نے اشارہ کیا کہ ہتھکڑیاں ہاتھ سے کھل گئیں اور جھڑ کر زمین پر گرے سرکش اپنے مقام سے اُٹھا اس نے پھر کچھ اشارہ کیا سرکش بھی گرا ملکہ ہائے ہائے کر کے اُٹھی کہتی ہوئی کہ اے سیاہ کچھ دیوانہ ہوا ہے خبردار اس کو گرفتار کر کے نہ لیجا اگر گرفتار کر کے لیجائیگا تو بہت بُری طرح پیش آؤں گی سیاہ نے کلمات سخت ملکہ کو کہے جب تو ملکہ نے موئے زلف توڑا کھینچ مارا زنجیر آہنی قریب تھا کہ گردن میں سیاہ کے پڑے سیاہ نے نام ہفت پیکر کا جو لیکر اشارہ کیا زنجیر گلے میں ملکہ کے پڑی جھٹکا مارا کہ ماہ رخسار زمین پر گریں سیاہ صحرائی چلا کہ سر کاٹ لوں چابک صبا رفتار سے سو یہ معرکہ دیکھا کئے جاتا تھا کہ آقا سے نامدار اسکا سر زاد بھیجے ملکہ نے بہت حملہ کیا جب اسنے ملکہ کو بھی گرایا اور خنجر کمر سے کھینچا اور طرف جہانگیر کے چلا کہتا ہوا کہ ہوب تو نے مکر پھیلایا اسی واسطے سے تکا ما ہمیں کھایا تھا ملکہ ایسی پری کو تسخیر کر لیا ملکہ کی اس حرکت بیقراری زنجیر آہنی سے گلے میں پڑی اور آنکھیں نکل آئیں ہیں جہانگیر کے قتل کرنے کو سیاہ صحرائی چلا کلمات سخت کہتا ہوا کہ میں ہدہد سے عرض کر لونگا ایسے معصوم کا قتل ہونا ہی بہتر ہے چابک کہتا جاتا ہی کہ معصوم سے ہو سر اس ری حثیت کے پشت پر آیا حلقہ کمند کا مار اسباب بھی مار دیا سیاہ صحرائی چرخ کھا کے گرا جہانگیر و ملکہ دیکھ رہے ہیں کہ چابک نے لپٹ کر خنجر مارا سیاہ صحرائی کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا اسکے اندھیرا ہو گیا عرصے تک سنگباری در جاری رہی بعد اسکے آواز آئی کشتی ہوا نام میں سیاہ صحرائی ہو ملکہ کی بھی زنجیر کھل گئی جہانگیر نے اُٹھتے ہی چابک کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے برادر تم کیونکر یہاں پہنچے چابک نے کہا کہ میں کل سے حاضر ہوں خدا کی قدرت کہ اب بھی نہیں آتے جہانگیر نے کہا کہ ملکہ کی مدد کو نے اپنا نفس شریک کیا یہ مفت ہی مارا گیا اب مہربانی تمہاری یہ ہو کہ ہمیں ٹھیک راستہ بتاؤ کہ ہم طلسم ہفت پیکر پر جائیں ہمیں معلوم کہ قاسم پر کیا گذری ماہ رخسار نے کہ وہ قصر عشرت میں چین کر رہے ہیں اور صاحبقران ایک بلا وال کے مقابلے میں گردش میں ہیں اور بھی تمہارے بھائی بھتیجے لشکر لیکر گئے ہیں لیکن اب کہ سوچتے ہوں لیکن اے شہریار اصل کیفیت یہ ہے کہ طلسم ہفت پیکر یہاں سے مقام سخت ہے وہاں جا کر کیا کیجئے گا مجھ سے جو متعلق تھی اس میں جو ہو سکا دونگی لیکن ہفت پیکر کے سلام کو ضرور جاؤنگی ایسا ہو دریا امداد و امداری کریں کہ ماہ رخسار نہیں آئی اور کوئی فتور نہ رہا ہو دل دیکھیں یہ ہو کہ سیاہ صحرائی کے مرنے سے ہفت پیکر باہر ہو کچھ ملال [illegible]

سیاہ صحرائی پیدا ہوا تھا اسکا نادر قدرت کو شاق ہوا جہانگیر نے کہا کہ جو ہو ہم طرف طلسم ہفت پیکر
ضرور جائینگے ماہ رخسار نے کہا مین نے سر ہتھیلی پر رکھا آپ کے ساتھ ہون جو کچھ ہو سو ہو جہانگیر
نے کہا کہ کوچ کا نقارہ بجوایا جائے ماہ رخسار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ اسکا لشکر لاؤ چابک نے کہا
مجکو بھی ساتھ لیچلو کنیز نے تخت سحر تیار کیا چابک کو اسپر بٹھا دیا اور لشکر والوں کو اطلاع کی اور کہا تمہاری
مالک ماہ رخسار کہتی ہین ہم سب وہین چلو لشکر کوچ کرکے آیا جہانگیر نے بیرون باغ آکر بارگاہ استادہ کرائی
لشکر بھی ساتھ ہی بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوے سب سرداروں سے حال بیان کیا
سب نے کہا کہ حضور چل کر طلسم ہفت پیکر فتح کرین ایرج و نورالدہر روانہ ہو چکے ہین تعجب ہے کہ
سرحد میں پہونچے ہون اُن دونون شیرون نے وہ طلسم فتح کیے جسکی وجہ سے راستہ کھلا ہے ورنہ جہانگیر
نے بمشکل مقام کیا تیسرے دن رات کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ماہ رخسار نے بارہ سو سرمن ساتھ لیں
ایک اژدہا رکیا قصد ہو کہ روانہ ہون صحرا سے گرد اڑی سو علم سیاہ نشان لالرخ ہوج کا ظاہر ہوا ایک میدان
وسیع کیسٹرٹ سحر سوار و پیدل پشت پر اس دھوم سے آکر ہو کا مقابلہ مین جہانگیر کے ۔ ر ۔ د ۔ ی
کہ ای ماہ رخسار تیسے وہ حرکت کی کہ غضب قدرت میں گرفتار ہوئی ہم سلطان ساحران بھاری
مگی گرفتاری کا حکم ہے بہتر یہ ہو کہ چلی آ ورنہ سب سمیت گرفتار کرونگا حکم ہے کہ بدست لاؤ ماہ رخسار نے
جہانگیر سے کہا کہ دیکھیے آمد شروع ہو گئی یہ ساحر ہوا یا ہو نہایت زبردست ہے جہانگیر نے کہا
کہ حسب ہین اسکے حد ادب سے جنگ منظور ہے تو یہ بیچارے کیا ہین جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لشکر میں
جو حیثے ہو سکیگے چابک نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین انشاءاللہ مات ہوتے دیکھیے گرفتار
کر لاؤنگا سلطان ساحران اُتر پڑا اسنے طبل جنگی بجوایا بیابان بحر ہو گئی یہان بھی طبل جنگی بجایا گیا رہان
ہونے لگیں چابک رنگ و روغن عیاری کا لگا کے لشکر میں سلطان کے آیا اور بہ احتیاط کیا معلوم
ہو کہ سلطان سحر تیار کر رہا ہے چابک نے ایک مقام سے بعد دیکھا شروع کی سلطان بیٹھا
تیار کر رہا ہے اسباب سحر سامنے رکھا ہے کہ زمین کاپی طلسم نوٹا ایک ساحر میں سے نکلا پکارتا ہوا کہ ہم دوستان
خداوند ہفت پیکر سلطان ٹھہر گیا ساحر نے نکلتے ہی نامہ دیا سلطان نے کہا کہ اے نور زمین سے
کون آیا کہا قدرت سے فرما دیا تھا کہ عیار اسکا بلاے روزگار ہے ایسا ہو کہ تمہے گرفتار کرکے مار ڈالے ین
اس طور سے آیا آپ نامہ پڑھیے سلطان نے نامہ کھولا اسمین لکھا تھا کہ ای سلطان تمہاری مدد کو یہ ساحر

آتا ہو تو تعلیم کرے موجب اسکے کار مدد ہو ماحاورہ اسکے حکم کے کہ گریا اُسی وقت **سلطان** نے کہا کہ اوساحر
کل جنگ ہو **ماہ رخسار** آئی عشق ہی **جہانگیر** کے مبہوت ہو **سیاہ صحرائی** کو قتل کرایا آپ **جہانگیر** کا ساتھ
دیا ساحر نے کہا کہ حضور انگیٹھی آگ کی منگائیں آگ روشن کریں تو میں عرض کروں **سلطان** نے انگیٹھی منگائی آگ
اُسمیں روشن کی لوبان اپنے پاس سے ساحر نے نکالا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالئیے **سلطان** نے لوبان
ہاتھ میں لیا قصد کیا کہ آگ پر ڈالوں کہ اسباب سحر جو سامنے رکھا ہو ایک پتلی سنہری اُٹھکر جا پیچھے لگی کہتی جاتی ہو
کہ گھڑی دو میں مر لیا جاچکی **سلطان** نے پلٹ کر طرف **چابک** کے دیکھا کہا کہ اوساحر یہ جو پتلی کہا کہتی ہو
جیسے ہی **چابک** طرف پتلی کے پلٹا **سلطان** نے ایک دو نیمچہ زمین پر مارا آواز دی کہ او عیار مجھکو ایسا
نادان سمجھا ہو آج سب مسلمانوں کی قضا میرے ہاتھ سے ہو **چابک** زمین پر گرا پتلی نے منہ پر ہاتھ پھیرا مادہ
روغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی **سلطان** نے **چابک** کو گرفتار کیا خداوندگاروں کو آواز دی
خداوندگار دوں نے آکے ایک عیار کو پڑے ہوئے دیکھا کہا کہ اسکو لیجاؤ قید خانے میں قید کرو خداوندگار
اُکساں کساں لے چلے داروغہ جیل خانے کو آواز دی **زندان جادو** دوڑا ہوا آیا **چابک** کو سپرد کیا
زندان جادو چابک کو لیکر قید خانے میں آیا **چابک** نے کہا کہ اے **زندان سلطان** ہماری
سماعت نہیں کرتے ورنہ **جہانگیر** اور **ماہ رخسار** کو گرفتار کر لاتے تم ہماری سفارش کرو ہمکو رہا کرادو ہم قدرت
خداوند **ہفت پیکر** سے آگاہ ہوئے کہ سوئے کی پتلی باتیں کرتی تھی **ہفت پیکر** میں یہ قدرت ہو پھر ہم کیونکر ایسے کو
سجدہ نہ کریں یہ کہکے سجدے کرنے لگا کہ یا خداوند **ہفت پیکر** میں دل سے تیرا مطیع ہوا مجھکو حکم ہو کہ میں جاکر
جہانگیر اور **ماہ رخسار** کو پکڑ لاؤں سجدوں میں خداوند کے جیسے رہوں **زندان جادو** نے کہا کہ اے
عیار طرار ایسا نہ ہو کہ میں تجھکو رہا کروں اور تو پلٹ کرے آتے **چابک** نے کہا ہو یہاں سے کہوں اور
وہ ہوئے ابھی جاکے دونوں کو لاتا ہوں **زندان** نے عہد و اثق لیکر **چابک** کو رہا کیا **چابک** عیار
قید خانے سے نکل کر بھاگا حیران ہو کہ کیا تدبیر کروں جنگل میں پھر رہا تھا کہ دیکھا دو گھوڑ سوار آتے ہیں تو چالاک **چابک**
نے دونوں کو بیہوش کیا ایک کو **جہانگیر** بنایا اور ایک کو بشکل **ماہ رخسار** دونوں کے پشتارے
پشت پر باندھے لشکر میں **سلطان** کے آیا لوگوں نے پوچھا کہ مہر صاحب کسے لائے **چابک**
کہتا ہو کہ یار کیا پوچھتے ہو مجھکو خداوند کا ارشاد ہوا اس لئے سرداروں کو پکڑ لایا کہ جنکے نہ ہونے سے
لشکر بے سردار ہو گیا کل سب لشکر بھاگ جائیگا یا اطاعت کریگے یہ کہتا ہوا سامنے **زندان** کے آیا

کہا اے افسر عالی میں ان دونوں کو لاؤں زندان خوش ہو گیا کہا کہ اے چابک کمال کیا کہا حضور یہ کتنی بڑی بات
ہے میرا اعتقاد تھا شراب پلا کر بیہوش کر لایا ہوں زندان حبیب لشکر حمزہ مقابلہ قدرت میں آ سکے گا
وہ عیار کہ جس کے نام لینے کی منادی ہو اس سے مقابلہ پر بھاگ عیاریاں دکھنا آپ خیمے میں بیٹھے
سب احوال دیکھیے آپکے ساتھ چند شعبدہ گاؤں جمع ہوئے افسر کے پاس چلیے گا کہ میدان کارزار
میں جائے افسران عالی کو پکڑ کر اس طرح سب نے لشکر کو ہٹا دیجئے آپ بہت خوش ہوں گے زندان
کو لاکر خیمے میں بٹھایا اور بہاں بلاکر کچھ اشعار گائے زندان بہت خوش ہوا احکام شراب طلب کیا اسے
نوش کیجیے عیش لطف آپکو ملے گا قدرت میرے سامنے آپکے فرماتے ہیں کہ زندان کو راضی کر دو کو
راضی کر کے جادو نگاہ یہ کہو کہ شراب پلائی زندان گھبرا کے اٹھا گھبرا کے زمیں پر گرا چابک سے
جھکے ہی اسکا سر کاٹا اور نکل کر بھاگا سلطان ساحران اپنے مقام پر بیٹھا سمجھتا کہ رہا دیکھا کہ کال میں ہوا
آئی کتنی مرا نام میں زندان جادو ہو یہ صدا سنتے ہی سلطان دوڑا آکے دیکھا سر جل گیا سب
گھر میں پڑا سلطان اس خیمے میں آیا آکے دیکھا کہ دو لشکر سے رکھے ہیں انگوٹھی بجو کہ دو
گوادار اس لشکر سے میں سب خیمے ہوئے سب میں علاوہ ملول ہوئے سب حال بیاں کیا بیت
سلطان سب تھا یا صبح ہو گئی تھی لشکر کو تیار کیا طرف میدان کارزار کے چلا یہاں صبح کو جب ملکہ
ہمگیر بھی ہوگئی روزگار جلد طلسم ہفت پیکر میں پہونچا کر کر مسلح ہو کے آرام سے ملکہ
ماہ رخسار بھی اگر موجود ہوئیں جہانگیر باہر نکلے لشکر تیار ہوا چاہا کہ طرف میدان کا
حائل کہ اور سیاہ اٹھا دور سے میہ برسنے لگا لشکر والے گھبرائے برف گرنے لگی ماہ رخسار
نے طرف آسمان کے دیکھا کہا اے شہریار یہ سحر سلطان کا ہے کہ کئی حد گولے مارے برف گلنے لگی شگفتہ
ہوا ہوش نکل آئی لشکر نے تلنگ سے نجات پائی طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا کہ سلطان
کھڑا ہوا بھر کر رہا ہے یہی قصد ہے کہ لشکر کو مٹاؤں ہرکاروں سے برف کی حسرت دی ابھر اور کا تماشا
سلطان سب تھا یا ہاں جہانگیر میدان میں آئے ہیں کہ سامنے سے چابک آیا سب کہے
سان کی کہا کہ حضور میدان میں جلیس میں کنارے سے کنارے آتا ہوں جہانگیر میدان میں آئے ماہ رخسار
مارا ہے کہ سلطان نے گنڈا میدان میں بڑھا میدان میں آکر وار دی ملکہ ماہ رخسار صاحب
آئیے آئیے سردار برف مٹا اس طرح گرفتار کر کے لاؤں کہ سب کو تمہارے حال سے عبرت ہو

ہے سامان لشکر کی مہلت دی تھنے آگے نہ حرکت نہ کی اب میدان میں نکلو تو حال معلوم ہو ماہ رخسار نے جہانگیر سے اجازت مانگی جہانگیر نے کہا کہ میں خود جاؤنگا ماہ رخسار نے جہانگیر کو روکا خود میدان میں آئی آپس میں سحر چلنے لگے دو چار سحر آپس میں رد و بدل ہوئے دونوں برابر سحر کر رہے ہیں کہ **سلطان** نے ایک چیخ ماری **ہفت پیکر** کا نام لیا گولہ پھینکا گولہ جاکر پھٹا اسمیں سے دھواں نکلا **ماہ رخسار** بیہوش ہو کر گری **سلطان** نے گرفتار کیا دو پہر ہو چکی تھی ماہ رخسار کو بیگم بلیا آگیا کہ کل سب سے سمجھ لونگا ایک زندہ نہ بچیگا ماہ رخسار پر بڑا گھمنڈ تھا آگرا ایک خیمے میں قید کیا **سلطان** آکر اپنی بارگاہ میں بیٹھا سرداروں کو ترغیب دے رہا ہے کہ ملوہ کھے کے کل سب کو گرفتار کر لینا کل مسلمان کچھے ہائیں کہ عرض ہوئی در دولت پر **جہانگیر** دست بستہ حاضر ہے آپ سے تنہائی میں ملاقات چاہتا ہے **سلطان** خوش ہو گیا سرداروں سے کہا کہ باہر جاؤ لیس حمزہ کو یہاں بھیجو سردار باہر گئے **جہانگیر** کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے چپکے کھڑے ہیں سردار الگ ہوئے **جہانگیر** اندر آئے **سلطان** کو جھک کر سلام کیا **سلطان** سلام لیں اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای شیر بیشہ **صاحبقران** تشریف لانے کیا وجہ آپکی ہوئی **جہانگیر** نے کہا کہ میں سراپے اطاعت حاضر ہوں مجھے خدمت خداوند **ہفت پیکر** میں لیچلیے پھر وہاں نصرت ملے **سلطان** نے کہا کہ میں آپ کی سفارش کرونگا عشرت رہیے کو ملیگا آپ سے خداوند کو ایک ملال ہو چکا ہے لیکن ضرور صرمائیں گے **جہانگیر** نے باتیں کرتے کرتے ادھر ادھر دیکھا **سلطان** نے پوچھا کہ کیا تلاش ہے **جہانگیر** نے کہا کہ شب سے میں نے شراب نہیں پی **سلطان** نے اٹھکر گلابی اٹھائی کیجیے نوش فرمائیے **جہانگیر** نے جام لیکر کہا کہ پہلے آپ پیجیے مجکو یقین ہو کہ میری خطا معاف ہو جائیگی **سلطان** خوش ہو گیا جام پیکر ساتھ ہی گھبرا کر کہا کہ یہ کیسی شراب تھی دل گھبرانے لگا **جہانگیر** نے کہا کہ ذرا ٹھہر لیجیے **سلطان** اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا العرض ہوا کہ سم **چابک** صبا رفتار سحر بار اکے شکم **سلطان** کا چاک ہوا **ماہ رخسار** جو خیمے میں بیہوش پڑی تھی اسکو ہوش آیا تڑپ کر جو بلند ہوئی سنا کہ صدائیں آرہی ہیں کشتی مرا نام میں **سلطان ساحران** لوداب تو ماہ رخسار کڑک کر گرنے لگی لشکر **سلطان** پر آگ برسا دی لشکر والوں نے کھیچ کھائی کہ لاش **سلطان** کی اٹھا لی ایکطرف ہو گئے بھاگے **جہانگیر** اپنے مقام پر بیٹھے تھے نہایت تردد تھا کہ لشکر میں یہ ہنگامہ سنا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر بھاگا جاتا ہے **ماہ رخسار** اور **چابک** آکر پوچھیے سب کیفیت بیان کی **جہانگیر** نے کہا کہ اس وقت کو حکم

طرف طلسم ہفت پیکر کے چلیں ماہ رخسار نے کہا کہ کل سویرے چلیے جہانگیر نے کہا اب اگر ایسا ہو کہ
ادر کوئی ساحر آجائے تو بڑی مشکل پڑیگی بھائی چابک نے بڑا کام کیا کہ سلطان کو مارا جہانگیر تو فکر کو رہے
ہیں ہیں لیکن ساحر چولاستہ سلطان لیکر بھاگے ایک صحرا میں آگر اترے اس صحرا کا حاکم زندہ مزاج ہو لشکر
سلطان میں آیا حال پوچھا دریافت کرکے لاشہ سلطان پر آیا آواز دی کہ ای سلطان بڑا مقام تعجب
ہی کہ تم عیارسکے ہاتھ سے مارے گئے جاؤ جا کر سب کو گرفتار کرلاؤ یہ سنو زندہ مزاج نے آواز دی لاش کو یکایک
جنبش ہوئی بامداد ہفت پیکر کہ اُٹھ کھڑا ہوا زندہ مزاج سے ملا کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا اکی
حاکر آپ بہاکر دو نگا یہ کو ساتھ لیکر چلا یہاں جہانگیر سرد کش ہیں قصد ہی کہ کوچ کریں صحرا سے گرد اٹھی
وہی سلطان ساحران مع کو حاجے ہوئے آگر پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ ہفا پرستاں دیکھو قدرت لے
ہمکو زندہ کیا یا تو بہشت میں سیر کر رہا تھا یا فرشتے لاکر پہونچا گئے اب تم لوگ کیدھر بھاگے اب تو جہانگیر کو بڑی
حیرت ہوئی ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار ہفت پیکر بڑا سعدہ ہماں ہی کوئی اور ساحر ہی وہ اسی صورت
پر آیا چابک نے کہا کہ میں ابھی جا کر گرد ال لیتا ہوں یہ کہکے چند شاگرد ساتھ لیے ایک طرف روانہ
ہوا ادھر کو توال لشکر سکندر کو تو ال بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک بڑھیا جوان عورت کا ہاتھ پکڑے جاتی ہی
جوان عورت کے رونے کی آواز آتی ہی کوتوال نے کہا کہ اس ضعیفہ کو ملاؤ جب ضعیفہ سامنے آئی پوچھا
یہ عورت تیری کون ہی کہا حضور یہ میری لڑکی ہی اسکو سسرال لیے جاتی ہوں یہی باعث اسکے
رونے کا ہی یہ جو ضعیفہ نے کہا جوان عورت نے منہ کھولا کوتوال کی نگاہ پڑی دیکھا کہ بجلی چمک گئی کلیجہ
پکڑ لیا بڑھیا سے کہا کہ صاف صاف بتا یہ کون ہی بڑھیا یہ کہکے دوڑی کہ میں اور لوگوں کو گانوں سے
بلا لاؤں یہ کہکے ایک جانب غائب ہوگئی کوتوال نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے خیمے میں پہونچاؤ
ملازموں نے لاکر خیمے میں پہونچایا کوتوال صاحب جیتے ہوئے آئے پاس بیٹھ گئے کہا صاحب تم حال اپنا
بیان کرو مارے رونے لگی کہا کہ یہ کٹنی تھی میرے گھر سے مجھکو نکال لائی یہاں یہ فقرہ دیتی تھی میرے گھر
سے یہ کہا دیکھیے دو گانوں بیاہ کیسے وہ رہی جہاں کھیس سہتی ہیں اسی مقام پر مکان ہی وہاں مجھے
لیے جاتی ہے کوتوال نے کہا کہ میں نے محاذ طلب کیا ہی بیاہ دے ساتھ کہکے تمکو روانہ کردونگا اور اچھی
طرح سے سمجھو دو علویں میں تمہارا اسیر جواہ ہوں اس بات سے گاڑھے کی چادر اتاری دیکھا جسم کا
پٹہ اطلس کا پایا گکا مہ دریاسے جواہر میں موجہ مارے ہوے سامنے سٹھی ہی یہ بات دیکھکر بیقرار ہوگیا

کبھی سلیمن کرتا ہے کبھی کہتا ہے غلام ہوں تابعداری سے کبھی کہتا ہے مونڈ ونگا غرض طرح طرح منگزاری کر دن گا تسکر
سلطان کا کوتوال ہوں خزانہ بھی میرے سپرد ہے نازنیں نے جو یہ سنا کہا کہ صاحب میرے ماں باپ سے
مجھے ملاؤ و بڑے افسوس کی بات ہے وہ سب روتے ہوئے جب مجھکو گھر میں نہ پایا ہوگا حیرت ہوئی ہوگی کہ لڑکی
کہاں گئی میں کمبخت یہاں پہونچی اور آپ تو سب سے دس سال کے میرے نانا معلوم ہوتے ہیں شبگرد ان
تھوڑی تھوڑی باتوں پر دیوانہ ہو گیا مستی کرنے لگا گلابی اٹھا کے لایا کہا لو صاحب شراب جو نازنیں نے
جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے شبگرد نے جو بیہوشی جام پیا گھبرا کے اٹھا گرتے ہی بیہوش ہو
چابک نے اٹھ کر کوتوال کو کنارے ڈال دیا اسی کے کپڑے پہنکر کوتوال کی شکل بنا طرف سلطان
کے چلا سلطان اسی مقام پر بیٹھا ہے کہ سر پہونچی کوتوال لشکر آتے ہیں پاس سلطان کے آیا جھک کر
سلام کیا کہا کہ حضور نے سنا لشکر مسلمان آمادہ ہے کہ سب کو حضور بے شبخوں مارے دیکھیے کیا کیفیت ہو
سلطان نے کہا کہ لشکر طیار رکھو جس وقت مسلمان شبخون کے طور پر آئیں آتے ہی وہ سحر کرو کہ سب گرفتار
ہوں بیہوش ہو کر گریں کہا حضور ایسا ہی ہوگا چابک نے باتیں کرتے کرتے میز پر سے گلابی اٹھائی جام
لبریز کیا کہا کہ حضور نوش کریں تو غلام بھی پیے ہاکو کے جام دیا سلطان جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کہ
اس شراب میں کیا تھا معلوم ہوتا ہے کلیجے میں آگ لگ گئی گھبرا کر اٹھا بیہوشی سے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا
چابک نے زباں میں سوزن دیا پشتارہ باندھا لگا کر پشت پر لگا ماسر آئینہ چاک کر کے لے بھاگا یہاں
جہانگیر اور ماہ رخسار دربار میں بیٹھے تھے حیرت میں تھے کہ سلطان مارا بھی گیا پھر وہی سلطان
لشکر پر آ باعث شعبدہ ہے ماہ رخسار نے کہا یہ بھی حضور کرامت دکھانا منظور ہے شعبدے دکھاتا ہے اس
حیلے سے تسخیر کرنا منظور ہے کہ یہ ظاہر ہوا کہ چابک سلطان کو گرفتار کر لایا چابک سامنے آیا پشتارہ
سامنے ڈال دیا کہا حضور یہ سلطان حاضر ہے ماہ رخسار نے کہا کہ ستون سے باندھ دو سردوں
سے سلطان کو باندھا عقیلہ رفع بیہوشی دیا سلطان کی آنکھ کھلی ماہ رخسار نے کہا کہ دو سایہ
صاف تاکہ تو کون ہے بہتر یہ ہے کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کریں گے دربار دیکھا جہانگیر کی شوکت
دیکھکر حیران ہو گیا ماہ رخسار ایسی ساحرہ خدمت میں حاضر ہے اشارہ کیا کہ زباں سے سوزن نکال لیے
تو حال مفصل بیاں کروں جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اسکی زباں سے سوزن نکالو ماہ رخسار نے سنکھی سامنے
ٹھہرا تھا میں لیا چابک عیار فتار نے زباں سے اسکے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی

قدموں پر جہانگیر کے گر کر کہا کہ اے شہریار ہامان جادو میرا نام ہے زندہ غراج کے ان کارخانوں کا منتظم
ہوں اُسنے مجھکو حکم دیا کہ بشکل سلطان جا کر لڑو کہ قدرت خداوندی مسلمانوں پر ظاہر ہو غلام چلا آیا اب مجھکو
آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا اطاعت کرتا ہوں حکم ہو تو جا کر اپنے لشکر کو لاؤں حاضر خدمت کردوں ملکہ
ماہ رخسار نے کہا کہ جاؤ ہامان صحرا نورد خوشی خوشی اپنے لشکر میں آیا عمروں کو آواز دی کہ یارو میں تو
مطیع اسلام ہوا ہوں اب سے جہانگیر کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ہمراہ آئے ورنہ پاس
ہفت پیکر شدہ مارے جائے بارہ ہزار جادوگر ہامان صحرا نورد کے ساتھ ہوئے باقی روانے
پہنچتے طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے ہامان صحرا نورد خوشی خوشی آکر شریک جہانگیر ہوا جہانگیر نے
اسکو بارگاہیں دیں ہامان بھی اُترا اب جہانگیر کا ارادہ ہے کہ میں طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کروں
ماہ رخسار و ہامان کو حکم ہے کہ تم لوگ ہمارے لشکر سے الگ رہو ہمارے واسطے عدامی ہے ماہ رخسار
نے عرض کی کہ اے شہریار ایک مقام بیان کا سحر سے مملو ہے جس طرف سے گذر رہیگا ساحر رکس کے
کثیر جو ساتھ ہوگی راستہ بتائینگی ان ساحروں کا شریک ہونا عیب سے چاہیے ہے تو ساحر شریک ولے
سحر انکو تو بہو بچائیگا جہانگیر نے قبول کیا چابک نے بھی سمجھایا کہ اے شہریار یہ حضور کا اسباب سوک
ہے آپنے انکو مطیع کیا ان سب کا ساتھ رہنا ضرور ہے جہانگیر نے کوچ کیا ہامان صحرا نورد اپنے ہمرا
میں لایا عرض کی یہ صحرا غلام کا آباد کیا ہوا ہے امیدوار ہوں کہ دو شب اس مقام پر تشریف رکھیے
تو کچھ عجائب و غرائب غلام کے قبضے میں ہیں اُن سب کو لے لوں تو آپکے ساتھ چلوں آپکے
مشکل ہے کہ اسکا وادی فرحناک نام ہے فرحناک جادو وہاں کی حاکم ہے اُس سے مقابلے پڑینگے
غلام سمجھ لیگا جہانگیر اُسی مقام پر اُترے لیکن ساتھ والے جو ہامان کے تھے کوہ ہفت رنگ پر گئے
ہفت رنگ جادو جو یہاں کا حاکم ہے سامنے تصویر کے کھڑا ہو حالات گذشتہ عرض کر رہا ہے اور یہ بھی
عرض کرتا ہے کہ ہر طرف سے مسلمانوں نے ملک لیا ہے دربند ہاتھ سے جاتے ہیں یہ ذکر تھا کہ بارہ چودہ ہزار
جادوگروں نے فریاد کی کہ ساحلداروہ ہفت پیکر اصل یہ ہے کہ ہامان صحرا نورد جسکو قدرت نے صورت
سلطان دی تھی وہ مسلمان ہوگیا جہانگیر کا ساتھ دیا اب لیے ہوئے جہانگیر کو آتا ہے کسی کو بھیجا لیا
[illegible] حوال صاحب اقبال مع کرتا ہوا آتا ہے یہاں تک نہ جانے کہ قدرت کو تکلیف ہو تصویر سے آواز
[illegible] تیرہ غصہ آئی وہ بندہ معصوم [illegible] کیا حیر ہے اُسکی تھی یہ محال ہے کہ یہانتک آسکے [illegible] حکم [illegible] کہ

سب کو جلا کر خاک کر دے ابھی قدرت مسلمانوں کے رو رو دیکھتے ہیں ایک دن سب کو مٹا دینگے ارے کوئی حاضر ہو ایک پہلوان مٹھیا ہو مجمر آتشخوار اسکا نام ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام کو حکم ہو کہ لشکر جہانگیر کو باندھکر لائے ارشاد ہو تو گشت کروں جسقدر مسلمان آئے ہیں سب کو گرفتار کر دوں ایک دن میں سب حاضر ہوں حکم ہوا کہ اے مجمر جا جہانگیر کو گرفتار کرکے لا مجمر اپنے مقام سے جھومتا ہوا اٹھا پکار کر آواز دی کہ ارے میرے ساتھ والے کہاں ہیں گوشہ صحرا سے بیس ہزار جادوگر مع بارگاہ و سامان سفر حاضر ہوئے مجمر تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا منزل در منزل آیا تھا جسکو مسلمان سنا اسکو سرا ہوئی اپنے ساتھ لیا بیس ہزار ساحر اب اسکے ساتھ ہیں جس صحرا میں جہانگیر اترے تھے تیسرے دن راہ کیا ہو کہ کوچ کریں صحرا سے گرد اڑی مجمر آتشخوار بیس ہزار جادوگروں سے آکر پہلو کے مقابلے میں آکر جہانگیر کے اترا بارگاہ استادہ کرا کر باہر ٹہلنے لگا ہامان صحرا نورد انتظام لشکر جہانگیر کر رہا ہو کہ مجمر نے اپنے کنارے لشکر کے آکر آواز دی کہ اے ہامان تو سادہ منصوب خداوند ہفت پیکر کو اسے شکل تیس لایا اماد دولت تشریف لائے ہیں تم حاضر نہ ہوئے ہامان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے مجمر نے آواز دی کہ اے ہامان تو نہ کرے جلد میرے پاس حاضر ہو ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا یہ آواز ہو کان میں ہامان کے پہونچی دیوانہ ہو گیا مضطر ہو گئے دوڑا آواز دیتا ہوا کہ اے مجمر میری خطا معاف کر مسلمانوں نے مجھپر سحر کیا تھا کہتا ہوا پاس مجمر آتشخوار کے پہونچا قدموں پر گر پڑا کہتا ہو کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر کا خطا میری معاف کر مجمر نے ہامان کے منہ پر ہاتھ پھیرا ہامان مجمر آتشخوار کے ساتھ ہو گیا کہتا ہو کہ کیوں اے مجمر مسلمانوں نے کیا مجھ پر سحر کیا تھا کہ میں خداوند ہفت پیکر سے پھر گیا اب تک کچھی علاوہ قدرت خداوند ہفت پیکر نظر آتا ہو دل گھبراتا ہو مجمر آتشخوار نے پشت پر ہاتھ پھیرا ہامان مطمئن ہوا مجمر آتشخوار ہامان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا کہا لشکر کا انتظام کرو ہامان انتظام لشکر کرنے لگا جہانگیر بارگاہ میں بیٹھے ہیں قریب ملکہ ماہ رخسار گلچہرہ گلشن جمال کی کرسی ہو کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ اے شہریار عجب معرکہ ہوا ہامان جاکر شریک مجمر ہوا اسکے لشکر کا انتظام کر رہا ہو یہ سنکر جہانگیر کے ہوش اڑ گئے کہا ملکہ ماہ رخسار یہ تعجب دیکھا ماہ رخسار نے سر جھکا لیا کہا کہ میدان میں سمجھا جائے گا یہاں مجمر نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ جہانگیر کے یہاں بھی طبل جنگی بجا یکایک صبا رفتار اسیوقت ایک ساحر کی شکل سے لشکر مجمر آتشخوار

مین آیا پھرتا پھراتا دربارگاہ پر پہونچا خدمتگار ساکھڑا ہی تھو دیکھو حاضر حاضر کہتا ہوا اندر پہونچا دیکھا کہ ہامان
مقام مسند پر بیٹھا ہی اور جادوگر مع این مجھر بیان بیٹھ ہی چاپک نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ شہنشاہ
کہان ہین خدمتگار نے چاپک کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ارے تو کوئی عیار ہو ساحروں نے سر اٹھایا کہ چاپک نے
خنجر مارا کہ خدمتگار تڑپ کر گرا چاپک کود کر بھاگا ایک مار مین آگر چھپا دیکھا کہ ساحر دوڑے دوڑے پھرتے
ہین ہر مقام پر ظاہر ہو کہ عیار آیا تھا خدمتگار کو مار کر چلا گیا چاپک حیران ہی کہ مین نے صرف اتنا پوچھا تھا پھر
ظاہر ہو گیا کہ عیار ہی کیونکر عیاری ہو گی حیران حیران غار سے نکلا چند قدم چلا کہ آواز آئی او عیار کہاں
جاتا ہی چاپک نے پلٹ کے دیکھا کہ مجھر آتشخوار ایک نخل کی بیخ سے نکلا چاپک بھاگا مجھر نے پھر آواز
دی کہ کہان جاتا ہی ٹھہر جا ای نخل قدرت اسکو لیا درخت سے پھول چاپک پر گرے تو حو دماغ
مین آئی چاپک گرا دیکھا کہ ایک جادوگر کھڑا ہی مجھر تو غائب ہو گیا اس ساحر نے نعرہ کیا کہ مسمی
نخل قدرت یہ کہہ کے چاپک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چل تجکو شہنشاہ مجھر بلاتے ہین چاپک نے کہا
کہ ای نخل قدرت اب مجکو اعتبار ہوا درحقیقت پیکر ہو تجھے اعتقاد قدرت تعلیم کرو معلوم ہوا
کہ درخت بھی شیشے میں ہین مجھر کے آواز دیتے ہی تم پیدا ہوئے نخل قدرت نے کہا کہ ای عیار ہین
وہ سماں بنایا ہوا خدا ہر وقت جہاں پکارو اسی مقام پر مدد کرتے ہین جب تم اس طلسم
مین آؤ گے تب اپنی آنکھوں سے دیکھو گے چاپک نے کہا مین قائل ہوا میری مشکیں کھول میں
ابھی جہانگیر کو پکڑ لاؤں نخل قدرت نے کہا کہ تمہاری کیا ضرورت ہی صبح کو جب مجھر آتشخوار دربار دیگا
ماہ رخسار اور جہانگیر دوڑے چلے آئیں گے چاپک نے کہا اور جو کام کو حکم ہو وہ کالاؤں جس عیار
طرار کا نام نہیں لیتے وہ میرا باپ ہی اسکو گرفتار کرکے لاؤنگا نخل قدرت نے چاپک کو رہا کیا
ساتھ لیکر باتیں کرتا ہوا چلا راہ مین چاپک ایک مقام پر رکا کہا کہ ای نخل قدرت مجکو قدرت
معلوم ہوتے ہیں تعبیر نہین میری اگر رہے ہو یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا حلقہ باندھے کمند ارے نخل گرا
چاپک نے سر اتار نخل کا قطع کرکے بھاگا آواز کان مین آرہی ہین کہ لیا جائے نہ پائے چاپک
بھاگا ہوا لشکر میں آیا اہالی طلایہ نے پوچھا کہ کیوں مہتر صاحب کس واسطے گھبرائے ہوئے ہو چاپک نے
کسی کو جواب نہ دیا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر سے سب حال بیان کیا جہانگیر نے فرمایا کہ پروردگار
مالک ہی چاپک نے کہا کہ ای آقا یہ نامدار مجھر آتشخوار یہ عیاری مشکل سے ہو گی مگر پھر جا اہوں شاہزادہ

جہانگیر نے ہرچند منع کیا چابک نے کہا کہ آج صبح کو قیامت ہوگی زبانی ساحر کے سُنا کہ مجمر آتشخوار کے
آواز دیتے ہی ماہ رخسار و جہانگیر خود چلے آئینگے غلام کو بڑا اندوہ ہوا یہ کہکے چابک چلا صورت بدلکر
لشکر مجمر میں آیا چاروں طرف پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ نہایت اندھیرا ہے ایک نخل کے سایہ میں مجمر کھڑا ہے
چابک کو دیکھکر آواز دی کہ او ساحر کہاں جاتا ہے میرے پاس آ مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے چابک قریب
آیا مجمر نے کہا کہ تو کون ہے کہاں جاتا ہے چابک نے کہا کہ حضور کا ملازم ہوں عیار کی فکر میں نکلا ہوں مجمر
نے کہا کہ جا کر تلاش کر جب کوئی شخص تجھکو پوچھے اور گرفتار کر لینا میرے پاس لانا چابک نے کہا کہ اے
شہریار اور کوئی داستان معقول سنائیے مجمر نے کہا کہ اب جامیں اور ذکر میں کھڑا ہوں وہ سحر کر رہا ہوں کہ جسکو
جہانگیر اور ماہ رخسار خود بخود چلے آئیں اسوقت اور جانب خیال ہے اب تو چابک باتیں کرنے لگا اے
شہنشاہ میں نے بھی حکم کیا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ لاؤں آپ تک پہونچاؤں بڑا اس معشوق نے ستم کیا کہ
ماہ رخسار نے اُسکی اطاعت کی مجمر نے کہا کہ ماہ رخسار جہانگیر پر عاشق ہے وہ صورت جہانگیر کو بھول
جائے نام جہانگیر کا نہ لے کہا اے شہنشاہ آپ کا سحر دل پر قبضہ کریگا میں وہ سحر کروں کہ غرق زمین ہو جائے
مجمر نے کہا کہ یہ بندگان قدیم خداوند ہیں ان پر یہ بدعت نہیں چاہیے صرف اُن کی یہ خطا ہے کہ کیوں مسلمانوں
کا ساتھ دیا اُسکی سزا دونوں کو دینی چاہیے ایسا سحر کروں کہ آپ چلے آئیں باتیں کرتے کرتے چابک
نے کہا کہ دیکھیے جہانگیر آتا ہے اسی وقت آپ کے سحر نے تاثیر کی مجمر پلٹا چابک نے دل پر خنجر لگا کر
حلقہ ہائے کمند مارے مجمر گرا چابک مثل صبا رفتار نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا کہ پشتارہ
باندھوں کہ زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی نکلی مجمر آتشخوار کے لپٹ گئی لیکر غرق زمین ہوئی یہ معاملہ
دیکھکر چابک بھاگا اب دیکھا ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ہے تو وال فلک چہارم گشت کر کے
برسر چرخ زبرجدی آیا جہانگیر و ماہ رخسار صبح کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں لشکر پشت پر ماہ رخسار
بھی اسباب سحر سے آراستہ چابک کو جو جہانگیر نے دیکھا تو پوچھا کہ کیوں چابک کیا ہوا کہا حضور مجمر آتشخوار طلسم
روزگار ہے میں نے بیہوش کیا غرق زمیں ہو کر غائب ہوا ایک ریگ ماہی لے گئی جہانگیر نے کہا کہ دیکھا جائیگا
یہ کہتے ہوئے میدان میں پہونچے دیکھا کہ کس طرف سے لشکر لیے مجمر آتا ہے آپ تو آگے بڑھا ہوا سامان
استحکام موج کرتا ہوا میدان میں پہونچا صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی گرد کیت کرکا کہنا ہے کہ
مجمر میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ کیوں ماہ رخسار قدرت سے تجھکو عہدہ جلیل دیا تم نے معصوم

قمر داد پر عاشق ہوئی ہو تو میرے پاس چلی آؤ اگر اسکے خلاف کروگی تو بڑی سزا ہوگی مجمر سے یہ باتیں کیں ماہ رخسار کا چہرہ سرخ ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کنیزوں سے کہا کہ تم جانو تمھارا کام یا سنئے اوا لشکر اسلامیان میں رہو چاہو میرے ساتھ آ ذمین تو خدمت مجمر میں جاتی ہوں اس وقت اُس کے بھالے سے آنکھیں کھل گئیں یہ کہکے چلی کنیزوں نے چاہا کہ روکیں ماہ رخسار نے گولہ مارا کئی کنیزوں کے سر پھٹے کنیزیں الگ ہوئیں ماہ رخسار بھاگی کنارے پر لشکر اسلام کے آئی اک ساحر کھڑا تھا اسنے کہا کہ کیوں ملکہ کیوں گھبرائی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ گھبرانا کیسا مجھے مجمر بلاتا ہے میں جاتی ہوں ساحر نے کہا کہ دیکھیے اس طرف سے کون آتا ہے جیسے ہی ماہ رخسار پلٹی ساحر نے حلقہ پاس کے کمند مارے شتابہ مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا سامنے جہانگیر کے آیا کہا کہ حضور ماہ رخسار جاتی تھیں اُن کو نو میں گرفتار کر لایا جہانگیر نے کہا کہ لیجا کر قید کرو چالاک نے ماہ رخسار کی زبان میں سوزن دی الگ خیمے میں لاکر قید کیا ماہ رخسار کو جو ہوش آیا زبان میں سوزن ہو سر ٹکرا رہی ہے غل مچاسکتی ہے کہ میں اس مجمر کے جاؤنگی یہاں مجمر کو ہرکاروں نے خبر دی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لیا آئے۔ خیمے میں قید کیا ہے وہ سر ٹکرا رہی ہے مجمر نے کہا کہ دیکھو تو میرا ہوئی جاتی ہے یہ کہکے دو گولے جھولی سے نکالے چالاک تو لشکر جہانگیر سے نکل کر بھاگا در کوہ میں آکر ٹھہرا کہ مجمر نے گولہ مارا وہ گولہ لشکر اسلام پر جاکر پھٹا دھواں نکلا دوسرا گولہ پھینکا وہ بھی جاکر پھٹا اس سے بھی دھواں نکلا جہانگیر اسنے مقام پر بڑے کھڑے گھوڑے سے کود کے پکار کر آواز دی کہ اے چالاک کہاں ہو چالاک درہ کوہ میں کھڑا تھا دوڑا اور آواز دی کہ غلام حاضر ہے جہانگیر نے کہا کہ میں پرورش خداوندی کو یاد کرتا ہوں کہ کیا کیا میرے حال پر عنایت فرمائی قصر عشرت مرحمت ہوا آشکے لوگوں نے ناحق برگشت کیا کہ میں مقابلہ طلازم قدرت میں آیا اب پاس مجمر کے جاتا ہوں وہ میری خطا قدرت سے معاف کرادیگا یہ کہکر جہانگیر پیدل چلے جس طلازم نے روکنے کا ارادہ کیا آواز دی کہ ہٹ جا تکلیف اختیار ہے یہ کہکر جہانگیر سامنے مجمر کے آئے کہا کہ اے مجمر آتشخوار میں تجھ سے اقرار اطاعت خداوند ہفت پیکر کرتا ہوں کہ مجھکو حضرت میں خداوند ہفت پیکر کی لے چلو میں عذر کرلونگا مجمر نے کہا کہ اے تیر بچہ سپہ سالار قدرت تم پر نہایت عنایت قدرت کی لیکن خیال کرو کہ تم قصر عشرت سے نکالے گئے مگر تم چلے اور یہ لڑائیاں شروع کردیں پس شرمندہ ہو ناحق در ہی ہتھکڑیاں بیڑیاں منگاؤں انکو پہن لو جب میرے ساتھ چلو میں خدمت خداوند میں سوکھیاؤں

پیر کنگرا ہنسگر کو آواز دی ہتھکڑیاں بیڑیاں حاضر ہوئین جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے خونی خونی ہتھکڑیاں بہنین بیڑیاں پاؤن مین آراستہ کین جب ہتھکڑیاں بیڑیاں ہین چکے طوق بھی گلے مین پہنا رکھر ہلانے لگے غل مچانے لگے آواز دی کہ اے مجیر تو نے میرے ساتھ مکر کیا مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون مجیر نے ملازموں کو آواز دی کہ ماہ رخسار کو ڈھونڈھ کر لاؤ ان دونون عاشق و معشوق کو ایک اردے پر سوار کر دو اس ذلت سے انکو لیجاؤ کہ دیکھنے والے عبرت کرین بندگان خداوند کو معلوم ہو کہ گنہگار آئے علاوہ ازان مجیر آتشخوار ماہ رخسار کو لے زبان مین سوزن ہی قلب پر ہجوم رنج و محن ہی جہانگیر کو جو قید دیکھا ہمہ بیٹ گیا ارشاد کیا کہ اے شہریار کیا ہوا جہانگیر نے طرف مجیر آتشخوار کے اشارہ کیا کہ اس ظالم نے مکر سے مجھکو قید کیا اب چلو سامنے ہفت پیکر کے آمد ریا کر سکے اہل لشکر پر بیگذری کہ وہ ہوش سے سارے لشکر کو گھیر اس سے بیٹھ گئے فلک مہر یل رہے ہیں ... لیمان پریشان
مل مچا رہے ہیں کیسا ان ماہ رخسار خاک پر لوٹ رہی ہیں لشکر کو اس حال مین چھوڑ کر مجیر نے ایک اردے پر دونوں عاشق و معشوق کو سوار کیا ہامان انتقام کر رہا ساتھ ہی اس کروفر سے مجیر گنبد سے پر سوار ہو طرف طلسم ہفت پیکر کے چلا چالاک بھی حقیر بنا ہوا ساتھ ہی جس منزل پر مجیر اترتا ہی چالاک صبار رفتار بشکل خدمتگار اُس بارگاہ مین جاتا ہی مجیر کو نہین پاتا ہامان بیٹھا ہی اور سردار بھی حاضر ہین چالاک خوف سے کسی سے پوچھتا نہیں کہ مسرلین اسی طور سے گذرین پانچوین منزل ہی ایک صحرا میں جا کر مجیر اترا جب لشکر اتر چکا قیدیوں کو قید خانے میں چھوڑ آپ ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا چالاک نے جو دیکھا بعقب مین چلا تھوڑا راستہ طے کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا کیسریں دروازے پر حاضر تھیں اُنھوں نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ مجیر آپ کو ملکہ عالم یاد کرتی ہیں بعد عرصہ دراز کے آپ نے سرفراز کیا مجیر آتشخوار نے کہا کہ جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ بیار مند حاضر ہی چالاک صبار رفتار نے عیاری کر کے ایک کیسر کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنا ہوا کیسروں میں کھڑا ہی تھوڑے عرصے کے بعد ایک کیسر دوڑتی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور تشریف لیچلیے مجیر اندر چلا چالاک بھی بشکل کیسر ساتھ ساتھ تو بیٹ باغ میں پہونچا باغ نہایت آراستہ چہار جانب باغ میں روشنی سرو چراغاں پر جوش بہار پر گلشن مجیر دیکھتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر مثل طاؤس طنازی سر گرم ناز و نیاز دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گلے مین ڈاڑھی ہیکل طوق حسین حمائل سورج دو گلے میں

پٹھا ہوا بڑی بڑی آنکھین سرمہ و دنبالہ دار زیب چشم نہایت متغرور محجمر کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اوٹھی محجمر کا استقبال کیا لا کر مسند پر بٹھایا گائنون سے اشارہ ہوا گائنون نے غزلیں شروع کین اشعار ومیل وہجر جو گائین عاشق و معشوق کی طبیعتین بھر آئین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گائنین بدلی جاتی ہین جب چابک نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی عاشق معشوق کو دیکھکر بے شرم ہی چابک نے استنے عرصے مین ایک گائن کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محفل مین آیا محجمر سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ بصد اشتیاق شروع کی

نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسوے جانانہ تھا		پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا
سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما		ہر بشر دیوانہ سے بین غرض دیوانہ تھا
خواب مین سیرنگی عالم نظر آئی سجھے	ق	شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک سو سرہ مصفا اک طرف آب رواں		میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا
جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب		جو مہیا اس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
دشت رزہ تھا کہیں جلوہ کہین ساغر کا دور		جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا
مجکو بھی جام صبوحی عشرہ کے ساقی نے دیا		کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا
ہوش مستی سے گرا جسدم رہیں پر یک بیک		ہو گئے نشے ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
ہمد موگیا۔لو سمجھتے ہو تم بقول استاد		خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اس رنگ مین چابک نے یہ غزل گائی عاشق و معشوق رو دیئے گلرخسار نے کہا کہ ای شیلونج تو تو نے خوب آفت برپا کردی کیا غضب کے اشعار گائے دل بیقرار کر دیا چابک نے اور غزلین گائین ساری محفل تعریفین کر رہی ہی محجمر بھی ہوش تھامے ہی چابک سے دست بستہ عرض کی لونڈی ساقی گری خوب کرتی ہی مینا سے کی کلید مجھے مرحمت ہو تو میں حضور کو ما استاد دکھاؤن ملکہ نے کنجی دی چابک جھپٹ کر مینا بے مین آیا شراب تقسیم کرنا شروع کی چند گلاسیاں آراستہ کین کشتی میں لگاکر محفل میں آیا محجمر کو یقین کرتا ہی کہ ای شبو کس مزے سے شراب دی ہی خواہ مخواہ جی چاہتا ہی کہ پیے چابک نے دوسری کشتی اوسکے سامنے رکھی غزل عاشقانہ گائی گت بھی خوب ناچا جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکرین توڑے لیتا ہوا آگر سر سامنے محجمر کے جھکایا عرض کی کہ ایسے ستارہ ہول کو سرشت سراب ملانا چاہتے محجمر نے دونوں ہاتھ بڑھائے سے اندیشۂ انجام جام لے لیا محبت معشوق مین

مبہوت بیٹھا تھا کسی سحر کا خیال نہ کیا بے اندیشہ انجام جام پی گیا چابک نے دوسرا جام گلرخسار کو دیا
یہ تعریفیں کرنے لگی خوشی خوشی جام پی گئی اتنے میں چابک نے دورہ ما مدعا کنیزوں کو بھی پلانا شروع کیا تھوڑے
عرصے میں ساری صحبت کو شراب پلائی جو کنیزیں شراب اُٹھا کے لے گئی تھیں وہ درختوں کے پیچھے بیٹھی پی رہی تھیں جب
کوئی یہ کہکر دوڑی کہ جانور اُڑا جاتا ہے دوسری یہ کہکر اُٹھی ارے درخت گرا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھی وہ گر کر بیہوش
ہوئی تھوڑے ہی عرصے میں سب کنیزیں بیہوش ہو گئیں یہاں گلرخ کے مجمر اُٹھا یہ کہتا ہوا اے سعادتمند کہتے
ہیں یہ زمین بھی اُٹھی اُٹھتے ہی دونوں گرے گر کر بیہوش ہوئے چابک خنجر برہنہ لیکر اُٹھا اوّل اسے مجمر کو
قتل کیا جب مجمر کو خنجر مارا اور مجمر کا کٹا ایک آواز مہیب ہوئی درخت جلنے لگے زمین سے شعلہائے آتش
نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد کوئی آواز سنائی مر گیا میں مجمر استخوان ربود نے روشنی ہوئی چابک نے گلرخسار کو
بھی قتل کیا اسکے مرنے پر بھی اندھیرا ہوا کنیزوں کو قتل کرنے لگا ملکہ ماہ رخسار قید خانے میں بیٹھی رو رہی تھیں
کہ یکایک دیکھا ہوا زمین کانپی زبان سے جو کچھ نکل گئی ماہ رخسار نے کہا ای شہزادہ معلوم ہوتا ہے
مجمر کو کسی نے قتل کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے میرے ہوش و حواس درست نہیں یہ کہکے ماہ رخسار نے ہاتھ
ہلایا قید جہانگیر بھی کھلنے لگی جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ماہ رخسار بلند ہوئی سحر کرنے لگی جب گولہ پھینکا
پتھر برسنے لگے لشکر والے پاؤں پڑے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی معلوم ہوا ہوائے تند چل رہی ہے پتھر برس رہے
ہیں ایک طرف سے نعرہ شیر کی آواز آئی منم شاہزادہ جہانگیر دلاور صاحب علم و نشان اور فرزند
صاحبقران والا شان دنیا یہ کہکر بھیجے گرانا شروع کیے ہزارہا کافر جلے خیموں میں وہ کرب سے جو ساحر
اُٹھے سو گئے لگے ادھر کنیزوں کو قتل کر کے چابک نکلا نکلتے ہی دیکھا اسنے کہ جہانگیر لڑ رہے ہیں کہاں
سے ملکہ ماہ رخسار سحر کر رہی ہیں جادوگر بھاگ رہے ہیں چابک نے حقے بارے آتش زنی مارے سیکڑوں
جادوگر جلے ہامان کو بھی ہوش آیا یہ تو محنت جہانگیر میں کامل ہو جوت سگی اسکے گلے میں پڑے تھے ٹکڑے کر
پھینکا یہ بھی نکلکر لڑنے لگا سحر جو کیا اس طرف سے جادوگر بھاگے تھوڑے عرصے میں دیکھا جیسے بارگاہیں
پری رنگین جادوگر سب بھاگ گئے ماہ رخسار و جہانگیر و ہامان و چابک اب آمادہ ہوئے ماہ رخسار
نے تخت سحر تیار کیا اسپر جہانگیر و چابک و ہامان کو سوار کیا ایک سحر کیا از دراں آس فشاں پیدا ہوئے
انھوں نے بارگاہوں کو اپنی پشت پر لاد لیا تھرے کروڑ سے لشکر میں اپنے آئے دیکھا اہل فوج سے
ملاقاتی ہوئی سب حیران ہیں کہ جو ساحر شاہزادے کو گرفتار کر کے لیگیا تھا شاید وہ مارا گیا جب تو ہم لوگوں نے

رہائی پائی اس خیال میں تھے کہ بسامان سے تمت آکر ماہ رخسار کا پہونچا لشکر میں خوشیاں ہوئے لگیں یہ دن وہاں مقام کیا دوسرے دن کوچ کیا سامنے ایک قلعے کے آکر ہو پہونچا اُس قلعے کا حاکم سفاک تیرہ درون قلعے سے دیکھ رہا ہو کہ ایک لشکر آتا ہو آکے اُسی صحرا میں اُترا ایک طرف ملکہ ماہ رخسار فرد ہوئیں ہامان بھی اُترا سفاک نے ہرکارے بھیجے ہرکاروں نے آکر خبر کہی کہ فرزند صاحبقران ساحر و غیر ساحر ون کو تسخیر کرکے طرف ہفت پیکر کے جاتے ہیں یہ سنکر سفاک نے کہا ایسے ڈانٹے سے نہ جانے دونگا لاکھ سوار و پیدل کا لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا کہلا بھیجا اے فرزند صاحبقران میں نے سنا ہو کہ آپ ساحر و غیر ساحر و کو لیکر طرف ہفت پیکر کے جاتے ہیں میرا قلعہ راہ میں ہو میں اپنی طرف سے نہ جانے دونگا جہانگیر نے سنکر کہا سکت ‌دا کر حاکر سفاک سے کہو جو طبع منظور ہو سکو روکیں یوں چلے ہی جاتے مگر اب قلعہ فتح کرکے جا بیٹھے سفاک اپنے مقام پر بیٹھا کہا ایک جادوگر اور ایک جادوگرانی میرے ساتھ ہو اسکا گھمنڈ ہو وہ تدبیر ہو کہ وہ لوگ دم بھی نہ لے سکیں یہ کہکر طبل جنگی بجوایا یہاں بھی خبر سنکر طبل جنگی بجا دونوں طرف تیاریاں ہوے لگیں سفاک بہر رات رہے ایک تنہائی کے خیمے میں ہوا ملک ملک کے دعائیں کرنے لگا پکارتا ہو یا خداوند ہفت پیکر فرزند حمزہ کے ساتھ ساحر ہیں پھر بھی سحر کا جھگڑا لٹکا ہوا ایسا ہو کہ میں قدرت کے رعب سے بس ان لوگوں کے لیے ہوں یہ نہیں جاہتا بلکہ ملک کے دعا کی نام ہفت پیکر کا لیکر بجا ایک صبح کو لیٹے سوار ہوا مع فوج ایک لاکھ جوان مسلح ہو کے میدان میں ہو پہنچے جہانگیر صاحبقران سو کر اُٹھے ہتھیار بڑھکر سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ آئے دریافت کرتے ہیں کہ صاحب کیا ہو گیا کہ ابھی تک ماہ جبیار وہامان نہیں آئے کہ کنیزان ماہ رخسار روتی ہوئی آئیں کہا حضور ملکہ کو تپ مع دقہ کے شدت غرق ہیں یہ سنکر جہانگیر کو بڑا ملال ہوا کہ ملازمان ہامان حاضر ہوے عرض کی ہامان کے پیسے میں درد ہو وہ حاضر نہیں ہو سکتے جہانگیر با جار فوج کو لیکر میدان میں آئے سوا غیر ساحر ساتھ ہیں میدان میں آکر دیکھا سفاک تو میدان میں آچکا ہو صفیں آراستہ کر رہا ہو جہانگیر نے بھی لشکر کو ٹھہرایا صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کرنا شروع کی سفاک نے گنبدا نکالا جابک گوشہ صحرا سے دیکھ رہا ہو کہ سفاک جو میدان میں آیا ایک زاغ سیاہ نخل سے اُڑ کر جنگل میں آیا جابک نے اس زاغ کا پیچھا کیا عقل سے کہتا ہوا اسی زاغ کی داب سے کچھ فتور ہو جابک نے ایک گوشے سے چھپ کے دیکھا وہ زاغ کہل سے اُترا غلطاں ار کے ایک جادوگر کی شکل بنا جھولی سے اسباب سحر نکالا شعبدہ سحر کرنے لگا جابک نے دیکھا اس کے داتے اسپیدف

پھینک رہا ہوا اسم سحر پڑھتا تھا ہو چابک کنارے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا بناکر سفاک کی شکل
سا دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا پکار کر کہا اے بھائی تم نے سب کچھ جوش کیا ماہ رخسار و ہامان میدان
کارزار میں نہیں آئے کیا عمدہ سحر کیا لیکن جہانگیر بن صاحبقران کچھ پڑھتا ہوا میدان میں آیا ہے معلوم ہوتا
ہے پسر حمزہ ساحر ہے اُس ساحر نے کہا اے سفاک مسلمان سحر کو بُرا جانتے ہیں وہ کبھی سحر نہ کریگا تو بجوت
جاکر مقابل کروں گا غالب آئیگا میں رو گا سکا گشتار ہا ہوں تیر اور پڑھ رہا ہوں جاتے ہی غالب آئیگا باپ
اسکا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم الٰہی ہے یہ جوان کوئی بات نہیں جانتا چابک نے کہا تمہارے کہنے
سے تسکین ہوئی اب میں جاکر اُسکو ٹوکوں اُسکا نام لوں اور پکاروں ساحر نے کہا ہاں جاؤ جب تو
سفاک نے گلابی شراب کی لعل سے نکالی کہا تو بھائی ایک جام تو پی لو تھے اسوقت جوش کر دیا جام لبریز
کر کے پیش کیا ساحر نے اندیشہ اسکا نام پی گیا گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چابک نے اپنے نام کا نعرہ
کیا اور جھپٹ کر خنجر مارا ساحر کا شکم چاک مقتدیا ایک عود تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ جادو
تو دھر اس تو یہ ساحر مارا گیا چابک اُٹھتے ہوئے چلے کہ جاکر آقا سے اطلاع کروں یہاں سفاک
میدان میں نکلا پکار کر داد دی پسر حمزہ کہاں ہے نکلے تو احوال معلوم ہو جہانگیر نے مرکب بکلا سفاک
سے میز چلنے لگا ایک مقام پر کس و یکر جہانگیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا لیکر گرز میں پر مارا کہ استخوان
چور چور ہوئے فوج نواے سفاک کے دوڑ پڑے ادھر ماہ رخسار و ہامان نے بھی جب پائی خبر جنگ کر
آقا سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے آ کر شریک ہوئے علم فوج سرنگوں کہا فوج میں الاماں الاماں کی صدا بلند ہوئی
جہانگیر نے تلوار روکی قلعے میں داخل ہوئے قلعہ سفاکیہ میں عملداری کی بارگاہیں استادہ ہوئیں سفاک
کا بیٹھا اور ایک فیل زور اُسکو بلوا کر تخت پر بٹھایا دیر تک کوے کے نعرے مسعود کی سا ہوئی جہانگیر
نے کہا ملکہ قلعہ بھی دلوانے دلوایا وقت بیوقت حضرورت پڑے تو مقام سکونت دستیاب ہوا
اے ہامان اب یہاں درستی کر کے تیاری کرو کیسطور سے تا کہ طلسم ہفت پیکر ہو بخشیں ہامان نے
عرض کی کل سامان تیار ہے حضور کے حکم کی دیر ہے جسوقت مناسب ہو کوچ کیجیے مگر طلسم ہفت پیکر
ایسا سخت مقام ہے کہ جہاں گذر انسان کا ناممکن ہے جہانگیر نے کہا مددائے با نزرگ است بسم اللہ و اللہ
اُسطرف ضرور جائیں گے ہامان نے کہا بسم اللہ ہوسب سرانجام سازی موجود میں جہانگیر نے دوں
فوج ورا موج ساتھ لیے بارگاہیں خیمے سراپردے اُٹھا کر بارگاہ کا ہامان لیکر آگے بڑھا ماہ رخسار

ابریں معنی ہوئیں بارہ چودہ ہزار جادوگر جانثار صف شکن بڑے زور و شور سے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں کہ وقت پر انکا حال تحریر کیا جائیگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعہ سیم جادو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ

مینا بیان ہو برق جہان تاب میں نہیں	جو دل میں اضطراب ہو سیماب میں نہیں
امید ہیں رہے دیتی ہیں کب دل میں یاس کو	دشمن کا دخل صحبت احباب میں نہیں
آہوں کی گرمیوں سے ہو خشک اپنی چشم تر	پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب میں نہیں
آہوں کے اثر سے ہیں خبر کیا شب فراق	ایسی چمک تو کرمک شب تاب میں نہیں
جتنا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہے پائمال	برباد ہو کر جو صحبت احباب میں نہیں
فرقت میں یاس حسرت و ارمان ہیں میرے اس	اسباب اور عالم اسباب میں نہیں
کیا غفلتیں ہیں اہل جہان کو ہزار حیف	ہیں بے خبر خیال عدم خواب میں نہیں
چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال دیں	یہ زرق برق عارض مہتاب میں نہیں
آنکھیں پھری ہیں دل بھی ہوا مجھ سے منحرف	نام وفا کہیں دل احباب میں نہیں
دریاے اشک چشم میں جو رو و دستور ہیں	جوش و خروش یہ کسی سیلاب میں نہیں
خالی سبو کا جو رخ نامان یہ ہی فروغ	تارو گی یہ چمک شب مہتاب میں نہیں
داغوں سے حسن حال کے خالی داغ میں	تل سحر ملگ مرے دل بیتاب میں نہیں
حباب عدم سے کون جگائیگا اے قمر	اپنا خیال خاطر احباب میں نہیں

چہرہ رہروان سالک جاساری وطی کنندگان مراحل عشقاری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مرصع خیال سخن آورن + سخن راکرسی نشاندن چنین + تحریر ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران مع فوج ظفر موج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے تھے ہر دم قاسم کا خیال ہفت پیکر پرست ہونے کا ملال ہر منزل بر یہی فرماتے ہیں پروردگار مجھکو جلد ہو کا کہ قاسم کی رہائی اسکے تصدیے سے ہو وہ تیسرے سحر میں آگئے وہ بھی جرأت دکھائے دسویں منزل تھی

ایک صحرا میں ہوا کر اترے دوسرے روز نقارے بجے ساحلے ہوئے دو کوس پر ایک قلعہ تھا کہ قلعہ امید و بیم اسکو کہتے ہیں میں راہ طلسم ہفت پیکر پر واقع ہوا تھا بیم جادو اُس قلعے کا حاکم و ناظم تھا بالائے قلعے سے دیکھا ایک لشکر آ رہا ہے ہر کارے سے اشارہ کیا دریافت کو ہر کارہ گیا اور رقعے خبر کر دی کہ ورود امیر والا تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں اُسیوقت اُسے حکم دیا لشکر تیار ہو ہم اسی سرحد سے رہ جانے دینگے مقابلے میں اُنکے اُدھر طبل جنگی بجوایا اُمیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان صورت مدلکر لشکر میں آیا سمرنا ہوا قریب بارگاہ بیم جادو پہونچا کا ست پر ایک مرحلہ تھا واہ سے بیٹھا اک نقب لگائی پہرہ لعب کا جا کر بارگاہ بیم جادو میں توڑا دیکھا تو سوتا ہے جیب کے قریب آیا کاٹنے سے دشالہ ہٹا ماہا سیویں کردن کر بیم نے آنکھ کھولدی کہا ارے تو کون ہے اُمیہ بھاگا بیم نے شکار سمجھ دوڑا طلائے پر ورقائے زنجیر خوار تھا اُمیہ بھاگا ہوا آیا ورقائے آ ولندی اے اُمیہ کہا ہے اُمیہ نے چاہا کہ منہ سے کہے کہ بیم جادو میری فکر میں آتا ہے کہ بیم کوک کے گرا اُمیہ کی کمر میں پنجہ دیا لے اُڑا ورقا نے تیر مادہ تیر اُسکا لمٹ کر ورقا رہ جا کے گرا ورقا کو معلوم ہوا کہ ایک عقاب گرا ورقا کی بھی کمر میں پنجہ دیا لے اُڑا ورقا و اُمیہ کو اُٹھا لیگیا لشکر میں غل ہوا کہ اُمیہ و ورقا کو بیم جادو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بارگاہ سے نکل آئے دریافت کیا احوال معلوم ہوا اُمیہ نے جا کر عیاری کی بھاگا ہوا آیا بیم جادو اُمیہ و ورقا کو اُٹھا لے گیا بدیع الزمان نے کہا ساحروں کے عجائب و غرائب تو ایسے ہی ہوتے ہیں رنجیدہ ہو کے بارگاہ میں آئے بہ ہر رات گذری صبح کو لشکر تیار کیا میدان کارزار میں آئے دیکھا بیم جادو لشکر سمیت میدان میں آیا صفیں آراستہ ہوئیں بیم نے بعد صفوف آرائی گینڈا نکالا پکار کر آواز دی اے فرزند رشید صاحبقران بہتر ہے کہ یہیں سے پلٹ جائیے ورنہ میرے مقابلے میں آئیے آج ہی قید تمہاری روانہ کرونگا بدیع الزمان نے مرکب نکالا جیسے ہی مقابلے میں بیم کے پہونچے بیم نے آواز دی یا صاحب ہفت پیکر پسر حمزہ میرے مقابلے میں آتا ہے میری مدد کیجیے پسر حمزہ کو طلیے ایک عقاب گرا بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بیم نے پکار کر آواز دی اور کوئی میرے مقابلے میں نہ آئیگا فضل بن گیہا ہو خون آشام مرکب اُڑا کر جاتا تھا قریب بیم کے پہونچے دیکھا بیم جادو ہو شمع پلار ہا ہے فضل نے تیر مادہ تیر اُسکا ہٹا کر بچ گئی فضل کے سر اُٹھا کر لیگیا ساتوں بھائی فضل کے جو مقابلے میں بیم کے گئے عقاب اُٹھا کر لیگیا قارن بلند کمان نے سرداروں کو روکا کہ مقابلے میں ایسے شخص کے رہا جو جاتا ہے اُسکو عقاب اُٹھا لیجاتا ہے اب جانا بیکار ہے دو پہر ڈھلے بیم نے پکار کر آواز دی اے

قارن کل میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گے کل سبکو گرفتار کرونگا یہ کہکے پلٹا آکے اپنے سردار وں کو حکم دیا قیدیوں
کو ابھی احتیاط سے رکھنا کل سبکو گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہاں جائینگے ایک سردار تھا کہ نہنگ خونریز اسکا
نام تھا ایک گوشے سے سرداراں بدیع الزمان کو لایا یہ تم نے حکم دیا کہ بیجاکر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیتا گیا
آکر ایک خیمے میں قید کیا چالیس ساحر انھی مقام پر حبشی کے آپ چلا گیا اتنا نوشتے کہ کیا ہوتا اور کہا کل یہ ساہ
ہمارے سبکو گرفتار کرینگے ان سبکو خدمت خداوند میں روانہ کرینگے دیکھیں کون سردار سبکر جائے یہ کہکے نہنگ
چلا گیا جمعدار دروازے پر بیٹھا ہوا طبلہ بجا رہا تھا امیہ نے کہا جمعدار صاحب آپ خلاف قاعدہ بجاتے
ہیں جمعدار نے کہا ارے قیدی تجھے بھی طبلہ بجانا آتا ہو امیہ نے کہا دوستوں میں کچھ سیکھا تھا لیکن خاطر سے
جاتا ہوں جمعدار نے قریب بلایا امیہ پاس آیا امیہ نے کہا ہتھکڑیاں بیڑیاں جدا کیجیے تو میں
طبلہ بجاؤں جمعدار نے ہتھکڑیاں بیڑیاں امیہ کی اتار دیں جانتا ہی چالیس آدمی بیٹھے ہیں کہاں جاسکیگا امیہ
نے جھکر طبلہ بجایا ایک غزل سنائی سب تعریفیں کرنے لگے امیہ نے کہا جمعدار صاحب بے مے کی صحبت ہیں
شراب کا چرچہ کیجیے میرے پاس دو روپئے ہیں منگائیے جمعدار نے خوش ہوکر دو روپئے لیے شراب منگائی کہا
ارے دبلے پتلے ہم تجھکو رہا کرادیں گے تو خدمت میں ہیم جادو کی رہنا امیہ نے کہا مجھے نوکر رکھا دیجیے
تو بڑا احسان ہو امیہ نے شراب میں بیہوشی ملائی سبکو پلانا شروع کی جب سب پی چکے بیہوش ہوکر گرنے لگے
امیہ نے سبکے سر کاٹے اکر بدیع الزمان وغیرہ کی قید کاٹی کہا اے شہریار نکل چلئے اٹھو سردار امیہ سبکے آگے
آگے سبکو لیکر چلا جب لشکر سے باہر نکلا سامنے ایک کوہ تھا وہاں کوہ سے ایک گینڈا دوڑا ہوا آیا ہر سردار آگے
بڑھ گئے کہ ہم گینڈے کو ماریں جیسے قریب گئے ہوئے گینڈے نے منھ پھیر دیکھا ہیم جادو سامنے
کھڑا ہے سحر کر رہا ہے سب اسی مقام پر گرے لشکر والوں کو آواز دی لشکر سے کئی ساحر آئے نہنگ خونریز
سے کہا تجھے حفاظت کی چالیس آدمیوں کو مارکر عیار سبکو لیکیا تھا مجکو میرے سحر نے خبر دی میں اس مقام پر
ہو کا لیجا کر قید کر نہنگ خونریز سبکو لیکر قید خانے میں آیا لاکر قید کیا آپ بانگ بدل ہی نقارہ زری
دونوں لشکر میں رکھ دیا قارن لمسد کماں لشکر بدیع الزمان میں تجارت کر رہا ہے یہ خبر بھی ہرکاروں نے
ہو چکا کہ امیہ نے عیاری کی آخر یہ انجام ہوا کہ وہ سب کو گرفتار کر لیگیا قارن نے کہا کل میدان میں
جائیگے ہر سی سعل آقا گرفتار ہونگے حوصلہ جرات نہ کریگا جب صبح ہوئی دونوں لشکر میدان کارزار میں گئے
قارن لمسد کماں سبکے آگے بڑھکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ جب ہیم آوار دیگا میں اسکے مقابلے میں جاؤنگا

وہی طائر آئیگا اٹھا لیجائیگا مقابلہ رہیگا کیسے گیندا نکالا پکار کر آوازدی جسکو تماشا مرگ کی ہو بلائے قارن نے جا ہا گیندا اٹھاؤں کہ سب سردار گر داگئے کہتے ہیں مقارن کسکے مقابلے میں جاؤگے کیا کروگے اُسے سحر کر رکھا ہی عقاب آتا ہوا دمی کو اٹھا لیجاتا ہو کون ایسے مکار سے مقابلہ کرے قارن کہتا ہو اُسکی بات کا جواب تو دیں مبارز طلبی کر رہا ہی اُسکے سامنے جا میں جو کچھ ہو اک سکے قانوں میں تو فرق نہ آئے سردار بیقرار ہیں پروردگار سے دعائیں مانگ رہے ہیں بیقرار ہو کر پکار رہے ہیں ای رب کریم رحم کر اس ظالم سے بچائے **نظم**

از سدہ مطالب جو از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہرچہ ہست تو از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگاں مدار	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر بر خاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مطلبے کہ ہست از آن آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین کی ز درگہ آن دلربا طلب

بیقرار ہو کر جو سبلے دعا کی شرف اجابت مراد بر ہوئی قضائے کار نقابدار زرین پوش جنگل میں شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ لشکر **بدیع الزمان** تباہ ہوتا ہی نقابدار نے باگ پھیری باز سفید سر کو ساتھ لیکر بارہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہی مرکب بڑھایا لیکن اسم اعظم پڑھتا ہوا اسی سیم کے پاس گیا آواز دی او مکار سحر سے مقابلہ کرتا ہی پھر سحر کر جب سیم سحر کرتا ہی عقاب آسمان پر آتا ہی باز سفید منہ کھولکر جا جھپٹا ہی عقاب پر جا پڑا دونوں عقاب بھاگ جاتا ہی مار کر دس سر پھیر رہا ہی اور ہمیں آنا ہی جا جھپٹا ہی عقاب میرے آقا کے قریب آئے تو اسکو ماروں نقابدار قریب سیم کے ہو کا آخر کو سیم وے جو والے ہاتھ کے نقابدار پر پھینکے تیغے بجز کے لیکن نقابدار پر سایا تیرہ ہوئی کئی مرتبہ دسک بھی دی کوئی مراد حاصل نہوئی اتنے میں نقابدار نے قریب ہو کر نیزہ مارا اسم اعظم ورد زباں ہی جیسے ریسم کے ٹرالست کو توڑ کر بارگیر دراز اٹھا کر نقابدار نے زمین پر مارا استخوان چور چور فی النار ہوا طاری ساتھ سیم جو ساتھ کھڑے تھے لپسا لپا کھکے بڑھے نقابدار بھی مرکب اُٹھا کر جا نکلا رسعیدے کسیکو تہہ ماری کسی پر معار مار دی ادھر نقابدار قتل کرتا ہوا آیا ہر للمان نقابدار بھی جا پڑے ملے ہیروں کی بوچھاڑ کی ہزار دو کو قتل کیا نقابدار لڑا ہوا طلسم کی فوج کو قتل کیا وہاں آکر **بدیع الزمان** و عمرو کو چھڑایا کہا ای فرزند **صاحبقران** تجھے افسوس

کا مقام ہو اتنے بڑے طلسم پر چلے ہو اور ایک ساحر سے یہ کیفیت بدیع الزمان نے کہا کر سحر کی تو ہمارے لشکر میں مخالفت ہو ساحر کا سحر چل جاتا ہے میں طلسم ہفت پیکر پر صرور جاؤں گا نقارہ بجا علمداری بدیع الزمان کی کرا کے طرف قاف کے روانہ ہوا بدیع الزمان قلعہ امید وبیم بر آئے حکم کیا اسکو تلاش کر دو کر اسکو بادشاہ کیا جائے بیم کا بھائی فہیم جادو اسکو بلا کر کہا تم کو بادشاہ کرتے ہیں فہیم نے عرض کی غلام ساتھ جائیگا بعد بدیع الزمان نے ناچار ہو کر اور گو قلعے کا حاکم قرار دیا اور بادشاہ کیا فہیم کو ساتھ لیکر چل گیا ایک صحرا میں آکر اترے رات کو دیکھا جنگل میں دو مقام پر آگ روشن ہے سپردہ دونوں تنگنین اندر سے اُس آگ کے شور و غل کی آواز آتی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی لڑ رہے ہیں بدیع الزمان نے صبح دیکھا کہ صبح کو دیکھا ہزارہا لاشیں مقام پر پڑی ہیں دریائے خون جاری معلوم ہوتا ہے رات بھر جو لڑائی ہوئی بدیع الزمان حیران ہو گئے کہا عجب صورت ہے کہ آگ میں کالی کالی صورتیں بڑے بڑے قد نعبو ک جا یا ہوا یک سر کٹیا ایک سر جسم پر موجود ہے بدیع الزمان اس عجائبات و غرائب کو دیکھ کر مست حیران ہوئے امیہ نے کہا یہ مقام دیو زادوں و جنات کا معلوم ہوتا ہے یہاں سے کوچ کیجیے ایسا نہ ہو کچھ آفت برپا ہو بدیع الزمان نے کہا اسکا دریافت کرنا ضرور ہے شگون کر دیکھیے سب سردار بھی مانع ہوئے بدیع الزمان نہ مانے رات کو پھر دل مارگا آکر بیٹھے پھر وہ آگیں ظاہر ہوئیں جب وہ آپس میں طیش اور غل شور ہوا ہے مقام ہے تا مٹھے جو خدا خدا اس مقام پر آئے سب سردار تو نہ گئے مگر ورقائے زنجیر خوار ساتھ ہو امیہ بھی ساتھ ہے آتا ہے بدیع الزمان قریب آگ کے پہونچے پکار کر آواز دی تم کون لوگ ہو جو آپس میں ست جوں کرتے ہوا ہے کو ظاہر کرو ایک آواز آئی اے جوان تو کون ہے جو ہم سے دریافت کرتا ہے بدیع الزمان نے اپنا نام بتایا ایک تاجدار سامنے آیا کہا اے فرزند رشید صاحبقران ہم آپ کے مدد گو کو آتے ہیں سلطنت آسمان پری کو بچایا عفریت کو مارا میں آپ سے فریادی ہوں میں بادشاہ چہارم قلعہ قاف ہوں نیران جنی میرا نام ہے فولاد دیو کہ سردستان روزگار ہے ہو وہ میری مٹی برباد ہوا ہے میری یاقوت پری ہے نام سے فولاد کے ذرتی ہے ہمارے قلعے کو اُسے پامال کیا ہم بھاگ کر اس صحرا میں آئے وہ ادھر لشکر کشی کرتے آتا ہے ہر روز دو ہزار کو قتل کر کے چلا جاتا ہے آج بھی آیا ہے یہ کہکے نیران جنی نے بدیع الزمان کی آمد میں سلطانی سرمۂ سلیمانی کی پھیری ورقائے زنجیر خوار نے کہا آغا مجھے بھی ساتھ لیجیے نیران نے ورقا کی بھی آنکھوں میں سرمۂ سلیمانی پھیرا ورقائے زنجیر خوار کی بھی آنکھ روشن ہوئی دیکھا ہزار ہا دیوان جمع ہیں رواح لوں

یہ حربے ہاتھوں میں لیے ہوئے حسات کو قتل کر رہے ہیں جناب بھاگتے پھرتے ہیں ایک دیو بڑا قد قامت جو بدست کا ستھے پرپامال کرتا پھرتا ہر دو دو کو گردن پکڑ کر لڑا دیتا ہر بدیع الزمان نے نعرہ کیا او دیو مکار کیوں عزیزوں کو قتل کرتا ہی دیو فولاد نے جو بدیع الزمان کو دیکھا آواز دی او پسر حمزہ کہاں جائیگا یہ کہکر پیوستہ ماری بدیع الزمان نے تیغ سطوت سے وار کو رد کیا جیسا آسنے کہ بھاگوں بدیع الزمان نے ہاتھ مارا دیو فولاد کے دو ٹکڑے ہوئے ورقا بھی لڑتا ہوا آیا ہر امیہ سے جھپٹتے آنظاری کے مارے سو دو سو جلے آہ و فریاد کرتے ہوئے بھاگے بدیع الزمان نیران جنی کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے نیران نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے جان و آبرو بچی بیٹھی مع جمعیت پر ناوک فلک چہارم قاف میں ہو بدیع الزمان نے کہا ای نیران میں راہ میں ہوں طلسم ہفت پیکر کا ارادہ ہی دیکھیں کیا کیفیت گذرے عرض ہوئی دروازے پر ایک جن حاضر ہی نامہ بردہ قاف چہارم سے لایا ہی نیران نے کہا بلاؤ جن اندر آیا بادشاہ کو سلام کیا نامہ ساتھ میں دیا نیران نامہ پڑھکر رونے لگا بدیع الزمان نے کہا ای نیران خیر تو ہی کہا ای شہزادے فولاد جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ملازم لاش لیے جاتے تھے راہ میں بھائی اسکا شداد مردار خوار ملا اسنے جو بھائی کا مارے جانا سنا طلسم چہارم قاف پر چڑھ گیا بیٹی نے لکھا ہی میں قلعے میں بند ہوں پر ناوک لڑ رہے ہیں اب وہ یورش کریگا تو ہماری جان کیونکر بچیگی بدیع الزمان تو نام اسکا یاقوت پری سنکر پریشان ہوئی رہے کہا ای نیران ہمکو جلد لیچلو فضل سے سامنے تک کی حفاظت کرو ہم کل ہم جائینگے آگے کوچ کرینگے نیران نے بدیع الزمان کو تحت پر سوار کیا امیہ نے کہا میں ضرور ساتھ چلونگا ہر چند منع کیا امیہ ساتھ ہوا نیران کے پانچ سو جن ساتھ میں بدیع الزمان کو لیکر طرف پردہ چہارم قاف کے چلا یہاں شداد مردار خوار نے وقت تو جیاد سلام کہا چوتھے دن حمل یورش کروایا ملکہ یاقوت پری بالائے قلعہ آئین پر ناوک دین گھیرے ہوئے ہیں حام ہر پھر کرا کے اپنے رکھا ہر نوبت ہی جب وہ پھاٹک توڑ کر میں آئی جان دیدہ ملی مروہ آکر یا یکا شداد مردار خوار ہلوہ کرکے چلا سرداروں نے او سپر سپر سامنے نکلی ہو وا گئے شداد مردار خوار اکیلا چلا پھروں کو خالی دیکھا ہوا ابراہر صندوق کے ہو کیا یاقوت پری سے جا کر حام ہر پلے کہ پھر لپٹ گئیں یاقوت نے کہا کیا میری آبرو لوگی جان جانا بہتر ہی یہاو یہ ست رہی ہیں شداد چاہتا ہر کہ صندوق قرآن کہ آسمان سے آواز آئی او مکار آگے قدم سامنے شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران ماہ صاحبقران

سنکر شداد کانپ گیا کہنے لگا مجھسے کیا مطلب بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لینے آیا تھا ارے بڑا بھی نیران نے بدیع الزمان کو تحت سے اُتارا شداد بھاگ سکا بدیع الزمان کو ایک چوٹ لگائی بدیع الزمان نے چوٹ دست قلم کی اُسنے خوف زدہ ہو کر کھینچ مارا بدیع الزمان خالی دیکر اُس خونخوار پر جا پڑے اُسے جا پہنچے بدیع الزمان نے ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوئے دیو زادوں پر جا پڑے سب دو جا سو دیو مارے گئے کچھ دیو لاش شداد کا لیکر بھاگے بدیع الزمان مع دیروزی طرف قلعے کے چلے نیران جنی شاہزادے کو لیکر قلعے مین آیا یاقوت پری واسطے استقبال کے آئی نگاہ جو پڑی جمال بدیع الزمان کو دیکھکر عاشق ہوئی بدیع الزمان کو بھی پسینہ آگیا نیران جنی سچ مین ہی دونوں بے حجابی سے سر جھکائے وزدیدہ نگاہوں سے آپس مین دیکھ رہے ہین جب دار الامارہ مین یاقوت تخت پر بیٹھی پریزادیں گرد جمع ہوئین بدیع الزمان صندل زرین پر بیٹھے کہا یاقوت نے کہا شکار گاہ سلیمانی مین کیا سعد شکار ہوا اشارہ کیا کہ آپ بھی مشتاق ہین وہان ہمارے اور آپ کی ملاقات ہوگی اب یاقوت نے پریزادوں کو حکم دیا اسباب شکار کل ورد ولت پر حاضر ہے سویرے ملکہ سوار ہوئین جب ملکہ جا چکین تو بدیع الزمان نے نیران جنی سے کہا اگر آپ فرمائیے تو ہم بھی واسطے شکار کے جائین نیران نے کہا بہت مناسب ہے بدیع الزمان بھی سوار ہوئے اُمیّہ کو ساتھ لیکر چلے مگر ملکہ یاقوت پری شکار کھیلتی ہوئی قریب ایک پہاڑ کے ہو کہیں و کیا دیکھا درۂ کوہ کھلا ہوا ایک چشمہ بھی آئی ملکہ پشت مرکب سے اُتر کر قریب درۂ کوہ آئیں یکایک درۂ کوہ سے ایک غبار بلند ہوا ملکہ اُس غبار مین غائب ہو گئیں ساتھ کی پریزادیں دوڑین ملکہ کو جب نہ پایا روتی پیٹتی طرف بادشاہ کے چلیں راہ مین بدیع الزمان ملے کنیزوں نے سب حال بیان کیا یہ سنکر بدیع الزمان بیقرار ہو گئے کہا وہ مقام ہمکو بتاؤ پریزادیں ساتھ ہوئین قریب درۂ کوہ کے گئے دیکھا درے میں سناٹا ہے اُمیّہ نے عرض کی یہی شہریار مقام طلسم معلوم ہوتا ہے تب کو عبادت کیجیے جو کچھ ہدایت ہو وہ کیجیے بدیع الزمان نے نہ مانا فرمایا تم باہر ٹھہرو مین اندر جا کر دیکھوں کہ اسمین کیا شئے ہے یہ کہکے بڑھے جب پاس درۂ کوہ کے آئے دور سے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہیں ہاتھوں سے سعی کر رہے ہیں کہ اے شخص اِدھر نہ آنا بدیع الزمان کب سنتے ہیں آگے بڑھے ایک شخص اُن میں سے اُٹھا اسے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ اے محافظان طلسم گلزار سلیمانی یہ آنے والا نہیں مانتا یہ جو کہکر

اُسنے چیخ ماری آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر میں بدیع الزمان کی پڑا لیکر بدیع الزمان کو بلند ہوا بدیع الزماں کی آنکھیں بند ہوگئیں متوحش ہوا سے آنکھ کھل جاتی ہے تو دیکھتے ہیں ایک دیو جھکولیے جاتا ہے چاہتے ہیں اُسکے گریبان میں ہاتھ ڈالوں ہاتھ نہیں اُٹھتا آخر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا اپنے کو ایک باغ میں ہوں لیکن باغ ویران کچھ میں پھولو نکے ہیں چند شخص بیٹھے ہوے گل چینی کر رہے ہیں انمیں سے ایک نے بدیع الزمان سے کہا اے نوجوان تو بھی آ گل چینی کر یہ نفقت کیہان وجہ معاش ہیں تب بدیع الزمان نے کہا کہ ہم مالی ہیں جو گل چینی کریں وہ لوگ خاموش ہو رہے شام کو وہ سب آدمی پھولوں کے لیکر چبوترے پر آکے بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد ایک پریزاد آئی اسنے اُنکو سب سے پھول لیے دو دو روٹیاں اور ایک ایک آبخورہ پانی کا دیا بدیع الزمان نے کہا اے پریزاد ہم بھی تو اسی مقام پر ہیں تو نے ہمکو نہ دیا اُسنے کہا یہ سوکھے سوکھے ہاتھ ہلا کر مفت حرام کا کھانا چاہتے ہو بدیع الزمان نے ایک طمانچہ مارا کہ پریزاد کا سر اُڑ گیا گرتے گرتے لاش سے آواز پیدا ہوئی کہ اے صاحبان طلسم گلزار سلیمانی اس جوان کو لینا دیکھا اسے کئی سو دیوزاد گوشۂ باغ سے پیدا ہوے بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگے کئی دیو مارے تھے کہ ایک دیو سیاہ رو نے آکر حلقہ ہاے کمند مارے بدیع الزمان بندھکر گرے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہوا ہے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اندھیرے میں گھبرا کے دعا مانگ کرنے لگے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک پریزاد نکلی کاسۂ شیر برنج ہاتھ میں ایک ہاتھ میں صراحی پانی کی سامنے بدیع الزمان کے رکھ دیا بدیع الزمان نے کھیر کھائی پانی پیا وہ پریزاد گریہ و زاری کرتی رہی کہا اے جوان میں تیری مددگار ہوں مجھے تیرے حال پر رحم آیا میں تجھکو نکال لیجاؤنگی طلسم سے نکلا میں بھی تیرا ساتھ دونگی بدیع الزمان نے کہا اس طلسم میں قدم آ ہوئے اسکے فتح کیے ہوے جا سکتے ہیں موت لیکر آئی ہو پریزاد رونے لگی کہا اے جوان جس وقت تو نے اُس پریزاد کو باغ میں مارا میں الگ سے دیکھ رہی تھی دل پر میرا زور نہیں اُسوقت سے گرفتار دام زلف ہوئی دل پر قابو نہیں ہے تجھکو لیے چلتی ہوں آمدہ تیرا خیال ہے کنیز ملکۂ آسمان پری سے ہوں اس طلسم میں آکر پھنس گئی یہاں والوں نے مجھے طلسم میں قید دیا قیدیوں کی نگہبان ہوں یہ کہکر کمر میں سے [illegible] عرق ریں ہوئی [illegible] نکالی آگ ایک ہاتھ میں [illegible] بدیع الزمان کو دکھایا کہا یہاں جتنے صورات کو یہاں گردا دیر کی آتی ہے اُنکے پاس لوح طلسم ہے کسی تدبیر سے اُس سے

لوح حاصل کرو اگر لوح پائی فتاحی طلسم میں مصروف ہونا جہاں وقت ہو گا میں بھی آپ کو دیکھا دوں گی اہالی
طلسم تمہارے ساحران عدو ہیں فکر کر لیں گے وعدہ کے دینگے لیکن جو لوح مل جائے تو اس سے ہو گیا۔ رستہ خوبی
سمجھا کر وہ پریزاد باغ میں بدیع الزمان کو چھوڑ کر چلی گئی بدیع الزمان درخت کی آڑ میں چھپ کر بیٹھے جب
لیلی شب نے زلف عنبرین کھولی باغ میں ہر سو روشنی ہوئی ستارے چمکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
چند پریزاد ہیں آگیں انھوں نے آکر چبوترے پر فرش کیا آپ بھی اسی مقام پر بیٹھیں دمبدم طرف آسمان
کے دیکھ رہی ہیں کہ یکایک ایک آندھی چلی دیکھا ایک پریزاد کمسن تخت پر سوار مع چند پریزادوں کے
آکر ہو گئی مسند پر بیٹھی ناچ گانا ہونے لگا اب بدیع الزمان حیران کہ میں اسکے سامنے کیونکر جاؤں
ایسا نہ ہو سحر کرے ایک صندوقچی رکھی ہو کر در باغ بر پڑا ہوا چند پریزادیں دوڑی ہوئی آئیں کہا حضور دیو
سیماب خبر لایا گیا کہ آپ اس باغ میں ہیں آپ کی تلاش میں آیا ہے کسی سو پریزادوں کو مانعلا ملکہ گھبرا گئیں اپنے
مقام سے اٹھیں چاہتی ہیں کہ صندوقچی کو اٹھائیں دیو سیماب سامنے آ ہو کہا دو چار پریزادوں نے
چاہا منکر روکیں دیو سیماب نے انکو مارا کسیکو چیر ڈالا کسی پر لات ماردی ملکہ دُردانہ پری مع حواس
ہو کر تخت پر سوار ہو بھاگیں دیو سیماب نے کہا اے دردانہ آج کہاں جاؤ گی وہیں ہو جہاں
تم جاؤ گی آگے تخت ملکہ دُردانہ کا اور عقب میں دیو سیماب چلا لاشے پریزادوں کے پڑے رہ گئے اتنے
بدیع الزمان نے دیکھا صندوقچی رکھی ہے منکر دوڑ کے صندوقچی کو اٹھایا اب جو کھولا ایک برق چمکی
تختی الماس کی اسپر لکھا ہوا لوح طلسم گلزار سلیمانی بدیع الزمان نے لوح کو گلے میں ڈالا کہ وہی
پریزاد آکر بولی کہا اے شہزادہ مبارک ہو لوح طلسمی ہے منت آپ کو ملی سکیں اب تو برائے فتاحی
جائیے میں جا کر کہیں چھپی ہوتی ہوں یہ کہکر پریزاد گئی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا
اے فتاح طلسم دام سیاہ میں عجائبات حسب باغ دردانہ سے لوح حاصل ہوا اسم حاشیہ لوح پڑھنا
اسی باغ میں ایک دریا ظاہر ہو گا اسکو درمیان گرداب کے مالک سحر و در مقام مقصود دیکھا پہنچیگا
بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا آنے کی آواز ہوئی اور ایک دریا بے تھاہ موج مارتا ہوا ظاہر
ہوا بدیع الزمان نے خوف نہیں کیا معلوم ہوا سنا ہے اسکو کسی بلندی سے کود کے حال معلوم
بانون رہیں مقام ہوئے دیکھا ایک صحرا سبزہ زار ہے ایک سحاب سے آواز آئی او طلسم کشا
تجھے کیسے اس مقام پر ہو گیا دیکھا ایک دیو منہ کھولے ہوئے کہ بدیع الزمان تلوار

کھینچکر اُس دیونی پر جا پڑے دیونی نے بڑھکر جنگل مارا بدیع الزمان نے جنگل کو اُسکے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا دیونی کے دو ٹکڑے ہوئے دونوں ٹکڑے تڑپ تڑپ کر دو دیو سال تیار ہوئیں دونوں نے حملہ کیا پھر بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایک کو قتل کرتے ہیں دو نکر تیار ہوتی ہیں تھوڑے عرصے میں کئی سو دیونیاں ایک صورت کی ہر طرف سے بدیع الزمان پر حملے کر رہی ہیں قریب ہو کر وہ اُنکو ٹکڑیں کاٹتے ہیں بھی تلوار کی فرق آتے لگا کر کان میں آواز آئی ای طلسم کشا مقام افسوس ہو کر لوح نہیں دیکھتے بدیع الزمان کو یاد آیا حست کر کے ایک گوشے میں آکے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کر اگر اسطرح دیونیاں جمع ہو جائیں تو حال کر کے دیکھو شاخ نخل پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہو حسب اُسکو کھول کر وار دے اگر قادر انداز مل ہو تو تیر اُسکے حلق میں مارو اگر اور کسی مقام تیر پڑیگا تو سنگ سیاہ ہو جاؤ گے رہائی نہایت مشکل ہوگی بدیع الزمان نے کمان کیانی کا مسے سے اُتاری ناک کے تیر مارا حلق میں طائر کے پرا تو ڑ کر گردن کے مار گذرا لاش طائر کے سے شعلہ ہائے آتش نکلے تمام دیونیاں ملکر خاک سیاہ ہوئیں آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتہ خونخوار نود مار کر اُسکو بدیع الزمان بیٹھے تھے کہ وہی بر زاد کر جو قید خانے سے لائی تھی اُسے آکر مبارکباد دی کہا ای شہریار ایسی غفلت نہ فرمائیے یہ طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر رخصت ہوئی بدیع الزمان نے پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا ایسے کو باغ گلعذاران میں ہو بچاؤ بدیع الزمان حیران کہ باغ گلعذاران کس مقام پر ہی ہر چند لوح میں دیکھے ہیں سوائے اس لفظ کے اور کوئی لفظ مرقوم نہیں پریشان پریشان ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اُسنے آکے جھک کے سلام کیا کہا ای فرزند صاحبقران آپ ہی نے عفریتہ خونخوار کو مارا میں امید وار ہوں کہ میری بھی آرزو حصول ہو اور عرض میری قبول ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بیان کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران ایک مقام ہو کر اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہیں وہاں دیو کیتوس مردار خوار رہتا ہی میری بیٹی سمناک دیونی برائے شکار دشت میں آئی تھی اُسکو بہ جبر پکڑ کر لیگیا باغ گلعذاران میں لیجا کر رکھا ہی اب امید وار ہوں کہ حضور تشریف لیچلیں آپ کشندہ عفریت کے فرزند ہیں آپ کیتوس پر غالب آئینگے بدیع الزمان خوش ہو گئے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے محراب دیو کہتے ہیں سالار ہاں آسمان پری سے ہوں بدیع الزمان نے کہا ای محراب مجھے باغ گلعذاران میں لے چل دیو

محراب نے بدیع الزماں کو کاندھے پر سوار کیا لیکر بلند ہوا بعد عرصہ دراز کے طرف زمیں کے چلا بدیع الزماں کے دماغ میں بوے خوش آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا باغ نہایت سر سبز و شاداب اور گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہرے بوقلموں نہریں پانی سے بھری ہوئیں آب صاف و شفاف ایک جانب دیوار دمسر بہے ہیں داریں کا دھوں یرزاغ ہول ہاتھ میں ٹہلتے پھرتے ہیں محراب نے کہا اے شہریار میں آپ کو ایک گوشے میں اتارتا ہوں دیو کیتوس آئیگا سو جس حکم لوح کام کیجیے گا تو تیئیں اگر محراب نے بدیع الزماں کو اتارا آپ علیحدہ ہوا بدیع الزماں گوشے میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ آندھی سیاہ چلی دیکھا تخت ہے ایک دیو سوار چالیس فرہ دیو تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوے لاکر زمین پر رکھا یا وہ دیو بیٹھا ہوا کہو رہا ابھی ملکہ عالم میں آئیں بدیع الزماں حسب لوح دیکھتے ہیں لوح میں کرتی ہو کر ابھی دخل دو بدیع الزماں ٹھہر جاتے ہیں تھوڑے عرصے کے بعد ایک آندھی سیاہ اٹھی آگ آسمان سے برسنے لگی پھول برسے بعد اسکے ایک تخت پر دیکھا ایک دیونی ساحرہ سوار کنیزیں گھیرے ہوے زمین پر آکر پہونچی تخت رکھا گیا کیتوس مردار خوار اپنے مقام سے اٹھا اس دیونی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا لا کے مسند پر بٹھالیا پوچھا آج دیر کیوں لگی دیونی نے کہا اے کیتوس کیا کروں جب ارادہ کرتی تھی کہ جاؤں دل دھڑکتا تھا تونے سنا طلسم کشا آگیا ہے اور طلسم کشا آدم زاد بھی ہے یہ سنکر کیتوس ہنسا کہا اے ملکہ گلعذاران جادوگر لشکر آدم زاد اں سامنے آوے تو سیکڑے لگاؤں طلسم کشا کی کیا مجال ہے کہ منہ تک آسکے تو زور شور کے کھا جاؤں گلعذاران دیونی ساحرہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اے کیتوس یہ خیال نہ کر وہ طلسم کشا فرزند حمزہ عرب ہے جسے دیو عفریت کو مارا لیسران حمزہ دلکش ہیں بدیع الزماں نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اب رات کم باقی ہو جائیگی گلعذاران و کیتوس دونوں قتل ہوں یہاں عاشق و معشوق شراب پی رہے ہیں کہ باغ سے آواز آئی با صداے کا فراں بھاوا دم بابکاران چو دما نعرہ بدیع الزماں

بدیع الزماں نام کرد روز کیں کز سر فتنہ با سحر نام شد	تو ائے کشم آسماں برزمیں ز تیغم بسا کفر اسلام شد

نعرہ بدیع الزماں سے کیتوس وگلعذاران نعرہ لگانے کیتوس آواز دی لیسر حمزہ کو لیجا چالیس ہزار تہ دیواں گرد بدیع الزماں کے آگئے چہار طرف سے حرب لڑنے لگے اب یہ پیچ ہیں اُن دیو زادوں کے نرغے ہیں جا بجا ہیں کہ لڑتا ہوا قریب کیتوس

ور گلعذاران سہو چون دیو نہیں جانے دیتے دونی سحر کر رہی ہو آگ برسادی کبھی پانی برسادیا
بدیع الزمان لوح جمکاتے ہین دیو راد بھاگتے ہیں جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر جنگ مین
تلوار چلی گریبان سحر چاک ہوا بدیع الزمان نے دیکھا جبد دیو مارے گئے نا حق ملغظر کر رہے ہین
بدیع الزمان نے برنگ دستار ہو کر دعا کی کہ اے رب کارساز روائی حاکم بے نیاز ہمکو سکا تم سے کیا لیے نظم

[illegible]	اے خدا مشکل از شب مشکل کشا طلب فائز کسد بسرل مقصد ترا طلب فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ ای سعد مدگی کن و شاہنشہی نکو آہ سلطوب گرچہ دور بیا شد رہا مگر	[illegible]	حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب باشد اگر بہ راہ خدا رہنما طلب ہرگز وفائے عہد ز ہر بے وفا طلب اے خاکسار خاک سے کیمیا طلب بہر وصول شرط بہو ہندیا طلب

ملک کرحو بدیع الزمان نے دعا کی قضاے کار نقابدار سرخ پوش حو ہوا خواہ بدیع الزمان
پردۂ قاف میں ہو وہ آواہا جاتا ہے اُسنے جو دیکھا کہ بدیع الزمان شیر انلاد بے میں میں سے
نقابدار نے نعرہ کیا آقاے نامدار مین آ پہونچا بارہ ہزار نرہ دیوان سے آکر گرا وہ شمشیر زنی کی کر
ہر طرف سے صداے آست و آکرس بلند ہوئی اتنی مہلت جو بدیع الزمان نے پائی ترتے بڑتے
سامنے کیوس کے ہو بچے کیوس نے دارا بدیع الزمان نے حالی دیکھا تھا کہ کیوس
کے دو ٹکڑے ہوئے گلعذاران دیوی نے گریبان پھاڑ ڈالا وہ سحر کیا کہ نقابدار گھوڑے سے
گرا ساتھ والے تصویر ہو کر رہ گئے ہاتھ شمشیر زنی سے رہ کے حیران حیران مثل آئینہ نگران ہیں
بدیع الزمان نے بڑھکر لوح جمکائی نقابدار کو سنبھالا کہا اے شیر بیشۂ جرأت خوب وقت پر آئے
ہوشیار ہو نقابدار پھر گھوڑے پر سوار ہوا پھر لڑائی میں مصروف ہوا ساتھ والے بھی لڑنے لگے
گلعذاران نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ نکل جاؤن پھر بدلہ طلسم کشا سے لونگی غلطک مار کر
پر پرواز پیدا کیے قصد کیا کہ بلند ہو کر نکلون بدیع الزمان نے تیر مارا کہ ساحرہ کے سینے پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا دیوی گری جسم سے اُسکے شعلہاے آتش نکلے دیو زاد جلنے لگے جا بجا
ہوے آوازآئی کشتی مرا نام میں گلعذاران جادو بو واے ناہ میں سنّاٹا ہوا نقابدار نے
آکر بدیع الزمان کو سلام کیا عرض کی تھوڑے عرصے کے بعد آیک قاف میں آیا ہوا بدیع الزمان

نے فرمایا طلسم میں یاقوت پری بہت پریشان جنی قید ہو گئی ہے اُسکی رہائی کو آیا ہوں کر دیو محراب بھی آیا کہا اے شہریار اب آپ کو مقام ہستی تک پہونچاؤں لقا بدار کھڑا بدیع الزمان سے باتیں کر رہا ہے کہ آسمان سے لقا بدار یاقوت پوش طرحدار قاسم حاکم تھا مارچ میں جو بدیع الزمان کو دیکھا ملکہ آواز دی اے زمرد پوش تو اپنے آقا سے باتیں کر رہا ہے یہ کہکے گرا اس جلدی میں ہاتھ مارا کہ زمرد پوش کا سر زخمی ہوا محراب پر مانجرا محراب کو قتل کیا کہا اے پسر حمزہ یہ مددگار تیرا جو ہوگا قاف میں عمر بھر سرگردان رہیگا زمرد پوش تو زخمی ہو کر نکلگیا بدیع الزمان اکیلے رہگئے یاقوت سی سا لگا یہ کہگیا کہ آپ اسی مقام پر رہیے بدیع الزمان نے جو لاشہ محراب کا دیکھا پریشان ہوئے کہ اگر یہ ما ہبر زندہ ہوتا مقام ہستی تک پہونچا دیتا لوح کو دیکھا لوح میں یہ مضمون نکلا کہ سوائے محراب کے اور کوئی مقام ہستی تک نہیں لیجا سکتا اب بدیع الزمان حیران ہیں کہ کیا کروں لوح میں یہ حکم نکلا ہے محراب مارا گیا اب کیا تدبیر کروں پھر لوح کو دیکھا یہ مضمون نکلا کہ سوائے دیو کے کوئی مقام ہستی تک نہیں ہو سکتا بدیع الزمان سرنگوں کھڑے ہیں لاشہ کیتوس و گلعذار ان پڑا ہوا ہے کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی کوئی بلک بلک کر کہہ رہا ہے کہ اے برادر مجھکو کسے مارا اگر تیرے قاتل کو پاؤں ہڈیاں چبا کر کھا جاؤں دیکھا بدیع الزمان نے ایک دیو لاش پر کیتوس کی آکر گرا ہائے بھائی کہکر رونے لگا یہی کہ رہا ہے کہ قاتل کو تیرے کیونکر پاؤں بدیع الزمان سامنے آئے آواز دی اے بے حیا میں قاتل کیتوس دیو نے کہا میں دیو فیل سر یہ کہکے اس دیو نے دوڑ کر ایک گھونسا مارا سطور ہوا گولی بنا کو کھا جاؤں بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈالا فیل سر پشت پڑا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے اٹھا کر مارا کہ دیو چاروں شانے چت گرا بدیع الزمان کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ خدمت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے فیل سر نے کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے بدیع الزمان نے کہا فرزند صاحبقران کشندۂ عفریت و سمندوں فیل سر نے سر قدموں پر گرا کہا شکر ہے کہ آپ کے قدموں تک پہونچا فرمایا مجھکو مقام ہستی تک تو پہونچا دے گا وہ مقام کتنی دور ہے فیل سر نے عرض کی کہ اگر انسان جانیکا ارادہ کرے دو سو برس میں پہونچے میں میرے دن آپ کو پہونچا دونگا بدیع الزمان کاندھے پر فیل سر کے سوار ہوئے فیل سر بدیع الزمان کو لیکر چلا اور ریگستان دشت کے مانند ہو گیا ایک دن اور ایک شب

فیل سر نے ایک پہاڑ دکھائی دیا کہ نہایت ویران ہو رہے تھے نخل ہر طرف جانور پھر رہے ہیں اُس پہاڑ
پر لا کر فیل سر نے بدیع الزمان کو اُتارا بدیع الزمان نے کہا ای فیل سر اس مقام پر کون رہتا ہے تو کہا
بالکل ویران ہے غرض کی علام نہیں جانتا مقام ہستی اسکو کہتے ہیں بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا
حکم نکلا کو تے ہیں شیکر اسم حاشیہ لوح وردِ زبان کر و قدرت پروردگار کا تماشہ ظاہر ہو گا بدیع الزمان
نے شیکر اسم مذکور پڑھا پڑھکر جو دم کیا ایک آندھی سیاہ چلی اب جو آندھی ہر طرف ہوئی دیکھا صحرا
سرسبز ہو گیا اور نہایت خوشنما سبزہ زار ہرا بھرا ہوا سبحان قدرت معبود ظاہر ہوا دم بھر میں تمام
صحرا سرسبز ہو گیا دوبارہ جو اسم پڑھکر دم کیا دیکھا کہ پھر آندھی چلی جب آندھی دفع ہوئی دیکھا
ست سی پریاں مہ جبیں کہ بارگاہ نیکر آئیں اُس بارگاہ کو استادہ کیا دست بستہ کھڑی ہوئیں سامنے
جو بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا پھر ہوا چلی بعد تھوڑی دیر کے ایک تخت پر ایک نازنین نہایت
حسین گرد کنیزاں ماہ پیکر عارض رشک قمر بارگاہ میں سمر آکر ہو چکی داخل بارگاہ ہوئی پھر تو
بدیع الزمان نے اس معاملات کو دیکھکر چاہا اپنے مقام سے اُٹھوں کہ ایک نازنین آئی مرائے
تعظیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی آپ کو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہیں بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا
حکم سے آگاہ ہو کر ساتھ اُس نازنین کے بارگاہ میں آئے دیکھا وہ نازنین اپنے مقام سے سامنے
استقبال اُٹھی جھک کر سلام کیا گورے گورے ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا کہ آئیے بدیع الزمان ساتھ
اُسکے بارگاہ میں آئے مسند پر بیٹھے نازنین نے کہا ای شہریار میری جانثاری آپ پر ثابت ہوئی
یا لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ پر ثابت ہو جائے بدیع الزمان نے چاہا لوح کو نکالوں ملاحظہ کروں
اُس نازنین نے کہا ذرا تامل کیجیے میرے بزرگ کا ہن تھے اُنھوں نے حکم لگایا ہو کہ اس طلسم کو فرزند
صاحبقران فتح کریگے اور ہمارے خاندان کی دختر کے عقد میں ہو گی پھر آپ کو بادشاہ طلسم
ہو کیا دگی ورنہ بڑی کوشش کرنا ہو گی بادشاہ طلسم کا ملنا دشوار ہے رسول ڈھونڈھیے گا بادشاہ کو
ہمانیے کا میں ساتھ اپنے لیکر چلونگی بس اب لوح کو ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ ای طلسم کشا یہ ملکہ گلپوش تمھاری خیر خواہ ہے اسکے ساتھ دربار شاہ طلسم میں جاؤ نہایت
تکلف سے بادشاہ بردست مدار ہو گے بدیع الزمان نے کہا ای گلپوش مجھے اپنے ساتھ دربار
شاہ طلسم میں لے چل گلپوش نے کہا تخت پر سوار ہو جیے بدیع الزمان تخت پر سوار ہوئے کنیزوں نے

تخت اُٹھایا لیکر چلیں ایک باغ مین لاکر اُتارا کر یکایک باغ مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار ترہ دیو آئے سے پکارتے ہوئے او گلپوش تو شاہ کی کیون دشمن ہوئی طلسم کشا کو لیکر چلی ہم تمکو قتل کرینگے اتبو بدیع الزمان لڑنے لگے ایک طرف ہٹکے لوح کو دیکھا تو لکھا پایا غول میں دیو اشکال جسکے ہاتھ مین زاغ نول ہے اُسکو قتل کرو سب دیو بھاگ جائینگے بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب اشکال کے پہونچے اشکال نے زاغ نول مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کر دیو اشکال کے دو ٹکڑے ہوئے اشکال مرکر گرا آواز آئی او گلپوش ہوشیار رہ جا گلپوش یہ صدا سنکر دوڑی کہ عقب مین بدیع الزمان کے جا کر چھپے کہ ایک شعلہ بھڑک کر گرا گلپوش نے ایک چیخ ماری یہ سُنکر بدیع الزمان دوڑے جبتک قریب ہو سکین اتنے عرصے مین لاشہ اشکال کا جلا وہ نار مین بھی جلکر خاک ہوئی بدیع الزمان کو نہایت افسوس ہوا بعد مارے جانے اُس نازنین کے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر گلپوش قتل ہو تو سامنے کُحل نرگس ہو اسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیڑ و نقب کی راہ سے دربار شاہ طلسم مین ہو جاؤگے بدیع الزمان نے کحل کو اکھیڑا وہیں نقب یکتہ ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوئے عرصہ دراز تک نقب میں راستہ چلے اب جو سر نکالا دیکھا گلزار جادو تخت پر بیٹھی ہو دربار جما ہوا ہزارہا دیونا دیکھے ہیں بدیع الزمان نے سر نکلتے ہی نعرہ کیا

نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمان یل شیردل	بسم قاتل کافرانِ جہان	بہال گلستان صاحبقران
درازی سد آن کا فریۂ دغا	کہ سہاب و رستم ربینم حمل	زنگ تاب گشم چو جنگ آدا
یل صفت سکس نامور پہلوان	علم تیغ دربا نحر شد بہ جنگ	شگفتہ حیران چو آئینہ ونگ
	بدیع الزمان ابن صاحبقران	گلزار جادو تہمت سے اُٹھی

کہا ارے طلسم کشا کو مار لو سحر کرنے لگی آگ برسائی تلوار بن گرائیں بدیع الزمان لوح چمکا رہے ہین ہزارہا ترہ دیو حربے لیکر بدیع الزمان پر گرے جاتے ہین قتل کریں بدیع الزمان حیران جنگ کر رہے ہیں گلزار جادو نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا گلزار جادو نے سر آگے کر دیا تلوار سر پر پڑی دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس ساحرہ کے اسطح کا اندھیرا ہو گیا کہ کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑے عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا لاشہ کوئی نہیں معلوم ہوتا بدیع الزمان حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا

لوح کو گھرا کے دیکھا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم گلزار جادو مسعدہ کرکے نکل گئی اب اُسکو تلاش کرو مقتل
گلزار نہ تھا یہ ہوگی ہر اطرف سے منور رہا ہو گئے بدیع الزمان نے ہر چند دیکھا کچھ اور نوشتہ پایا حیران
حیران اُس قصر سے نکلے ایک سمت کا چلا پھرے قریب ایک سائڈ کے یہ کچھ اُسکے دامنے میں
بیٹھے دعا کو ہاتھ اُٹھائے کہ ای کریم و رحیم گلزار جادو کا مقام ملے کہ اسکو قتل کروں اور طلسم سے
فراغت پاؤں لشکر والوں سے جا کر ملوں سرفراز ہو کر دعا جو کی کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی کوئی
مرد بزرگ بفصاحت تسبیح پڑھ رہا ہی بدیع الزمان اُس آواز پر متوجہ ہوئے گھاٹیاں طے کر کے
پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرہ پتھر کا سا ہی ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے تسبیح خوانی کر رہے ہیں بدیع الزمان
نے بڑھکر سلام کیا اُس مرد بزرگ نے آواز دی ای فرزند صاحبقران ای فاتح طلسم گلزار سلیمانی ہم
کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اس خلق سے بدیع الزمان سے بات کی کہ بدیع الزمان
خوش ہو گئے سلام کر کے قریب مرد بزرگ کے بیٹھے کہا آپ اس تنہائی کے مقام میں تشریف رکھتے
ہیں جہان انسان کا نام نہیں ایسے مقام پر آب و خورش کیونکر ہو سکتا ہو ہر امر کی تکلیف ہوتی ہوگی
اُس مرد بزرگ نے کہا ای فرزند رشید صاحبقران وہ رزاق مطلق کارساز مرجع ہو اُسیر تکیہ کر کے
یہاں بیٹھے ہیں سب چیزیں لطف سے بہم ہو گئی ہیں آج شب کو تشریف رکھیے اس امر کو بھی دیکھ لیجیے
کہ کیونکر بہم ہو سکتا ہو بدیع الزمان بفرحت اُس مقام پر بیٹھے شام کو بیٹھ کے دیکھا پہلو سے
سجادہ پر دستر خوان رکھا ہو گرم گرم دھواں نکل رہا ہو اُس مرد بزرگ نے کھولا دو قاب میں مرغ ملاؤ
کی دیکھیں کہا لو بابا ایک میرے واسطے اور ایک مہمان کا حصہ بدیع الزمان نے جو اُس پلاؤ
کو نوش کیا تمام دنیا کی نعمت کا اُسمیں مزہ تھا جس چیز کا اُسمیں مزہ تصور کرتے ہیں اُسی چیز کی لذت
ملتی ہو جب شکم سیر ہو کے کھا چکے کھانے سے فارغ ہو اُسیطرح معمور پایا ایک طرف دیکھا کوزہ آب
رکھا ہو پانی پیا برف سے زیادہ سرد شب کو بدیع الزمان اُسی مقام پر رہے وہ مرد بزرگ
تسبیح خوانی کر رہا ہو بعد نماز سحر پھر اسیطرح کھانا آیا بدیع الزمان نے پھر ما حضر نوش کیا
بدیع الزمان نے مرد بزرگ سے پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا ہو اُنہوں نے کہا ابرار عبادت گزار
مجھکو کہتے ہیں کئی سو برس ہوئے اس مقام پر عبادت کرتے ہوئے آج آٹھواں دن ہو کہ بزرگ
دین نے فرمایا فرزند صاحبقران تلاش میں گلزار کے سرگرداں ہیں تم نشانی ماد ؛ س

امیدون سے انتظار مین تھا لیکن آپ کا آنا بعد آٹھ دن کے ہوا ایک شو میرے پاس ہے آپ کا گذر جس مقام سخت پر ہوگا وہان اس فقیر کو یاد فرمانا یہ فرما کر جانماز سے ایک نقش جو تختی پر کندہ تھا نکال کر کہا اسکو بازو پر باندھیے اور پہاڑ سے اُتر کے اسم حاشیہ لوح دو زبان کیجیے سامنے آپ کو شہر عظیم الشان معلوم ہوگا وہی قلعہ طلسم ہے اگر آپ نے اپنے کو با احتیاط دارالامارہ مین پہونچایا تو گلزار مہابیر اکے آپ قائل ہین اُسی مقام پر جو جو آپ کو تلاش ہے سب کچھ دستیاب ہوگا اور اس مین فقیر کے پہ نا تیرے کر جب ساحرون نے آپ سے مقابلہ پڑے تصور مین یہ نقش مثل نگاہ رہے کسی کا سحر آپ پر نا تیر نہ کریگا اسکی حفاظت رہے بدیع الزمان ابرار عبادت گذار سے رخصت ہوے جب زیر کوہ آئے پہاڑ نظروں سے غائب ہوگیا اور حیرت بدیع الزمان کی زمین لوح طلسمی کو گلے سے اُتار اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کیا ایک غبار بلند ہوا ہوا نے غبار کو ہٹایا دیکھا سامنے ایک شہر عظیم الشان ہے پھاٹک کھلا ہوا کاہ فروش ہیر مرد دش گٹھے لیے شہر میں جاتے ہین بدیع الزمان اُٹھے بسم اللہ کہکے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد عالم دلشاد ہر کوچے میں ٹیسولکی سواریان جاتی ہین بدیع الزمان دیکھتے ہوے چوک میں پہونچے دیکھا عمدہ کمرے اُنپر ماہ رخسار مہ جبین ومہ جبینان شہر تکیہ کرسی پر بیٹھی ہین اکثر کمرون پر جا بجا مجرا ہو رہا ہے سیکڑون عاشق کمرون کے نیچے کھڑے ہوے التماس کر رہے ہیں کہ غلامو کو خدمت مین رکھیے ہم بھی پاکر قدمونکو بوسہ دین وہ مغرور حسن وجمال کچھ جواب نہین دیتین جمال بدیع الزمان کو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو چشم غزال چشم سر حنشم قبضہ تلوار قبضے مین سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیر ونکا ترکش مثل دُم طاؤس الماس ہاتھ پر سب ماہ رویان مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئین چلے تو اشارے کرنے لگین پھر ہاتھ جوڑ کر بلانے لگین کہ اے رستم خصال یوسف جمال ہمارے پاس آؤ ہم مشتاق دیدار تھے ہماری خوش نصیبی کہ تم جلوے یہان ہو گیا اب بے پروائی بہتر نہیں جب بدیع الزمان نے ان باتونکا جواب نہ دیا تو پکارنے لگین کہ اے مغرور حسن کہانتک غرور کریگا بدیع الزمان نے لوح پر نگاہ ڈالی ملاحظت لکھی کہ اے طلسم کشا یہ عجائب طلسم ہے انپر توجہ نہ کرو اپنے کو دارالامارۂ شاہی تک پہونچاؤ دل ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا بدیع الزمان چلے شہر میں ہڑ ہو کر طلسم کشا آگیا بدیع الزمان یہ آوازیں سنتے ہوے قریب دارالامارۂ شاہی کے پہونچے دیکھا سات ہزار ملازم جمع ہوے

کھڑے ہیں گھوڑا ہاتھی مالکی جا بجا سواریاں سرداروں کی موجوں میں پردہ زر سوزی کھنچا ہوا ہر قرق زنجیر
سنہری لگی ہوئی ہر ایک جوان درگہ سالار قوی تن توی مس تمغۂ رہیبے لیے ٹہل رہا ہے جب بدیع الزمان
قریب ہوئے نگل ہوں نے سلام کیا بدیع الزمان سلام لیکر قریب درگہ سالار کے ہوئے فرمایا ابی ملکہ
سے عرض کرو کہ ایک جوان آپ کی ملاقات کو آیا ہے درگہ سالار اندر چلا بدیع الزمان اُسکے پیچھے داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ تخت زرنشیں ہے دنگل و کرسیوں پر سردار بیٹھے ہیں درگہ
سالار نے جا کر عرض کی ایک جوان دروازے پر آیا ہوا ہے سدوار بار یابی ہو کر بدیع الزمان نے
بہیبت و جلالت آواز دی سلام میرا اگر میسر ہو کہ جو سر دن رگا رکھا ہے ایک جاتا ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو
نے آواز دی اے طلسم کشا کیوں مر آگیا یہ مقام وہ ہو کر ہوا کا گذر ہونا دشوار ہو لیا اس شخص کو زندہ
سب کچے چہار جانب سے تلوار کھینچکر سردار اُٹھے بدیع الزمان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی گلزار جادو نے
اُٹھکر سحر کیے کہ زمیں کو جنبش ہوئی بدیع الزمان کا پاؤں نہیں جنبا بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا
جنبش زمین کی موقوف ہوئی جب لوح کو چمکایا سردار قتل ہوتے ہیں گراں ملکہ ہکو طلسم کشا نہیں سوجھتا
آنکھوں سے نہیں معلوم ہوتا بدیع الزمان اُنکو قتل کرتے ہوئے قریب تخت کے ہوئے گلزار جادو
تڑپ کے مسند ہوئی بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا ایک برق تڑپ کر آسمان سے گری گلزار جادو
کے دو ٹکڑے ہوئے سردار جلنے لگے ایک دھماکا ہوا کہ زمیں کانپنے لگی گھڑی بھر کامل اندھیرا رہا بعد
عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام میں گلزار ساحرہ مادر ساہ طلسم گلزار سلیمانی تو دہ عرصے کے
بعد دیکھا قلعہ وغیرہ غائب ایک قصر میں اپنے کو پایا ایک مکان سے کراہنے کی آواز آتی ہے
بدیع الزمان نے جا کر قفل کاٹا اندر قصر کے ہوئے دیکھا کئی سو جوان مسلسل و مطوق بیٹھے افسوس
کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے آج کیا معرکہ ہے کہ ساران سیاہ ہمارے گرد سے غائب ہوئے کہ بدیع الزمان
بھوکے سگ قید سے رہا کیا اُن سب سے پوچھا اور کوئی بھی قیدی یہاں ہے یہ لوگ سب گھبرا گئے کہا اے
شہریار رہا کار بطلسمی یہی مقام کہلاتا ہے لیکن کئی دن سے پہلو میں جو قصر ہے اُسمیں سے رونیکی آواز آتی
ہے کوئی ملک کے پکارتا ہے افسوس اُس شہر کو ہماری حرکوں سنائے کہ ہماری مدد کو آتے ہیں کو اس مصیبت سے
چھڑاتے بدیع الزمان نے اُس قصر کو کھلوا دیکھا قصر میں ایک قفس لٹکا ہے اسمیں یاقوت پری ہو بیٹی الماس
نے صندلی لگا کر قفس کو اتارا یاقوت پری کو بہوش پایا قفس سے نکالا حال دیکھکر آگے ہوئے

اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک جب عارض یاقوت پری کے گرے آنکھ کھولکر بدیع الزماں کو
دیکھا رعیل اٹھ بیٹھیں پوچھا اے شہریار آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ بدیع الزمان نے کہا طلسم گلزار سلیمانی
فتح کیا تب تم تک پہونچے ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آیا کہیاں ہاتھ میں کہا اے شہریار امانت
آپ کی غلام کے قبضے میں ہے اسکو لیجئے کوٹھے کھولے گئی سے دیو بھی قید تھے انکو بھی قید سے چھڑایا گئی ہے
صندوق اسباب کے نکلے دیوزادے نکے سر پر لدوائے اول شہر میں یاقوت پری کے آئے اور
نیران جنی بصدق دل مسلمان ہوا یاقوت پری کو ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان
نے کہا ابھی مقدمہ طلسم ہفت پیکر باقی ہے اگر زندہ رہے تو آکر شادی کرینگے ناموس ہمارا اسی مقام
پر رہے ست سامان نیران جنی کو دیا اُمیہ کو بھی ساتھ لیا سلاح طلسمی اُمیہ کو سہایا تخت پر سوار ہوے
دیوزاد اسباب لیے ہوے ساتھ ہیں نگارگاہ سلیمانی سے گذرتے ہوے جبل طلی تک ہو پہنچے
اُمیہ نے کہا آج اسی مار رہیے کل دریا ین ہو جائیگا بدیع الزمان اسی مقام پر اُترے
بارگاہ استادہ ہوئی رات کو پلنگ پر آکے لیٹے اُمیہ قریب ہے باتیں اُمیہ سے طلسم کی کر رہے ہیں
نقش عبادت گزار کا حال اُمیہ سے بیان کیا کہا وہ میرے بازو پر ہے انشاء اللہ سر طلسم ہفت پیکر میں
کام آئیگا اُمیہ خوشی کر رہا ہے کہتا ہوا اے شہسوار یہ تحفہ خوب ملا اس طلسم سے مراد حاصل ہوئی کہ ایک
ایک آواز کان میں آئی اے فلک کج رفتار وائے گردون غدار کہاں تک کج کر دی کریگا دلکو غم والم سے
بھریگا اس سے تو موت بہتر ہے مدعی نے پریشان کیا بدیع الزمان نے کہا اے اُمیہ کوئی درد رسیدہ
رو رہا ہے اُمیہ نے کہا حضور مقام سرحد قاف ہے کوئی غول وغیرہ رو رہا ہوگا اسیر متوجہ نہ ہو جیے مگر
بدیع الزمان نے نہ مانا اُمیہ کو ساتھ لیکر صدا کے نشان پر چلے جب باہر نکلے صدائے درد آرہی ہے
صدا میں وہ درد ہے کہ آواز سنکر دل بیقرار ہوتا ہے کوئی آدھ کوس راستہ طے کرکے جنگل میں ہوکے دیکھا
سائے میں ایک شجر کے ایک جوان بیٹھا ہوا گریہ و زاری کر رہا ہے کبھی بیتاب ہوکے اٹھ کھڑا ہوا گرد
نخل پھرا پھر لڑکھڑا کر گرا کئی مرتبہ اٹھا مگر اٹھ نہ سکا اسی کم طاقتی پر روتا ہے گردن میں اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا
بدیع الزمان نے حال پر ملال دیکھا دل بیتاب ہو گیا فرمایا کیوں اُمیہ تو اس بیقراری کو
دیکھتا ہے میں معلوم کیا اسکو صدمہ ہو کہ جو اس جنگل میں یوں بیقرار اور ہلاک ہے تیرے اُمیہ نے
عرض کی اے شہریار کوئی تو ایسا صدمہ ہو کہ اسقدر بیتاب ہے بدیع الزمان قریب گئے فرش خاک پر

بیٹھ گئے شانہ پکڑ کے ہلا کہا اے جوان مزاج کیسا ہے کچھ صدا نہ دی جب کئی مرتبہ بدیع الزمان نے
پکار کے کہا اے سردار آنکھیں کھولو منہ سے بولو جواب تو دو ہم تمہارا حال پوچھنے آئے ہیں اُس جوان نے
آنکھ کھولی کہا آپ کون بزرگ ہیں کہ مجھ غریب بیکس کا حال پوچھنے آئے ہیں میں کیا اپنا حال کہوں
بدیع الزمان نے کہا ضرور کہا بڑے بجا تمکو بہت بیتاب پاتے ہیں اُس جوان نے سر اٹھا کے بدیع الزمان
دیکھا پوچھا حضور کا نام کیا ہے بدیع الزمان نے نام اصلی بتایا نام صاحبقران سنکر وجد میں آگیا اپنے
مقام سے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا اے پناہ غریبان دادرس بیکسان آپ سے کہنے کا
لطف ہے آپ کے بزرگوں نے کافروں کو گھس گھس کے مارا ہر ایک کی مشکل میں شریک ہوئے لیکن اب
امیدوار ہوں کہ جو حال عرض کروں اُسکی مراد پاؤں بدیع الزمان نے فرمایا حتی الوسع کوشش کرینگے
وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار مجھے اقلیم تاجدار کہتے ہیں سرا ملیا دہیم زور آور تھا مہابت جری تھا در
ملوسے جبل اعلیٰ میں سرا ملکہ ہو شکار کو وہاں آیا ایک طاؤس پر تیر مارا ساتھ والے ساتھ لیکے گئے
ہیں تڑپتے ہی طاؤس تو غائب ہو گیا غبار بلند ہوا صدائیں ہیبت ناک آنے لگیں بعد تھوڑے
عرصے کے ہمنے دیکھا کہ دہیم گھوڑے پر نہیں ہے مرکب خالی کھڑا ہے ساتھ والے کوتل مرکب
لیکر میرے پاس آئے مجھسے حال بیان کیا میں اُس جنگل میں آیا جس مقام پر کہ وہ طاؤس غائب
ہوا تھا وہاں آکر سب مصاحب جمع ہوئے سب رونے لگے میں بھی پچھاڑیں کھانے لگا اب سے کہ سب
سب روئے تو ایک صدائے ہیبت ناک آئی کہ کیوں یہاں روتے ہو جاؤ ورنہ اُسی بلا میں پھنسوگے
سب لوگ وہاں سے بھاگے میں بیتاب ہو کر یہاں نخل کے سائے میں بیٹھا کہ کبھی تو مطلب حاصل
ہوگا پروردگار نے آپ کو بھیجا یا کرامات فرماتے ہیں جو کیفیت تھی میں نے عرض کی اب
سرکار کو اختیار ہے بدیع الزمان طرف اُمتیہ کے متوجہ ہوئے اُمتیہ نے اشارہ کیا اے شہزادے ایسے
معاملات میں یہ بہتر ہے کہ اپنے لشکر میں اپنے پلٹ چلیے بدیع الزمان نے کہا اے اُمتیہ بعد مرحمت
طلسم ہیبت پیکر درست ہے اگر ہم کسیکی مدد کرینگے خدا ہماری مدد کریگا یہ کہکر اقلیم سے کہا اے اقلیم وہ
مقام کہاں ہے اقلیم بدیع الزمان کو ساتھ لیکر سامنے اُس نخل کے آیا وہاں کچھ نشان نہیں پایا
جاتا نخل موجود ہے طائر بھی وہاں کوئی نہیں کہ اتنے میں بدیع الزمان کے ایک سوار دوڑا ہوا آیا
کہا حضور آپ کے لشکر پر آگ برس رہی ہے ہزار آدمی جلتے بدیع الزمان گھبرا کر پلٹے آکے دیکھا

اُنکی سر لاشے پڑے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہے بدیع الزمان نے گھبرا کر دعا کی کچھ مطلب حاصل
نہوا آخر تعویذ بازو سے کھولا اُسکو جھٹکا یا آواز آئی کشتی مرا نام مس نیران جنی تو دیکھے حواس درست
ہوے اُس ہیبت سے عرض کی ای شہریار معلوم یہ ہوتا ہے کہ جنات دیوزاد کا یہ مقام ہے آپ نے نقش چمکایا
کوئی جن مارا گیا اب آپ کو مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے کہا سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ یاقوت پری
آگر ہو گئی بدیع الزمان کو جو پریشان پایا کہا حضور نہ گھبرائیں یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے قلعہ
جنیان صحرائی کہلاتا ہے کسی جن نے سجدہ کیا ہوگا یہ چند باتیں کرکے یاقوت چلی گئی دوسرے دن
بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے پانچ کوس چلے تھے دیکھا ایک قلعہ نہایت وسیع صنعت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہے بدیع الزمان نے فرمایا ای امتیہ یہی قلعہ جنیان صحرائی ہے میں قلعے
میں جاتا ہوں بدیع الزمان قلعے میں آئے پھرتے پھراتے سیر تماشہ دیکھتے ہوے قریب دارالامارہ شاہی
پہونچے گھوڑے سے اُترے دروازے پر دروغہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ جا کر اپنے بادشاہ سے کہو
کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر صاحبقران تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے دروغہ سالار گیا جا کر
بادشاہ سے کہا بادشاہ گھبرا گیا کہا پسر صاحبقران کو بلا لو بدیع الزمان اندر پہونچے اہل اسلام
کی طرح سلام کیا بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آئیے تشریف لائیے یہ غریب خانہ آپ ہی کا ہے دنگل زر میں
بچھوا دیا بدیع الزمان دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے بھر کر جام بدیع الزمان
کو دیا بدیع الزمان نے جام رکھ دیا بادشاہ نے گھبرا کر کہا کیوں شہریار کیا سبب ہے انکار کا
بدیع الزمان نے کہا اے بادشاہ ایک کار ضروری کو آیا ہوں دہیمہ ورآزما نیا اقلیم تاجدار کا
تمہارے یہاں کوئی اُسکو گرفتار کرے یا ہے اُسکو منگا دو اگر اسکے خلاف کیا میں بدون حصول مطلب
نہ جاؤنگا بادشاہ روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار عالم کی داد کو پہونچیے وہ داد یہ ہے کہ میرا فرزند
بشکل طاؤس صحرا میں نکل بیٹھا تھا دہیمہ زور آزما نے جھٹکا ایسے تیر مارا ایسے مقام پر پڑا کہ وہ
نوبت ہلاکت کو پہونچا استخواں ہے اُسکی صحت کی۔ پر ہو تو میں اُسکو حوالے کردوں بدیع الزمان
نے کہا اُس بیمار جوان کو لاؤ لوگ دوڑتے ہوے گئے اور سامنے بدیع الزمان کے پلنگ لا کر
اُس جوان زخمی کا رکھا تب بدیع الزمان نے دیکھا یہ دیر اُسکے زخم کاری ہے کہ وہ جوان تڑپ رہا ہے
فرمایا سجادہ بچھاؤ سجادہ بچھا کر دعا کی کہ ای کارساز بے یار اسکے زخم کو صحت ہو بدیع الزمان نے

بیقرار ہوکے ماکی نقابدار زرین پوش نے گر ہو کا مرہم سلیمانی دیا وہ مرہم جو لگا زخم بھر گیا فوراً رحم بدمال
بھاگ گئے بدیع الزمان نے بادشاہ سے کہا اب دہیم کو بلا لیے بادشاہ نے دہیم کو بلا یا بدیع الزمان
کے سپرد کیا کہا آپ لے جائیے ہمیں بھی جاح مقرر ہو ہم ہر دستا ہی اس بر لے طلسم حاصل ہوا کر یگے
بدیع الزمان نے قبول کیا دہیم کو لیکر چلے آپ آگے آگے ہیں پیچھے پیچھے دہیم دسا شہر میں پہنچ کر
ہس کر ایک آندھی سیاہ چلی، جب کالی تھم کے دیکھا دہیم غائب ہے آپ سہم ہوئے آمیہ سے
کہا جاکر شاہ سے کہو کہ تمسے تو ہمکو دیا ملازم تمہارے دہیم کو اٹھا لیگئے یہ سنکر بادشاہ دوڑا ہوا آیا
کہا اے شہریار ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کے حکم کے خلاف کریں لیکن اسی پہاڑ پر ایک ساحرہ رہتی
ہو اسکی یہ حرکت ہو دہیم کو وہی لیگئی قسمیں کھا کر جو بیاں کیا بدیع الزمان کو یقین آیا آگے آگے
آپ پیچھے پیچھے آمیہ قریب کوہ ہو پہنچے دیکھا پہاڑ نہایت بلند مرتفع ہے خیال میں گذرا کہ اگر
بدیع الزمان ایسا نہ ہو ملعونہ کچھ منتر پڑھا کرے تعویذ کھولا اسکو چمکایا ایک صدائے مہیب آئی
ایک پنجہ کمر میں آمیہ کی ڈال اٹھا کر آسمان پر لیگیا اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کر تفنگ ہاتھ سے چھوٹا
چاہا دوڑ کر اٹھاؤں ایک پنجہ گرا بدیع الزمان کی آنکھیں بند ہو گئیں نہیں معلوم کتنے عرصے تک
بیہوش رہے اب جو ہوشیار ہوئے تو ایک مکان تنگ و تاریک دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے شام کو ایک زنگن آئی بدیع الزمان کے سامنے دو روٹیاں رکھکر
چلی گئی بدیع الزمان نے غصے میں وہ بھی نہ کھائیں سوکے رہے دوسرے دن وہ زنگن آئی پوچھا
کیوں جوان تونے کھانا کیوں نہیں کھایا بدیع الزمان نے کہا خاک کھائیں روکھی روٹی کیونکر حلق
کہا اے جوان تو بڑا گنہگار ہے ملکہ عالم کا اس سے زیادہ حکم ہے کہ اس جوان کو ایسے صدمے پہونچا کر
تڑپ تڑپ کر جان دے مجھکو رحم آیا میں دو روٹیاں رکھکر چلی گئی آپ نے نہ کھائیں آپ کو اختیار
ہے ورق کا رہو بجا باعث حیرانی ہے اے جوان ہم زیادہ رحم نہیں کر سکتے مگر اپنے جل کا اختیار ہے
یہ کہکے زنگن چلی گئی یہاں گوہر پوش جو ساحرہ یہاں کی حاکم ہے اسکی دختر ہے سلیم یاقوت پوش
زنگن اسکی غلام ہے قید خانے سے جو نکلی سلیم کے سامنے آکر یہی سلیم نے پوچھا کیوں آج رسان
حبشی نے کہا واری جاؤں حضرت صاحبقران بید کا رے میں آکر قید ہوئے ہیں آپ کی والدہ نے
آپ دیوانہ ساحر کیا ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بزرگوں دین کو ستا لیا

مذہب منانا تھا سنگ ہو گئے انکو تکلیف ہوئی تو کر یہ جوان تڑپ تڑپ کر مرے گرواری کی عرض کیا
کیا حسین وجمیل خوش مزاج سر رستم کا ماجرا آج نہایت پریشاں بھار نرگس سے رو رو کر جو بیان کیا
سلیمہ بیتاب ہو گئی کہا آج ہم بھی قید خانے چلینگے قیدی کو دیکھیں گے کس رنگ و ڈھنگ کا ہے
حسن قواں مسلمانوں کا مشہور ہے فرزندان حمزہ سے حسین وجمیل دھاور ہیں یہ بھی جواں اگر ایسا ہو تو
عجب نہیں یہ کہکے زگمن کے ساتھ چلی جب زنداں کا نے میں آئی مدیع الزماں نے جو آج رو رو کر بے
کرا لکل جو ہمیں کھانا شکر دیست ملا ہوا سرنگوں بیٹھے ہیں کہ در وا کھلا کھا آگے آگے
وہی زگمن بدیع الزماں نے نازنین کو دیکھکر سر جھکا لیا سلیمہ کی جو نگاہ بدیع الزماں پر
بیتاب ہو گئی قریب آ گئے بیٹھی زگمن کو جو اشارہ کیا فلاں کام کے واسطے جا وہ جب
شہزادے ہیں آپ کی رہائی کو آئی ہوں دو دن سے آپ نے کھانا نہیں نوش کیا شکوہ
چلئے آپ کو اپنے باغ میں ملواں بھیجر گھر ادھر چھوڑ کر آپ کو لے سکوں بدیع الزماں
کہوں یہ تکلف گوارا کرو سلیمہ نے کہا اول میری ماں نے خط
آپ کو تپ کیا سب اوصاف بیاں کیے کہ فرزند صاحبقران ہیں
آگے میں کامل گل مدسے کے وہ تمسا ساحر ویکے رہبر لکا نسل کرنا
ہوتا یہ مقام پاسخت ہو کر ہم اس مقام پر آ کے قید ہو گئے ورنہ اتنک قریب ملہ مقفت ملر پہنچ جاتے
یہ جو سلیمہ نے سنا آنکھوں میں آنسو بھر آئے سو کر کے قید بدیع الزماں کا ٹی کہ قید خانہ
کرمیں بلجہ دیا ہے از پیش باغ میں لاکر مو کھانا کھایا کھانا بیش کیا بدیع الزماں نے
کا ذکر کیا سلیمہ مطیع اسلام ہوئی کہا ای شہریار میں مستگزاری کو حاضر ہوں لیکن جس کام
کو جی نہ چاہے ملیٹ کے آئی قید خانہ حال دیکھا گھرا گئی چار طرف دری دوڑی پھرتی ہر
کہہ معلوم نہ ہوا یا گھڑی ہوئی سامنے سماسے گوہر پوش کے آئی کہا پیاری کیا عرض کروں
بسر حمزہ کو کھانا نہیں ہو چکا تھا آپ کی صاحبزادی یہ حال سنکر قید خدے میں آئیں
ملکوں کلام کو بھیجا باب قید خانے میں قیدی نہیں ہے یہ سکر سیاہ اٹھا گئی جو اپنے مقام سے
خود کہیں سے کہا صاحبزادی نے بڑا غضب کیا سبحرہ کو کھلا نگئیں رہیں وہ جانے دوں گی

اس شوخ دیدہ کی قضا آئی ہو جہاں ملکہ وہاں تحمل کروگی یہ کہکے پرواز ہیبا کیے تلاش کرتی ہوئی چلی سلیم نے قفس بار و بدیع الزمان کے معہ دیا گیسوؤں کو جمع کرتی ہو حوارت کے صدمے مجھے کبھی آتے جاتے رہے جا ہی ہو مدیع الزمان کو بے کلوں کہ گیسوں سے دھکر حد دی آگ کی اور مہرباں آئی وہیں یہ سنکر سلیم گھبرائی بدیع الزمان کو ایک کمرے میں چھپایا آپ سلیم نے بھی .... ہیمانے گوہر پوش نے آواز دی اوگیسو رسید و تو لے تیدی کو کیا کیا سلیم نے .... دیا ... میں ساتھ ہیمانے ... گر ... مار کو ... کرکے وکھو مارے اگر نکالکے مل شو ... اری قیدی کو اور میں چھپایا ہی سیماکرے ... سلیم نے دھکر روکا کو اس کمرے میں رہائے رو گی آمیدہ آپ کو اختیار ہو ... بیس سحر پڑھنے لگا کی بس حاسین سے مگر گرس ہجمہ گرم ... بدیع الزمان نے کمرے سے دیکھا کہ ہیمانے رہیں ہلا دی سر مرتبہ مٹی سے کبھی .... ایسے مقام سے اٹھتے تھے ہاتھ میں آتش بار و برتلوار کھینچے ہوئے جا پہنچے سیما ... گوہر پوش نے ... دار وی اولیسر حمزہ تو کمرے میں چھپا بیٹھا تھا یہ کہکے ایک گولہ سلیم پر مارا اس شعلے نے سلیم کو گھیر لیا خواصیں ... کرنے ... مگر ... بدیع الزمان یہ حال دیکھکر رہ گئے ... دیکھا ... اس میں ... کو گرمی ... سمجھ دیا جا کا ... بدیع الزمان نے طوق زر ... سیماکے ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا سیمانے کہا او پسر حمزہ ... کیا کرتا ہے بدیع الزمان نے دوسرا جھٹکا مارا سیما ... بر حد عاجتی ... مگر دل ملکی میں بدیع الزمان دیکھ رہے ہیں کہ سیمانے ... سے آتش نے سلیم کو گھیر لیا ہو اور سلیم فریاد کر رہی ہے ملکہ بکارتی ہے ای کریم کار ساز ... ہوئے کو کاٹ دے بدیع الزمان نے تیسرا جھٹکا مارا سیما زمیں پر گری بدیع الزمان نے ایک گھونسہ مارا کہ سر سیما کا پھٹ گیا اندھیرا ہو گیا ... سیاہ ... سنگ باری ... ہوئی آواز آئی کشتی ... مرا نام ... سیمائے گوہر پوش ... سلیم نے رہائی پائی شعلہ آتش پانی ہو کر غائب ہوئے بدیع ہمراہ سلیم کے بارہ دری میں آئے ... آمیتہ عیار بھی ہمارا قید ہو کر ... حد دی فلاں فلاں قید خانے میں سیمانے رکھا تھا ... آمیتہ کو بھی لائے ... جا ... ساتھ ہمارے ... یہاں سے ساتھ ہوئے ملکہ اسلام ہو کر کہا ہم ... دولت ... بدیع الزمان نے سلیم کو

اُن سب کا امر کیا سکو ساتھ لیکر قلعے پر آئے وہیم زور آزما کو اشکے باپ سے ملایا اسی طرح پھر لشکر کو آراستہ کرکے جیسے سلیم اس میں بھی ہوئی اس کے گرد پھرے جبل اعلی کے پار آئے اب مقامات دنیا میں گئے دیکھتے وہ لشکر میں پہونچے قاران وغیرہ کو بڑی خوشی ہوئی بدیع الزمان لشکر میں اُترے صبح کو سب سردار بارگاہ میں آئے اُمتیہ بھی حاضر ہو سلیم بھی مشتاق بیٹھی ہو کہ مددگار روتے ہوئے آئے عرض کی کوئی شاہزادے کو جبر کھٹ سے چھپا لے گیا سب سردار مسلح تھے یہی مقصد ہو کر اگر دریا ہے ؟ تس ہو اُسمین بعد پڑیں لیکن گوہر سحر صاحبقران کو ابن اُمتیہ خدمتگاروں کے ساتھ بارگاہ میں آیا دیکھا سراپردہ چاک ہے اسکا نشان ظاہر ہو کہنے لگا کوئی شخص نقب لگا ہوا تھا میں شب کو اس سبب سے غافل رہا کہ مجھکو یقین کامل تھا کوئی حریف مقابلے میں نہیں کچھ مقام تردد نہیں ہے دوسری جگہ سے یہ معاملہ ہوا آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہیں میں تلاش میں آقائے نامدار کی جاتا ہوں جب تک میں نہ آؤں جان سے لشکر ہٹانا سلیم نے کہا اے اُمتیہ میں بھی چلونگی اُمتیہ نے کہا آپ الگ آئیے میں جاتا ہوں اُمتیہ ہمارے عیاری سے آراستہ ہو کر جا لشکر سلیم سے پرپرواز سیدلیکے اڑتی ہوئی چلی مگر اُمتیہ ہر مقام پر تلاش کرتا ہوا جاتا ہر کہیں مفر نہیں خواب کے والا ایک دن فقیر کی شکل بنکر ایک گاؤں کے بازار میں جیسے تحصیل بازار کو ایک طرف سے بڑھ ہوا اُمتیہ دیکھنے لگا بیچ میں ایک مس کہار زمان ناظر بٹھائے گردش گھیرے ہوئے کئی ہزار جوان ست مرکب پر آتے ہیں اُمتیہ نے لوگوں سے پوچھا یہ کسکی سواری آتی ہے لوگوں نے کہا کہ یاقوت الماس چشم اس قریے کی حاکم صبح کو تفریح نکلی ہے اپنے باغ جاتی ہے اُمتیہ نے بھی پیچھا کیا جب کوس بھر گاؤں سے نکل گئے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر حاجب دربان حاضر ہیں عس جا کر رکھی گئی ایک نازنین شطرح حوالہ سرخ لباس پہنے ہوئے اُتری صاحب کٹہری ہو گئیں کیسریں بہرے پر آئیں اندر سے گانے کی آواز آئی اُمتیہ چاہتا ہے اسے کو اندر بیو کہاؤں یکا یک کیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی محزون روز بصد سوز داخل دشت سفر منصب ہوا اُمتیہ بیٹھا ہوا شب باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا حوض کے باغ کے فرش ہوا اسیر مسند بچھی ہے ایک نازنین گلعذار روش بصد جوش وخروش مسند پر بیٹھی ہو گرمئی گانا سن رہی ہے اُمتیہ دیوار سے اُتر کر درختوں کے جھنڈ میں جا کر جھکر بیٹھا ایک گانا ختم ہوا رجعت

آئی اُسکو ہوش کیا اُسکی شکل تھا سامنے ملکہ یاقوت الماس چشم کے آمانشکر گانے لگا خیال لگا ہوا ہو کر کیسطرح اپنے آقا کو دریافت کروں جان توڑ توڑ کے گارہا ہو محبوب ہنگامہ گرم ہوکر آسمان پر برق بجلی ہوا تھسند جی چلی برق آنکر شق ہوئی ایک تخت اُسپر ایک نازنین گردکیرین تخت آگرا اترا وہ جو نار میں پہلے سے بیٹھی تھی واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا تو کہان سے آئی ہو نرگس شہلا نے کہا ادا یاقوت الماس چشم بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا سہارے ملاقات چلی آئی کہا او اہنیو نرگس شہلا سمی کہو کتنا چہار جانب دیکھتی ہو یاقوت نے کہا تو اسوقت تکو پریشان پاتی ہوں نرگس شہلا نے کہا ہاں ہو اس میں خلل ہو سنڈا یعیکا ہر کل سے کھانا نہیں کھایا یاقوت نے کہا تو اہیر تو کہ باعث رنج وملال کیا ہو مفصل بیان کر دیسے اس بردے میں بیان کیا کہ مفصل حال کھلا کہ آپ کس رنگ میں ہیں کیا دشمنوں کو بیچ ہوگا ہمسے تو ماں کرو جب یاقوت نے دلدہی کرکے پوچھا اور نہایت ذوق وشوق سے کہا کہ ہوا ہمسے پوچھا تم سے کبھی سے دوستی ہو کبھی کوئی بات نہیں چھپائی آج تم چھپاتی ہو اور مفصل نہیں بتاتی ہو میں اپنی جان دونگی جو مفصل نہ بتاؤ گی تو میں آج جلتی ہوں وہ گلی جب یاقوت نے بہت پوچھا نرگس نے اختیار رونے لگی کہا تو کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کروں کیونکر چھپاؤں اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

جاتے تھے صبح رہگئے بیتاب دیکھکر　　طالع ہمارے ہوگئے ترے خواب دیکھکر
پایا جو دشمنوں نے ترے پاس باعتبار　　آنکھیں مجھے دکھاتے ہیں احباب دیکھکر
یہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا　　حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھکر
تو یہ کہاں کدورت باطن کے ہوش تھے　　غش ہوگیا میں رنگ مے ناب دیکھکر
اٹھی یہ غش بھی ترے کوچے سے احد قتل　　ہم رہ پڑے رہیں کو عنا داب دیکھکر
روئے وہ میرے حال پر جیاں کیوں نہوں　　آنکھیں بھی کھل گئیں مرا بیتاب دیکھکر
شوق وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر　　سوجھا فریب مجھے شب مہتاب دیکھکر
ہے نرا تیر عشق وہوس کی جنگ میں　　وہ چھیڑتے پھرتے ہیں مجھے بیتاب دیکھکر
مومن یہ ماں کیا کہ تقاضاے جلوہ ہو　　کافر ہوا ہیں حرم کے آداب دیکھکر

نرگس نے یہ غزل اسطرح پڑھی کہ یاقوت بے اختیار رونے لگی کہا تو کیا سوز وگداز ہے تمھاری

ہاتون مین دل مسلتا ہر پیچ کو گیا سمجہ کر ہو کہا حالت جو تھا دل ہر کر ہر دن باغ مین کھڑی تھی ایک عیار کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا پشتارہ وش آتا ہو جب میرے قریب پہونچا تو جادو رہ اس
ہ ان کے جیسے ہٹ گیا ہوا کیا بیان کرون نکل چک گئی دل بیقرار ہوا ہر چند کہ میرا نام نرگس شہلا ہو مگر ایسی آنکھیں نہین دیکھین اگر دیکھے دیدہ غزال شرما کے نرگس آنکھ نہ ملائے بینائی تختی نور عارض انور سے روشنی کا ظہور سون من مسیحائی شتاب کی رعنائی ہربائی ہاتھ ڈون گل گون بدان گھہرا ہو کو مول ہاتھ سے یہ پیدائی آشکار چہرہ سرشار مست محبت صاحب شوکت ولیاقت سو امین ویکھکر حیران ہو گئی عیار کو مار کر مکھیا پشتارہ اٹھا کر مکان پر لائی جلسہ آراستہ کیا کہ جزون کو تن کیا اس مرد حسن وجمال کو لا کر بٹھایا جب شراب ہم لوگون نے پی اس شخص کو بھی جام پلایا مین نے انکار کیا تا کہ فرحہ پر جاپا کہ شراب لائیں اس صندلی سے شراب سر لی اقرار وصل بھی رکھا آج آٹھ دن سے درمیان ہوں عجائب وغرائب سحر سے بحولی ماہر ہوں مالک سحر ووصل کا اسر ہوئی طاہر ہوا ہر [illegible] کنیزون نے سمجھایا اسے آشنا نہیں مانا اس تعلق سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہر کوئی دم میں ہیں ملتا را دن کو تڑپتی ہوں رات کاٹنا دشوار تری مشکل ہے رات گذرتی ہر آج ایک ہفتہ گذرا اسی حال مرلائی میں ہوں اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا کہا جادوگرن کو دیکھ آئیں میں بھی رہے پاس گھوڑا کی حسن آئی اُمتیہ نے جو معاملہ ساحی رہن کہا ہوا دے مدار کا ذکر ہر گز کچھ کہ ہمس سنکر سر جھکائے بیٹھا ہو کر صاحب عالم نے کہا تو اچھی حقیقت میں تمہارا درد لا دوا ہی کیسکے دلپر گیا اچارہ ہوا اسوقت اُمتیہ بول اٹھا ای ملکۂ عالم مراحوں کی تعریفیں ہو نہیں پہلے سامنا ہوتے ہی راضی کر ادس دوسرے دن آپ جاتا ہیں گئے وہ سر بہ بلا میں ایسا راضی کراد ن کہ کبھی انکار نہ کرے یہ جو اُمتیہ نے بیان کیا نرگس نے کہا تو تمہارا گھر بہ جلو اگر یہ کام تمہارے ہاتھ سے نکلا من تمہر ممنوں احسان رہونگی یاقوت الماس جشم نے کہا اچھا تو اکل ہم اسکو سلام کیے ہیں۔ بو مکشمت اُٹھالو کل سے پھر کوئی پوچھے والا نہیں انکی سمی کار گذاری دیکھو یہ کہکے گانے سے اشارہ کیا ایک جیرا اور گانو اُمتیہ نے اور عل گانی سب اہل محفل تعریفیں کرنے لگے اُمتیہ نے جھک جھک کے سبکو سلام کرنے لگا اہل محفل نے خوب خوب تعریفیں کیں نرگس نے کہا بس کل جلسہ تیار رہیگا ہر شخص کو تمہارا انتظار رہوگا میں مشتاق ہوں

یاقوت نے کہا تو ہم ضرور آئیں گے نرگس شہلا اسی وقت روانہ ہوئی بعد عرصہ دراز ستارۂ سحری
چمکا اس سے پہلے نکلنا باغ تھا گائن کے حوض کا اُبھار دن تمام ہوا وہاں نرگس شہلا نے
جلسہ آراستہ کیا بدیع الزمان کو بلاؤ بلا کرتا ہزادے کو محفل میں بٹھایا ناچ گانا بھی ہوتا ہی
مگر بدیع الزمان کا ایک ہی قول ہے نرگس کہ افسوس دل بہی ہر عرصے میں آنکھیں بدلتی ہی
اور رہاتی ہر بیان یاقوت نے ذومی لعلی کو تخت پر سوار کیا طرف باغ ملکہ نرگس کے جلیس
نرگس انتظار میں تھی کہ یکا یک آسمان پر رخ چمکی دیکھا ملکہ یاقوت الماس چشم تخت پر سوار
مع گائن کے آکر ہو عکس نرگس خوش ہوگئی گائن نے اسے ہی بدیع الزمان کو ایک دوہڑا مارا
کہا واہ رے مردوے اسی منصوبہ پر دعوی جرأت و لیاقت کا جہان آگئے وہاں قید ہو کر بیٹھے ہے
بدیع الزمان نے یہ سنکر منہ پھیر لیا ساہل خجل ہے ملکہ یاقوت کو بٹھایا گائن سے کہا ہفتہ سے دیکھا
مردوے کے مزاج کا کیا رنگ ہے شگفتہ نے کہا میں نے پہلے ہی سمجھ لیا ملکہ نرگس کی خدمتگاری کریگا
نرگس خاموش محفل میں گانا ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد گائن نے عوض کی شراب کا دورہ چلے
نرگس نے کلید میخانے کی گائن کو دی گائن دوڑ کر میخانے میں آئی شراب میں بیہوشی ملائی سب
نوکروں کو تقسیم کی گلاسیاں تیار کر کے محفل میں لائی کھڑی ہو کر پہلے گت ناچی بعد اسکے غزل کو
گانا شروع کیا جام سر پر رکھکر کہا پہلے حضور میں پھر ہم بھی پی لینگے سر پہ جام رکھکر ٹھوکر بیٹھی
ہوئی قریب نرگس کے آئی سر جھکایا کہا اسی معشوق کو سرے شراب ملانا چاہیے نرگس نے دونوں
ہاتھ پھیلائے اور جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گئی اتو گائن نے دورہ باندھا دو گھڑی کے عرصے
میں سکو شراب ملائی ایک جز گائی دو چار بار میں ہوا گا میں نرگس گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی یاقوت جو آنکھیں بھی گریں سکو بیہوش کر کے امتیہ نے سب طرف
نگاہ دوڑائی بدیع الزمان سے پوچھا اگر آپ کو نرگس پر توجہ ہو تو اسکو مسلمان کرنے کی
تدبیر کیجائے ورنہ قتل کیا جائے دونوں شاہزادیاں حلقل ہیں اور دونوں آپ پر مائل ہیں تب
بدیع الزمان نے اشارہ کیا امتیہ نے دونوں کو ستونوں سے باندھا اور دونوں کی ہتھ نال
میں سوزن بھی دے دی ہتی خنجر لیکے کھڑا ہوا دونوں کو ہوشیار کیا اس جو آنکھ کھلی دونوں نے
دیکھا ایک عیار خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہے چاہتا ہے خنجر ماروں نرگس نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں یاقوت

نے کہا ارے یہ کیا ہوا پکار کر امیتہ نے آواز دی میں عیار ہوں شاہزادہ والا قدر کا روز اکے بے فکر کرنا تھا آج یہاں بھی ہو چکا رنگ جما مناسب یہ ہے کہ شاہزادے کی اطاعت کر دکھاؤ ساتھ والیاں سب بیہوش ہیں کوئی تمہارے حال سے آگاہ نہ ہوگا اسلام جو امیتہ نے کہا دونوں نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو ہم اطاعت کرتے ہیں امیتہ نے دونوں کی زبان سے سوزن نکالی دونوں مطیع اسلام ہوئیں نرگس نے اٹھتے ہی اپنی ساتھ والیوں کو ہوشیار کیا جو ابھی وہ مطیع اسلام ہوئی بارہ ہزار جادوگریاں مطیع ہوئیں یاقوت نے کہا میں ایسے ساحروں کو لاؤں لشکر میں آئیں بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باقی اسی مقام پر چھوڑے طلا یاقوت نرگس میں علمداری بدیع الزمان کی ہوئی بدیع الزمان نے دونوں ملکوں سے جو بیس ہزار جادوگر لیے دونوں نازنینان مع حسین کے دو لشکر امرا داہنے بائیں لشکر بدیع الزمان کے یا ہے اک نا ابر یاقوت لکار و سمار مرد نگار دونوں جادوگرنیاں اس میں بھی ہوش اور جو ساحر ساتھ میں وہ سمی رنگ کے ساتھ ہوتے ان وہوم ہے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے منزلیں طے کرتے ہوئے جاتے ہیں ساتویں منزل پر مشہور ہے کہ حاکم طلسم ہفت پیکر میں مقام کریں اسی مقام پر لوس بحریں نام کرنا قاسم کی رہائی ہو اس فکر میں ایک وادی پر خیر میں آکر فروکش ہوئے ملحوظ خاطر حاضرین والا مقام ہے کہ جب تب کو بدیع الزمان فروکش ہوتے ہیں کیسا نرگس و یاقوت کا گر بہرہ ہوا ہے دونوں شاہزادیاں جان آمادہ جانبازی رہتی ہیں اس وادی فرح خیر میں جو لشکر اترا بدیع الزمان شام ہے کھانا وغیرہ کھا کے پلنگ پر سوئے قاسم کے واسطے آج دل بیقرار ہو رہا ہے ایسا سامان ہو کر قاسم رہائی پائے مذہب باطل پرستی سے منہ پھیرے مذہب حق میں داخل ہوا ایسی ایسی باتیں دل سے کھا کے آرام کیا یاقوت و نرگس بالائے تخت بارگاہ بیٹھی ہیں کیسریں دروازے پر کیا محال جو کوئی آنے جائے پائے قضائے کار نمرود جادو اس صحرا کا حاکم اپنے مقام پر اکیلے بیٹھے کہا کوئی ایسا ہو کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لائے کہکشان جادو دایہ اسکی پیر فرتوت ساحرہ لاثانی پیر فلک کی ثانی سامنے نمرود کے آئی کہا میں درود پسر حمزہ کے ساتھ دو شاہزادیاں کامل واکمل سحر میں طاق شہرہ آفاق گمراہی کر رہی ہیں دروازے پر

کنیزین موجود ہیں لیکن کیسر جاتی ہو س پڑتا ہے تو لیکر آتی ہوں کہکشان یہ کہکر ملمد ہوئی قریب لشکر
بدیع الزمان کے پہونچی رمن پر اتری دو نون با نون زمین مین مارے فوراً سحر کاٹتی ہوئی چلی اگلا
بدیع الزمان بن سکی سحر کرنے لگی کہ جھک کر نرگس نے دیکھا کہا ہوا یا قوت قریب پلنگ
شاہزادے کے ایک ساحرہ کھڑی ہو سحر کر رہی ہو یا قوت نے جو دیکھا جل گئی وہیں سے آواز دیکی
او ملعونہ تو کون ہو یہ کہکر تڑپ کے گری مگر کہکشان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے
مار دیے جب نرگس نے دیکھا یا قوت گری اور بیکار ہوئی اسے وہیں سے گولہ مارا دو گولہ
کہکشان پر آنے لگا کہکشان پرانی ساحرہ ہر اَن ہو کر ہی ہر گولہ طرف نرگس کے پلٹا نرگس
نے اپنا گولہ دم کیا اور کڑک کر گری کہکشان نے اُف ہو کی منہ سے دھواں نکلا منہ پر نرگس کے
پڑا نرگس لہرا کر گری ہنگامہ ہوا بدیع الزمان کی آنکھ کھل گئی دیکھا نرگس و یا قوت بیہوش
پڑی ہیں ایک جادوگرنی جاہتی ہی سر کاٹ لوں بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعونہ یہ کیا کرتی ہو
خبردار ابتک نہ مارنا حست کر کے سامنے کہکشان کے بہنچے کہکشان نے ایک گولہ مارا شعلہ ہا سے
آتش نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اب دروازے سے کنیزین وغیرہ بھی آئے لیکن
کہکشان تڑپ کے نکلی مرہ وار بیدا کر کے روانہ ہوئی بدیع الزمان نے نقش جیکایا شعلے
غائب ہوئے نرگس و یا قوت کو اٹھایا اٹھتے ہی ان دونوں نے عرض کی حضور وہ ساحرہ
نکلگئی آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی بدیع الزمان نے کہا حقیقت میں وہ ساحرہ زبردست تھی
نکل گئی خیر میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہکر سوار ہوئے طرف میدان کے چلے اُدھر سے نمرود جو سو کر
اٹھا پوچھ رہا ہی کہ رات کو کہکشان کہاں گئی تھی کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ کہکشان آگرہ ہی
تمام کیفیت بیان کی نمرود نے فرا افسوس کیا کہا کیا کہوں اگر کہکشان تو لے مت کرا کام کرا
تھا لیکن یا قوت و نرگس کو حفاظت کا تھا خیال ہوا اب میدان میں طلکر سمجھونگا یہ کہکے
میدان کارزار میں آیا اُدھر سے بدیع الزمان آئے صبح تمن کہکشان میدان میں آئی
بکار کر آواز دی حسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان نے چاہا کہ نکلوں کہ یا قوت
و نرگس دوڑ پڑیں کہا حضور کنیزوں کے موجود ہوتے آپ میدان میں رہائین ساحرہ کس سال بر
ہی آپ کو بیٹر انے آئی تھی اب میدان میں نکلی ہر یہ کہکر جادو طاؤس بڑھاکر سامنے بدیع الزمان کے

ابھی عرض کی کنیز کو اجازت ملے یاقوت و نرگس نے کہا ای سلیم ہم جاکر مقابلہ کریں سلیم نے دیا ا
قدموں نے بدیع الزمان کے پیٹ گئی عرض کرتی ہو ای شہریار کیسر نے قصد کیا ہو اب اگر یہ جاؤنگی
تو باعث بدنامی ہو یہ کہکے اجازت لی سلیم سامنے کہکشان کے آئی کہکشان نے گورہیکا سلیم
نے گورے کو گہرے پر لیا دو دو سحر آپس میں چلے تھے کہ کہکشان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اڑا
غبار نے سحر سلیم کا خاک میں ملا یا سلیم لہرا کر گری کہکشان نے گرفتار کر لیا پھر ساز طلبی کی
ایک مرتبہ یاقوت نکلی چند ساحر اور بھی چلے تھے کہ کہکشان نے خاک اڑائی یاقوت بیہوش
ہو کر گری نرگس دوڑ پڑی کئی بارگاہیں استادہ تھیں نمرود جادو تخت پر سوار دیکھ رہا ہی کر
کہکشان نے جو نرگس کو آتے ہوئے دیکھا وہی حرکت قدیم کی کہ ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور
آواز دی ای خاک بار جادو اس حریف کو لیجا خاک اڑی نرگس گر کر بیہوش ہوئی کہکشان
اٹھا کر الگ ڈالی زبان میں سوزن دی پکار کر آواز دی ای فرقہ عیاران اب کل بیٹھے ہو لوگی
یہاں سے پلٹ جاؤ یہ کہکے طبل اماں بجوا کر پلٹ گئی نمرود ملا ہوا بارگاہ میں آیا کہا کر کہیں
کہکشان بسر حمزہ کو چھوڑ دیا کہکشان نے کہا ای شہنشاہ جب میں قریب بدیع الزمان کے
گئی ہوں نے سحر کیا سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اسوجہ سے تردد ہوا میرے خیال میں یہ ہو کہ سحر کو اور
سخت کرلوں تب جادو گریان حرامی تھیں انکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ لشکر مٹ رہا ایک سحر میں
سب کا خاتمہ کر دونگی یہ تینوں سخت زبردست ہیں اسوجہ سے انکو گرفتار کر لیا اب کل بدیع الزمان
کو ضرور گرفتار کر لونگی مارات کو لاؤنگی بدیع الزمان پریشان بر ستان پلٹے آکر داخل بارگاہ
ہوئے فرماتے ہیں ای امیہ کچھ فکر چاہیے امیہ نے عرض کی غلام فکر میں گیا تھا گرد بارگاہ نمرود
حصار سحر ہو اب مکان پر کہکشان کے جاتا ہوں یہ کہکے امیہ نکلا وہاں نمرود نے طبل جنگی کو
حکم دیا بدیع الزمان کو خبر ہوئی یہاں بھی نقارہ رزمی گرجا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں امیہ بصورت ساحر لشکر میں پھرنے لگا دریافت کیا معلوم ہوا کہ سامنے بارگاہ کہکشان
ہو امیہ ایک خدمتگار ساحر کی شکل بناہوا در بارگاہ کہکشان پر آیا جب اندر گیا کہکشان
نے کہا ای ساحر ذرا میرے پاس آ تو بڑا بے ادب معلوم ہوتا ہی میں تجھکو تعلیم کر دوں
جیسے ہی امیہ قریب آیا کہکشان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نا عیار اب کہاں جائیگا کیس لے

مجھکو بچانا میرا اسم مجھکو بار بار سر دیتا ہی مجھکو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا صاحب تو لشکر میں آیا یہ کہکے ایک کنیز کو آواز دی ارے او نرگس اس عیار کو لیجا جہاں جادوگرنیاں قید ہیں وہاں اسکو بھی قید کر نرگس نے اُمیتہ کا ہاتھ پکڑ لیا لیکر چلی راہ میں اُمیتہ نے کہا ای ملکہ عالم اب ہم لوگوں کے واسطے کیا ہوگا نرگس نے کہا پسر حمزہ گرفتار ہوا اور اسکو قتل کیا نمرود ہمارا بادشاہ فراست مزاج ہو جو کہتا ہی وہی کرتا ہو ان لوگوں کے بارے میں حکم دے چکا ہی جو کہا ہی وہی کریگا اُمیتہ نے کہا ملکہ میں تو غریب ہوں اس شخص کے ساتھ چلا آیا اب میرے بچانے کے لیے تدبیر کیجیے یہ کہکے کچھ جواہر جان نکالیں کہا یہ حاضر ہیں لے لیجیے میری جان بچائیے نرگس سوچی کہ اسکے پاس مال بہت کچھ ہوگا کنارے لائی کہا ای اُمیتہ میں سفارش کرکے تجھے چھڑوا دونگی پسر حمزہ بچیگا اُمیتہ نے کہا اپنی جان بچے آتا خواہ قتل ہوں خواہ بچیں جب جنگل میں آئے تنہائی میں نرگس کو لیکر اُمیتہ باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے ایک ڈبیہ نکالی کہا یہ لیجیے اسکو کھول کر دیکھیے ساری ہوشربا کی جان ہی اسکو کھولیے گا نہیں بعد دو چار دن کے میری ڈبیہ مجھکو پھیر دیجیے گا نرگس نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی میں اسے ضرور دیکھونگی اُمیتہ نے کہا یہ تو وہ تحفہ ہی جسکا مثل دنیا میں نہیں ہی جوں جوں اُمیتہ دیکھنے کو منع کرتا ہو اسکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی نرگس نے کہا میں اسکو کھولتی ہوں اُمیتہ نے ہر چند منع کیا مگر ایسے رہا جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا ایک دھواں نکلا اتو نرگس بیہوش ہوکر گری اُمیتہ کھینچ کر کنارے لایا کپڑے اور زیور اُتار لیا دماغ پر بھی بیہوشی کی چھڑکی کنارے اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بشکل نرگس بنکر تیار ہوا طرف بارگاہ کہکشان کے چلا راہ میں دیکھا ایک خیمہ ہی اسیر چند ساحر نگہبانی کر رہے ہیں پوچھا یہ کیا مقام ہی اور یہاں کون قید ہی جادوگروں نے کہا نرگس دیا قوت و سلیم اسی مقام پر قید ہیں اُمیتہ خاموش ہو رہا کر پلٹ کر سمجھو لگا خیمہ کہکشان پر آیا کہکشان نے پوچھا کہ ای نرگس اُسے قید کر آئی ہو تو اپنے کام میں مصروف ہو کل تو بڑی لشکر کشی ہوگی دیکھیے کیا ہو نرگس نقلی نے عرض کی حضور اتنک ایک سحر میں مسلمانوں کو پامال کریگی پسر حمزہ کو پکڑ لائینگے سب کے مقابلے اول میں ہی جاکر مقابلہ کرونگی کہکشان نے کہا ای نرگس ایک سحر ایسا کروں کہ سکے سر آکر جائیں اُمیتہ نے عرض کی آج صبح سے سیر ابھیری میں ہی حضرت اب مجھے کی مہلت دیجائے

ادھر حکم ہوا ایک گلابی کنیز بھی لیے ریکھکے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا چاہا کہ پیے تمنہ مین طمانچہ مارا کہا کہ بے ادبی ہوا کسکے سامنے پہلے کنیز کیونکر پیے پہلے حضور نوش فرمائین کہکشان نے کہا نرگس تم ہیو یہان کوئی تکلف نہین ہو نرگس نے جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کیا آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی جام پیش کیا کہکشان نے ہر چند انکار کیا مگر نرگس نے نہ مانا جام لیکر پیا اندیشۂ انجام نہ کی پیتے ہی گھبرائی کہا میرا دل الجھتا ہو گھبرا کر اٹھی بیہوشی تا ثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گری اُمتیہ خنجر پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا گردن پر رکھکر کھینچا کر سر جدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام تھا کہکشان جادو لو دار کر کہکشان کو آمتیہ بھاگا قید خانے پر آیا جان نثار جادو وہان نگہبان تھا پکار کر پوچھا نرگس کہان سے آئی ہو نرگس بیٹھ گئی کہا اے جان نثار اب کل مقابلہ ہو پسر حمزہ کو گرفتار کریگے باتین کرتے کرتے کہا روپیہ نے تو شراب منگا ؤ تم بھی پیو ہم بھی پیین ملازم اسکے دوڑ کر لائے تو نرگس نے سب کو شراب پلائی جب سب بیہوش ہو کر گرے تھکے اُمتیہ نے جان نثار کا سر کاٹا اور جادوگروں کو قتل کیا قید خانے میں لشکر قیدیوں کی رہائی سے سوروں نکالی کہا ملندپروازی کرکے نکل چلو قیدیوں جادوگریاں تڑپ کے ملبد ہونین لشکر کو دیکھکر پاس کے دالے پہینکے کسی کا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا پتھر برسائے کوئی روکنے والا نہین جسطرح جی چاہا اسطرح سحر کیا دس بارہ ہزار جادوگر لشکر نمرود کے مارے گئے نمرود اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام تھا کہکشان جادو بہت گھبرا کر نمرود اٹھا جب اور اور جادوگروں کے مرنے کی آواز آئی کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہے کہ ہرکارے گئے دوڑے ہوئے آئے کہا حضور عیاران مدیع الزمان نے کہکشان کو مارا جان نثار جادو کو بھی قتل کیا قیدیوں کو اپنے رہا کر لیا وہی جادوگر آسمان سے سحر کر رہے ہین ہزارہا جادوگر مارے گئے اور سحر پھینک رہے ہین یہ سنکر نمرود اپنے مقام سے اٹھا باہر آکر دیکھا یاقوت و نرگس و سلیم مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمک رہی ہین جب جی چاہا ماش کے دانے گولہ ترنج ونارنج پھینک مارا طلا رمان نمرود جو قصد کرتے ہین انکا سحر اُن تک نہین پہونچتا نمرود نے یہ دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکالا نرگس پھینک مارا خوش نگاہی نرگس کی گم ہوئی آواز دی اے یاقوت جادو سحر نمرود کا

کھل گیا آنکھوں سے میں سوجھتا ہر مس رس نرگس جادو سوزن بہ سحر کا ساتھی ہوں سلیم سخت کرکریں
نرگس کی بہ دہالنگر لمد سو ای یاقوت نے تحسو کیا لیکر نرگس کو نکل گئیں نمرود لمشا اول اطاف
کہکشان آکر دیکھا سمرجان نثار کو مردہ پایا ہمت ہلا یا حکم دیا طبل جنگی بجے تیاریاں ہو گئے
لگیں نمرود وہو بحال ہیں آکر میدان سحر آراستہ کرنے لگا اوّل اس سحر تیار کیا اسمیں ہیرے پان کٹاریاں
سم رسال کے گولے تیار کیے آہرا بے جیبے سے نکلا کراتنے میں شہنشاہ زرین آہماسپرہ عطارد
شعاعی ہاتھ میں لیکر تیغ سو کو حمائل کرکے توسن عدی پر سوار ہوکر مع ضیار و شعاع کو
کو ساتھ لیکر وہ میدان کارزار ہوا نمرود حیران ہوکر پسر حمزہ کس بھروسے پر میدان میں آتا
ہو اسکے عیاریے میرے ملازموں کو مارا اُسکا زور دیکھ لیا اب کہاں سے لیکے مادولت کے مقابلے
میں آئے ہیں افسوس برباتے ہیں یہ کہتا ہوا میدان کارزار میں آیا شہزادی ہزار ساحر وغیر ساحر
پشت پر ہیں اس اُسکے اکمیں سامری جمشید ہاں سعیداں میں آکر موکما لشکر بدیع الزمان
بھی پرے کرکے مرتب آیا دونوں لشکر میدان میں آکر ٹھہرے نقیب نقابت کرکے ہٹے نمرود نے
مرکب بڑھایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ حدا پرستاں جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا یاقوت و نرگس سلیم وزیریں کہا کہ اے شہریار
آپ مقابلے میں رہائیں کسیر لئے جا ساری حاضر ہیں بدیع الزمان نے فرمایا میرا ہی
جانا مناسب ہو تم لوگ تامل کرو نرگس نے ساما جمعیت لیکر بدیع الزمان نے سامنے
نمرود کے آن آئیں میں دو چار سحر چلے تھے کہ نمرود نے گولہ مارا اور زمیں بیدھڑا نرگس
کے گرد گرہ ہوگئی نرگس تڑپ کر نکل نامد دی آسماں سے آکر ایک گولہ مارا قریب نمرود کے
آکر پھٹا کچھ جھٹکے سے پیدا ہوئے نمرود انکی جانب دیکھنے لگا نرگس نے دو تین سحر ایسے کیے
کہ نمرود مبہوت ہو گیا چاہتا ہو کہ عامت میں بدیع الزمان نے جاؤں لیکن پھر رک جاتا ہو
نرگس نے اسے کو گرایا اور گولہ مارا گولہ سامنے آکر نمرود کے پھٹا دُھواں اُس سے نکلا نمرود
کا عجیب حال ہوا معلوم ہوتا ہو آنکھوں سے نہیں سوجھتا آخر جھولی میں ہاتھ ڈالکے سرمہ دانی
نکالی سرمہ آنکھوں میں لگایا اب آنکھوں میں روشنی ہوئی رس پر ایک دو پتھر مار اٹھا یعدہ
ہوا نرگس زمین پر گری بیہوش ہوگئی نمرود چاہتا تھا گرفتار کرلوں بدیع الزمان نے

گھوڑا دوڑا کر پاس ہو گیا اور نمرود مردود جو دارا اس پر ہاتھ مارا جا کر اس گھوڑا تاال دیا نمرود
جھکے رہ جا گیا بدیع الزمان نے اگر نرگس کو یہ ... جا کر سر کے معاملہ کیا مسعود
جمال جہان آرائے بدیع الزمان دیکھ کر حیران ... کہا آپ کی اطاعت کرتا
ہوں اس ملک کا حاکم ... آپ کو بادشاہ کردوں گا ... بدیع الزمان نے کہا کیا
بیہودہ ... تجھ سے ہو سکے تصور کر ای نمرود ہمیں ہوس سلطنت میں خواہش رتی بھر نام
ہوا سو ... کوشش ... ہمارا کام ہی نمرود نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ قطرات خون بھی
ایسے ... کہ بدیع الزمان نے فوراً تعویذ جھکایا بدیع پر جو تاثیر ہوئی مرکب
ٹھہر کر نفس کو جو سامنے نمرود کے جھکایا نمرود کی آنکھوں میں ... آیا ... سے
بدیع الزمان نے ... نمرود کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج نمرود نے گریبان
پھاڑ ڈالے اور ... روتے ہوئے دوڑے ... ملک نمرود پر گل کر دیا ... حمزہ کو مار لو
... کرتے ہوئے دوڑے ... بدیع الزمان نے تلوار کھینچ کر ... نرگس کو ہوش
آیا یا قوت دیلیم و نرگس ... لشکر ... تلوار چلنے لگی ... ہوئے
... بدیع الزمان ... قلعہ ... چاہتے ہیں خندق
... بدیع الزمان خندق ... کر
... قلعے کے ... قلعے میں بھی تلوار چلی آخر
سب ... بدیع الزمان نے تلوار ... جادوگر ... ہوئے
... بدیع الزمان ... سرداروں سے کہا جلد تیاری کر دو تاکہ
... سرحد ہفت پیکر ... دل کو خوشی حاصل ہو ... نت
... قلعے ... یا قوت و نرگس و دیلم نے ... تیار کئے ایک رمز ... ایک
یا قوت ... لشکر بدیع الزمان ... ہفت پیکر کے روانہ ہوئے

دو کلمہ در شان ... بیان ... نوجوان ... صاحبقران کا مع سمک عیار
... طلسم ہفت پیکر ... حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف

بلا ساد، جام انس خصال
کہ لبع رسا تر سر کد ہوئی
ہراک نخل سر سبز و شاداب ہی
کہ صہبا پرآب ہی گماں چمن
کہ ترچھی کلہ سر پہ لالے کے ہی
گلستاں میں بلبل نے چرچہ کیا
اکڑتا ہی ہر ایک سرو رواں
ہی پھولوں سے سر پر صحن چمن
بہار گلستاں کے ہیں زور شور
عنا دل کو گلزار میں عید ہی
یہ اٹکھیلیاں آ گئیں وہ پہر
کہیں بر ہی بیلا کہیں موتیا
گلابی اٹھا ساقیے سیم بر
لکھو داستان طلائی نشاں

کہ پھر آ گئی رنگ پر داستاں
بہار آ گئی یہ یقیں ہو گیا
دل عاشق زار بیتاب ہی
بہار آ گئی گلشن دہر میں
وہ سے سرو مشق کرتا ہی طوق
مجھے دید گل کی تمنا ہوئی
ادھر باغ کا کھل گیا راستہ
ہو پھولوں کے ہر جا پیا سارہیں
چہکتے ہیں طائر تو رقصاں ہیں مور
کہیں نرگس باغ مستانہ وار
نگہبانیاں کھا گئیں دیدہ میں
جو مری کی کوکو سے پر ہو گیا
کہ سکیں گستائیں خوشی کی خبر

بہار مصالین کی آمد ہوئی
ہر ایک تھا باغ میں ہو گیا
یہ ہی سرو سمبر جاں چمن
یہ مضموں ہی مشہور ہر شہر میں
ہو پھولوں سے گلزار سارا الف
نہالاں گلشن کی ستوحی ترھی
عنا دل ہیں گلزار میں نغمہ ال
یہ آنکھوں میں نرگس کے بھی جا ہیں
زمیں چمن قابل دید ہی
کہاں تک ہو آنکھوں کی یہ بہار
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا
تو سرو چمیں آنکھ سے گر گیا
قمر رنگ پر آ گئی داستاں

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب وستان تہور شعار

اس داستان شوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر فرماتے ہیں شعر کہ او دم اکنوں ختام کی معتان سخن شتدر جگر رہا + وگر بار در گفتگو آمدم + مہ بدار یکاں تکو آمدم + نشست جو آرم گہ کاتب لعرماں حی آلدی لایموت + جب رستم دل تن نے درمیں کے ہفت پیکر پرست ہونے کی خرابی نہایت بیتاب ہوئے اسی رات کو سمک یکدانی سے کہا کہ خواجہ زادوں کو بلاؤ خواجہ زادے بارگاہ رستم میں آئے رستم نے خلعت دیا اور کہا ملاحظہ فرمائیے کہ فتح طلسم ہفت پیکر کی کے نام پر ہی خواجہ زادوں نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی فتح طلسم ہفت پیکر حضور کے نام ہے لیکن حضور جس روز کوچ کریں اول طرف مغرب کے روانہ ہوں پھر پروردگار آپ کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیگا راستہ اصلی ملجائیگا رستم نے کشتیاں جواہر کی دیکر خواجہ زادوں کو رخصت کیا سمک سے کہا رات کو نکل جاؤ [illegible] لشکر

نثار کیا سمک یلدانی بن عمرو متمم کار تھا آخر طرف مغرب کے کوچ کیا تیسری منزل تھی کہ صحرائے گرد اڑی بہتان شراب خوار تین لاکھ فوج سے آتا تھا رستم کو دیکھ بہتان اسی مقام پر اترا دریافت کیا شاہ صاحبقران کی طرف طلسم ہفت پیکر سے آتا ہے کہا بچا کر عدد لشکر اردو میں حاضر ہو ... وہ حال کر دکھا کر جہاں دریا وہاں ہوا تھا ... حال بر گزیدہ ورادی کر کے اور مجھے ... آئیگا رستم ... مقام کو کہا دیا یہ حمزہ بہتان کو دیکھ عقبے میں خلل جنگی ہوا تھا کہا تھا دیکھو امیر حمزہ سے کیونکر پیش آتا ہوں ہمارے کہتے میں کہ حضور نامی گرامی کا دربدر ہو آخر بھاگ جائیگا آپ کی ہمسری ... لانگا کیسے کیسے پہلوان مارے کیسے کیسے دیو لنکا رے آیسے کون لڑ سکتا ہے ان باتوں کو سنکر بہتان ست حوق ہوتا ہو کہتا ہو یا ... کو میدان میں دیت برپا کرونگا امیر حمزہ کی مشکیں باندھکر لاؤنگا اگر اسکے خلاف ہو پہلوان دوران ... رستم نے مال دولت کے نام سے کس مین ہو جیسا اننگان ... تیراں صحرا دن کو آکر سدگان تا ... تات کو بھاگ جائے غریب ... رات ... مکان ... ہو کھینچا تیراں دست دامن صحرا میں ... سرف مال دولت کا حوف ... کرتے تھے ... علم بلایا گیا ... ہزار کا میدان میں آیا ... حسب ... لقامت کرکے ہٹنے گینڈے کو ... میدان میں آیا ... سیاہ گرد ... حوت ... عرق ہو ... سیر ... ٹیکا جیسے ... کالی گھٹا ... برستی ہیں ... آواز ہی ... جتنا مرگ کی ہو ... اگر مقابلہ کرے رستم ... چاہتا تھا کہ گھوڑا اڑا ... نہنگ بچہ دریائی نے گینڈا اڑھایا میدان کارزار میں آیا بہتان سے لگا ورحل نہنگ بچہ دریائی کو دیکھکر حیران ہوگیا گھر کے پوچھتا ہے ... امیر حمزہ کی کیوں اطاعت کی نہنگ بچہ دریائی نے کہا ... اطاعت کرا بہتان نے کہا ... کیونکر امیر حمزہ نے ... کہا نہنگ بچہ دریائی نے کہا آقا میرے رستم نے ... پہلوانوں کو ساتھ لیکر مرزوق شاہ فرنگی پر لشکر کشی کی تھی ... وہ ... تھی ... آقا ... کہا ... فرمایا کہ ... ہے جائیگا ... مزاج میں ... تھی اس ... میں رستم نے

ز ہ کر جوان کا دریا سے ہے رہا تھا گر اس تیر و لیرنے کسی مقام پر بھی سی کی آخر مجھے زیر کیا میں اُنکی خدمت
مین حاضر رہتا ہوں میرے بھی ملک کے سپہ سالار اُنکے ساتھ ہین سرفتنہ ملک فرنگستان تھا
ہر آج بہرام فلک کی مجال ہمین کہ اُنسے آنکھ ملائے اور ایک رو ہمارے آقا کا دستور ہی
گر لندھور بن سعدان جانشیں صاحبقران جنکو مردان حمزہ چچا کہتے ہیں اُنکو مع ہاتھی اُٹھالیا
لیکن قربان جرأت صاحبقران کہ ایسے فرزند کو زیر کیا ان باتوں کو سنکر بہتان دنگ ہو گیا
جی میں اپنے کہتا ہے کہ عجب شخص سے مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہو عرصہ دراز تک تین نہنگ بچہ دریائی
سے رہین بعد اُسکے سرہ جلنے لگا نہنگ بچہ دریائی نے نیزہ اُسکا توڑا بہتان کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا نہنگ نے گرد سپر کا سر پر کھینچا اوپر سے بہتان نے ہاتھ مارا سپر کٹی خود کو کاٹ کر
تا دو دار و تیغ ہو گیا نہنگ بچہ دریائی نے داستانہ مارا تیغ حصار کے سر سے نکلا سر کے
زخم کو جو اسطرح نہنگ نے دیکھا گینڈے کو پیچھے ہٹایا بہتان تلوار کھینچے ہوئے قریب
ہو گیا ہاتھ تلوار کا مارا گینڈے کا سر اُڑ گیا نہنگ بچہ دریائی گرا بہتان کو دکریت گیا
نہنگ کسی نڑنے لگا سر پر زخم کاری تھا انجیا انجیا کے لڑنے لگا ایک مقام پر بہتان
ریل کر کیلا تھا نہنگ یکشا یہ جو بڑھا اُسے وہاں بر موش خانہ تھا دونوں باقون نہنگ
کے موش جانے میں جا پڑے بہتان نے جو کہہ مارا گول نہنگ بچہ دریائی کا اُتر گیا
بہتان نے اُسی حال میں نہنگ کی مشکیں باندھ لیں اپنے دربار میں لایا رفقا سے صلاح
کی کہ اس جوان کے بارے میں کیا کرون سب نے کہا اپنے ملک مین بھیجیے وہاں جاکر سوال
ہفت پیکر پرست ہونے کا کیجیے اگر مانے تو خیر ورنہ قتل کیجیے گا یہ رائے بہتان کو
پسند آئی ایک نامہ بنام رستم لکھا کہ اے رستم ہفت کوہ کہ مقام سکونت بادولت کا ہی
تمھارے سردار کو لیے جاتے ہین اگر اسنے ہمارا مذہب اختیار کیا آبرو پائیگا ورنہ قتل
کیا جائیگا ایک جمعدار کو بلا کر یہ نامہ دیدیا کہ یہ رستم کو جو کجا دینا اور اسیوقت تیاری کی
فوج اپنی لیکر روانہ ہو گیا رستم پہلے اپنی بارگاہ میں آئے مگر واسطے نہنگ بچہ دریائی کے
پریشان سمک سے کہا در دریافت کرو کہ کیا معرکہ گذرا سمک نے ہرکارے روانہ کیے
کہ جلد دریافت کر کے لاؤ ہرکارے کھاگے یہان سرداروں نے رستم سے کہا اسعد کو

حریف روانہ ہوگیا رستم کو بڑا تردد ہوا فرمایا کہ نہیں معلوم ہمارے سردار پر کیا گذری سمک جلد خبر منگا اگر میرے سردار کا ایک موے جسم بھی کم ہوا تو تجھسے سمجھونگا سمک نے پھر اسی وقت اور ہرکارے روانہ کیے صبح کو رستم بیٹھے ہیں کہ ملازم لے آکر وہ نامہ جو بہتان دے گیا تھا اُنکی خدمت میں رستم کی پیش کیا رستم نے نامہ پڑھا نہایت حکمت سے گھبرائے مینائی پر لیسیہ آگیا نہ ادنو مدیے لگے تردد میں بیٹھے ہیں لیکن بہتان جو اپنے مقام پر ہو گیا قلعہ ہفت کوہ اُسکا نام ہو اُسکی یہ کیفیت ہو کہ سات پہاڑ ایک مقام پر آکے ملگئے ہیں سات پھاٹک ایک کے بعد ایک واقع ہوا ہو ساتواں پھاٹک نہایت بلند و مرتفع ہو اُس مقام پر آکے مسند پر بیٹھا کہا اُس پہلوان کو لاؤ کشاں کشاں نہنگ کو لیکر سامنے بہتان کے لائے نہنگ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہتان نے منھ پھیر لیا نہنگ نے کہا ہم اپنے سردار ولی کیا حقیقت حالت ہیں کرتے ہمکو گرفتار کرکے لایا اسیر یہ غدر او نامرد جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر بہتان نے حکم دیا اس جوان کو محل میں اُلٹا لٹکا دو جب مذہب خداوند قبول کرے قید سے رہا کرو اور جب تک نہ قبول کرے محل میں برابر لٹکا رہے ہرکارے اہل اسلام کے یہا تک ہوسکے اور یہ معرکہ دیکھکر بھاگے کہ آقا کو خبر جاکر ہو کہ چکائیں یہاں رستم برہم بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے سب خبر مفصل آکر عرض کی کہا نہنگ کو محل میں لٹکا دیا ہو دیکھیے اب کیا ہو ہر ایک کو تردد ہو کہ اُس جوان پر کیا گذری رستم نے خبر سنتے ہی آہ کی اور سینے پر ہاتھ مارا کہا اُس بہادر کے ساتھ یہ معروریوں جیش آیا میں بھی دیکھو اب کیا آفت برپا کرتا ہوں یہ کہکے ابت استر بالا کبود پر سوار ہوے طرف قلعہ ہفت کوہ کے چلے وہ مرکب جسپر کبھی تمدد ما رکھوایا تھا آج گوڑے پر گوڑا پڑ رہا ہو گھوڑا اطرارے کرتا ہوا جاتا ہو یہاں بہتان بیٹھا ہوا ہو نہنگ بچہ دریائی محل میں لٹکا ہوا ہو بہتان پکار پکار کے کہ رہا تھا اے نہنگ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ جان سے گئی نہنگ نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر دربارگاہ پر ہڑ ہڑ ہوا گھبرا کر بہتان نے پوچھا یہ کیا سبب کہ ہو جو جاتا ہو وہ پلٹ کے نہیں آتا اسپر اور زیادہ جھلا رہا ہو کہ جو وہاں جاتا ہو پلٹ کے کیوں نہیں آتا کیا وہاں جاکر رہ جاتا ہو آخر اُٹھ کھڑا ہوا ٹہلنے لگا اس کوئی پہلوان کچھ نہیں کہتا سب خاموش ہیں بہتان ٹہل رہا ہو

کہ ہنگامہ برپا وہ ہوا ایک تیر کی آواز آئی نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ملکیت علمشاہ جو رستم لقب سے
دیگر علمشاہ رومی تبہ نیل زور ہے کہ رحمت مرروق افگندہ شور ہے بہتان نے حیران ہو کے کہا یہ کون
ایسا زبردست ہو کہ ہمارے مکان میں یہ ہنگامہ کر رہا ہو یہ کہکے جا کے جھروکا دیکھا ہزاروں آدمی
جاگے ہوئے آتے ہیں سر برار برس رہے ہیں جسنے پلٹ کر سامنا کیا نیک کر اڑکے ہاتھ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے چالیس پچاس ہزار جوان تھوڑے عرصے میں مارے دریا سے خون
بہا دیے لاشے تڑپ رہے ہیں اب جو ہنگامہ اٹھا کے بہتان نے دیکھا رستم علمشاہ
تیرا ہنگامہ کر رہے ہیں لڑتے لڑتے آگئے بہتان نے زنجیر ولسے کمر باندھی اور سلاح جسم پر
آراستہ کیے آگے بڑھا آواز دی اولیس حمزہ یہ سامنے اہر دلت کے لے ادبی علمشاہ گھوڑے پر
سے کود پڑے اول قریب اس کل کے ہو کے کہ جہاں نہنگ بحر دریائی لٹکا تھا درخت
قلم کیا نہنگ کو روک لیا رستم نے جیدہ حربہ سے نہنگ کے دور کی رسیں پر کھڑا کیا نہنگ نے
بھی ایک جوان کو مار کر تیغہ لیا آگے رستم عقب میں نہنگ اب یہ دو تیر لڑتے ہوئے جاتے
ہیں برے کے پرے الٹ پلٹ کر دیے رستم جھٹ کر قریب بہتان کے ہو گئے جیسے ہی رستم
قریب ہو گئے بہتان نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا جیسے ہی تیغہ
سر پر چمکا سپر کو جہرے کی پناہ کیا کوئی وار اطلع رستم نے روک کے چوتھی مرتبہ آواز دی اور مکار
تیری قضا قریب آگئی تیغہ کیستان نیام انتقام سے کھلی معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کر کے
نکلا خبردار خبردار کہکے بقوت صاحبقرانی ہاتھ تلوار کا مارا بہتان نے سپر کو اٹھا دیا تلوار جو
پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب جو تیغہ تڑپ کے گرا سر کلے و جبڑے کو کاٹا با قبضہ سیر چمکا تھا
یار میں بن جاکے تلوار نے بوسہ دیا غرض ہوا کہ بہتان مارا گیا چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے
علمشاہ کو گھیرا مگر رستم ہنگامہ کر رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ہفت کوہ سے نکلوں مگر وہ لوگ
نہیں نکلنے دیتے چار جانب سے بلوہ ہے چاہتے ہیں رستم کو قتل کریں جو پہلوان آیا رستم
نے اسکو واصل جہنم کیا کوئی وار خالی نہیں جاتا چار طرف سے پہلوان رستم کو گھیرے ہوئے
ہیں تلواریں مار رہے ہیں علمشاہ جس طرف پلٹ پڑے صف کو ویران کر کے ملکے نہنگ لڑ رہا ہو
کہ بیرون کوہ سے نعرہ ہوا سنّا کا گرد دمالا گرد فرنگی طنبور گرگرائے بلشیں لہرا گئیں

اندر دوڑ کو ھسکے گھس آئے چالیس افسر جو اندر آئے علشاہ کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے بیرون کوہ پیچھے
ارادہ ہو کر باہر نکلا تمین کفار روک رہے ہین چاہتے ہین انکو نہ جانے دین جگر تلوار حوملی ہزار ہا
کفار مر کر گرے خون کا دریا بہا دیا مرکب کو ملازمان علشاہ نے تھام لیا پیدل لڑ رہے ہین
دوپہر کامل تلوار چلی تیسرے دروازے پر بمشکل علشاہ ہو چکے ہین کھڑے ہجوم رہے ہین
چہار طرف سے کافرون کے دار چل رہے ہین رستم نے جسکو روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے کئی پہلوان اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے جاتے ہین لڑ بھڑ کر باہر نکلوں کر ایک صدائے
مہیب کان میں آئی کہ او جوان اب باہر نکلنا چاہتا ہے یہان سے نکلنا دشوار ہے کہ و کوشش بیکار ہے
پیشتر کے علشاہ نے دیکھا کہ سمک ملیدا ق ایک مقام سے دیکھ رہا ہے کہ آقا لڑ رہے ہین ایک
برق چمکی اس برق سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین علشاہ کی ہاتھ ڈالتے ہی لے اُڑا آلا گرد نے کہا
ای سمک آقا کو کوئی لیے جاتا ہے سمک نے کہا مین جاتا ہوں گھوڑا آلا گرد کو دیا آپ اُسی
جانب دوڑا چاہتا ہے قریب آقا کے ہو پہنچون اس آفت آسمانی سے بچاؤن مگر ممکن نہین ہوتا
حسرت و حیرت کرتا ہوا جاتا ہے حیران کہ ای سمک کیا کرون آقائے نامدار کو کیونکر چھڑاؤں
یہان آلا گرد و مالا گرد لڑتے ہوئے باہر نکلے فوج دشمن نے دار پر قرار کیا سب لشکر
علشاہ کا اُسی مقام پر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی سب سردار آکر بیٹھے یہی باتین ہو رہی ہین
کہ آقا کو کون لیگیا شاید کوئی ساحرہ یا ساحر اس قریے مین رہتا تھا وقت پر آکے لیگیا
خدا ہمارے آقا کو ہمسے ملائے مگر سمک جو عقب میں چلا تھا دیکھا جنگل مین چہار دیواری
باغ کی ہے اُسین پنجہ علشاہ کو لیکر اُترا سمک بھی ہوے باغ پر آیا دیکھا ایک بڑی بہتری ہے
اسمین بڑی بڑی سلاخین لوہے کی لگی ہیں سمک نے بیٹھ کر سلاخیں کاٹیں اندر باغ کے
داخل ہوا یہ ہمیں پایا جاتا کہ رستم کہان ہین آکر ایک جھاڑی میں چھپا دیکھ رہا ہے چبوترہ
جو باغ کا ہے اسپر فرش بچھا ہوا ہے ایک ساحرہ تاج سر پر نہایت حسین و جمیل بیٹھی کہہ رہی ہے
کہ ارے اُس ظالم کو لاؤ دو کنیزیں گئیں رستم کو لیے ہوئے سامنے آئیں کنیزون نے عرض
کی اے ملکہ رنگین ادا خطا اوس سے بڑی ہوئی کہ آپ کے عاشق کو مارا ہم یہ عرض کرتے
ہیں اسکی خطا معاف فرمائیے رنگین ادا نے منہ پھیر لیا اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی

مین اپنی جان دونگی یہ کہکر گریبان مین رستم کے ہاتھ ڈالا کہا کیون ظالم تو نے غضب کیا میرے
عاشق کو مارا اب جا بیچ والا کہان یلیگا ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ارے کوئی
حاضر ہے دو جلاد قوم کے رنگی تیغ ہاے برہنہ ہاتھ میں لیے ہوے آئے تسلیمین لگانے لگے
رنگین ادا نے اشارہ کیا دونون جلاد تلوارین کھینچکر چلے آواز دیتے ہین اے ملکۂ عالم حکم اقبال
ہو سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے سمک نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو آقا قتل ہو جائیں تو غضب ہو
حیران حیران اسی سوچ مین مبتلا تھا کہ یک بیک دائے رنج راحت کے آئی سمک نے اُسے بیہوش
کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم آج صحبت کیا
بے لطف رہیگی شراب ضرور منگاے رنگین ادا نے اشارہ کیا شراب مینا سے لاو کیسی ہیں
جاکر مینا سے گلابیان شراب کی لائیں سمک نے گلابی پر تہ بہ تہ بیہوشی ملائی
محفل مین لیکر آیا جلادون سے کہا ٹھہر جاؤ ابھی اس جوان کو قتل کرو جلاد ہٹے سمک نے
جام شراب سے لبریز کیا رنگین ادا کے سامنے پیش کیا رنگین ادا نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا
چاہتی تھی جاگون کہ جام تڑاق سے ٹوٹا معلوم ہوتا ہے کہ مارور یہ تپلی بندھی تھی اُسنے کچھ اشارہ کیا
اُسکے اشارے سے جام دو ٹکڑے ہوا رنگین ادا نے ہاتھ ہلایا پوچھا ارے تو کون ہے جو رنگ
ورُوغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اڑگیا یا تو زمین نے تمام ہے رنگین ادا نے
آواز دی او ظالم اب مجھے کچھ معلوم ہوا ہم ہمہ دان و ہمہ گیر ہیں رہنے والے سرحد طلسم ہفت پیکر
کے ہین صاف بتلا کہ تو کون ہے جب نتیجہ لیکر رنگین ادا دوڑی تو سمک نہیں کرے نگا کہا حضور
یہ جوان جسکو آپ لائی ہین اسکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہے یہ سنتے ہی رنگین ادا
نے کہا ان دونون کو قید کرو کیسرون نے کہا یہ ظالم کیونکر دیا ایک کیسرے عرض کی داری
معلوم دیتا ہے جب آپ اسکے آقا کو لیکر چلیں یہ بھی حضور کے نشان پر چلا آیا کیا مشکل ہے
عیار ضرور آ ہو رنج جاتے ہین آخر آہنگر کو بلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا اور حکم دیا ان دونون کو
قید خانے مین لیجاؤ کستان کستان کنیزین بیحلیں رنگین ادا صاحب روئی ابھی ان دونون کو
قید خانے تک لیکر پہونچی تھیں باغ ہی کے اندر ہین کہ آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا
اُس ابر سے ایک تخت نمایان ہوا تخت پر ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے پتھر کے مت مار دو نمبر

سدرت ہوئے اسکو دیکھکر رنگین ادا دوڑی پکارتی ہوئی ٹکوسا مری سب آفتوں سے بچائے میرا اس وقت تمھارے آنے سے دل بحال ہوگیا میں نہایت پریشان ہو رہی تھی جی چاہتا تھا کہ گریبان چاک کروں کہاں اس چاہنے والے کو ڈھونڈھوں اس تاجدار نے کہا ملکہ رنگین ادا آج تمکو سخت پریشان پاتے ہیں مفصل حال تو بیان کرو رنگین ادا نے سر جھکا لیا کہا ای فغفور کیا تجھسے بیان کروں کہ ہجوم غم والم ہے شب ہوکر دریش ہوا بہتان شراب خوارت کا میرا جاہے والا جو دریاچی کی اسکو ڈھونڈھ کے لاتا تھا میرا حکم کا لاتا تھا اسکا ملک میرے قبضے میں تھا میری حکومت کل اسکے قبضے میں ہفت کوہ مقام کیا سخت وعصب ہے انکے نام نامہ آیا کہ پسر حمزہ اسطرف آتا ہے اور کاہن ظاہر کر رہا ہے کہ یہی طلسم کشا ہے اسے گرفتار کر لاؤ بہتان بھو روانہ ہوگیا وہاں جاکے سردار کو اسکے گرفتار کیا ہے کیا کہوں اسکو لاکے درخت میں لٹکایا اس حمزہ حرسکر دوڑا اسکے معاملہ ہوا پسر حمزہ نے اسکو قتل کیا میں وقت پر پہنچ گئی جسان اسکا دیکھا طائل کو کراس کہاں حیا آئے اب دونوں کو گرفتار کیا ہے بقیس ہر کہ کے ساتھ والے بھی آملیں سب کو اسیر کرونگی اور قتل کرونگی ان عیاروں کا چھوڑنا اچھا نہیں جو قتل ہو وہی بہتر فغفور نے کہا ای ملکہ عالم تمھیں اختیار ہے ورنہ یہ کیسکی مجال ہے کہ تمہاری عملداری میں آسکے ایک سحر کروں کہ سب کا سب آجائے جو دشمن جہاں ہو آکر حاضر ہو ہر طرح قتل کرسکتے ہیں رنگین ادا نے کہا بہت دشوار ہے فغفور نے کہا ابھی سحر کروں سارا لشکر کھنچا ہوا چلا آئے میرا حکم ٹالا ہے کیا مجال جو حکم سے گردن ٹالی کریں رنگین ادا نے کہا ای فغفور ابھی تھوڑا رہ گیا ذرا کر ملک پورا احتیال کیسا آ اور عایا دلستاداں سلمانوں نے جاکر اُسے تباہ کیا عنقریب ہوشربا بھی کسی دستور سے فتح کیا گئے کیسے ساحر مار گئے اب ادھر متوجہ ہوئے ہیں دیکھیے کیا ہوا ابھی ابتدا ہے فغفور نے کہا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ میں تو ایک دن میں لڑائی فتح کر لونگا آپ اس سے جمع رہیے یکدم بھر میں سمجھ لونگا رنگین ادا نے کہا ای فغفور جس وقت آئیگا تو بھاگے بھاگے پھروگے فغفور نے سنتے ہی بہا تقد لا کیا او رنگین ادا مرداں عالم کہیں سنیے قدم ہٹاتے میں مشہور تلواریں کھاتے ہیں رنگین ادا ہنسنے لگی کہا ای فغفور خاموش رہو طبیعت ملال ہے اپنا دو دکھو دل رو رہا ہے یہ کہکے آواز دی

ارے کوئی حاضر ہو کنیزیں سامنے آئیں کہا شہنشاہ کی خاطر کرو آج بعد مدت تشریف لائے
ہیں انکی خاطر واجب و لازم ہے کنیزیں و وزیرزادیاں شراب کی لائیں جام لبریز کر کے سامنے
فغفور کے پیش کیا فغفور نے کہا میں جام نہ پیونگا ہر چند کنیزوں نے کہا مگر اس ملعون نے نہ مانا
رنگین ادا نے کہا کیوں صاحب کیوں نہیں پیتے فغفور نے کہا میرا دل نہیں چاہتا ہے
رنگین ادا نے کہا آپ کو کیا ہوگا مکان پر جاکے کسی نے کوئی وسوسہ پیدا کیا فغفور نے کہا
ہم تو آپکے چاہنے والوں میں ہیں خواہ مانیے خواہ نہ مانیے رنگین ادا بولی سب کو پہچان لیا
دشمنوں نے ہمکو تمہارا کوئی بتایا نہ آیا فغفور نے کہا ہم آج سے حاضر رہینگے جو ارشاد ہو
بجا لائیں حکم میں فرق نہ آنے پائے رنگین ادا کو ذرا غصہ جو کہ رہی ہو صاحب سب اپنی جان
بچاتے ہیں میاں فغفور کو دیکھیے کیا باتیں بناتے ہیں فغفور نے کہا اے ملکہ رنگین ادا ہم جان
اسی واسطے آئے تھے کہ بہتان شراب خوار مارا گیا سب کو آج پہلو خالی رہیگا اسوجہ سے
حاضر خدمت ہوئے تمہاری باتوں سے اور ہی کچھ پایا جاتا ہے کسی سے وعدہ ہوگا جب تو ہمیں
ٹالتی ہو یہی ارادہ ہے کہ ہم یہاں نہ رہیں جس سے وعدہ ہو وہ آئے شکر ہے کہ عوض محبت کے
یہ ہمکو تمہاری محبت دی ہے تمہارے نام پر جان دیتے ہیں رنگین ادا نے جواب دیا
میں ایسی محبت سے باز آئی دس کنیزیں موجود ہیں جو آپکے سامنے ہیں آیا وہ آپ نے
تک دیا تمہاری چاہت کا میرے دل کو تعجب ہے اتنا بس اب سو وہ تم کو میرے باغ
سے نکل جاؤ میں ایسے چاہنے والوں سے باز آئی آپ تشریف لیجائیے یہ کہکے کنیزوں نے
اشارہ کیا کہ باہر باغ کے انکو کردو دو کنیزیں اٹھیں ایک نے جا کر ہاتھ پکڑا کہا سامنے فغفور صاحب
چلیے اتنا کلمہ جو کنیز نے کہا فغفور کو غصہ آیا کہا او حرامزادی ہمکو نکالنے آئی ہے یہ کہکے کنیز کو
ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا جیسے ہی سر کنیز کا اڑا کہ ملکہ رنگین ادا کو غصہ آیا گولہ جھولی سے
نکالکر مارا گولہ جو پھٹا اس سے برق گری برق نے اسے پرپری کو نشانہ بنایا ہوا فغفور جھومتا ہوا
نعرہ کرتا ہوا و گیسو بریدہ ایسے سحر پڑھا مارا ہر طرف شعبدہ ظاہر ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک طائر
جھنکارتا ہوا ظاہر ہوا اور یہ پکارتا ہوا اے ملکہ رنگین ادا میرے مالک کو اے
رحمی کہا رنگ جماؤں شعبدہ دکھاؤں اب تو بلا تکلف دونوں میں سحر چلنے لگا رنگین ادا نے

ہاتھ ہلایا برق گری طائر کے دو ٹکڑے ہوئے طائر کا فغفور کو یہ ناگوار ہوا تلوار کھینچ کر چلا ایک
کنیزون نے روکا تا برنگین ادا نے جادو دیا پھر دونوں آپس میں جنگ کرنے لگا فغفور نے جو خبر سحر کیا
گئی سحر ہوا قون کے سر اُڑ گئے اتنے پرزے زمین پر تڑپ رہے ہیں رنگین ادا نے جو صاحبون
کے لاشے دیکھے غصے مین جا پڑی دونون مین کچھ جلنے لگا کہ آسمان سے ایک آواز آئی او نابکار
دشمن کو چھوڑ کر آپس میں لڑتے ہو دیکھا ایک ساحر یہ عام آسمان سے ایسے کلمات سخت
کہتا ہوا آتا ہے کہ جیسے کوئی بیٹے لڑکے کو کہتا ہے فغفور نے آنکھ ملا کر آواز دی اے ساحر اب تو
رنگین ادا سے مدد کو ورنہ خراب ہوگا اور رنگین ادا سے آنکھ ملا کر آواز دی او گیسو بریدہ
ننگ خاندان چاہنے والے سے یہ باتین قدرت سے ہی تقدیر کی کہ اگر ایک کی ایک
اطاعت نہ کرے مشکلین با دعا از رنگین ادا سے کہا میں تو اسکی اطاعت نہ کرونگی یہان تک
یہ ہنگامہ سمک اور علمت وہ جو بہت سے لڑتے تھے سمک نے ایک کنیز کو اشارہ کیا ہوا
تمھارا کیا نام ہے کہا سوسن زبان دراز تیرا نام ہے سمک نے کہا او سوسن ذرا میرے
پاس آؤ تو بہ حال مصیبت کا بیان کرو پھر قریب آئی سمک نے کہا یہ کمند تو ڈھیلی
کر دو بہت روئے کس دن دن میں آخر جیسے ہی حلقہ ڈھیلا ہوا سمک نے تڑپ کے حلقہ
کمند سوسن زبان دراز کے گلے میں ڈالدیئے اور ایک جھٹکا مارا دم اسکا نکل گیا بیہوش کیا
اسی کی شکل بکر وہ زادہ جو ساحر آسمان سے آیا تھا آتے ہی رنگین ادا پر سحر کرکے سحر تھلا دیا
رنگین ادا حیران کھڑی ہے فغفور کی طرف جو چلا فغفور نے گولہ مارا اس ساحر نے گوئے پر ہاتھ
مار دیا گولا پلٹ کے سینے پر فغفور کے پڑا فغفور مثل ماہی بے آب خشک ملنے لگا ملکر خاک ہوا اب
رنگین ادا کی طرف وہ ساحر چلا مشہور ہوا کہ رنگین ادا کو گرفتار کروں پکارتا ہوا کہ او رنگین ادا
تجھے کچھ خوف نہیں خدا وند سے نہیں ڈرتی اس ذلت سے کیا ہوگا کہ بہت پچھتائیگی رنگین ادا
خاموش کھڑی ہے کچھ منھ سے نہیں بولتی پھر اس نے سحر کا عطر سنگھایا عطر سونگھتے ہی رنگین
ادا کو ہوش آیا چہرہ سرخ ہو گیا اس ساحر جابر دون سمک نے نکل پھر قریب
اس ساحر کے سو بچا ماتیر کرنے لگا بہن کرنے کرتے کہا دیکھے ابر سیاہ اٹھا کوئی ساحر آتا ہے
وہ یا اس سمک نے حلقے کمند کے گلے میں ساحر کے ڈالدیے اور کہکر یہ سمک نے حاب مارا

بیہوش ہوکے گرا سمک نے فوراً سر کاٹ ڈالا رنگین ادا کو سحر یاد آیا کہا ای سوسن تو نے برا کام کیا ظلم ہے اس ظالم کے کیا یاد رہ سکیں اور بعد مکر جھکا سحر تو بھلا ہی چکا تھا اصل کیفیت یہ ہے کہ حدا دیدے حال بیکانی ورنہ مشکل ہوتی یہ سنکر سوسن نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم سمک بن عمرو عیار علمشاہ ملکہ رنگین ادا یہ کارنمایاں دیکھکر خوش ہوگئیں اور فوراً حکم دیا کہ رستم کو لاؤ کنیزیں اسوقت رستم کو لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے سحر کیا تمام قید جسم سے رستم کے نکل گئی اور کہا صاحب تمنے دیکھا کہ سمک نے کیا کارنمایاں کیا اور اب میں تمہاری کنیز ہوں مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اندر بارگاہ کے لائیں مسند پر بٹھایا اور سمک نے انبار رنگ جمایا عرلین گھرا ہی کہ یکایک باغ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ بیکس رو رہا ہے ای فلک کج رو وای گردون غدار کتنا گردش دکھائیگا ہمارے شعلے سے کچھ نہ ہاتھ آئیگا رستم نے کہا ملکہ یہ کون روتا ہے کہ اسکے رونے سے جان ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے رنگین ادا نے کہا ایسی آواز کبھی میرے کان میں نہیں آئی اسے کوئی کیسر تو نہیں روتی ہر کنیز دوڑے عرض کی ماہر سے باغ کے رونیکی آواز آتی ہے رستم اپنے مقام سے اٹھے اور کہا کہ دشمن کو قتل کرونگا یہ کہکے رستم کے عقب میں سمک اسکے پیچھے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہوئیں رنگین ادا کہتی جاتی تھی ای شہریار سمجھ کے دریافت کیجیے گا باغ سے جونکلے چاندنی پھیلی ہوئی درہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کررہے ہیں ایک شخص ایک محل کے سائے میں بیٹھا ہوا گریہ کررہا ہے لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ محل میں چھپ جاؤں کہ علمشاہ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا اس جوان نے بھی مثل اہل اسلام کے جواب سلام دیا علمشاہ آکر قریب بیٹھ گئے کہا ای جوان تیری صدائے دردناک نے عیش وراحت کو منغص کردیا کیا رنج وملال ہے ظاہر کرو کیا خیال ہے اسنے کہا ای شہریار حال قابل کہنے کے نہیں ہے کیا کیفیت اپنی بیان کروں آپکو ملال ہوگا علمشاہ نے کہا خاص اسی واسطے آئے ہیں کہ مطلب تمہیں حل مشکل میں کوشش کریں یہ سنکر اس شخص نے ایک آہ کی کہا ای شہریار کیا حال زار اپنا بیان کروں اگر عرض کروں تو دل سنگ آب ہو انشان مثل ماہی بے آب بیتاب ہو یہاں سے پشت پر میری ایک قلعہ ہے اس قلعے کو قلعۂ آفتاب نگار کہتے ہیں علام وہاں کا حاکم ہے اور

آفتاب تاجدار ہار ایکروں واسطے شکار کے نکلا سامنے ایک کوہ نظر آیا کوہ ظفر پیکر اسکو کہتے ہین وہاں ایک قزاق رہتا ہے ظفر انتساب اسکا لقب ہے دختر اسکی مہ جبین سنہری پوش ساعت حسین و جمیل صحرا مین شکار کھیل رہی تھی محمد بن نعیب کی نگاہ پڑی عاشق ہوا وہ تو مل گئی مین رنجیدہ گھر پر آیا جب میرا حال ابتر ہوا اذیر دن وشیروں سے دریافت کیا مین نے کل احوال بیان کیا تب وزیر دن نے ایک نامہ اُسکے باپ کو لکھا کہ ہمارا بادشاہ تمہاری بیٹی پر عاشق ہے بہتر یہ ہے کہ اسکو ہمارے شاہ کے ساتھ منسوب کرو ورنہ سزاوار ہوگے اُس نے جواب لکھا کہ ہم جبری ساہو صف شکن ہین ہرگز اپنی بیٹی کی شادی بادشاہ کے ساتھ نہ کرینگے مین تمہارا فراق مین اُسکے روتے روتے عرصہ گذرا اب عنایت رب اکبر دیکھے کہ وہاں خواب مین اہرمن دیو خونخوار نے اُس قزاق کے باغ پر قبضہ کر لیا قزاق کو غصہ آیا گیدی پر سوار ہوکے برائے مقابلہ گیا غراب عرس کرتا ہوا باغ سے نکلا قزاق سے مقابلہ پڑا غراب کے ہاتھ میں چوبدست آہنی تھی قزاق پر ماری فرق سے لیکر بے پڑا ہو کر رہگیا غراب تو پردہ قاف گیا یہاں لاش قزاق کی ملازم اٹھاکر لیگئے سب نے صلاح کرکے صاحبزادی کو اپنی بادشاہ کیا سب قزاقوں نے حرص کی علاقوں کا مار لوٹ مار کر لاتیگے اور خدمتگذاری مین مصروف رہینگے وہ شاہزادی ہمسر رن صف شکن تھی اُسنے کہا مین تمہارے ساتھ چلا کروںگی اس طور پر اُسنے کئی سال کاٹے ایک دن صحرا مین میرے اُسکے سامنا ہوا ہجر مین بیقرار تھا قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اتو دامن سے ہاتھ سے چھوٹا اپنی علاقہ مین تمول کروں اُس بالی مہر وفا نے اس میری التجا کو قبول کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نامہ بھیجو ہم قبول کرکے حوالہ لینگے تھوڑی دیر کے واسطے ملنے کی باس رہا۔ چنانچہ ویسے ہی اسے تمام پر آیا نامہ اشتیاق آمیز لکھا تب سوار نامہ لیکر پہنچا دیا۔ ملکہ کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے مشیران سلطنت سے صلاح کی کہ تم سب کو کیا ہے سب نے یہی عرض کی حسین آپ کو آرام وچین رہا ہے پس ہم بھی راضی ہین سردار ویسے دیانت کرکے قبول کیا مین نے مانند تحفے تحائف بھیجے وہ تحفے بھی قبول ہوئے ہر چلے مین پیام جانے لگے بعد تھوڑے دنون کے تقریب شادی موتی علاوہ [illegible] سے مسلمان کہلاتی [illegible] اُسے بھی

قبول کیا بارہ ہزار فوج کو آراستہ کرکے پہلوانان نامی و گرامی بھی ساتھ لئے حاکر پہونچا عقد بو
بعد آئیکے دو ملس کو لیکر ملا راہ مین ایک مقام ہوا اُس مقام کو دشت ابیض کہے ہیں
قیطاس اژدر در دریا کا حاکم و ناظم ہو وہ شکار کو نکلا تھا ملکہ با مہوّان عربی پر سوار تھیں ہم ہم
ہمراہ آتے تھے ملکہ سے جو گھوڑا دوڑایا نقاب چہرۂ بے نظیر ملکہ سے ہٹی قیطاس دیکھکر ملکہ کو
عاشق ہوا لوگوں سے پوچھا یہ نازنین کون ہی لوگوں نے یار سعد کا نام لیا کہ ملان قران کی
دختر فلان شاہ یاہ کرلیے جاتا ہی اُسنے آدمی میرے پاس بھیجا میں نے جواب سخت دیا
اُسنے کہلا بھیجا تھا کہ ملکہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ میرے جواب سے وہ نہایت غصہ ہوا اور
فوج کھینچکر آیا کئی سیر سردار اُسے قتل کیے مجکو زخمی کیا میں بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا
ساتھ والے میرے یہ زبردستی دیکھکر بھاگ گئے ملکہ کا مرکب اُسنے آگے کر لیا لیکر وہ کوہ میں
چلا گیا میرے ملازم مجکو اُٹھا لائے میں نے بہانے عیار کو واسطے خبر کے بھیجا وہ خبر لایا کہ
قیطاس نے لاکھ جبر کیا مگر ملکہ نے اُسے نہیں قبول کیا سمجھاتے سمجھاتے وہ بھی عاجز آیا
آخر ملکہ کو قفس آہنی میں بند کیا دو غلامان زنگی کے سپرد ہر شب کو اپنی صحبت میں بلاتا ہی
منت و خوشامد کرتا ہی لیکن اُس ثابت قدم کوہ محبت نے کسیطرح اس ظالم کو قبول نہیں
کیا قید رہنا گوارا کیا مگر وصل سے اُس ظالم کے انکار کیا کئی سال اسی مصیبت میں غلام کو
گذرے آخر بیقرار ہوکر کئی دن سے اِس دشت میں نکل آیا حال اپنا تباہ کرتا ہوں نہ جیتا ہوں
نہ مرتا ہوں خیال میں اُسی محبوب کے رو رہا تھا کہ پروردگار نے آپ کو بھیجا اے شہریار یہ
غلام کی کیفیت ہی رستم پہلتن نے کہا ہمیں بتاؤ کہ قیطاس کس مقام پر ہی چلکر ہم اُس سے
مقابلہ کریں اور تمھاری معشوقہ کو دلوائیں آفتاب تاجدار نے رستم کو تو اسی مقام پر
ٹھہرایا اور آپ طرف اپنے ملنے کے روانہ ہوا تھوڑے عرصے میں بارگاہیں اور خیمے
لیکر آیا اُنگاہ والا وکرائی رستم کو لا کر داخل کیا اور آپ خاطر میں مصروف ہوا رستم پیلتن نے
رنگین اوادے کہا میں چلکر باغ میں ٹھہر وہیم انشاء اللہ مطلب اس جوان کا پورا کرکے آتے ہیں
رئیں اداے کی کنیزیں واسطے خبر کے چھوڑیں اور آپ طرف اپنے باغ کے گئی دوسرے
دن رستم نے آفتاب تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا طرف

قیطاس کے چلے یہاں قیطاس نے جو سنی کہ آفتاب تاجدار پسر حمزہ کو لیکر آتا ہے معشوق کے لینے کا ارادہ رکھتا ہے بیس ہزار فوج سے بیرون دَرّہ کوہ آیا مقابلے میں رستم کے اترا آپس میں پیام وسلام ہوئے قیطاس نے اپنے روبرو کے گھمنڈ میں طبل جنگی بجوا دیا رستم کو خبر ہوئی یہاں بھی نقارۂ رزمی گونج گیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے ہٹے قیطاس اژدر دہشت گینڈا نہایا میدان میں آیا آکر سلحشوری دکھائی آواز دی ای قرمزہ طغیانستان میرے مقابلے میں پسر حمزہ آوے رستم نے مرکب بڑھایا آکر مقابل ہوئے جب قدم گینڈا قیطاس کا اور چار قدم مرکب رستم کا ہٹا قیطاس کی جو نگاہ جمال بیمثال رستم پر پڑی بیتاب ہو گیا کہا ای شیر بیشہ جرأت اگر آپ میری اطاعت کریں تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دوں رستم نے کہا ای قیطاس اژدر در اگر تو اسلام لے آ تو تجھے سب سرداروں پر مقدم بٹھاؤں سپہ سالار بناؤں یہ سنکر قیطاس قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای جوان مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات کہے بہتر اسی میں ہے کہ میری اطاعت کر رستم نے کہا اب فیصلہ ہوتا ہے وار کر والیسی فضول باتوں سے کیا فائدہ قیطاس کو غصہ آیا نیزہ اٹھا کر مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا سرو چلنے لگا دونوں لشکروں میں صدائے آحسنت و آفرین بلند ہوئی پہر بھر کامل یہ حال ایک مقام پر علمشاہ نے متت قیطاس کو سست پایا کاٹ کر شمشیر مارا ہاتھ سے قیطاس کے نیزہ سنبھالیا قیطاس نے تہور و غضب میں آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو تیغ کپتان فرنگی پر روکا الجھاؤ سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس نے بھی خالی دیا دو چار وار رد و بدل ہوئے تھے کہ ایک مقام پر قیطاس نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا رستم نے بھی خالی دیا قیطاس بلٹا رستم نے فوراً کلائی پر قیطاس اژدر در کی ہاتھ ڈالدیا قیطاس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونوں جوان گتھے ہوئے زمین پر کشتی ہونے لگی دونوں لشکر کمال ششدر حیران یہ دونوں پھرتے رہے جہاں اٹک کر پڑے پسینے کے پتلے بن جاتے ہیں پھر وہانسے لڑتے ہیں دن بھر اسی ریل پیل میں گذرا شام کو قیطاس

رستم کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان تو مجھسے دن بھر خوب لڑا میں نے بھی تامل کیا کہ ذرا جرأت دیکھے
تو حال معلوم ہو دن ڈھلے لڑائی کی رات واسطے عیش و آرام کے اب واپس اور دوسرا دن کل
میدان میں آئیے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے پر وزیر کے نہیں سنتے قیطاس نے کہا اے جوان
سپہ سالار ایسے ایسے مقام پر بیٹھتے ہیں رستم نے کہا حکم اترتے ہیں روشنی کو حکم دو دونوں طرف سے
روشنی آئی سارا میدان روشن اور منور ہوا ایسی روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈالدیجئے تو اٹھا لیجئے پھر
آپس میں کشتی ہونے لگی آسمان بھی وہاں پیر اور سالی ایک چشمہ تھا تابان کو تقدیر پر رکھکر پڑا ہے
تماشا دیکھتی میدان گاہ جہان میں جلوہ فرما ہیں ستارے آسمان پر ہیں فرشتوں نے اپنی
آنکھیں لگا دی ہیں سب لوگ تماشا دیکھنے میں مصروف ہیں تمام رات کشتی رہی صبح کو عالمشاہ
بادشاہ دنیاں کرنے لگے تعریف کر رہے ہیں ہر طرف یہی ذکر ہو کہ دونوں جوان بے نظیر ہیں
انکا کوئی ہمسر دنیا میں نہیں ہے تیسرے دن قیطاس نے کہا اے جوان آج تیسرا دن ہو
کہ دونوں لشکر کے خورد و خواب ہیں اور ہمارے تمہارے کسیطرح فیصلہ نہیں ہوتا اب
اور ایک زور آخر کرتا ہوں یا تمکو اٹھا لیا یا اپنی جان کو نثار کرونگا یہ کہکے دونوں مونڈھے
تھامے حمائل میں رستم کی سرا [illegible] ریل کرے دوڑا رستم دم کے شمار پر بیٹھتے چلے آئے ہیں
دو قدم ریل کر لایا رستم ایشتے آئے مونڈھے پکڑ کر ہاتھ مارا بایاں گھٹنہ رستم کا آشنا زمین ہوا قیطاس
اور جھایا کہ میں ہاتھ ڈالکے اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اسکو بھی اکھیڑ لیتا اس
[illegible] لنگر میں میں حرکت بھی نہیں تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب مجھے زور نہیں
سلیما اب آپ کے زور کا منتظر ہوں یہ سنکر رستم اٹھے قیطاس کو لے دو ہاتھوں میں
دم [illegible] مارا دونوں گھٹنے قیطاس کے آشنا زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کروں مگر رستم
نے دونوں ہاتھ ستون کیے کمر میں ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی زور کیا پہلے زور میں زمیں
سے اٹھا دوسرے زور میں تا سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اُسے چاہا معلوم ہو
[illegible] دونوں پیچ کر دوں رستم نے دونوں پاؤں اسکے پکڑ کر اسطرح چرخ دینا شروع کیا کہ
[illegible] دیکھنے کو تماشا مثل طاؤس آتشباری کے چرخ کھانے لگا رستم نے [illegible] کر
[illegible] کر چھاتی پر سوار ہو کر گردہ زانو کو دبا کر فرمایا حالا دست ما [illegible]

چہ پہلوئی قیطاس نے غصے میں جواب دیا کہ میں آپکا مذہب اختیار نہ کرونگا آخر میں جو اسے کلمۂ سخت کہا رستم کو بہت ناگوار ہوا ایک ہاتھ سر کے پیچھے ایک ٹھوڑی پر رکھکر کہا مع ترچھے گردن کھینچی فوج والے دوڑ پڑے اودھر سے بھی لوگ چلے دونوں لشکر لڑنے لگے آخر ملازمان قیطاس لاشہ اپنے مالک کا لیکر طرف صحرا کے بھاگے رستم فتح کرکے داخل قلعہ ہوئے آفتاب تاجدار کو بڑی خوشی ہوئی رستم نے فرمایا ملکہ کا قفس لاؤ قفس آیا ملکہ کو قفس سے نکالا آفتاب تاجدار کے سپرد کیا آفتاب ملکہ کو دیکھکر خوش ہوگیا ملکہ مہ جبین سفید پوش کو بھی بڑی خوشی ہوئی دونوں عاشق و معشوق ملے جلسہ ناچ و راگ و رنگ کا رہا بعد کئی دن کے رستم نے سمک سے کہا لشکر کو یہان پہونچاؤ سمک نے شاگردون کو روانہ کیا لشکر ظفر اثر بھی آکر پہونچا دور دراز سے صحرا میں مقام کیا تیسرے دن حکم ہوا لشکر تیار رہو کوچ کیا جائے طرف طلسم ہفت پیکر کے کب پہونچنا ہوگا رات کا رونق نے عرض کی طلسم جالینوس کا تو ابھی عجب مقام [illegible] حملہ پر موقوف ہے علشاد تو دیکھے سرحد طلسم جالینوس کا بھی اشتیاق [illegible] ولی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کیا ملکہ رنگین ادا بھی [illegible] منزل در منزل جاتے ہیں ایک شب کو ایک مقام پر فروکش ہوئے تب کو توپ کی [illegible] آئی کہا ای سمک دریافت تو کرو اسوقت میں کسکا دل گروہ ایسا ہو کہ سطح [illegible] سمک باہر نکلا شاگردوں کو بھیجا ہرکارے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے عرض [illegible] ایک پہلوان جو جنگلے آیا جائے پر قبضہ کیا ادشاہ وہانکا تیر دولتمند پہلوان [illegible] بیٹا تیر کا سیار گرگدن سوار بھاگ کر صحرا میں فروکش ہی جاتا ہے پہلوان [illegible] نہیں معلوم کہ کیا باعث ہوا رک گیا رستم نے کہا ای سمک تم جاکر دریافت کرو [illegible] کیوں اس تاجدار کو مارا کیا باعث ہوا وہ پہلوان کون ہے باعث اس سے [illegible] سمک پاس سیار گرگدن سوار کے ہو کیا سیار گرگدن سوار حیران و پریشان [illegible] میں فروکش ہے یہ جو سنا کہ رستم کا عیار آیا ہے اعزاز تمام بلوایا سمک کی [illegible] سمک نے سب پوچھا سیار گرگدن سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ [illegible] ہماری ہمسر ہر ایک دل پرائے شکار گئی تھی میثاق ہر برکش پہلوان اس

حوالی میں رہتا ہے دیکھکر ملکہ کو مائل ہوا وال کو ہمارے پیام دیا والدہ نے تو صد امورات سلطنت
کے جواب با صواب دیا اسکو ناگوار ہوا لشکرکشی کرکے آیا والد سے طالب ہوا اسنے کہا حرا
ہم بیٹی نہ دینگے اُسنے ظفر کیا والد پھر گرفتار کیے دو ہزار جوانون نے میرا ساتھ دیا میں تڑپا پھرا
یہان چلا آیا ہمشیرہ بھی میرے ساتھ ہے اسقدر مجھکو احتیاط تھی کہ جب نکلکر بھاگا تو اسکو بھی اپنے
ساتھ ہی رکھا اپنے سے جدا نہین کیا سمک یہ حال دریافت کرکے خدمت مین رستم کی آیا
سیار رکرگدن سوار نے ایک عرضی بھی رستم کو لکھی کہ غلام کی سرپرستی فرمائیے اس پہلوان کے
ہاتھ سے بچائیے سمک وہ لیے آیا رستم سے حال بیان کیا عرضی سیار رکرگدن سوار کی پیش
کی رستم عرضی دیکھکر بہت متردد ہوئے فرمایا کہ ہم جاکر میثاق ابن برکش پہلوان سے مقابلہ
کرینگے دو کل جاکر دربار میں اُس سے سمجھین گے رستم تو اس فکر میں ہیں وہاں میثاق کو جب
سوجھی کہ فلان مقام پر شاہزادہ فرخ کش کا لشکر تیار ہے رات ہی رات جاکے سیار کو گھیر لیا اور
طبل جنگی بجوایا سیار رکرگدن سوار نے خبر سُنی اسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونوں لشکروں میں
تیاریان ہونے لگیں سیار رکرگدن سوار کے دو ہزار جوان جو قلعے سے ساتھ آئے ہین سب
جانباز و سرفروش ہیں شاہزادے کے خیرخواہ ہین تمام رات تیاری رہی میثاق کے
ہمراہ بائیس ہزار جوان ہیں اسکو اپنی جمعیت کثیر پر غرہ ہے جب ان دو ہزار جوان نے دست بستہ
عرض کی حضور کچھ تشویش نہ فرمائیں جبتک ہم لوگ زندہ ہین کیا مجال ہے کہ آپ تک کوئی آسکے
ہم سب جان نثار ہیں جانیں نثار کرینگے اور حضور کو بچا لینگے صبح کو میثاق بائیس ہزار فوج لیکر
میدان میں آیا سیار رکرگدن سوار ایک مرکب عربی پر سوار دو ہزار جوان ساتھ میدان میں جاکر یہ
حال دیکھا گھبرا گیا اُسکے ساتھ بائیس ہزار جوان اپنے ساتھ دو ہزار پائے سب پریشان ہوا
یہ بھی خوف ہوا کہ اگر یہ بیچا حملہ کرے تو دو ہزار کا پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے مگر آگے سامنے صفیں
باندھیں میثاق نے گھوڑا نکالا اور للکار کر آواز دی ای شاہزادہ والا تبار بہتر یہ ہو کہ میرے
پاس چلے آؤ شاہزادی کی میرے ساتھ شادی کردو قلعہ اپنا لو اپنی علمداری بھی تمھارے سپرد
کردونگا اس ملک کا نام لیجیے گا اسکو چلکر فتح کردونگا کئی سو پہلوان ہمراہ رکاب موجود ہیں
یہان تک کو ہمراہ لیکر آتا ہوں اور آپ نے شکست کھائی بے مروّتا اس مقام پر فروکش ہین

بر حاضر خدمت رہونگا نا زاٹھاؤنگا سیار گرگدن وارے کہا نہ تو یہ ہوسکیگا کہ حیوان کی خدمت
میں حاضر ہوں اور نہ یہ ہوسکیگا کہ اسکی اطاعت کروں جو فلک گردش دکھائے اُسکے
دیکھنے میں کوئی چارہ نہیں مگر دل حسرت کہ ہاے مقصود یہ ہوا کہ ان اژدہوں میں خاموش تاب مجھے
میں سرنگوں غم سے کلیجہ سوز اس پریشانی میں کھڑا ہر کہ یثاق نے بتہور و تعصب پکار کر آواز دی
ای سیار بھیج کسکو تیار رہنے دست راست کی طرف دیکھا بھائی اسکا مخمور توسن سوار ہوئے
کو آگو آتا ہوا قریب آیا کہا ای بھائی اجازت ساداں پسکل رخصت حاصل کی میدان میں آیا
جیسے ہی تقابل ہوا یثاق نے بیرہ مارا مخمور نے نیزے کو سپرے کی سان پر لیا حد ضبیس
رد و بدل ہوئی تعجب کہ یثاق نے گنڈا پیچھے ہٹا کر نشانہ تاک کر بیرہ مارا سینہ مخمور کا نشانہ
ہوا اور مخمور نشانہ ست یثاق سے بھی خون جاری ہوا یثاق نے پکار کر آواز دی کیون
شاہزادے ہیں اب تک آپ نے محنت اٹھائی ہو آپ کے بھائی کے تن سے خون نکلا ہے
دیکھی شاہ زخمی کرایا ہر طرح نہیں اطاعت سے واسطہ ہو آپ چلے آئیے میں آپ کو سلک کے
تخت پر بٹھاؤں اسلیے کہ ان دنوں حالی جزائر قلعے میں سنانا ہو کیوں ان دو ہزار کو
قتل کرائیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا حیران کھڑا ہو جی میں کہتا ہوا ای سیار فلک نے
یہ ساماں دکھایا کیوں ہمیں ہنسایا کروں اب کسے مقابلے میں سمجھوں کہ اسکو جواب تو دے
اسکا کہ ہاتھ جاتا ہی لمبلاد دیا سوچ میں سیار کھڑا ہوا اور یثاق گینڈے کو مہمیز کر باہر
ساتھ والے سیار گرگدن سے کہا کہ تو مرعاگ جا نہیں گھوڑا چلاں کیا من اس انتشار
میں تھا کہ صحرا سے گرد اڑی تیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد ا دلاور امیر عرب
گیست علمشاہ رستم لقب دیگر علمشاہ رومی تہ مثیل رود شہ کہ تخت زرین فلک ثور +
سٹ کیسے لگے رکھا تیر سینۂ جرأت کر نار میدان جلالت فرزند صاحبقران علمشاہ دو سیار
مرکب اڑاتے ہوے آپہونچے یثاق کو سو میدان میں پایا کہ کلمات سخت دست کرتا ہو
علمشاہ نے وہیں سے للکارا اور معرور عقل و مروت سے دور شاہزادے سکو اسی تاب
کر رہا ہے یہ کہکے گھوڑا اڑایا تین جھکیوں میں قریب یثاق کے ہو کے لگا ورزش ہوے
چھ قدم گینڈا یثاق کا تین قدم مرکب رستم کا ہٹا یثاق گرتے گرتے گینڈے سے بچا

چکا

جمال میثاق پر نگاہ پڑی حیران ہوگیا کبھی ساتھ والے بھاگتے ہیں کبھی نیزے لیے پلٹ پڑتے ہیں
سعی در ہم برہم سرنگون فوج کے علم میثاق حیران ہو رستم نے سیار کر گردن سوار سے پکار کر
آواز دی اے شاہزادۂ والا قدر آسمان ریاست کے مدر گھبراؤ نہیں ہم خاص تمہارا حال سنکر
آئے ہیں تردد نہ کرنا اتنے شاہزادہ سیار کر گردن سوار رستم کو دیکھکر خوش ہوگیا جھک جھک
کے سلام کرنے لگا یہاں رستم نے میثاق سے کہا نیزہ اٹھاؤ ہم پر وار کرو یہ سنتے ہی میثاق
کانپنے لگا مگر نیزے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس میں زد و بدل ہوئی نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ رستم نے جھٹکا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میثاق کے نکلگیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مانند تیر شہاب زمین پر
گرا لشکر دان میں غریو ہوا شاہزادہ سیار اچھل پڑا کہتا تھا قربان جرأت اس جوان کے
کس سلف سے لڑا کیا اور کس سہولت سے نیزہ نکالا بہا در ایسے ہی ہوتے ہیں میثاق نے
جھلا کر قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار اسکی قریب سر کے ہوئی سپر کو گردش دی دا شانہ مارا تلوار پھٹ پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاہا فروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لوں میثاق نے گریبان پر ہاتھ رکھا
دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی رستم تڑپ تڑپ کے ڈٹنے لگے
جہاں پر پکڑ لائے دو گھسے مارے جن فنون پر میثاق کو ول سے وثوق تھا انہیں عاجز کیا
ذرہ پارہ پارہ مزاج آوارہ بھیا انجھیا کے لڑ رہا ہو رستم شیرانہ ہنگامہ رستمانہ لڑ رہے ہیں
جب ریل کر لیگئے جھٹ پٹ پکڑ لائے گردن پکڑ کے دو گھسے مارے دو تین ڈٹے مار دیے
میثاق کی گردن سوجی ہوئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہو حیران و مضطر کہ میں کس بلا میں
آکر پھنسا عجب شیر سے مقابلہ پڑا ہو دیکھیے کیونکر جان بچے دو پہر ڈھلی تھی کہ میثاق نے دونوں
مونڈھے رستم کے تھامے ریل کرنے دوڑا استو سات قدم تک لایا وہاں جاکے پکڑا رستم
لنگر بار کر بیٹھے اوپر آکر میثاق چھایا ایک زور دیا کیا کہ اگر پہاڑ پر گرتا تو اکھیڑ دیتا مگر لنگر میں اس
کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہوں مثل شیر
غضب ناک کے رستم کو بابا ہر دو سے خمار پر بل پڑے ہوئے تڑپ کے اپنے مقام سے اٹھے

ریل کرے دوڑ سے چاہا اُسنے بایان گھٹنہ زمین پر قائم کرون علمشاہ نے واہنے بازو کا کہ
مارا ریل کرنے دوڑے اُنیس بیس قدم لائے وہان پر آ کر پکہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوے لنگر قایم کیا مگر میثاق نے کسی فن پر ہوش نہ دیا جگر مثیار رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زنجیر کمر مضبوط پکڑ کے زور حوکیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اٹھ حود سر کو بلند کیا داہنا قدم آگے بایان پیچھے ہٹایا چاہا
اُسنے لنگر مارون رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا نقش مانندھا چارون شانے چت گرا کو دکر
چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا ای میثاق تمنے ہزارہا بندگان خدا کو بیجا مارا کر یہ شاہزادہ عاجز ہوکر
اس جنگل مین چھپا تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اب شناخت پر وردگار مین کیا کہتے ہو یہ سُنکر
میثاق نے کہا ای جوان اگر قتل کرنے کا بھی ارادہ کرو گے تب بھی مذہب تمہارا قبول نہ کرونگا
یہ سُنکر رستم کو غصہ آیا سینے سے اُٹھے ایک پانون دونون ہاتھوں سے تھاما ایک پانون کو دونون
پانون سے دبایا چیر کر مثل کرپاس کہنہ کے پھینک دیا حج والون نے جو یہ معاملہ حیرت افزا
دیکھا فوج تو بیتاب ہو گئیں ہزار آدمی آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر سے سیار نے جو رستم کو
تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ اس شہریار کی مدد کرو دو ہزار جوان آپڑے دونون لشکر
ملگئے تلوار چلنے لگی رستم لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تاک تاک کے افسر
قتل کیے قلب فوج مین رستم لڑ رہے ہیں تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار جوان مارے
ستھراؤ کر دیا لاشون نے میدان بھر دیا کفار بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف امان امان کا غل ہے
افسر اعلی محبوب تیغ زن رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے آیا عرض کی اب
ہمکو امان ملے سب مسلمان ہوتے ہین علمشاہ نے تلوار نیام انتقام مین کی محبوب کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سیار کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے ہمراہیان میثاق نے بھی
اطاعت کی سیار کو تخت پر بٹھایا اور غربا یا امرا برادر سلطنت مبارک ہو تمھارے باپ کا
قتل ہمکو بہت ناگوار ہوا اس بیحیا نے بڑا فتور کیا فوج لیکر چڑھ آیا ای شاہزادہ والا قدر سناب
یہ ہر کہ دین اسلام پر قائم رہو جب تکو کوئی دغا نے رار ہمکو نامہ لکھو کسیکو تمھاری مدد کو
بھیجیں گے کیا مجال کہ کوئی تمسے آنکھ ملا سکے سیار کر گردن سوار ے قبول کیا سیار سے

اُس قصر کو صفا کرایا فرش سے آراستہ کیا شیشہ آلات جھاڑ وغیرہ وہان لٹکائے رستم آکر مسند پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہر ایک رند بادہ خوار بیشرم اور رستم کی سب تعریفین کر رہے ہین گرد قصر کے ایک سمت دریا اور ایک طرف صحرا ہی تماشا دیکھ رہے ہین کہ یکایک دریا مین ایک غرش بیدا ہوئی مچھلیان اُبھرنے لگین ٹھنگ سنا دری کر رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک بجرا ظاہر ہوا یہ بجرہ نگاکین چند ریون کی گاتیان باندھے ہوئے سنہری ڈانڈے باتھ مین دریا سے ڈانڈا سیندھی پڑی بجرا اسی جانب چلا آتا ہی ایک مہ جبین اُس بجرے پر سوار دریا سے جواہر مین غوطہ زن چند کنیزین گرد گھیرے ہوئے بجرہ اسی جانب آتا ہی علشاہ بنگاہ غور دیکھنے لگے وہ شاہزادی بھی اِدھر ہی دیکھ رہی ہی رستم اُٹھ کھڑے ہوئے سنگ لنگن جو بجرے کو گھیرے تھین رستم نے اشارہ کیا اودھر کنارے پر بجرے کو لاؤ بجرا کنارے آکر ٹھہرا علشاہ قصر سے اُترے جوش عشق مین اُس معشوق پُرفن کے زیر قصر آکے دیکھا بجرا ٹھہرا ہی وہ نازنین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہی کہ علشاہ ہو بجے جانبین سے نگاہین چار ہوئیں برچھیان کلیجو کے پار ہوئین علشاہ نے حسرت دیکھا اُس نازنین نے بنگاہ محبت دونون مین ٹکٹکی بندھ گئی علشاہ اشارے کر رہے ہین وہ نازنین دانت کے نیچے اُنگلی دباتی ہی اور اشارے سے منع کرتی ہی کہ ہمین اپنے قریب نہ بلائیے ہمارا وہان آنا بہتر نہین اگر ہماری ملاقات کا اشتیاق ہی تو آپ خود بجرے پر آئیے یہ جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا رستم طرف بجرے کے چلے وہ نازنین کنارے پر آکے ٹھہری کیسر ونسے اُس نازنین نے اشارہ کیا کٹہرہ ڈالدو کنیزون نے کٹہرہ ڈالدیا علشاہ زینے کو طے کرکے بجرے پر آکے اُس نازنین مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا علشاہ کو لیکر چلی یہانسے تیار وغیرہ پکار رہے ہین ای شہریار ہم لوگ ملاقات سے محروم رہینگے دیکھیے بجرہ چلا جاتا ہی علشاہ کچھ جواب نہیں دیتے ماکھیں بجرے کو کھینے لگیں اور لیکر روانہ ہوئیں جب بجرہ بیچ دریا مین ہو گیا ملازمان تیار نے سخت غل مچایا علشاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ بجرہ دریا مین ہو گیا علشاہ نے طرف اُس نازنین کے دیکھا کہ یہ کیا حرکت کی بجرہ کیون کنارے سے

ہٹا یا اُسی مقام پر پہونچا وہ نازنین پہلو سے رستم کے اُٹھی شگالنوش نے کہا جو مین نے کہا ہو وہ کرو ہمارے حکم کے خلاف نہ ہو بس یہ کہنا تھا کہ شگالنون نے بجرے پر ڈانڈین مارین بجرے نے چرخ مارا چرخ مار کر بحرہ غرق دریا ہو گیا شور غل بلند ہوا ستیار قصر سے اُتر آیا جو لوگ ستیار کے ساتھ تھے وہ بھی روتے ہوے آئے پکار رہے ہین آقاے امدار پر کیا گذری یہ نازنین کون تھی شگالنوش نے کیا دام مکر مین پھنسایا یہ ذکر کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمر و قنطورے وغیرہ سے آراستہ ہو کر حست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہو دیکھا سوار غل مچا رہے ہین سمک نے پوچھا خیر تو ہو سیار کر گردن سوار نے نعرہ کہا اے عیار تو کسکی تلاش مین آیا ہو سمک یلداقی نے کہا مین رستم کا غلام ہون انھین کی تلاش مین آیا ہون آقاے نامدار کہان تشریف رکھتے ہین سردار رونے لگے کہا اے عیار ابھی ایک بحرہ اسطرف سے آیا ایک نازنین اُسپر سوار تھی شہریار اُس نازنین کو دیکھکر قصر سے اُترے اُسنے بمحبت بلایا یہ بجرے پر گئے وسط دریا مین جا کر بحرہ خود بخود غرق ہو گیا ہم لوگ وہی افسوس کر رہے ہین معلوم آقا پر کیا گذری میثاق کو آکر مارا ہماری عملداری اگر قلعے پر کرالی اس قصر مین بلاے دعوت لاے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ آقاے نامداریون غائب ہو جائینگے اب اُنھین کی تلاش میں ہین ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کہ ہمین جا کر آقا پھنسے سمک نے کہا اصل یہ ہو کسی ساحر کی قضا آئی کہ آقا کو لیگیا ہم تلاش کر لینگے یہ کہکے سمک آگے بڑھا دریا مین ایک ڈھیلا پھینکا دیکھا ایک مچھلی دریا سے پیدا ہوئی مچھلی نے بہت غوطے مارے دریا مین غوطے مار کر غائب ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے وہی مچھلی منہ مین وہی ڈھیلا لیے ہوے آئی اُس ڈھیلے کو لا کر کنارے دریا کے پھینک گئی اور آپ غائب ہو گئی سمک نے کہا یہ دریا بھی اُسیکے سحر کا ہو جو آقا کو لیگیا جسنے ڈھیلا دریا میں پھینکا ایک مچھلی اسی ڈھیلے کو باہر ڈال گئی یہ کہکر سمک نے اُن سبکو تسکین دی کہ آپ لوگ اپنے مقام پر جائین اور آقا کے واسطے دعا کرین مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون یہ کہکے سمک ایک جانب چلا سیار کر گردن سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین کہان تلاش کرون پر عیار طلسم در گار ہین یہ تلاش کرین تو شاید کر لیں ہم جا کر کہان ڈھونڈھیں اور کیونکر

حیرمنگائیں ہرکارے روانہ کرتے ہیں دیکھیے کیا خبر لاتے ہیں چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے آپ بھی فکر میں بیٹھے لیکن رستم جب بجرے پر سوار ہوئے معشوق پریچہرہ کو پہلو میں لیکر بیٹھے جب بجرہ غرق ہونے لگا رستم اٹھے آنکھ بند ہوئی بجرہ ڈوب گیا طبیعت کو بڑا افسوس ہوا جب رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا میں پایا حیران پریشان کہ میں کہاں تھا کہاں آگیا وہ صورت اس محبوب پریچہرہ کی آنکھوں کے نیچے پھرتی ہے حیران حیران ایک جانب چل نکلے ایک سڑک پر رستم چلے آتے ہیں یہ دیکھ رہے ہیں کہ بار سڑک کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے سوچ رہے ہیں کہ سڑک کو طے کر دوں تو باغ میں جاؤں یہ سوچکر رستم جلدی چلے سڑک کو طے کیا قریب در باغ آکے جب ارادہ کرتے ہیں اندر جاؤں دل دھڑکتا ہے پھر ٹھہر جاتے ہیں چند ساعت اسمیں گذری کہ عورتوں کے بولنے کی آواز آئی دیکھا پانچ چار کنیزیں ہاتھ میں ہاتھ ہنستی کھیلتی چلی آتی ہیں رستم کو دیکھکر کنیں رستم حیران ہوئے کہ یہ کیوں کنیزیں میں نے انکو آنے سے منع بھی نہیں کیا میں معلوم کسکا کیا ہے پھر اس سوچ میں کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سمک بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا آتا ہے رستم عیار کو دیکھکر نہال ہوگئے عیار نے جو آقا کو دیکھا خوش ہو گیا پکار کر آواز دی ای شہریار کیا عرض کروں جو کچھ دل کی کیفیت ہو کسی ساحر نے شاید بیچ میں شعبدہ کیا اس سے دل گھبراتا ہے نہیں معلوم کیا ہوا اس طلسم کی ہے رستم نے کہا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا سمک نے کہا آپ اندر کیوں نہیں تشریف لیجاتے رستم نے کہا جب قصد کرتا ہوں دل دھڑکتا ہے طبیعت پریشان ہو سمک نے کہا حضور باہر ٹھہریں غلام گشت سے باغ میں جائے حال کھلیگا رستم باہر ٹھہرے سمک پشت باغ پر چلا آکر کمند ماری جست کرکے دیوار پر آیا دیکھا باغ جنت نظیر گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلموں نہر سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہیں صدہا عورتیں چمنستان میں ٹہل رہی ہیں گلہائے رنگا رنگ گلہائے گل سے توڑ کر محرم سے محرم کیے ہیں بعض نے پھول لیکر زمیں پر پھینکے ایک سماں ملتفت ہوا اس عیار سے جگنو چمک رہے ہیں بعض ہاتھ ہلاتی ہیں برقیں چمکاتی ہیں بعض شعبدے دکھاتی ہیں بعض لڑ رہی ہیں عجب عجب طرح کے وہ عورتیں شعبدے کر رہی ہیں سمک دیکھکر حیران ہوا کہ آسمان سے رخ چکی سمک نے دیکھا ایک نازنین

نہایت حسین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار تخت سے اتری مسکرا کر کہا گلعذار ہمارے پاس تو آؤ جیسے ہی وہ خواص قریب گئی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس نازنین کے صدائیں مہیب تاک آئے لگین حسب سمک نے ارادہ کیا کہ ملٹون جی مین کہتا ہے یہاں تک سب حال تو سمجھ لون یہ سوچکر دیوار سے اُترا ایک ذرفشہ نخل مین چھپ کر بیٹھا وہ نازنین آ کر مسند پر بیٹھی کنیزین جب سامنے آئین تو ملکہ کو معلوم ہوا کہا ارے گلعذار ہماری خواص کو لاؤ کنیزون نے عرض کی اُس سے کچھ بے ادبی ہوئی حضور نے اُسکو قتل کیا اب وہ کہان ہے اُس نازنین نے کہا ہم ابھی اُسے بلواتے ہین فلان نخل کے سائے مین جا کر آواز دو وہ فوراً چلی آئیگی ایک کنیز نے جا کر آواز دی پہلو سے نخ کے وہی گلعذار جس پر برق گری تھی وہ چلی آتی ہے آ کر بجائے تسلیم جھکی پوچھا کیون گلعذار کہان تھی حقیقت مین ہم نے بڑی خطا کی تمکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا اُسنے کہا معاملہ دُنیا و عقبیٰ سب دیکھ آئی پھر عرض کی واری خداوند ہفت پیکر تخت پر بیٹھے تھے جتنے سنگ تراشی خداوند ہین وہ موندھوں پر بیٹھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خداوند ہفت پیکر سب سے بہے ہین لیکن وہ ترسے نے ادب ہین جو آپنے لڑتے ہین اور بہت سے معاملات عقبیٰ دیکھے اگر اُنکو عرض کرون تو مہینوں گذرین گنہگارون کا جہنم مین جانا عجب تماشا ہے اور نیکون کا بہشت مین ہونا عجب مزا ہے سب ایسے ایسے مقام پر خوش ہوتے ہیں خواص سے یہ باتیں ملکہ رعنائے شیرین کلام کر رہی ہین کہ ایک خواص اُدھر گذری جدھر سمک بیٹھا تھا سمک نے اُسکو اپنے قریب بلایا اور بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آ بیٹھا جب وہ کیسر باتین کر کے ہٹی تو ملکہ نے آواز دی اری نسترن سمک کو خوف ہوا تھا کہ ایسا نہو مجھ سے بھی ہاتھ ہلا دے وہ خواص دور کھڑی تھی حاضر حاضر کہکر دوڑی اسلحہ حاضر حاضر کہتی ہوئی آئی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے کہا واہ بی نسترن دور کھڑی رہتی ہو ہمارے قریب نہین آتین کچھ ہمسے باتین کرو ہمارا بھی دل بحال ہو نسترن نے سر جھکا لیا کہا واری کیا پوچھتی ہو خداوند ہفت پیکر نے یہ عنایت فرمائی کہ اب مجکو سب ناب و بدحال معلوم ہوتے ہیں ملکہ نے کہا تمنے آجتک نہ بیان کیا ۔ عیار فرزند حمزہ کا چلا تھا تمنے ذکر کیا تھا کہ عیار رحل چکا ہے

پھر تم نے کچھ ذکر نہ کیا کہ وہ عیار کہاں گیا ہمارے باغ میں تو نہ آیا یہاں آتا تو مزا اُٹھاتا تم نے اُس دن سے پھر بیان کیا کہ عیار کہاں گیا نسترن نے کہا دیکھیے عرض کرتی ہوں اب سمک کے کان کھڑے ہوئے صورت اُس کنیز کی دیکھ رہا ہو کہ یہ کنیز کہاں کے جا رہا ہے دیکھنے ئی کترا کے قریب سمک کے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ کے کہا داری وہ مکار یہ بیٹھا ہے جیسے ہی کنیز نے ہاتھ بڑھایا تھوڑا سا سمک نے لپٹ کر خنجر مارا نسترن کا شکم چاک شقہ پاک کر کے سمک ایک جانب بھاگا لینا لینا کہکر کنیزیں دوڑیں سمک کو بھلا کون پاتا ہے لڑ بھڑ کر نکل گیا اب تو رعنائے شیریں کلام نے اتنا کوٹ لیا کہا او غضب دیکھو نسترن کو قتل کر گیا اب تو مگوڑا نہ آپکا ارادہ کریگا سمک نسترن کو مار کر باہر نکلا اس فکر میں ہو کر باغ میں پھر جاؤں حال اپنے آقا کا دریافت کروں ایک کنیز کو چیر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ میں چلا مہلدار نے پوچھا ہوا گل چہرہ کہاں سے آتی ہو سمک نے کہا بوا اب تو خوف آتا ہے موئی متی کی نشانی کو دیکھنے گئی تھی تو اُسی میری رہوں دیکھ کر خلی آئی خواہ مخواہ طبیعت کو لگاؤ ہوتا ہے کیوں بوا مہلدار عیار نسترن کو مار گیا مہلدار نے کہا ایک کنیز یہاں بیٹھی تھی اُسنے اُسکو کہا یہی سمک ہے اُسے خنجر مار دیا لڑ بھڑ کر نکل گیا اب تک مشہور ہو کر عیار طرار تھا مہلدار سے باتیں کر کے اندر باغ کے آیا ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا بوا گل چہرہ آؤ بیٹھو سمک بیٹھا بیٹھے بیٹھے عرض کی حضور کل شکو میں پڑی سو رہی تھی کہ خواب میں خداوند صفت پیکر تشریف لائے میرے سر پر ہاتھ رکھا میں نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ ارے بیٹھو کچھ دینے لیے آئے ہو ارے داری قدرت کی بڑی کراماتیں ہیں مگر وہی ملنا انکا ناممکن ہے ہمارے کہنے پر کیا موقوف ہے یہ حضور کو سناؤں علم موسیقی کا کمال دیکھئے میں یہ کہکے بایاں بجا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی **نظم**

جب تم صبح شب وصل ہو جاتے جانا — مر گیا ہوں مجھے تم کر کے جلاتے جاؤ
غش مجھے آتا ہے پہلو سے جو تم اُٹھتے ہو — زلف مشکیں کی ذرا بو تو سنگھاتے جاؤ
قبر عاشق سے صدا آئی جلا جاتے ہو مسیح — میرا مردہ ہے پڑا اُسکو جلاتے جاؤ
دید ماری ہیں ہو عدو سے بہت تم مشغول — ہم سے بھی آج ذرا آنکھ لڑاتے جاؤ
دستِ گستاخ مرے وصل میں ہٹتے جائیں — ہم وہ راگ لیا ان تم مجکو سناتے جاؤ

ہی جو گھر سے مرے جانیکا ارادہ ای یار	یا تو تیر اپنے مجھے زہر کھلاتے جاؤ
کاندھا دینا اگر ای یار نہیں ہی منظور	ایک ٹھوکر ہی جنازے کو لگاتے جاؤ
تمسے کہتا ہون کہ پچھتاؤ گے آخر ظالم	اس ستمگر سے محبت نہ بڑھاتے جاؤ
دل مرا تیر مژہ سے جو کیا ہی زخمی	ہاتھ تلوار کا بھی مجھپہ لگاتے جاؤ
آج اگر یار ہنسکر ادھر آ نکلے ہو	قبر عاشق پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ
قتل کرتے ہو اگر منھ نہ پھراؤ صاحب	اپنی صورت بھی تو عاشق کو دکھاتے جاؤ
ذبح کرتے ہو تو راحت کا ارادہ میان ہی ہے	میرے سینے کو بزانوے دباتے جاؤ
اک نہ اک روز عوض اسکا ملیگا سطوت	یار جو ناز کرے دلسے اٹھاتے جاؤ

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے قریب بلا کر دو تین ہار اپنے گلے سے اتار کر گل چہرہ نقلی کے گلے مین ڈالدیا سمک نے جھک کر سلام کیا دست بستہ ملکہ سے عرض کی آج شب کو صحبت آراستہ ہو کنیز گاکے بہر لطف حاصل ہو رعنائے کہا تمہین اختیار ہی تمھاری خوشی پر موقوف ہی طریقہ صحبت کا تیار کرو جسطرح تم کہتی سو یہی ہو گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھی تھی کہ سمک نے پھر عرض کی اگر ممکن ہو سکے تو کباب تمنگار رکھیے کبھی مینخانے کی مجھے دیجیے ملکہ کو گانا ایسا پسند آیا تھا کہ کنجی دیدی سمک کنجی لیکر مینخانے مین آیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوئے کوئی باقی نہ رہجائے سب لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے شراب لیجانے لگے دو گھڑی رات گئے تک شراب سبکو تقسیم کی چالیس گلابیان درست کر کے صحبت مین لایا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی ایک جام بھر کر رعنا کو بھی دیا رعنائے بھی جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا نشے مین کہا ہوا کوئی غزل گاؤ سمک نے کہا خدا نہ کرے کوئی عارضہ آنکھوں پر آوے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی بڑے بڑے عقیل و حکیم عالم مین اس عوارض کے پھنس گئے یہ باتین کر کے سمک نے اور ایک غزل گائی تعریفین جو ہونے لگین سمک جھک جھک کر سب کو سلام کرتا ہی عرض کرتا ہی عنایت خداوند ہفت پیکر ہو کہ ایسا کمال مجکو دیدیا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہو کہ پسر حمزہ کو بلوا لیجیے تو بنقل کیجیے رعنائے کہا ای بوا کیونکر قتل کرون جب اس ظالم کا ذکر آتا ہی

قلب تھرا رہا ہی جی چاہتا ہو اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہیں نکلجاؤں تو راحت پاؤں سمک نے کہا حضور دشمن خداوند ہفت پیکر ہی اُسکا قتل ہی ہونا بہتر ہی رعنائے شیرین کلام نے کہا رستم کو لاؤ چار حبشیں دوڑیں بیرون باغ سے علمشاہ کو لیکر آئیں سامنے بٹھا دیا اپنے مقام سے ملکہ رعنائے شیرین کلام اُٹھی کہتی ہوئی او ظالم تیرے واسطے جان دینا گوارا ہی تو نے پیارا ہی شربت وصل سے سیراب کر برائے خداوند ہفت پیکر رستم نے کہا او ملعونہ تیری صورت اصلی دیکھ چکا علاوہ صورت کے چار سو برس کا سن تاق ہی پھر کمسن بنتی ہی رعنا جھینپی رویا کی کسی بات کا جواب نہیں دیتی اب سمک نے گت شروع کر دی غزل گائی شمریاں گائیں حسب دیکھا کر رعنا خوش ہوئی جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکریں لیتی ہوئی سامنے آئی کیا محال تھی کہ قطرہ شراب کا گرے کنیز ویسے اشارہ کیا تم بھی پیو کنیزیں بھی پینے لگیں کسی ذی حیات کو باقی نہ چھوڑا سب کو شراب پلائی رعنا نے آنکھ ملا کر دو شعر گائے رعنا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہ ای نوا تیرے گانے کو قدرت نے تشریف لائے ہین یہ کہکے رعنا چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزیں اپنا اپنا کہ گرنے لگیں وہ بھی بیہوش ہوئیں سمک ملیداقی نیچے پکڑا اُٹھا رستم ہاں ہاں کرتے رہے سمک کو ثابت تھا کہ رعنا ساحرہ ہی پہلے اُسی کو خنجر مارا رعنا کا مرکر رستم میں جا لا کی آئی تیغ کھینچ ان شیک کرا کے اُٹھے لیکن رعنا جو مری ایک ابر گھر کر آسمان پر آیا برسنے لگا جیسے قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہو کے اُٹھا سمک و رستم کو گھیر اگو نے ترنج و نارنج لیکر کنیزیں جلیں چاہتی ہیں کہ خوب سحر کریں جلا کے خاک کر دیں اتو سمک گھبرایا دعائیں مانگنے لگا رستم نے بھی ہاتھ اٹھا دیے کہ اے او خالق لیل و نہار اب تو مالک مختار ہی اس آفت سے بچا لے ان جادوگرنیوں نے گھیرا ہی نظم

تمام خلق سر تو راغب و لتو ئی مرغوب	زمانہ طالب ذوات مبارکت مطلوب
کر دار دا ئی غم خوبان بجز تو چہرۂ خوب	جمال و حسن دل آویز و فکر ہوش اسلوب
گیے سر زیر علم آئی وہ گیے بالا	گیے بہ مشرق و مغرب گیے شمال و جنوب
فروغ نور تو آید زہر لیس پر دہ	توئی حجاب توئی حاجب و توئی محجوب
سر نور عقل تو دیدار راکی عاقل	بجذب عشق کہی اہل عقل را مجذوب

جہان سوار و پیادہ رکاب دار تو اند	عنان بدست تو دارند راکب و مرکوب
بخلق مالک و مملوک ہر دو ملک تو اند	مطیع و حاکم و محکوم غالب و مغلوب
چرا قبول خلایق نہ گردد این دیوان	کہ ہست دفتر توحید ہند یا مکتوب

بیقرار ہو کر جوان دونون نے دعا کی آسمان سے بجلی گرنے لگی چار چار کے سر اُڑ گئے کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا مُنھ کٹا نعرہ ہوا ستم ملکہ رنگین ادا کینزون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اس عیار نے ملکہ رعنا ے شیرین کلام کو مارا دیکھیے وہ لاشہ تڑپ رہا ہے رنگین ادا نے مُنھ پھیر لیا کہا اونا لائق کیا بکتی ہو اب تو رعنا قتل ہوئی اِس شیر کو بچانا چاہیے یہ کہکے دو تین گولے ایسے مارے کہ سب کے سب بیٹے کچھ بھاگین کچھ الاماں الاماں کر رہی ہین کچھ قتل ہوئین کچھ مطیع اسلام ہوئین اب رستم آکر اُس باغ مین اُترے اور لشکر بھی آگیا بیرون باغ لشکر اُترا رنگین ادا رستم کو لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھیں دورِ جام چلنے لگا رات بھر صحبت عیش و نشاط قایم رہی صبح کو رستم باہر باغ کے نکلے رنگین ادا ساتھ تھیں کہا ای رنگین ادا ایسا کام کرو کہ ہمکو تاج طلسم ہفت پیکر ہو سکا دو رنگین ادا نے عرض کی تاج طلسم ہفت پیکر ہو سکنے مین ہزارہا بندگان خدا کی خونریزی ہوگی سنکے عظم ڈرنگیے رستم کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ای رنگین ادا جو کچھ ہو ہمیں تاج طلسم ہفت پیکر ہو سکا دو ایسا نہ ہو کہ ہمارے فرزند پر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہے رنگین ادا سے یہ باتیں کر رہے ہیں اور رنگین ادا سب کچھ سمجھا رہی ہیں مگر یہ ابھی کہے جاتے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی علمشاہ ہاتھ پکڑے ہوے رنگین ادا کا دیکھنے لگے کہ دامنۂ گرد نمایاں ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار رفیق و شفیق گھیرے ہوے جو بیس علمدار علمونکو جلوہ دیتے ہوے نشان جو بیس ہزار فوج کا ظاہر ہوا لیکن کرگدن سوار معرور معلوم ہوتا ہے ساتھ والونسے بات نہیں کرتا جب چلا آتا ہے کئی جادوگر بھی ساتھ ہیں یہانتک بڑھکر ہرکاروں نے پوچھا معلوم ہوا اغلاق کوہ شکن پہلوان کا نام ہے اور کئی پہلوان بھی ساتھ ہیں زنجیر دونے کمر باندھے ہوے ٹہل رہے ہیں معلوم ہوا کہ اب کوہ خارا شکن سے آتا ہے آج کوہ خارا شکن پر ہفت پیکر کا جلوس ہے وہین اُسکو خبر معلوم ہوئی

قبل ملکہ رعنا سے شیرین کلام کی اس پہلوان کے نام حکم ہوا کر جا کر پسر حمزہ کی شکلیں مانند حکم
لاؤ ہر کارے یہ خبر دریافت کر کے سامنے رستم کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رستم نے کہا
خدا مالک ہے ہرکاروں نے تمام کیفیت عرض کی بڑا سرور معلوم ہوتا ہے کلام بہت کم کرتا ہے
ایسے روز بازور شرا مانہ ہے رستم نے کہا خدا مالک ہے سمجھا جائیگا یہ کہکے رستم بیٹھے جاتے ہیں
بارگاہ میں بیٹھیں کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی علمشاہ نے سر اٹھایا فرمایا دریافت
تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے اس لشکر کا کیا ارادہ ہے سمک نے عرض کی ہمارے ہرکارے
ہر وقت لشکر دشمن میں رہتے ہیں سو کچھ ہوگا وہ ضرور آکر خبر دینگے یہ باتیں تھیں کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اغلاق کوہ شکن نے طبل جنگی بجا دیا کل اسکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے علمشاہ نے حکم دیا
کہ ای مہتر والا گہر کہہ دو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں ترقیم کیا ہے وہی پیش آنی ہے سمک نے جا کر طبل جنگی
بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری ہوئی جس وقت کہ
سامری آفتاب ہو محافۂ چرخ چہارم پوجا پاٹ کرکے نکلا جیولی ضیا کی گلے میں اسباب صبح شعاع
ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی میں آکر ٹھہرا اغلاق کوہ شکن پوجا پاٹ کرکے اٹھا
مسلح ہوا میدان کارزار میں آیا صفیں جمنے لگیں ادھر سے رستم فوج کو ساتھ لیکر سوار ہوکے
میدان میں آئے دیکھا اغلاق کی صفیں جمی ہوئی ہیں آمادہ کھڑا ہے رستم نے صف بندی
کا حکم دیا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکے ہٹے کہ اغلاق
نے گھوڑا نکالا میدان میں آکر سلحشوری دکھائی بعد اسکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے
یہ آواز دی آلاگرد فرنگی نے مرکب نکالا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان
ملے علمشاہ نے کہا ای آلاگرد میرا ارادہ ہے کہ میں خود نکلوں کہ جنگ کو طول نہ ہو میں
اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر میں ہوں یا دن آلاگرد نے عرض کی اب تو غلام گھوڑا نکال چکا
اب اجازت ملے علمشاہ نے اجازت دی آلاگرد تنگا ور روان ہوئے آپس میں نیزہ چلنے لگا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آلاگرد نے چاہا نیزہ نکالدوں گانٹھ کے بکہ مارا دونوں نیزے ٹ

غلاق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد نے مرکب بڑھایا منظور تھا کہ باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالے دن گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا سر سے ہٹا اغلاق کا وار چل گیا سر آلاگرد کا زخمی ہوا آسے جا بسر کاٹ لون رستم کو تاب نہ رہی دہن سے سرہ کیا خبردار کیا کرتا ہی ہاتھ نہ اُٹھانا یہ کہکے مرکب اُڑایا اپنی جلدی گھوڑے کو بڑھایا کہ ہاتھ اُسکا اُٹھا ہی رہا کہ رستم نے آلاگرد فرنگی کو پشت پر لیا اور سینہ سپر کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر رد کا اُبھا دیسے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مار دیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کپتیان دست زبردست رستم نوجوان اب جو تلوار پڑی سپر کے دو ٹکڑے کیے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے خود سر گری تا دو ابرو کاٹا اُسنے و ستا نہ مارا تلوار سینے سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اغلاق گینڈے سے گو اہالی فوج نے گریبان پھاڑ ڈالے رستم پر آپہنچے اودھر سے آلاگرد و آلاگرد فوج لیکر جا پہنچے دونون لشکر گتھ گئے تلوار چلنے لگی اغلاق نے جو رستم کی زبردستی دیکھی ایک نخل کے سائے مین آیا یکہ رکر آواز دی یا خدا وند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیو اپنی آنکھو سے دیکھ رہا ہون کہ سب افسرونکو جن جن کے اُسنے مارا جو مقابلے مین گیا وہ مارا گیا یہ باتین ورت کرتا ہوا خود اُتار کر ہاتھ پر لیا بلک بلک کے دعا مانگ رہا ہر رستم لڑ رہے ہین کہ ایک دھوسکا ہوا کا چلا غبار رشک ہو سمک یہ علامت دیکھکر بھاگا ایک غار مین اکر چھپا تھوڑے عرصے میں دیکھا اپنے لشکر کا نشان نہین معلوم ہوتا ہر لشکر رستم نمارو جید لاشے پڑے ہیں کتنے جیسے اُڑتے پھرتے ہین سمک حیران ہوا گیا مگر ہوا علمشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانہ مین پایا حیران ہوے کہ ای رستم معین یہاں کون پہونچا گیا لشکر والے کیا ہوے اس سوچ مین بیٹھے تھے کہ دروازہ اُسی مکان کا کھلا دیکھ چا، رنگی یہ نام بدانجام اندر مکاں کے آئے کہا ای جواں خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ بہت صدمے اُٹھائیگا رستم نے کہا ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں رنگیوں نے ... نیا اور ... کہا ... ارے یا خداوند ہفت پیکر یہ سدہ معصوب پر لعنت آپ کے یہ کلمہ لعنت کہتا ہو کہ ایک دنانا ہوا اس آسماں کا سے لگے اندھیرے کی ترقی ہوئی کاں میں

رستم کے آواز آئی او پسر حمزہ اب صدمات اُٹھائیگا تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا موقوف ہوا جب روشنی ہوئی وہی چاروں زنگی پھر قید خانے میں علمشاہ کے پاس آئے پھر وہی گفتگو کی رستم نے کہا میں پھر وہی لعنت کرتا ہوں دوبارہ پھر دتا ہوا زمین کانپی کچھ آواز دھوئیں کی آئی اور ایک صدا کان میں آئی اے پسر حمزہ پیدا کرنے والے کا اعتقاد نہیں کرتا ایسا نہ ہو قدرت زمین کو حکم دے زمین تجھکو نگلجائے سب چیزیں بنائی ہوئی قدرت کی ہیں جسکو جو حکم دیں وہ بجا لائے علمشاہ نے اپنے کو دوسرے مکان میں پایا تیسرے دن چوگی آکے زنگیوں نے وہی سوال ہفت پیکر پرستی کا کیا علمشاہ نے ہتھکڑی ماری کہ زنگی کا سر پھٹ گیا زنگی کا مر کر گرنا کہ ایک ہنگامہ ہوگیا سامنے کا باغ جلنے لگا بارہ دری میں آگ لگ گئی گر رستم دیکھتے ہیں کہ گرد آگ جل رہی ہے میرے جسم پر آگ کی تاثیر نہیں علمشاہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ آگ جسم پر تاثیر نہیں کرتی باہر آگ جل رہی ہے کل جل جلکر خاک ہوئے پھول بھی جل رہے ہیں جب چٹختے ہیں اُن سے آواز الامان آتی ہے کبھی پھول صدا دیتے ہیں ہائے ایسے ظالم کا قدم آیا کہ ہمکو جلا کر خاک کیا اس باغ پر خزاں آئی گلچین بدمعت نے یہ صورت دکھائی یہ آواز سنکر اور زیادہ رستم بیقرار ہوئے گھبرا کر آواز دی اے باغبان قضا و قدر اگر ہمارے کلیجے میں سوراخ ہو جائے تو بھی تیرے ہی اعتقاد کو یاد رکھیں تیری رحمت کو دل میں چھپا رکھیں گے زر گل شکم غنچہ میں جسطرح مخفی ہوتا ہے تیری عنایت بے نہایت کو فضل و کرم تیرا جانتے ہیں تیرے بندے تجکو خوب پہچانتے ہیں مگر اے معبود اس آفت سے بچالے یہ کیا بلا نازل ہوئی کہ جس سے رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ وہ تین زنگی پھر پیدا ہوئے ایک نے غل سے بڑھکر کہا اس شہزادے اب بھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے دوسرے کو بھی ہتھکڑی ماری اُسکا بھی سر پھٹا اُسکے مرتے ہی ابر تیرہ و تار گھر کر آیا اور پانی برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی وہ پانی کی طغیانی ہے کہ پناہ پانی مشکل ہے کیونکر آبرو بچیگی یہ پانی کیونکر دفع ہوگا دو گھنٹے کامل مینہ برسا دونوں زنگی سامنے پھر آئے کہا اے شہریار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے اُنسے بہتر کوئی خدا نہیں اگر اُنکو سجدہ کروگے بڑے فائدے پاؤگے امیر ہو جاؤگے پھر وہی ہتھکڑی ماری چاروں زنگی اسیطرح مارے گئے ہر مرتبہ آفت برپا ہوئی سخت آئی ہے مینہ برسا آگ لگی جان بچا

دشوار ہوتا ہی جب چار دن زنگی ار بگئے روشنی ہوئی ہتھکڑیاں بیڑیاں خود بخود کٹکر گرین رستم قید خانے سے نکلے دیکھا ایک شخص گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا اسی طرف آتا ہو خیال کیکے رستم نے دیکھا غلاق کوہ شکن گینڈے کو بڑھاے ہوے للکارتا ہوا آتا ہو او جوان کہان جائیگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا رستم حیران کہ یہ کیا ہوا دیکھا سامنے آتا ہو معلوم ہوتا ہو گھوڑا اسکو گرا کر آیا ہو زمین وغیرہ میں خاک لگی ہوئی ہو مگر علمشاہ کو مرکب غنیمت ہو گیا جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے آواز دی او ملعون آ نیزہ بازی ہونے لگی علمشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد نیزہ نکالا بعد نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار اسکی قریب سر کے جھکی علمشاہ نے جھٹکی کا ہاتھ مارا کہ داہنا ہاتھ مع تلوار اُڑ گیا زمین پر گرا اب گینڈے کو اُسنے بھگایا انھوں نے گھوڑا اُسکے پیچھے دوڑایا آخر وہ تھر اکے گر پڑا وہین سے علمشاہ نے تبر مارا سینہ کو توڑ کر پار گذرا قتل ہوتا اُس شخص کا کہ ایک ہنگامہ ہو گیا تمام صحرا مین غل ہو کر پہلوان دوران گرشاسپ جہان کو پسر حمزہ نے مارا خداوند ہفت پیکر سمجھیگے ہر طرف سے یہی آواز آتی ہو اب ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی رستم نے دیکھا کہ ہمارا لشکر اُفتاں و خیزاں آتا ہو راہ مین ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ ہمارے آقا کو کہین دیکھا ہو علمشاہ نے آواز دی ای آلا گرد اس مکار کو مار وہ لاشہ پڑا ہو خدا نے فضل کیا کہ لشکر والے آگر ہو یکے سردار ویسے رستم سے ایک ایک سے بغلگیر ہوے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے لشکر کو لیکر برسر منزل ہوے یہ منزل ہے ایک صحراے سر و زارمیں ہو یکے وہاں دیکھا نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا پہلوے گل میں بیتاب ہر طرف آمد بہار کے سامان عندلیبان خوش ادا کی اٹکھیلیان کوئی عندلیب بیقرار ہو کر پہلوے گل میں بیدل کر بیٹھی ہو جہان خیال آگیا زمزمہ سرائی میں حال دل سُنانے لگی کبھی روتی ہو عجب عجب ساماں اُس صحرا مین ہو رہے ہین رستم یہ حالات دیکھکر نہایت پریشاں ہوے گھوڑے سے اُترے داخل بارگاہ ہوے مصاحب و رفیق سب آکر بیٹھے سمک سے کہا کہ ملکہ رنگین ادا سے دریافت کرو کہ سرحد ہفت پیکر میں کب پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ رنگیں ادا بھی دربار میں آئین سلام کر کے بیٹھین علمشاہ

نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ مقام سرحد کوہ ہفت رنگ نہیں ہی رنگین ادا نے کہا اے شہریار سرحد کوہ ہفت رنگ دور ہی علشاہ نے کہا اے رنگین ادا کوئی راستہ جلدی کا پیدا کرو رنگین ادا نے عرض کی لونڈی فکر کر رہی ہی امیدہ خدا کو اختیار ہی میں نے کچھ فوج ساحران کو بلایا ہی اُسمیں ایک مارنیں ہی نہایت حسین و جمیل سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق یہ باتین ہتیں چار گھڑی دن بچھلا باقی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے ایک طائر کلان پشت پر کئی ہزار طائر سعادن من کوئی سبز سرخ ہی ثابت نہین ہوتا کیا ہی وہ طائر آکر درختوں پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے رستم کھڑے سن رہے ہین طائرونکی زمزمہ سرائی رعنائی زیبائی کہ ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا وہ برودت ہوا میں بہتی بلا کہ جاہا۔ دکیمن رروک سکے آخر آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھا ایک بارگاہ زرنفتی استادہ ہی لشکر ساحرونکا اُترا ہوا اژدہے پھر رہے ہیں لشکر کو دیکھکر علشاہ حیران ہو گئے رنگین ادا سے پوچھا یہ لشکر کہاں سے آیا کہا حضور یہ صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی سالک ہو کبھی ظاہر نہیں ہوتی آج جو اپنے کو ظاہر کیا ہی تو کچھ فنا و عظیم برپا ہوگا علشاہ نے سمک سے کہا ذرا خبر تولاؤ سمک بصورت خیمہ لشکر ساحران میں آیا دریافت کیا معلوم ہوا عندلیب جادو کا لشکر ہی مسند پر بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کنیزون کو حکم دیا طبل جنگی کے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی سمک نے آکر رستم کو خبر دی یہان بھی نقارے پر چوب پڑی رنگین ادا سے جو رستم نے حال دریافت کیا رنگین ادا نے عرض کی حضور یہ بلاے روزگار ہی جان بچنا دشوار ہی علشاہ نے طرف سمک کے دیکھا سمک نے کہا غلام جاتا ہی لشکر عندلیب میں سمک بصورت مہدار آیا پھرتا پھرتا بارگاہ میں عندلیب جادو کی ہو کیا آواز آئی ارے کون آتا ہی سمک نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا نہ معلوم ہوا آگے عندلیب کو سلام کیا خدمتگار کی شکل بنکر آیا ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عندلیب نے پوچھا کیا کچھ کام ہی کہا حضور ایک بڑی بات عرض کرنا ہی ذرا حضور تخلیے میں تشریف لیجلیں عندلیب اس مقام سے اٹھی اور خدمتگار کے ساتھ تخلیے میں آئی خدمتگار نے عرض کی حضور نے سنا کہ امیر حمزہ کے ساتھ کون کون ہی رنگین ادا بھی ساتھ ہین رنگین ادا بلاے روزگار ہی عندلیب نے کہا اسکی کیا

حقیقت ہو ایک سحر میں بھاگتی پھرتی خدمتگارنے باتین کرتے کرتے خاصدان سے گلوری
نکالی کہا حضور نوش فرمائیے عندلیب نے گلوری لیکر کھائی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
سمک نے زبان میں سوزن دی چادر کر سے کھولی عندلیب کا پشتارہ باندھا سارا جو چالاک
کر کے بھاگا آتے آتے لشکر میں آیا اس خیمے مین رنگین ادا تھین اس خیمے میں پہونچا
علشاہ نے بھی حرستی کر سمک کیسا پشتارہ لایا ہے ٹہلتے ٹہلتے بارگاہ رنگین ادا مین آئے
رنگین ادا واسطے تعظیم کے اپنے مقام سے اٹھی علشاہ کو لا کر مسند پر بٹھایا پوچھا سمک
کسکا پشتارہ لائے عرض کی افسر لشکر کو لایا علشاہ نے کہا کھلوائیے جو پشتارہ کھلوا دیکھا
پشتارہ بالکل خالی ہے سمک سر جھکا کے شرمایا رنگین ادا نے کہا مہتر صاحب ترا ذہین
میں نے عرض کیا تھا کہ یہ سب شعبدے اسکے قبضے مین ہین پشتارہ سے غائب ہو گئی سمک
نے کہا میں پھر جاتا ہوں رنگین ادا نے کہا اے فرزند خواجہ تمہاری کوئی تدبیر کارگر نہو گی
سمک بھاگا بصورت صندل لشکر عندلیب مین آیا قریب بارگاہ کے پہونچا آگا ایکی آواز
تسی رنگ وردہن عیاری کا لنگا کر باہر بارگاہ پہونچا ایک بار مین گلاس کو بیہوش کیا اسکی
شکل بنکر ساز مد ونکو ساتھ لیا لشکر مین سردار ولیسے پھر تماشا ہوا ایک ایک کو جواب دیتا
ہوا بارگاہ عندلیب مین آیا اس فکر مین کھڑا ہو کر گاؤں اور شراب پلا کر بیہوش کروں کوئی
تو مطلب نکلے اس حیرانی مین کھڑا سوچ رہا ہے کہ عندلیب نے ایکبارگی غنچہ دہن سے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اس کنیز نے جھکر باہر سمک کا پکڑ لیا کھاری
بھری دیکھ تو ملکہ عالم کیا فرماتی ہین اب سمک سامنے ملکہ عندلیب کے آیا دست بستہ
عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے عندلیب نے کہا غنچہ دہن تم اسوقت کس سوچ میں ہو کہا
واری لشکر مسلمانان کا خیال ہے سنا ہے بڑے بڑے عیار ہین ہزاروں جادوگر ونکو مار اس
اقلیم میں یہ لوگ گھسے وہ ملک ساہ ہوا عندلیب نے کہا اے غنچہ دہن یہ تو ظاہر ہو کر یہ
لوگ لڑتے بھڑتے تا رکدہ ہفت پیکر پہونچینگے لیکن ہم لوگوں کے ہاتھ سے بڑے
صدمے اٹھا ئینگے چنانچہ کل شب کو میں صحبت مین کاہن کی گئی تو کاہن کو پریشان دیکھا میں نے
پوچھا کہ اے عجائب نگار کیسا مزاج ہے کیوں اداس بیٹھے ہو کہنا میرا پوچھنا کہ وہ رو دے

لگا کہا اے ملکۂ عالم مجکو بڑا خیال ہے کہ عمر طلسم ہفت پیکر تمام ہوئی طلسم کشا چل چکا آج ہی کی تاریخ بیان کی تھی کہ اُدھر سے طلسم کشائے اصلی کا گذر ہوگا مین تو جانتی ہوں کہ یہی اصلی طلسم کشا ہے مین فکر کیا چاہتی ہوں صورت یہ ان لوگون کی رعب و دبدبہ سطوت وصولت ظاہر ہے میرا ارادہ ہے کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کردون اسیواسطے مین نے لشکر اپنا ظاہر کردیا کہ مقابلہ پسر حمزہ سے بڑے غنچہ دہن نے عرض کی واری اب شراب کا بھی دور چلا ہو کل اختیار باقی ہو جو مزاج مین آئے وہ کیجیے گا عندلیب نے اشارہ کیا جو ہماری غنچہ دہن کہتی ہے وہی ہونا چاہیے یہ کہکے عندلیب مسند پر بیٹھی گردکنیزین آگرا پنے اپنے مقام پر کھڑی ہوئین غنچہ دہن سامنے آبیٹھی کہا واری کلید میخانہ مجکو دیجیے کرمین شراب تقسیم کرون عندلیب نے ازار بند سے کنجی کھولکر دیدی غنچہ دہن میخانے مین آئی سب شراب کو خراب کرکے تقسیم کرنے لگی کیسے دور پر دور یہ کہتی ہوئین کرای غنچہ دہن ساقی ہین کوئی باقی نہ رہیگا ہر شخص حاضر ہو کوئی پیالہ اٹھالیگی کیسے گلابی اٹھائی کوئی پکار کے کہتی ہے لو ایک بوتل ہمکو دینا غنچہ دہن اشارہ کرتی ہے کہ آؤ لیجاؤ شراب خانے مین پڑا ہوا ہے ہر شراب سکو تقسیم کرکے جالیس گلابیان کنیزا لماس نگار کی اس مین مے ارغوانی بھرکے کاندھے پر رکھیں صحبت مین لیکر آئی کشتی کو رکھا سازندو نکو ملایا سازندے حاضر تھے کہا ارے درست کرو ساز ملاؤ انھون نے کہا ساز تیار ہے غنچہ دہن نے عندلیب کے سُننے کو یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

لکھا نصیب کا گیا نامہ پر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا

اُٹھی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا
گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا

مین شوق وصل مین گیا ابل پر شتاب آیا
کہ صبح ہجر مین تھا شام ہجر شتاب آیا

ہوا حبب اہل زمانہ کی طفلیتو نمین فرق
سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا

نہین وہ کسے کی ہو دید حشر پہ موقوف
جو کوئی یادمین ہو کچا وہ کامیاب آیا

چلے سراق پہ احمدؐ تو سر رہے پر جبریلؑ
کمال شوق سے تھامے ہوئے رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت صدا صدا کرکے
یہ رات آئی کہ سر پر مرے عذاب آیا

اتارو جوڑا کھلے بند دن شوق سے سودا | ستم وصال میں کیوں آپکو حجاب آیا
جمال یار لڑکپن میں آفت جان ہر | کوئی جھکا بیگا یوسف اگر شباب آیا
جواب صاف نکیرین کو میں کیا دونگا | نہ انکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا
کہاں ہو دلکو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو میں | تمھارے کوچے میں تڑپنے اسکو واں آیا
کسیکی تیغ تغافل کا میں وہ کشتہ ہوں | نہ جاگا نیند سے سو بار آفتاب آیا
نظر پڑی نرمی رعب حسن سے رخ پر | اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا
گیا بہشت میں عصیاں چھپا کے میں | خدا کے حشر کے دن بر سر حساب آیا
ہمیشہ صورت انجم کھلی رہیں آنکھیں | فراق یار میں کس رات مجھکو خواب آیا
ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن | وہ ماہ چہرے پہ جس دم لگائے نقاب آیا
ہمسے جو دیدۂ گریاں لیے ہیں شکل ملال | گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا
بنا بصورت لیلی بصورت تقدیر | ہرن جو دیں کی آنکھ ہیں شکو دانگا یا
وہ زرد رنگ ہیں انکو ... ار عنا | ملوگے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

سمک نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ عندلیب بیخود کی تعریفیں کرنے لگی اور کہا غنچہ دہن آج تو گانا تمھارا شیرینی زور دار ہے ہر سو غنچہ دہن کی تعریفیں کر رہی ہیں سمک نے عرض کی اب حضور راضی ہونگی کہ شراب کا دور شروع کرے سوا یہ کہکے انگشت نازکی جام لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکریں لیتی ہوئی سامنے عندلیب کے رکھا کہا ایسی شاہزادیوں کو شراب بلانا چاہیے کہ کوئی سر سے آگاہ نہ ہو سنتے ہی جام سامنے عندلیب کے آیا عندلیب خوش خوش کلام سرخوش پوشاک خوشنما زیور عمدہ اپنے حسن کا خیال دماغ عارض کا کمال لیکر اگر ادا دی غنچہ دہن جلد جلد جام لاؤ سمک نے سر جھکایا عندلیب نے ہاتھ بڑھاکر جام لیا سامنے جس نرگس کا ہوا ہر جسے ہی عندلیب نے جام لیا نرگس کے پھول ان نے ہنکا میں لگنے میں لطف تمام مشتاق دکھانے لگے عندلیب نے کہا آج میں نرگس کو کیا خوشی ہے غنچہ دہن تعلی شعر پڑھکے تماشا حالی ہزار اشارہ کیا کہ حضور میں عندلیب دہن سے جام لگا کرے اور ایسے اسکا دیکھیں تو سمک نے دو دو ہاتھ ...

عرصے میں ان سکو بلا لیا گیا دو چار کیریں اور باقی ہیں حجک کے جام لبریز کیا شعلہ رخسار دربرزادی عندلیب کی حو پہلو میں بیٹھی ہو شراب ملاتا غنچہ دہن کو دیکھ رہی ہو شعلہ رخسار نے جو ہاتھ ہلایا برق حجک کر جام برابر ای غنچہ دہن نے جام چھپا لیا یہ سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا دوسرا جام جو کھا طرف سے شعلہ رخسار کے نکلی تا جی ہوئی تتا تی ہوئی شعلہ رخسار نے پھر ہاتھ ہلایا برق حجک کر گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بنکر اڑی ابکی مرتبہ شعلہ رخسار پلٹی کہا ای غنچہ دہن میرے اس تو آو اس مجھے شک ہوتا ہو سمک پیچھے ہٹا ایک کیمز برابر کھڑی تھی اُسے ہاتھ پکڑ کے کہا ای غنچہ دہن سامنے دربرزادی کے جاؤ سمک نے اُس کیمز کو خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا جو ہوا سمک بھاگا اتو عندلیب نے ہی کہا اسکو گرفتار کرلو کیونکہ کلمہ اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر ہاتھ ڈالے سمک جست و خیز کرکے نکلگیا پوچھا عندلیب نے کہ ارے یہ کون شخص تھا جسے میں اقلیم ہفت پیکر میں آئی کبھی ایسا اتفاق میری صحبت میں نہین ہوا ذرا دریافت تو کرو شعلہ رخسار دربرزادی لپنے مقام سے اٹھی جھولی سے کچھ ورق نکالے اُنہین دیکھا کہا واری علمشاہ کا عیار فرزند عمرو خنجر گزار بلائے روزگار ہو میں ابھی گرفتار کرلاتی ہون یہ کہکے آواز دی ای سیہ تاب یہ جو عیار آیا تھا اسکو لینا سب نے دیکھا ایک رنگین پہلوے باغ سے نکلی کہا حضور میں ابھی لاتی ہوں دیکھوں تو وہ مکار کہاں جاتا ہو سمک باغ سے نکلکر جنگل میں پھر رہا ہو چاہتا ہو پھر جاؤں جاکر رنگ جماؤں کہ دیکھا ایک رنگین آتی ہو اب سمک صورت اصلی پر ہو رنگین نے پکار کر آواز دی میاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم تو جب کے راستہ بھول گئے ہیں ہمیں راستہ بتا دو یہ کہتے ہی رنگیں قریب آئی کہا وہ دیکھو سامنے آگ جو روشن معلوم ہوتی ہو اسی گاؤں میں جاؤنگی بھیا مجھے دو چار روپے لیلو لیکن محکو گاؤں میں پہونچا دو سمک نے اُس رنگین کا ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ چلو میں گھر تک پہونچا دون رنگین ہنسی کہا میاں راہگیر سے دلگی کرتے ہو سمک نے کہا دلگی کیا چیز ہو فقط آپ کو گاؤں تک پہونچا دینگے اور چلے آئینگے اسطرح کی باتیں کرتا ہوا چلا راہ میں پوچھا آپ کے محلّے کا نام بتا یا نرگس نے ہاتھ اُٹھاکر کہا وہ سامنے میرا مکان ہو سمک نے کہا دیکھو میں اُسی طرف تمکو لیے چلتا ہوں اگر میرے ساتھ

غلاو ن باتین کرو گی تو مین چلا جاؤ نگا زنگمن نے ایک طمانچہ مارا کہا او نگوڑے ناعیار کیا سمجھ کے یہان آیا اب کیا زندہ جائیگا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ سحر کرے سمک نے فوراً حلقہ ہاے کمند زنگمن کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مار دیا اب جو کانی زنگمن کو دیکھا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک عندلیب کی ساتھ والیون نے کہا غضب ہوا سیہ تاب پر کوئی آفت آ پڑی پلٹ کے آواز دی ارے سیہ تاب تو قتل ہوئی خوبصورت تو جا کر دیکھ کہ سیہ تاب پر کیا گذری یہ سنکر وہ کنیز پر پرواز پیدا کرکے چلی اُسوقت پہونچی کہ سمک قتل کرکے کپڑے اُتار رہا تھا خوبصورت نے وہین سے آواز دی او ناعیار کیا کرتا ہے یہ کہکے اشارہ کیا پاؤن زمین نے تھام لیے کنیز زمین پر آئی کہا کیون نگوڑے تو نے اس غریب کو قتل کیا اب نہین کچھ ہو سکتا بھاگ جا یا کچھ عیاری کر سمک نے کہا حضور ہم غریب عیار بھلا کیا عیاری کرین جب تمھین یہ اختیار ہے کہ تمنے اشارہ کیا زمین نے پاؤن تھام لیے ہم اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے ہمارا اختیار کیا مقابلہ تم لوگ جو کہتے ہو وہ ہی ہوتا ہے جو چاہو سو کرو لیکن قضا تمھاری میرے ہاتھ ہے اس لفظ پر ساحرہ بہت ہنسی کہا نگوڑے خواہ کچھ ہو سکے یا نہ ہو سکے کہ تو لیا زبان سے سمک نے کہا ملکۂ عالم ہم تا بعدار ہین ہماری کیا مجال ہے کہ آپ کے سامنے زبان ہلا سکین آپ کے جو مزاج مین آئے وہ کر سکتی ہین اُڑنا بلند ہونا کیا کیا قبضے مین ہے تم لوگون کو کون جواب دے سکتا ہے سامری و جمشید بڑے خداوند تھے کیا چیز بنا گئے کیا سحر و ساحری سکھا گئے کمزور اور طاقت وار کو برابر کر دیا جو چاہین سو کرین دیکھیے تشریف لاتے ہین ادنی بات یہ ہے کہ زمین سے جواہرات نکل رہا ہے خوبصورت ہنسی جیسے منھ پھیرا سمک نے چودہ حلقے کمند کے مارے ارے کہکے گری سمک نے پانچ حباب مار دیے بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی سمک نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خوبصورت کا مرنا کہ پاؤن زمین نے چھوڑ دیے چاہا اسکا زیور اتارون کہ ذرا دھڑکا کود کر سمک بھاگا یہان عندلیب بیٹھی ہے کہ پریون نے غل مچایا کہ ظلم کیا ظالم نے خوبصورت کو بھی مارا ارے اُسکا زیور اُتار رہا ہے کھلیان بالیان لیکر بھاگا ارے میری مصاحب کہکر عندلیب اُٹھی یہ کہکے چلی

اس مقام پر آئی جہان لاش پڑی تھی وہان دیکھا قاتل کو نہ پایا یہ لیکے چلی کر گھوڑا اُسکا جائیگا دو کوس سمک بکلا تھا کہ زمین پر ایک جادوگر نستا ہوا جاتا تھا سمک نے آوارہ یہان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو جیسے ہی وہ سامنے پہونچا سمک نے حلقہ ہائے کمند مارے گرتے خنجر مار دیا اِدھر تو مرنے کی آواز اُس ساحر کے بلند ہوئی اُدھر عندلیب خوشنوا اُس مقام پر پہونچی آواز دی او نا عیار آخر موت نے تیرا پیچھا نہ چھوڑا یہان آنکر پھنسا یہ کہکے سحر کیا زمین نے پاؤن سمک کے تھامے عندلیب نے اُترتے ہی کمر مین پنجہ دیا لیکر اُڑی نہین معلوم لیکر کہان گئی یہان جب دو دن گذرے علمشاہ واسطے عیار کے گھبرائے صحبت مین بیٹھکر ذکر کیا کہ نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کئی دن ہو سکے ابھی تک پلٹ کر نہین آیا یہ جو علمشاہ نے فرمایا آلا گروفرنگی نے عرض کی غلام تلاش کرنے جاتا ہی اکثر رنگ و روغن غلام کو معلوم ہین صورت بدل سکتا ہون جہان جیسا موقع ہوگا وہی تدبیر کرونگا آپ نے ایسا اسوقت پریشانی سے فرمایا کہ عیار واپس نہین آیا دل غلام کا ہلگیا غلام تلاش مین جاتا ہی ہرچند منع کیا آلا گرو نے نہ مانا ایک مرد ضعیف کی صورت بنکر چلے یہان عندلیب جو لیکر سمک کو آئی اُسی باغ میں پہونچی کنیزین دوڑین عندلیب نے سمک کو ڈالدیا پکار کر آواز دی اس سحیا مردود نے خوبصورت وسیہ تاب کو مارا اور ہین غلام میر اقلماق جاتا تھا اُسکو بھی باتون مین لگاکر مارا مین وقت پر ہونچگئی کہ اسکو گرفتار کیا ورنہ نکل جاتا یہ عیار بلائے روزگار ہے عورتون میں عورت مردون میں مرد ہے قیامتین برپا کرتا ہے انکا کون ساتھ کرے کنیزین دوڑین سمک کے گرد آگئین سبنے کہا کیون تیری قضا آگئی دن بھی وو کیسے تھے اور ایک غلام کو مارا اب جا کر گھوڑا دستیاب ہوا قریب کنیزون کے آکر عندلیب نے کہا او باختیار اب اطاعت کو کیا کہتا ہے سمک نے جواب دیا ملکہ عالم مین تو جان و مال سے موجود ہون مجھے بتائیے مین ہفت پیکر کا کلمہ پڑھون عندلیب نے کہا مین تجکو پاس حاکم وقت کے لیچلون آپ کے اختیار ہے سفارش مین بھی کرونگی اگر مانے گا بہتر نہ مانے گا کہے والا محور و نا چار ہے او عیار مجھے اب بھی تجھسے محبت ہے اور تیری بہتری چاہتی ہون یہ جو عندلیب نے کہا سمک دعائین دینے لگا

حضور جو میرے واسطے مناسب جانیں وہ کریں خواہ قتل کریں خواہ بخشیں عندلیب نے
کنیزون سے اشارہ کیا اسکو اٹھا کر یہانسے قصر رفعت مین لیچلو شہنشاہ گردون بارگاہ اگر
ہفت جوش جادو تشریف لائینگے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا فرمائینگے ہم بے زحمت
ہو جائینگے سب راضی ہوے عندلیب خوشنوا تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے سمک کو بھی
اٹھا لیا طرف قصر رفعت کے چلیں دور سے سمک نے دیکھا ایک قصر نہایت بلند و مرتفع
کاریگرون نے سات رنگ ازبسکہ صرف کیے ہین نہایت لطف سے بنایا ہے قصر مین آکر دیکھا
کئی سو نازنینان مہ جبین جابجا پھر رہی ہین تخت بچھا ہے گرد تخت کے مصاحبین ایسے
عہدہ و نیو بیٹھی ہین عندلیب اگر تخت کے سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ
ہفت جوش کنیز حاضر ہے اس عیار کو بمشکل گرفتار کیا بڑی خرابی سے یہانتک لائی ہون
اب معاف کرنا اور نہ معاف کرنا آپکو اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے آپکو ہر طرح کا
اختیار ہے گھڑی بھر کامل اسی طرح بیکا کہ کسی طرف سے کچھ آواز نہ آئی تب تو اسنے پایۂ تخت پر
سر رکھا اور آواز دی ای شہنشاہ ظاہر ہو جیے ہملوگ آپکے منتظر ہین جلد تشریف لائیے یکایک
ایک تکیا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہے تاج
سر پر رکھے ہوے عندلیب واسطے سلام کے جھکی سمک نے بھی سلام کیا تھوڑی دیر بعد تمام
اُس تاجدار نے آواز دی ای عندلیب نہ گھبرا تیرے یہ مرتبۂ اعلی ہوگا سمک غل مچانے
لگا ای شہنشاہ ہفت جوش فریاد کرتا ہون اب رخصت ہونگا عندلیب نے اوسکا انکار
اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہے تمہاری موت کھینچ لیکر آئی ہے تاجدار نے آواز دی ای
عندلیب یہ عیار کون ہے عندلیب نے عرض کی ای شہنشاہ یہ بیٹا عمرو کا ہے جسے مشمش وسامر
کو مارا اسکا یہ فرزند ہے تاجدار نے کہا اسکو دار پر کھینچو مگر اسکی سرکشی پسند نہین آئی کنیزین
دوڑیں کر سمک کو کھینچ کر سامنے سے لیجائیں سمک نے اپنے کو زیر تخت گرا دیا کہ میں سامنے
سے شہنشاہ کے نہ جاؤنگا الحمد ہر خدمت مین حاضر رہونگا یہ کہکر رونے لگا تاجدار نے
آواز دی او سمک کیون روتا ہے تاجدار نے بہت تسکین دی کہا ای سمک تجکو سامنے جلادوں
ہفت پیکر کے لیچلیں گے مرتبۂ اعلی کرائینگے کیون گھبراتا ہے سمک دم بہ دم گریہ کرے ہیں

غلام ہوں کلمہ اپنے مذہب کا ارشاد فرمائیے میں ہفت پیکر پرست ہونگا صدا آئی آواز دی
او سمک دیکھ خواجہ عمرو بھی آئے ہیں پلٹ کے سمک نے دیکھا مقام تاجدار خالی پایا
ایک گوشے میں خواجہ عمرو کھڑے ہیں فرماتے ہیں اے فرزند جب مجھے طلب کروگے میں فوراً
حاضر ہونگا اور قدرت کو سجدہ کرونگا قدرت ہی کے حکم سے حمزہ کے پاس رہا اب ساتھ
حمزہ کا چھوڑا اگر حکم دیں سب کو بگڑ لاؤں ایک دن میں لشکر اسلام کا خاتمہ کردوں بیٹے کو سمجھا کر
خواجہ غائب ہوئے سمک پایہ تخت سے لپٹ گیا بوسہ دیا کلمہ ہفت پیکر کا پڑھا اُس
تاجدار نے کلمہ پڑھایا بعد لمحے کے تاجدار عندلیب سے کہتا ہے کیوں اے عندلیب اس
عیار کو مطیع کر دیا اب اسے ساتھ لیجا علمشاہ کو یہ پکڑ دیگا وہ اسکا آقا ہے بیٹک اسکا دھوکا کھائیگا
عندلیب نے کرسی بیٹھنے کو سمک کو دی سمک سلام کرکے کرسی پر بیٹھا دست بستہ عرض
کی کہ میرا آقا اس زمانے کا سیاہی ہے کہ ہے زمرد شاہ باختری باختر میں خدائی کرتا تھا
اب تو بھاگتا پھرتا ہے اب آج کل ملک دو دو دن میں لڑ رہا ہے اسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہے جو کچھ تاجدار کہتا ہے اسکو سمک بجا اور درست کہ رہا ہے اب وہ وقت آیا کہ
زلف لیلائے شب کمر سے گذری سمک ابھی اسی فکر میں ہے کہ سب کرسی نشینان بارگاہ میں بیٹھے
ہیں تخت پر وہ ساحر بیٹھا ہے تاج سے شعلے نکل رہے ہیں ابھی ذرا اشارہ کر دے تو تمام
قصر پھک جائے سمک سر جھکائے بیٹھا ہے کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر گرد قصر کے
پھٹا اُسمیں سے ایک تخت پیدا ہوا اُس پر ایک نازنین چہاردہ سالہ دریائے جواہر میں
غوطہ زن جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرد در گرد رکا مال اس نازنین کے پاس موجود ہے ادھر
دو جادوگر دست راست و دست چپ کو آواز دیتے ہوئے کہ ہشتو تو شہنشاہ سمعت جوش
تشریف لاتی ہیں طار مو کو چاہیے کہ ہوشیار ہو جائیں تخت زمین پر آباد وہ تاجدار تخت سے
اٹھا کہا ملکۂ عالم آئیے آپ کا اشتیاق تھا فرمایا میں بھی آگئی یہ کہکے تخت پر بیٹھی کہ عندلیب
نے بڑھکر عرض کی حضور یہ کہو سیاہ دو کس شاہین ہاتھ سے عیار کے قتل ہو گئیں میں عیار کو
گرفتار کر لائی اُسے اطاعت کی ہفت پیکر کو سجدہ کیا اعتقاد میں پختہ ہے اس نازنین نے
بر دو نیر مل طوالالی بولا سمجھو ہماری بات کا کیا اعتبار ہے یہ لوگ جان دینے پر آمادہ ہیں اسکے

اعتقاد مین فرق نہ آئیگا یہ ظالم کہا خداوند کو سجدہ کریگا اگر ایک سجدے کے ہوگا سبھی سجدہ کریگے نالایق ہوگا بیکار رہینگے الحاصل جو کچھ ہو عندلیب نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے سمک شہنشاہ کی معشوقہ تمھاری اطاعت مین انکار کرتی ہین خداوند سے عرض کیا جائیگا جیسا ارشاد ہو سمک نے سر جھکا لیا عرصہ دراز تک وہ نازنین ہفت پیکر کی تعریفین کیا کی جب تعریفین کر چکی کہا اے عندلیب اسکو قیدخانے مین لیجاؤ اسکی بات کا اعتبار نکرنا ہرچند سمک چیخا چلایا اس نازنین نے پکار کر یہی کہا کہ ہرگز اسکی بات کا اعتبار نکرنا عندلیب نے آواز دی دو حبشنین آئیں کشان کشان سمک کو ایک مکان مین لائین کہ اس مکان کو قیدخانہ قرار دیا تھا اسمین سمک کو قید کیا دونون حبشنیں بطور نگہبانون کے بیٹھین سمک جو اندر مکان کے آیا تنگ و تاریک پایا گھبرا کر کہی غل مچاتا ہوا اے ملکہ عندلیب میری جان بچاؤ ورنہ اس اندھیرے مین دم نکل جائیگا ہرچند غل مچایا عندلیب نے کچھ جواب ندیا اڑ کر چلی گئی سمک نے دیکھا دونون حبشنیں مشغول ہیں حرامخواری کر رہی ہیں لاحول کہکے سمک نے منہ پھیر لیا دونون حبشنین گرد مکان کے پھرتی ہین خاصر باش دنا طرباش کی صدا دیتی ہیں کہ دیکھا شبگرد کوتوال پھرتا ہوا آیا حبشنون نے سلام کیا کوتوال نے پوچھا ارے کیون شفقت تو یہاں کہاں آئی دست بستہ عرض کی حضور گنہگار شاہی یہان قید ہے ہم اسکی نگہبان ہیں شبگرد نے کہا گنہگار کون اُسکا نام بتا دو کہ پھر ہم نہ دریافت کرینگے دونون خواصون نے عرض کی ہم دریافت کیے دیتے ہیں یہ کہکے ایک حبشن قریب در قیدخانہ آئی پکار کر پوچھا اے گنہگار تیرا کیا نام ہے سمک نے دراز سے دیکھا ایک کوتوال دس بارہ پیادے اُسکے ساتھ ہین نام دریافت کرنے کو کھڑا ہی سمک سے جو نام حبشن نے پوچھا سمک نے پکار کر کہا خیرخواہ دولت میرا نام ہے زبردستی مجھے گنہگارون مین سناتی ہین کوتوال نے کہا کیون حبشن یہ قیدی اپنا نام خیرخواہ دولت بتاتا ہی اور تو گنہگار شاہی کہتی ہے صاف صاف جواب دے حبشن نے کہا ارے گنہگار معقول نام نہین بتاتا ہین تو جھوٹا بتاتا ہی کوتوال بشر مگر قریب حبشیوں کے آیا کہا اچھا تم تو جاؤ ہم قیدی کو سمجھا لینگے ہرچند حبشنون نے کہا

اگر کوتوال نے ہاتھا کنجی لیکر دروازہ کھولا سمک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا مفصل نام بتا سمک نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب کنارے چلیے تو مین نام بتاؤن جو مجھسے خطا ہوئی ہے وہ بھی بتادون حبشیں الگ کھڑی رو رہی ہین کوتوال نے سمک کو باہر بلایا سمک گھونگٹ لیتے ہوے باہر نکلا کوتوال کے ساتھ چلا حبشنون نے پکار کر کہا کوتوال صاحب اس مکار کو ساتھ نہ لیجائیے نہین تو آپ پچتائیے گا سمک نے پلٹ کر کہا اپنے مالک سے سب مفصل حال بیان کرونگی تم کیون دراندازی کرتی ہو حبشنین قید خانے مین چلی گئین دروازہ بند کرلیا راہ مین کوتوال نے سمک سے پوچھا اے شخص سچ سچ اپنا حال بتا ورنہ بہت پچتائیگا مارا مارا پھریگا سمک نے کہا کیا مجال کہ جو ایک لفظ بھی جھوٹھ کہون ذرا کنارے چلیے یہ لوگ جو ساتھ ہین یہ سن لینگے تو مجھے بدنام کرینگے کوتوال نے پیادون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ مین مفصل حال پوچھ لون پیادے ہٹے سمک نے اب جو برقع جسم سے ہٹایا بجلی چمک گئی انہو گھبرا کر کوتوال نے آنکھیں بند کرلین سمک نے محبت کا ندھے پر ہاتھ رکھکر کہا صاحب تمہارا مجھسے دو باتین کرلو پھر تمھین اختیار ہے سمک نے گورا گورا ہاتھ جو کوتوال کے کاندھے پر رکھا پھر گورے گورے ہاتھون سے پیر دبانے لگا کوتوال نے کہا صاحب مجھے گنہگار نہ بناؤ اور مفصل اپنا نام بتاؤ سمک نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحب اصل یہ ہے گل اندام میرا نام ہے شاہ کے آگے کھانا لگا رہی تھی باورچی نکال کر دیتا جاتا تھا ایک قاب جو مین نے رکھی بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر لقمہ کھایا وہ پلیٹ ٹوٹ گئی باورچی سے نہین دریافت کیا جاتا مین فقط قاب کو ہاتھ مین لیے کی گنہگار رہون اگر زہر ملا بھی ہوگا تو باورچی نے مین گوشے کی بیٹھنے والی زہر کہانسے لاتی اس جرم مین مجکو قید جانے سمجھا یہ کہکے زار زار روئی کہ گال سرخ ہوگئے آنکھیں سوج گئیں کوتوال نے دامن سے اشک پاک کیے کہا گل اندام نہ رو ہم تمہارے مقدمے مین بادشاہ سے عرض کرینگے سمک نے دیکھا یہاں پر ساٹا ہو گیا باتون مین کوتوال کو خوب تسخیر کیا کوتوال سے کہا دیکھیے کوئی آتا ہو میرے سینے سے ہاتھ ہٹا لو مجھے کیا کوئی بازاری سمجھے ہو جیسے ہی کوتوال ادھر دیکھا سمک نے خنجر سے حلق کاٹکر مارا شگرد کا شکم چاک نقشہ پاک کوتوال کے ساتھ جو پیادے تھے انھون نے جو دیکھا

کو کوتوال کا لاشہ ٹھ... بیقرار ہوکر دہانہ ... وہ ڑے کی سمک بھاگ کر نکل گیا لاشہ کوتوال کا پیادون
نے اُٹھا یا لاشہ لیکر چلے سمک بھی پیادون کے پیچھے پیچھے ہولیا قلعے سے نکلکر پیادونکو دیکھا ایک
محل کے نیچے ایک تخت بچھا ہے ... اسیر ایک تاجدار بیٹھا ہے پیادون نے جاکر سلام کیا کہا حضور
قیدی نے کوتوال کو مار ڈالا بعد مدت ہو حاضر ہے تو یہ معاملے دیکھے تاجدار نے کہا
قیدی کو لاؤ پیادون نے کہا حضور قیدی تو چلا گیا ہوگا غلام جاکر تلاش کرتے ہین یہ کہکے
پیادے اُسی طرف چلے سمک نے ... آگر رگ روغن عیاری کا لگایا ایک گنہگار
کی شکل بنکر تیار ہوا ایک ہاتھ اپنا دوپٹے سے ... یہ گنہگار حاضر ہے ... اسد
نے کہا تو اُن پیادون کے ساتھ ہو اسمک نے ... حاضر ہون تاجدار ...
نقادہ لیا کہا مفصل بتا کہ تیرا نام کیا ہے ... اگر اس ... ...
مین غلام سرکار ہون مجھے اس طلسم ... تاجدار ... باتین کرنے ... مجھے
جیسے ... تاجدار جیسے ہو ... ... دام پر رحم ... وہان
ایک سرخ جگی گر دتا جدار کے لوٹنے لگا ... ایک جانب سے آواز علی شور کی آئی
کرارے تاجدار کو مار ... ہوئے جاتا ہے سمک ... بھاگ کر نکل گیا اسلام ... ہیہ ... حشمت
بازار کے دیکھے حاکم ... آگر دفر نگی ایک مرد ضعیف کی شکل
سے چلے آتے ہیں سمک نے بڑھکر سلام ... اگر دنے گلے سے لگا لیا کہا کہان تھے آلا گرد
کو ساتھ لیکر ... تین کھڑا ہو سمک ... کہتا ... آلا گرد عجب معاملے دیکھے حیرت تھی
جان ہو کوتوال مجھے قید خانے سے لیگیا راہ ... دم ویکر اُسے مارا پھر ایک تاجدار کو
قتل کیا نہیں معلوم یہ کون تھا ... ایک ہنگامہ ہوا دو رنگ کوئی
پکارتا ہوا آیا کہ ارے یہ شخص گنہگار ... مارے ہوئے جاتا ہے مین ان آوازون کو
... لیست ... دیکھتا تھا کوئی معلوم ہوتا تھا کہ کون غل مچاتا ہے آلا گرد نے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص طلسم مین ... عجائب و غرائب طلسم معلوم ہینگے
یہ جو سمک تم نے بیان کیا مقدامات ... معلوم ہوتے ہین رہنے والے طلسم ... اس
حالات کو جانتے ہونگے سمک کو سب ثابت ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوئے دربار مین ...

کے آئے رستم نے سمک کو دیکھا کھلیں سے ساتھ پر دوش بازی رہ خوشی گئے دوڑ کر گلے سے
لگا لیا پوچھا بھائی کہاں تھے سمک نے کل کیفیت ساں کی آلا گرو سبھی تھے ہیں سمک
ایسا جانا قید ہوتا کو توال کا آنا کو توال کو دم دیکر ۔ دتا جھار کا بھی مارنا بیان کو باہر
رستم ہنس رہے ہیں فرماتے ہیں بھائی بڑا کام کیا خوب دونوں کو مارا رنگین اور نے
جو سنا فوردی ہوش آئیں سمک کی زبانی سب حال سنا کہا اے شہریار آپ سرحد طلسم
ہفت پیکر میں آ گئے کر اب سے ایسے عجائب و غرائب معلوم ہونے لگے اب جو کچھ کام کیجیے گا
وہ سمجھ کے کیجیے گا پھر کہا اے سمک بہت ہوشیاری و عقلمندی سے کام کرنا جلدی نہ کرنا
مگر نا سمک نے کہا وہ مائیں سب سمجھا دیگا یہ باتیں کر رہا تھا کہ آسمان پہ پیوق چکی آواز آئی کہ او
مکار تو نے کو توال وزنا جار کو مارا اب کہاں جائیگا سمک نے چاہا کسی گوشے میں چھپوں ایک
روشنی چمک کر سمک پر گری سمک کی آنکھیں بند ہو گئیں تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی دیکھا قفس
آہنی میں بند ہوں وہ قفس شاخ نخل میں لٹکا ہے ایک عندلیب شاخ گل پر بیٹھی ہوئی پھول
سے بھول بھول کے باتیں کر رہی ہے سمک حیران ہے کہ عندلیب نے آواز دی کیوں مکار
تو نے وہ جادوگر وطلوبار ادہ قدرت کے بندے تھے پھر آنکھیں زندگی ملی گرفتار ہے
نامۂ اعمال میں خون لکھا گیا اب تم خونی مشہور ہوئے سمک نے ہاتھ باندھ کر کہا اے
عندلیب جو تم ہو امیری خطا معاف کر دو جو تمھاری صورت اصلی ہے اُس طور سے مجھسے
ملاقات کرو تو حال میرا ظاہر ہو عندلیب نے جھکارا مارا کہا او گنہگار میری زندگی دشوار
نہیں ہے کہ بصورت اصلی تجھسے ملاقات کروں جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ کہکے عندلیب
اُڑ گئی دیکھا اب اور رنگ ثابت ہوتا ہے کہ حالے سے عندلیب کے اندھیرا ہو گیا سمک کو
معلوم ہوتا ہے کوئی ہاتھ پکڑے مجکو کشاں کشاں لیے جاتا ہے ایک مقام پر روشنی ہوئی
سمک نے دیکھا دو لگی سیہ رو تیرہ درون دونوں ہاتھ تھامے ہوئے کشاں کشاں مجکو
لیے جاتے ہیں سمک حیران کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک شخص آہنی میں تھا اب قفس میں
روح گھبراتی ہے کان میں رونے کی آواز آتی ہے دیکھوں فلک کیا دکھائے یہ سیہ رو کون
ہیں جو مجکو لیے جاتے ہیں … پوچھتا ہوں تم نے کس کے حکم سے مجکو پکڑا ہے کہاں

لیجاؤگے کس جگہ پر قید کروگے ہمنے کیا خطا کی ہے وہ زنگی کچھ جواب نہیں دیتے عجب کئی
مرتبہ سمک نے پوچھا تو ایک زنگی نے اُنمین سے جواب دیا کیون [illegible]
فقرے سُناتا ہی تجھکو ایسے مقام پر لیجائینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا سمک نے کہا
تمہارا نام کیا ہی کہا تجھے نام نہ بتائینگے کہ دور سے سمک نے دیکھا وہی قلعہ سر بہ فلک
کشیدہ و برج بارے کنگرے آراستہ خلقت کی آمد و رفت جا بجا مال کا انبار سمک حیران
ہو کر دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہی جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا زنگی سمک کو لیے ہوے قلعے
مین گئے لوگ دیکھکر دوڑے سرایک پوچھتا ہوا اُن زنگیون نے کہا سپہ سالار شہنشاہ یہ گنہگار
کہان ملا وہ زنگی کہتے ہین ملکہ عندلیب خوشنوا کو تکلیف ہوئی وہ جا کر لائین اب آج
شب کو حال کُھلجائیگا کہ اِسکے بارے مین نگہبانانِ طلسم کو کیا منظور ہی اب سمک نے
دیکھا وہی دروازہ جسمین بند ہوا تھا سامنے معلوم ہوتا ہی زنگی نے آہنگرونکو بلوایا اور
سمک کو مسلسل و مطوق کرکے اُسی مکان مین قید کردیا سمک جپکا بیٹھا ہی دن گذرا
لیلی شب نے نقاب رخ پر ڈالی سمک حیران ہو کر دیکھے اب رات کو کیا ہو کر دیکھے
دونون زنگی آپس مین باتین کررہے ہین ایک نے اُنمیں سے کہا کیون بھائی اِس
قید خانے سے دیکھین کیونکر اس جوان کو نجات ملے دوسرے نے کہا بھائی صاحب
تا قید حیات روز مرہ یہی امورات ہمکو درپیش رہتے ہیں دیکھیں ملک کیا دکھائے
آپس مین اسطرحکی باتین ہونے لگین یہ باتین کرکے دونون زنگی ٹہلنے لگے سمک
گوش بر آواز ہو کر دیکھا ایک طرف سے آواز آئی ہمین شراب نہ پلاؤگے رات گذر جائیگی
دونون ایک طرف دوڑے تھوڑی دور جاکر ایک جوان کو دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین لیے
بدمستیان کررہا ہی گرتے مین اپنے کو سنبھالتا ہی نشے کو ٹالتا ہی مگر نشہ بھی بیحساب ہی
اسی سبب سے دلکو پیچ و تاب ہی اُن زنگیون نے پکار کر آواز دی ای رند بادہ خوار کس
حال مین ہی اُس شرابی نے جواب دیا ای نگہبانانِ طلسم بہتر یہ ہی کہ اس قیدی کو قتل کرو
یہ طلسم کشا کا عیار ہی اگر یہ قتل ہو جائے تو طلسم کشائے دست دیا ہو جائیگا یہ تیز عیار
ہی ملکہ عندلیب خوشنوا کو دھوکا دیا قید خانے سے نکلگیا پھر آکے اسی جگہ قید ہوا یہ کہکے

رنگی چلنے در قید خانے پر آکے سمک کو کلمات نادرست کہنے لگے سمک نے کہا میں ماہر نکالو حوکھو اُسکا جواب دین زنگیوں نے دروازہ کھولا سمک کو کشان کشان نکالا سمک کو گمان غالب ہوا اس رہ سے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ہو خوف ہو کہ استخوان نہ ٹوٹ جائیں میلا سے وہ نگاہ ہین ایک طرف لعل کشان لے چلے زلف لیلائے شب کر سے گذر چلی تھی کہ قلعے سے باہر لائے ایک محل کے سامنے میں بٹھا دیا انکے ایک سے کہا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو ایک کھڑا ہو کر ٹہلنے لگا وہ جو ٹہل رہا ہو کہتا جاتا ہو جلد اسکو قتل کرو دوسرا خنجر کھینچے ہوے سر پر سمک کے کھڑا ہی یہی ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اسکو جلد قتل کرو اسکا سر لیکر خدمت شاہ مین جائین وہانسے تاکید ہو کہ گنہگار کا سر روانہ کرو سمک بیقرار ہو گیا مالک ملک کے جناب مین نگاہ کی خالق کارساز داور رب بے نیاز رحم اپنا شریک کرامات حقیقی داور رب حقیقی اس مشکل کو آسان کر نظم

دہان بذکر الہی است تر زبان ہر روز	قلم بنام مبارک گہر فشان ہر روز
بچشم اہل نظر جلوہ گر بصد خوبی	جمال اوست ہر وقت وہ زبان ہر روز
دہد ز نور قمر جلوہ ذات حق ہر شب	نمودے شمس شود طلعتش عیان ہر روز
خدا بدام ووود دش وطر روزی داد	رساند حصہ مقسوم انس و جان ہر روز
بباب حضرت خلاق از سر اخلاص	زمین ہمیشہ کند سجدہ آسمان ہر روز

سمک دعا کر رہا ہو جلاد سر پر خنجر بدست دوسرا حکم دینے والا حکم دے رہا ہو کہ جب سمک پلید فی کو عندلیب اُٹھائے گئی رستم نے کہا کہ یاد و بڑا غضب ہوا کوئی ساحر سمک کو لیے گیا حلا اُسکی جان بچائے و دجا دو گردں کہا کہ تقا الیا نہ ہو وہ اسکے ساتھ بدار کرین ملکہ رنگین ادا کو خبر پہونچی کہ کوئی ساحر سمک کو اُٹھائے گیا رستم نہایت بیقرار ہین رنگین ادا دوڑین دیکھا رستم کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے فرماتے ہین کہ دیکھیں ہمارے یار وفادار پر کیا گذرے رنگین ادا نے کہا کہ اتو تسہراپا عندلیب خونخوار آکر گرفتار کرے گئی قلعہ گلرنگ میں لے گئی ہوگی اُس قلعے میں ایک تیک غلام ہو حضور تردد نہ کرین کینز واسطے سمک کے جاتی ہو اگر مین پڑتا ہو تو لونڈی اُسے لیکر آتی ہو اور یا قضا مجکو لے جاتی ہو یہ کہکر ملکہ رنگین ادا نے ایک مرتبہ دستک دی دیکھا سامنے ایک قمری سر اُٹھائے ہوے جوش میں آکو کوکتی ہوئی سامنے آئی رنگین ادا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی رنگین ادا قمری پر سوار ہو مین تحجہ اشارہ ہو گیا قمری تڑپ کر بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا اب تسبت پر قمری کے سوار بلند ہوتی جاتی ہین قمری رنگین ادا کو

برابر کہکشان فلک کے لے گئی ہر اب بلندی سے ملکہ رنگین ادا نے خیال کرنا شروع کیا نگاہ و نزدی ایک نخل کے سائے مین ملک سرنگون بیٹھا ہے ایک زنگی حکم قتل دے رہا ہے اور ایک خنجر بکف سر پر راے قتل موجود ہے رنگین ادا کا دل بیتاب ہو گیا وہین سے آواز دی کہ او نابکار و مکر دار یہ جیار رستم سادا ہے وہ فرزند صاحبقران عالیوقار ہے ہاتھ نہ اٹھانا یہ سنتے ہی وہ زنگی جو تلوار لیکر آیا تھا پکار کر اوسنے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال وای یکہ تاز میدان جدال و قتال کہو اب اس مقدمے مین دخل نہ دیجیے زنگی نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلد سر کاٹ لے یہ سنکر وہ زنگی جو اون ایک زنگی تلوار کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون ملکہ دیکھا اس زنگی نے میرا کہنا نہ مانا قتل کا ارادہ کرتا ہے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ طائرون کے پرون کو نکالا زنگی پر پھینک مارے اس زنگی نے ایک چیخ ماری اور چاہا کہ بھاگون اور نکل جاؤن معلوم ہوا کہ پاؤن نہیں بیڑیان پڑ گئیں پر طائرون کے جو ملکہ رنگین ادا نے پھینکے تھے وہ کھا دہ گئی جسکے ہاتھ مین خنجر تھا اوس نے گرا دیا وہ زنگی جو حکم لگا رہا تھا خنجر کھینچ کر دوڑا اپنے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ ما اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ رنگین ادا ہم تمہاری محبت مین حیران ہے ہین ذرا خیال کرے ہمارا قتل ہونا دیکھو لو اور خنجر ایسے گلے پر رکھے کہ کھچا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا سو گیا جدا سکے آواز آئی کہ کشتی مارا نام تاز نگیان پر جفا بود رنگین ادا تڑپ کر گری سمک کی کر مین یہ دیا چاہا کہ اڑون دیکھا بدن مین قوت نہین ہوا سے جھونکا ہوا کا چلا اور یکایک نعرہ ہوا کہ منم خوش آہنگ اور ایک دوہتڑ مارا کہ رنگین ادا زمین پر گری قصد کیا کہ بلند ہو جاؤن ہاتھ نکلون دفع سحر کرون نہ ہو سکا حیران ہو گئی کہ کیا مدبیر کرون خوش آہنگ کے سحر سے جو رنگین ادا گری خوش آہنگ تلوار کھینچ کے دوڑی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ تو نے دشمنان جادو کا ساتھ دیا دیکھ تو قدرت کس طرح تیرے ساتھ میں آ میگی تجکو دم بھر مین سنا مین گے نیمچہ کھینچے ہوئے دوڑی آتی ہے رنگین ادا نے دل نا طرف خدا کے متوجہ کیا یکا یک باطنی کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم رحم ایسا تیرے کرکھمی یکا رتی ہے کہ ای پروردگار ذلت سے بچائے اور اس مصیبت سے نجات دے بے اختیار زبان سے نکلا یا نظم

صدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت	نمی توشد زچشم اہل دیدآن کہ زمان صورت
بدرس حسن دیدہ خالی ز محصول مطلوبی	جدا بوشد زخ زسائیدا و ازدہان صورت
ز ہر برگ گل حو رنگ دے گل نگر و دید جلوہ	نماید او زہر یک جسم جاکی بہ نہان صورت

درین جلوہ گہ صورت مدیدہ دیدۂ عالم — جمیں حسن جہان جولی جنبش کل جہان رب
رحسن جہہ نت و پر صورت گردید جلوہ — درروے ہر گل رنگیں نماید ما عیاں صورت
لقائے بیب درونیاسے فانی اہل صورت — کرایں صورت ہمو شد آسرار حیتیم جہانگیر رشتہ
گزار حیتیم تعلق صدرت ل شود غائب — دگر بیدا کنند از غیب خلاق جہان صورت
جہاں ہر دقت نقش تازہ معیار جہان ہندی — کسند دور زمانہ تازہ ظاہر بزمان صورت

اس طرح ملک کے جو دعا ملکۂ رنگین ادانے کا پلنت سک دیا کہ ساکت بیٹھے مقام پر ہیں مثال مرغ بسمل تڑپ گئی کر سکے پر کیا گذری سکت کیا ہو گیا ہائے میں آفتاب نامدار کو کیا منہ دکھاؤنگی فرمائیں گے میرا عیار کیا ہو حدیث محکوم وقت پر ہو کہا کہ اسے دکھا ماس بے رہا کیا اس ساحرہ نے جو یہ حالت دیکھی پکار کر آواز دی کہ او ہو کری تجھ الیسی سیکڑوں کو سحر کر سکا یا تیری کیا شامت تھی کہ بیٹھے بٹھائے ان لوگوں کی شریک ہوئی جسکا ملک و مال بھی قریب نہیں اور سلطانون میں آج تک کوئی ساحر بھی نہیں ہوا البتہ ہماری قوم میں بڑے بڑے ساحر ہو گئے ہیں شمس وو نامہ جنکے نام سے چراغ جلتے تھے رنگین ادانے کہا کہ او لکا کیا بیہودہ بکتی ہو کر ہم ان لوگوں کے شریک ہوئے کہ ساحر نہیں مگر ساحر کش ہیں بڑے بڑے دیر دس آگ لگا دی لاکھوں ساحر مارے ساحروں کو مٹاتے چلے آتے ہیں کسکی مجال ہو کر قصد فتح طلسم ہفت پیکر کرتا اب طلسم ہفت پیکر والے اپنی جان کو روئیں اب یہ طلسم فتح ہوگا خوش آہنگ نے جواب دیا اسا تو ای جان کیا دیمرے سحر کو دونوں میں ابجد کلام سحر ہوئے لگے خوش آہنگ نے آگ برسا دی دیتی دی دریائے حوض مار مچھلیاں سی پھرتی ہیں نہنگ نکلے پانی منہ سے چھوڑتے ہیں رنگین ادا ہے کو بچاتی ہر ایک مقام پر جھلا کر خوش آہنگ نے بال سر کے نوچے جھوٹی سے کچھ ماش کے دانے نکالے مٹھی میں لا کر پھینک مارے ملکہ رنگین ادا نے ہاتھ ہلا یا برف جمک کر گری ان بالوں کو کاٹا اسمیں سے دھواں نکلا رنگین ادا کے بیچھے سستی ہو کر دھواں محکوس لگے نیکین دھوئیں نے اسقدر ترقی کی کہ دھوئیں میں غرق ہو گئیں اور گھبرا کے گریں بیہوش ہو گئیں اس سد دل ورد مسعود خوش آہنگ نے نعرہ کیا محمد کر سے کھینچ جایا کہ بڑھ کر رنگین ادا کا سر کاٹ لوں رنگین ادا کی آنکھیں تو کھلی ہیں حیران و پریشان طرف آسمان کے دیکھ رہی ہیں کہ ای پروردگار کیونکر بچاؤ ٹیگا کسی دل سے بیکار اٹھی ہو کہ اہورب نیا زمانہ خالق کا رساز افسوس ہو کس مقام پر موت آئی یقین ہو کہ کوئی جنازہ بھی نہ اٹھائیگا کہ داغ ذرعون کی ہیں مگر خوش آہنگ

نیچے کھینچے ہوے آئی کہ پہلو سے آواز آئی ای خوش آہنگ کیا کرتی ہو ایسی محبوبہ کو قتل کرنا چاہیے
یہ میرے پہلو میں سوتی اسکو اپنی معشوقہ بنا سنتے ہی پلٹ کر خوش آہنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی بیٹھا ہوا کہ نقشبندی
نگاہ ہوا اور کہا ہم چاہتا ہوں کہ رنگین ادا کو اٹھا لوں کہ خوش آہنگ نے آواز دی میاں زنگی صاحب
آپ کون ہیں جو اسکے خواہاں ہیں زنگی نے کہا کہ ہم مصاحب ہفت پیکر ہیں اس وقت حکم ہوا کہ اپنی
معشوقہ کو جاکر قبضے میں کر خوش آہنگ قتل کیا چاہتی ہو میں نے پوچھا رنگین ادا نے کیا خطا کی
خداوند نے کہا کہ شریک مسلمانان ہوئی تم جاکر اسکا دل صاف کرو اور معشوقہ پر قبضہ کرو جب میں نے
سب دریافت کر لیا تب یہاں سے چلا اب ہٹ جا میں اسیر قبضہ کروں خوش آہنگ نے کہا کہ میں سے
قتل کرونگی میں نے اپنا ہی سحر کیا تب یہ گری بڑی ساحرہ زبردست ہے زنگی نے کہا کہ ای خوش آہنگ
تو ایسی جادو مچاتی ہے دیکھ ہو جاد دکھاتے ہیں خوش آہنگ پلٹی زنگی نے بیٹ کر خنجر مارا
خوش آہنگ کا شکم چاک قہقہہ پاک نعرہ کیا کہ منم سمک عیار اب تو رنگین ادا اٹھی کہا کہ ای
سمک شرا اسلام کیا میرا تو خاتمہ کیا تھا مگر زندگی شرط ہے خدا نے بچا یا علی مرتضیٰ پر رحم ہو گئے جلوا آپ غائب
ہو گئے اُنکے سامنے سے اٹھا لائی اپنی باتیں کرتے ہوئے دو دن چلے رستم پریشان بیٹھے ہیں کہ سمک کو کوئی
ساحرہ لے گیا رنگین ادا تلاش میں گئی ہو ہر کارے دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں اور پلٹ کے آتے ہیں عرض
کرتے ہیں کہ ای شہریار کہیں پتہ نہیں ملتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سمک اور رنگین ادا چلے آتے ہیں
رستم کھڑے ہو گئے سمک آکر قدموں سے لپٹ گیا رنگین ادا نے سب کیفیت بیاں کی رستم نے حکم دیا کہ
لشکر سیاہ سے اٹھاؤ رنگین ادا نے عرض کی کہ ای شہریار میں عرض کر سکتی حضور جو جلدی کر رہے ہیں کہ طلسم
ہفت پیکر پر حملہ ہو یہ غیر ممکن ہے رکے والے رکیں گے علمشاہ نے کہا کہ ہمارا تو قصد یہی تھا اپنے کو
حملہ ہو چکا میں قاسم کو رہا کروں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا ہاتھ پہونچے قاسم اپنے کو ہلاک کرے بری
مشکل کی بات ہے فوراً حکم ہوا کہ لشکر تیار ہوا آلا گرد ۰ ۰ الا گرد تیار ہو کے سامنے آئے رستم پشت مرکب پر سوار
ہوے نوبت و نقارے بجاتے ہوے چلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا گیند سے پرایک پہلوان سرایا آہن میں
غرق پیت پر کئی لاکھ سوار و پیدل موج کے دل کے دل لشکر رستم کو دیکھکر عیار سے اشارہ کیا دریافت کرو یہ
لشکر کسکا ہے عیار نے آکر دریافت کیا پہلوان سے جاکر بیان کیا کہ علمشاہ نوجوان ہے مع صاحبقران
لرزے فتاحی طلسم ہفت پیکر جاتے ہیں یہ سنکر وہ پہلوان ہمسر سنا کہا حداوند ہفت پیکر نے اپنے سبب سے پیدا کیے

کرا اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتے انھین کے نمک ویلال کرتے جاتے ہیں کیسے بندے ہین کہ اپنے
پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتے اے عیار جاکر پسر حمزہ سے کہدے کہ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرے
ہین خداوند سے وعدہ کر آیا ہون کہ مشکین باندھ کر طلسم کشا کی لاؤنگا اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرین
گرز وغیرہ چھین لونگا اب لشکر ٹھہرا ہوا ذکر سنا ہوگا کہ سرحد طلسم ہفت پیکر مین ایک پہلوان بیچ نام تھی
جسکا شہباز بلند پرواز ہے وہین ہی ہون یہ کہکر گینڈے سے اترا اور عیار شہباز بلند پرواز کا اپنے آقا کے یہ
کلمات سنکر خاموش ہو رہا آکر رستم سے کچھ نہ کہا ادھر رستم ٹھہر گئے بارگاہ استادہ ہوئی شہباز لشکر تا ہوا اپنی
بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگیں چار پہر رات
نہیب شمشیر مردان حال سے کٹی لیلائے شب نے نقاب چہرے سے اٹھائی رستم نے اٹھکر تمام زرہی سلاح
جسم پر آراستہ کیے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے سمک رکاب تھامے ہوئے ہمراہ ہو تمام لشکر بست پر علم زنگاری
کے پھریرے کا سر پر سایہ دونون لشکر میدان مین ہیبت کے صفین جمین فوجین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوئی نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کر کا کہکر ہٹے کہ شہباز نے یوہ سے پر
ہاتھ ڈالا چاہا کہ گینڈے کو بڑھاؤن گینڈا بدلگامی کرنے لگا شہباز نے غصے مین آکر ایک گھونسا مارا کہ
گینڈے کا سر پھٹا دیکھنے والے ششدر رہ گئے پلٹ کر فوج والون کو آواز دی کہ اور گینڈا لاؤ ہمارے واسطے سمول لشکر
اسکی بدمزاجی پر کانپ گئے کہتے تھے شہباز بڑا صاحب طاقت ہے ایک گھونسے مین گینڈا مرگیا ایسے پہلوان
نگاہ سے نہین گذرے سب طرف سے تعریفیں ہو رہی ہین شہباز لشکر مین جھوم رہا ہے کہ دوسرا گینڈا سامنے
لاکر ہو تھکایا جست کر کے گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ اے مرقوم
مدار پرستان ہے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب مہمیز کیا اگر رنگین ادا کو ملاکے فرمایا کہ اے ملکہ فتح و
شکست خدا کے اختیار ہے اگر ہماری شکست ہی ہو تو کم وصل رد سالکا بہت اچھا ملکہ رنگین ادا
علیحدہ ہوئین رستم نے استرالاکبود کو بڑھایا تین جھٹکوں میں گھوڑا مقابلے مین بڑھ کر بعد نگاہ شہباز نے
بنگاہ غور رستم کو دیکھا زانو پر اپنے ہاتھ مارا ہونٹھ کاٹنے لگا کہتا تھا کہ مقام افسوس ہے اے جوان تجھے
کچھ اپنے حسن و جمال کا خیال نہ کیا اتنے بڑے طلسم پر چلا آیا کچھ خوف نہ کیا رستم نے جواب دیا کہ مردان
عالم کو کہیں خوف ہوتا ہے جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شہباز کو یہ سنکر غصہ آیا برہ مار کر رستم نے برے ادھر
کی سان پر لیا آپس مین برہ چلنے لگا دو گھڑی کے بعد رستم نے نیزہ ہاتھ سے شہباز بلند پرواز کے نکالا

شہباز نے غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کاری رستم جب اس تلوار کا وار کیا حریف کے دو ٹکڑے کیے اگر پہاڑ پر مارون تا برج کا تون یہ کہکے اسنے تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جا کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تلوار جو گری سر اسکو زخمی کیا طلشاہ نے وستانہ لاتے جیسا کے سر سے نکلا جا وخون کی جہرے پر آئی ہمودی کے رومال سے چہرے کو پونچھا خبردار کہکے ہاتھ مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی سپر کٹی وہاں سے تلوار جو گری سر شہباز کو بھی زخمی کیا گنبد کہتیان دست زبردست رستم عالیشان تلوار جو سر سے نکلی گیندے کی گردن قلم ہوئی اول نوع نے جانا ہمارے افسر کو مار لیا لینا کہکے اسے ادھر سے آلاگرو دہالاگرو جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوے لیکن بسبب زخم سر کے غش مین غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے مرکب تیز جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منہ سے چبا لیا شانہ توڑ ڈالا اس طرح رستم کو لیکر نکل گیا بعد تھوڑے عرصے کے شہباز کو بھی غش آنے لگا اسے بھی یہی حرکت کی گیندا اسکو بھی لیے نکلا یہان لشکرون مین بہی دیر تلوار چلی آخر کو یہ شہری طبل امان بجے دونون کو گمان اپنے افسرون کے قتل ہونے کا ہو گیا دونون لشکر طبل امان بجوا کر پلٹے مگر ہر کارون کو حکم ہوا کہ تلاش کرو آقا کا پتہ لگاؤ یہان آلاگرو دہالاگرو سو پلٹ کر آئے سمک عیار سے کہا کہ آقا کا نشان نہین ملتا معلوم ہوتا ہے اُس شہر یار کو گھوڑا میدان سے نکال لیگیا سمک اسی وقت تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور ہر کارے بھی چلے شہباز کا لشکر جب پلٹ کے آیا افسرون نے آپس مین صلاح کی عقل سے دریافت کیا کہ گیندا افسر کو کس جانب نکال لے گیا ہر کارے یہانسے جائیں لشکر مسلمانان میں دریافت کرین اگر معلوم ہو کہ لشکر مسلمانان مین پہنچ گئے ہون تو طلب کر کے نکال لائیں افسران موج کھانے بھی ہر کارے روانہ کیے جانبین سے ہر کارے تلاش مین دونون جوانون کی چلے اوّل حال رستم کا تحریر ہوتا ہے کہ اسکو گھوڑا لیکر جنگ گاہ سے نکلا ہوا ویران کی صدا کان مین بھری ہوئی بھاگا بھاگ لیے ہوے جاتا ہے وحشت کان مین بھری ہوئی رستم بیہوش ہے جا بجا رات مرکب نے رہبری کی صبح کو ایک بیشۂ سبز وخرم میں پہونچا ایک چشمہ ملا اسپر پانی پی کر گھوڑے نے وہ چارہ بیٹھے گھاس کے کھائے مدن کو جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے اوپر زمین کے گرے مرکب اصیل تھا گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخمون کو چاٹتا ہے چاہتا ہے کہ آقا میرے اٹھیں رستم بیہوش ہیں آخر گھوڑا

مجبور و ناچار رہا جراحی میں مصروف ہو گیا رستم بیہوش پڑے ہیں دو گھڑی کے بعد چند نازنینان حسین و مہ جبینان مہر تمکین سیر صحرا کرتی ہوئیں آگئے ایک تا جدار تاج بے بہا سر پر دریائے جواہر میں غوطہ زن وہ رشک چمن ہنستی ہوئی سب کے آگے آگے چلی آتی تھی ایک کنیز کی نگاہ جو رستم پر پڑی دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی عرض کی کہ کسی ظالم نے ایک آفتاب تابان و ماہ درخشان کو تلواروں سے چور چور کر کے زیر نخل ڈالدیا ہے مرکب بھی اسکا چر رہا ہے یہ سنکر اس شہنشاہ خوبی نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا حقیقت میں ایک چاند کا ٹکڑا خون میں بھرا ہوا سر بکف بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی جمال جہان آرائے رستم کو غش کھا کر گری کاندھا پر وزیر زادی کے ہاتھ دھکر دیئے کو سنبھالا کہا کہ ارے یکن ظالموں نے اس ماہ تابان و مہر درخشان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہاں ڈالدیا خدا کرے ان کمبختوں کے ہاتھ جلیں ایسے حسین جمیل کو اس آفت میں پھنسایا اسے پلنگ لاؤ کنیزیں دوڑ کر پلنگ لائیں ملکہ نے سرہانے خود ہاتھ لگایا اب تو سب خواصیں بہت گھبرائیں کہتی ہوئیں کہ لونڈیاں حاضر ہیں حضور ہاتھ نہ لگائیں ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا دل بیتاب ہوا جاتا ہے کم بخت ان قزاقوں کو سزا دو ہوگی اگر انکو سزا نہ ملی بہت بھولیں گے یہی آپس میں ذکر ہو گا کہ قتل کر کے سر سبز شہزادہ زریں پوش میں ڈالدیا کسنے پوچھا کوئی کیا کر سکا ہمارے جنگلوں کی بدنامی ہو گی اس طرح رستم کو لیکر باغ میں آئیں بارہ دری میں چھپر کھٹ پر لٹایا حکم کیا کہ جراح کو لاؤ جراح جو آگے ملکہ کے آیا ملکہ نے توڑا اشرفیوں کا رکھدیا کہا اے جراح ایسا علاج کر کہ اس جوان کو صحت ہو پھر خدمت خداوند ہفت پیکر میں روانہ کریں تمہارے واسطے وہاں کہیں گے قدرت اسکا فرشتہ پر رحمت سنائیں گے اور اس جوان کا رتبہ بڑھائیں گے جراح نے جھٹ پٹ زخم کو دھویا ٹانکے دیئے پٹیاں چڑھا دیں جراح گیا ملکہ رومال لیکر بیٹھیں مگس رانی کر رہی ہیں دوپہر کو ذرا لیٹ رہیں پھر اٹھیں رومال لیکر سرہانے بیٹھیں کبھی تلوے سہلائے کبھی سینے پر محبت ہاتھ رکھا کبھی گھبرا کر آواز دی کہ ارے صاحب آنکھیں کھولو منہ سے بولو میں گھبرائی ہوں میری بات کا جواب دو یہ کہکے آنکھوں سے اشک حسرت جو ٹپکائے وہ اشک گرم عارض پر رستم کے گرے رستم نے آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ ایک مہ جبین حسین حور شمائل سرو قد خورشید عذار پاس بیٹھی ہے اس صورت دیکھتے ہی گھبرا کے اٹھ بیٹھے ملکہ نے کہا کہ صاحب قتل کر ڈالیا ہے ہو گا ٹانکے ٹوٹ جائیں رستم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ گھبرا کر طلب چھوڑ دی کیسر دن کو معلوم ہوا کہ شاید اس شخص کو ہوش آیا ملکہ نے پوچھا کہ کیوں صاحب قاتل کے واسطے آپنے اپنی جان دے دی بڑا کمال کیا عاشا ہے کہا

آخر اُن کیسے قزاقون کی یہ مجال ہو کر ہمکو تو مین شہباز بلند پرواز سے مقابلہ پڑا ہمکو گھوڑا مغلوب سے
اسکا لایا آپکو پروردگار نے پھر پشیمان کیا آپ ہمکو اٹھا لائین علاج کیا ملکہ نے نام شہباز سنکر ہونٹ چبا لیا
کہا کہ صاحبو کیا غضب کی بات ہے میرے باپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے یہان پہونچے صاحب
خدا کے واسطے اب کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ شہباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے کہا کہ اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو
کچھ ضرورت نہین اور جو کوئی پوچھیگا تو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ملکہ سر جھکا کر خاموش ہو رہین رستم کو
پھر غش آگیا ملکہ وہانسے اُٹھکر صحبت مین اپنی کنیزون کے آئین رو رو کر حال سارے کنیزون کے بیان کیا
کنیزون نے عرض کی کہ واری بڑی مشکل کی بات ہے اگر کسی طور سے خبر آپکے والد نامدار کو ہوگی تو قیامت
اور فساد برپا ہونگے نہین معلوم کہان پر لڑائی ہوئی کہان یہ زخمی ہوے ملکہ اس ذکر مین چپ بیٹھی رہین
خواصون سے سب ذکر کر دیا ایک خواص چنچل نام اُس صحبت سے اُٹھی کنارے آکر سوچی اگر انکے باپ کو
اطلاع ہوگی فساد برپا ہوگا بادشاہ کہینگے کہ ہمسے اطلاع نہ ہوئی ہم لوگ گنہگار قرار دیے جائینگے اور
پرسش ہوگی مین جا کر حاکم وقت سے اطلاع کر دون کہ ہمارا گنہگار رہنا موقوف ہو جائے ہمسے پرسش نہو
یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی مین سوار ہو کر چلی دو کوس نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی عقاب نیزہ باز بھتیجا شہباز
کا حوالے چچا کے مقام پر سر حکومت ہے ملکہ کنیز کو آتے دیکھا گھوڑا روکا پکار کر پوچھا کہ کیون چنچل
خلاف وقت کہان جاتی ہو کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو حضور ہی کی تلاش مین نکلی تھی آپ یہان ملے
گھوڑے سے اُتر پڑیے تو مین کچھ عرض کرون عقاب نیزہ باز ہنستا ہوا نیچے اُترا کہا چنچل جانی
کہو ہم تمہارے کہنے سے ٹھہر گئے کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ ای پہلوان دوران ای گرساسپ جہان
تمہارے قتل آپ کو کوئی پہلوان یہین پر ہے اور حال کیفیت چنچل نے بیان کی یہ سنکر عقاب کانپنے لگا کہا کہ اُس
گیسو بریدہ نے غضب کیا دشمن کو گھر مین جگہ دی اسی دم چل کے قتل کرونگا یہ کہکے اپنے گھوڑا پھیر طرف
باغ ملکہ کے چلا بارہ سو جوان ساتھ مین اُسنے پلٹ کر کہا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو چہار طرف سے آکے
باغ کو گھیرا ادھر رستم ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی چہار طرف سے سوارون نے جو باغ کو گھیرا
رستم نے کہا کہ ملکہ دیکھو تو یہ کیسی گرد اُڑی ادھر ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین دوڑتی ہوئی گئین
تھوڑی دیر میں گھبرائی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوا چنچل خواص نے جا کر آپکے بھائی صاحب
سے اطلاع کی ہے جو مشہور کیا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو وہ نہ ہوا خبر اسکو ہو گئی ملکہ کو سناٹا آگیا ۲۶

رستم نے کہا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ بھی جہرے پر نقاب ڈالے ہمراہ سو خواصوں سے ملکہ رستم کے ہمراہ ہوئیں رستم پلٹ کے فرماتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم براے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ہم ابھی مقابلہ کرکے آتے ہیں ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار ایک ہاتھ تلوار کا لگانے جائیے کہ بار ہماری گردن سے اتر سے شفاعت جائیں علشاہ نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی رسر کر کے اسکو آتا ہوں ملکہ بیدل ہو گئیں رستم نے گھوڑا ترجھا کر کے دروازے سے نکالا باہر ہزاروں دروازہ کھلا سب سوار و پیدل غل مچانے لگے علشاہ کا گھوڑا طرار دھر کے باہر آیا عقاب نیزہ باز نے رستم کو دیکھا گھوڑے کو بڑھایا قریب آیا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اے جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہے میرے سامنے سے چلا جا میں معاف کرتا ہوں رستم نے کہا کہ اے عقاب اب زیادہ ملمع پرداری نہ کر ورنہ ایسا نہ ہو خلاف عقل ہو بہتر یہ ہے کہ لشکر کشی کر کے آئے ہو اب مقابلہ شروع کرو ساں تیرے کلام کرونگا عقاب نے گیندے کو مہمیز کیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا علشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر علشاہ نے جھٹکا دیکر نیزہ نکال دیا عقاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر لیا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا عقاب نے گردہ سپر کا آگے کر دیا تلوار حو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا خود پر گری خود آہنی کو کام میں لانے جو گری سر پر پڑی کہ دو انگل سر میں در آئی اسنے دستہ مارا تیغ جھٹکے نکالا اور خون کی عقاب کے چہرے پر آئی کئی مرتبہ اس نے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارے رستم نے کہا کہ اے عقاب ہمارے تمہارے کشتی ہو زور میں حو زیر ہو عقاب خیال کرتا ہے سر پر زخمی ہے ایسا نہ ہو کہ ابھی جان جائے یہ جوان فنون سپاہ گری میں کامل ہو اکمل ہے کسی مقام پر کمی نہ کریگا آج میں سب کو رخصوری کراؤں کل اس جوان سے مقابلہ کروں وہ رستم نے بھی عقاب سے کہا کہ جاؤ ہم نے تمکو ایک شب کی مہلت دی کل مقابلہ ہوگا عقاب زخم کو باندھتا ہوا الٹا اپنی مقام بارگاہ استادہ کرا کے آتر ترا ہے میں داخل ہوا علشاہ خون تلوار کا پونچھتے ہوئے باغ میں آئے ملکہ منتظر ہو رہی تھیں رستم کا آنا غنیمت ہوا کہا کہ کیوں صاحب اس مکار نے مہلت لی پہر کل کے روز دیکھیے کیا کرے علشاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لیکن عقاب نیزہ باز جو بیٹا اپنا بارگاہ میں آیا سیدہ کر کر رونے لگا عیار اسکا گلنگ مکار ہے تھوڑی دیر کے بعد اسنے خیال کیا کہ آقا کیسے ہیں دربارگاہ پر آیا پکارا کہ غلام حاضر ہو عقاب نے آواز دی کہ آؤ عیار اندر آیا دیکھا عقاب نیزہ باز

بیٹھا ہوا ور با ہر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ آقا خیر تو ہے آج آپ کو مت پریشان پایا بولو غلام ہے
حال کیسے کہ یہ حقیر کچھ مدد کرے عقاب نے کہا کہ اے کلنگ صاحب یہ ہو کر دو مجھسے رستم ہے آج میں لے
جان بچائی کل سامنا پڑیگا سر میرا کاٹ لیگا میں جانتا ہوں کہ اب میں مقابلہ نکروں کلنگ نے
عرض کی کہ کچھ بات نہیں غلام اُسکو چرا لائیگا قید کر کے قتل کیجیے عقاب نے موتیوں کا مالا گلے سے
اُتار کر کلنگ کو دیا کلنگ اپنے مقام سے اُٹھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کو صورت مالی ایک
بڈھے کی شکل بنکر پشت باغ سے کمند مار کے اندر باغ کے آیا صحن باغ میں دیکھا کہ رستم سو رہے ہیں
کیسر پر بھی سوگئیں کلنگ گرتا پڑتا برابر چھپر کھٹ کے ہو گیا روشنی گل کر کے کنبے میں اُدھر دے سونگھی
رکھی چاہا کہ دماغ میں لگاؤں کہ رستم نے آنکھ کھول کر کہا کہ ارے تو کون ہے کلنگ بھاگا رستم اُسکے
پیچھے دوڑے برابر دیوار کے کلنگ پہونچا جست کر کے دیوار پر گیا رستم بھی دیوار پر آئے وہ کود الرستم
بھی کودے آگے کلنگ بھاگا لگا تب میں علمشاہ چلے ایک صحرا میں رستم نے جو کمان کیانی
دوش سے اُتاری پلٹ کے جو کلنگ نے دیکھا کہ یہ جوان تیر مارا چاہتا ہے ٹھا گوں ٹھہر کر کہا
کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی میں نے آقا کے حکم سے آیا تھا ورنہ میری مجال تھی کہ میں آپ کو خواب
اُمیدوار ہوں کہ میری خطا معاف کیجیے چاہتے ہیں رستم کچھ جواب دوں صحرا سے گرد اُڑی
عقاب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے دور سے عقاب نے دیکھا کہ رستم نے کمان کاندھے
سے اُتاری تیر کمان میں پیوست کیا چاہتے ہیں کہ تیر ماروں اور کلنگ منتیں کرتا ہے کہ مجھے معاف کیجیے
مگر رستم ہیں اتنے آقا کو حوصلے ہوئے دیکھا پکار اُٹھا کہ اے آقا اے نامدار غلام کو بچائیے عقاب نے
وہیں سے گھوڑا بڑھا دیا سامنے رستم کے ہو کا نیزہ پکڑ کر بیٹھا رستم نے کہا کہ اے عقاب یہ خیال
رکھنا اگر نیزہ مار دیا اور میں زخمی ہوا تو تجکو زندہ نچھوڑونگا عقاب نے کہا کہ اب میرے آپکے
یہیں مقابلہ ہو جو زیر کرے مغلوب غالب کی اطاعت کرے اے کلنگ جا کر ایک گھوڑا اور لا تو تیار
بھاگا تھوڑے عرصے میں لا کر گھوڑا حاضر کیا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہوئے سامنے عقاب کے
آئے آپس میں نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے میں علمشاہ نے نیزہ اُسکا نکالا اُسکے قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا علمشاہ نے تیغ کھینچا اس نام انتقام نے کھینچا آپس میں تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ رد و بدل ہوئے تھے
کہ رستم نے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لوں عقاب نے گریبان پر

ہاتھ رکھا علشاہ دعقاب سے کشتی ہونے لگی ہر مقام پر عقاب چاہتا ہے کر رستم کو زیر کرے ممکن نہین ایک مقام پر رستم عقاب کو لے دوڑے اور آدادری کرا وظالم ختم جا یہ کہکے پکا کا دونوں گھٹنے آشنا ئے زمین ہوئے کمر ٹیریمین ہاتھ ڈال کے نعرہ تکبیر کرکے زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اکھیڑ کر مارا چارون شانے چت اُچک کر رستم چھاتی پر سوار ہوئے شروڑ کر مشکین باندھیں طرف باغ کے لے چلے کلنگ نے جا کر فوج مین خبر کی کہا کہ رستم نے عقاب کو زیر کیا لیے جاتے ہیں اہل لشکر سے اپنے مقام سے اٹھے بارہ ہزار سوار جرار تیار ہو کر چلے راہ مین آکر رستم کو گھیرا رستم نے تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی وہ چاہتے ہیں کہ رستم سے اپنے آقا کو چھین لیں رستم عقاب کو بچاتے ہین ایک مقام پر فوج والون نے بلوہ کیا ایک نے ہاتھ تلوار کا مارا علشاہ نے اسکو جواب دیا رستم نے خالی دیکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دس بارہ پہلوانون نے مل کر اپنے آقا کو چھین لیا ملکہ کو خبر پہونچی کہ رستم تنہا لڑ رہے ہین عقاب کو فوج والون نے چھین لیا اب چاہتے ہین رستم کو گرفتار کرین ملکہ بہت بیقرار ہوئین خواصون سے کہا کہ اری کمبختو یہ وقت جان نثاری و سرفروشی ہے اس وقت چل کر مدد کرو یہ کہکر نقاب چہرے پر ڈالی بارہ سو کنیزین گھوڑون پر سوار ہو کر سامنے آئین کہا حضور چلین لونڈیان موجود ہین یہان علشاہ پر وقت تنگ ہے چار جانب سے گھیرے ہین علشاہ ہمہ تن چشم بنے ہوئے لڑ رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم نے ایک نقابدار کو دیکھا بارہ سو سوار ساتھ آکر ہو کا فوج عقاب پر گرا فوج عقاب پر وہ حملے کیے کہ کئی سو آدمی مارے لڑتا بھڑتا چاہتا ہے کہ برابر علشاہ کے ہو جون رستم نے قیامت برپا کر دی افسرین کے مارے ایک مقام پر نقابدار نے عقاب کا مقابلہ کیا نیزہ مارا عقاب نے گاودیر ہاتھ ڈال کے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی نقابدار کا ہاتھ پڑا سپر عقاب کی کٹی دو انگل زخم سر مین آیا عقاب نے تلوار کو سر سے دستانہ مار کے نکالا اور اوپر سے ہاتھ نقابدار کو مارا نقابدار کا بھی سر زخمی ہوا نقاب جو چہرے سے ہٹی چاند لکا ابر سے نکل آیا رستم کی جو نگاہ پڑی ملکہ کو دیکھا کہ سر سے خون بہ رہا ہے غصے مین عقاب پر جا پڑے فرمایا کہ او نامرد اسی کا نام جرأت و شجاعت ہے ستم پر عقاب برس پڑا رستم حالی نے رہے ہین ایک مقام پر رستم نے خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو اُٹھا دیا یا کتبہ سپر پر تلوار لگی تھی بازیرنگ اُس کی کر کے گوہ لنگ کے

بوسہ دیا غریو ہوا کہ عقاب مارا گیا فوج والون نے بمشکل لاشہ اُسکا اپنے قبضے مین کیا طرف صحرا کے بھاگے رستم و ملکہ نے تعاقب کیا آخر وہ لوگ نکل گئے علشاہ و ملکہ اب اُس صحرا سے واپس ہوے پلٹتے وقت رات کی تاریکی مین دستہ فراموش ہونا ہی چاہتے ہین قلعے مین بہونچین دہیں چل کر رہین قلعہ اسلام آباد رعایا دل شاد ہو یہ سوچتے ہوے چلے ہین ایک مقام پر پہونچکے کہ رونے کی آواز آئی کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار حکم دے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے یا اپنے آقا کو پاؤن رستم نے کہا کہ یہ آواز سمک کی ثابت ہوتی ہے یہ کہکے گھوڑے سے اُترے آواز دی کہ او بیا۔ وفادار دای مونس غمگسار تو کس مقام پر ہے مین تیرے پاس آنا چاہتا ہون ملکہ نے دیکھا کہ زرغہ گلستان سے ایک عیار ہجوم کروہ رستم ہے۔ باشتیاق لپٹ گیا بلک بلک کے رونا تھا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس فلک نے امید شادی کتی اب قوت حاصل ہو دل تسکین دل ہوئی علشاہ بھی زار زار کیکے رو رہے مین ملکہ و یہان سے کو وین چند کنیزین دوڑیں آکے دیکھا کہ عیار و سردار لپٹے ہوے رو رہے ہیں دونون کو جدا کیا عیار نے عرض کی کہ قلعے مین تشریف لے چلیے جس وقت وہ لوگ سنیں گے کہ عقاب مارا گیا آپ کی اطاعت کرینگے غاشیہ حکم کو دوش سوش پر رکھ کے با مند غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہینگے رستم نے کہا کہ ای سا ور آگے بڑھو سمک آگے بڑھا ملکہ۔ رستم و کنیزین عقب میں سمک کے چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک قلعہ معلوم ہوا کہ نگہبان ہو رہیں ہاتھ میں لیے ہوے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ بھی اسپد ہر کو دیکھین خدا وند ہفت پیکر کیا دکھاے اس سوچ میں سب کھڑے تھے کہ نگاہ پڑی ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے عقب میں ایک جوان افتان خیال پشت پر کئی سو نقابدار گھوڑوں کو اُڑاتے ہوے اسی طرف آتے ہین دیدبان نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوا اے قلعے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سمک نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا رستم نے مرکب بڑھایا آواز دی کہ ناشیدای اہالی قلعہ قلعے کا پھاٹک کھولو دو ہم قلعے میں آئین گے یہ جو رستم نے کہا اُسے تولہ مارا رستم نے خالی دیا اور گرز پر ہاتھ ڈالا رنگین زمرد پوش نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غصہ نہ کرین مین ان سب کو سمجھائے دیتی ہوں اُس غصے مین رستم نے یہ کہا کہ تمھیں کیا دخل ہو ملکہ کا ب گئین تھے مثل رستم نے مرکب پر کوڑا کہا گھوڑا اڑھایا اور چلا کر آواز دی کہ او بیا و ہم تھے آگا و نہیں کہ سہاہر
... یہ بس اوب ... کا کیا باعث راہ میں جاتے تھے یہ قلعہ ملا سنے چاہا قلعے کی راہ سے جائیں تمکو ہمسے

باعث فساد کا کیا ہے کسی نے جواب نہ دیا گولے مارے گئے رستم نے گھوڑا اڑایا ملکہ کو منع کیا کہ تم کنارے ہو جاؤ میں اسی وقت قلعہ لیتا ہوں یہ کہہ کے گھوڑا مہمیز کیا جو گولہ سامنے آیا گرز مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق پر گرا ایک آدھ کنگرہ قصر کو جا کر برباد کیا اس طرح گولوں کو رد کرتے ہوئے برابر خندق کے پہنچ کے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا خندق کو پھاند برابر پھاٹک کے آئے گرز مار کر پھاٹک توڑا رستم اندر گھس گئے اہل قلعہ لڑنے لگے تاجدار جوان سب کا افسر ہو تخت پر سوار غلطہ کرتا ہوا کہا ارے نامرد ایک شخص اکیلے نے قلعہ فتح کر لیا گھیر کر اسکو چار طرف سے وہ جیں وہاؤ والی ہیں رستم مصروف شمشیر زنی ہیں سمک حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہے جس پر پڑا ایک حقہ ضائع ہوا لیکن جب پھٹا دس بیس کو جلا گیا کئی سو حقہ سمک نے داغا کئی ہزار جل کر گرے رستم لڑتے ہوئے قریب تاجدار کے پہونچے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار سپر پکڑ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر ماروں اُس تاجدار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای شہریار الاماں فرمایا امان بشرط ایمان سننے کہا کہ جب تک زندہ ہوں گردن تابی نکرونگا رستم نے تاجدار کو ہاتھ سے رکھدیا تاجدار نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی بہت خوش ہوا گرد پھرتا تھا کہا ای شہریار دارالامارہ میں تشریف لے چلیے غلام کو سرفراز فرمائیے علمشاہ و ساتھ تاجدار کے دارالامارۂ شاہی میں گئے اُس تاجدار کو زیر دستی تخت پر بٹھایا ساتھ والوں سے تاجدار نے کہا کہ اس شہریار کی خاطر کرو سب لوازم خاطر داری میں مصروف ہوئے کہ ایک چوبدار نے عرض کی تاجدار سے کہا کہ دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہے کچھ کاغذ لایا ہے تاجدار نے کہا کہ بلا لو وہ شتر سوار کاغذ ہاتھ میں لیے ہوئے اندر آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا کاغذ ہاتھ پر رکھ کے پیش کیا اور عرض کی کہ ابھی حضور ساحر پڑھیں اور جواب نامہ دیں تاجدار نے نامہ کھولا نامے کو پڑھا کاغذ پڑھ کر سناٹے میں آگیا کئی وزیروں کو بلایا انسے بھی صلاح کی اُس سے سوال تحریر کے ہدایت کی تاجدار جب بیٹھا ہی بعد عرصہ دراز کے تخت سے اٹھا عیاروں کو کچھ اشارہ کیا عیار دوڑے وزرا بھی اپنے مقام سے اٹھے تاجدار خود جام شراب لیکر حاضر ہوا علمشاہ سے عرض کی کہ اسے نوش فرمائیے رستم نے ہاتھ بڑھا جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اُسنے سمک کو دیا سمک بھی پی گیا تیسرا جام نقابدار کے سامنے پیش کیا وہ بھی کچھ عذر نہ کر سکا تینوں آدمی جب جام پی چکے تاجدار نے آواز دی کہ اے رستم تمہیں کچھ خوف خداوند ہفت پیکر کا ہے یا یہ سرعدائی ہے دن سے معمور ہو جاؤ گے انھیں کے سر دن کو باؤ گے

یہاں ایسے بچنا دشوار ہے بہتر یہ ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو رستم نے بتہور غضب تمام اُس بادشاہ کی جانب دیکھا سمک نے عرض کی ای شہریار بیہوشی مجکو اور آپ کو بھی چلی اور نقابدار کو سمک نے اشارہ کیا کہ آپ کچھ تدبیر رفع دارو بیہوشی کی ہو گی نقابدار نے اشارہ کیا کہ ای سمک گھراؤ مت علشاہ کے کہنا خاموش ہوا نقابدار کچھ چپکے چپکے اسم پڑھنے لگا جب علشاہ اور تاجدار ہے ہوش ہو کر گرا چاہتی علشاہ اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اٹھے لڑکھڑا کے گرے سمک بھی ہاں ہاں کر کے اٹھا وہ بھی بیہوش ہوا ان دونوں کے گرتے ہی تاجدار نے اشارہ کیا کہ گرفتار کر لو نقابدار تلوار کھینچ کر اٹھا کہا کیا مجال کہ کوئی اس شیر کو گرفتار کرے نقابدار لڑنے لگا مصروف جنگ ہوا کسی کو قریب نہیں آنے دیتا تاجدار نے کہا کہ او نقابدار تو کیوں دخل دیتا ہے اس جوان کے بارے میں حکم خداوند ہفت پیکر ہے کہ گرفتار کر کے جلد ہمارے پاس روانہ کرو نقابدار نے کہا کیا مجال ہے کہ کوئی شیرازہ تلوار کھینچے ہوئے گرد رستم کے پھرنے لگا سمک کو بھی بچاتا ہے کہ ایسا نہ ہو سمک کو کوئی قتل کر ڈالے نقابدار مثل برق چمکتا ہے اگر کسی کو قریب ان دونوں کے نہیں آنے دیتا تاجدار نے جو نقابدار کو اس طرح آمادہ دیکھا آواز دی کہ کل فوج کو حکم دو کہ بلوہ کر کے نقابدار کو بھی پکڑ لیں یہ جو تاجدار نے کہا سب بلوہ کر کے چلے باہر سے پلٹنیں رسالے اندر گھس آئے اُس پر پکارنے لگے کہ ارے نقابدار تلوار پھینک دے جو شاہ کہتے ہیں وہ قبول کر نقابدار نے رنگ تہ طرف پلٹنوں کے دیکھا اور جھولی پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی گرفت کا دار نیرا جلنے لگا پانچ چار ہزار آدمی جل کر خاک ہوے اب نقابدار پر بلوہ ہے نقابدار سحر کرنے لگا جب سحر کیا سو دو سو مر کر گرے اور دریا وہ ہنگامہ ہوتا ہے مرنے کی آوازیں آنے لگیں کئی ہزار آدمی مارے گئے نقابدار گرد رستم پھرتا ہے اول میں جو لکھا ہے کہ نقابدار کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا مراد یہ تھی کہ میرے اوپر بیہوشی کی تاثیر نہ ہو اسلئے ذات خاص پر بیہوشی نے تاثیر نہ کی لڑ رہا ہے علشاہ اور سمک کو بچا رہا ہے جب تاجدار نے دیکھا کہ کئی ہزار جوان مارے گئے تاجدار گھبرایا دوڑا ہوا محل میں آیا بیٹی اُسکی ہے کمسن ملتی ہے لی انجمی ہے کہا کہ کیوں ای باپ گھبرائے ہوئے کیوں ہو اس نے بیان کیا کہ بادشاہ قلعہ زرین پوشان کی دختر رستم پر عاشق ہے ہم سے رستم و سمک کو بچا رہی ہے کئی ہزار جوان مجھ سے قتل کیے ایسا نہ ہو کہ عیار اور سردار کو لیکر نکل جائے اس واسطے پریشان ہوں رستم اور سمک بیہوش پڑے ہیں وہ نقابدار کسی کو قریب نہیں آنے دیتی شیر دل لڑکی ہے دختر شاہ موسوم بہ خنجر جادو نے ہنس کر کہا کہ کیوں آبا جان اگر آپ کا حکم ہو تو اسکو

گرفتار کرا دوں لیکن حمزہ۔ حال یہ تھی ہوا کہ باپ ایک ساحر تھا بہی ہو کہ فرزند اس حمزہ نہایت حسین و جمیل ہیں جس عورت نے دیکھا جان و دل سے مائل ہوئی بھلا کب ہو سکتا ہو کہ بھائی کو ہم قتل کرائیں بڑے افسوس کی بات ہو باپ نے کہا کہ بیٹا جلد تدبیر کرو انگرا یہ مقام سے اٹھی باپ سے کہا کہ آپ جا کے بلوہ کیجیے میں چار گوشے سے سحر کرتی ہوں اگر اسکو ظاہر ہو جائیگا کہ کوئی میرے سحر کو دفع کر رہا ہو تو مشکل پڑیگی اسلیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہو میں نے ابھی سحر سیکھا ہو یہ کہکے باپ کو حکم دیا کہ آپ جا کر اسپر بلوہ کریں میں سحر کرکے گرفتار کرا دونگی بادشاہ باہر آیا اُس نار میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمیں مانتے ہزار بلوہ کیے چلے آتے ہیں جمعیت کے اس ستون دے اور سحر کیا لوگ ہٹے وہ تین سحر ایسے گئے کہ زمین ہل گئی ایک گاڑی کھینچکر اسپر رستم اور سمک کو ڈالا سحر سے وہ بیل مانند اسپر علمشاہ اور سمک کو ڈال لیا آپ گئے آگے گاڑی کے پیچھے اس طرح لیکر چلی کہ اس سحر گلے سے نکلی تھی کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار چھایا آواز آئی کہ او رنگین زمرد پوش کیوں اہالی طلسم سے دشمنی پیدا کرتی ہو قتل ہوگی وہ سزا ملیگی کہ تمام اہالی طلسم دعا کریں یہ سُنکر رنگین زمرد پوش نے جواب دیا کہ اے کیا بیہودہ بکتی ہو یہ کہکے گولا اگولا بھینکے دیں پر گرا آواز آئی کہ او لکا تا دکھا تو بے بھنے بھی سحر سیکھا ہو یہ کہکے سحر کیا رنگین اوپر آگ برسنے لگی آگ برسا دیکھکر رنگین کو غصہ آیا کار دو سحر جو لی سے نکالی اسپر افسوں پڑھا کارد کو اوپر پھینک مارا ابر پھٹا زمیں سے گرد اڑی ابر لخت لخت ہوا کارد گرا رہی تھی وہ چھری تڑپ کر قریب رنگین زمرد پوش آئی رنگین نے انگلی کو تراش کر چند قطرے خون کے زمین پر گرائے آواز دی کہ تیری خوراک موجود ہو چھری انھیں قطرات پر گری پھر انگرتے معاملہ دیکھا فوج والوں کو آواز دی کہ اے کم لوگ تو لڑنے سے بالکل تھم گئے تم بلوہ کرو دیکھو کیا ہوتا ہو دوسری طرف یہ مشورہ ہوا کہ سحر کرکے اسکو بیہوش کر دوں گرفتار کر لیا جائے یہ حال سے کہا چار طرف سے فوج طرف رنگین زمرد پوش کے چلی رنگین نے جو فوج کو آتے دیکھا وہ سحر کیا کہ حواس کھو بیٹھے آپس میں لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپس میں جو ہنگامہ ہوا انگرا نے آسمان سے سحر کہا کہ جہاں ملکہ رنگین زمرد پوش کھڑی ہیں شعلہ ہائے آتش اس مقام پر گرنے لگے رنگین زمرد پوش نے کئی مرتبہ آسمان پر بھی سحر پھینکا لیکن اثر نہیں ہر بار سحر نے کچھ تاثیر کی رنگین زمرد پوش اور جلائی دوسرا سحر کیا جو سحر رنگین نے کیا انگرے نے آسانی دفع کر دیا آپس میں سحر چلنے لگے رنگین نے جب دیکھا کہ انگرا پر سحر تاثیر نہیں کرتا نہایت پریشان ہوئی بھولی ہیں ہاتھ دیکھے

تلوار نکالی اسم اعظم سحر پڑھا آواز دی کہ او انگر جادو ہوشیار ہو یہ کہ کے تلوار پھینک ماری انگر جادو
تلوار پر بیٹنے رنگین لیکن انگر اسی طرح سے اپنے کو بچاتی ہو آپس مین سحر کی رد و قدح ہو رہی ہو دو گھڑی
کامل آپس مین سحر ہوے کسی کے سحر نے کسی پر تاثیر نہ کی انگر جادو زمین پر آئی للکار کر آواز دی کہ
ای رنگین اب چلی جاؤ ورنہ بہت پریشان ہوگی رنگین نے گولہ مارا انگر نے کاٹا ایک مقام پر کڑک کر
انگر گری کہا لو اور ذرا سنبھل جاؤ اب قید مین لیے جاتی ہون تو نے ان لوگون کے ساتھ ایسا کچھ کیا کہ
جسکا بدلہ ہوتا ہو یہ کہ کے ایک دو تھپڑ مارا زمین کانپی غبار بلند ہوا آواز آئی ای رنگین زمرد پوش
ای بندہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر یہ کیا آفت ہو کہ اس مذہب کے مٹانے کی کوشش کر رہی ہو خبردار ملکہ
رنگین چار جانب دیکھنے لگی رنگین رستم کی بھی آنکھ کھلی رستم کی طرف اشارہ کیا کہ ای شہریار یہ صدا کسی پری
سکاربان چین ای شہریار ساحر رنگین و نفیس السکے ہین کھدے سفر مین جسکو جہان پر حکم ہوا اسے عذاب
پہنچا دے دیکھیے اس وقت کہ خیر خواہی دولت مین مصروف ہو یہ آزار کیونکر آگئی پس معلوم ہوتا ہو
کہ اس عہدے پر جو مقرر ہو ادھر سے کہین گذر اسکا ہوا اسے یہ بھی ایک نقرہ کہدیا کہ آدمی کو اعتقاد ہفت پیکر
زیادہ ہوا تنے عرصے مین رنگین کی حویلی جسکی علمشاہ سے پالو مین ہیں مصروف تھی تم نے ہی عرصے مین
ملکہ انگر نے کارد کو اپنے خوان سے دنگا رنگین زمرد پوش پر کھینچ ماری بیچ مین آگرہ کا رد شق ہوئی
اُس سے ایک برق چمکی باتین رستم سے رنگین کر رہی تھی کہ سر پر برق چمکی سر بھی سوا الف کرکے کلمہ پڑھا دیا
سحر کرکے اُس کارد کو پلٹایا وہ کارد سر پر جاکے انگر کے چمکی انگر نے اپنے کو بچایا لیکن رنگین زخمی ہوگئی اُس
زخم کاری مین لڑ رہی ہو کسی کو فریب دانے کے نہین آلے دیتی جنگ کے ٹریں ہو یہ معاملہ ہوتا جا رہے کیا
بیتاب ہوگیا تخت پر سجدے کے واسطے جھکا اور پکار کر آواز دی کہ یا مدد ہفت پیکر آج غلام کو اس
ظالم کے سحر سے بچا لیجیے ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہ کے بہت چیخا چلایا کہ ایک دنا تا ہوا آواز آئی کہ ای بندہ
خاص تمہاری آواز قدرت نے سنی ابھی قدرت تقدیر کرتے ہین دیکھا طرف سے جنگل کے ایک طاؤس ظاہر ہوا
آیا سامنے ملکہ رنگین کے ہوکر رقص کرنے لگا رنگین تعریف کرنے لگی کنیزون سے مخاطب ہوکے کہا کہ
کیا کسی نے تعلیم کیا دیکھو کیا رقص کرتا ہو سب کنیزین دیکھنے لگین طاؤس نے ناچتے ناچتے مثل انسان کے آواز دی کہ
ای رنگین زمرد پوش ترت جا کر باغ سیماب مین مقام کر کنیزون کو ساتھ لیتی جا دو دن کی سلطنت ہمیشے
تم کو دی تمھیں وہان کا اختیار ہو یہ طاؤس آواز دیکر جانا کا جنگل مین غائب ہوا ملکہ بھین یارا رکو دور نگی

کنیزون سے پکار کر کہنے لگی رنگیہ اب ایسا طاؤس مجھکو نہ ملیگا مین زمرہ سے بچ گئی طاؤس کے ساتھ جان دونگی یون کہکر رو کے دیکھے چلا گیا یہ کہکر کنیز وں کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو مین تو جاتی ہون تاج سیماب کی حکومت مجھکو ملی اب مین وہان جاتی ہون جو خداوند مناسب جانینگے وہ ہمارے واسطے مقرر کرینگے یہ کہکے رنگین رہے۔ نگاہ حسرت طرف رستم کے دیکھا کہا اے شہریار رخصت ہوتی ہون اگر زندگانی ہے تو پھر بھی ملاقات ہوگی یہ کہکر دو نون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوئی کنیزین بھی ساتھ ہوئیں سب کنیزین بھی غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصہ مین کنیزین مع رنگین زمرد پوش غائب ہوگئین اخگر جادو آسمان سے اتری رستم پر سحر کیا پھر اسی طرح مسلسل و مطوق ہوگئے وہ تاجدار قریب آیا کہا ارے تھیلو ارار روانہ ہوا وہ تاجدار بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ساتھ والون نے پوچھا کہاں قید لیچلوگے تاجدار نے کہا کہ رہاں مسافران جو قدرت نے تیار کرایا ہو وہاں بہت سے مسلمان قید ہیں لیجا کر انکو بھی قید کرینگے قدرت نے حکم دے دیا ہے قید مین مسلمان رہین اب وہ انہ موافق مرتبہ کے لیگا یہ حرمان صاحبقران ہین انکی قید انکے مرتبے کے موافق ہوگی زندانِ انکا نہ مسلمانان میں بھیج جائیں یہ باتین کرتا ہوا رستم کی قید کے ساتھ آتا ہے ایک طرف ملکا اخگر جادو ساتھ ہین اور بیچ سوکھے ہزار و سوار قرقرے پر سوار ساتھ ساتھ ارائے کے گرد گھیرے ہوئے دن بھر راستہ طے کیا جا بجا گھڑی دن جیلا تھا ناگاہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان میں آئی رستم نے یہ صدا سنکر سر اٹھایا دیکھا کہ ایک صحرائے وسیع سامنے پہلو میں پہاڑ ہے اس پہاڑ سے لو آگ کی نکلی رہی ہو دہشت سے کپکپے ہو رہے کوہ پر ہزارہا طائر

بگوش سامعان تعریف ہفت پیکر کر رہے ہیں کہ جیکا مفہوم یہ ثابت ہوتا ہے۔ نظم

نه بر دوم تو آنکا سکندر نه دارا	بہ بخشد خدا ال و زر بینوا را
بمطلب رسد طالب رہا نجاش	تو بد عا ر دنیسر گدا را
کند عفو اہل خطا ہر خطا را	در دعا حق بر دلیل بہ بندہ
بقرب و عبادت خدا میرساند	کند بندہ گر گرگ حرص ہوا را
طلاکہ خالق بخلق و خدا را	خدا از رساطنت و بندہ نوازی
شود مشتہر فارسی نظم ہندی	الٰہی بایران و بلخ و بخارا

کند غلق تسلیم حکم قضا را
بگیرد خدا دست بیدست و پا را
خدا ہر گنہ مبید در پردہ پوشد
کشاید ہر آنکس کہ دست دعا را
بخلق خدا سکندر مرد گانی
بہ بندگی کرد مامور ما را

ہزارہا طائر بھی آوازین دے رہے

ہیں بس یا ہفت پیکر کہہ رہے ہیں بعض طائر بلند ہو کر گلستان پہ گئے وہاں جا کر آواز دی

کریا خداوند ہفت پیکر منھ سے شعلہ نکلا دھر ودھر جلکر خاک ہوا ہزارہا طائر آڑ رہے ہین جلکر گر رہے عادر سم پیدا ہوے آوازے آتی ہین خلائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہوا اعتقاد آرکالحق ہو دیکھنے والے دیکھین کہ ہم بیشک کر آگ مین گرے آگ ہمکو نہ جلا سکی آگ کو تو قدرت نے پیدا کیا ہو وہ ہمکو کیا جلا تی ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہو کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہو دیوث تاجدار کہ جور ستم کو قید کرلے چلا ہو یہ بہ تعجیل تخت سے اُترا تعزیر کا بنیاد ڈالنے ہوے سجدے میں آوازدی کہ یا خداوند تیرا بندہ تیرے نثار ہو کیا عنایت فرمائی امیدوار ہون کہ سجدہ میرا قبول درگاہ ہو بندگان خاص مین داخل ہو یہ خیر خواہ ہاتھ باندھے ہوے طرف کوہ کے کھڑا ہو خادمون سے اشارہ کر رہا ہو کہ جاوے چاروں وزیروں کو بلا دیجاوے وزیر حاضر ہوے عرض کی کہ اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہو دیوث تاجدار نے کہا کہ قریب کوہ کے بوقلمون بکرامت خداوند ہفت پیکر آگیا آج روز جلوس ہو دل چاہتا ہو کہ چند روپیا حاضر کرون کہ قدرت اور زیادہ رضامند ہون وزیروں نے عرض کی آپ نے کیا نذر تجویز کی دیوث تاجدار نے جواب دیا مین پسر حمزہ کا سر حاضر کرنا چاہتا ہون لاشہ کہین پھکوا دونگا سر خداوند کو نذر دیا جاوے کہ سرفرازی حاصل ہو وزیروں نے کہا کہ بڑی بات آپ نے تجویز کی یہی مناسب ہو دیوث تاجدار نے حکم دیا کہ جلادون کو ساتھ لیجاؤ سر پسر حمزہ و سر عیار لیکر حاضر ہو سب لشکر چلتے چلتے تھم گیا ہو سب مین ہنگامہ گرم ہو کہ خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکار رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہو کہ ہماری نیت کا پھل ملا کہ زیر کوہ بوقلمون پہنچے اور دن بھی خاص جلوس خداوند کا ہو یہان تو یہ باتین ہین وہان جلاد وزیر جلادون کو ساتھ لیے ہوے وہان پہنچے جہان رستم تھے اور ہر زرک گیا ہو ہر طرف ہنگامہ ہو نام لیکر ہفت پیکر کا پکار رہے ہین رستم نے جو دیکھا کہ وہ ہنگامہ اسقدر بلند ہو کہ گنبد وہم خیال بھی نہین پہونچتی اُس پہاڑ پر لاکھون آدمی جمع ہین گھنٹے و ناقوس بج رہا ہو مراد مند مرادیں مانگ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ یا خداوند رحم اپنا شریک کیجیے آج روز جلوس ہو ایک تاجدار جلیل موسوم بہ قلمون تاجدار ہو عرض و معروض کا مختار لباس شاہی پہنے ہوے ٹہل رہا ہو ایک قصر پتھر کا نصب ہو اُسمین ایک تصویر پتھر کی وہی سب سے باتین کر رہی ہو جب وہ تاجدار کسی بندہ مراد مند کا پیغام لیکر جاتا ہو تصویر سنگی سے آواز آتی ہو کہ اے بندہ خاص الخاص زیر کوہ کرامت قدرت کو ملاحظہ کرو کا بنان طلسمی جسے طلسم کشا ہے اصلی کہتے تھے اے بوقلمون وہی قید ہوکر آگیا دیوث تاجدار ایک

بندۂ حقیر اُسکو گرفتار کر لایا اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہو سر اُسکا حاضر ہوتا ہے یہ قدرت سامری کر دیوث کے دل میں بھی یہی آیا کہ اسکا سر قلم کریں اور سر چوب گاہ خداوند پیش کریں۔ یہ بو قلمون اور بھی باغی موجود ہیں سب کا حال کھلیگا قاسم ولندھور داراب کشور کشا یہ تیوران سوال قصر عشرت میں داخل ہیں سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہیں یہ کیفیت رستم نے زیر کوہ سے ملاحظہ فرمائی سمک سے رستم نے کہا کہ ای سمک موت لیکر زیر کوہ بو قلمون آئی ہو یہ سب آوازیں رستم سُن رہے تھے کہ دیکھا چار وزیر چار جلادوں کو ساتھ لیے ہوئے جلاد شمشیریں لگاتے ہوئے آتے ہیں وہاں سے وزیروں نے آواز دی رستم و سمک کے قتل کا حکم ہو ایک جلاد نے بڑھکر زنجیر رستم تھام لی کہا ای جوان اب سے اُتر تیرے قتل کا حکم ہو کر جلد سر لاؤ رستم اُٹھے ایک جلاد نے سمک کو کھینچا پرے لا رہے سے الگ اگر جلاد نے سر زنجیر رستم سنبھالا کہا او پسر حمزہ کھڑے ہو جائیں تجھے قتل کرنے آیا ہوں اس زور سے زنجیر کو جھٹکا مارا کہ خانۂ زنجیر میں خلل ہوا رستم نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد اس طرح کوئی جھٹکا دیتا ہی جلاد نے کہا کہ سخت کہا رستم نے کہا ہاں سنبھال آئے پھر زنجیر پر جھٹکا مارا خار وار لٹو لعلوں کے بار ہوئے رستم کو تاب نہ رہی زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا جلاد منہ کے بل سامنے ہو گیا علمشاہ نے ہتھکڑی ماری کہ جلاد کا سر پھٹا اور سے لات ماردی کہ جلاد ریزہ ریزہ ہوگیا رستم نے جلاد کو مارکر زنجیر جو ہلائی گئی کے سر پیٹے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کار رستم

بیت

علمشاہ جو رستم لقب دلیر علمشاہ رومی شیر فیل زور
ارشد اولاد امیر عرب کر سر تحت مرزوق فگندہ تو

اور ایک سوار کو مار کر تیغ لیا سمک کو رہا کیا اب جو دونوں جوان لڑنے لگے اس طرح حملہ کرتے کہ پرے کے پرے درہم برہم کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے لڑتے بھڑتے جاتے ہیں دیوث نے جو دیکھا کہ رستم قید سے رہا ہیں اور مصروف جنگ ہیں جملہ سوار و پیدل جنگ ہے اُس شیر صورت کی تنگ کریں رستم نے پرے کے پرے درہم برہم کیے لڑتے بھڑتے جاتے ہیں لڑتے لڑتے علمشاہ نے تیر اندازوں کو جو گھاگا فوج میں تہلکہ ہوا دیوث نے پوچھا کہ ارے کیا ماجرا ہے کہا دونوں نے خبر دی جلاد قتل کرنے گئے تھے قیدیوں نے رہائی پائی پسر حمزہ نے زمین ہلا دی کئی سو آدمی مارے گئے لڑتا بھڑتا آپ کی طرف آتا ہو دیکھیے وہ برق شمشیر جنگی مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہو کر پکار کر رستم نے آواز دی کہ ہاں شیدائی کافران بیحیا دیکھنا بکار ان پر دغا کیا تو گزند چھوڑ دیگا

دیوث نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا تخت سے کود سجدے کے واسطے جھکا پکار کر آوازدی کہ یا خداوند ہفت پیکر رحم کیا آفت مرے سوئی قیدی چھوٹ گیا اتنا کہتا تھا کہ کسی افسروں کو مار کسی کا ہاتھ توڑ ڈالا یا خداوند جلد مدد کیجے اس تصویر نے بتہر غضب تمام آوازدی کہ او بوقلمون جا دیوث کی مدد کر پسر حمزہ کو جلد باندھ کر لا یہ سنکر بوقلمون نے آوازدی ارے کوئی پہلوان حاضر ہو شداد کوہ پیکر گینڈا جھپٹا کر سامنے آیا آوازدی کہ غلام حاضر ہے کہا پسر حمزہ کا سر لا یہ سنتے ہی شداد نے چالیس ہزار فوج ساتھ لی بڑھا مقابلہ رستم چلا رستم مصروف جنگ ہیں لاشیں پر لاشیں گرا دی ہیں کہ ایک آواز ہیبتناک کان میں آئی کہ اس او پسر حمزہ کو اپنے گھر میں رستم نام رکھ لیا بدولت کے تو مقابلے میں آ رستم نے کرب پھیرا ادھر سے شداد آیا نگاہ وزن اصسے تین قدم حرکت رستم کا اور چھ قدم گینڈا شداد کا ہٹا شداد نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ توڑ کے پھینک دیا شداد نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کیپتان پر روکا بھاری سے ہاتھ نکال کر بہ آسانی ہاتھ مارا کہ سپر کٹی خود کٹا سر میں کچھ زخم آیا رستم نے چاہا کہ سر کاٹ لوں شداد نے اہل فوج کو آوازدی کہ بارو پسر حمزہ کو قتل کر دو چاہتا ہے خداوند خداوند ہفت پیکر میری جان بچاؤ تمام فوج والے ٹوٹ پڑے رستم ان چالیس ہزار سے لڑنے لگے کئی افسروں کو تاک تاک کے مارا شداد نے آوازدی کہ او شہنشاہ بوقلمون اور فوج بھیجیے بلکہ آوازدی کر جا کر شداد کی شرکت کرو تین لاکھ فوج کو جنبش ہوئی پاس عزت سے چلے افسر اس تین لاکھ کا سنزاد پنجہ کش آگے آ کھڑا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی کہ غلام حاضر ہے جا کے پسر حمزہ کا سر لا ہر تصویر سے آواز آئی کہ ای پہلوان قدرت جلد جا سنزاد جھومتا ہوا چلا یہاں سمک نے جو دیکھا کہ تین لاکھ فوج چاہتے اور آتی ہے بوقلمون بھی تخت پر سوار ہمراہ ہے گھبرا گیا بے اختیار پکارا تھا کہ ای کریم کارساز دای بندہ نواز نظم

روے تو بار است چشم انتظارم روز و شب — دیدہ را شایق بدیدار تو دارم روز و شب
داغ عشق بر جگر چون لالہ دارم روز و شب — تازہ می باشد درین گلشن بہارم روز و شب
در فراق ہجران تو جان می سپارم روز و شب — ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب
مثل برق از سوز غلغت بیقرارم روز و شب — شکل ابر از جوش باران اشکبارم روز و شب
سرنگون در سجدہ اخلاص دارم روز و شب — در قیام خاکساری استوارم روز و شب
قبلہ و کعبہ ترا من میشمارم روز و شب — روے از ہر سو فقط سوے تو دارم روز و شب

بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب … مثل گردون عمر جد گردش گزارم روز و شب
گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب … لیک از الطاف تو امید دارم روز و شب
ونتر تو سید تو چون صگنارم روز و شب … یا الٰہی برسخن کن کامگارم روز و شب
غم کجور ہنگام ہم ای غمگسارم روز و شب … دو دست شو رہ کیمی ای دو دستدارم روز و شب
ہمنوا یا چون بالحن بست است کارم روز و شب … میرسد امداد از پروردگارم روز و شب

رستم کو بھی اس دریاے موج کو دیکھکر انتشار ہوا دل مین یہی ہر کہ آج اثر بغیر جان دیکھیے یہ سوچ کر اشک حسرت آنکھون سے بہائے تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھری یاد آیا کہ ای رستم اگر اسوقت قاسم ہوتے تو اشیاے جراٗت اُسکے سپرد کرتے اور کہتے کہ ای نور نظران اشیا کو حفاظت سے رکھنا اب ہو چاہے سو ہو یہ کہکے رنجیدہ و کبیدہ طرف موج بوقلمون نے حکم دیا موج نے جلوہ کیا اب رستم اس بلوے مین لشکر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی اور بوق ترکی گونج کر کان مین آئی کافرون کو معلوم ہوا کہ صدا اسرافیل تھی کہ گھوڑے الٹ ہونے لگے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسی ہزار دیوانے ساتھ بوق ترکی ہاتھ مین جہان بوق کو دم دیا زمین کانپی لرزہ ہوا کہ دیوانہ آیا ہر صد ہا قریات یہان تک لوٹ لیگا لوگون کے گانون ویران پڑے ہین جس گانون کے قریب پہونچے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہو اگر اُسے قبول کر لیا اور سامان لیکر حاضر ہوا تو نہا ورنہ جانبر سے مال اسباب لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے جنگل مین باندھا اور گھاکر سولہ بھی اسکی لست پر بنا اُس وقت زمیندار تھرا جاتا ہو اگر روپیہ گرا ہوا ہو تو کھدوا کے منگا دیا اور اگر دیری تامل ہوا گرم پہنچے لشت بید رکھدیے گئے زمیندار گھبرا تا اور ناچار ہو کر مال کا دیا یہ کہکر کہ چکی کے پیچھے ہر اس طرح سے ہزار ہا قریات غضنفر نے لوٹ لیے اس وقت کسی جواب جاتے تھے علتاہ کو جو اس مصیبت مین دیکھا ہلے بلند پر دار عیارے کہا کہ تو در مزاد کیمو خادی کا باپ قتل ہوا چاہتا ہے ہائے تمجد و کیمو فرمایا کرتے ہین کہ خبر رسان حمزہ مین اس ردمی بچے نے بہت کثرت کی اسکے ہاتھ پانون اچھے ہین اگر قتل ہو جائیگا تو نانا جان کو بڑا الم ہوگا دیوا دیون نے کہا اگر شاہ ہو تو کافرون کو قتل کریں رستم کو بکا لعین حکم ہو آپ کے پاس لائین یا انکے لشکر مین بھیجین جیسا ارشاد ہو کیا لائین یہ سنتے ہی غضنفر نے گھوڑا اٹھایا نعرہ کیا کہ منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان جہادی

اسّی ہزار جادوان نے گھوڑے بڑھائے تیغ گرد پیچیدہ ہو کر آسمان تک پہونچا دیوانوں نے اندھیر میں
دریاے خون بہا دیا ایک ایک دیوانے نے چو دست ہلاکے ساحران کو قتل کیا رستم نے جو نعرۂ
غضنفر کی صدا سنی نہایت خوشی حاصل ہوئی فرمایا میرا دیوانہ آ پہونچا اب اس سے کون لڑ سکیگا
کافرون کے سر توڑ ڈیگا عیار بھی حقہاے آتشبازی مار رہے ہیں تمام میدان معلوم ہوتا تھا کہ آتش بہار
ہو گیا درختون سے آگ گر رہی ہے عرض کر چکا کہ دیوانوں کی بے باکی تیراغون کی چالاکی سر صرف
کے زمین پر گرنے دریاے خون بہنے لگا ہر طرف صداے فریاد و واویلا بلند ہوئی قریب تھا کہ لشکر بھاگ نکلین
بو قلمون جادو نے جو یہ حال دیکھا بڑھ کر تصویر ہفت پیکر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ دیوانہ
مجہول کون ہے اگر حکم ہو شعلین با ہم سر کراؤن یا خندق آب قہر خداوندی میں ڈالدون اور حضور کا
حکم ہو تو کہاؤن کہ اس گنہگار کو جلا دے تب آگ جلائے اگر حکم دولت خداوند ناطق ہو تو آگ گرمی
نہ دکھائے آبرو دار کہلائے ہر قطرہ گوہر آبدار سے دشمن کا جگر چھیدے بو قلمون نے جو یہ پڑھکر عرض کی
تصویر سنگی نے منہ کھولا بو قلمون نے دیکھا کہ شعلے بھڑکنے لگے آواز آئی جلد جا گرفتار کر کے پاس ہمارے لا
کہ آتش قہر و غضب میں جلا دون بو قلمون چلا چار لاکہ فوج پیچھے نوبت و نقارے بجاتا ہوا سہراب
گرگدن سوار پہلوان آگے بڑھا ہو ہو کرتا ہوا نعرہ ہاتھ میں تخت پر بو قلمون کے ساتھ گئے تھے
کوہ سے اُترکے بو قلمون نے نعرہ کیا کہ او فریبیہ سالار رت زیادہ بے ادبی نہ کر یہ کہتا ہوا از بر کوہ
آیا لوگون کو ہٹاتا ہوا سہراب بے گنہ آگے بڑھا للکار کر غضنفر کو آواز دی کہ او فیل گھوڑے سے اتر آ
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے ایسا نہ ہو کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے میں چل کر قدرت سے خطا معاف
کرا دون غضنفر نے پلٹ کے بہ نگاہ قہر طرف سہراب کے دیکھا آواز دی کہ میں آیا ہوشیار ہو جا
آتے ہی تیغ و وزن ہوا سہراب نے دیکھا گھوڑا ابرق جہندہ تیغہ برقتاب بر قبضہ خون کی چھینٹیں جسم
پڑی ہوئیں ننگا لڑتا ہوا اگر تیغ و وزن ہوا چہ قدم گرگدن سہراب دو تین قدم گھوڑا غضنفر کا پیچھے ہٹا
بعد نیزہ و بازی تلوار چلی غضنفر نے پکار کر کہا کہ ارے اس سر کا سرکاٹ لو سہراب سمجھا کہ کوئی حریف
میرے پیچھے آ گیا ارے کون ہے کہکے پلٹا جیسے ہی سہراب اس طرف پلٹا غضنفر نے یک ہاتھ تلوار کا
مار کر سر فرق سر کا زخمی ہوا دوسرا تیغہ شانے پر مارا شانہ بھی زخمی ہوا اب تو غضنفر برس پڑا گیندے کا
سر اڑا دیا اسقدر سہراب زخمی ہوا کہ بھاگا غضنفر نے سمجھا کیا ساری فوج نے دیکھا کہ سہراب بھاگا جاتا ہے سہراب بھاگا

غضنفر تادار پیچھے ہوے عقب میں سہراب کے لڑتا بھڑتا جاتا ہو پلک جھپکانے کا موقع نہیں ملتا کئی افسروں کو راہ میں غضنفر نے مارا جسے تو کا تپک کے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتا جاتا ہو کہ دیکھنے والے حیران ہیں دوسے تعریفیں کر رہے ہیں بوقلمون جادو نے جو اس صورت و شوکت سے غضنفر کو دیکھا قلب کانپا گھبرا کر کہاروں سے کہا کہ تخت ہٹاؤ سامنے اس شیر کے مجھکو نہ لیجاؤ سہراب کرگدن سوار اسکے ہاتھ سے زخمی ہو کر نکل گیا کانپ گیا اور پیشانی پر پسینہ آگیا فوج والوں کو آواز دی کہ ای فوج خداوندی سحر کا ہنگام دکھاؤ اب تو میدان در سانے داروں نے سحر کرنا شروع کیا دھواں دھار ستاتا چلاکر طلاراں غضنفر گھبرا گئے فریاد فریاد کی صدا بلند کی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا سحر رفع ہوا غضنفر نے گھوڑا آگے بڑھایا اور نعرہ شیرانہ کیا انگشتر مہر و ماہ چمکاتے ہوے چلے اس طرح سیکڑوں پہلوان راہ میں مارے دریاے خون بہاتا ہوا جاتا ہو بوقلمون نے اٹھا کر گوز مارا جیسے توپ کے منھ سے گولہ نکلا طرف غضنفر دیوانے کے چلا آکے پھٹا لشکر کے کئی ہزار آدمی گرے کئی سو آدمی جل کر خاک ہوے غضنفر بیتاب ہو گیا انگشتر چمکاتا ہوا چھپا ادھر سے بوقلمون آتا ہو ہنگامہ جو دیکھا گولے سحر کے پھینکنے لگا جو گولہ پھٹا ایک اثر خاک سیاہ ہوا جس کئی جوان پہلوے غضنفر میں گرے اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوے گھوڑے کوتل مارے مارے پھرتے ہیں پیدل منھ کے بل گرتے ہیں غضنفر نے پھر انگشتر کو چمکایا گھوڑے پر تیری جانکے بجوش و خروش آواز دی کہ او نامردان بندگان خداے کیا لیا ہو مجھ پر سحر کرتو کہ تاثیر ہو بوقلمون نے تخت بڑھایا قریب غضنفر کے ہو کہا گولہ پھینکا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولا باطل ہو کر زمین پر گرا اب کئی گولے بوقلمون نے پھینکے اور انگشتر چمکی گولے باطل ہوے غضنفر بڑھتا چلا آتا ہو برابر تخت بوقلمون کے ایک رنگین سیاہ دود کا گرعلم سحر میں پرفن گولہ ایک ہاتھ میں ماہ و شاہ سے لگتی ہوئی کرمیں جاکر اس جواں کو پکڑ کے لاتی ہوں یہ کہکر آگے نرمی آواز دی کہ او طفل بے ادب تونے اُن ساحروں کو مارا اگر جنگ و جدال ممکن نہیں میرے پاس چلا آئیں تجھے جیسا لوں سرپر لینے لیے ہیے تجکو پھر دوگی وہ مرشہ ہو کر دیکھنے والے رشک کریں تجھے تجسسے عجب ہوئی ہے گوری گوری کلائیاں پنجہ خورشید نما چہرہ آفتاب عالمتاب سرو پلی ہے ہیں صاف نکاہر ہے کہ نیچہ اصفہانی کو حسن ہو قتل عاشقاں کی کوشش ہے میں تجکو بڑے عیش سے رکھوں گی والا مرتبہ تیرا کروں کہ سب رشک کریں خدا و تقدیراں قسمت میں تجکو مگو وہ ان سے نہیں چلا آ غرور کر میرے ساتھ چل

غضنفر نے پکار کر آواز دی میں آپ کے حسن و جمال کا خود خواہان تھا بس یا من آ۔ یہ کہہ کے گھوڑا بڑھایا زنگن بہت خوش ہو کر کیا معشوق لاجواب ملا ہاتھ پھیلاتی ہوئی ادا شناوں سے بجاتی ہوئی جب ترب غضنفر کے پہونچی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے اٹھایا ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غل بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آواز میں بہیبناک آنے لگیں مگر پیر مرنے کی آواز میں تھیں اندھیرا نہ مٹتا جاتا ہو تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا کہ وہی زنگن جسم سہی ہو کئی مرتبہ آ تو بڑھایا کہ غضنفر کو پکڑ دون غضنفر نے تیغ چمکایا زنگن نے کمر میں ہاتھ ڈالا چاہا کہ بیٹھا تی پر بوسہ دون غضنفر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کی کمرگاہ پر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے پھر اندھیرا ہو گیا اب آواز آئی کہ مجھی مرا نام من سیاہ درمست جادو و بوقلمون نے سیاہ کے مرنے کی آواز سنی اپنا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یہ غضب ہوا غضنفر کا طلب ہوا فوج کے پانون اٹھا چاہتے ہیں یہ کہہ کے تخت ہٹایا غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بوقلمون نے چاہا کہ پر پرواز پیدا کروں اب غضنفر پر سحر کروں نکل جاؤں کہ ماما بازوؤں پر پیدا ہوئے تخت سے ۔۔ نکا ہوا غضنفر نے جو دیکھا کہ یہ نکلا جاتا ہو قربان سے کمان اور ترکش سے تیر رنگ خدنگ سفید سوفار زمرد پیکان عقاب پر کھر کمان میں پیوست کر کے تاک کر سینہ بکینہ پر مارا ہمراہ پشت کو توڑ کے نکل گیا لاشہ تھرتھراتا ہوا بادشاہ اقلیم کا زمین پر گرا بوقلمون کا مرنا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود ای غضنفر بوقلمون کو مار کر طرف کوہ کے چلا تصویر سنگی جو لگی تھی اُس سے کہا را ر پیدا ہوئی کہ امیر حمزہ کو لیا دیوار سے مزاح آتا ہو پہلوانون نے گھاٹیوں پر روکا مگر یہ غیرت صاحبقرانی کب رکتا ہو گھاٹیوں پر پہلوانوں کو بڑے بڑے سرہنگون کو الٹا مارے تھے جا و گردن کو مارا گھاٹیوں پر تلوار چلی غضنفر تو بالائے کوہ کو جاتے ہیں مگر جس وقت بادشاہ بوقلمون مارا گیا شاہزادہ قاسم و داراب کشور کشا و لندھور بن سعدان قصر عشرت میں مبہوت بیٹھے ہیں اور معشوقان پر کچھ ہول میں ملاح ہو رہا ہو عیاران طرار ساز بجا رہے ہیں ہنگامہ عیش و نشاط تو قصر عشرت میں گرم ہو کہ ایک دم آ ہوا پہلو میں جو معشوقین بیٹھی تھیں اُٹھ کر ایک ایک شعلہ گرا اب جو دیکھا تو کالی کالی نوجوان کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہیں اور یہ نوجوان اندر قصر کے معشوقوں کو لیے ہوئے پہلو میں بیٹھے تھے باہر سرداران صف شکن معشوقان پر کچھ پہلو میں اختلاط ظاہری و باطنی میں مصروف ناچ ہو رہے ہیں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو جس وقت

دکھاتا ہوا ان سب کی معشوقوں کی صورتیں مدنظر اسے کو دیکھا تعویز ہفت پیکر گلے میں ستارے سگی
ماروں عیاروں سے پوچھا کہ ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے عرض کی آپ لوگ صاحبقران سے
جدا ہوئے صاحبقران سے معاملے پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا یہ لشکر شیران دشت نبرد اسے
اسی مقام سے اٹھے قیدیں توڑ کر پھینک دیں تلواریں لیکر اٹھے مرکب ہائے بادرفتار پر سوار ہوئے
لڑتے بھڑتے چلے بعض مقام پر فوجیں تھیں انکو شاہ باسوار و پیدلوں کو بھگایا کوشئے مال و اسباب
سے بھرے تھے وہ لوٹ لیے سلاح سجوگ زر و جواہر جو ترتیب قبضے میں کی نام پر ہفت پیکر کے اسکے
جھنڈے جل رہے ہیں اسے حال زار پر روتے ہیں کہ مقام افسوس ہے کہ اپنے آقا سے جا کر لڑے
سمک نے قاسم سے ذکر کیا کہ آپ سے اور آپ کے دادا جان سے مقابلہ پڑ گیا قید ہو گئے تھے
عیاری سے خواجہ کی جھوٹے اب پھر اسے مقام پر فروکش ہیں قاسم نے سنا اب کوا عزیک
ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہفت پیکر کو مار لیجے جہاں ملے اسکو شتائیں ملعون کو خاک میں ملائیں گی
قریوں پر زمینداروں نے نکل کر روکا یہ شیر زمینداروں کے روکنے سے کے تھے ہنگامے ڈالدیے
زمینداروں کو مار آگے ساتھ والوں کو للکار اگانوں کو پھونک دیا نکلے ہر جیوں کو قتل کر ڈالا
عیاروں کو آگے روانہ کیا کہ بڑھکر خبر لاؤ عیار بڑھے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہزار طرح کے
اسمیں رنگ ہیں کوئی رنگ ایسا نہیں کہ جو نہ موجود ہوا سپر ایک تصویر پھر کی چڑھ رہی ہے اور
رستم کو زیر کوہ ہزاروں ساحر و عیر ساحر گھیرے ہیں ہر مرتبہ واز و ہتے ہیں کہ یا رو جم کر لڑو اور سر کوہ
غضنفر پہونچ گیا ہے دریائے خون بہا دیا ہزار ہا لاشہ گرد پڑا ہے غضنفر اترتا ہوا جاتا ہے سب دیوانوں
نے سرا سے حکم پر غضنفر کے رکھے ہیں جو معل غضنفر نے کیا سب موجود ہیں چاہتے ہیں اس تصویر
کے پاس پہونچیں سیاہی نہیں پہونچے دیتے پرے جمے ہوئے ہیں غضنفر سردار ہمراہیان غضنفر
تیر پڑ رہے ہیں مگر جوانان تیر دل غازی و مجاہد عادل و کامل تھمے تلواروں کے ہاتھوں میں جے
ہوئے حب حملہ کرتے ہیں ایک آفت برپا ہوتی ہے مشکل عاروب کشی ہونے دیتے ہیں نام ہفت پیکر
کے جان دینے پر آمادہ اعتقاد و فرمدی اسے طریقے سے زیادہ بہوت لڑ رہے ہیں عیاروں نے
دریافت کیا آکے شاہزادوں کو خبر دی وار اب نعرہ کرکے گرا قاسم بھی آکر زار پہونچے بلند حور
نے برابر گرز کو گردش دی چار چار اور چھ چھ کے گرز میں لٹتے ہوئے سفرہا دخان وارشیون

بیٹھے وہ دونوں بیٹے تنومند گھوڑے جھول پکڑے ہوئے ہاتھی کی جھوم رہے ہیں قبضہ شمشیر چوم رہے ہیں
ان تینوں جوانوں کے آنے سے رستم کو بڑی تقویت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہر ایک کا یہی قول ہے
کہ اس ہفت پیکر شعبدہ ساز نے ہمیں آ کے رنجیدہ کر دیا انشاء اللہ آج تصویر سنگی کو توڑ کر پھینک دینگے
ساتھ والے جواب دیتے ہیں کہ علمدار ہی کو اس ہفت پیکر کی بڑی وسعت ہے سات پہاڑ ان پر اسکا ظہور
ہے بڑا کوئی کام ضرور ہی خدا اسکے شعبدے سے بچائے دیکھیں انجام کیا ہو اس تردد میں تھے شیر نر رہے
ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ شاہزادہ بلند اقبال دوروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کرہ
بن اسفندیار سوار سردار پشت بر نیلم و فیلم زنگی او جان دغو جان دریا باری دمیعاد عاد و شنگ
دراز گردن شیرانہ جھومتا ہوا جسکو پایا پکڑ اور سر پر پھینک دیا جادوگروں کو تنگ کر دیا بھاگے پھرتے ہیں
اب یہ تیرہ آگئے سرداروں کی کمر مضبوط ہوگئی اب کیا ضرور ہے لڑائی کو فتح کر لو تصویر توڑو نام
ہفت پیکر مٹا دو اس حال میں بعد جوش و خروش مصروف جنگ ہیں جنگ سے ان تیران دشت پر
ڈاکا و تنگ ہیں یہی چاہتے ہیں کہ جان بچا لیں بھاگ جائیں مگر غیرت میں لڑ رہے ہیں کہ پھر گرد اڑی
دیکھا سب نے گل گلزار جلیل الرحمن نور دیدہ موسیان مسلمانان رہبر رسیدہ زہر دینے ایمان شاہزادہ
نور الدہر مربع الزمان طہماس بلو میں تیر تلنگ میں عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ
نور الدہر آکر جو کے نعرہ کر کے گرے سرداران نامی دہلوان گرامی مصروف جنگ ہوئے اب کوہ
سے فوجیں پیچھے بھی آنے لگیں لاکھوں آدمی چلا آتا ہے جب تصویر نے آواز دی کہ اے بندگان میں
چاہیے کہ مسلمانوں کو امان۔ وہ بالائے کوہ سے تا زیر کوہ ہر وادی میں ہزار ہا سر گر رہے ہیں سپاہیا
جانبازی میں مصروف ہیں جب تصویر آواز دیتی ہر نخل سے شاخ گل سے برگ گل سے ہزار ہا
بندگان حد امثل سپاہیوں کے پیدا ہوتے ہیں اگر مصروف جنگ ہوئے ہیں لاکھوں آدمی نخلستان
سے پیدا ہوئے کچھ مارے گئے کچھ لڑ رہے ہیں نور الدہر مصروف جنگ تھے جس وقت سے نور الدہر گرز
لیکے پہاڑ سے سات لاکھ فوج زیر کوہ آئی وہ ہم گر تلوار چلی کہ زبان تیر اور گلہ عمود سے بس اے
احسن داد دی بلند کئی نیزے سرو قد رائے تعظیم مردان عالم اٹھے ہر طرف سے صدائے الاماں الاماں
مسدود ہر ایک کا درد مسدود تصویر کا وہی شیوہ ہو کر آواز دیتی ہو کہ اے بندگان میں کہاں جیسے ہو
آوان سرکشوں کو اگر شاہ اگر آج کی لڑائی کو فتح کر لیا کبھی کوئی مسلمان پر قصد لشکر کشی نہ کریگا جب

اس طرح تصویر آواز دیتی ہے اور فوجیں صحرا سے پیدا ہوتی نکلتی ہیں سرداراں تیرول مصروف جنگ
ہوتے ہیں انھیں تیر ان کے لگتے ہیں کہ آمد کو ان فوجوں کی روک رہے ہیں اور فوجیں چلی آتی ہیں
نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ اے برادر تم دیکھ رہے ہو کس زور و شور سے مقابلہ ہو رہا ہے کیونکر فتح لے
یہ موقعیں کھائے آتی ہیں جا کے مقام روکا جائے ہم جا کے وہاں روکیں وہاں سے آ سکیں شبرنگ نے
کہا کہ میں جا کر دریافت کرتا ہوں یہ کہکر شبرنگ گیا تھوڑی دیر میں واپس آیا کا پتا لایا عرض کی کہ اس
صحرا میں ایک احاطہ ہے تمام اسمیں ہزار ہا بلکہ لاکھوں بانسوں کی کھاچ کے پتلے سے ہوئے رکھے ہیں
ایک طرف اس احاطے کے قصر ہے اسمیں سے دو جوان باہر آتے ہیں ان پتلوں پر پانی چھڑکتے ہیں
سوار پیدل لشکر یہاں آتے ہیں تماشا سد عا ہوا ہر مرتبہ دس ہزار میں ہزار آ جاتے ہیں یہ سپاہی
اصلی نہیں ہیں بانس کی کھپاچوں کے پتلے سے ہوئے ہیں یہ سنکر نورالدہر نے سر جھکایا سامنے سے دیکھا کہ
ایرج لڑتا ہوا آتا ہے ہمراہ اور کاشاپور شیر دل شاہزادہ کہ نورالدہر نے شاپور سے یہ معرکہ بیان کیا شاپور
نے کہا کہ میں ابھی جا کے فکر کرتا ہوں یہ کہتا ہوا شاپور چلا صورت بدلتا ہوا چادر اوڑھے ہوئے
لشکر سے نکلا ایک کل کی آڑ کر کے دیکھا کہ قصر صحرا سے دو نوں شخص نکلے ایک شیشہ آب و سبدہ پاس ہے
پتلے جو سند سے ہوئے احاطے میں رکھے تھے انمیں سے کوئی پچاس ہزار اٹھا ان دونوں نے نکال کر لگے
انکا اٹھا کرنا شروع کیا شیشہ بغل سے نکالا پانی اوپر چھڑکنے لگے پانی چھڑکتے ہی سوار و پیدل لشکر کھڑے
ہوئے اور تعریف خداوند ہفت پیکر کر رہے ہیں سوار و پیدل اٹھتے جاتے ہیں شاپور یہ معاملہ دیکھا کہ اسرار
ہوا تدبیر میں چلا اور وہ دو نوں شخص آب شیشہ مسعود لائے تھے وہ سب صرف کر دیا اب چاہتے ہیں
کر قصر میں جائیں پہلو سے قصر کے رونے کی آواز آئی کہ کوئی نالہ ملک کے کہہ رہا ہے یا خداوند ہفت پیکر
ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری روح قبض کرے اس صدمہ سے رہا نہیں جاتا ہے کوئی جانور درند
آتا ہے کہ مجھکو آ کر کھا جائے اس کشاکش سے بچائے یہ دونوں شخص آپس میں اشارے کرنے لگے
ایک نے کہا کہ چلو حال کر دیکھیں کہ یہ کون مصیبت زدہ ہے یہ کہکے قریب سے قصر کے پہنچے دور سے دیکھا
کہ کوئی عورت سر جھکائے ہوئے رو رہی ہے یہ دونوں دوڑ کر قریب آئے پکار کر آواز دی کہ اے مصیبت زدہ
یہاں جنگل میں کیونکر آئی اس نازنین نے چہرہ کھولا نگاہ حور پری تیر مژگان جو کمان ابرو سے مارا ایسے
لگے تھے دونوں کے تو وہ دل پر لپٹ معشوق ہوئے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا ایک نے ایک پر ہاتھ رکھا کہ بھائی

ہوشیار رہو بعد اسکے دونوں نے کہا کہ اے حسین اس صحرائے پرآشوب میں تیرا کیونکر گذر ہوا کئی دن
گذرے موت کو کیوں خدا وند نے انگشتی بزہین اپنا نام نامی واسم گرامی بتا یہ سنکر وہ نازنین بہت
روئی معلوم ہوتا تھا کہ صدف چشم سے مروارید بے بہا گر رہے ہین دامن سے اشک انکے پاک کیے کہا
کہ اے مہ جبین زیادہ مت رو ایسا نہو کر دم الٹ جائے یہ کہکے بیٹھ گئے اس مہ جبین نے ہنس کر کہا کہ تم
دونوں میرے بیٹے ہوئے یہ سنکر دونوں ہنسے مگر دیکھا کہ وہ نازنین رو رو کر اس طرح حال اپنا بیان
کرنے لگی کہ مین فلان تاجر کی بیٹی ہوں شوہر میرا بیاہ کے لیجاتا تھا فلاں جنگل مین قزاق آئے انھوں نے
آنکے تو لوٹنا شروع کیا شوہر سب کے پہلے بھاگا مین نے زیور اتار کر قزاقوں کو دیا قزاق تو چلے گئے مجھے
تیس روز اس صحرا مین پھرتے پھرتے گذرے کوئی جانور کے نکھا گیا یہ کہکر پہلو سے گلابی نکالی ہمراہ پیالی
دونوں سے کہا صاحب ہنکو ہ دی نازنین نے کہا کہ بات قلیل باقی ہے اور شراب لاؤ یہ سنکر وہ دونوں
دوڑے گئے اور بیٹی پر سے شراب لائے سامنے اس نازنین کے رکھدی اس نازنین نے جو گلابی اپنے پاس
سے نکالی تھی وہ بھی انھین شریک کردی شریک کرکے دو جام لبریز کیے دونوں کے آگے رکھے کہا
جی چاہتے دونوں ایک ایک جام پی لو بے اندیشہ انجام دونوں نے گلاس پیے اس نازنین نے
محبت پوچھا کہ تم اس قصر میں یہاں کس وجہ سے ہو اور اس قصر میں رہنے کا کیا باعث ہے تم دو ہی ہو
یا اور بھی کوئی ہے دونوں نے جواب دیا ہم دو ہی آدمی یہاں رہتے ہیں قدرت کی طرف سے اشکال
صورت کس ... برس بنا کر صحرا تا ہرا اور آب و میدہ سحر ہمارے پاس روانہ کرتا ہے آج تک
اس قوم کو کسی طلب نہ کیا تھا بر کوہ بوقلمون مسلمان آگئے حب وہ انسے دو تصویر سنگی آواز
... ہم آ کے آب و میدہ حرف حرف کرتے ہین اور وہاں جو جاتا ہے مارا جاتا ہے بلا کی تلوار
چل رہی ... انکو فوج ہم روانہ کر چکے ہیں کئی ہزار اور جاتے ہیں یہ کہکر وہ دونوں گھرا کے اپنے
... کہا کہ ہمارے مکان مین چلو وہاں تدبیر بتائیں دونوں اٹھے اٹھتے ہی لڑکھڑا کے
... ہوا کہ سم شاپور شیر دل میں ہی دونوں کے سر کاٹے وہ تیلے پانو اٹھا کر چلے تھے کہ گر
... چلے تھے حب لاشے ان دونوں کے تڑپے شاپور کو منظور یہ ہوا کہ اب نکل جاؤں میں حق ہوئی ایک رنگی
... آواز دی کہ او ناعیار کہاں جاتا ہے ہر چند کہ شاپور شیر دل نے چاہا کہ نکل جاؤں اس رنگی نے
... سے نکلتے ہی گردن پکڑ ... زمین سے نکلا اسی جگہ شاپور کو لیکر غرق زمین ہوا پھر زمین برابر ہوگئی

رگی شاپور کو لیکر جب غائب ہوا یہان تلوار چل رہی ہی شاہزادہ غضنفر بن اسد پامال کرتا پھرتا ہی جس صف کو درست دیکھا اسپر جا پڑے اور جو شکست کھاتا ہی طرف صحراے بھاگ جاتا ہو تلوار گھسان کے ساتھ چل رہی ہی یہان تو یہ انتظام ہی مگر صحراے جو فوج کی آمد تھی وہ موقوف ہو گئی لڑائی اُسی طرح ہو رہی ہی غضنفر بن اسد نامدار شیرانہ دہنگانہ ورستمانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے اسم و برہم کر دیے لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہ رہا ہی گھوڑے دریاے خون مین شناوری کر رہے ہین غضنفر جو ما لاے کوہ پہونچا تصویر سنگی نے آواز دی کہ اے بندگان بس جلد آؤ یا تو جب آواز دیتا تھا فوج پیدا ہوتی تھی اب تصویر نے تین آوازین دین فوج نہ آئی غضنفر لڑتا بھڑتا قریب تصویر کے پہونچا اور گھوڑے سے کود پڑا طرف تصویر کے چلا تصویر نے ٹھٹھا مسیح کے یہ بھی کہا کہ بیٹے تیرے نانا کی مدد پر دہ قاف مین کی نانا کو سیرے عفریت پر غالب کرایا سمندون سے لڑوایا سب جگہ غالب کرایا تمام سرکشان قاف تہ تیغ ہوے اے غضنفر بہادر سے اُسکے عیار شیر بیشہ اسد غازی جوان جاری کلک دیتا ہی کئی پہلوانون کو مار کر تصویر کی گردن پر ہاتھ ڈالا کہ کھینچ لا اور دل کو رجوع کیا کہ اے پروردگار اس ظالم سے کیا ناساحر زبردست مادہ کبر و نخوت ہے ست تصویر پتھر کی بنکر شیشاہ سی یہ کہکے دوبارہ ہاتھ مارا ہزارہا شعلہ ہوا کا وہ شعلہ آتش بھڑک کر غضنفر پر گرے غضنفر جب ان شعلون کو ہاتھ مارتے وہ تین بجھے ایسے مارے کہ تصویر سنگی اپنے مقام سے ٹوٹ کر گری آواز آئی کہ اے نبیرۂ حمزہ تونے غضب کیا کہ رکس طلسم گرایا مگر کہان جائیگا اب بلا مین پھنسیگا ہماری سعیون کو یاد کر بگا یہ کہکے تصویر چمکی آسمان برابر گانا رسید اہوا رعد کی چمک اُسمین سے آواز آئی کہ ہم شکل صورت کش ایک دیتا ہوا کہ زمین کانپی اور ابر سے آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکران سلمانون کو آپ کا اعتقاد نہین ہو جوان لڑ رہے ہین انکے ہم ستیہ مرحمت فرمایے کہ مسلمانون کو آپ کا اعتقاد ہو کہ قدرت کو ہر وقت پیدا کرنے کا اختیار ہی سامان یہ کے بھی لڑکا پیدا کر سکتے ہین یہ جو آواز دی زمین کانپی کڑکڑ کی آوازین بلند ہوئین ناظرین پر داضح ہو کہ چارسی سرداران صاحبقران لڑ رہے ہین کچھ بالاے کوہ کچھ زیر کوہ جنگ معلوم ہو رہی ہی قاسم اپنے مقام پر بدیع الزمان اپنے مقام پر داراب جہانگیر اپنے مقام پر لڑ رہے ہین لندھور اپنے مقام پر شاہزادہ دلستان شیر بیشہ ہیجا بہرام گردبین خاقان چین ہاتھ مین شمشیر رکاب حالم حرات مین حسیر جا پڑے ہوئے ستایا

پرون کو درہم و برہم کیا دریا خون کے بہائے لیکن اُس ابر سے جو آواز غو کورا کی زمین تھرائی دیکھا سب نے کہ ایک جوان سیاہ رو بڑے قد و قامت کا زیر بغل کفرا جھوم رہا ہے سینہ کھلا ہوا اثقال اسباب تصویر کشی ایک غلام لیے ہوے پشت پر اور وہ غلام کچھ تصویرین کھینچ سی رہا ہے تصویرین کھینچ کھینچ کے زمین پر پھینکتا ہے تصویرین زمین پر گرین اور اُڑ کر طرف صحرا کے غائب ہو گئین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی صحرا سے گرد بن اُڑ رہی ہیں آگے آگے سب کے دارائے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر دونون بیٹے فرہاد خان وارشیون پر زرا و گینڈون پر سوار لندھور کے ساتھ ہین بھانجے دونون عادل و فاضل گینڈون کو جھکاتے ہوے تاجداران ہندوستان ہمراہ وہین سے نعرہ ہوا کہ منم دارائے ہند لندھور بن سعدان ابھی نعرہ ہفت پیکر نے بھی پیدا کیا یہ کہتا ہوا طرف لندھور اصلی کے چلا لندھور اصلی نے گرز اُٹھایا دونون مین گرز چلنے لگے دوسری گرد اُڑی تھا سمع سرداران کے مقاسم اصلی پر جا پڑے سرداران پر سردار عیاران سے عیار آپس مین جنگ کر رہے ہین جو سردار اُنکے ساتھ ہین وہ اُنکے بھی ساتھ ہیں آئے اور مصروف جنگ ہوے تلوار چلنے لگی اب وہ ایک ساحر سیاہ فام بڑے قد و قامت کا جوان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے جس سردار کا نام لیکر آواز دی وہ سردار صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی جا پڑا اگر طرز جنگ ہر ایک کا عرض کرون ناظرین ملول ہون مراد یہ ہے کہ سردار پر سردار جاپڑا وسنگین ورے وسے کر پکار رہا ہے جس سردار کا نام لیکر پکارا صحرا سے وہی پیدا ہوا بدیع الزمان پر بدیع الزمان جا پڑے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہین نیزہ چل رہا ہے کہین تیر آئے گردون کے کہین برق شمشیر کہین کشتی ہو رہی ہے تمام میدان مین جنگ ہو رہی ہے کسی نے پوچھا کہ ای دارائے ہند اس جنگ کا کیا انجام ہوگا لندھور نے کہا کہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اتنا جانتے ہین کہ حریف سخت مقابلہ ہے فتح و شکست کا پروردگار کو اختیار ہے یہان زبر کو بوقلمون تو یہ رنگ ہے لیکن وہ کلمہ داستان صاحبقران زمان بھی لکھنا منظور ہے ناظرین ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان مقابلے مین بطلان نیزہ باز کے آ گئے مین بطلان طبل جنگی نہین بجوا تا ایک دل صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ مقابلہ کیون نہین کرتا خواجہ یہ سنکر صورت بدل کے چلے ایک بڑھیا کی صورت بنکر لشکر بطلان مین آئے ایک شخص سے پوچھا کہ بطلان نیزہ باز کہان ہے

لوگوں نے پتہ دیا کہ بارگاہ زرنگار میں بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے ہیں خواجہ پھرتے پھرتے بصورت خدمتگار بارگاہ میں پہونچے بطلان کو دیکھا کہ مقام صدر پر بیٹھا ہوا افسروں سے کہہ رہا ہے کہ آج دو پہر رات گئے لشکر صاحبقران پر شبخون مارونگا تم لوگ سب تیار رہنا، بدولت دو پہر رات گئے جب اپنی بارگاہ سے نکلیں تو تم سب کو تیار پائیں سب اقبال کر رہے ہیں خواجہ یہ خبر سنکر بھاگے یہاں امیر بیٹھے ہیں کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا کہ آراستہ ہوکر گوشوں میں ٹھہرو لشکر کو کمینگاہ میں صاحبقران منتظر کر دیکھیے سیاہ رو کب برائے شبخون آتے ہیں وہاں بطلان نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا چار مشعل کیے سات لاکھ فوج اپنے ساتھ ہو چلا یہاں امیر با توقیر دوسی سردار مثل عبد الجبار و گرشیث سیر گردان و لقمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و طوق پہلوان گرد و ابو المحجن گرد مندویل اصفہانی وغیرہ کو لیے بیٹھے ہیں انتظار میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کہ خواجہ عمرو دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ کفار آپہونچے صاحبقران دوسی سرداروں کو لیکر درۂ کوہ میں جا چھپے یہاں کفار آکر گرے جس خیمے میں پہونچے سردار کو نہ پایا مال رکھا ہوا اسلحہ ہتھیار رکھے ہوئے پائے اٹھا لیے گھوڑے کھول لیے روپیہ اٹھا اٹھا کے گھوڑوں پر لادا ہر طرف لوٹ ہو رہی ہے افسر کہتا بھی ہے کہ اب زیادہ نہ لوٹو صبح کو اٹھوا لینا جواب دیتے ہیں کہ ای افسر برسوں گذرے ترستے ہوئے کہیں سے نہیں پایا فقط تنخواہ پر بسر اوقات ہوتی ہے آج خزانے پائے کیونکر چھوڑیں کمریں بھی باندھے ہیں گھوڑوں پر بھی لادے ہیں جب خوب سرشار ہو چکے بطلان نے بارگاہ شاہی کو لدوایا رعنائی و زیبائی بارگاہ کی دیکھکر عاشق ہو گیا کہتا تھا کہ ہم اسی بارگاہ میں بیٹھیں گے تب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر بارگاہ کو لدوا لیا اثاثہ لیکر چلا ساتھ والوں نے توڑے روپیوں کے گھوڑوں پر لادے کچھ کمریں روپیہ باندھا کچھ جیبوں میں بھرے ہوئے ہیں بطلان ساری بارگاہوں میں پھر کر بازار چہار طاق میں آیا پھرتے پھرتے جواہرات بازار کا جمع کیا چھکڑوں پر لدوایا اور ساتھ والوں سے کہا کہ حمزہ بڑا بادشاہ جلیل ہے بازار میں اسقدر جواہر دستیاب ہوا کہ چھکڑوں پر لادا گیا بدولت خود گرسوا ہیں یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ابھی وہ خزانے دستیاب نہیں ہوئے کہ جن پر حمزہ کا قبضہ ہے اس خزانے کو پاؤں تو دل شاد ہو رعایا میرے ملک کی آباد ہو سامنے خداوند کے جاکر خزانہ پیش کرونگا قدرت سمی

دیکھئے کہیں کمان میرا پہلوان خوب مردانہ لڑا یا قدرت بھی خوش ہو جائیں یہ کہتا ہوا لشکر کو جمع کر رہا ہی
جو آتا ہو لوشدہ پر اُسکو مار ہی یہی نعرہ آغاز ہو کر مسلمانوں نے بڑے بڑے شاہان ہفت اقلیم کو شاہا
آخر کیا بات آیا حمزہ نے جو خاص خزانہ اپنے واسطے رکھا ہی اُسکو دیکھتا ہو کہ وہ کس مقام پر ہی اور
نگہبان وہان کون ہی یہ کہتے ہوئے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی روے آفتاب چھپ گیا سب
کافر گھبرانے لگے حملہ سرداران امیر نے چلاکے آواز دی کہ ان بہیابان کو لینا نعرۂ صاحبقران
کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم قاتل کافران جہان
پذیرندہ کنجاب سلطان غزار
گرد چون بہ لالان کہ قاف شد
بار زدہ قتنا و ند دیوان قاف
در انکا چو جاہ و ادب یاشتم

منم صاحب حرز و تیغ و علم
ز رستم گریزندہ نوشیروان
چو دریا گہر جنگ شاہ شکار
جزائر بیار عدل و انصاف شد
سمندون بزبت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ نیکنام
چو رستم بنجان پے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدہ دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ ہیدین دلیل و نزار

اور سب سرداروں نعرے کرکے
کافرون پر گرے قتل کرنے لگے کفار پر مار اہل اسلام سکسار قتل ہو ہو کر کافر گرنے لگے خست دنیا
بر سر جان دیتے ہیں مگر مال چھوڑ نا گوارا نہیں کرتے تلوار مثل برق چمک رہی ہو شب تیرہ و تار
نعرۂ صاحبقرانی کی پکار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہی کر بہ سد ید و کمتید عین گرمی جنگ مین کافرون نے
بسبب نالایق ہونے کے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا چہار طرف سے مرّہ ہی
تلوار چلی سپاہ تر ہزار ہا سر مل کا سہ گدائی ٹھوکرین کھاتے زمین نقیب آواز دے رہے ہیں بیت
کاسہ سر بین یہ اسی سر نہ کر اتنا غرور + ہیے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو + ہر طرف ہنگامے گرم ہین
اشتے جرتے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُس وقت صاحبقران و بطلان سے مقابلہ پڑا گرمی بھی
نیزہ بازی ہو رہی میں بطلان کو ناز تھا صاحبقران نے نیزہ بطلان کا توڑ ڈالا تب
بطلان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا صاحبقران سے تلوار چلی امیر نے تیسرے ضرب میں سر سے
دُھڑ کو زخمی کیا بطلان سامنے سے زخمی ہو کر بھاگا امیر نے تعاقب کیا اب تو کل فوج کے پاؤن
اُٹھے آئے آگے بطلان پیچھے پیچھے صاحبقران جس مقام پر جا کر بطلان ٹھہرا صاحبقران بھی
رہن دیکھئے پیشتر جمع منتشر ہوا کیع مسلمانان جمع ہوا لڑتے بڑھتے چلے آتے ہین کئی دن بطلان کو

بھاگنے میں گذرے ہیں قریب ایک قریے کے ہوئے اس حال پریشانی میں جو قریے میں پہونچے وہاں
آفاق زور آزما زمیندار رہتا ہوا ہے دنگل پر بیٹھا ہے آٹھ نو سو جوان اسکے رفیق بیٹھے ہیں اور
جام چل رہا ہے اس وقت بطلان جوش و خروش میں سامنے آفاق زمیندار کے ہوئے سلام کیا
آفاق نے مکرر دیکھ کر پوچھا کہ تم لوگ کون ہو پریشانی کا کیا باعث ہے بطلان رونے لگا کہا کہ
اے زمیندار صاحب اپنی پریشانی کیا بیان کریں خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بر سر حمزۂ عرب
جز عفر جا کے شبخون مارا اندھیرے میں شکست کھائی مر زخمی ہوا شکست کھا کے بھاگا اُن
لوگوں نے پیچھا کیا بسراوقات ہمکو ہوکر بھاگے ہوئے آتے ہیں یہ سُنکر آفاق اپنے مقام سے اٹھا
کہا حمزہ کہاں ہے یہ ذکر ہو رہا کہ گاؤں میں ہنگامہ ہو مکانوں میں آگ لگا دی گاؤں لٹنے لگا بیت کیسے
قزاق صاحبقران کے ساتھ ہیں ناظرین کو یاد ہو گا عبد الجبار و عبد القہار اتنے بڑے قزاق
تھے کہ مقبل سے خزانہ چھین لیا تھا مقبل کیسا کیسا لڑا انتہا کا ہو کر نیزہ آخر مقبل گرفتار ہوا جب
غلاموں نے آکر عرض کی تو صاحبقران نے لندھور کو بھیجا لندھور کو بھی اُن لوگوں نے پکڑ لیا تھا
جب صاحبقران آئے ہیں تب یہ دونوں بھائی پکڑے جاتے ہیں آتے ہی گھروں میں گھس پڑے
چھپروں میں آگ لگا دی ڈھونڈھ کے جہاں جن کو گرد ہم کیا غلغلہ ہو کر اسکی پشت پر سولہ کھسی سپاہ
بطلان آفاق زمیندار کے ساتھ ساتھ آٹھ نو سو رفیق آفاق کے ڈھال پھینکے بادم ہوئے
انکو جیسے ... راگر کسی مقام پر دو چار اہل اسلام لوٹ رہے تھے آفاق نے جا کر گھیرا وہ دوڑے
آ مارے گئے اب آفاق آگے بڑھا کہتا ہوا کہ مسلمانوں کو اسی طرح گھیر گھیر کے مارو تا ہو قریب
میں آگئے ہیں ردھر کے ہ جائے بائیں گے ساتھ والے تلواریں کھینچ کر چلے دو چار اہل اسلام کو
جو قتل کیا کہتے ہوئے کہ بھائی اہل اسلام کے بار بار کوئی جنگ آزمودہ نہیں ہے لیکن ہم لوگ ساتھ
آفاق زمیندار کے رہے جنگل میں رہا کھیت جوتا کر تیں مہینوں کی خبر سُنی ہوئیں ... مشقت
کرتے ہیں تمسے مسلمان کب بارڈ سکیں گے جو قریے میں آ گئے انکو گھیر کر مار لو تجگر جائے یہ بائیں جب تو
ساتھ والے دلیر ہیں دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں پھر پلٹ آتے ہیں کبھی لڑائی پڑی کبھی سر پیری الگ علم
برا گر ہو بجے صاحبقران آگے بڑھے ہوئے جو کسی نے عورتوں کو لوٹا اُسے منع کیا اگر کسی مقام پر
غریب جمع ہیں انکو بچا سن نے ملا گھیرا امیر نے آکر انکو بچا دیا کہا یا روکے قتل کرنے سے کیا مطلب ہے کر

آفاق کے کان میں آواز گئی وہیں سے نعرہ کیا کہ سنو آفاق زمیندار ای مسلمانو بھاگو قریے میں نہ رہو اگر ماہد دولت کا سامنا ہو گیا تو نہ بچو گے پھر میں زندہ نہ چھوڑونگا منہ سے غریبوں کے منہ نہ موڑونگا بلبلاتا ہوا آتا ہے صاحبقران نے آواز دی کہ او گنوار ٹھہر ارے اب جو آفاق کی نگاہ پڑی آفتاب آسمان حربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تیغہ ہاتھ میں زنعین چلیلی کو پیچ و تاب گروہ سپر ہاتھ میں آفاق حیران جلال محو دیدار ہوا بطلان صاحبقران کو دیکھکر پیچھے ہٹا آفاق فوراً چلا پڑا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے چاہا کہ پست پڑوں آفاق جنگ کے الگ ہو افسون سپاہ گری میں دخل رکھتا تھا ایک تکل کی آڑ گڑ کے اُدھر ہوا آواز دی کہ یا صاحبقران آپ بھی اپنا حربہ کیجیے یہ کہکے ترکش کاندھے سے اتارا صاحبقران زمان بردو تیر مارے امیر لیے پہستے قربان جرأت بر ہے تیسرا تیر جو مارا صاحبقران نے سینہ سپر کرکے قرولی سے قلم کیا اور سب تو بھاگ گے گانوں سے نکل گئے امیر آفاق سے لڑ رہے ہیں تیرا کا خالی دیکر تلوار کھینچ ہوے جا پہنچے تلوار چلی حب آفاق ہاتھ مارتا ہے صاحبقران تلوار اٹھا کے ہاتھ روک لیتے ہیں آفاق نے کہا کہ کیوں یا صاحبقران زکیے کا کیا باعث امیر نے فرمایا کہ تشفی کی حوت اس مقام پر ہر اگر تمہارا ہاتھ کاٹا تو ہین کیا ہاتھ آیگا آفاق اس کلمات پر عاشق ہو گیا بڑھا کہ قدمبوسی کرون اور ایک جوان نے ہاتھ مارا امیر نے آگے بڑھ کر قتل کیا ستم جو صاحبقران کا اُٹھا پھر آفاق نے سیلا بے ہاتھ دیا سر امیر کا زخمی ہوا زخمی ہوکر صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر آفاق کا بھی زخمی ہوا ہمراہیان آفاق حو اکرتے تک جنگ ہوے بارہ آدمی صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق الاماں الاماں کہتا ہوا دوڑ پڑا کہا یا صاحبقران رحم کیجے گنواروں کی کیا مجال کہ جو آپ سے مقابلہ کریں اور ساتھ والوں کو چھڑکا کہ ہٹ جاؤ تم پھر انسے مقابلہ نہ کرسکو گے جنھوں نے نوشیروان کو شکست دی لقا ایسے کو بھگا مار ختر پر قبضہ کر لیا اس گانوں کی کیا حقیقت ہے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار بطلان بھاگا جاتا ہے علام سے خطا ہوئی کہ اسکو نکل جانے دیا پھر وہ نہ ملیگا امیر نے پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت میں بطلان بھاگا جاتا ہے صاحبقران نعرہ کرکے پلٹ پڑے آفاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار میں قدمبوسی ضرور کرونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا تعاقب میں بطلان کے چلے بطلان جو تپے سے بھاگا تین کوس چلا تھا کہ آوارہ ہوے دلیران کان میں آئی

گھبرا کر کہا کہ اے یار و دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ معلوم ہوتا ہے لاکھوں آدمی قریب ہیں مرنے کی مادہ گروں کے آوازے آتی ہر ہر کارے دوڑے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے کہا زیر کوہ بوقلموں کہ نت رہا ہی لاکھوں آدمی قتل ہوا ایس شبانہ روز تلوار چلتے ہوئے گورے ہیں بوقلمون جادو ولا اگر ما اب تصویر قدرت سے مقابلہ ہر فوجیں صحرائے آرہی جب یہ تصویر جلادو مدی پڑ جماع مسلمانان ہے ہنگامہ عظیم گرم ہو تیں دل من کئی لاکھ کا کیفیت ہوا یہ سکر لیطلان اسی جانب چلا وہ وقت ہو کر ہم شبیہ نند ہو رہے نند صور اصلی کو گرمتا رکیا اشکال صورت کس جوار سے ظاہر ہوا ہوں حن وہ گھڑ او کسکین سے ہاہر ہیں گھرائی حاتی ہر نور الدہر کو نور الدہر کے ہم شبیہ نے ریر کر لیا معط غضنفر اور بدیع الزمان باقی ہیں دو ساعت یہ ہر کر غضنفر کے پاس تو نہیں گئے ہیں اسپ با دپا پر سوار تیغہ رومین شگاف قبضے میں انگشتر مہر وماہ ہاتھ میں بدیع الزمان کے پاس بھی روسحر موجود ہو یہ دونوں تیر ڈا ایک عور پر جنگ کر رہے ہیں انکے ہم شبیہ جو آگر مصروف جنگ ہوئے تھے انکے ہم شبیہ کو ملا کر اُسکے اعضا چور چور ہوئے سب یہ دوست کئی اسوقت لیطلان اگر ہو چکا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہو لیطلان اگر شریک جنگ ہوا کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی یہ تیراکی نعرہ صاحبقران

امیر عرب حمزہ شیر دل بحکم خدا بستہ شمشیر تار بن کافران از جہان پاک کرد	امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام	کہ دستہ سہراب و رستم حمل یکے تیغ صمصام و قمقام بام سر سرکشاں جملہ و خاک کرد

عمرو نے جو مڑ کر دیکھا دیکھا ایک جوان نے نور الدہر کو اٹھا لیا گروہ جوان ہم شبیہ نور الدہر ہو ایرج کو بھی ہم شبیہ ایرج نے اٹھایا ہی فرمان صاحبقران کی ریتال چاہتے ہیں کہ جان جائے مگر حرائت ہیں فرق نہ رہے خواجہ عمرو نے جو یہ حال پریشان اہل اسلام دیکھا چکار کر آواز دی کہ یا امیر ما تو قہر جلد اسم اعظم پڑھیے دیکھیے غضنفر و بدیع الزمان محفوظ ہیں دونوں کے پاس اشیائے روسحر موجود ہیں بچے رہے ہیں اور جو لوگ اس سے خالی ہیں رد گرفتار ہوئے داراب کستور کشا ایسا جوان اُسکے ہم شبیہ نے اُنکو اٹھا لیا داراب کے تیور سے یہ بات ہوتا ہی کہ جان دیے پر آمادہ ہو کر ہکو ہمارا حریف مار تو ہے زندہ نہ چھوڑے ایرج نے حلق کے اپنے حریف سے کہا کہ تجھکو اپنے خدا وند ہفت پیکر کی قسم مجھے قتل کر ڈال زندہ نہ چھوڑ کشتی گبر زار دے ہکو اس مصیبت میں دیکھنا ہی ہمارا مر جانا ہی بہتر ہی مالک

اپنے ہم شبیہ کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ ہندوستان کے رہنے والون سے ملو دیکھ تباہ ہارا
مرجانا ہی بہتر ہو ایسی زندگی سے موت انسب ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ہمکو قتل کر ڈالو زندگی
بیکار ہر بعض بہت خوشامد کر رہے ہیں بعض بدمزاج اپنے حریف کو گالیاں دے رہے ہین کہ
ہمیں قتل کر ڈال اب زندہ رہنا منظور نہیں چنے اپنے ہم شبیہوں سے سب کے مقابلے پڑے ہین
جس سے مقابلہ پڑا وہ وہ ہو وہ تمام میدان میں بہی سحر کردیتی ہی ہر خرد و کلان کو یہی دہشت ہو کیونکر
بلا سے کو وہین کچھ زیر کو وہ ساحر سیہ فام کھڑا ہوا تسکین دے رہا ہو دمبدم یہی کلمات
زبان پر ہین کہ منم اشکال صورت کش با شیدا ای مسلمانان آج تمہے تری بے ایمان مر رہو ہیں
بالا سے کوہ جو مقام ظہور فضا و دیو اسپہر نمودار چلے دریا ہے جوش ہے ہماری عقل میں سی آتا کہ
غور سے نے کیا عنایت صرف کی یہ جو اصلی شبیہ ہین اگر وہ کوئی نہ ادنی اسکی بہار بھی ترکہ
سنگ سیاہ و بنا دیے جاتے امان ریاست گراب تپر سی موئہ قہر خداوندی معلوم ہوتا ہو ابر سیاہ
ظاہر ہو رہے ہین اب عذاب خداوندی سے بچنا دشوار ہو جب یہ کہکر علم کڑکتا ہو کشتی کے
ہنگامے کا شور ہو جاتا ہو سوار کے پاس سے سوار پیدا ہوتا ہو پیدل کے پاس سے پیدل للکار
اور جا بجا کشتی ہونے لگی زیر کیا اور نے کہا گا یہ سرداران زبردست مثل بدیع الزمان
و نور الدہر و ایرج جنگ میں مصروف ہیں کشتی ہو رہی ہو لیکن علم ہم شبیہ کا ظاہر ہو جب
پکڑ لاتا ہو دو دو گھڑی رگڑتا تا اگر یہ پکڑ لاے فوراً دب کے نکل گیا عمرو کو ان حالات پر سخت
حیرت ہو کر یہ کیا معرکہ ہو یہ تیراں دست بزدیون عاجز ہو رہے ہیں آنکھ الجھ کے تڑپ رہے ہیں
سیکڑون سرداروں نے اپنے ہاتھ سے اپنے جسم پر زخم لگائے چاہتے ہین کہ جان دے دین
لیکن صاحبقران زمان اسم اعظم جو پڑھتے ہے گرنے جاتے ہے گر دو سے اوکھڑی زمین ہلا دی
ہم شبیہ بھاگا جب اشکال صورت کش آواز دیتا ہو ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران مرکب
حبشی پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آتا ہو جب امیر اسم اعظم پڑھ کے نعرہ
کرتے ہیں وہ جوان بھاگ جاتا ہو کئی مرتبہ اس طرح جوان آئے اور سامنے سے صاحبقران
کے ہٹے مقابلہ میں کہتے ہر مرتبہ گھوڑے کو اڑاکر آتا ہو جہاں صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھکر نعرہ کیا وہ جوان طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہو کئی مرتبہ اشکال نے سحر کر کے صحرا سے

سوار بُلائے صاحبقران کے مقابلے میں بھیجے وہ سوار نیزے پھینک کے بھاگے مقابلے میں اہمیہ کے نہ ٹھہرے آئے اور بھاگ گئے اور سرداروں سے مقابلے ہو رہے ہیں عین گرمی جنگ ہر اہل اسلام اپنی جان سے تنگ ہر یہی چاہتے ہیں کہ مارڈالے جائیں ذلیل نہ ہوں اپنے حریف سے مقابلے میں مصروف ہیں عیاروں نے جو شاہزادوں کو حیران و پریشان دیکھا اپنے حریف سے دب رہے ہیں عیار بیتاب ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے آقاؤں کو اس آفت سے بچالے **نظم**

زہے جاناں کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را　　تجلی از لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہرے کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت　　زہے ماہے کہ روشن کرد لوح عرفان را
زہے سلطاں کہ ہر سرکش نہد گردن بفرمانش　　زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ معان رحق براوح محبوبی　　کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشاں را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش　　و پژمردہ نماید بہر موسم گلستان را
زہے خالق کہ دریک لحظہ کرد از امر کن پیدا　　زمین و آسمان و عرش و فرش و طفلان را
خداوندے کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش　　عنایت ہے کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن　　مسیحائی دمو سائی دہند و مسلمان را
بیکدم ناتواں را دعطا سازد توانائی　　بیک لحظہ بربخشد تازہ وسعت تنگدستان را

عیار دعائیں مانگ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی عیار پیدا ہوئے قطورہ زر لفتی و بانات و سقرلاتی جسم پر آراستہ پیچھے لٹائے ہوئے کمندیں اچھالتے ہوئے اپنے ہم پیشوں کے نام لے لے کر پکارتے ہوئے چلے آتے ہیں عیار اپنے ہم صورتوں کو دیکھ کر بیتاب ہو گئے جا بجا چیخنے لگے بعضوں نے بڑھکر مقابلہ کیا حربہ کیا اور اُسے کمند مار کر گرفتار کر لیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا صد ہا عیار گرفتار ہوئے بعض پشتاروں میں بندھے ہوئے دوش پر اپنے ہمصورت کے لدے ہوئے اپنے آقاؤں کا نام لیکر پکارتے ہیں کہ غلام گرفتار ہوئے بیکس و بیبس ہیں ان دشمنوں کے ہاتھ سے ہمیں بچائیے سردار گھوڑے دوڑا کر چاہتے ہیں انہیں گرفتار کر لیں عیار تو برق جہندہ ہیں مثل بجلی کے سامنے سے تڑپ کے نکل گئے سردار پلٹتا تھا کہ ایک بھی ہمصورت نے آکر گھیرا غضب مصیبت میں گرفتار ہیں عیار پکڑے گئے صحرا میں دشمن دوڑے پھرتے ہیں اپنا حریف اپنے سے زبردست نہیں ہوتا اپنی لوٹیاں کاٹتے ہیں چاہتے ہیں کہ اپنا

گلا کاٹتے ہیں فرزندان صاحبقران و سرداران امیر توقیر شیرانہ جان دینے پر مصروف ہیں، چاہتے ہیں کہ
جان جائے بات میں فرق نہ آئے ارادہ کرتے ہیں کہ اپنا سر کاٹ کر خود حریف کو دے۔ غرض آبرو بچانا
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے ہر جانب سے کافرون کا زور ہے از بسکہ خون بہتا ہوا اثر رہے ہیں ہی بس دیکھیں
ہو کہ دیکھیں آج کیونکر جان بچیگی بڑے ظالمون سے مقابلہ ہو پڑا ہے متعدد بار رجوع ہیں دیکھیے اسے
کیونکر جان بچی ہے خواجہ عمرو صاحبقران کو پکارتے ہوئے آتے ہیں کہ ... مدار و امیر مولا
قدر شناس کافرون نے بلوہ کیا ہے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ ... اعظم
پڑھے جائیے آپ دیکھتے ہیں کہ کیا رنگ ہے اس صحرا کا ہر نخل آمادہ جنگ ہے دیکھیے تو تماشا ہے جست
میں حکم ہے گویا کمان کیانی آمادہ ظلم و ستم ہے صاحبقران جواب دیتے ہیں کہ خواجہ اسم اعظم کا ورد ہر
یہ کہتے ہوئے صاحبقران طرف اشکال صورت کش کے چلے بطلان نیزہ دار للکارتا ہوا سامنے
آسکی سامنے آیا کہا کیون اے مقبول بارگاہ خدا و مہیب پیکر یہ کیا معرکہ ہے جو تم قتل اور سرداروں کے
واسطے ہیں وہ حمزہ کے ساتھ کیون نہیں ہوتے یہ سنکر اشکال صورت کش نے بطلان کو قریب آ
اسمائے سحر نیزے پر اپنے پڑھے اور ون پر پڑھ کے ہاتھ رکھا خوب سحر اپنے ہاتھ پاؤں پر پڑھا کا
جا کر حمزہ سے مقابلہ کر بطلان نیزہ ہلاتا ہوا قریب صاحبقران آیا للکارتا ہوا کہ باش اے حمزہ میں
تیرے مقابلہ کو آتا ہوں تیری سرکشی مٹاتا ہوں صاحبقران حال سرداروں اور فرزندوں کا دیکھ کر
نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہو رہے ہیں سیکڑون سردار گرفتار ہوئے نور الدہر زیر ہو گیا ہے بچ بھی زیر ہوئے
تورج بن بدیع الزمان بھی زیر ہوا ایسے فرزند دلبند کہ جو صف شکن تیغزن ہیں سب لڑائیوں میں سرداری
وہ اس طرح زیر ہو جائیں کیا ملب یہ قلق ہے نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں کہ مرد تند دل پر یہ گذری کہ
ایک طرف سے آواز آئی او حمزہ تیری گرفتاری کو آتا ہوں صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ
بطلان نیزہ باز جھومتا ہوا آتا ہے امیر نے گھوڑا اس طرف بڑھایا بطلان نے نیزہ مارا صاحبقران
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں حرز ہیکل گلے میں مثل محافظ کے
اسکو الگ جنبش ہی سحر کے مٹانے کی کوشش ہے آخر بطلان نے جو نیزہ مارا تھا صاحبقران نے
تیسری چوتھی طعن میں نیزہ گانٹھ کر نکالا اسکے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ وار کر کے پلٹا صاحبقران نے اٹھا دیے سے ہاتھ نکالا جبردار

خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا لطلان نے اپنے کو دامن سپر مین چھپایا مگر تیغہ عقرب جا کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہانسے تلوار جو گری سر پر پڑی طرگاہ تک تلوار نے کاٹا لہرا کر لاشہ لطلان کا گرا چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار کھینچ کے جا پڑے فوج سے لڑائی پڑی کئی پہلوانوں کو مار ڈالیکس یہ احسان ہی پروردگار کا کہ ایک طور پر لڑ رہے ہیں جسے تو کا اُسے مارا اسم اعظم پڑھ رہے ہیں لیکں اشکال صورت کش سے لوگ پوچھتے ہین کہ اصلی طلسم کشا کون صاحب ہین اشکال صورت کش طرف صاحبقران کے اشارہ کرتا ہی کہنےوالے کہتے ہین کہ یہ اصلی طلسم کشا نہین ہی یہ سنکر اشکال نے سر جھکا لیا کہ دیکھا رستم لڑتے ہوے آتے ہین اشکال نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی اور کئی صورتین رستم کی بنا مین کہا آرزو یہ ہی کہ رستم کو گرفتار کرون اور قید خانۂ طلسمی میں بھیجوں تب دل کو قوت ہو اس وقت لوگوں نے پہلو بالا اشکال صورت کش سے عرض کی کہ حمزہ کا کوئی ہمسر نہیں یہ سُنتے ہی اشکال نے کئی پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ رستم کو پکڑ لاؤ رستم کے ہاتھ میں تیغہ کیپتان علم ہی سات سو من کا تیغہ جسپر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانوں کو مار کر سامنے بڑے بڑے ساحروں کو دیکھا رستم تو شیرانہ لڑتے ہوے آتے ہیں ایک جوان زنگی نے پکار کر کہا کہ اے اشکال دیکھو رستم آتے ہین اشکال نے کہا کہ پسر حمزہ کی تلوار جسمیں سے زنگی بل کرتا ہوا سامنے رستم کے گیا آواز دی کہ او پسر حمزہ تلوار ہین نے علشادہ تیغہ جھکا کر جا پڑے زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے علشادہ نے وار اُسکے روکے ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے اب تو چہار جانب سے رستم پر بلوہ ہوا آسمان سے آواز آئی کہ اے اشکال صورت کش دور سے سحر کر یہ سحر تیرے کام نہیں کرتے اشکال نے جھولی کاندھے سے اُتاری الماس نادرہ نکالے اُس سے سحر کرنا شروع کیے رستم پر آگ برسنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ایک دریا پانی کا جوش مارتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا دریا غوطا مار کر غائب ہوا اشکال نے طرف آسمان کے ایک گولہ مارا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے گرد رستم کے آ گئے انکی زمزمہ سرائی سے ہاتھ پانون میں رستم کے رعشہ آیا اسیر ہے گھوڑا دوڑایا اشکال صورت کش نے آواز دی کہ حمزہ پاس اپنے فرزند کے رہ جانے پائے جادوگروں نے بڑھکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے کئی ساحر قتل کیے قتل کرکے برابر

رستم کے پہونچے حرز ہیکل کا عکس ڈالا رستم اسی طرح جوشان وخروشان سامنے اشکال کے پہونچے
اشکال صورت کش نے ایک ساحر واسطے مقابلے رستم کے بھیجا رستم نے بڑھ کر ایسا ہاتھ تیغۂ
گیتیان کا مارا اس ساحر فرستاد اشکال کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری
بے انتہا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ جادو بود اشکال صورت کش
نے کئی ساحر برائے گرفتاری رستم بھیجے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے ان ساحروں کو مار کر
ایک طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہوئی کئی لاکھ جادوگر بیچ میں آگئے رستم الگ ہوئے صاحبقران
دور گئے ہر مرتبہ رستم آواز دیتے ہیں کہ ای سگ قبلہ وکعبہ کی آواز نہیں آتی سگ عرض کرتا ہی
کہ صاحبقران دور ہیں بیچ میں فوجیں آگئیں علمشاہ مجبور ہو کر مصروف جنگ ہوئے
اشکال صورت کش دور سے دیکھ رہا ہی ایک جانب مصروف سحر خوانی ہی جس مقام پر سردار کو
دیکھتا ہی ہمصورت کو بھیج کر گرفتار کراتا ہی اس ہمصورت نے جسکو گرفتار کیا بالائے کوہ لایا جہاں ر
تصویر غضنفر نے توڑی ہی اسی مقام پر لاکر سردار کو ڈال دیا نور الدہر وایرج و داراب و
خورشید سب گرفتار ہو کر اسی مقام پر پہونچے صاحبقران فرزندوں کو دیکھکر طرف پہاڑ کے چلے
راہ میں جس ساحر نے روکا اسکو مار لیا مرتبہ اشکال صورت کش نے ... دی اور پکار
اٹھا کہ ای خداو ہفت پیکر اس سلیمان سے بچا ایک ایک امین ... روزگار ہر طرف
لپکی فوجوں نے ... کہ صاحبقران کو بالائے کوہ نہ جانے دیں امیر لڑنے لگے
ہر مقام ... صاحبقران نے کئی سو ساحر مارے گھاٹیاں پہاڑ کی صاف ہوئیں طے
کرتے ... صاحبقران بالائے کوہ چلے یہاں وہ وقت ہی کہ جو سردار گرفتار ہو گئے آئے
ہیں ... ساحروں کا اجماع ہی اب ساحروں نے صاحبقران کی جانب رخ کیا امیر نعرہ
کر کے ... لگے ناظرین ... ہو کر ... جادو جو مارا گیا ناظرین کو خبر ہی کہ اسکے مرنے
سے ... نے رہائی پائی اسکے عزیز دار چاہتے ہیں کہ صاحبقران کو قتل کریں انتہا کا
پہاڑ پر ... سے نعرہ کیا ہی کہ منہ اشکال صورت کش بلائے روزگار ساحر ہی اسی فکر
میں پھر رہا ہی کہ کیوں دیر ہو گئی کہ حمزہ گرفتار نہیں ہوتا یا خداوند کوئی تدبیر سلام کو بتا دے کہ
نظام سب کا خاتمہ کرے آسمان سے آواز آتی ہی کہ اسکا خاص الخاص کل امورات وقت پر

موقوف ہین قدرت بھی کارسازی مین مصروف ہین کہ صاحبقران نے دیکھا ایک جا پر غضنفر بن اسد شل رہا ہی مگر پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نہایت ہی بیقرار ہی کہ سردار سب ساتھ کے گرفتار ہوگئے قصاے کا ناشکال صورت کش کے نعرے کی آواز آئی کہ اے ساحران غدار مسلمانون کو پکڑ لو آج تین دن تین راتیں گذر چکی ہین بوقلمون جادو کا مارا جا بہت شاق ہوا یہی دل چاہتا ہی کہ ان سب مسلمانون کو مٹاؤن انکو زندہ چھوڑ کر میدان سے خدمت خداوند ہفت پیکر مین نہ جاؤن یہ کہکے پھر آواز دی ساحرون نے امیرزادہ غضنفر پر حملہ کیا غضنفر نے ایک گردن سوار کو مارا اُسکے ساتھ ایک جوان تھا اُسنے غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کا ہاتھ مارنا سا کہ غضنفر کو بہت ناگوار ہوا یا تو گھوڑے پر سوار تھے یا گھوڑے سے کود کر اس شخص کے پیچھے دوڑے صاحبقران بھی کوہ پر کھڑے ہین مگر غضنفر سے دور تر رہے ہین غضنفر چواس جوان کے پیچھے دوڑا بڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو غضنفر نے چاہا پلٹین کہ رونے کی آواز آئی کہ ای فرزند ہم تو تجسے رخصت ہوتے ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ اسد نامدار کلیجے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہین غضنفر نے پکار کر پوچھا کہ کیون قبلہ وکعبہ خیر تو ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ای نور نظر ناشکال صورت کش ملا کا ساحر ہی علم نیرنگ وشعبدے سے ماہر ہی اُسنے سحر کر دیا کہ کلیجے مین درد ہی روح قالب سے نکلا چاہتی ہی ہاتھ پانون مین رعشہ ہی پسینہ چلا آتا ہی باپ کا حال غضنفر دیکھکر بیقرار ہوا وہ ملا کہا کہ قبلہ وکعبہ یہ انگشتر مہر وماہ موجود ہی اسکو سینے پر رکھیے تسکین حاصل ہوگی اسد غازی نے ہاتھ بڑھایا غضنفر نے انگشتری اُتاری اسد کے ہاتھ مین دی کہا اسکو ضرور سینے پر رکھیے گا اسد نے انگوٹھی کو لیکر سینے پر رکھا کہا ای نور نظر تیغہ رویین شگاف بھی مجکو دو تو دل کو تسکین ہو غضنفر نے جلد اپنا فخر وسعادت جانکر تیغہ بھی ہاتھ میں اسد کے دیا اس تیغے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ اسد نقلی نے نعرہ کیا کہ بات او دیوانے مجہول تونے تو کلیجے کے ٹکڑے کر دیے وہ وہ ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے کہ حکا مثل نہیں تھا یہ کہکے وہ ہتھوڑا مارا کہ غضنفر بھی لڑکھڑا کے گرے ساحرون نے گرفتار کر لیا اسپ باد پا وتیغہ رویین شگاف وانگشتر مہر وماہ قبضے میں کیے اب ساحرون کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو کسی صورت سے پکڑ لو دیکھو کس کس لوگون کو مین نے گرفتار کیا اب حمزہ پر بھی اسی طور سے حملہ کرو

کہ حمزہ گھبرائے اسم اعظم جب ہو حزہیکل ہمارے قبضے مین آئے صاحبقران گھاٹیون پر لڑرہے ہین کہ کان مین آواز پہونچی سر اٹھاکر دیکھا کہ غضنفر کو گرفتار کرکے لوگ لیے جاتے ہین انگشتر و تبیغہ روئین غرغاف حساب بادپا ساحرون نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران نے جو یہ حرکت دیکھا سر ہیٹ لیا فرمایا خدا مالک ہی جو اسکے نزدیک مناسب ہو وہی بہتر ہو یہ کہتے ہوے شرے منظور یہ ہو کہ غضنفر کو رہا کردن اسکے تحفہ جات نہ جانے پائین جو ساحر تحفہ جات لیے جاتا تھا اسکی جانب چلیے اُسنے آوازدی کہ اے سنگ ہاے کوہ بوقلمون مجھے حمزہ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہکے دونون پاؤں ہاتھے اور غرق زمین ہوگیا اشکال اُسنے گوز مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی امیر ما توفیر نے اسم اعظم پڑھا آگ دفع ہوئی امیر نے اشکال کو سہا یا ہزارون جادوگرون نے ٹرھکر گھیر اہو چاہتے ہین لپٹ جائین حزہیکل گلوے اقدس سے اُتار لین مگر صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے جو قریب آیا وہ مارا گیا صدہا جادوگر مرکر اس مقام پر گرے ہزارہا جادوگرون نے قصد لے لینے حزہیکل کا کیا مگر یہ ہوسکا صاحبقران نے لاشون کے انبار کردیے خون کا دریا بہادیا جمے ہوے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے آقاے نامدار غلام کو بچاے امیر نے پلٹ کر عمرو کو دیکھا کہ گرد شعلۂ آتش گھیرے ہین اور عمرو پسینے پسینے کلیجے پر ہاتھ رکھے پکار رہا ہی کہ غلام کا خاتمہ ہوا جاتا ہی صاحبقران دوڑے آگ کو گرد عمرو کے دم بدم ترقی ہی امیر دوڑکر قریب ہوپچے فرمایا اے یار وفادار اے مونس غمگسار نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے جست کرتے ہوے صاحبقران حوش محبت عمرو میں دوڑے ہوے جاتے ہین جو ساحر راہ مین ملا آسے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اسے مارا چاہتے ہین کہ اپنے دوست کے پاس ہونچون مشکل ہو پہچے عمرو نے کہا حزہیکل مجھے دیجیے کہ مین قلب پر رکھوں دل ٹھہرے صاحبقران نے حزہیکل گلے سے اُتاری اور کہا کہ اے یار وفادار یہ حزہیکل حاضر ہی اور اے عمرو تیری خبر حوا ہیان یار ہین اگر تو صحبت مین نہ ہو تو وہ صحبت بے نمک ہی لطف صحبت تمھارے ہونے سے ہی یہ کہکے حزہیکل کو عمرو کے ہاتھوں میں دیا کہا اب خواجہ کی خیر ہوئی اشکال صورت کش بے جود ور سے دیکھا کہ حزہیکل امیر سے لی گئی جست کرکے سامنے صاحبقران کے آیا آتے کے ساتھ ہی آواز دی کہ او حمزہ اب کہان جاتا ہی یہ کہکے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُسکے گرد سر صاحبقران چیخ مارا

اُس جلدی میں صاحبقران نے قرباں سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہ تخیل تمام اشکال کو تاکا سینہ پر کینہ تاک کر تیر مارا بقدرت پروردگار تیر سینے پر پڑا توڑ کر جہرۂ پشت کو پار کر گذرا لاشہ اسکا چرخ کھاکر زمیں پر گرا وہ جو ساحر غضنفر کو لیکر چلے تھے مرتے ہی اشکال کے مسخر کے بعل گرے آسمان پر اندھیرا چھا گیا اس زور سے ابر تیرہ دتار اُٹھا کہ تمام میدان کوہستان سیاہ ہو گیا اپنا ہاتھ اپنکو آپ نہ معلوم ہوتا تھا اسقدر غبار اُڑا کہ سنگساری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نامم من اشکال صورت کش جو اب ہوا اندھیرا دفع ہوا دیکھا فرزندان صاحبقران و سرداران پیر و جوان گھوڑوں پر سوار مسلح دمکمل کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کفار نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتے پھرتے ہیں سب نے شکریہ صاحبقران ادا کیا صاحبقران نے فرمایا یہ ساحر زبردست تھا بادۂ کبر و نخوت سے مست تھا ہفت پیکر پرست تھا لیکن مرنے سے اُسکے اہل اسلام کو بڑا نفع ہوا سب اہل اسلام کے گرفتار کرنے کی تدبیر اسی ملعون نے کی تھی اسی کے سحر کے پتلے تھے جنھوں نے سحر تیار کیا تھا کہ فرزندان صاحبقران کو پکڑ لیں اللہ کی عنایت سے کوئی دم تک نہ ہر سکا غضنفر روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کہ نام جان بن تو چھوٹا لیکن تحفہ جات میرے کوئی لے گیا صاحبقران نے فرمایا تھوڑے عرصے میں نہ تھا حرز ہیکل مجھسے بھی لے گیا اور پہلے تھے آکر تحفہ جات لیے کر بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوئے آئے سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس نقش رو سحر تھا کسی ساحر نے مجھسے لے لیا مجھے گرفتار کرکے لیچلا تھا راہ میں بھٹکا گھبرا کے کہتا تھا کہ میرے آقا پر کچھ آفت آئی راہ بھولا بھولا پھرتا ہوں کیسا ناچار و پریشان ہوں یہ باتیں وہ کر رہا تھا کہ ایک برق گری وہ شخص جل کر خاک ہوا اور عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم من اشکال صورت کش نہ معلوم نقش کہاں لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر اب واپس ہو یا شمشیر زنی کر جب یہ مقام فتح ہو گا اُس وقت حال یہاں کا کھلیگا اور تحفہ جات بھی ملیں گے یہ کہکر صاحبقران تلوار کھینچ کر کافروں پر جا پڑے ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا معلوم ہوا اُسی طرح ہونے لگی عیاروں نے مکر شروع کیا عورت بنکر ساحر کے پاس گئے لگا کر گوشے میں بُلایا دم دیکر قتل کیا ادھر صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تیغۂ عقرب سلیمانی ہاتھ میں

صدہا کافر واصل جہنم کیے اب اس وقت بارہ منزل کے گرد کا جنگل ہر کل مقام پر تلوار چل رہی ہے دیہات و قریات میں غدر پڑا ہے گانون ٹھنک رہے ہین رعایا کو فرار پر قرار ہے زراعت پامال جان بچنا محال تحصیلدار مال گیرے ہین لڑائی پر مرتے ہین سامان کرکے چلے تھے کہ گانون کی قرقی کرین راہ مین ساتھ والون نے کہا کہ ذرا لڑائی بھی دیکھ لیجیے کہ ایک طرف سے دیکھا گروہ آدی مسلمان تیغ بکف آگر پہونچے ایک طرف سے ساحر آئے تلوار چلنے لگی زمیندار ان باتون کو نہین جانتے تلوار لیے پکارتے پھرتے ہین کہ مسلمانون کو پکڑو جس طرف سے گانون والے نکلے مارے گئے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہے ہزارہا جادوگر مارا گیا لاشے تڑپ رہے ہین دریاے خون صحراے ہولخیز مین جاری ہے صاحبقران حیران دہ پہلوان ہر طرف نگران کوئی تعین معلوم ہوتا حیران ہین کہ یا امیر تحفہ جات لیکر یہ ساحر کہان گئے یہ کہتے ہوے جاتے تھے کہ تحصیلدار کو آتے ہوئے دیکھا ادھر سے شاہزادہ جہانگیر آتے تھے آکر کہے تحصیلدار صاحب وغیرہ مارے گئے سرداران نے کہا حقیقت مین اب تو تحفہ جات کا ملنا بہت دشوار ہوا امیر انکو توقیر فرماتے ہین خواجہ بڑا ساحر نامی وگرامی تھا اسکے مارے جانے سے تمام صحرا کے چمن جلے کوئی گل بھولون کا نہین باقی رہا سب جلے صحرا مین سناٹا ہوگیا یہ ذکر تھا کہ ایک واز عجیب آئی زمین تھرائی اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا ہے کہ او بندۂ مغضوب تونے غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا یہ ساحر قدیم بلکہ قدرت کا ندیم تھا اسکا خون ہالا بالا نہ جائیگا خون اسکا رنگ لائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے کو بیچ صحرا مین ایک چاہ بزرگ ہے اسمین جاکر جلد گرادے ورنہ اس ذلت سے مارا جائیگا کہ ہیبان دریا و مرغان صحرا تیرے حال زار پر افسوس کرین مگر قدرت کو بیدا کریگا خیال ہے سپہ سالار قدرت تو بے مرتبہ جلادی کو نہ جانا کہان کہان تجکو بچایا پردۂ قاف مین اٹھارہ برس لڑا قدرت تیرے ساتھ رہے دیو سمندون ہزاردست کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا چشمۂ حیوان اسکی نگاہ سے نابود ہوا تو وہ پھر موجود ہوا میان عمرو کو سب مصیبتون سے بچایا تو نے کچ غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا بس قدرت نے جو حکم دیا وہی کرا آخر مین یہی کرنا ہوگا یہی کنوان تیرا مقام ہے اسی کے گرے مین تیرا نام ہے امیر
۲۹ نے یہ آواز سنکر لاحول پڑھا فرمایا خواجہ سنتے ہو مکار نے کیا وام مکر پھیلایا لیکن ہزارون مددگار حق

یہ صدا سنکر کنوئیں میں گر پڑے بعض نے ہتھیار نکال کر کنوئیں میں پھینکے آپ ایک ساعت بھاگے یہ شغل حاصل ہوا کسی نے کسی کی کمر میں بہرہ دیکر کھینچا اُسے کنوئیں میں ڈالکر نالا کنوئیں میں ڈوبے ہزار وںجوان اور ہزاروں غیر ساحر کنوئیں میں ڈوب کر تمام ہوے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا کہ کیوں یارو حرام موت جان دیتے ہو اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو کہان دوڑے جاتے ہو اپنے کو روکو وہا جنگ نہ جاؤ یہ جو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا تو غول کے غول جاتے تھے ماڑکے امر سیاہ جو آسمان پر چھایا تھا اُس سے آواز آئی کہ ای بندگان خدا کیوں جاتے جاتے رکے سہ سالار قدرت کے کہنے پر ہ شکو اپنے کو کنوئیں میں گرا دو یہ جو آواز آئی یروں میں غریو ہوا ہزارہا نے گھوڑے صف سے نکالے اور آواز دی کہ یا خداوند تیرے حکم کے پابند ہیں جو تو نے حکم دیا ہم بھی چاہتے تھے تیرے حکم کو ماننے تھے اب چاہ روشن میں جاتے ہیں رحم تیرا شریک رہے یہ کہکے گھوڑے جھکائے اور کنوئیں میں جا پڑے پیدل پلٹنوں سے نکلے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی کہ یا خداوند ہم تیرے حکم کے پابند ہیں آپ خداوند ہیں اگر یہی حکم ہی تو حاضر ہیں یہ کہا اور کنوئیں میں جا پڑے ہزاروں لاکھوں اہل اسلام ساحران نامدار وہمراہیان بوقلمون نے کہ وہ یہانکا حاکم تھا اسکا نام لیا اور کنوئیں میں جا پڑے بوقلمون کا نام لیکر ہزارہا جادوگر روتے ہیں کبھی شرمندہ ہوتے ہیں ان سب میں کوئی سمجھنے والا نہیں کہ ہفت پیکر کی ماہیت کو سمجھے کہ ہر روز ساگون پہاڑوں پر ظہور کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہی ہر طرف ہنگامہ بلند ہر خرد و کلاں درد میں ہی غریو کر قدرت کے حکم میں فتور نہ پڑے جو فرماتے ہیں وہی کرو قدرت نہ رنجیدہ ہوں جو حکم قدرت کا ہو وہ بجالائیں ایک غریو ہی تمام صحرا جاؤ سے معمور ہر ایک بے قصور مبتلاے دام فتور ہر ایک کا یہی قول ہی کہ قدرت کو اعتبار ہی یہ کہا اور کنوئیں میں گر پڑے لیکن کنواں معمور نہیں ہوتا ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ قدرت کے پاس پہونچیں قدرت کیسے خوش بیٹھے ہیں ہمیں بلا رہے ہیں افسوس کی بات ہی کہ حکم خداوند سے گردن تابی کریں صاحبقران نے جو دیکھا کہ جب صدا ارسے آئی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہی کہ ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کنوئیں میں گر پڑتے ہیں جب صاحبقران آگے بڑھکے اسم اعظم پڑھتے ہیں تب دراز کرتے ہیں پھر ابر سے آواز آئی پھر وہی جوش و خروش ہوا گھوڑے جھکا کے دوڑے کہ کنوئیں میں جا کر اپنے کو گرائیں صاحبقران نے پڑھکر نعرۂ صاحبقرانی کیا آواز دی کہ او سیہ بختان خدا

کیون کنوئین مین گرنے کو کہتا ہے یہ کہکے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی با واز بلند پڑھا کہ کنوئین سے ایک ساحر بے نام بدانجام یہ باتین کہتا ہوا نکلا آواز دی کہ او حمزہ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے اسنے گیندا معین کیا ادھر سے صاحبقران ادھر سے وہ ساحر اور اسنے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم جہانگیر او حمزہ میرے مقابلے مین تو آ او چلو تمکو قدرت نے بلایا ہے یا صاحبقران مقام افسوس ہے قدرت نے کیسا کیسا سرفراز کیا آپ نے شکر یہ خداوند تک ادا نہ کیا آپ چلیے آپ کو یاد کیا ہے یہ کہکے وہ ساحر بڑھا صاحبقران نے تلوار سے کو معین کیا طرف حریف کے چلے حریف نے آواز دی کہ او حمزہ اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا صاحبقران بڑھے تھے کہ ساحر یہ جا پڑا دون در و کوہ سے آواز آئی کہ صاحبقران زمان مشتاقان حال کا بھی کچھ خیال ہے ذرا ادھر متوجہ ہوجیے صاحبقران جو پلٹے دیکھا کہ ایک مہ جبین پیادہ مزاج حسینون کے سر کا تاج بوٹا سا قد خوبان حرامان سامنے صاحبقران کے آئی مگر بکارتی ہوئی دونون ہونٹھ ہلتے ہوئے جس سے یہ ثابت ہوا کہ نظم

کیا رم نہ کروگے اگر ابرام نہ ہوگا	الزام سے حاصل بجز الزام نہ ہوگا
کاش آپ وہ آئین وہ دستور مانین	قاصد سے ادا یاسخ پیغام نہ ہوگا
ہان جوش تپش چھیڑ چلی جائے کہ پرتو	جھڑ جائین گے فرسودہ اگر دام نہ ہوگا
ناکامی امید پہ صبر آئے تو کیا آئے	ہر باغ مین کہتے ہو کہ یہ کام نہ ہوگا
منقوش دل خلق ہے ہر سیر کی حولی	کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہوگا
مینا رہو یا کیا منتظر دور مین ساقی	استون مین کوئی میکدہ آشام نہ ہوگا
اس جوش تپش پر ہے مشکل سے رسائی	صد شکر گذر غیر کا تا بام نہ ہوگا
کیا کیجیے دل سوزی فطرت یہ جو آجائے	یہ تو مین سمجھتا تھا کہ وہ رام نہ ہوگا
گلرنگ ہوا گریہ سے دل سے مراد امن	کیا اب بھی خجل چرخ سیہ فام نہ ہوگا
خود ہوگئی ہجران مین تڑپ کی شہ دل	گو مین ہوا کہ مجھے آرام نہ ہوگا
ہین پاک لطف ہم ہو دلے ذوق نظر عشق	بے چاشنی بوسۂ دشنام نہ ہوگا
ہم طرفی اغیار پہ ساقی کو نظر ہے	افسوس کہ آلودہ لب جام نہ ہوگا
ہر دو شوق میں تعلق غیر مین آیا	اب مجھسے تو صبر اے دل ناکام نہ ہوگا

کیا فتنۂ محشر کو قد یار سے نسبت ہے خاص کشش ولولہ عام نہ ہوگا
اغیار سے بے فائدہ ہے گرمی صحبت کاہیکو جلیگا جو کوئی خام نہ ہوگا
ہر مہر تجھے دیکھ کے شرمندہ و مشتاق اتنا کہ ظہور سحر و شام نہ ہوگا
بلبل کے سے نالے کرے صبا کی سی کروں سعی میرا نہ ہوا ہر وہ گل اندام نہ ہوگا
وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے ہوس کیا شعر کہیں گے اگر الہام نہ ہوگا

صاحبقران اس صدا کو سنکر نہایت حیران ہوے اس خاتون کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقفکار علم موسیقی ہے راز و نیاز باتوں میں اعجاز تمام ناز و نیاز صاحبقران قریب ہو پہنچے نازنین نے سکرا کر کہا کہ کیوں صاحب پہلے تمہیں اسقدر آگاہ کیا تمہارے ذہن میں نہیں آیا یہ مقام حد عملداری خداوند ہفت پیکر ہے آج تک یہاں سے کوئی صحیح و سالم نہیں گذرا جو بدعت آپ کی طرف سے ہوئی یہ بدعت کبھی یہاں نہیں ہوئی تھی تصویر غداود شکست ہوئی اشکال صورت کش ایسا ساحر مارا جائے اب قدرت کو آپ سے زیادہ ملال ہے اگر آپ اپنی زندگی چاہتے ہیں تو فوراً سجدہ کیجیے ورنہ باعث خرابی کا ہوگا صاحبقران نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے وہ ہنسکر اک کر مسند پیر اک دوسری طرف سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان ذرا ادھر متوجہ فرمائیے اب جو صاحبقران نے سر اٹھا کے اوپر دیکھا ایک معشوقہ پریزاد مسکراتی ہوئی آتی ہے اور یہ اشعار عاشقانہ ذربان پر ہیں نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا
بجلی دیکھو تو میری تربت پر
مجکو پہلو میں وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا بڑے رہیں گے وہیں
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
کس طرح عمر حق مدعا کرتا

وہ خموش جو یار کھا نہ سکا
مرکے شعلۂ حاکہیں نہ جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطرین
ارگیو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بدوماغیاں انکی
عبر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر اثار
اس لیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
وار فانی مقام لغزش ہے
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ رخط عرائض جا نہ سکا
اکر رومد رہگیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے
میں تگاپو جگر دکھا نہ سکا

کینۂ شوق رقیب تھا ای دوست
بار خنجر گلو اٹھا نہ سکا
ناتواں تھا نسیم اس درجہ

کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خون ہمارا غش کھنچیں نہ جائے
کہ وہ رنگ ہیرا یا ہا نہ کا

دونوں نازنیناں مہ جبین پہونچیں دونوں ہاتھ امیر کے تھامے ہوئے ناز و کرشمہ کرتی ہوئیں طرف کنوئیں کے لے چلیں عمرو ہر چند غلیل بکا ہی بکار بکار کر اکتا ہے مدعا پڑھتا ہے صاحبقران نہیں چلتے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہیں جب لب چاہ ہو پہنچے تو دونوں نے مسکرا کر کہا کہ یا صاحبقران دیکھیے اس کنوئیں میں پانی بہت ہے دیکھیے ستارہ چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے دلوں نے یہی کہا امیر نے سر جھکا کے کہا کہ ارے پانی کہاں ہے یہ کہ کے جھکے دونوں طرف سے دونوں نے صاحبقران کو دھکیل دیا صاحبقران پانی میں جا کر گرے کنوئیں سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے وہ حوا آسمان پر چھایا تھا اس سے ایک صدائے مہیب آئی کہ ای فرزندان حمزہ وای سرداران سپہ سالار قدرت ایے کہ پاس صاحبقران کے پہونچاؤ جیسے کان میں یہ آواز پہونچی گھوڑے کو جھکایا اور کنوئیں میں اپنے کو گرا دیا گرنے کے بعد جو گذرے گی وہ حال تحریر ہوگا للندھور و مالک و بہرام کنوئیں میں گر رہے ہیں داراب و خورشید و تورج و ایرج نوجوان یہ چاروں شیر شتاب ہوئے طرف کنوئیں کے چلے مرکب باد رفتار جوان شیر دل ہوشیار رہے ہلاتے ہوئے مرکب چمکاتے ہوئے جاتے ہیں خواجہ عمرو نے جوان چاروں شیر دل کو اس حال میں دیکھا پکارا کہ ای شیدا ایرج کہاں جاتے ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا تورج کو پکارا تورج نے پلٹ کر کہا کہ میں اسوقت ایک کار ضروری کو جاتا ہوں اور وقت فرمائیے گا پھر داراب کو پکارا کہ ارے مجھے نہیں پہچانتا ذرا ٹھہر جا میں کچھ کہونگا لا کہ عمرو چچا بیٹا داراب نے گھوڑا نہ روکا خورشید کو پکارا کہ بیٹا ہاقسم تیغزن سے تمہاری فریاد کرونگا نہیں رکتے ہیں کچھ کہنا تھا نہ سنو گے تو پریشان ہوگے ہر چند عمرو نے تصریح کی احسانات گذشتہ جتائے ان چاروں نے جواب بھی نہ دیا ایرج کو پکارتے پکارتے یہ بھی کہا کہ ارے منہ پر قطب دوران داراب سے پکار کر کہا کہ منہ پر بیزار لال روشن ضمیر ہر چند پتے دیے نشان دیے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑوں کو مہمیز کرتے ہوئے چلے گھوڑے طرارے بھرتے ہوئے قریب چاہ پہونچے آپس میں تکرار ہونے لگی وہ کہتے ہیں کہ پہلے میں جاؤں ایرج کہتے ہیں

کہ پہلے میں جاؤنگا آخر تلوارین کھنچیں آپس میں تلوار چلنے لگی ایرج نے خورشید کو زخمی کیا داراب
نے تورج کو زخمی کرکے گھوڑوں کو اُٹھایا اور گھوڑوں کو کنوئیں میں ڈالدیا خورشید و تورج نے
جو دیکھا کہ داراب و ایرج گھوڑوں کو پھیر کرکے کنوئیں میں کودے دونوں تلوار کھینچکر پیچھے دوڑے
جب ان دونوں کو نہ پایا خود بھی کنوئیں میں پھاندپڑے معلوم ہوتا ہو یہی چاہتے تھے لندھور
نے گرز اُٹھایا مالک نے نیزہ چمکایا آپس میں لاف وگزاف کرتے ہوئے چلے لندھور جاکر مع
فیل میمونہ گرازشیون پر پڑا وہ فرہاد خان دونوں فرزندہائے قبلۂ وکعبہ کھکر کنوئیں میں جاپڑے
انکے بعد سرداران لندھور یعنے عادل وفاضل پہلوان اورنگ وگورنگ پہلوان جو آیا وہ
کنوئیں میں جاپڑا بہرام وقاسم وبدیع الزمان ونورالدہر تارشند ہوگیا جو سردار قریب کنوئیں
کے ہوتا وہ کنوئیں میں گر پڑا عمرو دیوانہ وار وحشی شال ایک ایک کا نام لیکر چیختا ہو کہ ارے
کمبختو کہاں جاتے ہو کر رستم سیلتن علمشاہ نوجوان اشقرالاکبود کو چمکاتے ہوئے طرف کنوئیں
کے چلے آلاگرد والاگرد وکیبی ازرال وکیبی زلزال دونوں باپ بیٹے گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے
نہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ وہ بعد نہی جملہ سرداران رستم آ آ وہ مرثیہ ہائے قضا گھوڑوں
کو چھیر کرتے ہوئے آقا کی محبت کا دم بھرتے ہوئے یا تو لڑ رہے تھے علمشاہ نے اُدھر گھوڑا پھیرا
سب انکے ساتھ ہوے گھوڑے طرارے کہرکے ہوئے جاتے ہیں سمک ایسا عیار چست وچالاک
بیباک رکاب سے لپٹا ہوا ہر مقام پر یہی قول ہو کر غلام آپ کے ساتھ ہر جہاں حضور جائیں غلام کو
ضرور لیجائیں رستم کہتے ہیں کہ ای برادر ہمارا اتحاد امرے سرہی ساتھ نہ چھوٹیگا مسروق دیوانہ جھنڈے
کاندھے پر رکھے ہوئے کہتا ہو کہ ای آقائے شیخ غلام کو اپنے ساتھ لیجیے یہ فرمائیے کہ زرک آج کل
کہاں ہو زرک کو جاکے لاؤں آقا اصل تو یہ ہو کہ تم زرک سے زیادہ خوبصورت ہو جب تو
زرک تمپر جان دیتی ہو علمشاہ ہنستے ہوئے واہ ہے بر مسروق دیوانہ مائین سر نہنگ
بچہ دریائی دیوانے پن کی حرکات کرتے ہوئے کہ ای آقائے نامدار وای مولائے قدرشناس
ہم تو غلامان قدیم ہیں سرکار کے ساتھ ہیں گے سمک قدموں سے لپٹا ہوا عمرو نے رستم کو جو
اس حال مصیبت میں دیکھا آواز دی کہ ارے ظالم کہاں جاتا ہے او رستم تم اس طلسم کے فتاح سوار
منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہو ہر چند عمرو چیخا مگر رستم نے جواب بھی نہ دیا مع اپنے سرداروں کے

قریب اُس کنوئین کے ہوئے جو فلک نے چاہا وہ ہوا چنانچہ سمک نے عرض کی کہ یہ مقام گلشن ہے آپ کے سب بھائی سیر رہے ہین گویا یہ مقام صحن چمن ہے عمرو ڈرا کر جا کے رستم کو پکڑلون اور کنوئیں مین گرنے دون سمک نے جو دیکھا کہ عمرو دوڑا ہوا آتا ہے کہا کہ ای آقائے نامدار عمرو دوڑا ہوا آتا ہے اگر وہ قدمون سے لپٹ جائیگا تو کیا ۔ بن پڑیگا رستم نے گھوڑا اُٹھایا جسم سے کنوئین مین پھاند پڑے ساتھ کے سردار بھی جھم جھم کود پڑے سمک بھی پھاند پڑا گھوڑے ہی عرصے مین ہلشاہ مع چار سو سردار فوج دریا موج کنوئین میں گر کر غائب ہوئے عمرو وہانسے ہٹ کر کنارے آیا ابر آسمان پر چھایا ہوا ہے برقین لوٹتی پھرتی ہین کبھی آواز آتی ہے کہ ای بندگان من جلد ہمارے پاس آؤ صحرائے ویران مین تمھارا رسنا نہایت ناگوار ہے جون جون یہ آوازین کان مین آتی ہین لوگ ہر طرف سے دوڑے ہوئے چلے جاتے ہین بڑی خوشیان کرتے ہوئے جاتے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہے کہ یارو چلو قدرت بلاتی ہے چلکے تماشائے قدرت دیکھیں یہان جنگل مین کیا رکھا ہے اور مراد دیکھو کہ کنارے کنوئین کے فرشتے ٹہل رہے ہین ہمکو رحمت بلاتے ہین ہم خدمت خداوندی مین جاتے ہین چہار طرف سے سرداران صاحبقران بہ جوش و خروش سے چلے آتے ہین قریب آ کے اور کنوئین میں پھاند پڑے جب عمرو نے خیال کر کے دیکھا کہ کئی سو سرداران نامی دیلواناں گرامی کنوئین مین گر گئے عیار غول کے غول ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوئے کہتے ہوئے کہ چلو خدا نے بلایا ہے ہر چند خواجہ عمرو چیختے پیٹتے کسی نے حواس بھی نہ دیا گئے اور کنوئین مین گرے اب جو جا بجا باقی ہیں جوش مین دوڑے ہوئے چلے جاتے ہین قریب کنوئین کے پہونچے اور گرے عمرو نے دیکھا کہ پسینہ چلا آتا ہے قلب تھراتا ہے دل مین یہی آتا ہے کہ اپنے کو اُس کنوئین مین گرا دین عمرو وہانسے بھاگا آواز آئی کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہے سیر زمرد انشانہ قدرت نہ کر بیگا سیر کا نام سنکر اور اضطراب ہوا عمرو بھاگ کر اُس جنگل سے الگ کھڑا ہوا سردار دن کو دیکھا کہ جوش میں آتے ہین اور کنوئین مین گرتے ہین عمرو نے یہ حال دیکھا بہت رویا طرف آسمان کے سر اٹھایا پکار اٹھا کہ ای خالق لیل و نہار ان سرداران ہمہ تن جوانان تیغزن نے کیا حادثہ پیدا کیے تھے ایک شعر مین یون سنا کے برسوں مین لڑ بھڑ کے قلعہ جات ایرج فو میں کی غیں ای معبود گلزار ابراہیم پر خزان نہ کے پائے میں مین سایہ بہار گزرا ہے کوئی درخت اس باغ کا نام نہ ران دیئے گلچین و باغبان کا بیان گند نہ ہو

گل مینچے تر مردہ ہو ہونے پائین عندلیبان خوشنوا آمد بہار کی خبر سنائین شعر نظم

پادشہ فرمان روائے خشک و تر بندہ نواز — مالک ملک و خدائے بحر و بر بندہ نواز

سایہ گستر ہست مثل ابر تر بندہ نواز — بر سر لب تشنہ می بارد گہر بندہ نواز

بے نوایان را نوا اسباب را تاب و توان — تنگدستان را بہ بخشد گنج و زر بندہ نواز

رحم فرماید خدا ردری دہد بخشد گناہ — میکند بندہ نوازی سر بسر بندہ نواز

بر سر گردون بیک پرواز مرغ دل رسد — گر عطا فرمایدش از غیب پر بندہ نواز

گر فرستد سائل درگاہ دانا ماہ را — زآستان خویش نراندش دگر بندہ نواز

رہبرے حق میکند اہل ہدی را سوے خویش — ہر بشر را ناامید ار دز شر بندہ نواز

سرفرازی حاصلت گردد میان بندگان — ہند یا الطاف فرماید اگر بندہ نواز

اس خضوع و خشوع میں عمرو نے رو رو کے دعا کی کہ آنکھ بند ہونے لگی غفلت جو عمرو کو ہوئی دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ اے عمرو نہ گھبرا ؤ راستہ طلسم کا یہی تھا اگر اس مقام پر نہ آتے اور گرفتار نہ ہوتے تو رسائی تا بطلسم ہفت پیکر ناممکن تھی اُٹھنے کے ساتھ ہی بائین ہو صحرا ہو اُس طرف جاؤ جو کچھ دیکھنا بموجب اُسکے کاربند ہونا یہ خواب دیکھ کر عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا جنگل میں سناٹا ہو ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوں کسی انسان و حیوان کا پتہ نہیں ہی عمرو اُٹھ کر جس جنگل کا پتہ دیا تھا اُسی صحرا کی جانب روانہ ہوا گا کہ دیکھوں اے عمرو کیا انجام ہوتا ہے دیکھیں آقا تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہے کیوں اے عمرو دم بھر میں کیا دقت پڑی پہونچن کل سردار ایک حال میں تھے عمرو تو اس کیفیت میں جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے دیوانہ وار وحشی مثال کبھی کسی نخل پر چڑھ گئے چہار جانب دیکھا پھر اُتر آئے اور ایک جانب چلے اسی طرح خواجہ عمرو کو کئی دن پھرتے ہوئے اُس جنگل میں گذر گئے رات کو کسی مقام پر پڑ رہے صبح کو اُٹھے پھر اُسی صحرا میں دوڑنے لگے تلاش ہو کہ اے عمرو کیونکر آقا کے پاس پہونچوں خواجہ عمرو تو اس خیال میں ایک نخل کے نیچے بیٹھے رو رہے ہیں صبح کا وقت ہو لیلائے شب داخل قصر مغرب ہوئی محزون و رو اشار رنگ تھا ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہزار ہا زاغ کاؤں کاؤں کرتے ہوئے سامنے سے گذر گئے عرصہ دراز تک صف زاغ گذرے عمرو نے اپنے کو سبزہ میں چھپایا ہے نگاہ خود دیکھ رہے ہیں کہ ابر سیاہ مثل ہوا

دیکھا خواجہ عمرو نے گزاھون کے بیچ سے ایک طوطی زرین بال پیدا ہوا ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جب زمزمہ سرائی کر چکا وہ ابر بھی اڑ کا طوطی شاخ نخل سے اڑا قریب ابر کے ہو گیا ابر میں ایک ٹکر لگائی ابر شق ہوا ابر نے چیخ مارا چیخ مار کر شق ہوا دیکھا ایک تخت ہے اوسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ زلفین آراستہ کاکلین لہرا رہی ہین عارض انور رشک آفتاب و مہتاب دہن غنچۂ گلاب دونون ہونٹھون مین مسیحائی طائرون کی زمزمہ سرائی حقیقت مین طائر ذکا و بیدم زمزمہ سرائی کرنا کبھی قہقہہ زن ہوتا ایک عجب لطف معلوم ہوتا تھا اور یہ اشعار محبت آثار انکی زبان پر جاری ہے نظم

داغون سے ماغ باغ ہو بستان سرائے دل ۔ کیا بخزان بہار ہو رنگین فضائے دل
مرطلے بسول کر دکسی سے لگائے دل ۔ یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل ۔ سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوئے یار سے ہونگا فدائے دل ۔ لونگا قدم مین آنکھون سے چومونگا پائے دل
آئینہ آپ مجھسے اگر ماجرائے دل ۔ جائے کہین نہ ہاتھون سے مٹھے بٹھائے دل
بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل ۔ گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
لو سہ دہان یار کا لے تسمہ کی کھائے دل ۔ اور مرطا شوق سے نہ کہین منہ کو آئے دل
دیکھے نظر دل آئے ہو عین خطائے دل ۔ پامال عشق مین ہو ہی ہو سراپے دل
لا مع خطا معاف کسی پر نہ آئیے دل ۔ جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جو قت جائے دل
وسعت یہ ہو نہ کون ومکان تک سمائے دل ۔ حسرت ہو تنگ بلبے ترا تنگنا سے دل
درمان ہی درد ہو غم جانان دوائے دل ۔ عاشق کو عشق کا ہی مرض ہو شفائے دل
دل مین ندائے غم ہو تو غم مین صدائے دل ۔ دل غم پکارتا ہو تو غم ہائے ہائے دل
دلدار کام کرتی ہو آوارسائے دل ۔ نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
کہین بھی رو کے پھوٹ گئین دیکھو لا علاج ۔ شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

عمرو نے یہ سنکے مسکرا کر کہا کہ کیون طائران طلسمی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون اس صحرا میں ٹھہرے دم سنے سے کیا تھا کہ وہان ۔ ٹھہر نا اور تم ٹھہر گئے ارسے آوار آئی کہ ارسے نادان مشیت قدرت

خالی از حکمت نہین ہر جو مناسب جانتے ہیں وہ تقدیر کہتے ہیں فلک پہ ماہتاب اختر درخشان رات کا یہ سامان دن کو مہر تابان کیا روشنی دکھاتا ہو ہر رنگ مین جلوۂ قدرت نظر آتا ہو باغون مین کیا رنگ دکھائے بلبلون کو عاشق گل کیا قمری نے محبت سرو پر تو کل کیا شاخون کے دم خم شمشیر دو دم پتے خنجر بران شبنم سویرے آگر گس نکلت سے گلون کا منہ دھلاتی ہو نسیم باغ کیا ہنسا لی در بہا لی دکھاتی ہو بے تکلف باغ مین چلنا کسی مقام پر ٹہلنا ہر مقام پر خیال رہتا ہو کر وہ کرے چلون کو روے لگ پر گر و پڑے ایسا نہ ہو کر صبا کسی شجر سے اڑے اسے سمجھ تو کیا ملا ہو ہکو بخوبی یاد ہو کہ اس صحراے ویران کف دست میدان مین عمرو عیار نے اپنا مقام کیا ہو ہم تلاش مین عمرو کی نکلے ہین آج تین دن گزرے یہی فکر کرتے ہوے لیکن مدعاے قلبی حاصل نہین ہوتا کیون بُوا ہیران تھین بخوبی یاد ہوگا کہ قدرت نے کیا ارشاد فرمایا تھا کہ اسی ہفتے مین ان سب کا خاتمہ کرین گے لیکن یہی فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تلاش کرکے لاؤ اگر عمرو نہ ملیگا تو مقدمہ ملتوی رہیگا کیون بُوا کہین پتہ لگا پھر اسے آواز دی کہ خواجہ عمرو کا پتہ ملنا دشوار ہو عمرو نے گلیم اگر اوڑھ لی کر کوئی نہکو دیکھ نہ لے تو بڑی خرابی ہو خواجہ عمرو گھبرا کر دیکھ رہے ہین کہ وہ ابر تھما ہوا ہو جیسے کوئی کسی فکر میں ہوتا ہو سوچ رہے ہین کہ اے خواجہ کیا تدبیر کرون کیا مقام سخت ہو تقدیر اس مقام پر لائی دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر رہائی ہو دل کو پیچ و تاب ہو لیکن تھوڑی دیر تک وہ ابر ٹھہرا رہا غرض جو ابر سے نکلے تھے چہار طرف جنگل مین دوڑتے پھرے بعد تھوڑی دیر کے پلٹ کے آگے آواز دی کہ اے ابر رحمت دامن ناز نین ہم جیسی سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ عمرو کا نہ لگا ابر سے آواز آئی ہم اسی مقام پر اترینگے عمرو کو گرفتار کیے نہ جائین گے یہ کہکر آواز دی کر ای حاضرین وقت بارگاہ اتارو اسباب عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت وہ ابر زمین پر آیا تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا سب نے کہ بارگاہ استادہ ہوئی شراب کباب و گزک وغیرہ یہ سب چیزین موجود ہین وہ مارمین مسند پر بیٹھی ہوئی ہو خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین باہر پھرنے لگین ایک سماں پر چھایا ہو ہوا ٹھنڈی چل رہی ہو گھاس ہرے ہرے جنگل نمونۂ گلشن ہر سمت آہوان صحرائی ادھر ادھر پھرتے ہین کچھ طائران وحشت معروف زمزمہ سرائی محفل کی رعنائی زیبائی اس نازنین نے آواز دی کہ ارے گانے کو بلاؤ کنیزین دوڑین خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے جنگل ہین ایک

قریہ ہو ایک نازنین نے نکل کر پتہ بتایا وہ سامنے نیم کے پیڑ کے آگے مکان خوش گلو کا ہو کہنا کہ ملکہ آفتاب جمال نے طلب کیا ہو عمرو یہ سب باتین سُنتا گیا دیکھا ایک کنیز طرف قریے کے چلی خواجہ عمرو بھی جلدی سے قریب قریے کے پہونچے پکار کر کہا کہ اری بوا جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو سرکار کو جلدی ہو کنیز نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک خدمتگار دوڑا ہوا آتا ہو کنیز ٹھہر گئی خدمتگار نے قریب آ کر کہا کہ کیونکر ممکن ہو خوش گلو کو جلدی بُلائین سرکار خفا ہوتی ہین تمھارے آنیکے بعد مجھکو بھیجا کہ جلد جاکر خوش گلو کو لاؤ کنیز نے کہا کہ مین بھی چلون تم بھی چلو بُلا لائین گے خواجہ عمرو بہت بیتاب ہین جی مین یہی ہو کہ اُسکو جھٹ پٹ بیہوش کر دون اُسکو لینے جاؤن یہ کہکے کہا کہ دیکھو اور خدمتگار آتا ہو جیسے ہی وہ ادھر پلٹی خواجہ عمرو نے حباب مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر چلے دروازے پر آکر سُنا اندر مجرا ہو رہا ہو پکارا بی خوش گلو صاحبہ اندر سے آواز آئی کون ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بیجا ہو یہان بھی انقلاب رہیگا جلد چلیے دیر نہ کیجیے اندر سے آواز آئی کہ کیا تشے پردہ ہو یہان آؤ خواجہ عمرو اندر مکان کے داخل ہوے دیکھا کہ ایک حور مثال بیٹھی ہو سازندے گرد خواجہ عمرو نے آتے ہی سلام کیا کہا بی بی جلدی چلو ملکۂ عالم یاد فرما رہی ہین لیکن ذرا تخلیے مین چلو عمرو عیار کی تلاش منظور ہو مین چند باتیں سمجہا دون وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسکو تنہا لیکر گوشے مین آئے جاتے ہی خواجہ نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آج مالک بہت غصے مین ہیں چند باتین آپ کو سمجہا دون اُس پر عمل فرمائیے گا یہ سُنکر وہ کان گوشے میں آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ چند باتیں کان مین عرض کرونگی یہ کہکر مُنہ سے مُنہ ملایا حباب بیہوشی ماردیا خوش گلو کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسی کی صورت بنکر باہر آیا مسند وقچہ زیور کا منگوایا آگے رکھا چاہا کہ کھولون باہر سے آواز آئی حضور گاڑی تیار ہو خوش گلو نقلی نے جلدی سے زیور پہنا اور زیور پہنکر اُٹھی آگے بڑھی سازندون کو اپنے ہمراہ لیا بہلی پر سوار ہوئی وہان آکر پہونچی وہ نازنین انتظار مین ہو کر کنیزون نے بڑھ کر عرض کی خوش گلو آ پہونچی کہا کہ آنے دو خواجہ عمرو بصورت خوش گلو ناز و کرشمہ کرتے ہوے قریب بارگاہ ملکہ آفتاب جمال پہونچے اندر داخل ہوے سامنے ملکہ کے آکر با ادب سلام کیا اُس نازنین نے مسکرا کہا

کو اے خوش گلو دیکھا تو کہ کیا انتظام ہو جاہیے کہ یہ سب لگر عمرو مین مصروف ہون گرفتار کرلین
قدرت کے پاس لے چلیں اے خوش گلو ہمکو تردد ہی کہ عمرو اسی جنگل میں موجود ہی مگر نظر سے
غائب ہی اب کوئی ایسی تدبیر ہو کہ سارا مان رادہ گرفتار ہو قدرت کی بڑی تاکید ہی خواجہ
نے کہا کہ واری آج ہی نگوڑے کو گرفتار کرلیں گے حضور ارشاد تو فرمائیں ایسا نہ ہو کہ
قدرت بگڑ جائیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دھیالیس عمرو سے تائید خداوندی نہین مل سکتا
خداوند کو اختیار رہی یہ کہہ کے سامنے اس نازنین کے بیٹھے سازندوں سے اشارہ کیا سازندوں
نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے آنکھ ملا کر بصد ناز وادا یہ غزل مومن دہلوی کی شروع کی نظم

سبزہ ہو کر نمک کو یہو جا کہنے کو ہین
سب خفا ہوئے شگرف سوا کہیے کو ہیں
نالہ ہی نکلے ہی گو ہم مدعا کہنے کو ہین
تیری تیغ دوستو کے کیوں لب یہ چھالے پڑ گئے
دوست کرتے ہین ملامت عیر کرتے ہیں گلہ
ترجان التماس شوق ہی تغییر رنگ
جل گیا دل تو بھی اٹھتا ہی دھوان سر سے کباب
دیکھا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
ایک دن کو تو زبان شعلہ دوزخ فرش دے
شکوہ حرف تلخ کا یا شور بختی کا گلہ
مین گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن عیرون کی بات
وہ نہین آتے نہ آ دین مرگ ظالم تو تو آ
عیر سے سرگوشیاں کرلیجیے پھر ہم بھی کچھ
تیغ حمزہ کو لگا لے جلد سنگ آسمان پر
ہو گئے نام بتان سنتے ہی مومن بیقرار

کھل گئے زخموں کے منھ کسکو برا کہنے کو ہین
جنکو جرعہ و مرگ کہتے ہین شما کہیے کو ہیں
لب نہین کہے میں اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین
گرم حوانی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین
کیا ملامت ہی کہی کو سب برا کہیے کو ہین
جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین
مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہیں
لجت غیرے عاشقوں کے نارسا کہیے کو ہیں
قصہ شبہائے غم روز جزا کہنے کو ہین
ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو ہمزا کہیے کو ہین
ہین ابھی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
یا ان لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہیں
آرزو ہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
حرف مطلب آرزو صد جفا کہیے کو ہین
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہیے کو ہین

اس رنگ میں یہ غزل خواجہ عمرو نے سا سے اس نازنین کے گائی کہ تمام اہل محفل عرقیس کر رہے ہیں

کر خوش گلو کیا کہنا ارج تو نے عجب رنگ مین یہ غزل گائی حقیقت مین اسم بامسمیٰ ہو خواجہ عمرو باتون مین اُس نازنین کو لگا رہے مین تقدیر کہ ساقی کا ذکر کرون کر ہولسے سر چلی اُس نازنین نے آنکھیں بندکین چشم زدن مین آنکھیں کھولکے آواز دی کہ ارے مکار و غدار کو لینا برابر خواجہ عمرو کے ایک کنیز بیٹھی تھی خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے اُسکو خنجر مارا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے اس مکار کو ہم کہتے تھے اسکا ملنا دشوار ہی یہ ظالم ہمارے سامنے موجود ہی چہار طرف سے جادوگرنیان دوڑیں لیکن خواجہ نے جو اُس کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوا خواجہ عمرو اس اندھیرے مین جست کرکے بھاگے وہ حسین بکہتی ہی کہ اسے لینا عمرو جانے نہ پائے خواجہ جب لپٹ کے دیکھتے ہین کنیزین آہستہ آہستہ میرا پیچھا کرتی ہین اور مین بھاگا ہوا چلا آتا ہون جب دیکھا کہ میرے قریب کوئی نہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہی تھے کہ دیکھا پھول شگفتہ ہونے لگے ایک پھول شگفتہ ہوکر شعلۂ جوالہ بنا خواجہ پر گرا ہرچند خواجہ عمرو نے اپنے کو بچایا مگر معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش نے چہار طرف سے گھیر لیا کشان کشان خواجہ عمرو کو گرد اوہ شعلے لپٹ گئے دم بھر مین اُسی نخل سے ایک زنگی سیاہ روتیرہ درون اترا عمرو کی مشکین باندھین ایک سونٹا ہاتھ میں لیے ہوے کہا کیون خواجہ تم یہان کے عجائب غرائب دیکھے خواجہ عمرو نے کہا کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی زنگی نے دل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ او مکار کوئی نقرہ تیرا مکر سے خالی نہین دل سے تو نہیں کہتا اور دل سے تو تعریف خداوند ہفت پیکر نہین کرتا خیر خواجہ نہین اختیار رہی یہ کہکے وہ زنگی کھینچتا ہوا خواجہ کو سامنے اُس نازنین کے لایا اُس نازنین نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو بھاگ کے نکل نہ گئے خواجہ نے کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ جو خداوند ہفت پیکر کا دشمن ہوگا زمین و آسمان اُسکا دشمن ہی کہین اُسکا ٹھکانا نہین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ارے آبریشم مردار خوار کو بلاؤ جلدی سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہی سب نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ وجمیلہ بناؤ کیے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہی آکے اُس نازنین کو سلام کیا پکار کر اُس نازنین صاحب مسند نے کہا کہ ای آبریشم مردار خوار خواجہ عمرو آج گرفتار ہوے ہیں تین دن تک خواجہ کو اپنے گھر مین رکھو اُسے عوض کی کرداری میں خدمت خداوند ہفت پیکر میں بھی

لیجا سکتی ہوں اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اسکو لیجا کر قید کرو لیکن اے ابریشم ہوشیار رہنا یہ دو طالع بہی کرا سنے دمامہ و شمشاد کو مارا ہے تلاش شمشاد میں دریائے قلزم میں غائب ہو چکا ہے تو شمشاد نے کیا کہا انتظام کیے ستے کہ بیچ میں آپ رہتا تھا گرد فوج ماہیان ایک مکان مقرر کیا تھا کہ اُسمیں جاکر کھانا کھاتا تھا یہ ساربان زادہ اُس مکان میں ہو چکا اور کل کھانے میں بیہوشی ملائی جب کھانا سامنے شمشاد کے پہونچا تو اسنے کھانا پھینکدیا اور منہ سے ایک شعلہ چھوڑا کہ سارا مکان مع ملازمونکے جلکر خاک ہوا یہ ساربان زادہ گوشے میں چھپا رہا مکان اور باورچیوں کا جلنا دیکھا شمشاد اسی طرح نہنگ بنکر دریا میں گیا اس ساربان زادے نے وہاں بہی پیچھا کیا قریب ایک کوس کے ہوگا تھا کہ اس ساربان زادے نے حلقہائے کمند آصف برخیا سے بناسیگون میں اُسکی ڈالدئیے پہر شمشاد پہر کا وہ کمند معجزے کی تہی اور زمانہ کی ہوائی جاتی تہی اُس کمند کو لیکر باہر نکلا آگر صاحبقران سے کہا کہ اُسکو کھینچیے صاحبقران کھینچ کر عاجز ہوے دو باہر نہ نکلا آخرکو لاکر دیدی صاحبقران سے لیے اور کمند سے معجزہ طلب کیا شمشاد باہر نکلا پہر سرداروں نے اُسکے اوپر ضربیں لگائیں شمشاد نہ مرتا تہا پہر صاحبقران سے کئی لاکہ روپیے لیے اور ہتوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا اور اُس ہتوڑے سے شمشاد کو اسنے مارا ایسا ایسے کارنامے اس ساربان زادے سے سرزد ہوے ہیں کہ خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کسی مکر میں پہنسو آپ ابریشم مرد ار خوار نے کہا کہ واری میں خوب سمجھتی ہوں اس طرح سے اُسکو قید کروں کہ تڑپ تڑپ کے مرے ابریشم نے ہاتہ خواجہ کا پکڑ لیکر چلی راہ میں خواجہ عمرو نے کہا کہ کیوں بوا اب ہم رہائی پائینگے یا نہیں ہیں تو اپنی تقدیر سے یا امید نہیں کہ اب ہم اس قید سے چھوٹیں ابریشم نے کہا کہ خواجہ تمہاری حفاظت میں خدمت خداوند میں بہت گذریں آج ملکہ آفتاب جمال تمہاری گرفتاری کے واسطے مقرر ہوئیں مگر چالیس فرشتہاے آسمانی ساتہ کیے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ بار بیٹ کے عمرو نکل جائے دیکھا نگی کہانے سے پیدا ہوا شرارہ تش کس طرح تمہارے گرد آگئے خواجہ عمرو نے کہا کیوں ملکہ یہ فرشتہاے آسمانی تھے ملکہ نے کہا کہ ہزار ہا مقام پر نگہبان مقرر ہیں جہان قدرت کو یاد کرو وہ فرشتے آواز دینگے فوراً وہ فرشتے سامنے آئیں تمکو آفت سے بچائیں اور اگر دشمن خداوند ہو تو قتل کریں گر فرشتے ہی کہاتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا کا ساتو

کوئی فرشتہ تمھارے ساتھ نہیں ہوا آبریشم مردار خوار نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہو ایک تو مجھ الیسی ساحرہ دوم خداوند ہفت پیکر بعز شفقت میرے حال پر رکھتے ہین اب تیسرے دن تمکو دربار خداوندی مین لیچلونگی سب دربار جمع ہوگا دیکھنا کیسے کیسے ساحر جمع ہونگے عمرو نے کہا کہ تمھاری عنایت ہوگی اگر میری سفارش کرو کہ میری خطا معاف ہو محفل خداوندی مین دخل حاصل ہو تو دماغ عرش اعلے پر ہو کانون یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو آبریشم سے چلے آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ پانون تھک گئے اب تو ہمسے چلا نہین جاتا بلکہ ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا آواز آئی کہ بی آبریشم صاحبہ آؤ کون ایسا ہو جو تمکو آنکھو نہین لگہ دے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو لپٹین پھولون کی آرہی ہین جانان چمن اکڑ رہے ہین درخت آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ آبریشم مردار خوار آج تو اسی مقام پر رہیے تو بہتر ہو آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ اس ساربان زادے کو لیجاؤ اور لیجاکر قید کردیں باہر باغ کے رہونگی لیکن یہ خواجہ نے کہا کہ مجکو ایسے شخص کے پاس قید رکھنا کہ جسکے دل مین رحم ہو یہ سنکے اسنے کہا کہ او شخص کیون دیوانہ ہوا ہو خداوند ہفت پیکر تیری کل حرکات کو دیکھ رہے ہین اب مناسب و بہتر یہ ہو کہ جو بات کہیے گا عقل سے سوچ کر فرمایئے گا ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں مبتلا ہو جایئے یکبارگی آبریشم نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو کہ اس حامدی تصویر کو لیجائے دیکھا اندر سے باغ کے ایک زنگی سیاہ رو آیا چند جوانون نے آبریشم مردار خوار کو صحبی مین اتارا عمرو کو وہ زنگی دوسرے باغ میں لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ باغ ویران روش بیڑیان ٹوٹی ہوئین سناٹا غضب کا اُس زنگی نے ایک نخل کے سایہ مین خواجہ عمرو کو بٹھایا اور پکار کر آواز دی کہ ہتھکڑیاں بیڑیان لاؤ دیکھا کہ بیچ نخل شق ہوئی ایک زاغ سیاہ ہتھکڑیان بیڑیاں چونچ میں دبائے ہوے آیا عرض کی کہ یہ ہتھکڑیاں بیڑیاں حاضر ہیں زنگی نے ایک آہ کی مُنھ سے شعلہاے آتش نکلے سقفہاے آسمان رہ رہ گئے خواجہ عمرو تھرا گئے زنگی تو غائب ہوا دیکھا کہ ایک زنگن سیہ فام بدلگام خواجہ کی گردن پکڑے کھڑی ہو خواجہ عمرو نے گھبرا کر کہا کہ ارے تو کون ہو زنگن نے ہنس کر کہا کہ میں تیری روح قبض کرونگی تیری عیاریاں سب خداوند کو معلوم ہیں اب

کیونکر زندہ بچ گے خواجہ عمرو نے کہا کہ ہوا مین تو غلام ہون خداوند دکھائی نہین دیے نہین تو
مین سجدہ کرون کر ایک جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ وہی تصویر سنگی جو پہاڑون پر باتین کیا کرتی تھی
سامنے کھڑی ہوئی ہوا دار وہی کر اے فرزند قدرت کیون اسقدر گھبراتے ہو لیں یہ کہکر عمرو نے چیخین
مار کر رو دیا کہا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری خطا معاف کیجے تصویر نے کہا کہ اے خواجہ
جو دل کہتا ہو وہ زبان پر نہین لاتا تیری بات قبول مین ہوتی یہ کہکر وہ تصویر قائم ہو گئی
خواجہ عمرو نے کہا کہ بی حشش صاحبہ مین آپ کا تابعدار ہون مجھے اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر ہوا آواز آئی کہ اے عمرو کیون باتیں بناتا ہو اپنی جان کی خیر منا ایسا نہ ہو کہ
ہلال زنگی تجھکو قتل کرے یہ زنگن اسی کی زوجہ ہو اس سے اپنی جان بچا خواجہ عمرو نے
زنگن سے کہا کہ دیکھو مال رکھا ہو حوصلہ ہوئے لو یہ کہکے گھنڈیان زمیل کی کھولین اور مقصد
کھول کر زمبیل کا کہا کہ لو اور دیکھو تو اب حور زنگن نے سر جھکایا وہ مال بے حساب رکھا ہوا دیکھا کر دل
بھر بھر آگیا کہا کہ اے خواجہ عمرو یہ مال کہان سے آیا خواجہ نے کہا کہ کافرون کو مار مار کے جمع کیا
ذوالفقار کے ناچ کے لیے اور جابجا نوشیروان وغیرہ سے بھی لیے لو جو پسند آئے وہ لے لو
یہ سنکر عورت زنگن کو ایک تاج پسند آیا ہاتھ بڑھایا چاہا کہ تاج اٹھا لون لیکن ہاتھ
نہ پہونچا آدھا دھڑ اپنا زمبیل مین ڈالدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اٹھا لون خواجہ عمرو نے
چوتڑون مین ہاتھ دیکر زمبیل مین گرا دیا گرتے ہی زمبیل مین چہار طرف سے لونڈیان دوڑین
کچھ تو کہتی ہیں کہ اسکو باورچی خانے میں رکھو ایک کہتی ہو کہ میرے ساتھ رہا کرے صرف جھاڑو
دیا کرے اور کسی کام سے اسکو مطلب نہیں ایک کہتی ہو کہ کنارے دریا کے مقرر کردو وہان
نگہبانی کیا کرے ایک فرقہ کہتا ہو کہ انکو ہمارے گروہ مین رکھو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہو ایک
زنگی آیا اسنے کہا کہ صاحبو ہٹ جاؤ یہ کہتا ہوا قریب آیا چٹیا پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کہ
کپڑے اتار اری ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اس زنگی نے کپڑے اتار لیے اور ایک غرقی اسکو
سند صوادی کہا کہ اب اسکو لیجا کر باورچی خانے مین رکھو کنیزین کشان کشان اس زنگن کو
باورچی خانے مین لے گئین کہا کہ یہان سے لکڑیان پھونک کو لے کھانا زنگن بیٹھ کر انتظام کار
کرنے لگی خواجہ عمرو نے یہان رنگ و روغن عیاری کا نکالا اسی رنگ کی شکل بنکر تیار ہوے

باہر باغ کے چلے آبریشم مردار خوار کنیزون مین بیٹھی ہوئی مسخرہ پن کر رہی ہے کہ آدا ز آئی واری یہ لونڈی بھی حاضر ہے آپ کی صحبت مین نفیس باؤن تو گا ماسنا ؤن ایسا بدنصیب قیدی میرے سپرد ہوا کہ بات بات مین گالیان دیتا ہے اس وقت مجکو غصہ آیا بیہودہ بکتا تھا ایک طمانچہ مین نے مارا جنستان مین پڑا لوٹ رہا ہے یقین ہے کہ مر جائے اب زندہ نہ بچیگا کیا حکم ہوتا ہے آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ لو یہان آؤ مین نہین سمجھی کہ تم کیا کہتی ہو خواجہ عمرو دوڑ کر سامنے آئے کہا واری جیسا کہ یہ قیدی بیباک چست و چالاک ہے ایسا کوئی قیدی کبھی ہمارے سپرد نہین ہوا اس وقت کلمات سخت و شکست کہنے لگا مین نے ایک طمانچہ مار دیا اب پڑا ہوا تڑپ رہا ہے آبریشم مردار خوار نے کہا کہ میرے پاس لا تو ارے بوا یہ وہ شخص ہے سامری نامہ دیکھو جا بجا قدرت خود لکھتے ہین کہ اسکے فتوے سے ہمارے بندون کو کون بچائیگا ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا جا بجا ایسی عبارتین لکھی ہین تو مثل اور قیدیون کے یہ قیدی نہین ہے تو اسکو لا تو سنتے ہی خواجہ عمرو اُٹھے لیکن حیران و پریشان کہ کسکو عمرو بناکے لاؤن دو قدم جاکے پلٹے کہا واری ادھر آئیے درخت کی آڑ مین آکر کہا کہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہے جیسے ہی آبریشم مردار خوار ملی خواجہ عمرو نے خنجر مارا کہ آبریشم کا شکم چاک قصہ پاک دم مین آبریشم گری خواجہ عمرو نے دو بیڑ کھینچا آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا دیکھا کہ دوپٹے مین ایک مار سیاہ تھا وہ منہ کھول کر خواجہ پر چلا خواجہ نے خنجر دکھایا اس مار سیاہ نے دُم ماری ہاتھ پر کہ خنجر ہاتھ سے خواجہ عمرو کے گرا مثل آدمیون کے آواز دی کہ او شخص تو نے بڑی ساحرہ کو مارا اسکا بدلہ تیرے واسطے ضرور ہوگا خواجہ نے دیکھا کہ یا تو مار سیاہ تھا یا تڑپ کے زمین پر گرا دیکھا کہ ایک عورت کسی قدر آبریشم مردار خوار سے صورت ملتی ہوئی ہے قہقہہ مار کر کہا کہ کیوں نگوڑے تو نے مجکو مار ڈالا قدرت کے تصدق ہو جاؤن کئی جسم میرے واسطے مقرر کیے ہین مجھے کون مار سکتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو کو کھینچتی ہوئی چلی اب خواجہ لاکھ لاکھ منت کرتے ہین جو بات کہتے ہین وہ عورت ہنس دیتی ہے مشکل جو آن پڑی تو کہا کہ کیون باتین بناتا ہے تیرے دل کا حال مجھپر روشن ہوگیا اب عمرو حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون کہا کہ کیون بی آبریشم مردار خوار اب کوئی بات ہماری نہ مانو گی یہ کہکے جیب میں

روپئے کھو کائے اب تو آبرلیشم مردار خوار بنی کہا خواجہ یہ کیسے ہیں خواجہ نے کہا کہ آپ کے
ہیں علاوہ اسکے اور اشرفیاں بھی ہیں لیکن اے ملکہ عالم اعلیٰ یہ ہو کہ تمام دنیا میں مشہور ہو عمرو
لالچی ہو انصاف تو کیجیے کہ جب وقت جان جانے کا آگیا تو روپیہ کس کام آئیگا ہمارے مذہب کا
دستور ہے کہ بعد مرنے کے اول تیجہ ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھول اٹھائے جاتے ہیں اگلے لوگ کہہ گئے ہیں
کہ پھول اٹھانے سے مردے کو راحت ہوتی ہے دس پانچ روپے پیچھے میں صرف ہوتے ہیں اگر زیادہ مقدور
ہو تو تیجے کو جوڑا بھی دیا جاتا ہے یہ جوڑا بھی مردہ پاتا ہے پھر دسواں بیسواں آخر میں چالیسواں اسمیں
جوڑا ضرور دیا جاتا ہے برتن تانبے کے مٹی کے کوئی شے ایسی نہیں کہ چالیسویں میں نہ دی جائے یہی سب
چیزیں مردے کو ملتی ہیں مورخین نے جا بجا لکھا ہے کہ چالیسویں والا جوڑا مردے کے بڑے کام آتا ہے
کہ روز حشر سب برہنہ ہونگے مگر یہ شخص وہی چالیسویں والا جوڑا پہنے روز حشر میں جائیگا ایسے
ایسے طریقے ہمارے مذہب میں ہیں لہذا اگر مناسب ہو تو یہ رقم لے لو لیکن یہ رسمیں ضرور کرنا
ایسی باتیں جو خواجہ عمرو نے کہیں یا تو آبرلیشم خواجہ کو کشاں کشاں لیے جاتی تھی یا تو اسکے جی
میں ٹھہر گئی خواجہ عمرو نے دو روپے کا چالا اسے نکال کر دیا اب تو آبرلیشم مردار خوار خوش ہو گئی
خواجہ نے دوسری جیب سے اشرفیاں نکالیں کہا لو یہ حاضر ہیں آبرلیشم کہتی جاتی ہے کہ خواجہ عمرو
تمہاری حرکات سے صاف معلوم ہوتا ہے میں نے سارا سامری نامہ پڑھا ہر جگہ تیری برائی دیکھی
خواجہ نے کہا کہ میں ہر بات کا وقت ہے اب میری خطا قدرت سے معاف کراؤ ورنہ ایک آہ
کرکے جان دے دونگا تم لوگ سب پچتاؤ گے کہ ایسا گانے والا کہاں ملیگا یقین تو ہے کہ جب
صحبت میں وساطہ ہو تو ہم ضرور یاد آئیں مزد مہربانی فرمائیے اب میری برائیوں کا خیال
نہ کیجیے حقیقت میں ہر بات میں میری مکر و فریب ہو مگر اب وقت نہیں میں ناچار ہو جسکا حرمات
کرتا ہوں برائی پیدا ہوتی ہے مگر کیوں تم آبرلیشم آہو متعین کوئی کیونکر قتل کرے وہ مارنیں جو
قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بیوقوف ایسا کون دیکھا ہوگا کہ اپنے مرنے کا حال بتائے خبردار اب
ایسی بات مجھسے نہ پوچھنا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے ملکہ عالم تم میری زندگی کا باعث ہو اگر
مجکو یقین ہو جائے کہ تمکو کوئی قتل نہیں کر سکتا تو دل کو اور تقویت ہو کہ تمکو کوئی قتل نہ کر سکیگا اور
مجکو بھی کوئی گرفتار نہیں کر سکتا ہم تم دونوں مل کے سامان سلطنت طلسم کشا شاکس ہاں بہار

تمام ہو قدرت منظور فرماتین میشران سلطنت کہلاتی ہین یہ سنکر اس جادوگرنی نے کہا کہ خواجہ اگر تمہارا یہ مطلب ہو تو پہلے جب کوئی میرا داہنا ہاتھ کاٹیگا تب مین مرونگی ورنہ ہزار خنجر اگر کوئی مجکو مارے تو بھی مین نہین مرسکتی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب دل کو تسکین ہوئی لاؤ ہاتھ اپنا مجھے دو اوسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ چوم کر فرمایا کہ ای آبریشم مردار خوار ہاتھ بھی تیرے بہت پیارے پیارے ہین اب ہم تجکو میشران سلطنت مین محسوب کراوینگا لو یہ اور اشرفیان بھی رکھو لو اب ہمارے تمہارے دلون سے صفائی ہوگئی اب ہمارے تمہارے کوئی جھگڑا نہ رہا دوسرا پوٹلا اشرفیون کا نکالا اوسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ عمرو نے کلائی تھام کر ایک خنجر مارا ہاتھ جو آبریشم مردار خوار کا کٹا ایک چیخ ماری کہ باغ ہل گیا آواز دی کہ او ظالم تونے غضب کیا مجھسے پوچھا اور وہی مجیب صرف کیا خداوند ہفت پیکر تجھسے سمجھیں گے یہ کہکے لڑکھڑا کے گری اور آوازین مہیب آنے لگیں ایک آندھی سیاہ اوٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریشم مردار خوار بود خواجہ عمرو نے دیکھا کہ باغ بھی پامال ہوگیا خواجہ ایک جانب بھاگے سر پہ ہاتھ ٹوپی سنبھالے ہوے جاتے ہین کہ اس صحرا سے نکل جاؤن مگر کب نکل سکتے ہین ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ ٹھہر جاؤ مجھے کچھ کہنا ہو خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ چالاک دوڑا ہوا آتا ہو خواجہ چالاک کو دیکھکر رکے چالاک قریب آ دوڑکر ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام کیا کہا او سارہان زادے ستم ندیم جادو غضب کیا تونے کہ آبریشم مردار خوار کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین کوئی تیری بات نہ مانونگا یہ کہکے کھینچتا ہوا خواجہ کو لیچلا اب جو عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام پکڑے لیے جاتا ہو لاکھ لاکھ خواجہ منتین خوشامدین کرتے ہین مگر وہ نہین مانتا کہتا ہو کہ او ظالم تونے آبریشم ایسی ساحرہ کو مارا تجھسے کیا دشوار ہو تین تجکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین ہو کیا دون تو مہلت پاؤن کئی دن سے حکم خداوند ہو کہ عمرو کو ہم تک لاؤ کیا ممکن نہین ہوتا آج تجکو ضرور لیچلونگا یہ کہکے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالکے اڑا خواجہ کی کم توجہ ہوا سے آنکھیں بند ہوگئین اب یہ ساحر خواجہ عمرو کو لیکر تا دست ہفت پیکر جاتا ہو اب کل اہل اسلام قید ہوے اب انکی تدبیر رہائی واجب و لازم ہو انشاء اللہ تحریر کرتا ہون

دو کلمہ بر داستان جلالت عنوان کہ حملہ سرداران تہمتن زیر کوہ بوقلمون لڑتے بھڑتے پہونچے آخر کار قید ہوئے ذکر انکا حقیر کو منظور ہے خواجہ کو لیے ہوئے ندیم جادو طرف کوہ ہفت پیکر کے جاتا ہے اسی ضمن مین یہ بھی ذکر ہوگا و ذکر ہائے رستم ہیلتن و عشق لالہ غدار دختر مصرا لعزائب و تدبیر ہونا ملنے لوح کی اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان	کہ آئی ہے اب رنگ پر داستان	ہوئے جمع رندان میخوار ہین
کہ حالت سے اپنی جو سرشار ہین	بلاتے ہین ساقی می نوش کو	کہ ترتیب دو لطف سر جوش کو
اداؤں مین جو ساقی کی بھانے لگیں	ہوائین فرح خیز آنے لگیں	اٹھا ابر رحمت بصد شد و مد
کہ ساقی کو ہو سیر گلشن مین کد	سماں مصا میں بھی ہین سرخوش	کہ ساقی کو ہو ہر طرف سے خوشی
گلابی اٹھا ساقی سیمبر	کہ رندوں نے پائی چمن کی خبر	مرصع خیابان شیرین ادا
سناتے ہین عشرت کا یہ ماجرا	فلک در پئے جنگ ہونے لگا	تو گلچیں و صبا رونے لگا
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے	مرا دل ہوا رشک سیماب ہے	کہ طائر چمن کے گھر سے میں
یہ آنسو ہیں بلبل کے یا گنج ہین	ستمگر شکر لب حسینان باغ	ستارے ہین یا مہ جبینان باغ
وہ طاؤس ہین رقص این ہر طرف	جو دیکھا انھیں غم ہوا بر طرف	چل اے توسن خامۂ تیز رو
چھلاوہ کہون تجھکو یا برق دو	قدم تا قدم حسب لیلا کی ہے	طرارے میں پوئی مین سیاک ہے
مرا توسن کلک سہ رو ہے	نہ حسرتی یکری رہ کھو رہے	لکھوں داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین سامع و ناظران		

چہرہ رہائی بانخکال رندان مصیبت عنوان طلسمی و غواصان دریاے کے کنار شعبدہ ساری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہیں اشعار

سنی فغان کہ آمد بجان	درس رمز پردۂ آسمان	دریں پردہ آواز نامحرمی
بہ احوال ختم ما بہ احوال کر		

حال مصیبت مآل رندان طلسمی تحریر ہوتا ہے جب خواجہ کو ندیم جادو نیکر خلا تموج ہوا سے آنکھیں بند کرکے کسی تعین نہیں معلوم کتنے عرصے تک وہ ساحر عمرو کو نیکر بلند رہا اس حوالہ کھلی عمرو نے دیکھا کہ یکبیک ... دیکھا تو ایک

مکان مین صاحبقران زنجیرین ہلا رہے ہین ایک قصر مین رستم سمک پہلو مین قید ہین سب بیٹے صاحبقران کے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اسی طرح قید ہین کوئی صورت رہائی کی نہین پائی جاتی ایک طرف بادشاہ لشکر مع تاجدارون کے قید ہین حلہ درنا ان نامی پہلوانان گرامی و سرداران مجازی اسی مکان مین قید ہین خواجہ عمرو نے صاحبقران عالیشان کو اشارہ کیا کہ یہان کیونکر آکر قید ہوئے صاحبقران نے طرف آسمان کے اشارہ کیا خواجہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تمام قید خانے مین خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک جو بھی یہان قید ہین عیارون نے جو قید ہوا خواجہ عمرو کا اشتیاب ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہو کر اب قضا لیکر اس قید خانے مین آئی سب ہمارے قبلہ وکعبہ قید ہو گئے تو اب ہماری رہائی کی کیا صورت قید خانے بھر مین سب کو زندگی سے یاس ہو سب کو یقین کامل ہو کر اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہے ہر سردار و ہر عیار چنیں مار مار کے روتا ہے دعائین پروردگار سے مانگتا ہے کہ اے پروردگار اس مصیبت سے کیونکر رہائی پائینگے یا تڑپ تڑپ کے یہین مرجائینگے اے کریم کارساز وای بندہ نواز اس آفت سے نجات دے نظم

لطف را انسان نوازی خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گوہر نمودی خاک راز ر ساختی
گاہ بر را بسر کردی بحر را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر ناماں ساختی ماہ انور ساختی	شمع حسن خود بہر محفل مسور ساختی
تابع فرماں خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش حقیر	تنگدستان را بمال و زر تونگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی
آب را آتش را تو کردی قایم اندر یک مقام	برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
بے ستون قایم تو کردی سقف چرخ نیلگون	صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار	گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون	گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
کردۂ گفتہ پر دیواں در زبان پارسی	منسلک ہندی سخن این سلک گوہر ساختی

یہ تو سب یہاں اس فکر میں ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن ہفت پیکر حوائے مقام پر ہیں کبھی کوہ بوقلمون سے پلٹ کے آیا ہو پسینے پسینے ہو رہا ہر کسی طرح کا ادرسر پر چرخ مارتا ہوا نہایت غصے میں تھر تھر کانپتا ہوا تاج ڈھلکا ہوا تھا روز یر صاحب تدبیر جو ہر وقت حاضر رہتے ہیں انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کو سخت پریشان پاتے ہیں ہفت پیکر نے کہا کہ ای شہنشاہ من تم آگاہ ہوئے کہ آج کیا معرکہ گذرا کوہ بوقلمون پر طلسم کشائے اصلی کا گذر ہوا اور دل شہنشاہ بوقلمون کا مارا جا کر زمیں تھرائی تھی ایک پہاڑ گیا ویران ہوا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوہ عزم والم گرا تری در جنگ لڑائی بڑی سات غشانہ روز تلوار چلی آخر مدد سے سمون کو گرفتار کر کے مارکراں مصیبت حیرمیں سب قید میں ایک ان سب کو ایک مقام پر طلب کر کے کاہنان طلسمی بلائے جائیں ان سب سے سوال کیا جائے کہ اصل فتاح کون ہے جس کا نام بہتان ہیں اسکو ہزار تدبیر سے قتل کرنا چاہیے وزیر دانا نے عرض کی کہ یا خداوند سحر العجائب تو مارا گیا مگر مصر الغرائب جاگ کر آپ کے طلسم میں آیا اسکو بلا کر قیدیوں کو سپرد کیجیے وہ جبر کر کے قتل کریگا جو دیکھی باد شاہ طلسم رہا اس سے زیادہ قاعدے کا جاننے والا کون ہے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ کل سویرے اسے اطلاع کرو کہ سر وقت دربار آکر حاضر ہوا اور ہمارے سامنے آمیرے کل کوہ یاقوت پر جلوس ہو یہ کہ کے داخل قصر عیش ہوا اگرچہ نہایت مکدر رات رہا اور روز مصر الغرائب کو خبر دی کہ یہ حکم خداوندی ظاہر ہو کل آپ کوہ یاقوت پر دربار خداوندی میں آئیے مصر الغرائب نے اقرار کیا کہ کل میں ضرور حاضر ہونگا اگر یہ قیدی مجھکو ملیں تیں دن کے اندر قتل کروں شب کو مصر الغرائب جس مقام پر رہتا ہوا اس مکان میں جسکا بیٹی اسکی لالہ عذار مکان میں بیٹھی ہو کہ خبر ہو گئی باپ آتا ہو واسطے استقبال کے چلی راہ میں آکے سلام کیا عین شباب کا وقت ہو مصر الغرائب نگاہ جو بیٹی پر ڈال کر حیران ہو گیا ہاتھ تھام کے بیٹی کا کہا کہ کل تم بھی چل کر خداوند ہفت پیکر کی ... کہ کل قدرت نے ہمکو طلایا ہو مسلمانوں نے طلسم ہفت پیکر پر لوہ کیا تھا کوہ بوقلمون ... قدرت نے جو کوشش کر کے سب کو گرفتار کیا زنداں مصیبت خیر میں ... قیدی ... ہمارے سپرد کیے جائینگے سب کو ٹھکانے کرونگا جو عنتیں میرے ساتھ ہوئی ہیں اسکا دل اگر و نکالا پانچ ہزار

پانچ سو میں سردار خوصا حبقران بھی گئے ہیں دن بھر کل قدرت نے خود منعت کی سب کو گرفتار کر لیا کسی کا زور۔ جلا حبشی نے کہا کہ آبا جان ہم حضور خدمت خداوند ہفت پیکر میں چلیں گے بیٹی کو پیغام دیکر ایک گوتے ہیں اگر شہباز ہفت پیکر کی کرنے لگا پھر رات بھی باقی تھی کہ اپنے مقام سے مصر الغرائب شاہ حبشی کو اگر اٹھایا کہا بیٹا چلو چل کے دربار خداوندی دیکھ آئیں بیٹی بھی ساتھ ہوئی بارہ ہزار سوار و پیدل اہتمام کرتے ہوئے لیکر چلے بارہ ہزار جوان جو ہمراہ ہیں انھوں نے پیچھے استادہ کیے ہیں خبر جو سنی کہ شہنشاہ آتے ہیں خیموں سے نکل کر دو رستے دروبان ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پہ جمے کھڑے ہیں جب سامنے سواری پہونچی سلامی اتری مصر الغرائب سب کے سلام لیتا ہوا بیچ میں سے فوجوں کے گذرا گذر کر صحرا ملا صحراے پر فضا لوائح ولکشا طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی درختوں کی رعنائی دریائی ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے سب غنچے چٹکتے ہیں یا خداوند ہفت پیکر کی آواز آتی ہے ہر گل سے یہی صدا ہے طائروں کا یہی روز مرہ ہے یہی پھولوں کی رنگ دلبو پھولوں کی آبرو دستا ہیں جھوم رہی ہیں بار اشجار سے سرسبز و بیل عمدہ شاخوں کے خم عندلیبان خوشنوا شاخ ہائے گل پر آکر زمزمہ سرائی کرتی ہیں خداوند ہفت پیکر کو پکارتا دمبدم ہوا کا سنکنا پھولوں کا مہکنا برق کی وہدان تمائی غبار کا بلند ہونا ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ خداوند ہفت پیکر یکہ و تنہا ہے یہ جو صدا دی پھولوں سے یکایک بوے خوش آئی غنچے چٹکے شاخہا نکل چل کرنے لگیں ہر ایک طرف سے آوازیں آئیں کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے یہ آوازیں سنتا ہوا مصر الغرائب جاتا ہے قریب کچھ چبوتروں کے ہو کچا لکلونکے سائے میں پھولوں کا انبار ہے پھولوں کی خوشبو آرہی ہے صبا لہرا رہی ہے یکایک ایک ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا مصر الغرائب تخت پر سو رہا پہلو میں اسکے اسکی دختر بیٹھی ہے ہوا کے چلنے سے آنکھیں بند ہوئیں تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا ایک شہر نہایت آباد خلقت کی آمد و رفت پائی جاتی ہے شہر دیکھ کر مصر الغرائب نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ ملک صبا کل مقام خدائی زمرد شاہ باختری ہے مقام ہے یہ سنکر مصر الغرائب تخت سے اترا حبشی کا ہاتھ تھامے ہوئے قلعے میں آیا دیکھا عمارتیں عمدہ مکان معقول آخر شب ہو لالٹینوں کی

روشنی صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ستارہ ہائے سحری جھلملا رہے ہیں لالہ غدار کہتی ہے کہ کیوں بابا جان آج باختر ہیں کیونکر آئے مصر الغرائب کچھ جواب نہیں دیتا دیکھتا چلا آتا ہے ایک سمت دیکھا کہ لاکھوں سوار و پیدل فرد کش ہیں خیمے بارگاہیں استادہ ہیں طرف سواروں میں نام خداوند ہفت پیکر لیا جاتا ہے دیکھتے بھالتے دروازے پر ایک باغ کے ہو پہنچے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا چوبدار و لیاول بڑے سلام خم ہوے مصر الغرائب کو تخت سے اُتار باغ میں لے گئے ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب نظر آیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ اس باغ کو کیا نام ہے سب نے عرض کی کہ باغ ہشت زمرد شاہ باختری اسی کا نام ہے صدہا برس میں تیار رہا اب بمثل اسکے کوئی مقام دنیا میں نہیں ہے مصر الغرائب بہ نگاہ غور دیکھتا ہوا آتا ہے طائروں کی زمزمہ سرائی عندلیب خوشنوا کا پہلوے گل میں شگفتہ زمزمہ سرائی کرتا اور نام ہفت پیکر کا لیتا کہ دوسرا پھاٹک طلائی آیا یہاں تک بھی حاجب و دربان حاضر تھے واسطے تسلیم کے جھکے کہا کہ اے شہنشاہ کہاں جائیے گا درختوں سے آواز آئی کہ خداوند ہفت پیکر نے طلب فرمایا ہے تھوڑی دور اور چلے تھے کہ دیکھا قیلول سے لقا اُتر کر آتا ہے اور پکارتا ہوا کہ اے مصر الغرائب کہاں جاتے ہو اسنے پلٹ کے آواز دی کہ برائے ملاقات خداوند ہفت پیکر چلا ہوں آج طلب فرمایا ہے لقا نے کہا کہ ہم بھی وہیں ملیں گے اے شہنشاہ جہاں تک ہو سکے خداوند ہفت پیکر سے جھک کے ملیے گا مصر الغرائب ہاں ہاں کرتا ہوا دوسری سرحد میں ہو پہنچا صحراے ریگستان کیسا مقام معقول کہ ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں چمکنے سے ذروں کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمین بہتر از چرخ بریں ہے حقیقت میں وہ سرحد بہتر از آسمان و زمین ہے طائران زمزمہ سرا پکار رہے ہیں یا خداوند ہفت پیکر بلکہ شاخہاے غنچہ و گل ہر شے سے یہی آواز آتی ہے مصر الغرائب نے دیکھا کہ زبرجد شاہ آتا ہے آکر مصر الغرائب سے ہمکلام ہوا اور کہا کہ کہاں جاؤ گے کہا براے ملاقات خداوند ہفت پیکر جاتے ہیں زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم بھی آئیں گے ہماری قدمبوسی کا یہی وقت ہے ہر مقام کو دیکھتے بھالتے طائروں کی آوازیں سنتے ہوے سب مقاموں کو طے کر کے ایک دشت فرحت خیز میں پہونچے ہر طرف سے آوازیں یا خداوند ہفت پیکر کی آ رہی ہیں مصر الغرائب

تخت سے اٹھ کر کھڑا ہوا آواز دی کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر یہ تماشا دیکھو کل ممالک کا یہاں جو ہر ہی دیکھو تو کیا کیا حسین و مہ جبین جمع ہین ہزار ہا ان سب کا تماشا دیکھو لالہ غدار نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک طرف سے ہزار ہا شاہزادیاں پائچے سنبھالے ہوئے پشت پر کنیزان زرین پوش آ کر ملکہ لالہ غدار کو سب نے سلام کیا تالیان بجا کے آواز دی کہ ارباب نشاط کو بلاؤ کئی ہزار عورتین خوبصورت سئے جوڑے پہنے ہوئے آ کر حاضر ہوئین عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ لالہ غدار نے مسکرا کر اشارہ کیا کہ کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ سب گیسوں آپس مین اشارہ کر کے آمادہ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو ۔۔۔ گر اٹھا سکتا رنگ کہر اُس کاہ کو
بست کمابیتی مین سو نام رکھتے ہیں ... ۔۔۔ جو نشا تھا نہ دیا ان ... سمت جاہ کو
کیا کسی ناچیز کو ناچیز ... ۔۔۔ ہم ... رکھتے ہیں اگر ... حاجت کاہ کو
جو دنی مین ... ۔۔۔ ... پر فلک ... ہو حرمن ماہ کو
کیھو ... ہوئی ۔۔۔ وہ دوا کرنے لگا ہر ... میری آہ کو
کیا ... سے پاک ہوتے مین جگر ... ۔۔۔ دیکھکر تابان کبھی کے آفتاب جاہ کو
اٹھو کرین کھانے کو جانے طور ... ۔۔۔ دیکھ پایا ہو صنم تیری تجلی گاہ کو
می کبھی ہو حور بھی ہیں غلمان بھی ہین فردوس مین ۔۔۔ ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو
نقش پا سے محتسب پائے نہ رندون کا سراغ ۔۔۔ سر سے طے کرتا ہو لازم میکدے کی راہ کو
ہو ... ۔۔۔ ... محو ہوتی ہو یکساں گدا و شاہ کو
ہو ... سالکون کو ... ۔۔۔ ... رو کے ہیں طے پست و بلند راہ کو
ڈھونڈھتے سے بھی نہیں ملتی ... ۔۔۔ چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو
ہون مین ایسا ... کر گمنثر ... ۔۔۔ آہ کرتا ہو فلک بھی ٹسکے میری آہ کو
عشق ... ۔۔۔ ایک جا دیکھا ہو کتنے شیر اور روباہ کو
... ۔۔۔ یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

بعد ازان ... نے کہا کہ ... میں آج جانا ہوگا سامنے قدرت کے بھی

گانا ہوگا وہ نازنینان متوجہ ہیں لالہ غدار کے پیچھے آئیں پھر ایک ہوا چلی اسی طرح سب کی آنکھیں
بند ہوگئیں، کئی مرتبہ آنکھیں کھول کر دیکھا ایک طرف انگریزوں کی سلطنت عجائب لشکر اسلام ایک جانب
باختریوں کا ہنگامہ ایک جانب ظلمات والوں کی شورش ایک سمت صدا آرہی ہے کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی برحق ہے ایک جانب یہ لکھا کہ جا رہا تھا کہ کھلے ہوئے ہیں اور کہا لگ رہا کہ ایک ایک
پہلوان لباس زرین پہنے ہوئے گرد لگے عورتیں خوبصورت تسبیحیں ہاتھ میں یا ہفت پیکر یا
ہفت پیکر پڑھ رہی ہیں ایک گنبد سیاہ بیچ و بیچ میں پاس آن ہاں سے بنا ہر کر ہر دیوار سے
آئینے کی کیفیت معلوم ہوتی ہو اور ایک ماجرا بیچ میں کھڑا اچھل رہا ہے مصر الغرائب پر معاملہ
دیکھ کر حیران ہوگیا یکایک ایک دناتا ہوا پلٹ کر سب نے دیکھا کہ گنبد سیاہ غائب ہوا دیکھا کہ
ایک کوہ فلک شکوہ سنگ سیاہ کا رہا ہے اندر سے آواز آتی ہے کہ اے سوسگان مس دیدی قدرت مرا کہ
بچہ طور دنیا را آراستہ نمودہ ام مصر الغرائب کو بلاؤ کہ کہاں ہے مصر الغرائب بجا دوانہ بے
کوہ کے ناصیہ فرسائی کی اندر سے آواز آئی کہ سر جو را ر سجدہ بردار کہ لعنت بر تو تعقیب کردم یہ
سنکر مصر الغرائب نے سر اٹھایا کیفیتیں دیکھ کر وجد میں آیا حکم ہوا کہ پہلوے کوہ میں تخت بچھا
ہے اُس پر آکے بیٹھو بس کے مصر الغرائب نے دیکھا کہ ایک تخت یاقوت احمر کا بچھا ہے پہلو سے
تخت میں ایک کرسی بچھی ہے تخت پر مصر الغرائب کرسی پر لالہ غدار پشت پر لقا دربدجبشاہ
وغیرہ بعظمت تمام بیٹھے ہیں مگر کلمات عجز زبان پر کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی قیدیاں طلا کو
لاؤ اسی وقت چوبدار دو تا چار دوڑے ہوئے گئے لیکن ایک دناتا ایسا ہوا کہ یقین تھا
سننے والوں کے کان کے پردے پھٹ جائیں کلیجہ تھام کے رہ گئے صدائیں عجیب آرہی ہیں کھٹاکا
زنجیر میں غل ہوا زنجیروں کے جھنجھنے کی آواز آنے لگی اب جو مصر الغرائب نے دیکھا کہ دار
زنجیروں کی کان میں آئی اور یہ بھی صدا اُس آواز کے ساتھ تھی کہ اے سنگان مس نہ گھبراؤ خداوند
ہفت پیکر تمہارے ساتھ ہیں کہیں کوئی کچھ نہ کر سکیگا پھر ہوا چلی آنکھیں سب کی بند ہوگئیں بعد
تھوڑے عرصے کے جو آنکھیں کھلیں دیکھا کہ صاحبقران سب کے آگے سلسل [illegible]
فرزندان و سرداران نامی وگرامی چلے آتے ہیں [illegible]
دیکھا نسل اہل اسلام کے [illegible] سلامت کی [illegible]

اپنی مسند کے سامنے کھڑے رہو سب فرزندان حمزہ و سرداران نامی مع صاحبقران بربان حرم کر
کھڑے ہوے وارلے ہند لندھور بن سعدان اور صاحبقران کے بائیں پر ملک
لیکن فرزندون میں رستم سلیمان علمشاہ صف شکن چہرہ آفتاب عالمتاب حواز ھا گرد چہرے
کے جیسے سورج کے گرد گہن ہوتی ہے زکہ یہ حسم ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ریوزہس
ورت یہ آراستہ ہو لقاے کار دختر مصر الغرائب ملکہ لالہ غدار پہلو مین اپنے باپ کے
بیٹھی ہے نگاہ اٹھا کے جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھا کہ ایک جوان شیر دلیر غزال چشم
شیر خشم چوڑا سینہ خوبصورتی کی تیاری مثل شیر کھڑا جھوم رہا ہے دونون عارض آفتاب و
ماہتاب اگر کوئی خال ہے ستارہ پہلوے ماہ ہے ترا کاکل نازنین نے سر جھکا لیا ہا تھ مین گلاب کا
پھول تھا یہ ناز و نیاز طرف رستم کے پھینکا رستم کی جو نگاہ اٹھی دیکھا کہ ایک نازنین دلربا
رشک مسیحا صاحب کرشمہ و ناز اشارون میں اعجاز لب عرب مین خوشبو فلک رانہ تنار گلعذار
کبک رفتار شیرین گفتار در دیدہ نگاہ سے علمشاہ کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکراتی کبھی ہنستا کبھی
آنکھوں مین آنسو بھر لاتا کبھی یہ فقرہ زبان پر لاتا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا تیری قدرت ہے
کیا کیا بندے تو نے پیدا کیے ہین کوئی دلیل دی۔ ہلیل ہونٹھ جوان ناتوں سے پل جاتے ہین
مسیحائی دکھاتے ہین ہزار ہا مردہ دل زندگی پاتے ہین ان ہونٹھون سے لعل بدخشان شرماتے
ہین آب سمین اشارے سونے لگے علمشاہ ہر مرتبہ اپنے مجمع سے نکل آتے ہین فرماتے ہیں کہ مجمع
کافران سمجھا ہم اہل اسلام ہیں کبھی تمھارا مذہب قبول نہ کرینگے جو تمھے ہو سکے قصور نہ کرو جس مقام
پر ہفت پیکر جٹا رہا ہے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہا ہے تلوارین چمک رہی ہیں مگر شیر بیشۂ جرأت
کب ڈرتے ہین اسی طرح کلام کرتے ہین جس طرح کہ اکثر شاہوں سے کیے وزیر دامیر جو گرد
ہفت پیکر کے بیٹھے ہیں تھرا جاتے ہیں یہ سب کلام رستم سے آنکھ مین ملاتے رستم نے جو بڑھ کر
کلام کیے دل میں دھڑکن لالہ غدار کے زیادہ ہوئی اور زاہیہ نے اشارہ کیا کہ گھبرا کے زیادہ
کلام کرو بیان نہ ہو کہ قدرت کے خلاف ہو کہ ہگاروں کے واسطے یہی کافی ہے کہ حکم دیدیا جائے
کر بعد دو مہینے کے تمکو قتل کیا جائیگا اسی خیال مین یہ لوگ رہیں گے جفا سہین گے ہفت پیکر
نے کہا کہ تجو میون رتالوں کو بلاؤ اس مجمع سے چالیس کاہن اٹھے عرض کی کہ غلام حاضر ہے

جو حکم ہو بجا لائیں حکم ہوا کہ ان سب میں دیکھو اور حکم لگاؤ کہ طلسم کشائے اصلی کون ہے بس اُسکو قتل کریں ایک کے واسطے دس کی جان پر کیوں بنے چالیسوں نجومیوں نے کتابیں کھولیں اسطرلاب جھاپ و تقویم کر کے ہیں دیکھتے رکھ سنجیدن کر کے منگہ کیا۔ ان سب پر نگاہ ڈالی دروازہ برج ہیئت کواکب کو دیکھا نام سب کے لکھ کر رکھے جو جادوگر کہ گرد بیٹھے تھے صورت رستم پیلتن کی دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اس طلسم کا فتاح جری بہادر صف شکن تیغ زن خوش صورت صاحب سطوت و شوکت فتاح جنگ ہائے فرنگستان ہوگا ایک سے ایک نگاہ ملاتا ہے کہ ای برادر نام بتاؤ جہاں نام بتانے کا موقع آیا نجومی اپنے سر جھکا لیتے ہیں نام بتانے میں رکے ہیں ہر مرتبہ پوتھیاں کھولیں زائچہ سارے مذکور کے نام لے پھر سوچنے لگے بعد تھوڑی دیر کے نام لیتے ہیں کسی نے داراب کا نام لیا کسی نے خورشید کا کسی نے گھبرا کر کہا کر فتاح طلسم ہوشربا کون شخص ہے نام جو ہوشربا کا آیا زنجیریں ہلنے لگیں آواز آئی کہ یہ گنہگار عامر کا بیٹا کر نجومیوں نے دیکھا منہ پھیر لیا اسد غازی دیر تک زنجیریں ہلایا کیے لیکن غضنفر بن اسد بسبب نہ ہونے تحفہ جات کے سرنگوں غم سے کلیجہ خون کف افسوس مل رہا ہے جاگ جل رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر حکم کیوں نہیں دیتا ہفت پیکر نے چالیسوں نجومیوں کو آواز دی کہ آپس میں رائے ایک کر کے پختہ حکم لگاؤ کہ تسکین حال طرح ہو نام طلسم کشا کا ظاہر کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو سزا پاؤ گے چالیسوں نجومی اپنے مقام سے اُٹھے ایک قصر میں آکر بیٹھے عرصہ دراز تک آپس میں کلام رہے ایک اُنمیں کہ نجومی حساب کا جانے والا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند فتاح طلسم ہفت پیکر صاحب سطوت و شوکت دانندہ جاہ و ادب رستم پیلتن لقب ہے یا اور کوئی کامل بتا دے غلام نے خوب سمجھ کے یہ فقرہ عرض کیا ہے اور جس کسی کو دعوی ہو تو مجھسے اس بات کو پوچھے میں کل کیفیت اظہار کروں اگر شاید خلاف ہو تو سب صاحب کامل جمع ہیں غلام سے پوچھیں سب کیفیتیں ظاہر کر دوں مت جلد طریقہ فتاحی شروع ہو جائیگا علمشاہ نے جو یہ سب باتیں سنیں مثل شیر غضبناک جھومنے لگے زنجیریں ہلائیں عشوہ سے آنکھ ملائی چہرہ لالہ عذار کا سرخ ہو گیا مسکرا کر کہا وہاں سے کہا کر لو اور ذرا دیکھو وہ

نوجوان فتاح قرار پایا حقیقت مین ملاے روزگار معلوم ہوتا ہے اسکے رعب و دبدبے سے قلب تھرّاتا ہے چشم بد دور بڑے جرأت کی بات ہے ہر مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر بڑے خوفناک مقام ہین ان مقامون پر جانا جفائین دہانکی اُٹھانا اسی شخص کے واسطے ہین بڑی جرأت و بہادری کا کام ہے محفل میں عجب عجب طرح کے ذکر ہو رہے ہین جالیسون نجومی آپس میں صلاح و مشورہ کر کے سامنے ہفت پیکر کے آئے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے علم کے نزدیک تو علمشاہ نوجوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہین آئندہ قدرت کو اختیار ہے نجومیون نے جو اس طرح سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا حکم ہوا کہ طلسم کشا کو سامنے قدرت سے لاؤ زنجیر پکڑ کے علمشاہ کو زنجیر دار نے کھینچا سرص گی دیا خداوند طلسم کشا حاضر ہے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ دسپیر ممع سے جلاد ایوم بیشت میمون خلعت نہ پہارے بادیہ ضلالت جہیٹ کر سامنے ہفت پیکر کے کہڑے ... عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجا لائین اگر حکم ہو تو قتل کرین یا اور جو ارشاد ہو وہ بجا لائین ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قتل کرو اسوقت صاحبقران کی بیقراری پکار رہے ہین کہ اے کریم کارساز واے رب بے نیاز رحم ایسا شریک کر تیرے فضل سے سب طرح کی امید ہے اے ارحم الراحمین واے مالک یوم الدین واے واقع البلیات واے قاضی الحاجات اس بلا کو دفع کر میرے فرزند رستم کو قتل سے بچالے

نظم

ہر چہ ہست اندر حدود عالم امکان از وست
آدم و جن و ملک و حور و غلمان از وست

خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از وست
اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست

جلوہ گر در باغ سرو و سنبل و ریحان از وست
رونق تازہ بہر موسم درین بستان از وست

شمع بزم افروز در ہر انجمن رخشان از وست
مہر زو پرتو فگن روشن مہ تابان از وست

در زمانہ انقلاب گردش دوران از وست
گنبد گردندہ صبح و شام سرگردان از وست

ہستی ہر ہست رو پیدا و پنہان از وست
خشک و تر زو بحر و بر زد کوہ زو میدان از وست

در میان سینہ روشن جلوہ عرفان از وست
پرتو افگن بر حدود خاک نور جان ز وست

چارہ زو بیچارگی رو وصل ز ہجران از وست
دلدہی رو بیدلی رو درد رو درمان از وست

اشتعال آتش ہر سینہ سوزان از وست
دوست ذوق اہل ذوق عشق مشتاقان از وست

کلک گوہر بار کرکا غذ گہر افشاں از دست		شاعر ہندی تمنا خواں اندر دیوان از دست

تمام فرزندان صاحبقران بیقرار ہیں عمرو ترپ رہا ہے عیار علشاہ یعنی سمک بن عمرو زنجیروں سے سر ٹکراتا ہے کبھی مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہے کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچالے یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کہ میں اپنی آنکھوں سے قتل آقائے نامدار کا دیکھوں قاسم سر زنجیر پر سر ٹکراتا ہے نورالدہر بیقرار ہے ایرج اشکبار ہے ہر سردار واسطے رستم کے بیتاب ہے جہانگیر و داراب سب کو رستم سے محبت ہے کئی مرتبہ اسد غازی زنجیر تھامے ہوئے اپنے مقام سے اُٹھے پکار کر آواز دی کہ او بیحیاؤ یہ رستم شیر بیشۂ عرستان فرزند صاحبقران ہیں انکو یوں قتل نہ کرو ہم ایک کے بدلے جان دیتے ہیں انکے سبب سے نام صاحبقران روشن ہو رہا ہے سرحد طلسم ہفت پیکر انکے قدم سے رشک گلشن ہے جس مقام پر یہ لوگ جائیں آباد کریں کفرستان کو برباد کریں لیکن آپ لوگ نہیں معلوم کیا سمجھتے ہیں ہم سب آپس میں ایک ہیں جسکی جا ہو جان لو مگر رستم کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ سنتے ہی ہفت پیکر بگڑا کہا کہ یہ مسلمان آپس میں نہایت محبت رکھتے ہیں ایک کے بدلے ایک جان دیتا ہے صرف رستم کو قتل کر دو جلاد نے سر زنجیر تھام کر رستم کو کھینچا کہا کہ ای رستم الگ ہو تمہارے قتل کا حکم ہے رستم اُٹھے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا کہ اعلام رخصت ہوتا ہے اس وقت صاحبقران کی بیقراری و اشکباری جلاد نے رستم کو کھینچا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ وہ ہے کہ جسنے سلطنت مرزوق شاہ فرنگی کو برباد کیا اول میں یہ معرکہ ہوا کہ صاحبقران تو جانب کعبہ گئے ہوئے تھے قباد شہریار کمسنی میں بعہدہ سلطنت تھے نوشیروان ایسا بادشاہ بختیارک اسکا وزیر نوشیروان کی بیٹی مہر نگار تاجدار پر عاشق ہوا وزیر سے اپنے ذکر کیا وزیر نے کہا کہ اے شہریار ابھی آپ کو پنڈتوں کے مسئلے دستخط کرائے دیتا ہوں کہ جس نخل کو بوئے اُسکا پھل بونے والا کھائے وزیر نے یہی مضمون لکھکر سامنے پنڈتوں کے پیش کیا پنڈت اس مضمون کو نہ سمجھے کہ اس مضمون سے مراد کیا ہے صاف دستخط کر دیے کہ پھل کھائے جب وزیر سامنے بزرجمہر کے مسئلہ لایا یہ تو آپ مذہب ابراہیمی تھے یہ دستخط کیا کہ اس پھل کو کاٹے اگر وہ پھل حرام ہے تو نہ کھائے وزیر نے کہا کہ اے شاہ علمانے آپ کے دستخط کر دیے طریقۂ اسلام سے کہا عرض نوشیروان اسی مسئلے کا نامہ ہوا

ما نتھا مین کے بیٹھا تاریخ سات وغیرہ کی مقرر کی ملکہ زرانگیز خاتون زوجۂ نوشیروان کو خوف پیدا ہوا کہ نوشیروان مثی سے شادی کرتا ہو حکیم بزرجمہر کو کسی ترکیب سے محل مین بلایا اور یہ سب حال بردہ کر بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب یہ ظلم آپ نے دیکھا کہ نوشیروان مثی سے شادی کرتا ہو کسی ترکیب سے بچائیے بزرجمہر نے صلاح دی کہ اپنے نواسے قباد کو ایک نامہ لکھیے کہ اپنی خالہ کو ہاتھ سے نوشیروان کے بچائیے اس بچیا کو بڑھاپے مین ترس لگا ہو شاید وہ کچھ تدبیر کرین ملکہ زرانگیز نے اسی مضمون کا نامہ قباد کو لکھا قباد اس مضمون کو دیکھکر بہت برہم ہوے سر دربار پکار کر آواز دی کہ ہمارے سرداروں مین کوئی ایسا ہی کہ شادی نہ ہونے دے یا خداوندی ہی جوان رستم اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ جان نثار جائیگا اور یکہ و تنہا دربار نوشیروان مین پہونچا صاحب سلامت کی نوشیروان سمجھا کہ کچھ پیغام قباد دلاے ہین رستم نے کہا کہ اے شاہ مین کچھ عرض کرونگا اس حیلے سے یہ جوان قریب نوشیروان پہونچا کان مین منھ لگایا اور سینے پر ہاتھ رکھ کے نوشیروان کو گرا دیا وہ دربار نوشیروان اور رستم کی یہ ہمتی آخر نوشیروان کو کان پکڑ کے اٹھایا اور اس فعل شنیع سے توبہ کرائی دربار نوشیروان مین سب پہلوان تھرا گئے مگر یہ جوان خائف نہ ہوا یہان قباد و شہریار نے ہرکارے مقرر کیے تھے کہ اگر میرے بھائی پر کوئی ہاتھ ڈالے تو مین برابر ہو کچھ اسی خیال مین تھے کہ نامہ روم سے آیا کپتان فرنگی شاہ مرزوق کا ملک چڑھ گیا قدوس رومی کو قتل کیا ملکہ رابعہ مادر رستم کی تلاش مین ہو وہ محل سے نکل گئیں اسکا پتہ نہیں لہذا اہل روم کی خبر لیجیے کپتان اترا ہوا ہو ملکہ کو تلاش کر رہا ہو قباد نے نامے کو دبا رکھ لیا کہا کہ اس مقدمے مین صلاح کیجائیگی کہ رستم بیٹھ کے آئے سوچنوں رنگ بدلتے ہوے کہا کہ ای شہریار مین دربار مین آپ کے نانا کے ہوگیا نانا آپ کے تخت پر بیٹھے تھے مین نے کان پکڑ کے اٹھایا بٹھایا قباد کو بہت ناگوار ہوا مگر ضبط کیا رستم نے تین مرتبہ یہی لفظ کہا قباد سے ضبط نہوسکا آخرکار جو نامہ روم سے آیا تھا سامنے رستم کے پھینک دیا اور بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ اپنی ماں کو دنگیوں سے بچائیے یا خداوند یہ اپنے زمانے کا رستم ہو قباد نے جو یہ کلمہ کہا ہوش مین نہ رہا تخت پر ہاتھ رکھ کے قباد کو ایک طمانچہ مارا قباد تو چرخ کھا کے گرے سر دالان اپنا

مقام سے اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ رستم کو قتل کروانے غضب کیا کر ہمارے بادشاہ کو مارا رستم ہاتھ نہ ہلا سکے سب سرداروں نے گھیر لیا مگر لندھور جانشین صاحبقران اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ صاحبو یہ کیا کرتے ہو بھائی بھائی آپس میں لڑے مخبین کیا دخل ہو اگر صاحبقران آ کر دامنگیر ہوں کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا تھے بھائی نے جو تے کو مارا تمہیں کیا دخل تھا تو کیا جواب دوگے اور رستم سے کہا کہ ای رستم کیا چاہتے ہو رستم نے کہا کہ ای عم نامدار کیا چاہتا ہوں لندھور نے کہا کہ بہتر اسی میں ہو کہ بارگاہ سے نکل جاؤ یا خداوند۔ وہ جوان ہو کر جاکر روم پہونچا اور کیپتان فرنگی کو مارا ابتک اسکی تلوار کی دھنگستان میں دھاک ہو اسکو قدرت قتل کرتے ہیں حکم اول ہو سمجھ کر دیکھیے گا قتل کرنا میرا کام ہو جلانا آپ کا کام کہ آپ خداوند ہیں آپ نے لاکھوں بندے پیدا کیے اس وقت دربار ہفت پیکر میں کہ عزیز ہو قاسم کا تڑپتا ایرج کا سر زنجیر سے سرگرا ما امیر کا پکارنا کہ ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر آنکھوں کے سامنے فرزند نوجوان کا داغ نہ اٹھتا یا جائیگا حبیب یاد کروگا کلیجہ منہ کو آئیگا قلب تھرائیگا تمام فرزندان صاحبقران چاہتے ہیں کہ ہم قتل ہوں مگر رستم بچ جائیں بعض کہتے ہیں کہ رستم ایسا شیر دل فرزندوں میں صاحبقران کے کون ہو لندھور کو مع ہاتھی اٹھایا گیا زور دکھا بخو بیہ اختر برووہ زنگی کو مع گینڈے اٹھا لیا ہر چند کہ منکا ٹوٹا لیکن اسے نہ چھوڑا گھبرا کے مارا افسوس ہو کہ وہی شیر آج یوں قتل ہوتا ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہیں کیا کیا کارنامے بچپن سے انکی جرأت کے شہرے ہیں امیر و قاسم و ایرج و داراب بیقرار ہو کر رو رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اگر رستم ایسا فرزند صاحبقران کا قتل ہوا تو صاحبقران زندہ نہ رہیں گے اس سن میں فرزند جوان کا داغ کیونکر اٹھیگا دو جلادوں نے سر بحیر کو تھام کر رستم کو کھینچا رستم ایسا جوان جلیل لیاقت سے معمور سر اٹھا کے قاسم کو دیکھا آنکھوں کے آنسو ٹپک رہے ہیں فرمایا کہ ای نور نظر اطاعت سے دادا جان کی سر نہ ہلانا ایرج نے دوڑ کر آنکھیں قدموں سے ملیں پشت پر رستم نے ہاتھ رکھا فرمایا بیٹا دنگل اپنا لو دربار صاحبقران میں طرح دو رہو یہ کہہ کے آگے بڑھے جلادوں نے سر بحیر تھام کر رستم کو بٹھایا اس وقت رستم کی عجب

ٹوٹ ہو فرماتے ہین کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی دکھائی اپنے یاران ہمدم سے جدا ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی شور رونے کا ملبند ہوا اُس وقت صاحبقران نے بیتاب ہوکر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سیہ فام کتاب بغل مین دبائے ہوے آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند ہفت پیکر کا دون طلسم سے منھ نہ موڑیے ورنہ غضب ہوگا یہ کہتا ہوا وہ جادوگر زمین پر آیا سب جادوگر واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوے دربیرون نے کہا کہ اے عالم علوم ستارہ شناسی اس وقت یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اپنے مقام سے کیونکر جدا ہوے بہت جلد کہے ستارہ شناسی ستارہ ہی کام ہو نے بڑھکر پایۂ تخت ہفت پیکر کو بوسہ دیا کہا کہ یا خداوند آپ کے فرمانے سے مین مجبور ہوا اس وقت قصر مین داخل تھا اور کتاب ستارہ شناسی کو دیکھ رہا تھا کہ پہلوے بارگاہ سے رونے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا دیکھا نیتراش جادو سحر مین طاق شہرۂ آفاق گڑھیا کے کنارے بیٹھی رو رہی تھی مین نے جاکر پوچھا کہ اے دفتی رونے کا کیا سبب ہے تمھارا بیوجہ رونا مجھے شاق ہے جلد بیان کرو جب مین نے کہا تو فرمانے لگین کہ قدرت پر آج کل ترا زوال ہے کسی کو خیال بھی ہے کہ پرسون کیا ہوگا قصر حیرت خیز مین حاضر ہوگا رمال و نجومی سب جمع ہوگئے طلسم کشا کی تحقیقات کرینگے چاہین کہ تحقیقات کرکے قتل کرین غضب ہو جائیگا طلسم مین آگ لگ جائیگی جو بڑے طلسم کے مدار المہام ہین امیر کوئی آفت آئیگی مجھکو حکم نیتراش لکھا ہوا جسے پڑھا وہ کوئی تیز رو ہین ہر جلد اپنے کو بچاؤ جسکو طلسم کشا تجویز کیا ہے وہ قتل نہ ہونے پائے مین نے اپنے کو ہیو بچایا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ طلسم کشا ہے کہا چالیس نجومی کہتے ہین سب نے صلاح کرکے زائچہ کھینچ کے حکم لگایا ہے تب مین نے حکم قتل دیا مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہے وہ جو ساحر آیا ہے آفتاب ستارہ شناس اُسکا نام ہے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند آپ اسکے قتل کے مجاز نہین ہین کتاب بارہ طلسم مین مرقوم ہے تین مہینے کی اس طلسم مین میعاد ہے مگر نیلا اسکا خراب رہیگا فوراً آفت آتی اگر آپ اسکو قتل کرڈالتے اور وہ جھگڑا طلسم مین ہوتا کہ جسکا دفع کرنا دشوار تھا اعضا پر کچھ زوال آتا بعد تین مہینے کے قدرت کو اختیار ہے یہ کہکے

جلاد کو حرکت دیا جلاد الگ ہوا رستم سے کہا کہ ای اسر فرزندان صاحبقران آپ کا اس طلسم میں بڑے دھوم سے آنا ہوا تین مہینے کے لیے آپ کو معاف کیا جاتا ہو بعد تین مہینے کے جو بدعتیں آپ نے کی ہیں اُسکا بدلہ ہوگا رستم کو کشاں کشاں ساتھ جملہ سرداروں کے اسی قید خانے میں لے گئے لیکن لالہ عذار ساتھ مصر الغرائب کے جو آتشی لڑکھڑاتی ہوئی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو میرا حال کھل جائے گھر بار ہے چھوٹا پرائے ملک میں آکر رہی کیسی مشکل کی بات ہو کہ مفصل حال نہیں کھلتا کہ دل پر کیا گذریگی ہائے دل کو کیونکر سمجھاؤں فلک کج رفتار ناحق نا حق یہ فساد آفت نے یہ ہنگامہ پھیلایا کئی مرتبہ والد نامدار برائے ملاقات خدا وند کے دیکھا چلے گئے آج مجھے کیوں ساتھ لائے یہ آفت مجھ پر آنے والی تھی کیونکر رہا جائے ہائے کیا کروں مجھکو کچھ بس نہیں پڑتا عجب دل کی کیفیت ہو اگر وہ ظالم مجھ تک پہونچے اور میں دیکھوں شاید دل کو آرام کر جائے جوں جوں دل کو بہلاتی ہوں دل کی تڑپ بڑھا وہ ہاتی ہوں اپنی یہ کیفیت ہو نظم

کرتے ہیں عدو وصل میں ہجران کی شکایت
یوں کرتے ہیں وہ کب دل نالان کی شکایت
ای پردہ نشین جلوں اٹھا دے کہ رحل جائے
ہم خاک میں بھی مل گئے لیکن نہ ملے وہ
ناحال ستم تھی دل ناکام سے کے ہاتھوں
صد شکر دہ الجھی ہوئی تقریر نہ سمجھا
ہو کس لیے مجھسے آمسے دل ٹپے کا شکوہ
کیا ناب اجابت یہ گذر ہوئے دعا کا
ای حور جنون ذرہ ہر بیابان سند نہ ہو جائے
کیوں طعنہ سمجھ کر ہو گلستاں کر جفا کا
کس واسطے ای شمع زبان کاٹتے ہیں لوگ
حوران بہشتی کو ستوں کا سارہ پایا

تھی یا رہے سوز غم ہجران کی شکایت
کی ہو گی فلک سے مری افغان کی شکایت
کرتا ہوں میں سوز غم پنہان کی شکایت
دل ہی میں رہی رنجش جانان کی شکایت
کس منہ سے کروں دلبر جان کی شکایت
کھلی رہی زلف پریشان کی شکایت
کرتا ہو جہان میں کوئی احسان کی شکایت
سنتا ہو اثر کب ترے دربان کی شکایت
گر آئے کسوں پر مرے زندان کی شکایت
جانے دو کہ سمجھا ہو پیمان کی شکایت
کیا تو نے بھی کی تھی سب ہجران کی شکایت
مومن نہ کبھو کر ہو ایمان کی شکایت

اس حال زار سے حیران و پریشان اُس قصر میں آئی جو ہفت پیکر نے مصر الغرائب کو

واسطے سکونت کے دیا ہے مصر الغرائب ماہر جاکر مٹھیا ملکہ نے جب تنہائی پائی گھبراکر کہا کہ ہم فلان کمرے مین جائیں گے کنیزون نے اُسی وقت اُس مقام پر سب سامان مہیا کر دیا ملکہ اُٹھکر وہان آئیں تنہائی جو پائی دروازہ بند کر لیا چھپر کھٹ پر پیر لٹکا کے بیٹھیں دوپٹہ ڈھلکا ہوا طبیعت اُداس و پریشان یکا یک قید جانے کی جانب مُنھ کر کے پکار اٹھی نظم

اے گلِ گلستانِ رعنائی
بے نظیرِ جہان وہم و خیال
اے گلِ تابہ نیامدہ
رخِ گلچین ہنوز نادیدہ
اے دل دو دیں یک نگہ
حال معلوم کیا تجھے میرا
تجھکو دعوی ہے بے ریائی کا
مارے ڈالے ہے مجھکو سوزِ وصال
موسن ناتوان یہ ناز نہ کر
ہوں کرتا مگر حرام ہیں
دیکھ اک بیگناہ مرتا ہے
ہو وے ہی النثار ایسی بیداری
تجھکو ڈر سوزش الیم سے کیا
اب تو رہو ر سد نہیں
ہے بعتوائے اہل ذوق حرام
پھر کہاں ولولے جوانی کے
پھر یہ موسم جو یاد آئیگا
دیکھیے گا گساوے لذت
میری باتیں نہیں تمھیں معلوم

اے بہار ریاض زیبائی
اے در شاہوار ناسفتہ
اے نہال بر نیامدہ
اے بت رو بمہر ننہادہ
جان بیچارہ موسنے خوردہ
تجھکو دل لاف کبریائی ہے
حوصلہ کسکو پاک بازی کا
کیوں یہ دعوائے لنترانی ہے
ہے خدا بھی تو احتراز نہ کر
شرط دیں ہے جو پاکدامانی
جان تجھپہ نثار کرتا ہے
شعلے کی طرح ہاتھ ملتا ہوں
حور کو آتش جہیم سے کیا
ایسے بارک کو کون دے ہے سزا
تجھسے شیریں دہن کو تلخی کام
ہے مزا کرنہ عاقبت بینی
شوق کچھ اور گل کھلائیگا
فائدہ پھر ہوس سے کیا تجکو
ورنہ کاہیکو یوں رہوں محروم

اے مہ آسمان حسن و جمال
گوہر آبدار ناسفتہ
غنچۂ ناصبا نخوشیدہ
در کف کافری ینفتادہ
اے تغافل شعار بے پروا
ہاں بلادیں دل ہوائی ہے
ہے تجھے پاکدامنی کا خیال
آ حرا ک دل قیامت آتی ہے
کیلیے تجکو مجھسے کام نہیں
تو ستم بھی ہے نا مسلمانی
مجھسے عاشق کی یوں اُلٹ رہی
سیم و زرغ سے تیری جلتا ہوں
عذر بیہودہ دلپسند نہیں
نوجوانی کا تم اُٹھا لو مزا
ہیں یہ دن لطف زندگانی کے
رہ رہیگی لبوں میں تیری
ان دلوں کی جو آئیگی حسرت
تھا مشتاق مل چکا تجکو
میں وفادار ہوں وفا کی قسم

یہی حسرت فراجعا کی قسم نے دغا دیدہ خدا گر ہوں لیک تجھسے پھرون تو کافر ہوں
تو جو ہر یاشمی نہ اسی حال ہر محبت تری مرا ایمان اس بیقراری سے لالہ غدار

یہ اشعار پڑھکے رونے لگی کنیزیں بھی رونے لگیں لالہ غدار نے کنیزون کی جانب دیکھکر کہا کہ جاؤ باہر جاؤ ہمارے سامنے بیٹھکر آنسو نہ بہاؤ کم سمجھون کا رونا ہمیشہ جاہ ہول سیر گل وبلبل کا مشتاق ہر کنیزیں باہر گئیں غنچہ دہن وزیر زادی کا بچپن سے ساتھ ہر چھپکر کونے میں کھڑی ہوگئی لالہ غدار نے جب دیکھا کہ خواصیں چلی گئیں بے اختیار رونا شروع کیا وزیر زادی کونے میں کھڑی سن رہی تھی اسکے کان میں ہچکیون کی آواز آئی بیقرار ہوکر در وا کھولا ملکہ نے جو وزیر زادی کو آتے دیکھا ہے کو جھر کھٹ پر گرا دیا دو لائی سے منھ لپیٹا وزیر زادی دوڑ کر قریب آئی عرض کی کہ واری مزاج کیسا ہر عجب حال ہر حضور گویا تی ہوں جہرہ کا ریسا دیکھکر گھبراتی ہوں کیا دشمنوں کو رنج ہوگا امیدوار ہوں کہ اظہار ہو شاید حل اسکا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اگر ہم مرے ہیں تو ہمکو نکلوا دیجے بدخواہ کا کیا کام ہر اسطرح سمجھا کر جو غنچہ دہن وزیر زادی نے قدموں پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا فرمایا کہ ای وزیر زادی تجھسے کیا کہیں جو دل پر گذرتی ہر اسکا اظہار مناسب ہیں اپنی تو یہ

کیفیت ہر نظم

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہگیا	گر پڑا آنسو کسی جا پر کہیں دل رہگیا
صید لاغر کر دیا تھا خیر قاتل نے مجھے	ذبح کے لائق ہیں مرنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہر افسوس ہر	آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا
وائے قسمت بجل قاتل سے نہ بر آئی مراد	تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
ہوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے	آئینہ میری طرح انکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح	کر گیا خنجر کبھی ہار دے قاتل رہگیا
رمز سے سمجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے	آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایہ انگس کا کل سجاں ہر روے صاف اور	اسمیں پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے	دل میں پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

یہ عداوت سے کہا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر ۔۔۔ اے نسیم افسوس ہو دیدار قاتل رہ گیا

اس طرح ملکہ یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ وزیرزادی نے بلائیں لیں اور کہا کہ آنکھ کے شیشے مفصل حال لونڈی سے بیان کیجیے ملکہ آنکھ مٹھیں رو رو کر حال عشق رستم نوجوان بیان کیا وزیرزادی نے اپنا سر پیٹ لیا کہا واری یہ غضب کی بات ہے جن لوگوں کی وجہ سے گھر بار چھوٹا اور سلطنت طلسم گئی جیرگڑھ میں نظر دریا دیوں کے آگے جو طلسم کشا اصلی ہے اس سے آپ کو محبت ہے اور محبت کیسی کہ یہ شدت میں جو حیال کرتی ہوں حضور کو بڑا جوش و خروش ہے اگر ہوسکے تو ذرا صبر کیجیے بڑے بڑے جو اسکے کرنے والے گذرے آپ کیا گندی کیا کیا سختیاں ان لوگوں نے اٹھائیں آخر عمر اپنی کس حرابی سے کاٹی ملکہ بے اختیار رونے لگیں کہا کہ اے غنچہ دہن کیا کہتی ہے کہیں صبر و حر کا موقع نہیں رہا ہر چند کہ چاہا ضبط کروں نہ ہوسکا ایک ان دو دن صبر کرینگے آخر کار جب صبر نہ ہوسکیگا روتے پیٹتے نکل جائیں گے قبر مجنوں پر پہونچیں گے یا آسے ہدایت لیں گے یا نام معشوق پر جان دینگے یہ کہہ کے اسقدر روئی کہ آنکھیں سرخ ہوگئیں اب تو وزیرزادی گھبرائی قدموں پر گرنے لگی کہا کہ واری نہ گھبرائیے اب لونڈی انتظام کریگی میں اپنے کو کسی حیلے سے قید خانے تک پہونچاؤنگی حضور کی بیقراری انکو سناؤنگی ایسی ایسی باتیں دریرزادی و شاہزادی میں ہوئیں دونوں رو رہی ہیں اس وقت ملکہ کا رونا دل کے ٹکڑے کرتا تھا آخر وزیرزادی نے کہا کہ جواب دیا کیے وہ کہاں اوں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ خیر جو گذریگا وہ گذریگا تانے سے کیا فائدہ اب تو یہ صورت ہے نظم

ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہیں	ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہیں
جوش خون کیا یہاں تن خشک ہے ماند سیہ	اور و بولے میں وہ جھکے بے حساد ہیں
تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر	سو رو سیدا دہیں جو صاحب بیداد ہیں
عمر ہو مرنے ہے نہیں لسل تیغ جفا	اس ستم ایجاد کے کہا کہا سے ایک دہیں
ہم اسیران قفس کیا جانیں لطف بوستان	مدتوں سے مبتلائے رحمت صیاد ہیں
ایک سی رہتی نہیں ہے گردش لیل و نہار	ساتھ ویرانی ہے اُنکے جو یہاں آباد ہیں
آسمان و عرش و کرسی ایک سی خالی نہیں	ہر جگہ دو چار ہے مسکن فرہاد ہیں

ایک جا بیتابیٔ دل سے نہین مجکو قرار	صورت خاکستر پریشان رات دن برباد ہین
کون سا وہ گل ہو سکی دید ہم کرتے نہین	عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہو تکو ہے آغوش کی ہوگی نیند	رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے ممد خاطر ہوجیے	چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا حسب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی	کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکساروں کو غرور طبع بیجا ہی نسیم	اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم استاد ہین

یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ذکر ہفت پیکر کرنا واجب و لازم ہوا کہ یہ جو دربار سے اُٹھا ڈگمگاتا ہوا تخلیے مین آیا سر جھکا کے مثیا چار دن وزیر اُسکے حاضر ہوے دیکھا خداوند ہفت پیکر چپ بیٹھے ہین وزیرون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کیون ملول ہے کیا امر ہونے والا ہے کہ قدرت کو یہ پریشانی ہے ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیران باتدبیر کیا حال اپنا بیان کرون اپنی ساری خداوندی کی کرامات دیتا ہون لیکن وہ ظالم ملے وزیرون نے کہا کہ حضور کون ہے مفصل ارشاد ہو ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ ہمارا مہمان عزیز جو ہمارے یہان فروکش ہے اُسکی خاطر اسقدر مدنظر ہے کہ اگر قبول کرے تو اہتمام قید خانہ اُسکے سپرد کرین اس تین مہینے پرورش مسلمان منظور ہوئی بعد تین مہینے کے ان سب کا خاتمہ ہوگا پھر اور عہدہ تجویز کرینگے وزیرون نے عرض کی کہ مفصل قدرت ارشاد فرماوین شاید کوئی انتظام غلامون سے بن پڑے ہفت پیکر نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہے کہ مصر الغرائب کی دختر ملکہ لالہ عذار آج قدرت نے اُسکو دیکھا قدرت کو یاد آیا کہ اس تصویر کو مصور روزگار نے کھینچا تھا بعد عرصہ دراز دیکھا اب دل چاہتا ہے اُسکو پہلو مین بٹھائین اپنا حال دل سنائین وزیرون نے عرض کی کہ یہ کتنی بڑی بات ہے جس وقت مصر الغرائب یہ سنے گا آنکھون سے اس امر کو قبول کریگا حقیقت مین وہ نازین بھی قدرت کو دیکھتی تھی وزیرون نے حواس سہولیت سے بیان کیا ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اچھا مناسب طور پر ذکر کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وزیر اوّل کہ جسکا عقاب ملند پرواز نام ہے روانہ ہوا یہان ملکہ تو حیران و پریشان ہین مصر الغرائب اس اپنے رفیقوں کے

بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہے کہ خداوند ہفت پیکر مجھ پر بہت مہربان ہیں اب کوئی عہدہ بھی لونگا خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہوں اُسی انتظام میں چل جاؤنگا کہ جو پہونچی وزیر اعظم قدرت بدولت پر حاضر ہیں حکم دیا کہ بلا لو وزیر نے آکر مصر الغرائب سے کہا کہ قدرت نمبر مہربان ہیں تمھاری دختر کو طلب فرماتے ہیں اے مصر الغرائب لطف یہ ہو گا کہ قدرت کے عزیز دار کہلاؤ گے طلسم ہفت پیکر میں جا بجا نام ہو گا قدرت کا بھی کام ہو گا مصر الغرائب سُن رہا ہے جب وزیر سب کچھ کہہ چکا تو مصر الغرائب نے کہا کہ میں پہلے اپنی دختر سے دریافت کر دوں دیکھوں وہ کیا کہتی ہے اور وزیر سے اقرار کیا کہ میں ضرور شادی کر دونگا قدرت بہت خوش ہونگے یہ کہہ کے اُٹھا وزیر کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بھی چلا آیا ایک باغ ملا ملازموں نے عرض کی کہ اسی باغ میں ملکہ عالم تشریف رکھتی ہیں مصر الغرائب داخل ہوا بیٹا لالہ عذار وزیر زادی سے باتیں کر رہی تھی کہ ترد کر کے ان سے خبر دی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہیں ملکہ واسطے استقبال کے اُٹھیں مصر الغرائب کو لاکر مسند پر بٹھایا مصر الغرائب نے خیال کر کے دیکھا کہ لالہ عذار کا چہرہ اُداس آنکھوں میں حلقے رنگ رو متغیر گھبرا کے پوچھا کہ کیوں اے نور نظر مزاج کیسا ہے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا کے عرض کی کہ گھر بار چھوٹا سلطنت ترک ہوئی ہمارے مزاج کیا ہوتے جلاوطن مبتلائے دام رنج و محن مصر الغرائب نے کہا کہ اے نور نظر قدرت تم پر مائل ہوئے ہیں عہدے بھی ملیں گے جو حکم دیگے وہی ہو گا ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا مقدمہ اصلی کا کچھ جواب نہ دیا مصر الغرائب خوشی خوشی اُٹھ گیا جب مصر الغرائب جا چکا ملکہ لالہ عذار نے پھر وزیر زادی غنچہ دہن کو بلایا اور سب کیفیت بیان کی وزیر زادی نے کہا کہ واری یہ مقدمہ حضور میرے سپرد کریں اس وجہ میں بہت سے مطلب نکلیں گے لاکر لالہ عذار نے کہا کہ تم جاکر قدرت سے ملو اول تو یہ کہو کہ صاحبزادی ابھی آگاہ نہیں دیکھوں انجام کیا ہو ہر چند کہ کوہ بوقلموں کا تباہ ہونا بڑا باعث حیرانی ہوا اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا کسی کی مجال نہیں کہ عرض کر سکے اول انتظام یہ ہو تب دوسری طرف توجہ فرمائیے لازم ہے کہ کوئی صورت معقول نکلے وزیر زادی نے عرض کی کہ سرکار کو

اختیار رہے شاید کہ یہ کلمات ہفت پیکر کے خلاف ہوں ملکہ نے کہا کہ تم سمجھ کر کلام کرنا ہے
ہوش و حواس بجا نہیں ہیں وزیرزادی ملکہ سے باتیں کر کے چلی دل میں کہتی ہوئی کہ دیکھیے
کیا ہو حقیقت میں عجب مشکل ہے اگر ملکہ نے نہ مانا اسکے گھر میں آتری ہیں کوئی خیر کرے اور ہمیں
بست ظلم دراز ہو یہ سوچتی ہوئی خدمت ہفت پیکر میں آئی آکے سلام کیا ہفت پیکر
متردد بیٹھا تھا کہ وزیرزادی نے حوآکے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ کیوں غنچہ دہن اسوقت
تمھارے آنیکا کیا باعث ہوا وزیرزادی نے عرض کی کہ قدرت کی زیارت مد نظر تھی اسوجہ سے
آج حاضر ہوئی یہ کہہ کے بیٹھ گئی ہفت پیکر نے کہا کہ کیوں وزیرزادی تمھاری ملکہ کو ہمسے
کچھ رغبت نہیں پائی جاتی ہم چاہتے ہیں طلسم میں بڑے بڑے عہدے ہیں جسکو عہدہ نیابت
دیں اور وہ انکار کرے مقرر کرنے نہ کرنے کا ملکہ عالم کو اختیار رہے چاہتے ہیں ایسے عہدے مقرر کریں
کہ ملکہ عالم کے آنے جانے کا باعث ہو غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی جو قدرت کے نزدیک
مناسب بہتر وہ تجویز کیا جائے اس وقت وہ وزیر بھی آیا وزیر نے عرض کی کہ جو قدرت کے
نزدیک مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ انکے والد نے مسلمانوں
کے ہاتھ سے بڑے صدمے اٹھائے ہیں مگر انکی زندگی قدرت کو رکھنا منظور تھی اس وجہ سے
لڑ بھڑ کے نکل آئے ورنہ بڑے بلوے تھے قدرت مکرر فرماتے ہیں کہ بروز جنگل ملکہ عالم قید خانے
میں جائیں سب حال پوچھیں جو جسکے بارے میں مناسب جانیں وہ تجویز فرمائیں قدرت انکو
بسر و چشم منظور کر لیں گے وزیرزادی یہ وعدہ کر کے پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی تمام کیفیت
بیان کی اور یہ بھی کہا کہ حضور قید خانے میں چلنے کا سبب تو نکل آیا اسی میں کچھ تجویز ہوگی ملکہ
خاموش ہو رہیں میلا واں جنگل تھا ملکہ بیٹھی تھیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی
فرمایا کہ دیکھو کیسا باجا بجتا ہے کنیزوں نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور کے واسطے تخت آتا ہے حضور آج
قید خانے تشریف لیجائیں ملکہ لالہ عذار نے لباس فاخرہ پہنا خراماں خراماں باہر تشریف
لائیں دیکھا بارہ ہزار کنیزیں ایک تخت زر جادی نہایت تمکنت سے آراستہ لا کر دروازے پر
پہونچا یا ملکہ تخت پر سوار ہوئیں وزیرزادی بھی ساتھ ہوئی جب درِ زندانخانے پر آکر پہونچیں گھاٹوں میں
مشہور کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر مصر الغرائب تشریف لائی ہیں تمام افسران فوج برائے تسلیم حاضر ہوئے

ملکہ نے فرمایا کہ ہمین قیدخانہ دیکھنا منظور ہے افسرون نے عرض کی کہ چلیے ملکہ داخل ہوئین ور قیدخانے پر زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو اسیر یان رگڑ رہا ہے ملکہ نے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہے ادھر والون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین بیمار ہو گیا ہے ملکہ نے حکم کیا کہ اسکے لیے طبیب مقرر کیا جائے آگے بڑھین دیکھا کہ سب سردار روتے ہین بیچ مین ایک آفتاب عالمتاب درخشان گرد صدہا سردار مثل انجم بیٹھے افسوس کر رہے ہین ملکہ نے یہان کا حال پوچھا سب نے عرض کی کہ صاحبقران زمان اسی مین مگر سب سردار صبح کا وقت ہے یہ سب دیکھنے کو آتے ہین ملکہ وہان سے آگے بڑھین کہ ایک گھر سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص آفت و مصیبت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہے اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار میں روح ۔ چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار میں روح
مدل رہا ہے جتنا زرے ہو کروٹیں لاشہ ۔ بس فنا ہے تری یاد جسم زار میں روح
ملال تسکو ہے ستم ہو دل مکدر میں ۔ غبار روح میں پائے کہ ہے غبار میں روح
کہیں اجازت رفتار دے نزاکت یار ۔ کہ ماہ نکسی ہے آغوش انتظار میں روح
فنائے عشق میں کیا برگزیدگی ہے ہمیں ۔ کہ اپنا جسم ہوا ہے تن نزار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے راضی ۔ نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح
دکھادے جلوۂ آ سحر کہ وقت ہے آخر ۔ ہو مہمان نفس چند جسم زار میں روح
نہیں ہیں کم ترے مستوں کی مستیاں میں رگ ۔ [illegible] ہے ابھی تک اسی خمار میں روح
پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر پر تر ۔ اسی سرور میں دل ہے اسی خمار میں روح
عجب نہیں جو پکارے ہمیں آغوش ۔ ترا خیال ہوا ہے مرے کنار میں روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل ۔ بہار دیکھ کہ نکلے اسی بہار میں روح
بہار داغ جگر سے ہوا ہے مزہ سیر ۔ تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح
خیال کاکل برہم سے حال ہے برہم ۔ کبھی ہوئی ہے پھنسی دام انتشار میں روح
عدم ہوا ہے بدن کاہش محبت سے ۔ کنار قبر میں ہے زحمت فشار میں روح

شورش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم	کر نوحتی ہو مری دامن مزار مین روح

اس صدائے دردناک کو سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئین وزیرزادی سے پوچھا کہ دریافت تو
کرو یہ کون شخص روتا ہو اسکی صدائے دردخیز سے دل ٹکڑے ہوتا ہو وزیرزادی نے بڑھکر
دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین رستم نامدار رورہے ہین سردار تسکین دیتے ہین سمک قدمون سے
لپٹا ہوا عرض کر رہا ہو کہ غلام نے شب کو بشارتین پائین بزرگان دین تشریف لائے
خوشخبری سُنا گئے کہ آپ فتاح طلسم ہفت پیکر ہین رستم فرماتے ہین زندگی کی کیا امید ہو ہم طلسم کو
فتح کرین یقین ہو کہ موت لیکر اس قیدخانے مین آئی ہو ہا ہے زندہ نہ نکلین گے سمک
تلوے سہلا رہا ہو کہ روشنی ہوئی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا گھبرا کر رستم نے سر اُٹھا دیا دیکھا کہ
گوہر بے بہائے بحر حسن وجمال آفتاب عالمتاب سمان کمال ملکہ لالہ عذار آگے آگے وزیرزادی
کا ہاتھ پکڑے ہوئے گرد وہ نسبین جلیسین گھیرے ہوئے اُس کمرے مین آئین رستم سے چار آنکھ ہوتے ہی
شرماکے بیٹھ گئین وزیرزادی نے پوچھا کہ کیون داری بیٹھنے کا کیا باعث ملکہ نے وزیرزادی
سے اشارہ کیا دونون عاشق ومعشوق میں نگاہین لڑین چھپ چھپ کر چلین ادھر سے ناز اُدھر سے
نیاز اِدھر سے کشش اُدھر سے کوشش اِدھر سے کاہش اُدھر سے خواہش ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آخر وزیرزادی نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں
حال اُدھر کا بھی عبرت دیکھیے کیا کیفیت ہو ملکہ جو اُٹھنے لگین دل بیٹھا جاتا ہو ناچار ہوکر اُنھین
حکم دیا کہ مکان صاف ہے انتظام ضروری ہو کسی بات کی قیدیون کو تکلیف نہ ہونے پائے
ورنہ خداوند ہفت پیکر کو ملال ہوگا یہ حکم دیکر ملکہ لالہ عذار چلی گئین کئی مرتبہ اسی طرح سے
آنا ہوا ایک دن جو آئین شام ہوگئی رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم جب آتی ہو
قتل کرکے چلی جاتی ہو کلام کرنا دشوار ہوا یہ سُنتے ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے کہا کہ اے شہریار اصل تو یہ ہو کہ جینا بھرکا ل گذرا اسی ہجر مین جلتے بمشکل دلکو
سنبھالتی ہون اور آئی ہوئی بلا کو ٹالتی ہون کیا کہون کہ کس حال مین ہون یہ سُنتے ہی علمشاہ
کی آنکھون سے آنسو ٹپکے کہا کہ اے شہنشاہ خوبی ماہ سرو خرامان بوستان محبوبی کیون اسقدر
بیقرار ہو باعث پریشانی کا کیا ہو ملکہ لالہ عذار نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا کہ کیا حال اپنا

بیان کریں جو آپکے عشق میں ہمپر گذر لی ہے اگر ہم مفصل عرض کریں تو آپکے دل پر صدمہ پہونچیگا ہم یہ نہیں چاہتے کہ حضور کے قلب نازک پر کوئی صدمہ پہونچے

نظم

صبا دل بے سبب کب ہوا ہے رنگ رو میرا — کسی کی جستجو میں ہے دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو میں دل انگاری کی شکلیں ہیں — خبر کچھ اور دیتا ہے یہ سلطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا
نہیں ممکن جو کچھ مکمن سمجھ جانے والوں کو — لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہیں — رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہوں پاک دامن اس ستمگر کی محبت سے — یقین ہے دوست ہو جائیگا ستمگر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اسی کو مدعی پایا — کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا
انھیں رسوا کریگا مجکو بادم عجز کو دشمن — غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا — جدا ہوتے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھیں ہم آنکھ اٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو — کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت مجکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کر لیکن — مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا — انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوڑیگا چھڑائے سے ہزاروں صورتیں بدلے — بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے — نہ لیگا نام بھولے سے کبھی یار خوبرو میرا
نسیم اس راہی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے — بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

ملکہ یہ اشعار پڑھکے رونے لگیں ملت کے جو دیکھا سوائے وزیرزادی کے اور کسی کو اپنے قریب نہ پایا فرمایا کہ حسرتن کہیں تمکو نکال دے چلیں باقی سمجھا جائیگا اگر کوئی حائل ہوگا ہمارے ہاتھ سے گھائل ہوگا خوب تلوار چلیگی یہ بھی تو ظاہر ہو کر فرزندان صاحبقران تشریف لائے اور قید خانے میں آکر قید ہوئے حسد کس صید ہوئے قید میں یہ جرأت علمشاہ نے اسیر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہماری بھی جان پر بنی ہے وہ دن خدا دکھائے کہ تمھارا ساتھ ہو یہاں سے نکل چلیں قضائے کار مصرالغرائب کا وزیر خناس موجود تھا گوشے میں سے یہ سب باتیں سن رہا تھا

سامنے ملکہ کے آکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم تمنے تو عجب کمال کیا ہمنے بھی سب لفظاً لفظاً حال سنا کہ آپ نکل جائینگی قیدی کے ہمراہ آپ کا جانیکا ارادہ ہے ملکہ لالہ عذار کے منھ سے نکلا کہ او خناس کیا بیہودہ بکتا ہے خداوند جانے کہاں کی باتیں بکتیں کیا سوال تھا کیا جواب تھا انکا ذکر سامنے والد نامدار کے ذکر نا ورنہ مشکل پڑیگی خناس نے کہا کہ مین ابھی جاکر شہنشاہ سے اس امر کا ذکر کرتا ہون یہ کہکے علشاہ کا ہاتھ پکڑا کہا مین قیدی کو ابھی لیے جاتا ہون اسے سزا ملے پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرے کہ مین پنجہ دیکرے اڑا ملکہ نے جو دیکھا کہ علشاہ کو لیے جاتا ہے آواز دی کہ او خناس آگے نہ بڑھنا سامنے خداوند کے یہ ذکر ہوگا بیشک وہ کب پلٹتا ہے مگر سحر ملکہ سے دو در چلا دس قدم کی بلندی پر جاکے رک گیا ملکہ منتین کر رہی ہین کہ اے خناس چلے آ خناس نہین مانتا زور کر رہا ہے چاہتا ہے کہ نکلون لیکن ممکن نہین ہوتا آخر غصے مین ملکہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی کہ اے خناس تمنے عجب حرکت کی ہے کہ کسی کا تمکو خیال نہین ہم سحر تم پر کرین تو حال کھلے یہ سنکر خناس نے ایک گولہ ملکہ لالہ عذار پر مارا ملکہ نے گولے کو الٹا پلٹا یا وہ گولہ پاس خناس کے جاکر پھٹا ایک دناٹا ہوا کہ خناس الٹ گیا نیچے سے علشاہ چھوٹے ملکہ لالہ عذار نے زمین پر رستم کو قایم کیا لیکن خناس جو زمین پر آیا چاہا تڑپ کر نکل جاوے ملکہ نے کہا کہ او نامرد اب نکل جانے کا ارادہ کرتا ہے پہلے سے سمجھایا تھا مگر تونے ہمارا کہنا نہ مانا اب عذر کرتا ہے کوئی عذر تیرا نہ چلیگا خناس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ ملکہ پر کھینچ مارا ملکہ نے پیچھے ہٹ کے نگاہ ڈالی وہ گولہ الٹا پلٹا جاکے خناس کے سر پر پڑا کہ سر پھٹا چیخ کھا کے زمین پر گرا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خناس جادو بود ملکہ لالہ عذار نے ٹانگ پکڑ کر خناس کی باہر پھینکا علشاہ سے کہا کہ صاحب آپ تشریف رکھیں دیکھیں اس سانحہ کا کیا انجام ہے رستم نے کہا کہ سب فضل الٰہی ہے دیکھا جائیگا ملکہ رنجیدہ و کبیدہ اور غمگین کنیزون سے کہتی ہوئیں کہ دیکھیے اس مقدمے کا انجام کیا ہوا اگر مصر العزائب کو حربہ تخیلی فساد برپا کریگا تو سمجھا جائیگا ملکہ لالہ عذار مکان پر آئین آج جس وقت سے رستم کی زبان سے وہ کلام سنے ہین بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین ساتھ والیون سے کہتی ہین کہ قید خانے مین جاکر فساد برپا ہوا یقین ہے کہ ہفت پیکر سے ضرور اطلاع کیجائے یہان تو

یہ ہو کر تو وہان روشن تاجدار کہ جو اس سرحد کا منتظم ہو جہان قید خانہ ہی اور ہفت پیکر بیٹھا ہو
برائے ملاقات خداوند اُس راستے آتا تھا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ شخص
مصر الغرائب کے ساتھ آیا تھا صاحبزادی نے اُسکو قتل کیا پوچھا کہ کیون کہنے والے نے
سب حال بیان کیا روشن تاجدار چل گیا وہان ہفت پیکر کے پاس آیا کہا کہ یا خداوند
آپنے کچھ سُنا کہ زیر دیوار خداوندی سردار مارا گیا کیا حضور کو خبر نہین اور اصل یہ ہی کہ اُسنے
کچھ خواہی سرکار کی کی تھی اُسکے لیے یہ معاوضہ ہوا مقام تعجب ہی کہ سزا نہ ملے اور بدعت
کہنے والا بدعت کر جائے قدرت کو بہت شاق ہوگا جو مفصل سُنیگے پھر سب حال کہدیا
تب تو ہفت پیکر بیٹھا کہا کہ اے روشن تاجدار اصل مین یہ معاملہ کیا گذرا اور ملکہ نے اُسے
کیون مارا اُنکو صرف یہ حکم دیا گیا ہو کہ مہینے مین چار مرتبہ قید خانے کو ملاحظہ فرمائیے
آج ہی وہ گئین اور علشاہ سے راز و نیاز ہوے انجام کار یہ ہوا کہ خناس مارا گیا یہ
بات سمجھ مین نہین آتی لوگون نے کہا کہ حضور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُنکے اُنکے برسون کا
راز و نیاز تھا جسکا کہ یہ انجام ہوا افسوس ان لوگون نے آفتین برپا کین یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ملکہ گوشہ نشین ہین پیام و سلام کسکی معرفت ہی جادوگرون نے عرض کی
کہ اُسکی وزیرزادی غنچہ دہن ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسے یہ رنگ پھیلا یا ہی وہی
برائے پیغام و سلام آتی جاتی ہی یہ سُنتے ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ غنچہ دہن کو ہمارے
پاس لاؤ یہان ملکہ لالہ عذار غنچہ دہن سے باتین کر رہی ہین اور رات کا وقت ہی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ بی غنچہ دہن کو خداوند ہفت پیکر نے بلایا ہی اُسی وقت غنچہ دہن
اُٹھی تھر تھر کانپتی ہوئی اس مکان مین آئی جسمین کہ ہفت پیکر تھا ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی کہ
غنچہ دہن آکر ہو گئی ہفت پیکر کھڑا ہو گیا غنچہ دہن کی بڑی خاطر کی کہا کہ غنچہ دہن بہتر
یہی ہی کہ ملکہ لالہ عذار کو ہمارے واسطے راضی کر دو دیکھو خیال رکھو اگر قدرت نے توجہ کی
اور وارث خدائی پیدا ہوا تو خداوند کی مان اور خداوند کی بی بی کہلائینگی مسلمانون کا
ابکی مرتبہ خاتمہ ہی صرف انکا رہن کے منع کرنے سے تامل کیا اب تو تامل کیا جائیگا روز اهتمام میعاد
حکم ملا ہے کہ قتل کر دو پھر کون روک سکتا ہی غنچہ دہن نے سب باتون کو سُنا جب یہ ہاتھ بڑھا ہی

غنچہ دہن کو خوف آتا ہو کہ میرے ساتھ گستاخی نہ کرے مقدمہ ملکہ لالہ عذار مین ہان ہان کیے گئی جب یہ کہکر خاموش ہوا غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی ملکہ لالہ عذار کو ضرور لے آویگی تین دن اور معاف فرمایا جائے تین دن مین سب انتظام کر لون چوتھے دن آکے حاضر ہوں یہ کہہ کے بھاگی پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی سب کیفیت بیان کی کہ ہفت پیکر آیا چاہتا ہے یہ سنکر لالہ عذار رونے لگین کہا کہ ای غنچہ دہن مین جان دونگی مگر اس ملعون کے سامنے نہ جاؤنگی ہین گی اور اُسنے دست طمع بڑھایا سوائے جان دینے کے چارہ نہ ہوگا وہ ایک ظالم اظلم ہو غنچہ دہن نے کہا کہ رستم کو نکال لے چلیے لیکن حال لوح روایت کیجیے ایک مرتبہ حضور کو چلنا پڑیگا سب حال دریافت کر لین گے موجب اُسکے کاربند ہونگے اگر لوح فرزند صاحبقران عالیشان کو ملی قیامتین برپا کرینگے پھر اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہو کسکی مجال ہو ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہا کہ ای غنچہ دہن کیا ہوگا غنچہ دہن نے عرض کی کہ واری ایسے ظالم کا سامنا ہو خدا انجام بخیر کرے آج شب کو چلیے باتین کرنیکا طرز اختیار کیجیے سب معلوم ہو جائے دریافت کر لیجیے پھر کاربند ہونا چاہیے ای ملکۂ عالم بس آج کی عقلمندی ہو ہنس ہنس طرح کی باتین اُس حرافہ سے کر لونگی بڑا ساحر زبردست ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو پروردگار اس ظالم کی بدعت سے بچائے یہ کہکے ملکہ کو کپڑے اچھے پہنائے اور آپ بھی لباس تبدیل کیا پھر رات گئے ملکہ لالہ عذار کو تخت پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے بصد کر و فر روانہ ہوئین قصر ہفت جوش مین ہفت پیکر بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا آسمان پر رنگ چلی دیکھا کہ غنچہ دہن اور ملکہ لالہ عذار تخت پر سوار آتی ہین ایک کنیز نے ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند مبارک ہو ملکہ لالہ عذار تشریف لاتی ہین ہفت پیکر خوش ہوگیا پہلو سے جند بیٹھے ہوا دی مثال کر پھینکے آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب معشوقۂ قدرت کو استقبال کر کے لاؤ کہ لالہ عذار نے دیکھا کہ چار فرشتے نازو ون پر یاقوت احمر کے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای معشوقۂ خداوند چلیے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا سامنے ہفت پیکر کے آکر پہونچین جھک کر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بیٹھنے کو حکم دیا

ملکہ لالہ عذار بیٹھے بیٹھے رونے لگین یہ تصور ملکہ کو بندھا کہ اب ملاقات علمشاہ سے دشوار ہی اسی بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
تیغیں نہین چلوائی مرے ماہ نے کس پر — پر دار کسو تر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہیں قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے — غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معرکۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار — عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی
بیتا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین — نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معمون مین معما ہی تو یہ ہی
گو یاد صنم دل مین ہی گھر یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
معشوق دمی و خانۂ خالی و شب ماہ — عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
دلوانے نہ کیونکر غل و زنجیر بیتے — سرکار جنوں کا جو سرا پا ہی تو یہ ہی
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی
دیوانۂ قدر کے کبھی نالون کو تو سنیے — ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کرا تش — حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای معشوقۂ قدرت یہ اشعار تو نے کیسے پڑھے کیوں اسقدر مضطر و بیقرار ہی غنچہ دہن نے عرض کی کہ حس وقت سے پیغام خدا وند مین نے عرض کیا ہی ملکہ خود نہایت درجہ بیقرار ہین اسی بیقراری مین یہ اشعار منھ سے نکل گئے ہفت پیکر چپ ہو رہا آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب لیے اپنے مقام پر جاؤ وہ چارون شخص غائب ہو گئے ملکہ لالہ عذار بقر کا ستنے لگی کہ دیکھیے اب کیا ہو غنچہ دہن سے اشارے ہین کہ تو میری آبرو بچا تا حوف مین اس بیچیا کے نہ آنا ایسا نہ ہو کہ دست انداز ہو صورت کو جو لالہ عذار نے دیکھا ایک دیوہی قالب انسان مین سمایا ہوا تمام دنیا کو چھیلے ہوئے شعبدون کے کھیل کھیلے ہوئے

آنکھیں سہمی سہمی سیتیلا کے چہرے پر داغ یا چمن میں آشیانۂ زاغ محسوب کر کے بد منظر و صورت ہولناک کو دیکھ کر خوف آتا ہے حیاۓ منہ جو کسی وجہ سے کھولا جماہی لی معلوم ہوا کہ سنڈاس کھل گیا وہ بوۓ بد آئی کہ دماغ اُلٹا ریچھ کی کھال کا کرتہ پہنے ہوئے تن رہا ہے طرف ملکہ لالہ عذار کے متوجہ ہوا کہا کہ اے معشوقۂ قدرت قدرت نے تجکو یاد کیا ہے چاہتے ہیں کہ سرفراز کریں ملکہ لالہ عذار کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ہفت پیکر نے خوش ہوکے کہا کہ قدرت تیرے پیٹ میں نور قدرت اُتار ینگے تیرے شکم سے خداوندزادہ پیدا ہوگا تمام دُنیا میں اُسکی عملداری ہوگی قدرت تقدیر کر چکے یہی ہوگا ملکہ لالہ عذار شرم کے مارے پسینے پسینے ہوگئی جب کئی مرتبہ اُس بدبخت نے اسی طرح کہا لالہ عذار نے کئی مرتبہ غنچہ دہن کو اشارہ کیا کہ کچھ سوال و جواب کرے جب اُسنے کلام نہ کیا کیونکہ غنچہ دہن خود خائف و ترساں ہے دہن بوجہ نزاکت معدوم صرف نشان عدم ثابت ہوتا ہوا تھا ناچار لالہ عذار نے عرض کی کہ جو قدرت نے تجویز کیا ہے یہی مناسب تھا کنیز کو اسقدر اشتیاق ہے کہ اپنے طلسم میں آتے ہی دعا مانگتی تھی کہ خدمت میں ہفت پیکر کی ہو جاؤں آخر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ کوکب روشن ضمیر مسلمان ہوا طلسم ہمارے بزرگوں کے سپرد ہوگیا لیکن افسوس یہ رہا کہ اُس زمانے میں کنیز کو یہ ہدایت نہ ہوئی کر سیدھی سیدھی دعا مانگتی کہ وہاں سے اُٹھ کر خدمت میں پہونچ جاتی فلک نے انقلاب کیا اب کنیز حاضر ہوئی جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤنگی اب خدمت سے بہرہ یاب ہوئی حضوری ابھی قبول کر دیگی مگر دل میں بیتاب ہو کر کیا کرون دیکھیے اس ظالم اظلم سے جان و آبرو کیونکر بچے اس وقت ایسے بلا یا آتا ہے اس برگون حیال آبرو میں گلیچہ خون ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہے جہاں ہمان آرا کو لالہ عذار کے دیکھ رہا ہے کہ قصر کے صحن سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی عرصۂ دراز میں بلند ہوئی اُسمیں رعد کی گرج برق کی چمک تھوڑی دیر کے بعد آندھی دفع ہوئی اب ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک باغ حسرت نعیم ہے گل ہاۓ رنگا رنگ اور نہریں باصد حسن جاری فوارے و ہزارے چھوٹ رہے ہیں سادن بھادون کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے طاؤس رقصاں آمد بہار کے سامان طوطیاں زمزمہ سرا شاخ گل پر بلبل کے بیٹھی ہیں آمد بہار کے اشعار بصد تکلف گا رہی ہیں

نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہیں یہ مرغان بہار | شکر کرتے ہیں گلستان میں غزلخوان بہار
گل کھلے ہیں موسم گل میں ہے سامان بہار | عندلیبوں کو ہے لازم شکر احسان بہار
چاہیے غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم | طشت گل میں دھوئے شبنم پائے مہمان بہار
گل ہو ساغر بادہ ہو شبنم تو ساقی ہو صبا | میکدہ ہو صحن گلشن بہر مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہوں | نشتر فصاد کانٹے ہیں مرغان بہار
رقص کبک نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن | نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہیں آراستہ | تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہیں خار تک زرنگین | کشور گلزار میں جاری ہے فرمان بہار
عندلیبوں کو گلوں سے ہے ہم آغوشی نصیب | وصل اب ہوا سہل ہے بہر مرغان بہار
فصل گل میں تو بلبل سے ہے رعنا کو الم | بے مے و ساقی ہے سب برباد سامان بہار

اس طرح سارے باغ میں آمد بہار کی دھوم ہے عندلیبان خوشنوا کو سامان آمد بہار معلوم ہے گل ہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون شاخین گل و اشجار سے سر بسجود زمین ہر نخل اسقدر پھول ڈھیر ہیں کہ طائران چمن فرش جان کرا کر لوٹتے ہیں لطف اٹھاتے ہیں بر بر داز واکرکے شاخ گل پر جاتے ہیں رنگ و بوے چمن دیکھکر زمزمہ سرائی میں مصروف طائر رنگ چمن مائل پرواز باغ میں سوز و ساز عجب باغ میں ہنگامہ ہے سبز نجتان چمن مالامال محبت گل لوٹنے کی شوکت دجلالت پہ رعنائی و زیبائی نسیم سحری اٹکھیلیاں کرتی ہوئی چمن میں پھرتی ہے اسقدر نسیم سحری کو احتیاط ہے پھونک پھونک کے پیر رکھتی ہے کہ روے گل پر گرد نہ پڑے ایسا نہ ہو عندلیب خوشنوا بگڑ جائے کہ میرے معشوق کے چہرے پر گرد پڑی ہر سمت انتظام بہار ہے طائران خوشنوا میں پکار ہے کہ بہار آگئی یہ جوش و خروش آمد بہار دیکھکر ہفت پیکر نے کہا کہ اے معشوقہ گلعذار دیکھا تم نے یہ کرامات قدرت ہے ذرا سا قدرت نے اشارہ کر دیا یہ سب سامان موجود ہوگیا عندلیبان خوشنوا نے آواز دی کہ یا خداوند تیری قدرت کی وصف حال رنگ آمیزی قدرت کسکو معلوم ہے اے ملکہ اگر کہو ہمیشہ بہار رہے یا خزان کی بہار رہے جو کہو قدرت اس فصل کا نمونہ دکھائیں تم پر ظاہر نمونا ملکہ لالہ عذار نے شرماکر سر جھکا لیا

کیا جواب دیں کیونکر خاموش رہیں دل میں جوش و خروش خوف ابھر کر یہ دیوانہ بنا دے مگر اس خیال میں ہیں کہ ہفت پیکر پھر لیٹا کہا کہ کیوں معشوق مطلوب قدرت کیا جواب دیتی ہو جس فضل کو قبول کرو اسکو تمھارے ساتھ کر دیا جائے وہی فضل ہر وقت قائم رہے لالہ عذار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا کیا خداوند جب سکونت اختیار کرونگی اسی باغ میں فضل قائم کر دیجیے گا ابھی میں کسی چیز کی فرمایش نہیں کرتی جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا قدرت سے وعدہ کرتی ہوں کہ جو کہ خدمت میں عرض کرونگی ہفت پیکر کو کچھ بن نہ پڑا کہا اچھا صاحب رخصت ہو تمھیں اختیار ہے ملکہ لالہ عذار بہت خوب کرکے اٹھیں مصر الغرائب نے ہرکارے مقرر کیے تھے یہ خبر دریافت کرکے بیٹھے سامنے مصر الغرائب کے آئے تمام کیفیت بیان کی مصر الغرائب کو بڑی بیقراری تھی کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ لالہ عذار آکر پھوپھی باپ کو سلام کیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ بیٹیا کیا ہوا ملکہ نے آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے کہا کہ ابا والد نامدار کیا عرض کروں جس طرح سے سامنے کو بچایا لیکن بہت آمادہ ہو دیکھیے کیونکر آبرو بچے میں نے آج تو ٹالا ہو آیندہ کا وعدہ کیا لیکن اسکو بڑا جوش و خروش ہے خاک پا لیکر طوطیائے چشم بنانے کو کہتا ہے غم کرتا تھا کہ ایک طائر بالائے آسمان سے آیا سامنے مصر الغرائب کے طائر گرا قلاباز مار کر شکل انسان بنا ہاتھ باندھ کر سامنے مصر الغرائب کے کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے معشوق قدرت کے نام دی آئی کہ معشوقۂ قدرت جاکر قیدیوں کو ملاحظہ کرے اور جہانتک ہو سکے آب و دانہ ہو سکتا ہے لیکن بدعت اپر مر در رہے کہ تڑپ تڑپ کر مریں تین مہینے میعاد قید طلسم ہفت پیکر ہو اسکا خیال معشوقۂ قدرت کو ضرور ہو یہ کہہ کے وہ جادوگر غائب ہوا مصر الغرائب نے کہا کہ ای نور نظر اس انتظام کو ایسے طور سے سنبھالو کر اس طلسم سے نکل چلیں ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ کیوں مصر الغرائب نے کہا کہ وہ آزردہ کا خواہاں ہو آبرو کیونکر بچے لالہ عذار نے کہا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں ہم طریقے سے اپنی آبرو بھی بچائینگے خوشامدیں کرینگے کہ کسی طرح وہ ہم سے راضی رہے ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے اس لیے کہ آپکے طلسم میں بیٹھے ہیں پھر کوئی فساد برپا کرے تو خرابی ہو یہ کہکے لالہ عذار اپنے مقام سے اٹھیں کہ ہم جاکر قیدیوں کو دیکھ آئیں انکو کھانا باقی ہو سکتا ہو ٹہلتی ہوئی اس

کرنے کے قریب آئیں کہ جہان رستم یاد میں اُس محبوب جانناز و بار رجائی کے رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں **نظم**

کہتے ہیں سنکے تذکرے محو غم رسیدہ کے | افسانے کون سنتا ہے حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کریں | ملتے نہیں نشان غبار پریدہ کے
میں خاک بھی ہوا نہ گئی سرکشی گی | عقدے وہی رہے مرے دامن کشیدہ کے
جو تم میں بات ہے وہ کسی اور میں کہاں | جلوے کچھ اور ہی ہیں گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے | شکوے کہاں کہاں ہیں مرے آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہیں ہے کہاں تک سنائیے | قصے دراز ہیں دل نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن | خواہاں رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہوں کی دھوم ہے کہیں نالوں کے غلغلے | ساماں نئے ہیں سرور ترے غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہے ویران ای جنوں | دامن ہیں تار تار قبائے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیرے سخن [illegible] | دھوکے کلام پر ہیں شراب چکیدہ کے
لو آشیان تن کی طرف میل [illegible] | دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوان میں [illegible] | مضموں کہاں کہاں ہیں گلاب چکیدہ کے
مژگاں سے بیچ [illegible] | یہ تیرے خطا ہیں کماں کشیدہ کے

یہ اشعار سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئیں پلٹ کے دیکھا کہ رستم فرش خاک پر پڑے ہوئے سر بزنجیر سے سر ٹکرا رہے ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں یاد میں اسی محبوب کی رو رہے ہیں پلٹ کر جو اُسی معشوقہ کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے تشریف لائیے فرو رواق منظر چشم من آشیانہ تست بہ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ کیوں غنچہ دہن یہ قیدی بہت گستاخ معلوم ہوتا ہے مجھسے چار آنکھ کر کے بات کی رستم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ کو بھی جوش محبت تھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر نہ ہوسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رستم اہل یہ ہجر کر تمہاری وجہ سے گرفتار طرۂ گیسو و پیچ خم ابرو ہوئے جو حکم دو وہ بجا لائیں رستم نے کہا

کہ اے ملکۂ عالم کوئی صورت نکاسی کی قید خانے سے نکالو کہ طلسم کو فتح کروں اور قبلہ و کعبہ رہا ہوں طلسم میں ہنگامہ ہو ملکہ نے کہا کہ اے رستم میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ طلسم تمہارے ہاتھ سے فتح ہو ایک بڑی بات ہے کہ تمہاری صورت زیبا و طلعت جہاں آرا کتاب طلسم میں مندرج ہے اسی سطر میں مرقوم ہے کہ یہ جواں فتاح طلسم ہفت پیکر ہے اور جرأت و لیاقت میں یکتا ہے طلالت و شوکت میں بے مثل و بے نظیر غلشاہ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم میں نے آج تک کسی طلسم فتح نہیں کیا قاسم میرا فرزند ہے اُسنے بچپن میں طلسم فتح کیا اے شہنشاہ خوبی و اکر سرو روان باغ محبوبی باعث یہ ہوا کہ ترک توسن بلداق برادر خان اعظم مادر قاسم پر عاشق تھا میں نے اُسکو بزور زیر کیا وہ معقول ہو کے مسلمان ہوا کئی مہینے ساتھ رہ کر شکار کے نام سے صحرا میں لے گیا ایک مقام پر کہ درۂ کوہ تھا وہاں غبار اُٹھ رہا تھا ایک آہو کہ جھول زر لفت کی اُسکی پشت پر پڑی تھی بیچ معقول گلے میں اُس غبار میں جست کر رہا تھا مجھسے کہا کہ اے رستم میں اکثر اس صحرا میں آیا مگر یہ آہو شکار نہیں ہوتا جست کر کے نکل جاتا ہے آپ بڑھ کر تیر ماریے کہ یہ آہو شکار ہو میں نے بڑھ کر اُس آہو پر تیر مارا وہ تیر آہو کے سینے پر پڑا اُس آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مار کر زمین پر گرا گر کر تڑپنے لگا میں نے گھوڑا بڑھا کر اُس غبار میں ڈال دیا وہ مقام طلسم تھا میں اِس حال سے آگاہ نہ ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا مجکو اُٹھا کر لے گیا جنگ آسا ساحر جادوگر دربان طلسم افراسیاب کی بیٹی وہی مجکو اُٹھا کر لے گئی اپنے باغ میں وہ مجھ پر عاشق ہو گئی دن بھر تو صدمات قید سہتا تھا شب کو آ کر جلسہ آراستہ کرتی تھی اور مجکو صحبت میں بلاتی تھی اوّل منت و خوشامد بعد مست و خوشامد کے بدعت شروع کرتی تھی حیات باقی تھی کہ زندہ بچے تھے اے ملکۂ عالم صحبت ناجنس کیا بُری چیز ہے گو نوبت بکار نہ کار و ماستخوان رہتا تھا اور اُسکی مذمتیں سہتا تھا کہ وہ ترک توسن لشکر لیکر قلعہ خاور پر گیا ملکہ خورشید یعنی مادر قاسم نے قبلہ و کعبہ کو نامہ لکھا صاحبقران ہو کا نامہ دیکھتے ہی چلے یہاں ترک توسن نے قلعے پر حملہ کیا پھاٹک توڑا ملکہ خورشید محل میں قاسم کو بہلا رہی تھیں کہ ایسا نہ ہو اس تیر کو خبر ہو جائے تو باعث خرابی ہو مگر ترک توسن لڑتا بھڑتا پھاٹک توڑ کے قلعے میں راہ کو طے کر کے ڈیوڑھی پر محل کی ہو نجا کنیزوں کو قتل کرتا ہوا چاہا کہ محل میں گھس کر ڈوں ایک کنیز نے

خبر دے دی قاسم اُس سن مین کہ سات برس کا سن تھا تیغ کھینچ کر دوڑا اُس کشتی مین جا کر اُس
دیو خصال کو اتنے طمانچے مارے کہ آدھ مرا ہو کر بھاگا قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو دیکھکر حرم زادگی پہ
اطوار چلنے لگی بارہ سو لڑکے کہ جو بروز ولادت قاسم پیدا ہوئے تھے انکو ملازم کیا تھا اُن بارہ سو
لڑکون سے ساٹھ ہزار فوج سے جنگ کرتا تھا قاسم گھرا ہوا تھا کہ صاحبقران آ کے پہونچے
ترک توسن کو زخمی کر کے شکست دی قاسم کو گود مین اٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے قلعے
مین تشریف لائے سیارہ عیار نے قاسم سے تو حال چھپایا تھا مگر صاحبقران سے بیان کیا
کہ رستم طلسم افراسیابی مین قید ہو گئے او جو مہر نگاری کے قبلہ و کعبہ ہیں سر طلسم تشریف لائے
بسبب ہلاکی تو بزرگان دین نے منع کیا کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین ہین اگر قصد کیجیے گا تو بلا
مین پھنسیے گا صاحبقران طلسم سے چلے گئے مگر بعد چندے میر ابو نظر شاہزادہ خاور سیاہ
کسی وجہ سے اسی صحرا مین پہونچا سیارہ سے جو اُس عیار کو دیکھا آقا کو یاد کر کے رونے لگا
قاسم نے سبب پوچھا سیارہ نے سب حال گرفتاری بیان کیا قاسم سنکر آپ سے باہر ہوا اور
بگڑ کے کہا کہ ای عم نامدار آپ نے اس حال کو مجھسے کیوں چھپایا میں اپنے باپ کی رہائی کو جاؤنگا
ہر چند سردارون نے منع کیا مگر وہ تیر بستہ صاحبقرانی نذر کا کہاں رکتا تھا آخر لیاقت اُس طلسم کو
فتح کیا مگر باعث حیرانی یہ ہوا کہ جب کل و رسد توڑ چکا تو میرے مقام پر پہونچا مجھکو دیکھکر کہا تھا
کہ ای مرد بزرگ میرے قبلہ و کعبہ کہاں قید ہیں ای ملکۂ عالم اُس وقت کی حسرت یاس کیا
بیان ہو نہ وہ مجھکو پہچان سکتا تھا نہ مین اُسکو جان سکتا تھا علی الخصوص وقت پر چنگ آ کے سایہ جادو
کا آیا اور مجھکو اٹھا کر لے گئی تب قاسم کو معلوم ہوا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ یہی تھے مین بیہوش ہو گیا مجھکو
وہ حریرۂ مرغان مین لے گئی قاسم اس شوکت سے نکلا کہ لوگ رشک کرتے تھے مجھے یہ مرتبہ اول
اس طلسم مین یکا اتفاق ہوا ہے خدا معین و مددگار ہے مگر ای ملکۂ عالم لوح کی فکر واجب لازم ہے بدون لوح
طلسم فتح نہین ہوتا لالہ عذار نے اپنا جانا سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہا اُنھی سے دریافت کرونگی
بادشاہ کیسا خدا وہ طلسم ہے ضرور جانتا ہوگا رستم نے کہا کہ ہاں کیوں نہ جانتا ہوگا مگر پوچھنا شرط ہے
لالہ عذار نے کہا کہ آج مین ضرور پوچھونگی سمک نے زیادہ ترغیب دی کہ حال لوح پوچھیے
تو ہمکو نکال لے چلیے ہم عیار اور سردار نکل جائیں تو سب تدبیریں ہو جائیں وہ دن خدا کرے

کہ آقائے نامدار ہمارے رستم پیلتن لشکر جمع کر کے اگر قید ہوجائے پر لڑیں قید خانے پر آ کے معرکے پڑیں یہاں سے آ کے صاحبقران کو چھڑائیں سے دل تسکین پائے لالہ عذار نے کہا کہ آج ہم ضرور دریافت کرینگے یہ کہکے ملکہ لالہ عذار علمشاہ سے رخصت ہوئیں پہلے اصلی مکاں میں آئیں مصر الغرائب نے پوچھا کہ کیوں نورنظر کیا سختی سارے قیدیان طلسم مقرر کی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ واواحان اس سے کوئی تدبیر مسلمانان بہتر نہیں ہر کہ ایک سردار مقرر کیا جائے وہ کلمات سخت وشست انکو کہے یہ ضرور بگڑینگے اسی حیلے میں قتل کرے گوئی تو آمادہ ایسے ہیں کہ دوروز کے فاقے ہیں کچھ انکے لیے برائی نہیں ہو گی ایک ہی دن سالیں سگے قتل کا دن آجائیگا بھولی امس روز سمجھا جائیگا بعد اسکے لالہ عذار نے اپنے تئیں آراستہ کیا اور طاؤس زریں بال پر سوار ہوئیں سرائے ملاقات ہفت پیکر چلیں یہاں وہ وقت ہے کہ ہفت پیکر تنہا بیٹھا ہوا ہے انتظار ملکہ لالہ عذار کا کر رہا ہے کہ خبر ہوئی کہ ملکہ تشریف لاتی ہیں ہفت پیکر نے سب کو رخصت کیا تخلیہ کر لیا ملکہ آکر ہو کیں ہفت پیکر نے بہ تعظیم وتکریم برابر تخت کے جگہ دی پوچھا ملکہ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ خداوند کی دعا کرتے ہیں یہ کہکر ملکہ بہت روئیں ہفت پیکر گھبرا گیا پوچھا ہے کہ کیوں ملکہ عالم رونے کا کیا باعث ہے کیا سبب ہے کہ حواسقدر بیقرار ہو کر روتی ہو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند کیا آپ حال پوچھتے ہیں اسی خیال نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے دن کا کھانا گیا رات کی نیند موقوف ہو لی سوچ ہے کہ کیا کریں تھے ایسا خداوند تھے اور انکے پہلو میں نہ دیکھ سکیں خوف جان ہے پاس ایماں ہے گھبرا کر ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہاں وای آرام دل مشتاقان جو باعث تردد ہو وہ مجھسے بیان کرو میں اسکے دفعیہ کی تدبیر کروں ای ملکہ عالم تمھارے رونے سے دل میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں خداوند صاحب جیتا رہوں مجبور رونا جارہیں جو پوچھتا ہے وہ پوچھے اگر میں چاہوں تمھارے آسمان کے زمیں پر سو کیا دوں ورہ ہائے آسمانی ہٹاؤں ملکہ لالہ عذار نے دامن پکڑ کے کہا کہ یا خداوند مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ جس ملک پر لشکر کشی کی اس ملک کو خاک میں ملایا نوشیروان در بدر خاک بسر مارا مارا پھرا آخر کار جاں سے بیزار ہوا المحمد ہو گئے اسی جان دی صیوا کو سلطنت سپرد کی آنکھوں نے دور آ

صاحبقران سے مقابلہ شروع کیا سالہاسال ہوچکے کہ لڑتے ہین لیکن۔ لوگ لڑتے ہوے جس ملک پر گئے وہان شکست دی صدہا ملک اسلام آگئے لقا مارا مارا پھرتا ہو اسکو چین نہیں ملتا اب مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہو مگر قدرت نے عجیب غریب اختیار اپنا دکھایا کہ سب کو ایک دن مین گرفتار کیا اب قتل کا سرکار کو اختیار ہو مجبور ہون اس بات کا ہو کہ حکم نہیں ہو دن حکم کا ہو طلسم قتل کرسکین لہذا اب ہمکو یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو اب ہر کوئی زوال آئے یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا کہ او جان جہان یہ طلسم ایسا نہیں ہو کہ اسکو کوئی فتح کرے لوح ایسے مقام پر ہو کہ طائر وہم وخیال تابہ لوح نہیں پہونچ سکتا ای معشوقہ حور وش طلعت کیا محال کسی کی کہ لوح طلسمی کا نام لے اگر نام لے تو زبان جل جائے صفدر جنگ آزما اول مین ایک پہلوان ملتا ہو سات لاکھ فوج کا مالک کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ خود پہلوان عالیجاہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اول جو کوئی جاے دہنہ پہ ہو کر صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑیگا اگر آفت نے رسائی کی اور لڑ بھڑ کر اسکو قتل کیا تو کئی دیو اسکے ملک میں ہیں ایسے مقابلہ ہے انکو بھی زیر کرکے پاس رکھے پھر لشکر کشی کرے ملک فروغ بخش بادشاہ وہان کا قوی و زبردست و متعدد سار و جنگ باز فوج بیحد و بے شمار رکھتا ہو تمہیں اس سے مقابلہ پڑیگا جا ساری وحیلہ سازی مین سالہا سال کا ٹیگا جب اس سے مقابلہ پڑے انکو دھوکے مین سکے تب اپنے قصر فروغ بخش میں ہوگا کہ وہان لوح ہو اگر لوح حاصل ہوئی تو پھر مرحلہ حیات بیٹھا رہین بڑے بڑے پہلوان زبردست لشکر کشی کرکے گئے کچھ نہ ہوسکا بگڑے گئے گرفتار ہین قید ہین امید انکی رہائی کی نہیں ایک ہزار ہوا اس بیان پر بادشاہ کے وزرا و امرا بے اختیار رونے لگے ہر مقام پر یہی ذکر ہو آج لوح کا حال سنا کیا محال ہو کہ ارادہ کرے اگر کوئی وہان جانے کا قصد کریگا مارا جائیگا اگر تمام عالم ساتھ ہو تو کیا خوف ہو جو قدرت نے ارشاد فرمایا وہی ہوگا کوئی لوح کی تلاش مین نہ جائیگا جو جائیگا وہ مارا جائیگا ملکہ لالہ عذار نے یہ سب حالات سنے اور ہفت پیکر سے رخصت ہوئین اپنے مکان پر آئین انجمن نشاط منعقد کی اور غنچہ دہن کو پاس بٹھایا کہا کہ کیوں غنچہ دہن حالات لوح سے حوصلہ پڑتا ہو

کچھ تدارک کریں یا خاموش ہوکر جان دیں اب دل کو ما ہمین اول **صفدر جنگ** آزما سے مقابلہ بڑے دیکھیں کیا کرتا ہے اسکے بعد ممالک ساحران بلین گے اُسسے مقابلہ عظیم ہوگا دیکھیے کیا ہوتا ہے آج شب کومین شاہزادے کو مع اُسکے عیار نکالے لاؤنگی یہ کہکر **غنچہ دہن** سے کہا کرایک قصر آراستہ کرو سوائے ہمارے اور تمھارے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے **غنچہ دہن** نے قصر آراستہ کیا شراب وکباب وگزک سب چیزیں مہیا ہیں ملکہ **لالہ عذار** اپنے مقام سے اُٹھیں طاؤس پر سوار ہوئیں آسمان مین آکے ڈومیں وہاںسے دیکھا کہ **علمشاہ** ستھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے صحن مین ٹہل رہے ہین آمد ملکہ کا بڑا انتظار ہے کبھی طرف آسمان کے کبھی طرف زمین کے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ای سمک افسوس ہے کہ ملکہ نہ آئیں کہ آج رہائی ہوتی آئندہ مقابلہ پڑا یہ حقیر ہلواتوںسے ڈرتا گرسوت لیکر آئی ہو رندہ یہاں سے نکلنا دشوار ہے بیچارا

اب تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے **نظم**

کب اس زمیں پہ مجھے آرمیدہ ہوناتھا ۔ ہواے خاک کو رسوں پہ بدہ ہوناتھا
اگر تھی دامن جان کی آرزو ای دل ۔ توجید دم کے لیے آب دیدہ ہوناتھا
کسی کے چہرے پہ ہوتاکسی کے دامن میں ۔ مجھے بھی آنکھ کا اشکِ چکیدہ ہوناتھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا ۔ وہ ہاتھ ہوں کہ جسے نارسیدہ ہوناتھا
کمال بے ادبی ہے یہ عرض کرتے ہیں ۔ ہمین سے ای قد جاناں کشیدہ ہوناتھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل ۔ بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہوناتھا
عجب نہ تھا کہ آسے رحم کچھ نہ کچھ آتا ۔ مری امید تجھے ابر دیدہ ہوناتھا
نہ برگ وگل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہوں ۔ مرے نصیب میں شاخ بریدہ ہوناتھا
امید راحت آغوش یار تھی جو مجھے ۔ بصورت دل عاشق تپیدہ ہوناتھا
کمال ربط میں ہوتی ہیں سیکڑوں باتین ۔ نہ اسقدر ستمگیں سے کشیدہ ہوناتھا
یقیں تھا کہ وہ دل میں کمال خوش ہوتے ۔ کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہوناتھا
وہ آلہ ہوں نہ تھا جسکو میسّر کبھی نصیب ۔ درون قلب مین مجکو تپیدہ ہوناتھا
ترا جمال بنا مین کبھی کبھی احسان ۔ غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہوناتھا

زمانِ قطع نہ کام آئی سرکشی اے سرو
بہارِ صحبت رندان بھائی اے واعظ
کھلی اب آنکھ تو کیا فائدہ تسلیم افسوس

نہ جانتا تھا کہ آخر کشیدہ ہوتا تھا
تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہوتا تھا
نہ سمجھے زیرِ لحد آرمیدہ ہوتا تھا

ناش بسفرارمی میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ لالہ عذار کی نگاہ حال زار رستم پر پڑی آنکھوں سے اشکِ حسرت ٹپکائے مسندی سے اتر کر گوشۂ زندانخانے میں آئیں دیکھا کہ رستم شل رہے زمین سمک ساتھ ساتھ کا کمیطرف سے آواز آئی یہ کنیز بھی آپ کی حاضر ہوتی ہو کوئی مطلب اب تک نہیں حاصل ہوا ملکہ لالہ عذار تڑپ کر قریب علمشاہ کے آئیں کہا کہ ای شہریار نکل چلیے رستم نے قید پر ہاتھ ڈالا ہتھکڑیاں بیڑیاں توڑیں طوق کو مروڑ کر ایک لمحہ میں قید آہنی جسم سے دور کی سمک کی بھی قید کو توڑا ملکہ لالہ عذار نے فوراً ایک جو کی منگ مرمر سنفید کی کھینچ کر سامنے کی اور کہا کہ ای شہریار اسپر سوار ہو جیے رستم بیلقس اُس جو کی بیٹک کو ساتھ لیکر آئے ملکہ لالہ عذار نے حیثت کر پایہ جوکی پر ہاتھ ڈالا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میں فسلہ وکعبہ کو رہا کر لوں ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ دشوار ہو گا یہاں سے نکل چلیے سامان لشکر کر کے چلیے اسی سرل پر آئیں گے ضرور سب قیدیان طلسم کو رہا کر لیگے ابھی یہ قصد کرنا مناسب نہیں ہے یہ کہ کر ملکہ نے جوکی کو اٹھایا لیکر بلند ہوئیں قاسم کی حوا ملو کھلی دیکھا کہ فسلہ وکعبہ کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہو گھبرا کے اسے معام سے اٹھے آواز دی کہ ای فسلہ وکعبہ مجھے لیتے چلیے حلام تہا کھرا ئیگا سخت صدمہ کیا سامان دکھائیگا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ لالہ عذار قاسم بیدار ہوا ایسا نہ ہو کہ ہم اسکو نہ اٹھائیں کچھ گم، ان حاگ پڑیں تو غضب ہو جائے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای شہریار قاسم کا ساتھ لینا بہتر نہیں ورنہ ابھی فساد برپا ہو گا اسی یک جبکی تھی جو کی سحر کر کے بڑھائی کہ پشت سے آواز آئی کہ کون جاتا ہو ٹھہر جاؤ نام مرد امانت کر لیں پلٹ کے جو ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم نہ ہوا پھر اُس طرف پلٹی مکان قید جانے کا غائب ہو گیا سمک بلدائی نے کہا کہ کیوں ملکۂ عالم یہ کیا ستم ہوا کہ مکان نظاروں سے غائب ہو گیا ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای دہت والا گہر میں ... ان مون کر یہ آواز کسنے دی اور پھر جو ادھر پلٹے مکان کیسے غائب کر دیا آگے

کچھ فتور پڑیگا سحر کرنے والا کہین مخفی ہو آگے حال کھلیگا یہ کہہ کے سحر کیا تخت ہین بڑھتا سمک نے کہا کہ اے ملکۂ عالم رات بہت قلیل باں ہی جلد نکل چلیے ایسا تھو کہ کوئی روکنے والا ظاہر ہو جائے تو باعث خرابی ہو لالہ عذار نے کہا کہ اے مہتر والا گہر بڑے افسوس کی بات ہی سحر کرتی ہون تخت ہین بڑھتا کیا تدبیر کرون سمک نے کہا کہ مجھے اُتار دیجیے ملکہ لالہ عذار نے تخت زمین پر اُتارا سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگون آواز آئی کہ وہ اعیار کیون مجمع سے جدا ہوتا ہی ستم نگہبان زمرد افشانہ طلسمی مسئے بمستان شوخ چشم ایک جانب سے سب کو باؤلی زنجیرونکی کھڑکھڑاہٹ سُنائی دی لنگر آہنی کر مین طوق لوہے کا سیاہ گلے مین اُس سے اکثر قطرات خون ٹپکتے ہوے ایک شخص بہ عام و مدامکام جھومتا ہوا چوبدست گران سنگ کاندھے پر آیا علشاہ کو دیکھکر ست بگڑا پکار کر آواز دی کہ او پسر حمزہ یہ دوستون پر بھروسہ ہین انھون نے جوش محبت مین آپ کو لانے کا ارادہ کیا لیکن آپ صف شکن و شیر ستیزہ جرأت کیسے ہین کہ چورون کی طرح بھاگے جسدن یہ خبر شہر فرنگستان مین پہونچیگی ہر ایک کو تعجب ہوگا یہی کہیگا کہ پسر حمزہ خفیہ نکل گیا یہ سُنتے ہی رستم سلیقین بڑھے ملکہ لالہ عذار نے بڑھکر رستم کو موتیون کا مالا پہنا دیا جیسے ہی رستم سامنے مستان شوخ چشم کے ہوئے اُسنے چوبدست کاندھے سے اُتاری ملکہ لالہ عذار دیکھ رہی ہی کہ مستان نے جو بدست سر پر رستم کے لگائی رستم نے پیترہ بدل کے وار خالی دیا چوبدست زمین پر آکر جری اس زور سے اُسے جو بدست لگائی تھی کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا ان جوانون کو ان ستوکتون کو رستم کی دیکھکر اُس ساحر کو ایک وجد ہوا اُسنے دوسری چوبدست اُٹھائی چیخ دیتا ہوا پھر بڑھا ملکہ لالہ عذار نے سمک سے کہا کہ تو اپنے آقا سے بڑھکر بیان کردے کہ موتیوں کا مالہ جو گلے مین ڈالا ہی اُسکے دم بدم جیسے سے مس کیجیے سمک نے بڑھکر زبان عربی مین علشاہ سے بیان کیا رستم نے ہوش جرأت مین کچھ جواب نہ دیا اور پھر سینہ سپر کرکے بڑھے مستان شوخ چشم نے دوسرا ہاتھ لگایا علشاہ نے موتیوں کے مالے پر ہاتھ ڈالا پہلے سے جوش کیا ہوش جرأت زیادہ ہوا جھوم کر بڑھے جیسے ہی اُسنے چوبدست لگائی رستم نے بڑھ کر

کلہ جو دست پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ چھین کر پھینکدوں مستان و رستم بن کشاکش ہونے لگی رستم چاہتے ہیں کہ جو دست چھین لوں تو لپٹ پڑوں ممکن نہیں جیسے ہی سمک ملکہ لالہ عذار کے پاس سے ہٹا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحر گھبرایا ہوا زمین سے نکلا اُسنے نکلتے ہی زمین سے ایک چیخ ماری کہ ہائیں او عیار مکار تو چاہتا ہے کہ عیاری کر دن یہ کہکر جھپٹا چاہا کہ کمر میں پنجہ دوں سمک یلداقی نے پیچھے ہٹ کر ہاتھ ہلا کر حباب بیہوشی مارا بقدرت پروردگار اُسکے منہ پر پڑ گیا چیخ کھا کر وہ جادوگر گرا ادھر تو یہ جادوگر گرا ادھر مستان شوخ چشم نے ایک ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زمین سے ملا دیا کئی مرتبہ قصد کیا کہ علیشاہ کو اُٹھا لوں مگر ممکن نہوا علیشاہ نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا مستان شوخ چشم نے چاہا کہ سیدھا ہوں رستم نے ایک گھونسہ مارا گھونسہ شقیقہ پر پڑا مستان نے تین چرخ کھائے زمین پر گرا رستم پیلتن نے ایک ٹھوکر ماری قصد ہوا کہ لاش کو ٹانگ میں گرد دوں زمین سے غبار بلند ہوا غبار نے رستم کو گھیر لیا آواز کان میں آئی کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا زندان طلسمی سے نکل کر چاہتا ہے کہ چلا جاؤں اب بھلا کب نکلنے دیتا ہوں ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بڑے قد کا چاہتا ہے رستم پر قصد کر دن سحر کر کے کھینچے ہوئے قصد ہے کہ ماروں ملکہ لالہ عذار نے فوراً زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین تھرائی دیکھا اُسنے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اُس پانی سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق کڑک کر اُس ساحر کی جانب چلی کہ کڑک کر گر دن اُس ماسحا کے دو ٹکڑے ہوں اُس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر رستم کی کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ پنجہ کمر میں دے کر لے اُڑ دوں ممکن نہوا لنگر رستم کا اپنے مقام سے نہ ہلا آخر چھوڑ دیا جھولی میں ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے چاہتا تھا کہ رستم پر پھینکے رستم نے نعرۂ تکبیر کر کے ایک گھونسہ مارا کہ ساحر خاک میں ملا آگے بڑھکر حال دو تین جادوگر دیکھا جو مارے گئے تحریر ہوگا صحرا میں سناٹا ہوا ملکہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار پلٹ آیئے اب نکل چلنا چاہیے یہاں ٹھہرنے سے دل پر خوف غالب ہوتا ہے رستم پلٹے تھے کہ کان میں آواز آئی ای شہریار علام کو بچایئے پلٹ کے رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر نے بڑھکر سمک کی کمر میں پنجہ دیا زمین سے بلند ہوا چاہا کہ لے اُڑوں علیشاہ نے بڑھکر

نعرہ کیا کہ او ساحر مکار کہاں جاتا ہے لیکر بلند نہ ہوتا یہ فرزند خواجہ عمرو بن اُمیّہ ضمری ہے اگر اسکو لیجائیگا دھوکا کھائیگا اور جب ساحر کو سمک نے بیہوش کیا تھا وہ تڑپا منھ سے اُسکے ایک حباب پیدا ہوا اُس سے ایک دریا نکلا سمک ڈوبنے لگا رستم کو آواز دی کہ غلام کو بچانے رستم جو جھپٹے پاؤں پھسلا یہ بھی گرے دو مچھلیاں بڑے بڑے منھ شل تمساح کھولے ہوئے دریا سے نکلیں قصد کیا کہ رستم وسمک کو نگل لیں ملکہ لالہ عذار نے جو یہ معرکہ دیکھا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری اور نعرہ بھی کیا کہ او مکار و غدار خبردار آگے نہ بڑھنا مچھلیاں آواز سے ملکہ لالہ عذار کی رکین لالہ عذار جاپڑی بجلی سے کان کی برق چمکی مچھلی کا سر اُڑ گیا ایک مچھلی نے غوطہ مارا غرق دریا ہوئی ملکہ لالہ عذار نے دوڑ کر رستم وسمک پر ایا عکس ڈالا یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے سمک بلدا فی نے ہاتھ باندھکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم ایک مچھلی قتل ہوئی اور ایک کا پتہ نہیں ملتا ملکہ نے کہا کہ خاک پتہ ملے یہ دریا سحر تھا سحر سے میرے غائب ہوا اُسی میں مچھلی ڈوبی اب اُسکو آپ پوچھتے ہیں کچھ ضرورت نہیں سب حال آپ کو معلوم ہوگا سمک و رستم اُٹھے جو کی برآئے ملکہ لالہ عذار نے اشارہ کیا جو کی زمیں سے ملند ہوئی یا تو چہار جانب اندھیرا معلوم ہوتا تھا اب اوس معلوم ہوئی آواز آئی کہ او سوخ دیدہ نکل جا تیرا ٹھہرنا بہتر نہیں یوں جو پلٹ کے ملکہ لالہ عذار نے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بد انجام ایک نازنین عورت کو کشاں کشاں کھینچتا ہوا لیے جاتا ہے اور وہ نازنین کہتی ہے کہ او مکار میری کیا خطا ہے جو نے کیا اُس سے پرستش ہو لالہ عذار نے جو اُس نازنین اور اُس ساحر کو دیکھا گھبرا گئیں بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای مادر مہرباں آپ کس آفت میں ہیں میں عجب رنگ میں آپ کو پاتی ہوں آپ کہاں مل گئیں یہ ساحر آپ کو کہاں ملا جاتی تھی وہ نازنین کچھ جواب دے کہ لالہ عذار نے سحر کیا آندھی چلنے لگی سمک ترغیب دیتا ہے کہ ای ملکۂ عالم اس صحرا سے نکل چلو دیکھو چہار جانب سے آفت ہوا چاہتی ہے لالہ عذار نے فوراً و سنگ دی آندھی موقوف ہوئی وہ ساحر جو اُس نازنین کو لیے جاتا تھا ملکہ لالہ عذار پر آ پڑا آپس میں سحر ہونے لگے کبھی پانی برسا کبھی آندھی چلی کبھی برق چمکی آندھی اس زور سے چلتی ہے کہ ہزاروں درخت

اُکھڑ کر گرے اور جل کر خاک ہوے یہان ملکہ لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر
پھینک ماری اُس ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اُس جادوگر کا مرنا تھا کہ
اندھیرا ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام سُن نہروان جادو بود وہ نازنین عورت
دوڑ کر ملکہ لالہ عذار سے لپٹ گئی لالہ عذار نے سلام کیا اور کہا کہ اے مادر مہربان اب ہم
رخصت ہوتے ہین پھر کبھی حضوری ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ اسلئے نور نظر ستارا حال
مصر الغرائب پر کُھل گیا فوج لیکر آتا ہوگا مین چلی تھی کہ تمکو خبر کرون راہ مین نہروان
مل گیا اُسنے مجھکو گرفتار کیا تمنے اسکو مارا مین نے غلامی پائی اب مین سامان لشکر کشی
کرتی ہون تم چل کر کوہ نیرنگ پر ٹھہرو ملکہ لالہ عذار نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے
غضب حال کُھل گیا مطلب نہ ہونے پایا مگر پروردگار مالک ہر جسکے حق مین جو مناسب
جانیگا وہ کریگا یہ کہکے ماں کو رخصت کیا علمشاہ اور سمک کو تخت پر سوار کر لیا ماں
سے کہا کہ آپ جائیے اپنے کو اس آفت سے بچائیے ایسا نہ ہو کوئی آپ کو گرفتار کرکے
سامنے ماہ جان کے لے جائے یہ کہکر ماں کو رخصت کیا ملکہ مرجان سُرخ پوش
لالہ عذار سے رخصت ہوئین ایک طرف شفق ظاہر ہوئی دور تک سرخی تھی اُس سرخی
مین ملکہ مرجان سُرخ پوش غائب ہوئین ملکہ لالہ عذار نے جب دیکھا کہ ماں گئین خیال
مین گذرا کہ اس شہریار کو لے نکلون ایسا نہ ہو کہ اسکے دشمنون پر کچھ افتاد پڑے پرسش ہو تو
کیا تدبیر ہو یہ سوچ کر چلین ملکہ مرجان سُرخ پوش ایک ابر سُرخ مین چھپی ہوئی جاتی
ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی مرجان سُرخ پوش نے دیکھا کہ مصر الغرائب
تخت پر سوار چار لاکھ ساحر گھوڑون پر سوار علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کُھلے ہوے
برقین چمکتی ہوئین رہروی کرتے ہوے آگئے ہین یکایک نگاہ جو مصر الغرائب
کی مرجان پر پڑی وہین سے آواز دی کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
ساحر لپٹ لینا کہکے چلے ملکہ مرجان نے کاکل کھولی کارد سحر نکال کے پھینک ماری
چھری جا کر ٹوٹی کئی سَو کے سر اُڑ گئے مصر الغرائب نے جو وجہ کو دیکھا آپ بھی
تخت سے اُٹھا مرجان سحر کیا مرجان نے دفع کر دیا مصر الغرائب پڑھا

آ وار وی کرا دگیسو سریدہ تیری قضا لیکر آئی ہر شئے کا ساتھ دیگی ملکہ نے کہا کہ جاں اُسکے نام پر نثار ہے وہ عاشق فرزند صاحبقران ہے امیر مصر الغرائب بہت جھلا یا سحر کرتا ہوا چلا تھا منظور ہوا بلند ہو کر گرد اں گرد ان اسکی پکر ڈلون کر آسمان سے نعرہ ہوا کہ او تاثیف کیا کرتا ہے سمر ملکہ لالہ عذار یہ کہکے گولہ پھینک مارا مصر الغرائب نے گولہ کاٹا جھولی پر ہاتھ ڈال کر اس نے سحر کو دم کیا دو تین سحر آپس مین چلے ہر مرتبہ ملکہ لالہ عذار چاہتی ہے کہ یہ ملعون ذرا بھی غافل ہو تو مین ماں کو لیکر نکل جاؤن نہیں ممکن ہوتا رستم و سمک پر ہجوم ساحران ہے چاہتے ہین ان دونوں کو گرفتار کرین مگر رستم ساحروں کو تیر مار رہے ہین سمک حقہ ہائے آتشبازی و حباب مار رہا ہے اس دھوئے سے ساحر بیہوش ہو کے گرتے ہین جو بیہوش ہوا ملکہ لالہ عذار نے سحر کیا برق کڑک کے گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا ساحر مارا گیا اور ایک مقام پر مرجان و لالہ عذار ہزارہا ساحروں میں گھری لڑ رہی ہین رستم و سمک جنگ کرتے ہوے سامنے مصر الغرائب کے ہو گئے کہ مصر الغرائب نے اُٹھا کے ایک گولہ مارا آسمان پر ایک برق چمکی ایک گنبد گرج مارتا ہوا آسمان سے اُترا ہے کہ علمشاہ و سمک پر گرے کہ یہ دونون اُسکے اندر بند ہو جائین اُس وقت لالہ عذار و مرجان کی بیقراری کہ اے پروردگار اس حیر کو اس ساحر کے مکر سے بچانا اس گنبد کا قیدی بچتا نہین جو اسمین قید ہوا پھر نہ - ملا اے پروردگار افسوس ہے کہ حال ہمارا کھل گیا تو بھی ہماری آبرو بچانے والا ہے اس آفت ارضی و سماوی سے بچائے

نظم

حدا بعرق کرامی بھدرو دولت تاج	کہ شہان جہان را بریم نان محتاج
با ختیار کند کار ہر چہ میخواہد	بحرارت و حکم دلیر استمزاج
خدا نمونۂ ہستی ز چار عنصر ساخت	حدا نمود بیک یک ز خود چہار مزاج
نگار سوے جہان از رحمتش بارد	لشرق و غرب رمین بحر قدرتش مواج
دوائے درد دل دردمند می بخشد	کہ در مسیحا ئے وردلا علاج علاج
صورست بہر خانہ حلوۂ قدرت	ز نور حسن بہر طاق روش ست سراج
کسی است صاحب مال و عیش و دانشمند	کسی است مفلس و عاجز برائے ما یحتاج

یکے نشستہ نگون سر بخاک عجز و نیاز — قدم نہادہ دگر کس بپایہ معراج
یکے بحاصل ملک و محال میگیرد — دگر خراج ادا ساختہ و گزارد باج
کسے ست بد گہر و بد شعار و بد کردار — کسے است نیک بیخ و نیک خوے و نیک مزاج
بمال و دولت فانی مبند دل ہندی — کہ مرگ بیک لحظہ میشود تاراج

بیقرار ہو کر جو ملکہ لالہ عذار و مرجان سرخ پوش نے خداے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا جب وہ گنبد قریب سر رستم و سماک ہو گیا رستم و سماک سکوت میں کھڑے ہوے طرف گنبد کے دیکھ رہے ہیں قریب ہو کر گنبد ان دونوں پر گرے لالہ عذار و مرجان سحر کر رہی ہیں جان لڑائے ہوے ہیں کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اس گنبد پر گرا گنبد کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ایک برق چمکی کہ بار لشکر کی جان تبع ہوا صدا القرائب یہ ساختہ دیکھکر ایسا گھبرایا کہ ہر کہ اٹھا کر طرف آسمان کے غائب ہوا ملکہ لالہ عذار و مرجان کھڑی ہوئی دیکھا کیں اس عجوبی دہر کے دیکھا تماشا ہر اہزار سر کٹے ہوے پڑے ہیں مگر صدا القرائب نہیں ہے ہر طرف صحرا سائیں سائیں کر رہا ہے اور رستم و سماک بھی غائب ہیں یہ حال زار دیکھکر ملکہ لالہ عذار کا یہ وارفتگی حال ہو رہی ہیں کھڑی پکارتی ہیں کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا کون سا وہ شمس لگا ہوا اٹھا کر کی سامری وجمشید کے جوڑ واویلے رستم و سماک یوں غائب ہوے افسوس ہو کہ کہاں تلاش کرد ام اور کہاں جا کر ڈھونڈھوں کر دیکھا سامنے ایک نخل سرو پر ایک قمری بصد لطف زمزمہ سرائی کر رہی ہے ہر آواز میں اُس قمری کی دمبدم یہی صدا ہو نظم

بیدرد وحشت کے حیا لائے ہیں سر پر پھرتے — وحشت یاد آتے ہیں آہو ہیں نظر میں پھرتے
واہ اے طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گیا — آن کر دیکھنے تو راہ گذر میں پھرتے
پھرتے دن ایسے تو غنچہ دہن کی طرح راتوں کو — کیسے ہم کو جو اب قمر میں پھرتے
عطر غیروں کو لگا کر جو رلایا آ سنئے — تر مرے سے ہیں مرے دیدۂ تر میں پھرتے
منتظر کیسے بہ رہے ہیں کہ ہم سرشب کو — تا سحر شام سے آنکھ اٹھو کے ہیں گھر میں پھرتے
ہو رہا ان سے اثر دل سے شب طول میں یار — فکر سو سوہن دل میں مرغ سحر میں پھرتے
قلق دل سے ہو حنیف شب ہجراں لون کو — یو جو حسب حال کرتے ہیں ہر میں پھرتے

ایک دم گردش ایام سے آرام نہیں — گھر میں ہیں تو بھی ہیں دن رات سفر میں پھرتے
کر گئے بیٹھے تو تسلی کو مری کہہ جاتے — کہ اب آتا ہوں وہ گو آٹھ پہر میں پھرتے
رو وسیع رنگ طلائی کے ہوئے دیوانے — کیمیا ساز بھی ہیں خواہش زر میں پھرتے
سرمگین چشم کی گردش جو نہ جاتی ہو — خاک یوں کاہے کو ہم ڈالتے سر میں پھرتے
حلقہ نرگس حسرت سے رلایا مومن — چشم کافر کے اشارے ہیں نظر میں پھرتے

یہ سنکر ملکہ لالہ عذار نے آہ کی کہا کہ ای مادر مہربان تمہارا آپ نے قمری عاشق سرو گلشن طلس و تسبیح کرتی ہے ہائے میں اُس قمری سرو لیاقت کو کہاں ڈھونڈھوں کیونکر تلاش کروں یہ سنکر مرجان نے کہا کہ ای نور نظر وای پارہ جگر خدا تمہارے واسطے انجام بخیر کرے تم ہو صاحبقران زمان کی کملائر سے کیب ملکہ رابعہ کی ملاقات کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ خلاف یہی ذکر ہوا ایک ایک شاہزادی کو یہی فکر ہو کہ لالہ عذار اپنے عاشق صادق سے موصول ہو ملال دلی حصول نہوں کوں ایسا خیر خواہ ہو کہ انکی بات کو رد کرے یہ کہکر ملکہ مرجان حوت حیمیں مارکر روئین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای مادر مہربان ہیں رونا اور اسکوں سے شہد دھونا عمر بھر ہو سعست کی ترقی عیش وراحت کمتر ہو اب کیونکر پتہ ملے کیونکر عقدہ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے ہوائے گرم چلی گھبرا کر مرجان نے کہا کہ شاید کسی ہوا بر کر شعلہ تیکھ گیا پسینے پسینے ہوگئی دل گھبراتا ہی کہ صحرا سے دیکھا دو شیر بر لڑتے ہوئے آتے ہیں جس نخل کے قریب آکر ٹکر ماردی وہ نخل گرا شعلہ آتش منہ سے نکلا جلا کر اسکو خاک کیا اس طرح سے وہ دونوں شیر لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ تمام صحرا کو پامال کر ڈالا قریب ہوئے کہ ایک چیخ ماری دونوں علطاں کھا کر گرے آواز آئی کہ سمع ہزبر آدمخوار دیکھا کہ ایک ساحر مہیب لشکل عجیب ایک شیر پر سوار ملکہ لالہ عذار کو ڈانٹتا ہوا کہ اد نازمین ہوئے بڑا غضب کیا خداوند ہفت پیکر سے باغی ہوئی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگی سمع ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار سے سحر چلنے لگا ایک مقام پر مل کر ماں بیٹیوں نے سحر کیا اُس جادوگر نے کہ جو شیر پر سوار ہی ملکہ لالہ عذار کا سحر اپنے دہن میں لیا اور ملکہ مرجان کا سحر شیر نے منہ میں لے لیا اب جو شیر نے دوڑ کر

حبت کی لالہ عذار کی گردن لی اب جو ساحر نے حبت کی گردن پر مرجان کی آیا دونون بیہوش ہوئین اُس جادوگرادہ شیر نے سر اٹھا کے تمام صحرا کو دیکھا اور اُن دونون قیدیون کو ہاتھ پر لیکر ایک جانب روانہ ہوگئے لاکر قید خانے مین بہو نچایا بلبنگ جادو وہان کا حاکم ہو بلبنگ جادو کو خبر پہونچی کہ ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان کو گرفتار کرلایا وہ دونون کی زبانون میں سوزن دی اُسی قید خانے میں قید کیا تمام رندا نکالے میں منادی ہوئی کہ جو عورت رستم کو لے گئی تھی وہ پکڑی آئی ہر ایک ساحر ناز کرتا ہے کہ یہ مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہے یہان کا گنہگار کہین جا نہیں سکتا جہان جائیگا وہاں سے فوراً گرفتار ہو کے چلا آئیگا کہین رہ نہین سکتا جہان رہیگا نام خداوند ہفت پیکر زبان پر جاری رکھیگا کیا مجال کہ جو کہین جا سکے فوراً ایک پتہ درخت سے گرا اسمین لکھا تھا کہ دونون قیدیون کو کل دربار خداوندی مین حاضر کر دو قدرت بجو بلی آگاہ ہین لیکن اُلٹے پوچھیں کہ وہ دونون قیدی کہاں گئے شب بھر یہی ذکر رہا صبح کو طائران زمزمہ ساز زمزمہ سرائی کرتے ہوئے قریب ہزبر آدمخوار کے آئے آتے ہی حکم ہو گیا کہ حکم خداوند یہ ہے کہ دونون قیدیون کو دربار میں بھیجو اُسی وقت اژدہے پر سوار کیا ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان سرخ پوش کو لیکر ہزبر آدمخوار طرف دربار ہفت پیکر کے روانہ ہوا بعد تھوڑے عرصے کے قریب کوہ گلگون پہونچے آج ہفت پیکر کا اجلاس کوہ گلگون پر ہے تمام لوگ جمع ہیں ہر طرف سے ہنگامہ ہے غلغلہ ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر تیرے صدقے خدا کی اُسی وقت قبول ہوئی دم مین سعادت حصول ہوئی تصویر شگی کے گرد بار دیکھو حساب جمع ہین کرور در کرور ساحر دست بستہ پوجا پاٹ کر رہے ہیں ہزبر آدمخوار نے بڑھ کر گلگون تاجدار جو یہان کا حاکم ہے اُس نے عرض کی کہ ان قیدیون کو غلام لیکر حاضر ہوا خداوند سے عرض کیجیے اُسی وقت گلگون تاجدار ہاتھ باندھے ہوئے سامنے تصویر کے ہو گیا منت و خوشامد عرض کی کہ یا خداوند دولت پر ہزبر آدمخوار دونون مال مسروقہ کو لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے حکم ہوا کہ سامنے حاضر کرو جادوگرون کو حکم ہوا گلگون تاجدار نے بھی اشارہ کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو

کشان کشان لیکر سامنے تصویر کے آئے ملکہ لالہ عذار کے نام بادشاہ نے یہانکے ایک خط لکھا تھا کہ ای لالہ عذار آگاہ ہو تمنے بڑی خطا کی قدرت سے عذر کر دتمکو یہ بھی معلوم ہی کہ علمشاہ اور سمک کو کون لے گیا اگر خواہان ہو کہ قیدیون کا پتہ لگے تو ابھی قدرت فرمادین کہ فلاں مقام پر دونون قیدی موجود ہیں جادوگرنیون کے نام حکم ہوا ہی کہ ابھی جاکر اُنکو لاتی ہیں اگر آنے مین تامل ہوا سر اُنکے آجائین گے پھر کیا عذر کیجئے جب تو لالہ عذار نے جواب دیا کہ خدا و خدائی کو اختیار ہی ہم مجبور و ناچار ہیں تصویر سے ایک آواز ہیبتناک آئی کہ زوجۂ مستان کو بلاؤ وہ نیکبخت حاضر ہوئی آگے سلام کیا عرض کی کہ یا خداوند مناسب یہ ہی کہ زوجۂ مستان حاضر ہی قیدیان ملاکھی آمادہ بیٹھے ہونگے دورا حاضر ہونگے قیدی بھی چاہئے ہیں کہ قدرت اُنکی خطا معاف کریں تصویر سے آواز آئی ای سدگان میں قدرت کو منظور یہ ہی کہ انکی خطا معاف ہو کرین ترشہ تر پیکر میں مذہب یزدان پرستی میں ہیں آج تک مسلمانوں نے نہیں پہچانا کہ مذہب مسلمانان کیا چیز ہی اور مذہب ہفت پیکر پرستی کیا ہی مسلمانوں کے طریقے ہمارے مذہب سے بہت ملتے ہیں اب یہ درمسلمانوں پر بلائیں نازل ہونگی اور انسان سے حیوان بنیں گے گلگون تاجدار کو حکم ہوا جلاد کو وہ گلگون کو بلاؤ یہ سنکے گلگون تاجدار نے آواز دی ایک پہلو سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی سر حاضر منہ پہاڑ سا بال کھلے ہوئے کمر سے نیچے لٹکا گئی تھان کا دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوئے چلی آئی ہی تعریفیں ہفت پیکر کی کرتی ہوئی تصویر سنگ کو دیکھکر دنگ ہو کہ پتھر کی تصویر کیونکر باتیں کرتی ہی آواز آئی کہ سمنکال جادو جلد اپنے کو مکان پر سمین کے ہو پکا ڈ گنبد قہر کو شاکر سمک و رستم کو لے گئی ہی لیجاکر بٹھایا ہی یہ سنکر وہ جادوگرنی موسومہ سمنکال سامنے تصویر کے ناچنے لگی جو جو کمال کر رہی ہی تصویر سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت جلد جا تو سمجھ گئے قدرت کے سامنے لانا یہ سنکر سمنکال چلی پہاڑ سے کو دی دور سے دیکھنے والا جان جائے کہ گویا شیر گرسنہ جاتا ہی اب حال رستم و سمک عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو راستے سے غائب ہوئے اب جو آنکھیں کھولیں اپنے کو ایک بارہ دری میں پایا آوازین آرہی ہین

کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دیوار مکان شق ہوئی دیوار سے ایک مار سیاہ نکلا زبان نکالتا ہوا طرف علشاہ کے چلا علشاہ نے پانون کی آہٹ دے کر ہٹ ہٹ کہا وہ مار سیاہ نہ ہٹا جھپٹ کر رستم وسمک کے لپٹا آواز مہیب آئی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو اب جو علشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سمنکال جادو مجکو اور سمک بلداقی کو لیے ہوئے کوہ گلگون پر سامنے تصویر کے حاضر ہی بہ عتاب خطاب ہوا کہ ای بندگان مغضوب بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو بہت پچھتاؤگے کسی پہلوان نہ پاؤگے رستم نے مردانہ وار کلام کیا اور جواب دیا کہ او مکار وحیلہ ساز وشعبدہ باز کیون باتین بناتا ہی جیسا تو نے شیطان کا ساتھ دیا ہی ویسی شیطان نے تیری ہدایت کی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین تجھپر لعنت کرتا ہون آواز آئی کہ ای سمنکال ان دو نو کو اُسی قید خانے مین لیجاؤ لیجا کر قید کر جب دن اختتام میعاد طلسمی کا آئیگا اُس دن یہ بھی قتل ہونگے سمنکال نے ان دونون کو اژدہے پر سوار کیا کوہ گلگون سے نیچے اُترا اب طرف قید خانے کے قید لیے جاتی ہی اب حال ملکہ سیمتن کا مفصل عرض کرتا ہون سیمتن ملکہ لالہ عذار کی ہمراہ اپنے مکان پر تھی کہ ہرکارہ نے خبر پہونچائی فلان صحرا مین آپ کی ہمشیر لڑ رہی ہین سیمتن جلد کر آسمان میں اُڑی جب اُس ساحرے گنبد قہر ہفت پیکر کو دیکھا سیمتن سے ۔ دیکھا گیا اس زور وشور سے گری کہ گنبد کے ٹکڑے اُڑا دیئے رستم وسمک کو اپنے مکان پر لائی دوسرے تصریر بن گئی تھی کہ تیسرے برس کے سامنے رستم کے جاؤن اتنے عرصے میں سمنکال ہو کے رستم وسمک کو لے آئی سیمتن نے چند کنیزون کو بھیجا کر دیکھو اکیلے مکان مین دونون صاحب کیا کر رہے ہیں یہ سنکر کنیزین گئیں اور آکر خبر لائی کہ اسباب سحر پڑا ہی اس وجہ سے معلوم ہوا کہ رستم وسمک کو سمنکال جادو اُٹھا لے گئی سیمتن یہ کہہ کے اُٹھی کہ کیا سمنکال کی قضا آئی ہی تو مقرب بارگاہ خداوندی کہلاتی ہین ہم لوگون کے مقابلے مین نہین آتی ہین ہم غیر مقام کے رہنے والے بعد چندے چلے جائینگے اپنا ملک دل لڑ بھڑ کر لینگے یا شاید خداوند ہفت پیکر ہماری

داد دینے لگے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی ایک آواز دی بارہ ہزار کنیزین گرد آئین طاؤس
زرین بال پر مالک سوار ہوئی چند کنیزون کو روانہ کیا کہ مفصل ہمکو خبر پہونچاؤ کہ کہاں لشکر
بی سمنکال کو کیا حکم ملا یہ کہکے طاؤس اڑایا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر راہ میں کنیزون
نے آکر خبر دی حضور بی سمنکال کو قید مل گئی کوہ گلگون سے آتی ہین سمتین یہ خبر پاکر چلی
سمنکال قیدیون کو لیکر کوہ سے اتری ہی صرف تین کوس راستہ طی کیا ہی کہ پشت سے
آواز آئی باش او سمنکال آگے نہ بڑھنا ہماری غفلت مین قیدیون کو لے نکلی سمتین
نازک مزاج اب کہان جائیگی یہ کہکے سحر کیا لشکر مین سمنکال کے تلوار چلنے لگی جہان دو
کھڑے تھے ایک نے ایک کو ہاتھ مار دیا کسی نے کسی پر گولہ مارا ایک تھوڑے ہی عرصے مین
کئی ہزار جادوگر مر کر لشکر سمنکال کے گرے مرنے کی جو جادوگرون کے آواز کان مین
سمنکال کے آئی غصے مین پلٹی پلٹ کے جو دیکھا لشکر والے آپس مین لڑتے ہین ایک کو
ایک سے دشمنی اور ایک کو ایک سے رنجش ہی حربے کھینچے ہوئے وار چل رہے ہیں شعلے
بھڑکے ہوا خلاف چلی سمنکال نے جو یہ تباہی اپنے لشکر کی دیکھی اسیرون کے لاتے پھرتے
غصے میں پلٹی جھولی میں ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا طرف آسمان کے پھینکا آواز دی کر ہوا
آؤ ہمسے بڑی بے ادبی ہوئی ہر ہمارا سحر ایسا نہیں کرتے مقابل ہو تمہارا بڑا مرتبہ ہی
یہ کہتی ہوئی بڑے بانکپنے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے گھبرائی ہوئی جاتی ہی جو اسباب سحر طرف
آسمان کے پھینکا تھا اس سے کچھ غبار پیدا ہوا جب غبار برا شارہ کیا غبار پھٹ کے الگ ہوا
دیکھا اندر سے سمتین مع ساتھ والیون کے سحر کر رہی ہی چاہتی ہی کہ یہ سب آپس مین مصروف
جنگ ہوں تو قیدیوں کو لے نکلوں سحر سمجھ سمجھ کے کر رہی ہی رہیں ہلا دی آگ برسائی
سمنکال نے جو سمتین کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ کیون حیر تو ہی تمہیں کاہیکا غصہ ہی مین
قیدیوں کو چھوڑ دون سمتین نے گولہ مارا سمنکال نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے
تھے کہ سمتین جانب کری اسیرون کو مار کر غبار زمین کا اٹھایا منظور ہی کہ سمنکال کو خاک
مین ملا دون یہ سوچ کر مٹھا غبار کا پھینک مارا غبار بلند ہوا لشکر سمنکال غبار
مین گھر گیا آپس میں سر ٹکرانے لگے سمنکال نہایت حیران و پریشان ہو کر

لیکن دفع سحر کر رہی ہو مگر غبار بڑھتا جاتا ہو سمنکال جست کرکے آڑی کہ سیمتن سے للکار اکر لوا کہاں جاتی ہو ہم سے مقابلہ کر منھ چھپا کے نہ بھاگو، رہ سامنے حدا وند ہفت پیکر کے ذلیل ہوگی سمنکال نے جو سیمتن کو آتے ہوئے دیکھا اور تو کچھ بن نہ پڑا ال سرکے تو چکر اس پریشانی میں سیمتن پر کھینچ مارے سیمتن برہاران ساہ بہے لگے سیمتن نے ہنس کر کہا کہ لوا یہ سحر تو ہماری لونڈیاں بھی نہیں کرتیں تمہ نے کیا سمجھ کے کیا ہیں ان سانپوں کو کب مانے گی ملکہ ان مگوڑوں کو مار دنگی یہ کہہ کے ہاتھ ہلایا وہ سانپ مرکر گرے گھبرا کر سمنکال نے اور کئی سحر کیے سیمتن نے دفع کیے آخر سمنکال سحر کھینچکر سیمتن پر جا پڑی آپس میں نیچہ چلنے لگا ایک مقام پر سیمتن کے منھ سے یہ نکلا خدا کی قدرت کہ ہمسے بی سمنکال لڑ رہی ہیں دیکھو ہوا قدرت نے مدد بھیجی ہو بڑا سا حرز بہ دست آتا ہو یہ سنکر سمنکال پلٹی سیمتن نے تیچہ مارا سر سمنکال کا اڑ گیا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے میں سیمتن نے کنیزاں سمنکال کو قتل کیا کڑک کر گری قیدیوں کے نگہبانوں کو مارا رستم وسمک کو لیا چلتے چلتے ایک سحر کر دیا کہ یہ آپس میں لڑیں جب ایک کو ایک دیکھے غصہ آئے آپس میں سحر ہوا ن رستم وسمک کو ملکہ سیمتن نے گلشن خیال میں گدرا کر جو سحرا اور باغ متعلق کوہ گلگون ہو اُن سمنکالوں کو سمنکال دیکھ گئی ہر اسکی کنیزیں بھی آگاہ ہوئیں اتنی بڑی ساحرہ ماری گئی اب دیکھیے کیا آفت برپا ہو ہفت پیکر کو ضرور خبر ہو گئی دیکھیے کیا تدبیر کرے دوسری سرحد میں جلد جاہیے ہر چند کہ تلاش وہاں بھی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف کوہ نیرنگ کے لمٹین راہ میں کئی تیر ملے سیمتن نے انکو مارا مار پیٹ کے بیچ کے مرحلے مٹائے سامنے کوہ نیرنگ کے سیمتن کا باغ بھی نامی بہشت شداد تھا اُس باغ میں لاکر رستم وسمک کو ہوشیار کیا قید سحر جسم سے دور کی مقام صدر بیٹھنے کو دیا آپ ایک گوشے میں آئی ایک شاگرد کو بلایا کہا ان رستم کے جاؤ کہنا کہ میں نے آپ کے واسطے بڑی جانبازی کی آپ کو یہاں لے آئی آپ اطمینان سے بیٹھیں تو میں خبر کو ہمن کی جاؤں یہ تو دریافت ہو کر لالہ عذار پر کیا گذری اوّل ہفت پیکر نے ہی لکھا تھا کہ ای مہان عزیز بیٹی کو سمجھا دا ایسا نہ ہو کہ قہر غضب خدا وندی میں گرفتار ہو یہاں کچھ خبر نہ ہوئی اب جا کے دیکھوں کہ کیا رائے قرار پائی

یہ کہکر شاگرد سے چاہا کر ٹرسون کا ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا اسا سے آیا کہا کہ کیون ملکۂ عالم کہان چلیے گا سیمتن بے غصّے مین جواب نہ دیا جست کر کے طاؤس پر سوار ہوئین طاؤس آسمان مین ڈوبا چہار جانب دیکھتی ہوئی ایک مقام پر پہونچین دیکھا کہ ایک مکان وسیع آسمین ہزاروبندگان خدا قید ہین ایک مقام پر ایک نازنین نہایت حسین سرنگون کلیجہ خون زبان ہین سوزان قلب پر ہجوم رنج ومحن بیقرار جیسا حسطر اشار ون سے یہ سخن کہتی ہین نظم

پڑتی ہے آکے جان پہ آخر بلائے دل / یا رب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
غصہ ہے غم ہے خون جگر ہے غذائے دل / کھائے لشوق حسن کہ ہوا تمہائے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار / لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دبائے دل
کرتے ہین اشک آتش ہجران یہ کار لطف / ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھائے دل
تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگالے / سینے مین خرمی سے نہ پھولا سمائے دل
جو کچھ سلوک تونے کیے مجھ غریب سے / کیون سو نا بنا تو ہی تھی سزائے دل
تاب و توان و صبر و خرد سب کے چلدیے / رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سوائے دل
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین / مرقد سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل
سوراخ پڑ گئے کہ کہو ہو کے رہ گیا / جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزائے دل
ایسا کہان انیس کہان ایسا غمگسار / بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشنائے دل
او ترک تیری آنکھون یہ عیاری ختم ہے / دونون نے کیا ملوہ ہزارون اڑائے دل
گستاخیان ہین بے ادبی کے کلام مین / کیونکر کہون زبان سے جو ہے مدعائے دل
اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا / اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

یہ نگاہ غور جو سیمتن نے دیکھا لالہ عذار بیقرار و اشکبار قید ہین ہنسی ہے تڑپ کر گری نعرہ کیا کہ سیم سیمتن یہ کہکے قید جسم سے لالہ عذار و مرجان شرخ پوش کے دور کی اور زبان سے سوزن نکالی اور ایک گولا مارا کہ قید خانے مین اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین ایک تخت تیار کر کے مان بہن کو اسپر سوار کیا اور لے نکلی کہ پہلو سے آواز آئی یہ کون گستاخ ہے کہ گنہگارون کو لیے جاتا ہے سیمتن نے پلٹ کے دیکھا کہ نخل سے ایک ساحرہ نکلی بال پریشان سوے سر متل

شمع کافوری روشن دہن نظیر گلشن و دہن سے للکارتی ہوئی کہ خبردار او سیمتن آگے نہ بڑھنا سیمتن نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پلٹی وہ کڑک کر گری دامن و گریبان میں سیمتن کے آگ لگ گئی ملکہ لالہ عذار نے بڑھ کر ڈانٹا کہ او آتشباز کیوں شامت آئی ہے آتش قہر و غضب سے تجکو پھونک دونگی تو زندہ نہ بچیگی آپس میں سحر ہونے لگا لالہ عذار نے ابروے خمدار پر ہاتھ اللہ اور جو ہلے غنچۂ خاطر کھلے پھول برسنے لگے آتشباز جادو نے دیکھا کہ سیمتن میرے سحر سے بچی دامن و گریبان کی آگ بجھائی کڑک کر جا پڑی آپس میں سحر ہو رہے شعلہ بلند کرکے ابر کے کڑکے سیمتن و آتشباز سے سحر ہو رہا ہے دونوں مصروف جنگ ہیں کہ لالہ عذار نے پہلو سے آکر ہاتھ ہلایا برق چمکائی آتشباز پر برق گری آتشباز جل کر خاک ہوئی مار کر آتشباز کو ملکہ لالہ عذار کو نے نکلی پشت سے آوازیں ہیبتناک آئیں کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ قید یونکو باغیہ لیے جاتی ہے افسوس کوئی سمجھا نہیں کرتا سیمتن نے پکار کر آواز دی کہ جسکا جی چاہے وہ آئے یہی گوشہ میدان مقام امتحان ہے ہر چند کہ سیمتن ٹھہری مگر کوئی مقابلے میں نہ آیا طرف کوہ نیرنگ کے چل نکلی لالہ عذار سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب منظور ہے جو باغ کوہ نیرنگ کے قریب ہے اسمیں چل کر سکونت اختیار کرو تب واسطے طلسم کشا کے فکر لوح کریں سب نے اُسے قبول کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو سیمتن مع اپنی کنیزوں کے باغ میں لائیں رستم و سمک کو بھی یہیں بلایا اب سب کا باغ میں جماؤ ہے ایک نے ایک کو دیکھا آپس میں اقرار کیے کہ ہوا بر گذر گئی وہ سہ پہر بھی گذر گئی ملکہ لالہ عذار نے سحر کے جانور بنائے دیواروں پر بٹھائے سحر اپنے تیار کیے مطلب یہ ہے کہ حصول لوح کی تدبیر کر دن لیکن واضح رہے کہ آپ وا آزادہ جمع کرکے اسی فکر میں مشغول ہیں تقاضائے کار وقت سحر شہنشاہ سپہر اپنے طریقہ قدیم سے تصویر سنگی میں ہر باتیں کر رہا ہے معتقد جمع ہیں نیرنگ جادو سامنے حاضر ہے کہ تصویر سے آواز آئی کہ ای بندۂ خاص التماس عنقریب ہو گیا کہ تیری سرحد میں آکر باغی بسے ہیں لیکن جلد کسی کو بھیجو۔ جا کر اُن سب کو سمجھا بجھا کے لے آئے قیدیوں کا قتل واجب و لازم ہے انکا گرفتار ہونا ضرور ہے یہ سنکر نیرنگ تاجدار نے سر جھکایا پلٹ کر آواز دی کہ افراش زمیندار کو بلاؤ نیرنگ تاجدار کے کہتے ہی افراش زمیندار مع بارہ ہزار

حضور کے حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے آنکھوں سے بجا لائیں تصویر نے حکم دیا کہ جلد جاکر پسرِ حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ افراشل زمیندار ایک گینڈے پر سوار ہوا اور فوج ہمراہ لیکر چلا شاں نیرنگ تاجدار نے سب بتا دیے کہ فلان مقام پر جانا افراش بموجب حکم چلا یہان باغ مین جلسہ آراستہ ہے سیمتن کو بس کی خوشی کا خیال ہے کنیزوں کو حکم دیا ہے کہ گانے کو بلاؤ شراب وکباب لاؤ جیسے ہی سیمتن نے حکم کیا اور محفل مین کیسر دن نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین دورِ شراب چلنے لگا اور ایک گائن نے بآوازِ بلند یہ غزلِ عاشقانہ سنا سنے اہلِ محفل کے شروع کی نظم

چل منزلِ فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے
آماشد نفس میں صدائے رحیل ہے

روشن ہے صاف آتشِ لالہ سے باغبان
گلزارِ دہر رشکِ باغِ خلیل ہے

جو چیز ہے جہان مین وہ بے مثال ہے
ہر فردِ خلق وحدتِ حق پر دلیل ہے

تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار ہمین ہیڈ سب بخیل ہے

صد شکر آنکھے دیدۂ مردم شناس میں
رعنا کا اعتبار ہے دشمن ذلیل ہے

اس رنگ مین اس گائن نے یہ غزل گائی کہ تمام اہلِ محفل تعریفین کر رہے مین عاشق و معشوق کے اشارے وکنائے حکایت وشکایات ایامِ ہجر کا ذکر وصل کی فکر تمام شب اسی جلسے مین گذری کہ رقاصِ مہرِ درخشاں بصد شوکت و شان جلوہ قصرِ مغرب کو طے کرکے محفلِ ثوابت و سیارگاں میں آیا دیکھتے ہی مہرِ عالم افروز کو ماہ تاباں نے نقاب چہرے پر ڈالی راہی قلعۂ مغرب ہوا گائن سامنے بیٹھی ہوئی تھی وہیں سا ساہی ہے مگر لالہ عذار کہ تردد ہے کہ دیکھین کیا ہو غنچہ دہن قریب بیٹھی ہے اس سے اشارہ کیا کہ کیون غنچہ دہن اگر قدرت کسی سے دشمنی کریں وہ شخص اس اقلیم مین رہ سکتا ہے غنچہ دہن کا اشارہ ہے کہ ہفت پیکر کا دشمن اس اقلیم مین نہین رہ سکتا پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اس اقلیم سے کوچ کی تدبیر کرو تشہزادہ یہان کیونکر رہیگا سعد بڑی مشکل ہے ایک سرحد کو چھوڑا دوسری سرحد میں آگئے یہ بھی اُسی کی عملداری ہے اب کہاں جائیں سوائے اسکے کہ طہران وغیرہ مین گذر ہوتب جاکر بسر ہو ورنہ ان ممالک مین وہ کاہیکو رہنے لگا کیون غنچہ دہن تم شاہزادے سے ذکر تو کرو کہ اگر اس قیام سے

لکھا سی ہو تو کہاں جا کر رہیں غنچہ دہن نے رستم سے پوچھا رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ انشاءاللہ
اس اقلیم کو اسلام آباد کرینگے مگر بڑا غضب تو یہ ہو کہ قبلہ و کعبہ مقید ہوئے جملہ شمشیر زن
صف شکن لڑے بھڑے کٹے پٹے بانکے ترچھے جنھوں نے نوشیروان کو شکست دی لقا
سے باختر لیا بڑے بڑے جلیل قتل کیے خان اعظم مالک ترکستان پہلوان زبردست
جسکے صرف چار سو بیٹے تھے اسکو امیر نے شکست دی یہ باتیں تھیں کہ چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں عرض کی کہ اے ملکۂ عالم غضب ہوا باغ آپ کا چہار جانب سے گھر گیا افراش
زمیندار کو خداوند نے بھیجا ہو کہتا تھا فرزندان حمزہ اس اقلیم میں آئے ہمسے مقابلہ نہ کرینگے
اگر مقابلہ کرینگے تو مشکیں باندھ کر خدمت خداوند میں روانہ کرونگا لاشہ ہائے مسلمانان
سے میدان بھر دونگا کنیزوں نے عرض کی کہ وہ ظالم سامنے دروازے کے گنبدے کو
مسخر کر رہا ہے رستم نے تیغ کیستان کو ٹیک کر اٹھے فرمایا میں دیکھوں افراش کون شخص ہے ملکہ
گھبرا کے اٹھا حیران ہو کر آقا کو بھگا لیجاؤں مگر اس زمانے میں نکلنا دشوار ہے مسافر مجبور
ناچار ہے رستم نے مرکب اپنے ہاتھ سے آراستہ کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ کنیز کیا کرے
یہاں چہار جانب کفر آباد مسلمان کا رہنا دشوار ہے رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے سمند کے
رکاب پر ہاتھ رکھا ملکہ گھبرا کے دوڑی کہا اے شہریار اس کنیز کو قتل کرتے جائیے یا کچھ ایسا سمجھائیے
کہ جس سے صبر آئے رستم نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ان مقدمات میں دخل نہ دو ہمارے بزرگ
قید ہیں بھائی بھتیجے سردار نامی و پہلوانان گرامی سب ایک اس میں قید ہو گئے یا ان
سب کو رہا کرینگے یا جان دینگے جو تقدیر دکھائیگی دیکھینگے اے ملکہ ہمکو نہ روکو جہاد راہ خدا ہمارا کام ہے
اسی میں نام ہے ملکہ لالہ عذار نے تھرا کر رکاب سے ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اے شہریار آپ کو خدا
کے سپرد کیا وہی آپکا نگہبان ہے میں روکوں یہ کیا امکان ہے گلشاہ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم وہ مرتبے غازیوں کے ہیں
جو غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار ہیں ہمنے وہ مرتبے کہاں پائے ہم جان دینے پر آمادہ ہیں
آئندہ پروردگار کو اختیار ہے یہ کہکے مرکب بڑھایا ملکہ دروازے پر جو بنگلہ بڑا تھا اوسپر مع کنیزوں
کے آ کے بیٹھی رستم نے باہر آتے ہی نعرہ کیا افراش گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر
ڈٹا ہوا ایک مقام پر کھڑا تھا نعرہ سنتے ہی گینڈے کانپ گیا زمین تھرائی اور رستم نے پکار کر آواز دی او

افراش آ بہارے ترے مقابلہ ہوا افراش نے گیدڑا اٹھایا مغلطے میں رستم کے آیا تسمین لگا ورنہ رستم کا گھوڑا کم ہٹا اور افراش کا گیدڑا زیادہ افراش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی رستم نے کاٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا غصے میں آکر مثل ابر گرم ہوا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ یکستاں پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا آلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے کمر کو تاک کے سر پر ہاتھ مارا اسے سیر کو چہرے کی پیاہ کیا تیغہ لکھنیان خو گرا ابر سر پراگندہ ہوا وہاں سے تلوار گری خود کو کاٹا دو بلعہ وعزمین کو کاٹا سراسر کلئے حرثے کو کاٹا در افرق ہوا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب حد وق سینہ سے مانند سیماب اُتر کر ساے حیات کو ویران کر کے تمد زین کو کاٹا مع رکاب دو مرکب چار ٹکڑے ہوئے سیارہ پکارا تھا نظم

تھی یہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری	اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہو
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو تو جون تیر تھا	خود و قاش زین دو حصہ با صد تنگ ہو
پر نہیں یہ وصف جو میں نے بیان اسکا کیا	بلکہ یہ تعریف تو بس کا اسکی ننگ ہو
آسمانسے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجئے اسکا تو اک چونگ ہو

ہمراہیان فوج افراش نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اس جوان نے مار لیا افسران فوج نے آواز دی رستم کو گھیر کر مارو چار جانب سے بارہ ہزار سوار و پیدل رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے حکم کسرونکو دیا کہ شیر بیشہ صاحقرانی یکہ و تنہا ہیں جا کے ساتھ دکھیں بارہ سو مادیاں پر سوار ہو کر نیزے ہلاتی ہوئی نکلیں جسکو دعوی افسری ہو اُسنے سب کو اشارہ کیا سب نے کمانیں کاندھے سے اُتاریں سڑا کا تیر ونکا چلا کئی سو جوان گھوڑوں سے گرے رستم نے بڑھکے افسرونکو مار ابرے حالی ہوئے رستم قلب میں لڑ رہے ہیں فوج کو درہم برہم کر دیا دریاے فوج میں تلاطم ہی ہوش اسپر و لگام ہے یہی خیال ہے کہ افسران فوج پر کچھ خرابی آئے تو لطف ہی حکم لڑ رہے ہیں اک ہنگامہ گیر و دار بلند کفار سب در دمند رستم کی کمی سے خون ٹپک رہا ہی تمام جسم پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی ہیں جس سے صاف ظاہر ہی کہ ہولی کھیل کر نکلے ہیں تیرانہ و ہنگانہ لڑ رہے ہیں تلوار چل رہی ہی لڑتے بھڑتے قلب فوج میں پہونچے دیکھا علمدار لشکر کفار نہایت قوی تن قوی من چھڑ کو بغل میں دبائے

ہوئے گینڈے پر سوار چار سو جوان نگہبان علمدار تلواریں کھینچے ہوئے گرد علمدار جنگ ... لیے سے نئے
حس مقام پر جسے خون کے دریا بہا دئے رستم نے دور سے دیکھا علمدار کے ہاتھ سے اکثر
لوگ ہمارے لشکر کے سپاہ گلش جان ہوئے علمدار کو یہیں سے رستم نے ڈانٹا ... دیدہ
کار آزمودہ اسنے بھی گینڈے کو مہمیز کیا چار سو جوان تلواریں کھینچے ہوئے آگے بڑھے رستم آکر اس
غول میں پہونچے طلسم شاہ لڑنے لگے جسے بڑھکر رستم کو ہاتھ مارا رستم نے تیغ کہتیاں پر روکا سر کو تاک
کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا جو لڑتے ہوئے جاتے ہیں جوش جرأت میں فرماتے ہیں ای کافران
بیحیا وای نابکاران پر دغا مکر کی لڑائی بہتر نہیں ایک سے ایک مقابلہ کرے کہاں مانو کب مانتے ہیں
چار چار چھ چھ ملکر رستم پر حملہ آور ہوتے ہیں مگر رستم نے کسی کا وار خالی دیا اور کسی کا سپر پر کاٹا اور
کسی کا وار تلوار پر روکا اگر دشمن نے نیزہ مارا تو پہلے سے شان نیزہ اڑا دی گھاٹ سے تیغ آبدار
کے دشمن کو موت کے گھاٹ اتارا اگر کوئی بڑا پہلوان نامی و نامور لڑتا لڑتا قریب رستم پہونچا اور ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر حریف کی پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا اسم رستم
پیلتن صف شکن و تیغ زن اور ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے چور ... ہوا کی قلم کیا
اب ان چار سو جوانوں میں کمی ہونے لگی بعض کہتے ہیں کیا سپاہی ہے ایک جوان کے ہاتھ سے سارے
لشکر کی تباہی ہو جسے اس سے مقابلہ کیا آخر قتل ہوا بعض کہتے ہیں جان بچاؤ نکل چلو افسوس ہمارا قدردان
مارا گیا اب کس کا ساتھ دیں لڑنے بھڑنے نکل چلیں کوئی طرف صحرا کے بھاگا کوئی دریا میں گرا کوئی
چاہتا تھا جان بچاؤں کنویں میں جاؤں مگر ممکن نہیں بھاگے بھگدڑ میں آنکھوں سے نہ سوجھا اندھے
کنویں میں گرے بعضے دربائے کوہ میں جا کر چھپے طلسم شاہ ایک طور پر جنگ کر رہے ہیں تھوڑے عرصہ
میں دیکھا کہ علمدار گینڈا ٹھکرائے ہوئے نعل میں چھڑ رستم پر آپڑا آتے ہی تلوار برسانے لگا رستم
نے روکتے روکتے مرکب کو ٹھکرایا آواز دی او علمدار ایک وار مرد ال عالم کا بھی روک تو نے حملے
کئے سب روکے اب ہمارا وار روک یہ کہکے خبردار خبردار کہا اور ہاتھ تیغ کہتیاں ورنگی کا مارا آسمے
گرا سپر کا اٹھا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے کر کے سر پر آئی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا سر مو فرق ہوا
تا گینڈے علم اور علمدار مرکز میں پر گرے رستم نے آواز دی او بیحیا دیکھو علم ہوا قلم ہوا اب تو قدم سے کے
اٹھے ہر چند آوازیں اعسر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ای بہائیو افراشتہ علم بار بار لگا کر تم لوگ قدم ہٹاؤ جوب

حملہ کرو رستم کو گرفتار کرو افسر کلان تنکال جنگ آزما سے جو دیکھا کہ فوج سب باقی ہو صرف دو چار
ہزار آدمی قتل ہوئے ہیں مگر فوج کے پاؤں اُٹھے جاتے ہیں لڑنے والے جنگ سے گھبرا تے ہیں پیچھے
جو دیکھا رستم نے لاشوں کے انبار لگا دئے دریاخون کے بہا دئے آخر تنکال نے طبل امان بچوب
دلوائی لشکر رستم کا جدا ہوا ملکہ بیگنے پر سے دعائیں کر رہی تھیں اب جو دیکھا فوج دشمن طبل امان بجوا کر صحرا
مین اُتری اور رستم مع اپنی فوج کے پلٹ کر آتے ہین ملکہ مع کنیزونکے بنگلے سے اُتریں طرف دروازے
کے چلین کہ شاہزادیکا استقبال کرین رستم نے خبر سُنی کہ ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی ہیں رستم
گھوڑے سے کود کے ملکہ سے ملے ملکہ خون رحمہائے رستم کا دوپٹہ سے پاک کر رہی ہین تعریفین
کرتی ہین کہ ماشاء اللہ آپ اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی آپ ہی کا کلیجہ تھا اژدہا پہلوان زبردست تھا
جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا لیکر رستم کو بارہ دری میں پہونچایا لباس تبدیل کرایا رستم آکر مسند پر بیٹھے باتین
آپس مین ہونے لگیں سیارہ نے عرض کیا ملکہ عالم یہ تو فرمائیے لوح طلسمی کہاں ہے لالہ عذار رونے لگیں
کہا ہم وہانکے حال سے بخوبی آگاہ ہین لوح تک رسائی دشوار ہے لیکن اب کوئی سر دست بخدمت خداوند
طلسم جائے اور حال پوچھے تو حال مفصل لوح کا معلوم ہو سیمتن بھی اُس محل میں موجود ہے ہم وہان نہین
جا سکتیں اور نہ میرا جانا ممکن ہے کون جاکر پوچھے کیونکر حال معلوم ہو ملکہ نیلم خوشرو پہلو مین ملکہ سیمتن کے
بیٹھی ہے محبت سے اسکی نگاہ سیارہ پر پڑتی ہے گانے پر اسکے عاشق ہے اپنے مقام پر سے وہ اُٹھی اور رستم
کو جھک کے سلام کیا کہا یہ کنیز رخصت ہوتی ہے آپکے اقبال سے ہفت پیکر سے پوچھکر آتی ہے باقی اور
کوشش کا آپکو اختیار ہے ملکہ لالہ عذار و سیمتن کھڑی ہوگئیں کہا اے نیلم بات سمجھکر کہو تمھارا حال ہفت پیکر
کو بین معلوم دیکھتے ہی سمجھ جائیگا مکار ہے ہمسے احوال کہو اُسکی تدبیر بتائیں نیلم نے کہا کہ جو ہم سے
بن پڑیگا وہ کرینگے حال پوچھکر آئینگے کوئی پردہ باقی نہ رہیگا سب حال بتا دیگا جو منظور ہوگا وہ بخوبی سمجھا دیگا
آپ لوگ کچھ نہ پوچھیں جو ہمسے بن پڑیگا وہ کرینگے اُسوقت نیلم ایک ایک سے رخصت ہوئی
قدمونکو رستم کے بوسہ دیا سیارہ کو انگلی سے اشارہ کیا ذرا ہمارے چلو تو تمسے مفصل حال بیان
کرین سیارہ چیلے سے کسی کام کے اُٹھا ایک مقام پر آکر ٹھہرا کہ نیلم اُس مقام پر آئین گلے میں ہاتھ ڈال دیے
کہا اے موہنے والا گھر اب تمسے رخصت ہوتے ہین میں جاکر مفصل کہونگی کہ لالہ عذار رستم پر عاشق ہین
ہمسے بھایا حکم دیا کہ اسے سارکرنکالدو اب کنیز آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اس چیلے میں حال پوچھونگی اگر

حال مفصل معلوم ہوا تو بہتر ورنہ مرتا بھرتا اپنی جان دیا ہے اب سر پر ستو بہن رستم ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ
پوچھ کر آؤنگی ماجان دونگی سیارہ بھی یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کسی طرح مجھکو بھی ساتھ لیچلو نیلم نے کہا یہ
غیر ممکن سیارہ رو کر خاموش ہو گیا نیلم نے اُسیوقت لباس معقول پہنا اپنے کو آراستہ کیا آنکھوں میں سرمہ دیا
لباس بدلکر تخت زریں پر سوار ہوئی تاج سر پر رکھا طرف ہفت پیکر کے چلی قضائے کار ہفت پیکر
مع اپنے مصاحبوں کے کوہ یاقوت پر ہے یاقوت تاجدار مصروف خدمتگزاری سب وزرا امرا جمع ہیں
نازنیاں مہجبین و مہجبینان مہ جبین حاضر خدمت ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ای یاقوت تاجدار دریافت تو کرو
افراشِ زمیندار گیا تھا اُسپر کیا گذری یاقوت نے صوص کی ہرکارے واسطے دریافت خبر کے
گئے ہوئے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ہفت پیکر کی نگاہ پڑی دیکھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین
تمشیر ابرو خوشبو خوشرو آنکھیں بڑی بڑی معلوم ہوتا ہے صبح و شام کا تماشا چشم مردم کو دکھا رہی ہیں عارض
اور رشک قمر گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ظاہر ہے کہ دو نقادار سرکش ایک مقام پر قائم ہیں
شکم صاف و شفاف تختہ الماس کمر نازک چالاک و چست ارادہ درست حق تو یہ ہے کہ اِس ماہ سپہر حسن و
خوبی دعویٰ مصر محبوبی کی صحت عقل سے دور ہے سراسر ذہن کا قصور ہے ساق پا سپر نائے حسن قائم ہے
ستون مصفا پائے نازک اگر زمین پر رکھے نقش پا سے ہلال شرمندہ ہو بلکہ مہر درخشاں اُس نشان کا بندہ
ہو اِس سج دھج سے اُس نازنیں کا تخت پیدا ہوا ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
بے اختیار پکار اُٹھا ای بدیع قدرت کی آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے تخت ٹھہرا زمین پر آکر اُترا
پایۂ تخت کو نیلم نے بوسہ دیا واسطے سجدہ کے جھکی ہفت پیکر نے آواز دی سر جودہ از سجدہ بردار کہ
منت بر تو نصیب کردم یہ سنتا تھا کہ نیلم نے سر اُٹھایا پاؤنکو بوسہ دیا اور پاؤنمیں ایک چٹکی لے لی کہا کیون
خداوند ایک دن وہ تھا کہ ہمکو اپنے ہاتھ سے بنایا حسینان جہان کو ہمارا مطیع گردانا اب قدرت نے ایسا
فراموش کیا حیران حیران ہفت پیکر صورت دیکھ رہا ہے سر سے پاتک گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے آنکھیں نرگس
شہلا حب ملاتی ہیں چھریاں دل کے پار ہو جاتی ہیں کبھی آہ کرتا ہے ہاتھ تھام کر کہا ای جان جہان دائی آرام
دل و جان کرسی پر بیٹھو نیلم بیٹھی وزرا امیر جو حاضر ہیں حیران حیران دیکھ رہے ہیں کہ کیا حسین نازنیں ہے
قدرت محبت باتیں کر رہے ہیں ہفت پیکر نے پوچھا ای نازنیں تو کہاں سے آئی ہے یہ سنکر نیلم نے سر
جھکا لیا کہا یا خداوند میں ایک ضرورت کو حاضر ہوئی ہوں عرض کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ قدرت نے

مجھکو مصاحبوں میں لالہ عذار کی قرار دیا ہمیشہ سے راحت و آرام رہی تھی کہ یکایک وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی میں
نے سمجھایا میرے کہنے کو خلاف دانا یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ قدرت سے باغی ہوکر افراش لشکرکشی
کرکے گیا پسر حمزہ نہایت جری ہے بہادر صف شکن ہے عربی طرح سے نکلکر ہمسنے افراش کے لشکر کا مرتن
کردیا لاشوں سے میدان بھردیا کہ سب گھبرائے وہ سب شکست کھاکے بھاگے پھر شریک مسلمانان ہوئے میں
نے ملکہ لالہ عذار یکتن کو تنہائی میں سمجھایا مگر ملکہ نے نہ مانا مجھے تسلیم کرکے نکالدیا اب دیکھوں کیا
تقدیر دکھائے ہفت پیکر نیلم کو دیکھکر زانو ملا رہی باتیں بھولی بھولی لبوں سے سچائی درج دہان میں گوہر
دندان کی رعنائی زیبائی کا حسن ہوں مہ جبیں ہے ہفت پیکر تھرا جاتا ہے یہ جواب دیا کہ ای جان جہان و ای آرام
دل مشتاقان ہم ابھی انکو سزا دینگے ہمکو وہاں کا امر کرینگے یہ سنکر وہ نازنین چیخیں مار کر رونے لگی کہا حاشا
میں اسکی خواستگار نہیں کہ مجھکو افسری ملے یا قدرت مجھکو پسند فرمائیں ہفت پیکر نے کہا ای مہ جبین خدا
نے تمکو پسند کیا آٹھ پہر دل یہ چاہتا ہے کہ تمھیں دیکھا کریں تم سامنے بیٹھی رہا کرو یہ سنکر نیلم نے سر جھکالیا
کہا یا خداوند میں ایک تحقیقات کو حاضر ہوئی ہوں سارے طلسم میں ہنگامہ ہے کہ عمر طلسم کی تمام ہوگئی ہے
مجھکو اسکا اعتبار ملوں قدرت اپنی زبانسے ارشاد فرمائیں کہ عمر طلسم تمام ہوئی یا نہیں ہفت پیکر بول
اٹھا کہ جو علماے سابق نے لکھا ہے اُس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہے جو عالمیں
کتابیں لکھیں ان مسلو نکارو لکھدیا کیا مجال کسی کی کہ طلسم ہفت پیکر پر نگاہ اٹھاکر ڈالسکے ابھی عمر طلسم
کی تمام نہیں ہوئی نیلم نے یہ سنکر قدموں کو بوسہ دیا کہا یا خداوند تیرے تصدق ایسا ہو طلسم کشا کو لوح
ملجائے کہ قدرت کو صدمہ پہونچے مگر ہم اسکو نہیں چاہتے ہیں کہ قدرت کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے البتہ
لالہ عذار یکتن حیران ہیں لیکن کیا کرسکینگی قدرت سرا سنا دو فرمائیں کہ لوح طلسمی کہاں ہے حفاظت سے ہے مجھے
صاف صاف ارشاد فرمائیے کہ وہاں کوئی جا تو نہیں سکتا لوح سے اطمینان ہو تو قلب قرار پائے ہفت پیکر
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نیلم خوش رہو اصل یہ ہے کہ لوح طلسمی پاس زنخار جادو کے ہے جنگلوں میں وہ پھرتی ہے
کون اُس مقام تک پہونچ سکتا ہے جسپر نگاہ ڈالدے جلکر خاک ہوجائے نام اسکا زنخار جادو ہے تو آتشبار کہیں
چلا ہی اول تو اُس جزائی میں دیوانے ایسے رہتے ہیں کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھاجائیں نیلم نے زانو پر ہاتھ
مارا اور کہا کہ یا خداوند لوح تو ملنا دشوار ہے لیکن حضور سے کچھ لالہ عذار سے بھی ذکر لوح کا کیا تھا اُس وہ
طلسم کشا سے کہدیگی اُسی پر پسر حمزہ کا رہ یہ ہو کا ہفت پیکر ہنسا کہا ای جان جہان طلسمی اُسی بات پر قدرت

بہت سی کہدیتے ہیں ماں باتونکا کیا اعتبار ہے جب اُس پتہ پر جائیگا دھر اجائیگا امان نہ پائیگا وہ تدبیر کی ہے کہ
جب طلسم کشا جائے گرفتار ہو ہمارے پاس قید آئے ہم قتل کا حکم دیں ایک دن میں سکو قتل کریں
مسلمان زندہ نہ بچیں سب جمع ہو کر ایک مقام پر اب ہوگئے ہیں صرف طلسم کشا مع عیار باہر ہے جسوقت
وہ گرفتار ہو کر آئیگا میں جملہ مسلمانوں کو قتل کرونگا اور اللہ عذار کو میں نے دھوکا دیا تھا کہ دیکھوں یہ
کیا کرتی ہے نیلم نے کہا کنیز یہ مانگی کنیز کو مفصل حال بتائیے کہ لوح کہاں ہے تاکہ اطمینان حاصل ہو جبتک
مفصل حال نہ سنونگی مجھکو ہرگز ہرگز چین نہ آئیگا میرے دلکو تسکین ہو جائے کہ لوح ایسے مقام پر ہے
کہ طلسم کشا نہ پاسکیگا طلسم نہ ٹوٹیگا میں بے رت جگا کیا ہے اگر قدرت نے چاہا انشاء اللہ سب حال
معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نیلم اپنے مقام سے اٹھی گرد ہفت پیکر کے پھری کہا یا خداوند امو مفصل فرمائیے
ورنہ لونڈی کو قتل کا حکم دیجئے کہ یہ کنیز بربادی طلسم اپنی آنکھ سے نہ دیکھے ہفت پیکر نے کہا ای کنیز نہ گھبراؤ
تمسے مفصل کہدینگے اسوقت جاؤ شب کے وقت آنا قدرت کل حال لوح بتادینگے کوئی بات باقی نہ رہیگی
نیلم نے دست بستہ عرض کی ابھی اُن لوگونپر فوج نہ بھیجی جاے ورنہ کام بگڑ جائیگا ہفت پیکر نے کہا ای
بندی قدرت کی نہ گھبرا ابھی فوج نہ بھیجینگے تمھاری راے پر مدار ہے رہا اسوقت ہنگامہ دربار داری ہے
اُسوقت ہمکو بخوبی فرصت ہوگی تم آنا تمکو سب حال مفصل بتلادینگے اور صلاح بھی تمسے لینگے اور جو صلاح
تمھاری ہی راے پر کاربندی ہوگی نیلم سلام کرکے رخصت ہونے لگی پھر کنیزوں کو ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ اسکو قصر مروارید نگار میں لیجاؤ کنیزیں نیلم کو قصر مروارید نگار میں لیکر آئیں سامان دعوت
کا ہونے لگا لیکن بعد جانے نیلم کے ہفت پیکر وزرا سے پوچھتا ہے کہ تم سب کی کیا راے ہے نیلم نے سامنے
فوج کرکے راسے گرفتاری طلسم کشا روانہ کرون دل دھڑکتا ہے قلب پھڑکتا ہے وزرا نے عرض کی اگر
قدرت اسکو اپنا دوست جانیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور اگر کسیطرح کا حال ہے تو سدے کیونکر عرض
کریں کہ باعث خرابی ہو تو کیسی مشکل ہو سرکار کو اختیار ہے جو مناسب جانیں وہ کریں ہفت پیکر
سرنگوں بیٹھا ہے کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سب دیکھنے لگے کچھ پھول برسے کچھ آگ گری کچھ جھونکے ہوا
کے چلے آوازیں ہیبت ناک آئیں جس سے مراد یہ تھی کہ ای ہفت پیکر ایسا آ ایسے ماہر ہوا اپنے کو
بھولا ہفت پیکر طرف آسمان کے دیکھنے لگا آندھی موقوف ہوئی دیکھا سب نے تخت پر ایک ضعیف
عورت جوڑا اتارے ہوئے ترسول ہاتھ میں تخت پر سوار اگر پہونچی ہفت پیکر نے جو اس عورت کو دیکھا

اُنکو سلام کیا کہا مادر مہرباں آیئے میں تو آپکا مشتاق تھا اُسنے قریب آکے ہفت پیکر کی بلائیں لین کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر میں ایک ضرورت سے آئی ہوں مجھکو بڑی فکر تھی انجام اُسکا کیا ہوا ہفت پیکر نے کہا وہ سب معاملہ اُسیطرح ہے کسی امر میں فرق نہین آیا کہا تو میں جاکر انتظام کروں ہفت پیکر نے کہا کیا مضائقہ ہے اسطرح کی باتیں ہوئین کہ منسر و وزیر جو سامنے بیٹھے تھے یہ سمجھے کہ یہ عورت کسواسطے آئی ہے اور یہ کون ہے کیا انتظام کریگی کس چیز کو قدرت سے پوچھیں ہیکوئی کسی بات کو۔ سمجھا اُس عورت نے بیٹھے بیٹھے کہا کیوں لڑکے کیا اب شوق شراب وکباب بالکل موقوف کر دیا ہے ہفت پیکر نے کہا ایسا تو نہیں ہے میں تو ہر وقت شراب وکباب مین مصروف رہتا ہوں اکثر خفا رہتا ہوں یہ سُنکر بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا اک جام لبالب دھواں اُس سے نکلتا ہوا انیکر ہفت پیکر کو دیا ہفت پیکر نے اُسکو پیکر نصف جوانی رہا وہ عورت کو بلایا ایسے رازونیاز نا تو مین آج بہت ہوے کہ جو دہن میں کسی کے نہیں آئے عرصہ تک انہیں صلاح دستور رہا مگر ایسی باتیں ہوئین کوئی سمجھا نہیں کہ ان مقدمات سے مطلب کیا ہے بعد عرصۂ دراز وہ ضعیفہ یہ کہکے اُٹھی کہ مین جاتی ہوں ہفت پیکر نے کہا جائیے جب کبھی کوئی محل موقع ہوگا تو تکلیف دونگا اُس عورت نے سر ہلایا مراد اس سے یہ بھی کہ تیری مصیبت ہم ہرگز نہ دیکھ سکینگے جب تو بلائیگا ہم آئینگے وہ ضعیفہ تخت پر سوار ہوئی اُسیطرح آدھی اُٹھی دیر تک اندھیرا رہا ہولناک صدائیں آئیں بعد عرصۂ دراز کے ہوا صاف ہوئی پھر اُسیطرح ہفت پیکر بیٹھا تھا وہ جو عورت آئی تھی وہ چلی گئی منسر و وزیر حاضر ہیں ہفت پیکر نے کہا اے منسران سلطنت واے وزیران اُنہت تم لوگ سمجھے کہ یہ کون صاحب تھیں جنھوں نے مجھے سرفراز فرمایا سب نے عرض کی غلامون نے کبھی اُنکو نہ دیکھا تھا آج دیکھا غلام کیا جان سکتے ہیں یہ قدرت کے کارخانے ہین قدرت کی ذات پر موقوف ہین کسی کو دخل نہیں یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا یارو قدرت خود جانتے ہیں تشش اعلیٰ کی حرلاتے ہیں ورنا اُمرا دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے کہ قدرت کہاں جاتے ہیں سب نے ملکر وکا لیکن ہفت پیکر نے یہ نہ بتایا کہ یہ ضعیفہ کون تھی کیا کہگئی کس انتظام کیواسطے آئی تھی سب خاموش ہو رہے ہفت پیکر بھی خاموش بیٹھا ہے کہ سلیم خوشنوا اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتے ٹہلتے آئی ہفت پیکر کو بیٹھے دیکھا کہا یا خداوند کیسرا رخصت ہوتی ہے جاکر لالہ عذار وغیرہ کی خدمتین رہوں کہ اُنکو اطمینان رہے ہفت پیکر نے کہا تمہارے پاس فوج روانہ کرینگے سلیم نے کہا میرے جانے کے بعد قدرت فوج روانہ کریں میں لالہ عذار کو گرفتار

گردونگی، ہفت پیکر نے حکم دیا تم چلو ہم فوج روانہ کرینگے سروپا کو نیلم کے دیکھا کیا نیلم ناچار کچھ سامان نہ بن
پڑا اور مطلب حاصل نہوا حیران حیران جس پریشانی میں آئی تھی اسی حیرانی میں گئی یہاں ملکہ لالہ عذار سے
سیارہ سے صلاح کی کہ فکر لوح واجب و لازم ہو سیارہ نے کہا ضرور فکر لوح کی کرنا چاہیے بدون حصول لوح
کسی شے پر ہاتھ چلانا مناسب نہیں لالہ عذار نے ذکر کوہی ہو کہ یہاں تھوڑی دور پر قصر ہفت مدارج مشہور ہو ہے
سنا ہو کہ قصر ہفت مدارج میں لوح ہو مدت سے یہ خبریں سنتے ہیں اور طلسم کشا کو بھیجیں امتحان اقبال کا بھی
مقام ہو ایسے امتحان میں طلسم کشا کا نام بھی ہو رستم تو راضی ہیں لیکن لالہ عذار نے دیکھا کہ اگر نیلم گئی اور لوح دستیاب
ہوئی تو باعث خرابی کا ہوگا اس سوچ میں بیٹھے ہیں کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی رستم نے کہا دریافت
تو کرو کنیزیں گئیں گھبرائی ہوئی آئیں جواب دیا خونخوار جنگ آزما نام پہلوان بھائی افراش کا اس طرف
سے جاتا تھا خبر ہوئی اسے اپنے بھائی کی پائی کہ میرے بھائی کا قاتل اس باغ میں موجود ہے قریب باغ کے
اتر پڑا قاتل کو طلب کریگا رستم نے کہا اسکی کیا مجال ہو جب بلائیگا اسکے مقابلے کو جائینگے خونخوار بیرون باغ
کے چلا ساتھ والوں نے پوچھا حضور کہاں جاتے ہیں خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا در باغ پر پہونچا اک لات
ماری دروازہ باغ کا کھل گیا یہاں رستم لالہ عذار کے پہلو میں بیٹھے ہیں کہ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں اور
آکر عرض کرنے لگیں اے شہریار خونخوار جنگ آزما نے لشکر تو بیرون باغ چھوڑا آپ در باغ کے قریب آگیا
علمشاہ نے کہا آئیدو خبردار کوئی راہ میں روکے ٹوکے نہیں قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے رستم ٹہلنے لگے لالہ عذار
کو منع کر رہے ہیں کہ تم کسی مقدمے میں دخل نہ دینا ایسا ہو کہ عذر کرے کہ ہم سحر نہ جانتے تھے ساحرہ نے
کیوں دخل دیا لالہ عذار کہہ رہی ہو کہ یہ ساحر ہو ناچار ہو کر سحر صرف کریگا اس سے ڈرنا چاہیے یہ ذکر تھا کہ سامنے
سے خونخوار جنگ آزما مل کرتا ہوا پیدا ہوا رستم کو جو لالہ عذار سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا حل گیا مدت سے
لالہ عذار پر عاشق ہو آواز دی ماش اے پسر حمزہ غضب کیا میری معشوق سے باتیں کر رہا ہو اے لالہ عذار
کیوں اپنے مرنے کی فکر کرتی ہو چیر پھاڑ کر پھینکدونگا ہمارے عشق سے انکار کیا پسر حمزہ کو بلا کر باغ میں اپنے
پاس بٹھالیا اب بچنا تیرا دشوار ہو قدرت کو خبر اچھی طرح ہو جیگی برابر جو چین آئینگی جان بچانا دشوار ہوگا
رستم نے ہاتھ لالہ عذار کا چھوڑا طرف خونخوار کے بڑھے اسنے آواز دی او پسر حمزہ میرے مقابلے کو آنا
ہی چاہیے ہی رستم چھپٹے کل شمع کا نور ہے بیتے الیاس بجاتے تھے پھولوں نے آنکھیں کھولیں غنچے کھلنے
شگفتہ سے آنکھیں ملا رہے تھے تمام دن جب بہادر دیکھا کہ ساحر پہاڑ رستم نے پلٹ کے دیکھا چار طرف کہ

کل روشن ہو گئے جو سنو آتی ہے نسیم جام عیش دکھاتی ہے عندلیباں جوشنوا مصروف زمزمہ سرائی رستم
فرزند صاحبقران مزاج میں غصہ لا کر بڑھاتے ہوئے جاتے ہیں ہر مرتبہ یہی خوف ہے کہ ایسا ہو یہ بیچا
سحر کرے تیغہ گیتیاں فرنگی برہنہ پڑا ہوا اسپر فولادی پشت پر قرص قمر پہلوے ماہ تابان میں چاہتے ہیں
کہ جھپٹ کر قریب خونخوار کے پہونچیں کہ بیچ محل کی شق ہوئی ایک طائر برابر عقاب کے پیدا ہوا رستم پر
تڑپ کے گرا بیچ کمر میں دیگر آ کر گیا لالہ عذار نے للکارا ایک گولہ طرف خونخوار کے پھینکا کہ مثل آگ رستے
لگی ایک گولہ طرف آسمان کے طائر کو تاک کر مارا پاؤں پر جو طائر کے پڑا پاؤں اسکا زخمی ہوا قطرات خون کے
ٹپکنے لگے مگر طائر بلند ہوا چلا جاتا ہے گستاخی یہ کہ پلٹ کے آواز دی او لالہ عذار یا پاؤں تو لے میرا زخمی
کر دیا میں سمجھ لونگا دوسرا گولہ لالہ عذار نے اور مارا کی اسا ملہ ہوا تھا کہ گولہ وہانتک نہ پہونچا پکار کر
لالہ عذار نے آواز دی او مکار اب کہاں جائیگا طائر نے کہا خونخوار نے سحر کیا ایک لالہ عذار نے چند دانے
سے پھینکے کچھ شعلے وغیرہ خونخوار پر گرے یہ ساری ان شعلہ ہاے آتش کو کف ماتھا پر ہاتھ ہلا دیا کچھ اسم سحر کے پڑھ
کچھ دستک دی شعلے دفع ہوئے لالہ عذار نے جھولی میں ہاتھ ڈالکر ایک چنگیر نکالی اسپر اسم سحر کا پڑھکے طائر پر
کھینچ مارا کہ خونخوار کے ہوش اڑ گئے وہ چنگیر جا کے پاؤں پر طائر کے پڑا دونوں پاؤں طائر کے قلم ہو کے گر سے
طائر مرکز ایک جانب چلا رستم اسکے ہاتھ سے چھوٹے غلغلہ ہوا کہ طلمشاہ آسمان سے طرف زمین کے آتے ہیں
یہ سنتا تھا کہ لالہ عذار نے بیتاب ہو کر دستک دی آواز دی ہوا خواہ فرزند صاحبقران زمین پر نہ جانے
پائیں یہ جو پکار کر کہا دو رنگی زمین سے پیدا ہوئے ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوئے رستم کو بالاے ہوا روک دیا
قائم ہوئے خونخوار طرف طلمشاہ کے چلا رنگی غائب ہوئے رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے ادھر خونخوار
ادھر سے رستم ملکہ لالہ عذار بھی سامنے کھڑی ہیں جو سحر خونخوار جنگ آزما کرتا ہے ملکہ لالہ عذار دفع کرتی
ہیں ہر مرتبہ یہ آواز ہے اے مرداں عالم جنگ کرو رستم اسفندیار کا نام مٹا دو رستم خونخوار پر چار چوٹے الہیں
نیزہ چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرح خونخوار ہوشوں کو ہلا دیتا ہے کبھی ہاتھ جھکاتا ہے کبھی کہتا ہے
کہ ہاں بچاؤ ان کھونکو۔ ملاؤ۔ فرزنداں صاحبقران ہیں یہ کہکے خونخوار برے کو جل دیتا ہوا قریب رستم
کے گیا رستم کے نیمچا ما سامان برے سے چنگاری آگ کی نکلی وہ چنگاری نہ تھی شہرہ بجتا کمر میں رستم کی پڑا
اور بسکہ طرف آسمان کے چلا خونخوار نے زور سے دستک دی ایک رنگی سیاہ رو پیدا ہوا دیں سے
رنگی کو کسی نے للکارا کہ حرامزادہ کہاں جاتا ہے رنگی بولا کہ مجھے کون منع کرتا ہے دیکھا کہ ماڑی ہنستی ہوئی پکارتی

ہوئی، وہ عاشق صادق یوں دیوانہ ہو گیا ہماری شمع جمال کا پروانہ ہو گیا جب اُس نازنیں نے مسکرا کر آواز دی اُدھر وہ پنجہ جو رستم کو لیے چلا تھا ایک مقام پر رک گیا اور زنگی کے کان میں آواز آئی ادھر آنے والے ٹھہر جلدی اچھی نہیں زنگی ٹھہرا نازنیں مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی اُس زنگی پر جا پڑی کہا کیوں نگوڑے دیوانہ ہوا ہے جو چاہتا ہے کر یا ہی ٹھہر جا ہے تو بات کرے جیسے زنگی ٹھہرا نازنیں نے جھپٹ کر زنگی کا ہاتھ تھام لیا معلوم ہوا آگ کا شعلہ تھی وہ زنگی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد جل کے خاک ہوا بعد عرصہ دراز کے آواز دی کسی مرا نام من داہمہ جادو بود زنگی کا طلا کہ خونخوار نے معمولی پر ہاتھ ڈالا ایک کارد سیاہ نکالا مقراض بھی نکالی چاہتا ہے کہ کچھ کاٹوں کہ آسماں سے ایک برق چمک کر گری کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا رستم تو اُسی برق نے رو کا لشکر میں پہنچا لالہ عذار نے دیکھا کہ نیلم ہے دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا اے نیلم بڑا کام کیا ساتھ والے خونخوار کے اپنے آقا کا مرا دیکھ کر بھاگے رستم کو نیلم و لالہ عذار و سیمتن اپنے ہمراہ لیے ہوئے اندر باغ کے آئیں اپنے اپنے مقام پر سب کھڑے ہوئے رستم نے فرمایا کیوں نیلم لوح کا کچھ حال معلوم ہوا نیلم نے عرض کی میں کیا گذارش کروں کچھ عجب طرح سے گول گول بیان کیا ہے کہ مفصل حال نہ کھلا ایسے طور سے اُسے بیان کیا کہ طائر وہم و خیال بھی وہاں نہیں ہو سکتا اے شہریار تلاش لوح نہایت دشوار ہے مگر پروردگار مالک و مختار ہے اگر ساہو جستجو ہے لوح میں بکلیں خدا نخواستہ اور کسی بلا میں گرفتار ہوں تو بڑی مشکل پڑے گی تلاش سے لوح کا ملنا دشوار ہے اب مشورے ہونے لگے سیمتن کا کچھ قول ہے نیلم خوشرو کچھ کہتی ہے لالہ عذار کچھ بیاں کرتی ہیں رائے میں اختلاف ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے ہر ایک کو یہی تردد ہے کہ دیکھیں انجام کیا ہو رائے میں اختلاف ہے کہ اس جلسہ میں سیارہ آیا عرض کی اے شہریار غلام جو تلاش میں حضور کی نکلا تھا ایسے تیں کوس پر جا کے ایک قصر دیکھا ہزار ہا نازنیاں مہ جبیں وہاں بیٹھیں غلام وہاں ٹھہرا آسمان سے برق چمکی اک تاجدار آیا اُس سے لوح کا حال بیان کیا ہر چند کہ سختی ہوا مگر لوح نہ ملی سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہے اور اگر وہ تیا ہوئی اور کچھ فکر ہو گی وہاں تشریف لے چلیے تب سامان ہوگا یہ کہہ کے سیارہ نے رنگ روغن عیاری کا نکالا رستم کو ایک ساحر بنایا ملکہ لالہ عذار کو وزیر اعظم بنایا ملکہ سیمتن کو در پردہ دست چپ قرار دیا اسطرح رستم کو تخت پر سوار کیا لالہ عذار وغیرہ نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا فضائے کار بہ قصر جو دیکھ کر سیارہ آیا تھا یہ قصر ملکہ شیرانے گرانہ دندان کا ہے کہ مشیر اس سلطنت و وزیر ان کے ہمت سے تھی جس دن سے اس طلسم میں عدد ہوا آمد سے ایسے دیوانہ حاضر

ہفت پیکر کے موقوف کیا یہی کہا کرتی ہے کہ مجھے کیا نوص کہ جو مین کسی کے کھلے ٹرے من دخل دوں جسے کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لالہ عذار و غیرہ تخت اڑاتی ہوئی چلیں یہاں شیدائے گراز دنداں تختہ شہی پر بنا دوگریاں حست وچالاک بیٹھا کہ گرد کئی سو جادوگریاں مارہ ہزار ہا گرساحر ٹرے رشتے اسے ایسے معام پر بیٹھے ہیں ساکہ جہرو نے خبر دی حضور ملکہ لالہ عذار و سیمتن تشریف لاتی ہیں مگر یہ مین سے ایک ماجدار جلیل بیٹھے ہیں کہ جنکو ہم سس جاتے ہیں یہ سنکر شیدا اکفری ہو گئی کہاں لوگو نکو میرے پاس آنے سے کیا کام ہے یہ کہکے رانے استقبال چلی دیکھا تخت پر ایک ماجدار ایک جانب لالہ عذار ایک جانب سیمتن ماہ رخسار اور ایک جادوگر پشت برگس رانی کر رہا ہے ملکیں سر جھکائے ہوئے شیدا نے آکر سلام کیا اور عرض کی اس وقت حضور کہاں تشریف لئے جاتی ہیں اگر تکلیف ہو تو آج کے روز سرفراز فرمائیے گھڑی دو گھڑی ٹھہریے جو کچھ ماحضر آتش موجود ہو اسے نوش فرمائیے میں کلاہ عزت اور آسمان افتخار کے پہونچاؤں کہ مجھے آپ نے سرفراز کیا اس طرح عمر سے جو اس غولو سے سان کیا لالہ عذار نے کہا ارادے کار جہروری ہی نکلے تھے ادھر بھی آگئے شیدا اس سب کو بہ تعظیم و تکریم بارگاہ میں لائی لاکے مقام صدر پر جگہ دی سیارہ شکل ساحر پشت پر تاجدار کے دست بستہ کھڑا ہوا اور ایک جانب لالہ عذار اور ایک طرف ملکہ سیمتن آکر دونوں پہلو دہن تاجدار کے بیٹھیں شیدا نے اشارہ کیا گائیں آئیں ٹھمکر گانے لگیں سامنے علمشاہ کے بتائے لگیں یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں سطعم

غور کرنا دوستو مجھ ناتواں کے حال کو	آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکھا تھا ہائے کس پردہ نشیں کے حال کو	خاک کے پردے میں آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھوں بلا سے آبرو باقی رہی	شمع نے جنبش نہیں دی پائے استقلال کو
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے	رفتہ رفتہ گود میں لینا پڑا اطفال کو
کاتب قدرت کو وان کچھ اور بھی منظور تھا	لکھتے لکھتے رہ گیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گو ہر سر پہ رکھا آبلوں سے خار نے	وقف صحرا کر دیا ہم نے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر	مہر کو رخ منکو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو یہ رنگ شور سے	اب بجز آواز صورت تک نہیں تمثال کو
اب نہیں حاجت ہو ہوں ممنون عیسیٰ و قضا	جلش لب یار کی کافی ہیں دونوں حال کو
روشن و تاریک میں یکساں مرا مصحف کو ملا	مصحف رو کا ترے نقطہ میں سمجھا خال کو

مصطفےٰ سے ہو تجھے چشم شفاعت ای نسیم	بخشدیگا ایزد برحق ترے اعمال کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو ستیارہ نے بھی کہا ہے اگر صورت تبدل کی گانے بہت خوب ہوگا یا مرتبہ یہی ارادہ ہوتا ہی لالہ عذار کا کہ ذکر پورح بیٹھ کر سن لیکن گانے کا وہ ہنگامہ ہو کہ ذکر نہیں آسکا ہر زبان پر ہے بات آگر پلٹ جاتی ہی گانے کا شور ہر جا ہو رات اسی ہنگامے میں گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا عقاب زرین پوش صحرا ے مغربی میں شکار کھیل کر چرخ برجدی پر آمد ہوا طائران ستارگان حیران و پریشان شاخ کہکشان پر زمزمہ سرائی بھولے عقابان صبا و شعاع عمل داری کرتے پھرتے ہیں یہاں ستیارہ گار ہا ہی اور ہر مرتبہ وہ مان لگا ہا ہی کہ رنبیں بلجاتی ہی جب دن نکل آیا لالہ عذار نے کہا کیوں او شیدا اگر طلسم کشا ملجاے تو اسکا کیا حال کرو سنا ہی کہ فوج ظفر موج اسکے ہمراہ ہی جا بجا تسخیر کرتا ہوا آتا ہی شیدا نے کہا او ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر سے اور مجھسے فساد پڑ گیا تھا مگر قدرت نے انکام تحریر کیا میں اپنی سرحد میں رہتی ہوں مجال کیا کسی کی جو مجھسے آنکھ ملا سکے وہ سامنے دیکھو جو مارع بہشت آگین ہو وہ قدرت نے مجھکو ہوا کے دیا میں اسمیں بسر کرتی ہوں رات دن کوٹھکے دو چار کوس ضرور جاتی ہوں کہ دشمن خداوند کا ملے تو اسکا سر کاٹ لاؤں مگر ابھی تک کوئی نہیں ملا نہیں اگر ملتا تو اسے گرفتار کر کے خداوند کی خدمت میں روانہ کر دیتی لالہ عذار نے کہا ای ملکہ عالم قدرت سے ملی رہنا اسی میں بہتری ہی میں نے یہی کہا کہ قدرت سے میل رکھنا آخر تک ایک ڈھنگ ہوا اس زمانہ کا قدرت کو اختیار ہی جو ساسنے جائیں وہ کر سکی کو کچھ نہیں پڑتا لوں ہوا ملکہ شیدا قدرت نے لوح کہاں رکھی ہی سابق میں ذکر اسکا ہو رہا تھا کہ لوح کے لیے نگہباں چاہیے کوئی نگہباں ممکن ہو رہا نہیں شبدا نے کہا میں ابھی ظاہر کیے دیتی ہوں یہ کہکے آواز دی ای عندلیب راز دار دیکھ ملکہ عالم کیا پوچھ رہی ہیں انکا جواب دے یہ جو پکار کر شیدا نے کہا جوڑا عندلیب کا آسمان سے اترتا ہوا آیا ایک شاخ گل پر بیٹھا مثل انسان کے وہ دونوں گویا ہوے کہ ملکہ عالم کیا پوچھتی ہو ای شہنشاہ جوانی وای سرو باغ خوبی کچھ مطلب تو ان اشعار سے سمجھیے جو مطلب رہجائیگا بلا تکلف حرف بحرف عرض کرینگے اور دل ربان خوش الحان یہ اشعار شروع کیے

نظم

دل نے سیری کاوشیں جینا مجھے دشوار تھا	ای مرے درد جگر تو ہی مرا ج یار تھا
جب میں تنہائی سے گھبرا تسلی آ سے کی	مونس جاں جب شب ہجر ترا افسانہ تھا

لکھا گھر اپنا سے جب تڑپا تب فرقت میں میں / تیرے در سے متصل اپنا بس دیوار تھا
رات بھر بے ستارہ رہا اب عدو لا علمی نہ کر / سے سبب آہیں نہ تعین آخر کوئی بیمار تھا
ہائے میں سے تو بہت چاہا مگر اسے حال جان / مجھکو مرنا بھی شب غم میں ترا دیدار تھا
داستاں شوق میری ہو نہ چکی عمر بھر / خاک تھا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضموں کد ستہ کچھ وفا آمیز تھا / کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
ایسی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خیر / جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا
غیر ہے تیرے سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ / پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
صاقے میں اس سرعت تیر نظر کے اے نسیم / اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

یہ اشعار جو ردماوہ نے خوش الحانی پڑھے رستم جھومنے لگے سیمتن کو بھی وجد ہوا لالہ عذار عاشق جمال طلسم کشا چپ خاموش بیٹھی ہر رستم سے اشارہ ہوکہ حال تو پس لیجئے ای طائران اسرار بیان کرو کہ کیا کیفیت ہو یہ کیونکر دستیاب ہوئے کہتا تھا کہ دونوں طائر پھڑکنے لگے مُنھ کھولتے ہیں اور بجاتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ ردماوہ کے کلیجے میں درد ہو سر اُٹھاتے ہیں مُنھ کھولتے ہیں اور رہجاتے ہیں یہاں کرین ہو نہیں سکتا لالہ عذار نے پھر پکارا کہ ای طائران عقیل کیون تامل کرتے ہو یہاں طلسم کشا ہیں کوئی حوا بان نوح ہیں اتفاق سے یہان آگئے ادھر بھی آگئے اب بیان کرو نر نے مُنھ کھولا تھا چاہتا تھا کہ بیان کرے اکایک اُس طائر کے کان میں آواز آئی کہ کیون او مکار و غدار یہ کیا حرکت ہی حو تو کرنا ہی چاہتے اُس نر نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا آواز دی ارے خبردار ہو جا خبرداری یہی کہ نر کے ہر سر مو سے چنگاریاں آگ کی نکلیں سراپا شعلہ جوالہ بنا دوڑ کر مادہ کو لپٹا اُسے بھی سینے سے سینہ ملا دیا اک ہنگامہ ہوا یارو دوڑو بڑا غضب ہوا طائران اسرار جل رہے ہیں شید اگھبرا کر اُٹھی پکارتی ہوئی ارے کیا غضب ہوا کوئی انکو بچائے اور شیدا کو بھی وہ دونوں طائر دوڑ کر لپٹے شید ابھی جلنے لگی کہ ایک ابر آسماں پر آیا اُس سے پانی برسنے لگا پانی کے قطرے جو شیدا اور طائر و نر پر گرے اور زیادہ شعلے بھڑکنے لگے مثل ہیزم خشک جلکر تمام ہوئے ایک آواز مہیب آئی کہ او لالہ عذار کچھ خوب بادشاہ طلسم کیا ہوا و طلسم کو غافل جانتی ہو ہر وقت نگی اسی پر نگاہ ہو یکایک ہوئے گرم چلنے لگی تمام باغ جلکر خاک سیاہ ہوا ہر طرف سے آواز ہیہات اور افسوس کی آتی تھیں لالہ عذار نے اُٹھکر بہت سحر کئے سیمتن نے

رستم اور ستیارہ کو بارہ دری میں چھپا پایا۔ ادھر شہریار بادشاہ طلسم یعنی خداوند ہفت پیکر کے یہ ملتان تھے جو ظاہر ہوئے کنیزوں نے فکر کی تھی کہ حال لوح کا دریافت کریں اسوقت کی بات ہے کہ حضور وہ دریافت ہوا شہید اور عندلیبان خوش نوا نے پھڑک پھڑک کر جان دی مگر کچھ بھی نفع نہ حاصل ہوا غنچہ آرزو نہ کھلا لطفی ظاہر ہوئی اس حال مصیبت آل سے کیا ماہر ہو [illegible] اور کچھ آفت برپا ہوا چاہتی [illegible] رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ آسمان سے آواز آئی او لالہ عذار ہم تیرے واسطے بڑے سامان کئے اب حال کھلا کہ [illegible] کے قریب ہو لالہ عذار نے جو یہ آواز سنی [illegible] اٹھا کر طرف آسمان کے [illegible] گرم ہوا [illegible] لالہ عذار رشک چمن نے سحر کی تو تیار کردی کچھ پھول [illegible] پھولوں نے [illegible] لاکھ جادوگر آسمان سے پیدا ہوئے آوازیں دیتے ہوئے [illegible] اور لالہ عذار کو گرفتار کرو ان دونوں نے اس ساحر کا کلام سنکر وہ سحر کیئے جس کسی نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا اسپر وہ برق گری کہ دو ٹکڑے اسکے ہوئے اسطرح کئی سو جادوگر کو دونوں نے مارا ان جادوگروں نے تمام باغ کو چار طرف سے گھیر لیا رستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تلوار کھینچ کر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے اور ستیارہ نے حقہ ہائے آتشی مارے [illegible] پھینکیں کچھ ساحر [illegible] کیا کئی سو ساحروں کو قتل کیا کہ دروازہ باغ کا [illegible] اندر سے باغ کے اشیائے سحر آتے ہیں ساحروں کو جلاتے ہیں ہنگامہ گیرودار بلند ہوا ادھر طلسم کشا کو گرفتار کرو پسر حمزہ طلسم کشا اسی باغ میں چھپا ہے جب ملوہ کرکے قریب دیوار [illegible] آئے ہیں [illegible] اور شاخ طلسم [illegible] سے وہ شعلے نکل رہے ہیں کہ ہزار ہا جادوگر جلکر گرتے ہیں کچھ دو بھاگ کر چھپتے ہیں [illegible] زمین شق ہوئی ایک جادوگر [illegible] سیاہ رو وحشت فام [illegible] ایک [illegible] ہاتھ میں [illegible] ترسول جیسا ہوا [illegible] دروازہ باغ کا اگر دو طلسم کشا کو گرفتار کرو لالہ عذار رشک چمن گرفتار ہوں بغاوت میں خداوند کی مجبور ناچار ہوں [illegible] جادوگر نے [illegible] ترسول [illegible] باغ پر مارا ایک آواز مہیب آئی دروازہ [illegible] صدائے مہیب [illegible] کہ زمین [illegible] کے ہوش پراگندہ ملکہ لالہ عذار رشک چمن [illegible] تھیں [illegible] رستم نے [illegible] ستیارہ [illegible] کر رہا ہے شہریار ہوشیار [illegible] آواز مہیب آئی جادوگر [illegible] ستیارہ [illegible] ساحر [illegible] رستم کے ہاتھ سے چھوٹا وہ [illegible] آواز دی [illegible]

گئے چند جادوگر بڑھے کہ رستم کو اٹھا لیں لالہ عذار نے پڑھکر سحر کیا کئی کے سر کٹکر گرے جو رستم کو گرفتار کرنے بڑھتا تھا لالہ عذار رشک چمن سحر کرتی ہیں اسکا سر کٹکے گرتا ہے [illegible] جادوگروں کے سر کٹکے گرے [illegible] لالہ عذار تو ماہ دولت کو نہیں پہچانتی ہم پہلو نشین ہفت پیکر کیا کسی طلسم میں تجھکو [illegible] ہفت پیکر کے [illegible] دیکھی اے لالہ عذار [illegible] خداوند ہفت پیکر ہو اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہوکر قصد کریں کہ اس طلسم کو مٹائیں تو ممکن نہیں ہم [illegible] کیا سمجھی ہو کہ دم دوستی کا [illegible] حمزہ کی بھر رہی ہو تمہاری قضا [illegible] تمہارے قتل کی تدبیر [illegible] لالہ عذار عاشق تیرا [illegible] رستم [illegible] سے سحر چلنے لگا [illegible] جادوگر [illegible] ہنگامہ گرم ہوا سحر جانبین سے چل رہے ہیں زمین سے پانی ابل رہا ہے دھواں زمین سے نکل رہا ہے ایک نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہے کبھی تلواریں برستی ہیں کبھی انگارے آسمان سے برسے دونوں مصروف سحر [illegible] ستیارہ نے دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار سحر میں کمزور ہیں ایک نخل کی آڑ پکڑ کے چھپا جب بہت سحر آپس میں ہو چکے [illegible] نے للکارا او لالہ عذار سحر پڑھنا موقوف نہیں کرتی کچھ خداوند ہفت پیکر کا خوف نہیں یہ جو زنگی نے پکار کر کہا دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپیں تھرا کے گریں [illegible] ساحر نے آواز دی ارے لالہ عذار کو گرفتار کرو چند ساحر دوڑے [illegible] پڑھکر سحر کرنے لگی تلواریں برسنے لگیں ستیارہ نے گوپھن سے پتھر برسائے جب کئی سو کے سر ٹوٹے [illegible] تب وہ ساحر پھر پڑھا [illegible] سب ساحر [illegible] رستم [illegible] لالہ عذار پہونچا چاہتا تھا کہ دونوں کو اٹھاؤں ستیارہ نے پتھر مارا کہ پیشانی زنگی کی [illegible] سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرنا زنگی کا تھا کہ اندھیرا کال ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی [illegible] پہلو نشین ہفت پیکر [illegible] اٹھے لالہ عذار نے اٹھتے ہی آگ برسانا شروع کردی ساحر جو ایک مقام پر جمع تھے جلنے لگے [illegible] اعضائے جسمی سے شعلے نکلنے لگے یہ معاملہ دیکھکر اکثر ساحر گھبرائے آپس میں اشارے سے کئے کہ بھاگ چلو بیتاب ہوکر سب کے سب آوازیں دینے لگے یا خداوند ہفت پیکر آپکا بندہ قتل ہوا [illegible] ساحر [illegible] پریشان ہیں یا خداوند آکر بچائیے یہ جو بیقرار ہوکر کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا [illegible] ایک ساحرہ سیاہ فام [illegible] ہاتھ پر [illegible] سے للکارتی ہوئی کہ تمہاری صدا [illegible] گوش حق نیوش خداوند ہفت پیکر ہو چکی لونڈی گھر کی کام کر رہی [illegible] کر رہی تھی کہ حکم آیا

جا کر مدد کر ایسا نہو بندے ہمارے قتل ہو جائیں محسن جادو سنگیا اُسنے غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہیں
ہی آخر دین مٹا دیا خاک میں ملا دیا قدرت نے مجھکو بھیجا ہو کہ مسلمانوں کی مدد کر لاؤ گون مصر دفتر سرکشی ہی کسکو
خیال لشکر کشی ہی پیدا اگر ہو اسے سے کون مقابلہ کریگا فوراً جہنم میں بھیجا جائیگا رومال سے اپنے اپنے ہاتھ
باندھ لو میں تمکو خدا سمجھیں قدرت کی پوجا کیوں بلا لالہ عذار و سمتن قدرت نے کیا تمھارے ساتھ خلاف کیا کہ تم
قدرت سے ایسا بگڑیں کہ بالکل علیحدہ ہو گئیں قدرت کے ساتھ یہ دشمنی راہبر سے رہزنی چلو ہم تمھاری صفائی
کرا دیں یہ سنتے ہی لالہ عذار نے سحر کیا ایک جانب سے سمتن نے کمان کیانی کو اُچھالا کہ حلقے گلے میں اُس
ساحرہ کے پڑ گئے لالہ عذار کا سحر یہ ہو کہ ماش کے دانے پھینکنے میں منظور یہ ہو کہ دیوانہ وار جو مثال زمین پر گرے
لیکن اُس ساحرہ نے سحر جو ان دونوں کا دیکھا اپنے مقام پر تڑپ مثل برق کے گری ماش کے دانے جلا دئے کمان
کیانی کے ٹکڑے اڑا دئے اُسی صورت پر جو گری ایک طرف لالہ عذار بیہوش ہوئی سمتن کو شعلۂ آتش نے گھیر لشکر طلسم
ایک دسنگ دی شعلۂ آتش نے رستم کو گھیر لیا رستم کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہے تیغ کیسیان میں دیدیجئے
تیغ کمر سے نکالکر دیدیا پھر کان میں آواز آئی سپر کیا کام کریگی سپر بھی دیدو اسکے خلاف اگر کروگے تو باعث خرابی ہو
رستم نے سپر بھی اُتار کے دیدی جب تیغ و سپر قبضے سے جا چکی تب آواز کان میں آئی او گنہگار ہتھکڑیاں بیڑیاں
پہن لے دربار خداوندی میں جا کر داخل ہو تا کہ سن قدرت کیا فرماتے ہیں اسوقت تک تو تجھپر قدرت کی نگاہ
مہر و محبت ہو آیندہ جیسا کچھ ہو سیارہ نے جو دیکھا کہ رستم قید ہو گئے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے کھڑے
ہیں ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں گھبرا گیا ایک ساحر کی شکل بنا فریاد کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہو اے ملکۂ عالم اس
غلام کی فریاد کو پہونچیے میرا قریہ ان لوگوں نے لوٹ لیا ہر طرف قیامت بپا ہو کانوں پھونکا گیا عزیز اور
اقارب مارے گئے جب سامان لشکر کشی ہوتا ہو جو مصروف جنگ ان لوگوں سے ہوتا ہی انکا حال بخوبی آپ
جانتی ہیں اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی ارے میرے پاس آ میں تیرا گاؤں آباد کرا دوں سیارہ
ہاتھ باندھے ہوئے قریب آیا کہا حضور مارا مارا پھر رہا ہوں تمام کنبہ قبیلہ قتل ہو گیا میں اکیلا رہ گیا ڈھونڈھتا
پھرتا ہوں ایسا خدا نہ کرے کہ خداوند تک مسلمان پہونچیں نہیں انکا علاج کیجئے ساحرہ نے کہا تمھارا کیا نام
کہا حضور کاشتکار جادو میرا نام ہو ہمیشہ بچپن سے یہ وقت آیا یہی پیشہ کرتا ہوں مگر مصیبت میں دُسوں
کی رہا کرتا ہوں کچھ گانا بجانا بھی یاد کیا ہو بڑی مشکل یہ ہو کہ حضور کہیں تشریف رکھیں تو میں اپنا کمال
دکھاؤں حضور کو بہت راضی کرونگا خلخال جادو نے یہ باتیں جو سنیں پکار کر فوج والوں کو آواز دی کہ بارگاہ

استاد کرولالہ عذار ہمیں گرفتار ہو لیکن ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ابھی ان قیدیونکو لیکر چلے جائیں لیکن دس بارہ روز غیب کا کہنا ہمکو ایسا منظور ہوا کہ دل چاہتا ہی آج اسی مقام پر رہیے کل یہان سے کوچ کرینگے قدرت نے سبکو گرفتار کرلیا ہی زندان مشقت مین سب بند ہین جسدن حکم ہوگا قتل ہوجائینگے اُسیوقت سامنے والے فوراً دوڑے بارگاہین خیمے استادہ ہوے جادوگر اپنے اپنے مقام پر اُترنے لگے ہزارہا جادوگر کا کھیت ہوا لاشونکو اُٹھا کر جلایا خلخال جادو ہاتھ سیارہ کا پکڑے ہوے طرف بارگاہ کے چلی اور سیارہ میٹھی میٹھی باتین کرتا ہی خلخال ہنستی جاتی ہی کہتی جاتی ہی میان کاشتکار جادو نہ گھبراؤ ہم تمھاری سفارش قدرت سے کرکے تمھارا گانؤن آباد کرادینگے اور جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ خداوند ہفت پیکر سے ملیگا اب کئی دن سے قدرت اِس فکر مین ہین کہ جو باقی رہگئے ہین اُن ساحرونکو جا بجا آباد کردون رعایا کو شاد کردون ان مسلمانون کے آنے سے ملک جا بجا ویران ہوے قرینے سے اُن سبکا آباد کرنا منظور ہی یہ باتین کرکے سیارہ کو لیکر اپنے ہمراہ بارگاہ مین آئی کنیزون نے بارگاہ کو درست کیا مسند بچھائی اب اُسی مقام پر محفل شراب وکباب آراستہ ہونے لگی کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر موجود کین خلخال مسند پر آکر بیٹھی کہا کاشتکار جادو کو لاؤ کاشتکار جادو وایک کونے مین سرنگون بیٹھا تھا کنیزین لیکر سیارہ کو حاضر ہوئین کہا میان کاشتکار کیا کمال رکھتے ہو کہا حضور شادی ہو غمی ہو اُسمین کارگزاری دکھاؤن شمع ڈھالون کھانا عمدہ پکاؤن لطف یہ ہی کہ ایک من مین ساری فوج کو کھلاؤن ناچ کے طائفے مجھسے بلوائیے سردست گانا سناؤن بجھن خداوند ہفت پیکر کے گاؤن آپکو لطف ملے خود قدرت تشریف لائین گانا سنین دیکھئے تو کیا لطف ملتا ہی یہ کہکے سازندونسے اشارہ کیا چارطرف سے سازندے دوڑے کاشتکار نقلی بیچ مین سازندون کے آکر بیٹھا مگر اُن جادوگرون کو بہ نگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی مطلب یہ ہی کہ اِن سب کی بھی گردن لون یہ کہکے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوگئی گھر مین خبر ہی منع وان جانا ہمین	وہ بھی رسوا ہو خدا جس نے کیا رسوا ہمین
و مبدم رونا ہمین چارون طرف تکنا ہمین	یا کہین عاشق ہوے یا ہوگیا سودا ہمین
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا	بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین
یار تھے یا دشمن جان تھے ہمارے چارہ گر	لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم	غش پڑے تھے پھر گیا وہ جاگر سوتا ہمین

تو نہ جانے عشق بازی اور ہم نادان ہون — بے سمجھ کہتا ہی ناصح تونے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے — یار کے ناز بجا سے شکوہ بیجا ہمین
کیا ہمین کیون رہگئے حیران تجھکو دیکھکر — آگیا دل یاد ای آئینہ رو اپنا ہمین
دست بوسی پر کرو ہان قتل اپنے ہاتھ سے — سچ تو کہتے ہین قبول انصاف غیرونکا ہمین
اہل ماتم کسطرح سے روئین منھ کو ڈھانک کر — مرلے مرتے پاس اُس پردہ نشین کا تھا ہمین
کیسے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیداد چرخ — مرگئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین
مومن اُنکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار — یہ شکایت بھی خدا سے ہی بتو تم سے کیا ہمین

اس دھن مین یہ غزل گائی ارباب محفل تعریفین کر رہے ہین ظلمخال نے کہا ای کاشتکار تمکو علم موسیقی مین بڑا کمال حاصل ہی کاشتکار نقلی نے عرض کی حضور ابھی آپنے میرا کیا کمال ملاحظہ فرمایا مین ساقی گری خوب کرتا ہون ظلمخال نے کہا ساقی گری کرنا کیا جیسے ہی شراب آنڈیلی اور پلادی یہ کیا مشکل ہی کاشتکار جادو نے عرض کی حضور پیرون سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے ظلمخال نے کنجی کاشتکار کو دی کنجی لیکر میخانے مین آیا تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب لوگ دوڑے کوئی تھلیا کوئی گلابیان شراب کی لے گیا چالیس گلابیان شراب کی کاشتکار نقلی لیکر محفل مین آیا پاؤن مین گھنگرو باندھکر گت ناچنے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار مضمون شراب کے گانا شروع کیے اشعار

ہی مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب — رات و دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
خون آتا ہی نظر صاف اُس تن نازک مین یون — جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
ہی دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفق — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش برا ای زاہد نہ غیبت کر مری — گوشت کھانے سے برادر کے تو ہی بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تقریر سے — رعشہ دار انسان کو کرتی ہی بہ اکثر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کیا حصول — ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زاہدونکو اس لئے انکار ہے — تا وہ ان بد باطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عادی سخت اُنکو میکشی سے عشق ہے — آدمی کی عرش پروازی کو ہی شہپر شراب

ہو نجس ہر چند لیکن پاک کردے گا وہی	جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی طاہر شراب

اِس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے سیّارہ نے یہ چند اشعار گا کے پشواز بہتی گھنگرو پانون مین باندھے شراب انڈیل کر جام بلورین سر پر رکھا کچھ اشعار گاتا ہوا اٹھو کرین لیتا ہوا پاس ظلخال کے پہونچا سر کو جھکا کے موض کی ایسی قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے ظلخال نے دونون ہاتھ پھیلا دئے جام لیا اب پھر اِسنے اشعار گانا شروع کئے آنکھین ملائے ہوئے اشعار گار ہا ہی تانین مار رہا ہی ظلخال نے چاہا جام لبونسے لگاؤن جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب نے چرخ مارا شعلہ بلند ہوا گرگئی جام کے دس ٹکڑے ہوئے ظلخال نے آواز دی ارے تو کون ہی یہ جو اسنے کہا سیّارہ نیمچہ پکڑ کے جا پڑا اور نعرہ کیا منم سر بندہ جادوگران ظلخال نے ایک دو ہتھڑ مارا سیّارہ زمین پر گرا ہاتھ پانون بیکار ہوئے ظلخال نے ابر سحر برسا کر سب کی بیہوشی دفع کی اب ظلخال نے سیّارہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا نام پوچھا سیّارہ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون کنیزونکو حکم دیا اسے مسلسل و مطوق کر و پاس انکے آقا کے انکو بھی قید کرو جہان رستم و لالہ عذار و سیمتن قید ہین سیّارہ کو وہان لیکر آئے رستم کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی صورت رہائی کی نہین موت لیکر طلسم ہفت پیکر مین آئی قیدی تو آپسمین یہ باتین کر رہے تھے ظلخال نے حکم دیا لشکر کی تیاری کرو سویرے یہانسے کوچ ہو گا رات بھر تیاری ہوئی خیمے بارگاہین لدین ان گرفتاران مصیبت کو ارابے پر سوار کیا لیکر روانہ ہوئے منزل در منزل جاتے ہین راہ مین ایک مقام پڑتا ہی کہ اُسے کوہ سیماب کہتے ہین ہر ہفتہ مین خداوند کا اِسپر بھی ظہور ہوتا ہی ملکہ سیماب گل اندام جو یہان کی بادشاہ ہین انکو سب طرح کا اختیار ہی وزیر امیر دن بھر دربار مین بیٹھے شبکو آ کے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے عین خواب مین دیکھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک ساحرہ بدکارہ بلائے روزگار تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر گھیرے ہوئے ایک ارابے پر چار قیدی دو عورتین حسین و مہ جبین ایک عیار طرار خنجر گزار بلائے روزگار ایک شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صفدر و صف شکن سہراب تیغ زن چہرہ آفتاب عالمتاب خانہ زنجیر مین قُفل چمنستان شرم و حیا کا گل قید کا تسلسل چہرہ زیبا آفتاب عالمتاب سرنگون غم سے کلیجہ خون وہ تینون قیدی اس جری کی منت ہی کر رہے ہین وہ جوان کہتا ہی موت لیکر آئی تھی اس بلا مین آکر گرفتار ہوئے مجبور و ناچار ہوئے افسوس

اب دیکھیں فلک کیا دکھائے اُس جوان کو دیکھکر سیماب بیقرار ہوئی طرف ارابے کے دوڑی پکارتی ہوئی ای شہریار آپکو کسنے قید کیا ہی مین واسطے رہائی کے حاضر ہوئی ہون رستم نے وہ کلائیان دکھائین کہ جنکو شاخ الماس سے تشبیہ دینا مناسب اُسمین ہتھکڑیان یہ دیکھکر سیماب دوڑی کہتی ہوئی کنیزو واسطے رہا کرنے کے آتی ہی سیماب یہ کہکے جھپٹ کے دوڑی بیچ مین میرفرش کی ٹھوکر کھائی سیماب گری گرتے ہی آنکھ کھلگئی اپنے کو فرش خواب پر پایا چیخین مارکر جو روئی وزیرزادیان مصاحبین دوڑ پڑین عرض کی واری خیر تو ہی سیماب نے ضبط کرکے کہا خیر و عافیت ہی آپ لوگ کوئی میرے پاس نہ آئین میرا دل چاہتا ہی جنگل مین نکلجاؤن کوہ و دشت و بیابان مین ٹھوکرین کھاؤن اپنی جان دون کنیزین ہٹ گئین ایک کنیز کہ وہ مدت سے حاضر خدمت رہتی ہی گلعذار نام اُسنے کہا حضور مین خدمت مین حاضر رہونگی جب سب ہٹگئے تو وہ قدمون پر گر پڑی عرض کی واری مین حضور کو اسقدر پریشان پاتی ہون مجھسے مفصل بتائیے کہ یہ کیا رنگ ہی کنیز تدبیر کرے اسطرح تشفی کر کے اِسنے کہا سیماب نے جواب دیا کہ یہ خواب پریشان مین نے دیکھا ہی ابتک اُسکا سامنا نہین دیکھون تو کیفیت کیا ہی یہ کہکے بہت روئی اور کہا ابھی تک اُسکا ظہور نہین ہوا گلعذار نے کہا شاہزادہ چلکر بیٹھیے شاید ظہور ہو بیرون شہر تالاب ہی بڑی مدت سے کسی شاہ نے بنوایا ہی گرد اسکے سنگ مرمر کی اینٹین عمدہ لگی ہوئی ہین ایک کرہ بہت معقول کنارے پر بنا ہوا ہی اُسی پر چلکر تشریف رکھئے حکم ہوا اُسی مین چلکر فرش بچھاؤ کنیزون نے جا کر وہان فرش بچھایا ملکہ سیماب آنکھوں مین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ جو خواب مین دیکھا اُسکا سامنا ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا اُسکے بعد دیکھا ایک ساحرہ تخت زمین پر سوار تاج سر پر ہزارہا جادوگرنیان گھیرے ہوئے ایکطرف ارابا اُسپر چار قیدی اُسمین ایک جوان شیر دلیر ایک عیار پہلو مین اور دو نازنینان مہ جبین اور وہ شیر دلیر اپنے حال زار پر روتا ہوا اور عیار اُسکو سمجھاتا ہوا آتا ہی دیکھتے ہی سیماب بیقرار ہو گئی چاہتی ہی کہ سحر کرون ناگاہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا اسم نیلم جادو آسمان سے جو گری کئی سو جادوگرون کے سر کاٹ کر پھینکدئے پھر گری پھر چمکی خلخال گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی اور نعرہ کیا اسم خلخال جادو یہ کہکے سحر کیا نیلم گھبرائی سیماب نے کہا بڑا غضب ہوا وہ اکیلی ہزارہا جادوگرنیون نے گھیرا ہی خدا اُس بیچاری کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے ایسی اُس ظالم کے دلکو لگی ہی کہ اتنے بڑے لشکر کا کچھ خیال نہ کیا اور آپڑی دیکھو

اب کس زور و شور سے لڑ رہی ہے کئی سو جادوگر مارے ایکے بڑے سحر مین پھنسی ہے ڈگمگا رہی ہے اب مدد کرنے والا اسکو بچائے ظلخال نے دو تین سحر ایسے کئے کہ رنگ روئے نیلم متغیر ہو گیا بھولی بھالی گوری چہرہ اُداس عالم یاس قریب ہے کہ ڈگمگا کے گرے سکت سیماب کو تاب باقی نہ رہی وہین سے للکارا او حیایہ کیا کرتی ہے بیچ مین سیماب جا کر پہونچی جاتے ہی دیکھا کہ نیلم ڈگمگا رہی ہے قریب ہے کہ گرے کہ سیماب نے جا کر بازو تھاما کہا ہو ہوشیار ہو ظلخال نے دیکھا ایک جادوگرنی تاج وغیرہ سے آراستہ برابر نیلم کے پہونچی بچھا رہی ہے اور سحر نیلم کا اُتار رہی ہے ظلخال کو بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز دی ارے او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ گنہگار خداوند ہفت پیکر مین انکا مٹانا ہی منظور ہے قدرت کے مغضوب ہین تو بلا وجہ بیچ مین آکر کیون دخل دیتی ہے چاہتی ہے کہ قیدیون کو چھڑا لے کس وجہ سے انکو ابھی سزا نہین دی گئی صرف سحر مین گرفتار کیا ہے ابھی جو خداوند سے عرض کرون تو برق گر کر انکو جلا دے اور بد عقل تیری دیکھ رہی ہون تو کیون دخل دیتی ہے یہ کہکے ایک گولا مارا سیماب کے قریب آ کے گولا پھٹا چند شعلون نے سیماب کو گھیر لیا تھا کہ سیماب نے دستک دی شعلے پانی ہو کر گر گئے اتنے عرصے مین خبر پہونچی کہ ہماری بادشاہزادی ایک لشکر سے مقابلہ کر رہی ہے اکیلی ہے بس بارہ چودہ ہزار جادوگر باہر آ کر پہونچے دیکھا کہ اب ہماری مالک پر ساحر یلوہ کر کے چلے ہین چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرین اُن لوگون نے اپنے اپنے مقام سے سحر کئے اُدھر کے بھی ساحر دوڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے ابتو برابر کے سحر چلنے لگے آگ برس رہی ہے قیامت برپا ہے اُس عین معلوہ مین سیماب نے نیلم کا ہاتھ تھام کر پوچھا کیون بوا یہ کون لوگ ہین جنکو یہ لوگ قید کر کے لئے جاتے ہین تم نے کیون رہا کرنے کا قصد کیا نیلم نے کہا بوا یہ جوان جو سامنے لدا اپے پر بیٹھے ہین فرزند صاحبقران ہین قدرت سے لڑنے آئے تھے گرفتار ہوئے اب انکو اُس مکار کی خدمت مین لئے جاتے ہین جسنے اپنا ہفت پیکر نام رکھا ہے مجھکو باعث یہ ہے کہ اس شہریار کا عیار جو پہلو مین بیٹھا ہے علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے میری طبیعت اس ظالم پر آ گئی اِس سبب سے مین نے قصد کیا تھا کہ جان اپنی دیدون آکے لڑی عین وقت پر پہونچی ابھی رہائی انکی تقدیر مین نہین ہے اس ساحرہ کو بڑا گھمنڈ یہ ہے کہ مین خدمتگار ہفت پیکر ہون یہ فخر کہتی ہے کہ جاروب کش در دولت خداوند ہفت پیکر ہون اب اس سے مقابلہ ہے کیون بوا تمنے کیون ساتھ دیا ہم لوگون کے شریک ہونا باعث بدنامی ہے تمھاری

شرکت کا کیا سبب ہے یہ جو نیلم نے پوچھا اشکوں کا دریا آنکھوں سے سیماب کے جوش زن ہوا کہا ہوا کیا کہوں فلک کو ستانا منظور ہوا طلب نا صبور ہوا شب کو مین نے خواب مین آ رہا اسی طرح لشکر کی دیکھی ہو نکہ میرے درہ قلعہ سے گذر ہوا مین باہر نکلکر بیٹھی تھی لشکر دیکھکر حیران ہوئی نکلکر یہ معاملہ دیکھا کہ تم قرین ہمکو بتلاے بنا دیکھکر دل کو آرام نہ آیا آخر لڑنے لگی خدا انجام بخیر کرے مین ظلخال سے پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مقابلہ پڑیگا تو حال کھلیگا اب نیلم و سیماب ایک مقام پر ہو کر لڑنے لگین ظلخال نے دیکھا کس دھوم سے دونون سحر کر رہی ہین تمام لشکر پامال ہو رہا ہے اسنے جب سحر کیا دو چار سو کے سر اڑ گئے ہزارون کو جلادیا مین گرمی جنگ مین ملکہ سیماب ظلخال پر جا پڑین آپس مین سحر ہونے لگا جب سیماب نے سحر کیا تلوارین برسین صدہا کے سر اڑ گئے ظلخال نے گولہ مارا تلوارین ٹوٹین کچھ شعلے بھڑک کر لشکر سیماب پر گرے کئی سو جل کر گرے اب دونون سے مقابلہ پڑا ہے سیماب جو سامنے ظلخال کے آئی ظلخال نے للکارا کہ کیون تیری شامت آئی ہے ملک و مال تیرا ویران ہوگا اور نیا حاکم مقرر ہو جائیگا دربدر ماری ماری پھرے گی لطف سے خراج دے رہی ہے آرام و چین ہے اب آرام و چین نہ ملیگا یہ سنکر سیماب نے جواب دیا اے ظلخال دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون دیکھون تو کیا دفعیہ کرتی ہے یہ کہکے پھر آپس مین سحر ہوئے سیماب نے ایسی آگ برسائی کہ گرد جو قیدیون کے ساحر تھے وہ جل جل کر گرے جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگے جھپٹ کے ملکہ سیماب نے ارابے پر قبضہ کیا چاہا جانب سے اور ساحر بلوہ کر کے آپڑے تلوار چلنے لگی ظلخال نے دور سے جو دیکھا کہ سیماب کشتہ نہوئی کمسن ہے ہوکہ نگہبانو کو مارا ارابے پر قبضہ ہوا چاہتا ہے نگہبانان ارابہ فراری ہوے لشکر کے ساحر لڑ رہے ہین کئی ہزار آدمی مارے گئے لاشے تڑپ رہے ہین ظلخال نے بلوہ کیا ادھر سے سیماب کے ملازم بھی آگئے ہزار آدمی کے قریب اس بلوے مین آگئے ہین سیماب نے جھپٹ کر لالہ عذار پر جو نگاہ ڈالی دیکھا اک شاہزادی والا قدر آسمان حسن و جمال کی بدر آنکھون مین حلقے پڑے ہوے اور آنکھین ڈگمگائی ہوئی وہ آنکھین رشک دیدۂ غزال اُنمین آنسو بھرے ہوے چند اشک مژگان پر جو اٹکے ہوے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ تیر تھے اب آبداری پیدا کی ہے زبان مین سوزن گر ہجوم رنج و محن کبھی رستم کو دیکھکر رونا کبھی آپ ہی آپ محجوب و شرمسار ہونا عجب طور کا ہنگامہ ہے سیماب نے جو لالہ عذار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہوئی پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کیون مبتلاے آفت ہو اور کیون گرفتار دام مصیبت ہو اُس نازنین نے آنکھونمین آنسو

پھر کے ستم کی طرف اشارہ کیا اُن اشارون سے یہ الفاظ پیدا تھے شعر نیست کہ خون کردہ و دلبر دہ ہی بلا
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را واس حسرت سے لالہ عذار نے اشارہ کیا اور یہ الفاظ ادا ہوے
کہ آنکھو نسے سیماب کی اشک حسرت ٹپک پڑے اور زیادہ جوش و خروش بڑھا پوچھنے لگے سیماب
نے زبان سے موزون نکالی کہا ہوا آنکھو کیون اسقدر ملول و حزین ہو اب ہمسے مفصل بیان کرو یہ
شیر کون ہی تمھارے گرفتار ہونیکا کیا سبب ہی یہ سُنتے ہی لالہ عذار نے اک آہ کی کہ ای مونس ہمدم
وای گرفتار دام الم کیا اپنا حال بتائین اس جوان کے جمال ظاہری نے عیش و فرح مین آگ لگا دی مرنے پر
آمادہ ہین جلاد عشق کے آٹھ پہر ستم زیادہ ہین کون اس مصیبت سے نکالے کون اس بلا کو ٹالے ای
ملکہ سیماب تمھارا بڑا احسان ہوا کہ تم نے رحم کھا کے ہم گرفتاران مصیبت کا حال تو دریافت کیا خیر اگر
زندہ ہین تو کہیں گے اب تو اس دشمن کو مارنا چاہیے دونون طرف سے دونون نے بلوہ کیا خلخال
نے جو دور سے دیکھا کہ لالہ عذار کو سیماب نے چھڑا لیا اوسمین سحر چلا اتنہا کی تلوار چلی لالہ عذار
کی آنکھون کے اشارے جسپر نگاہ ڈالی وہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا ایک طرف سے آواز پیدا
ہوئی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ اِدھر بھی ہم تو ایک نگاہ کے مشتاق ہین
ایک نظرے خوش گذرے کیا آنکھین کالی کالی ذبح کرنیوالی ہین چھین نمک کوٹ کوٹ کے بھرا ہی شیرینی
کا مزہ ملتا ہی ملکہ نے جہان نگاہ ڈالی کسی نے گلا کاٹ لیا کسی نے خنجر شکم پر مار لیا وہ کہین مر کر گرے
چار کہین مر کر گرے وہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے پہاڑون سے سر ٹکرا کے
مرے بعض نے یون آبرو مٹائی اپنے کو کنوین مین گرایا کوئی نالے مین جا کر گرا سیماب نے بڑی
تعریف کی پکار کر کہا ای ملکہ عالم اس سحر کی موزونی تمھاری ہی ذات پر موقوف ہی کس لطف سے قرہی
ہو کیا بانکی ادا ہی کس قیامت کی نگاہ ڈالی آنکھین جام بادۂ سرشار ہین بکار خود ہوشیار ہین کیا کاڑنیاں
کیا عاشقون کو دیوانہ کرکے مارا ملکہ لالہ عذار نے سیماب کو جھک کر سلام کیا خلخال
جھلائی گولہ لیکر بڑھی جیسے ہی سامنے ملکہ سیماب کے پہونچی للکارا کیدن او سیماب کشتہ ہونا
چاہتی ہی تیرے واسطے یہی اکسیر ہی جان بچا میدان کارزار سے نکل جا ورنہ باعث خرابی ہی اتنے ٹرہے
خداوند مالک سے مقابلہ کرنا مصلحت کے سراسر خلاف ہی خلخال نے سیماب کو گولہ مارا القہر و غضب
تمام لشکر والالہ عذار نے پلٹ کے دیکھا کہ اب خلخال بگڑی ہی گوشت اپنا کاٹ کر خون گولے پر ڈالتی ہی

چاہتی ہو سحر کامل ہونے تو پھر ادھر پٹون لالہ عذار نے جھپٹ کے خنجر کمر سے نکالا خون اپنا دم خنجر پر لگایا جیسے ہی طرف خلخال کے پھینکا ایک دنّاتا ہوا خلخال بیچ خنجر سے ایک گولہ پیدا ہوا اُسی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ خلخال پر گرا خلخال نے چاہا بچون نہ بچ سکی جلکر تمام ہوئی پھر تمام لشکر پر اسکے آگ برسنے لگی کئی ہزار جادوگر مرکر گرے ہر گوشے سے صدا آنے لگی بھاگ کے نکل چلو لشکر پراگندہ ہوا بعض نے دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر مخفی ہونا قبول کیا بعض طرف جنگل کے بھاگے بعض فریاد کرنے لگے بعض نے آواز دی ای ملکہ عالم فریاد کرتے ہین غلامون کو آزاد کیجئے آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین خلخال جادو نے بڑی حماقت کی کہ اس مقدمے مین دخل دیا آخر اُسکا کیا انجام ہوا ہمکو قدرت نے کیونکر آگاہ کیا ہمکو یقین کامل ہوا کہ تمہارے ہاتھ سے اسکی موت تھی جب تو اُسنے تمسے مقابلہ کیا سیماب ٹہلتی ہوئی قریب دراہے کے آئی سب قیدیان بلاکو رہا کیا ملکہ سیمتن کی زبان سے سوزن نکالی اور حکم دیا سبکو قلعے مین لیچلو رستم و سیارہ و سیمتن و نیلم و لالہ عذار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آئین مشیرون اور ندیمون سے صلاح کی کہ تخت پر کسکو بٹھائین سب نے کہا خوبصورت حسین جمیل صاحب شوکت و لیاقت رستم سے بہتر کون ہی انکو تخت پر بٹھائیے سیماب یہ دریافت کرکے اندر آئی تخت زبرجدی بچھا تھا رستم سے اشارہ کیا رستم نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ جو رستم نے کہا ملکہ سیماب نے لالہ عذار کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا ایک طرف سیمتن آکر بیٹھین اور ایکطرف سیماب و نیلم علمشاہ دنگل شوکت پر سیارہ پشت پر مگس پرانی کرنے لگا آخر کو یہ ٹھہری کہ تمام دربار مین مصاحبان سیماب آکر جمع ہون ہر شخص کو یہی اشتیاق ہی کہ حال سُنین کیونکہ مقابلے مین خداوند ہفت پیکر کے جاتے ہین کیونکر لڑین گے سیماب کو بھی اشتیاق ہی کہ ذرا حال سُنون کہ کیا کیفیت گذرے گی بندے ہوکے خداوند سے لڑنے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو نہایت جد و کد ہی کہ طریقہ سنون کیونکر لڑنا ہوگا کیا کیفیت گذرے گی ایک تقدیر کرکے قدرت مٹا دینگے ملکہ سیماب رستم کی طرف متوجہ ہوئین کہا کہ ای شہریار باعث مقابلے کا خداوند ہفت پیکر سے کیا ہی رستم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای بادشاہ قلعہ سیماب یہ معاملہ طول و طویل ہی ہمارے بزرگ سبا قید مین ہفت پیکر نے وہ ظلم کیے کہ جسکی انتہا نہین اول مین اُسنے بڑے بڑے پہلوان برائے مقابلہ بھیجے وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تب ہفت پیکر نے وہ بلوہ کیا کہ جسکی تا تیرآ ج تک باقی ہی

صحرائے نیرنگ مین شکار کھیل رہے تھے کہ پھر مقابلہ پڑا وہ شعبدے اور سحر اُسنے دکھائے کہ ہم لوگ غافل ہوگئے ہمین خبر اپنی نہ رہی پہاڑ پر قبلہ و کعبہ چڑھ گئے تھے تصویر کو اُنکی توڑا عجب نقشہ ہوا ایک دھوان نکلا کہ اُسنے تمام عالم کو گھیر لیا لوگ ایسے غافل ہوے کہ اسم اعظم قبلہ و کعبہ کا مسدود ہوا عجب ہنگامہ اُس روز تھا غضنفر بن اسد بن کرب غازی انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین لئے برائے دستگیری موجود تھے اسپ باد پا پر سوار تیغہ روئین شگاف قبضے مین اُس شیر نے قیامت برپا کردی بڑے بڑے ساحر مارے آخر یہ انجام ہوا کہ اسلیے مذکور اُس شیر سے لے لئے گئے وہ بھی گرفتار ہوا اور ہم سب ایسے غافل ہوے کہ اپنا ہوش نہ رہا بیدار ہوے تو اپنے کو قید خانے مین پایا پروردگار نے اپنا فضل کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر سحر العجائب کہ جو نور افشان سے برائے فریاد آیا ہے پروردگار نے مجھپر انکو مہربان فرمایا انھون نے ہمکو قید خانے سے نکالا لڑتے بھڑتے یہانتک پہونچے جستجوے لوح بھی کی لیکن ابھی تک کچھ انجام نہین ہوا جسطرح مرنا برحق ہے اسیطرح طلسم ہفت پیکر کو فتح کرینگے اگر ہم مین کا ایک بھی باقی رہیگا چین نہ لیگا نہ ہفت پیکر کو آرام ملیگا بس مجھے باعث جستجو یہ ہے کہ کاہنان ستارہ شناس و رمالان فلک اساس نے تجویز کیا ہے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا اے ملکہ سیماب مین کیونکر آرام لون کہ میرے فرزند میرے قبلہ و کعبہ و عیاران طرار گرفتار ہین جہان پانی دونگا تلاش لوح کرونگا ہفت کوہ فتح کرون کہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے یا تو اُسکو مارا یا اپنی جان دی جو جستجو ہوسکے گی کرینگے لڑینگے مرینگے کوئی بات اُٹھا نہ رکھینگے تعرض نہ کرو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو آج یہ قلعہ قبضے مین آیا کل یہان سے کوچ کرینگے جو مقام ملیگا وہان لڑائی پڑے گی اُسکو اطلاع ہوگی وہ ساحرونکو بھیجے گا اے ملکہ سیماب اگر کوہ ہے کاٹنا ہے دریا ہوگا تو اُسکو بھی جھیلینگے جان پر کھیلینگے یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ سیماب تڑپی مثل ابر کے روئی کہا اے شہریار اُس امر پر آپنے کمر باندھی ہے جسکا ہونا حقیقت مین ناممکن ہے آجتک کسی نے طلسم ہفت پیکر فتح کرنیکا ارادہ نہین کیا اے شہریار میرے واسطے فلک بر سر گردش ہے مٹانے کی ہمارے کوشش ہے جس طور سے آپ کی قید پہونچی اس کنیز نے یہی سب خواب مین دیکھا بس آپ کی قید لیکر خلخال ہونچی نیلم جادو آگر ہین کہ آپ کو رہا کرین کنیز شریک ہوئی کچھ خوف جان کا نہ کیا شکر ہے کہ لڑائی فتح ہوئی خلخال جادو قتل ہوئی اب آپ کے واسطے مناسب یہ ہے کہ سلطنت اس قلعے کی موجود ہے بیٹھکر سلطنت کیجئے تاج و تخت قدمون پر نثار کرتی ہون مین کہ دو کوشش آپکے بچانے مین کرون

ہفت پیکر کو سوال مصالحہ دون کیا عجب ہے کہ مان جائے آپ کے قیدیون کو دیدے جو گذرا وہ گذرا اب آیندہ فساد نہ پڑے اس مقام تک آپکی عملداری رہی آگے جانیکا ارادہ نہ کیجیے تو لونڈی صفائی کرادیگی اگر مین آپکی خدمت مین رہی تو جہانتک ممکن ہوگا صفائی کرا دونگی آپ پر زوال نہ آنے دونگی اتنا بڑا ہفت پیکر بادہ کبر و نخوت سے مست ہے سحر و ساحری مین زبردست ہے کہ ہر پہاڑ اک نیا طور دکھاتا ہے ہر مقام پر سیلہ ہوتا ہے کوئی اُسکے دبنے کا باعث نہین ہے کاہنان طلسم ہفت پیکر نے بھی حکم لگایا ہے آپ کے نام سے خوف کر رہے ہین سب ساحر ڈر رہے ہین کہ رستم طلسم ضرور فتح کریگا مگر حضور یہ خیالات ہین اُسکے سحر نہین کرامات ہین جسدن زبان ہلائیگا زمین کو آسمان پر پہونچائیگا کوئی ہم نبرد اُسکا دنیا مین نہین ہے جو آپ نے ارادہ کیا اُس سے ہاتھ اُٹھائیے اپنے ملک کو پلٹ جائیے ورنہ بڑی بڑی خرابیان پڑینگی یہ جو آپ دیکھ رہے ہین کوہ و صحرا و شجر و حجر سب ساحر و نسے معمور ہین جب یہ اپنے اپنے مقامون سے حرکت کرینگے تو آپکے ستانے مین کوشش کرینگے مین حیران ہون کہ اُسکے سحر کو کون روکے گا اس کنیز نے وہ حال آپ سے بیان کیا کہ کوئی خیرخواہ دولت ایسی خیرخواہی نہ کریگا اور مین بالاعلان جاؤنگی حالات عظم و شان آپ کے اُس مغرور کے سامنے ظاہر کرونگی اور کہدونگی تمہارے بگاڑ کا وقت آگیا طلسم کشا ے اصلی آپہونچا زمین آسمان اُس شہریار کو ہدایت کرینگے یہ وہ لوگ ہین جو طبقات زمین ہلادینگے شاید اگر وہ مان گیا اور کہنا میرا قبول کرلیا جب تو بناہ ہے ورنہ خرابیان ہین رستم نے یہ حالات سنکر کہا اے ملکہ سیماب ہمکو مصالحہ منظور نہین فتح طلسم سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے یہی کوشش کرینگے کہ سلطنت ہفت پیکر کی مٹائین ہفت کوہ پر نقارہ سکندری بجے اہل اسلام کا قبضہ ہو ہم خوب سمجھتے ہین کہ سب صحرا اُسکے سحر سے معمور ہے ہمین جان دینے مین کیا قصور ہے یہ ذکر ہے نہ کرو بڑی بحث یہ ہے کہ فتح طلسم کی تدبیر بتاؤ سیماب نے کہا اے شہریار میرے قبضے مین کوئی کوشش نہین اس قلعہ سیماب مین اک دیر ہے کہ اُسکو دیر ظہور ہفت پیکر کہتے ہین ایک تصویر ہفت جوش کی اسمین نصب ہے بعد سال بھر کے وہ تصویر بولتی ہے باتین کرتی ہے جو ہونیوالا ہوتا ہے وہ ظاہر کرتی ہے آپ اُس دیر مین تشریف لے چلین مین بوجا کرون تکلیف اُٹھاؤن آپ اُس سے پوچھین دیکھین وہ کیا بیان کرتی ہے وہ دن جو سال بھر کے بعد آتا ہے وہ کل کا دن ہے تمام مردمان شہر جمع ہونگے آپ بھی تشریف لے چلیں جو مناسب وقت ہو

وہ پوچھیں شاید اس مقدمے میں کچھ بیان کرے بموجب اُسکی ہدایت کے کاربند ہوجئے شاید مقدمئہ فتح طلسم ہفت پیکر کے بھی کچھ بیان کرے رستم فوراً آمادہ ہوے اور کہنے لگے کہ اُس دَیر میں چلو دیر نہ کرو عرض کی حضور کل چلیں گے آج موقوف رکھیے یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ وہ دن بھی کل ہی ہے رستم نے مع سرداروں کے اُس دن اور اُس رات کو باعیش و عشرت بسر کی صحبت چنگ و رباب رہی بوقت سحر ملکہ سیماب آئین عرض کی چلئے دیر تصویر ہفت جوش مین چلکر فکر کیجیے رستم آگے ہوئے سیماب ساتھ ہین لالہ عذار و سیمتن و نیلم و سیارہ ہمراہ ہین جب دارالامارہ سے نکلے دیکھا شہر مین ہنگامہ ہی رؤسا اُمرا لباس تبدیل کرکے خیل خیل طرف دیر کے جا رہے ہین جسطرف سے رستم نکلے اُن لوگون نے سلام کیا دعاے فتح و ظفر دی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی سیماب نے عرض کی دروازہ دیر کا کھلا گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہوگئے میلہ جمع ہوتا جاتا ہے کوئی شہر مین ایسا نہو گا کہ آج نہ آئے اور تصویر کو سجدہ نہ کرے رستم ان باتون کو سنتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے دیکھا ایک قصر عالی نہایت تکلف سے بنا ہے دروازہ عالیشان دروازے مین صحنچیان متعدد بنی ہین اُنمین گھنٹ نواز ناقوس نواز بیٹھے ہوے گھنٹے و ناقوس بجا رہے ہین تعریف مین ہفت پیکر کی اشعار گا رہے ہین اہل شہر بیرون در جمع ہین جا بجا فرش بچھائے ہوے لوگ بیٹھے ہین شغل ناچ راگ کے ہو رہے ہین دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیا کو بیچ رہے ہین خریدار آئے جس شی کو پسند کیا خرید کرے گئے سیماب نے قریب آکر کہا بسم اللہ آپ دیر مین چلئے سب رئیسان شہر پس پشت حضور کے ہین علمشاہ نے دروازے مین دیر کے داخلہ کیا جیسے ہی لفظ بسم اللہ زبان سے نکلا دروازہ جو بند تھا وہ کھلا دیکھا اندر کا درجہ نہایت تکلف سے آراستہ ہے جھاڑ کنول لگے ہوے ہین تخت کے اوپر ایک تصویر ہفت جوش کی بنی ہوئی تاج الماس سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد ہزارہا تصویرین رکھی ہین مگر سب سرنگون کوئی تصویر کلام نہین کرتی سب رئیسان شہر جو پشت پر علمشاہ کے ہین وہ گوش بر آواز ہین کہ دیکھئے طلسم کشا و تصویر خداوندے کیا کلام ہوں جمال جہان آرا دیکھکر سب مبہوت ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ایسے جوانان حسین تیغ زن صف شکن نگاہ سے ہم لوگون کی نگذرے تھے رعب و دبدبہ و شوکت و اقبال مثل چاکران کمترین داہنے بائین حاضر ہین کہ دیکھین دیر مین کیا گذرے رستم جو سامنے اُن تصویرون کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تصویر ہفت جوش نے

جواب وعلیکم السّلام کا دیا تین ہزار تصویرین جو گرد بیٹھی ہین قہقہہ مار کر ہنسین کسی نے آواز دی مبارکسم ہو
کسی نے آواز دی افسوس ہی ہفت پیکر کی خدائی کی تباہی کا وقت آگیا ایسے کلمات مختلف تصویرون
نے کہے دنگل زبرجدی سامنے تخت کے بچھا تھا بخط جلی اُسپر مرقوم تھا این مقام نشست طلسم کشا
رستم اُس دنگل پر بیٹھے سب رئیس امیر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ سیماب نے بڑھکر آواز دی کہ ای تصویر
خداوند طلسم کشا موجود ہین جو کلام اُنسے کرنا منظور ہو جلد زبان پر لائیے یہ کہکے جھوٹی شانے سے آثاری
زبان اپنی کاٹی تصویر پر خون کے چھینٹے دیے بڑی بڑی تدبیرین سیماب نے کین تصویر کچھ جواب نہین
دیتی سیماب نے قریب آکر کہا یا خداوند آپ طلسم کشا سے کیون نہین باتین کرتے آپ تصویر ہفت
ہوش علم ستارہ شناسی مین مملو خوشرو خوشخو سب معاملات سے درست حالات طلسم آپ پر ظاہر ہین انکو
بیان کیجیے ایسا نہو طلسم کشا کے خلاف ہو جلد بیان کیجیے تصویر قہقہہ مار کر ہنسی آواز دی ای ملکہ
سیماب یہ وقت آیا کہ تمنے طلسم کشا کی اطاعت کی تمکو کچھ خوف خداوند نہین اس حسرت سے قتل ہوگی
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرینگے تاج و تخت نصیب نہوگا کوہ و دشت
مقام دیوانہ صحرا نورد نام ہم کچھ نہ کہین گے نہ حال بتائین گے طلسم کشا سے کہو تشریف لیجائین کچھ
حال یہان سے نہ معلوم ہوگا طلسم کشا نے بہ قہر و غضب طرف تصویر کے دیکھا اور کہا ای ملکہ عالم ب
تم اس مردود سے کلام نہ کرنا ہمارے بزرگان دین خوش آئین ہدایت کیئے ہین ہم طلسم ضرور جاکر فتح
کرینگے اسنے جویندگان خدا کو برگشتہ کیا سراسر حماقت ہی کسکی طاقت ہو کہ ہمکو روکے تو ہم اب جاتے
ہین یہ کہکے تلوار ٹیکی رئیسان شہر مین ایک غریو اٹھا کہ طلسم کشا سے تصویر نے کچھ کلام نہ کیا کہ بیرون
دیر ہنگامہ ہوا آوازین آنے لگین ای طلسم کشا ٹھہر جائیے ایک طائر آتا ہی اُسکی آواز سے یہ امر ثابت
ہی کہ کسی سے کہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو یہ مناسب ہی بلکہ وہ بہتر ہی کہ یہ مقام طلسم ہفت پیکر دیکھو
رئیسون نے آواز دی یا تو طلسم کشا اُٹھتے تھے یا تیغہ کپتیان کو ٹیک کر بیٹھ گئے دیکھا سب نے دیر
پر سناٹا ہوا ایک طائر مثل عقاب زمزمہ سرائی کرتا ہوا اندر دیر کے آیا آواز دی ای طلسم کشا نہ گھبراؤ اگر
تصویر نے تمسے کلام نہین کیا ہم تمسے بات کرینگے صاف صاف حال بتائینگے صورت فتح طلسم ہفت
پیکر سنائینگے دیکھین آپ کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ طائر سر پر تصویر ہفت جوش کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ صدا آتی تھی نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ وحرمان ساتھ ہی — آنکھ پڑجائے جہان وان اشک باران ساتھ ہی
ہرجگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے — جسطرف یہ مورجاتا ہے سلیمان ساتھ ہی
دل مین ہواب بھی خیال گیسوئے پیچان یار — گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے — مرگیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی
پانون کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان — مرگئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہ دل — قیس سے لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھائے ہین اے عندلیب — میرے پہلو مین کہان ہر دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر — وہ مرے لاشے کے تاگور غریبان ساتھ ہی
آمدِ فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے — باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچۂ محبوب ہے موسٰے نہین یہ کوہِ طور — حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی اللّٰدری بے صبریان — وقف حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
لاشۂ رعنا کے ہے ہمراہ بس اک بیکسی — درد یا بیچارہ تاگور غریبان ساتھ ہی

تمام مردمان شہر نے یہ اشعار عبرت آثار اُس طائر کی زبان سے سُنے سب خاموش بیٹھے ہین ہر ایک کا قول ہی یارو یہ طائر کیا کہتا ہو سنو اور مطلب سمجھو دیر تک طائر نے زمزمہ سرائی کی بعد زمزمہ سرائی اسیار کے آواز آئی اے طلسم کشا سالہا سال رنج ومصیبت سہو گے بڑی بڑی سختیان اُٹھاؤ گے مگر حقیقت مین طلسم ہفت پیکر کے فتح ہو ان منازل شعبدہ بازی کے سیاح ہو گرچہ عمر بھی اکتفا کرے جام عمر لبریز ہو اور لڑتے بھڑتے تابہ صحرائے مرغزار پہونچو اور دشت عجائب وغرائب مین قدم رکھو بڑی سختیان ہین کبھی کوئی وہان سے گذرا نہین تم صاحب اقبال ہو طلسم کشائی کا ارادہ در کھتے ہو اتنی چیزین واجب ولازم ہین **کلاہ ہفت گوشہ** بر سر **زرہ ہفت جوش** در بر و **تیغۂ ہفت جوہر** در کمر جب یہ چیزین ممکن ہولین تب تلاش **لوح** کا نام لو شاید تابہ لوح پہونچو تب طلسم کشائی کی فکر کرو یہ جملہ مین نے اسواسطے بیان کیا کہ **کلاہ ہفت جوش** کا ملنا بس اُن مصائب پر موقوف ہی کہ انسان جن مصیبتون کو اُٹھا نہین سکتا اگر اُن مصائب کی برداشت کی تو **زرہ ہفت جوش** کا ملنا دشوار ہی اسکے بعد **تیغۂ ہفت جوہر** ملنا بالکل ناممکن تو پھر تلاش

لوح میں کیوں قدم رکھوگے وہ طائر یہ کہہ رہا ہے ملکہ سیماب جادوگر یہ فرما رہی ہیں قلم دوات لاؤ میں اس مضمون کو لکھتی جاتی ہوں طائر یہ سب باتیں بیان کرکے تصویر کے سر میں منقاریں مارنے لگا آواز دیتا تھا آج داخل مقام ہوتا ہوں جب کئی منقاریں طائر نے سر میں تصویر ہفت جوش کے لگائیں سر تصویر شق ہوا وہ طائر اسمیں نہاں ہوا سر تصویر کا برابر ہوگیا اسوقت دیر میں صدا ئے ہیہات اور افسوس بلند تھی تمام مردمان شہر طلسم کشا کے اقبال کے قائل ہوئے اطاعت اسلام کی قبول کی لالہ عذار نے عرض کی ہر چند بغاوت میری باپ پر کھل چکی لیکن جاکر کسی حیلے سے ملوں اور رہائی امیر حمزہ صاحبقران کی تدبیر کروں یہ کہکر لالہ عذار رخصت ہوئی سیمتن نے کہا میں اپنے کو خدمت میں ہفت پیکر کی پہونچاؤں اشیاے مذکور کے ملنے کی کوشش کروں یہ کہکے سیمتن بھی رخصت ہوئی نیلم نے اپنے دل سے کہا کہ میں زوجۂ عیار کہلاتی ہوں خطرت کروں اشیاے مذکور کا پتہ لگاؤں بیشک طلسم کشا صاحب اقبال ہے شاید کوئی بات پیدا ہو نیلم بھی رخصت ہوئی اب ساٹھ ہزار سوار و پیدل رستم کے ہمراہ ہیں سیارہ سے صلاح کی فوج مذکور ہمراہ لیکر براے تلاش اشیاے مذکور قلعہ سیماب سے کوچ کیا کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا لیکن سیماب پر یہ معرکہ گذرا کہ عاشق ہوا تھا رستم پر ایک دن سوچ کہ کاہن طلسم مدت سے مجھپر عاشق ہے اور مدت سے خواہان وصل ہے اس سے کسی طرح ست چلکر صورت اشیاے مذکور کی دریافت کروں سیماب بھی رستم سے رخصت ہوئی اب سوار و پیدل رستم نے ہمراہ لئے اور براے تلاش اشیاے مذکور کوچ کیا کہ وقت پر یہ حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ انکے صرف فیروزہ بن عمرو عیار ہے پہونچنا انکا قلعہ ترکان خونریز پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر آسمان	لکھوں شاہ اسلام کی داستان	الہبت قلم کی روانی دکھاؤ
کہ ہے جنگ جنگ کا سامنا	دے رخش کلک جلالت رقم	روانی دکھانے قدم با قدم
کہیں جا پہ جم کر طرارا بھرا	ہوا ہو گیا جب چھلاوا بنا	وہی مرکب تیز میرا قلم
کہ ہیں ہے زیر ران دمبدم	دکھاتا ہے چابک خرامی سدا	اڑا ایا کہ جھونکا ہوا کا چلا
نسیم سحر کہ آہوے دشت	کہ پھوپھو تپہ کرتا ہے جم جم کے گشت	کبھی جم گیا گہ طرارا بھرا

نہ اوراق گل پر فشان تک پڑا
چلا روم میں اپنا جو یہ ترتاب
خجل ہو کے ٹھہرے صبا جا بجا
لڑائی کے بھی رنگ جیسے ہوئے
کہا بلبلوں نے کہ آئی ہوا
کبھی سیر صحرا پہ مائل ہوا
ہوا غل ہوائی کہ یہ ہے سمند
سمند سبک خیز ہے بے درنگ
نہیں داستان کی مجھے فکر ہے
خبر دشمنوں کو بھی ہو جائیگی
کہ سامان جنگ و جدل ہوگیا

کبھی مائل سیر دریا ہوا
یہ ہے لطف شم سے نہ ٹوٹا حباب
روانی کے اطوار بھولی ہوئی
کہ ہر جان پر اپنی کھیلے ہوئے
تو رخ گل پہ قطرات شبنم بنا
ہے قاب سبک خیز گھائل ہوا
ہیں حیران غزالان فرخندہ پا
جماتا ہے جا جا کے کاتو نیا رنگ
کہ ہیں شاہ اسلام صحرا نورد
کہ ترکوں کو آخر حیا آئیگی

روانی کا مضمون یہ بن گیا
جو تیزی پہ آئے مرا باد پا
چڑھا دم کرتی سانس پھولی ہوئی
چمن میں جو اس کا گذر ہو گیا
چھلاوا کبھی ہے کبھی باد پا
گرے تھک کے ہر جا پہ آخر پرند
کہ ہر قدم وشت پر خار ہے
قلم کی روانی کا کیا ذکر ہے
جبل ہل رہے ہیں کہ اڑتی ہے گرد
چلا اے توسن کلک شیرین ادا

چہرہ اورنگ آرایان محفل رزم و پیکار و رونق دہندگان بزم رزم و جنگ فرار اس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں شعر مصنف مرجع نگارندۂ خوش چنین سے نگار دہ لطف دعطا پہ سابق میں تحریر کرچکا ہوں کہ بادشاہ اہل اسلام اس غیرت میں لشکر سے نکلے جملہ فرزندان صاحبقران و سرداران عالی تبار بامید فتح طلسم نکل گئے ہیں بادشاہ اسلام نے فیروزہ بن عمرو عیار سے صلاح کی کہ مجھکو اب کیا کرنا چاہیے عیار نے عرض کی حضور فرزندان صاحبقران میں سرفراز ہیں آپ کی جرأت پر سب کو ناز ہے آپ کے والد نامدار رستم سے بگڑے طرف آسمان کے گئے آخر تم پر دباؤ ڈالا اس عظمت و شان سے آئے کوئی فرزند صاحبقران کا اس وجلال سے حضور بھی قصد کریں کچھ نہ کچھ مطلب نکلیگا بادشاہ نے ارشاد کیا اور بر آمد ہو مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے صرف فیروزہ کو ساتھ لیا اور نکل گئے کئی مہینہ کوہ و دشت و بیابان میں سرگرداں پھرے قضائے کار ایک روز ایک دشت سبزہ زار میں گذر ہوا چونکہ کئی مہینے سفر میں گذرے تھے سحر سے سبزہ زار جو دیکھا شب کو اسی جگہ پر مقام ہوا صبح کو یہ آپ نے فرمایا اے فیروزہ آج اس دشت کی سیر کر کے کل یہاں سے چلیں فیروزہ نے بھی قبول کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے دشت کی سیر کر رہے تھے یہ سے یہ سرحد قلعہ ترکستان ہے ترکان خونخوار پہلوان زبردست اس ملک کا حاکم ہے تخت پر بیٹھا ہوا

سامنے نخل وحی نصب ہی کہ ایک پتا اُس سے گرا یہ پتہ ملا کہ ای ترکان تیری سرحد مین بادشاہ لشکر اسلام سیر کر رہے ہین جا کے گرفتار کر خدمت مین قدرت کی پہونچا یہ دیکھتے ہی ترکان نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر کمر بندی کرنے لگا عیار سے کہا ذرا جا کے دیکھ تو کتنے لوگ ہین انکے ساتھ مین عیار اسکا سمن سبکرو براے خبر چلا دشت مین دیکھا ایک تاجدار عالی وقار ایک عیار ساتھ سیر بیابان مین مصروف ہین یہ حال دیکھکر سمند سبکرو بھاگا اگر ترکان خونخوار سے اطلاع کی کہ ای پہلوان دوران ایک تاجدار معشوق وضع دشت سبزہ زار مین مصروف صید ہین طائران صحرا انکی کمند زلف مین قید ہین ترکان نے کہا بڑے شرم کی بات ہی اکیلے پر فوج لے کے جاؤن یہ کہکے گھوڑے پر اکیلا سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر چلا بادشاہ اک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین عیار حاضر خدمت ہی کہ بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اٹھی ایک پہلوان دیو خصال کرگدن ست پر سوار سامنے سے پیدا ہوا اجال جہان آراے بادشاہ پر جو نگاہ پڑی اور زیادہ گمان ہوا کہ اِس معشوق کا زیر کرنا کتنی بڑی مشکل ہی وہین سے للکارا ای جوان تو کون ہی کہ دشت عملداری شیران دشت نبرد مین سیر کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ گھوڑے سے اُتر کر رکاب مابدولت کی تھام لے ہر چند کہ خاص تیرے مقدمہ مین حکم خداوندی بنام میرے وحی ہوئی کہ گرفتار کر کے روانہ کرو لیکن مین خطا معاف کرا دونگا تجھکو اپنا رفیق بناؤنگا بلکہ کیا عجب ہی کہ بادشاہ لشکر کردون بادشاہ نے جواب دیا کہ او مغرور عقل وفراست سے دور کیا بکتا ہی ترکان خونخوار مقابلہ مین جا پڑا نیزہ چلنے لگا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ نکالا ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان بھی پیٹ پڑا دونون زمین پر اُترے کشتی ہونیلگی دو پہر کامل کشتی ہوئی آخر بادشاہ لشکر اسلام نے زیر کیا کندہ زانو سینہ پر رکھکر فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ترکان خونخوار نے دیکھا اب جان جائیگی مکر سے کہا مین تابعدار ہون قلعہ مین چلئے تخت سلطنت پر قدم رنجہ فرمایئے بادشاہ نے چھوڑ دیا ترکان بادشاہ کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مصروف خدمت ہوا تھوڑے ہی عرصے مین شراب مین بیہوشی ملائی بادشاہ کو شراب پلا کر بیہوش کیا آواز دی آہنگرون کو بلاؤ بادشاہ کو مسلسل کر دیا اب بادشاہ وعیار کو ہوشیار کیا کہا ای سمند سبکرو قدرت کس کوہ پر ہین یہ حساب لگاؤ کہ تین دن سفر مین گذرینگے چوتھے دن کس کوہ پر جاؤن جو قدرت کو وہان پاؤن سمند سبکرو نے تھوڑے عرصے کی فکر کے بعد عرض کی کہ حضور کوہ زبرجدی پر تشریف لیچلین

آج کے چوتھے روز کوہ زبرجدی پر ظہور خداوند ہو گا ترکان اسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر بادشاہ دینار گوار اپنے پر سوار کر کے قیدیکے چلا دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن پہرون رہے ایک دشت مین گذر ہوا بارگاہ استادہ کرائی مع لشکر اُتر مہاہی خود ٹہل رہا تہا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار سوارون سے شکار کھیل رہا ہے عیار نے خبر دی آپکے بھائی صاحب ہیکلان خونخوار شکار کھیل رہے ہین بھائی کا نام سنکر گینڈے سے اُترا پیدل سامنے ہیکلان کے آیا ہیکلان چھوٹے بھائی کو دیکھ گینڈے سے اُترا دونون بھائی آپسمین بغلگیر ہوے ہیکلان نے پوچھا ای برادر خلاف عادت کس فکر مین اسطرف آئے ہو کہان جاتے ہو اصل مین کیا ارادہ ہے ترکان خونخوار نے ہنسکر کہا ای برادر مسلمان اپنی جرأت پر بڑا ناز کرتے ہین مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو دو پہر لڑکر زیر کیا انکو قید کر کے بخدمت خداوند طرد کوہ زبرجدی کے جاتا ہون ہیکلان نے کہا ای بھائی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہین وہ تو بڑے صف شکن و تیغزن مشہور ہین سلطنت لشکر بزور شمشیر انکا گرفتار کرنا تو نہایت دشوار تہا تمنے کیونکر گرفتار کیا کہا ای برادر مقابل پڑا مین نے نیزہ نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا دو پہر البتہ وہ مجھسے لڑا آخر ہاتھ پہنے لگا مین نے زیر کیا میرے پاس قید اسکی موجود ہے ہیکلان حیران ہو گیا کہا ای برادر مین ذرا چلکر دیکھون وہی شخص ہے یا اور کوئی جوان ہے ترکان بھائی کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا عیار سے اشارہ کیا سمجھا کے قیدی کو بارگاہ مین لا حاضر کیا کہا ای سعد بن قباد بڑے بھائی ترکان کے آئے ہین ترکان نے کہا ہی قید سے رہا کرونگا جان بخشی کرونگا جو میرے بھائی صاحب دریافت کرین کہدینا ترکان نے مجکو زیر کیا فورًا رہا کر بنگے سعد نے کہا یہ ہی کہدینگے سمند سبکرو خوشی خوشی زنجیر تہام کر بادشاہ کو بارگاہ مین لایا بادشاہ نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہیکلان نے کہا ای سعد شہریار رسی جل گئی رسی کا بل نہین جلا بادشاہ نے فرمایا کیسی رسی کیسا بل کیا کہتا ہی ترکان بول اٹھا مین نے آپکو زور زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا ایسا ہی ہو گا ہیکلان ہنسا کہا ای شہریار یہ کیا کہتے ہو سعد نے کہا انکی بات کا یہی جواب ہی ہیکلان نے کہا آپکو زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا ہان صاحب زیر کیا ہیکلان نے کہا اب مجھکو یقین نہین آتا بادشاہ نے کہا شاید تمہارا گمان صحیح ہو جب تو ترکان بگڑا کہا ای سعد یہ کیا کہتے ہو صاف صاف کہو جب تو بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہ او ترکان مکاری کی باتین کرتا ہی مکر سے گرفتار کیا بھائی کے

سامنے آبرو بڑھاتا ہی ترکان خونخوار بگڑا کہا ای سعد ابھی قتل کرونگا جھوٹ بولتے ہوا وعیار قیدخانے مین لیجا ابھی دار استاد ہو لیجا کر قتل کرو جھوٹے کی یہی سزا ہے سمند عیار نے بدلگامی کی سر زنجیر کو کھینچا کہا ہینے تمکو کیا سمجھا یا تھا تمنے اُسکے خلاف کیا اب قتل کئے جاؤگے یہ کہکے زنجیر جو کھینچی خار دار تو بغلوں مین چُبھے سعد نے زنجیر کو جھٹکا دیا سمند جُھکا ایک تھپڑ کھی ماری کہ عیار کا سر پھٹا غصے مین آکے نعرہ شیرانہ کیا **نظم**

شعلهٔ شمشیر سان شمع جگر سوز من　　گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانهٔ تاریک و تنگ بسته بزنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانهٔ غوغاے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است

یہ کہکے قید کو توڑا ایک پہلوان نے جھپٹ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا نعرہ کر کے لڑنے لگے نعرہ شاہ سعد سم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + ترکان نے اشارہ کیا اس جوان کو مار لو کل افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر نکل آئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوئے ترکان و ہیکلان نے بڑھکر فوج کو ترغیب دی شاہ اسلام شیرانہ مصروف جنگ ہین لیکن ترکان و ہیکلان ملک پشت پر آئے بادشاہ کو زخمی کیا ہرچند کہ بادشاہ زخمی ہین لیکن رستمانہ مصروف جنگ ہین کافرون کی شمشیر زنی سے نہایت تنگ ہین بادشاہ کی مشکلین سخت ہین اول زخم دار دوسرے یہ کہ مرکب غیر کا زیر ران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین افسران فوج پر جا پڑون لیکن یہ دونون بینا البنا کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کا بلوہ ہوتا ہی بادشاہ اسلام اپنے کو بچاتے ہین جب فوج کا بلوہ انتہا سے زیادہ ہوا پریشان ہوئے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے پکار اُٹھے کہ اے عاجز نواز وای کریم کارساز ای رب بے نیاز وقت مدد ہی مدد فرما اس مجبور و ناچار کو بچا **نظم**

منور ست بهر سمت نیّر توحید
خداست مظهر تفرید و جامع تجرید
بدل کنند پرستش خداے واحد را
که هست ذات و صفاتش برون دیده شدید
بتیغ تیر محبت هر آنکه گشت شهید

ز شرق خوب نماید جمال این خورشید
شناخت ذات خدا هر که از صفات شناخت
بهجر داں محبت بگوشهٔ تجرید
خداست واقف و ضع دال استقبال
بو خضر گشت درین دهر زندهٔ جاوید

خدای واحد و بیمثل و لاشریک وحید
بدید هر که خدا را بچشم باطن دید
کند چه شرح زبان بیان تعریفش
خداست واقف ہستی و بس قدیم و جدید
گداے درگه پاکش فقیر و دولتمند

امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید	خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین	خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برآر مراد اہل مراد	خداست حاصل امید صاحب امید	خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید	ز کینۂ آئینۂ سینہ چون منور شد	عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک	برہنمائی باطن چو راہ راست بدید	بادشاہ کے جو بیقرار ہو کر دعا کی

یقین تھا کہ تھوڑے سے گرین کہ بقدرت سبحان لم یزل دو عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست نقابدار بادلہ پوش مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل ردا روی کرتا ہوا آتا ہی دعیاں شل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بڑھکر نقابدار کو خبر دی کہ سعد شہریار کفار مین پھنسے ہوے ہین قریب ہی کہ گرفتار ہون یہ سنکر نقابدار بیقرار ہو گیا وہین سے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا نقابدار بارہ ہزار سوار سے آپڑا اسی ہزار سوار پر شہرزادہ تنہا بھڑتا ہوا ایلاد افسران فوج کو حکم دیا سعد کو جا کر بچاؤ بارہ افسر شیر صولت لڑتے ہوے قریب بادشاہ کے آئے بادشاہ پر وہ وقت تھا کہ سر زخمی شانہ و پشت و پہلو انتہا کے زخمی پشت مرکب پر جھوم رہے ہین ایک افسر نے آکر شانہ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہوجیے نقابدار بادلہ پوش آپ کی مدد کو آیا بادشاہ نے آنکھیں کھولین نقابدار کو جو لڑتے ہوے دیکھا انکا نشانہ جا پڑے جھک مانند ماہ اسکے دوچار ہوے کئی نقابدار نے جو بیلت کے جنگ سعد کو دیکھا ساتھ والون سے تعریفین کرنے لگے فرمایا کہ بار دو دیکھتے ہو کس لطف سے لڑ رہے ہین ماشاء اللہ شیر ہی کہ رمۂ گوسپندان مین گرا ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی بڑے بڑے افسرون کو مار بڑے بڑے کافرون کو للکارا انتہا کا زخمدار ہی مگر کس لطف سے لڑ رہا ہی کسی کی مجال ہی کہ اس شیر کے منہ پر جاے یا ہاتھ اٹھاے یہ کہکر نقابدار لڑتا ہوا قریب سعد پہونچا سعد نے دیکھا نقابدار کی کلغی تاج کی چمکتی ہوئی ہر چند کہ نقاب چہرہ پہ نظیر پڑا ہی لیکن مانع حسن و جمال نہیں یہ مضمون شاعر کا صادق آتا ہی فرد کیا تن نازک ہی جان کو بھی حسد جس تن پہ ہی کیا بدن کا رنگ ہی تہ جس کی پیرہن پہ ہی سعد نے رعب و دبدبہ نقابدار کا دیکھکر جھک کے سلام کیا نقابدار نے برخوردار کہا سعد کو ناگوار گذرا تیوری پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر آپ کون ہین کر میرے شریک ہوے بڑا آپ کو اپنی جرأت پر غرور ہی بسم اللہ حریف پر آئیے نقابدار ہنس پڑے کہا ای بہادر ای بحر جرأت کے بے بہا در تم نہنگ بحر صاحبقرانی ہو تمہارا کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ جو برخوردار کہنے پر آپ بگڑے ہین ای فرزند اسکا حال کھلیگا مجھکو معاف فرمایئے اس عجز سے نقابدار سے

کہ ماکہ سعد نے شرمندہ ہوکر سر جھکالیا لڑائی میں دونون شیر مصروف ہوئے قضائے کار ہیکلان ترک
کہ بڑا قوی تن اور قوی ہیکل گینڈے پر سوار لڑتا ہوا آتا تھا سعد نے ڈانٹا کہ او مکار کہان جاتا ہی مردان
عالم کے مقابلہ مین آنو احوال جرأت کھلے ہیکلان نے جو شیر کو غصے مین پایا کانپ گیا کہا ای شہریار میرے بھائی
سکار ہی مین نے کچھ سرکار کے ساتھ مکر نہین کیا میرے بھائی نے جو خطا کی سزا کا بھی وہی مستحق ہی سعد نے ٹھہر کر
ترکان پر جا پڑے ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا اُنچا ہے
سنبھل کر ایک ہاتھ مارا کہ ترکان کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے ترکان کا مارا جانا ہیکلان گینڈے سے
کود کر قدمون پر گرا کہا ای شہریار مجھے اطاعت کی کیا مجال ہی کہ آپ سے لڑسکون آپ شیر بیشۂ جرأت یکتاز میدان جلالت
ہین اس کیفیت مین تاہنے ترکان ایسے گبرو کو ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا فوج کو پکار کر آواز دی مین نے
اطاعت کی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے کل فوج نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کی نقابدار اسی وقت
رخصت ہوکر طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان خونخوار سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ اگر کسی طرح کا مکر اس شہریار کے
ساتھ کیا تو سمجھ لو اسی مقام پر جا بتا بر سر پہونچیگی یہ کہکر نقابدار طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان شہریار کو ساتھ لئے
ہوئے قلعۂ ترکان میں آیا وہان عملداری شہریار کی جاری ہوئی گرز وسکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا ایک ہفتہ
قلعۂ ترکان مین قیام کیا بہزاد ترک بیٹا ترکان خونخوار کا کہ ماں اسکی لیکر بھاگ گئی تھی اسکو تلاش کرکے بلوایا
بہزاد کو تخت پر بٹھایا قلعۂ ترکان اُسکے سپرد کیا اب ہیکلان کو ساتھ لیکر چلے ہیکلان خونخوار راہ مین کہتا
تھا کہ مقصود خان ترک میرا برادر نسبتی ہی نہایت زبردست ہی اکثر قلعہ پر چڑھ آتا ہی ہزار ہا بندگان خدا
اُسکے ہاتھ سے مارے گئے سال مین دو تین مرتبہ آکے آفت برپا کرتا ہی دیا ہتا ہی قلعہ لے لون مین قلعہ
بند کر لیتا ہون سیر اسردار نعمان ترک ہی اُسکو حاکم کرکے قلعۂ ہیکلانیان کا آیا ہون خدا خیر کرے
سلامت ہی تا ہی دہ قلعہ پر چڑھ آیا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی
سمجھ کے اُس سے مقابلہ کیجئے گا توپ کا بند ہونا باعث خرابی کا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان
منتین کرتا ہوا ساتھ چلا سعد فرماتے ہین بھائی تم لشکر کے ساتھ آنا مین جاکر اُسکو روکون جیسا کو
تو کون بدعت نہ کرنے پائے ورنہ غضب ہوگا ہیکلان نے کہا ای شہریار میرا نہ ہونا اور باعث
خرابی ہی مجھکو دیکھکر کسیقدر رکتا ہی آج تک میرا اُسکا مقابلہ نہین ہوا یہ کہتے ہوئے سامنے قلعے کے
پہونچے دیکھا مقصود خان ترک خندق پر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو للکار رہا ہی نعمان منتین کر رہا ہی

کہتا ہوا ای پہلوان ایرستم وقت تجھ سے نہیں لڑ سکتا ہیکلان ترک قلعہ مین نہین ہی اتنی مہلت دیجئے کہ وہ آجاے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود نہین مانا یہ معاملہ دیکھکر ہیکلان ترک گینڈے کو بڑھا کے جھپٹا آواز دی او ظالم کہان جاتا ہی مین آپہونچا سعد نے ہرچند روکا مگر ہیکلان نے نہ مانا مقابلہ مین مقصود کے پہونچا نیزے مین دونون برابر رہے تلوارین کھنچین مقصود نے ہاتھ مارا ہیکلان زخمی ہوا مقصود نے چاہا سر کاٹ لون سعد کو نہایت غصہ آیا وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے مقصود نے جو سعد شہریار کو دیکھا کمال ہیبتناک دیکھکر آواز دی ای جوان تو نے دیکھا کہ مین نے ہیکلان کا کیا حال کیا کیون مجھ سے مقابلہ کرتا ہی ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار بے پناہ ہی سعد نے کہا وار تو کر گرجکے سینے نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی سعد نے چ پیچ پر اُٹھاکر کے مارا زمین پر چارون شانے چت سعد چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مردانہ فوج مقصود کے دوڑ پڑے تبر جو اُن سب نے مارے گھٹنہ ذرا ڈھیلا ہوا مقصود نکل بھاگا سوار ہو پشت مرکب پر سوار ہوے اُن سب سے لڑنے لگے اس عرصہ مین فوج ہیکلان کی بھی آگئی دونون لشکر مل گئے ہیکلان نے جو سعد شہریار پر بلوہ دیکھا صبر نہو سکا ہرچند کہ زخمی تھا زخم باندھ کے جا پڑا بادشاہ اسلام لڑتے بھڑتے قلب فوج تک پہونچے مقصود نے پھر ہاتھ مارا شاہ نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قصد کیا کہ زمین پر مارین استخوان چور چور ہون مقصود پکار اُٹھا ای شہریار الامان جب تک زندہ ہون غلامی سے انکار نہ کرونگا سعد نے چھوڑ دیا فوج کو منع کیا کہ بار و جنگ نہ کرو مین نے اطاعت اختیار کی قلعہ کھولکر نعمان ترک بھی نکل آیا مشرف بہ شرف اسلام ہوا ہیکلان و مقصود و ترک و نعمان انتظام سواری شہریار کرتے ہوئے قلعہ ہیکلان مین آئے اس قلعہ کو بھی اسلام آباد کیا تخت پر بیٹھے ہیکلان و مقصود و نعمان دنگلون پر بیٹھے سعد نے کہا اے ہیکلان طلسم ہفت پیکر کا قصد رکھتے ہین تمکو کچھ رستہ معلوم ہی کس طرف سے جائین لوح طلسم کہان تلاش کرین ہیکلان یہ سنکر بیقرار ہو گیا کہا ای شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دل سے نکال دیجئے تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی یہان سے بارہ کوس پر پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ زبرجدی کہتے ہین کل وہان سیلہ ہوگا تصویر سنگی ہی وہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہر ایک کے دل کا حال بتلاتی ہے اگر مناسب ہو مخفی ہو کر چلئے یقین کامل تو یہ ہی کہ فوراً وہ تصویر آواز دیگی آپ کی شناخت کی سارا سیلہ آپ کا

دشمن ہوجائیگا اگر دس ہزار بہادر ہوں تو وہان سے نکلنا دشوار ہی تمام خلقت انبوہ در انبوہ آ کے جمع ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا انشاء اللہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہے لیکن اکبر اور تم ہمارے ساتھ نہ چلو ہم اکیلے کوہ زبرجدی پر جائینگے ہیکلان و مقصود نے کہا غلام ضرور ساتھ چلینگے اِس چلنے سے مراد یہ ہی کہ چلکر اُسکے اختیارات کو دیکھیں اور بلیٹ آئین فساد کا قصد نہو پلٹ کے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود و ہیکلان و نعمان مع پانچ ہزار جوانون کے بہ صورتہاے مختلف ہمراہ ہوے رات کو روانہ ہوے بارہ کوس راستہ طی کر کے ایک صحرا مین پہونچے نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہیکلان نے کہا یہ وہین سے صدا آتی ہی برد سا اُمرا قصبات و قریات سے آرہے ہین اُنھیں کے ساتھ کے یہ باجے بجتے ہین اب یہان ٹھہر جائیے جب اچھی طرح صبح ہولے تو چلئے تاریکی مین کیا معلوم ہوگا سعد اُس صحرا مین اُترے نماز وہان پڑھی فوج کو آراستہ کیا جب آسمان کا میلہ درہم و برہم ہوا تماشہ بینان ثوابت و سیارگان رخصت ہوکر شہر مغرب مین سدھارے روشنی نے تمام عالم کو گھیرا طائر درختون پر زمزمہ سرائی مین مصروف ہوے ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت ہفت پیکر کر رہا ہی آشیانون سے نکلتے ہی آواز دیتے ہین یا خداوند ہفت پیکر تیری خدائی برحق ہی تمام جنگل سے یہی آواز آتی ہی شاخین جھوم جھوم کے صداے یا ہفت پیکر دیتی ہین غنچون کے چٹکنے مین یہی صدا ہی پھولون کے کھلنے کا یہی مدعا ہی غزال صحرا سے کرچھالین بھرتے ہوے نکلے آواز یا خداوند ہفت پیکر دیتے ہوے صحرا مین جاکے غائب ہوگئے کچھار مین بھی شیر یہی آوازین دیتے ہین نام ہفت پیکر کا بہ بزرگی لیتے ہین سعد لاحول پڑھتے ہوے مرکب سے اُترے تلوار کمر سے لگی ہی ڈھال تے باندھے ہوے مقصود و نعمان و ہیکلان قریب قریب پانچ ہزار جوان پیدل مرکبون کو صحرا مین چھوڑا سائیسون کے سپرد کیا طرف کوہ زبرجدی کے چلے اُس صحرا سے نکل کر دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ تکلف یہ کہ سارا پہاڑ زبرجد کا ہی اُسپر ایک دیر دیر مین تصویر سنگی برہنہ کھڑی ہے گرد نا جدار و گھنٹ نواز و ناقوس نواز پوجا پاٹ کر رہے ہین ہار پھول اسقدر چڑھایا ہی کہ تصویر اُسمین مخفی ہوگئی ہی ایک جانب چند نازنینان ماہ پیکر و سمن بر ساز درست کانے مین چالاک و چست یہ غزل گا رہی ہین نظم

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے	کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
آج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اُٹھے	یان تلک روئے کہ سبکو بھی رُلا کے اُٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہو لکے اُٹھے — شعلہ ہائے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے
گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود — درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے
شمع کے چہرہ کا محفل مین جو مذکور ہوا — دل جلا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط — لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
ہو عذاب تپ یلدا سے رہائی یارب — زلف منھ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے
اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان — جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
مین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھ مرے — ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی — وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے
جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا — پانون کیا کوچے سے اس مہ شرما کے اُٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھے جو سکے آگے — خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

گانے پر آن نازنینان مہ جبین کے تاجداران جلیل و حاضرین وقت وجد مین ہین تعریفین کر رہے ہین کوہ پر ہنگامۂ عظیم برپا ہے تصویر بھی باتین کر رہی ہے بادشاہ مع ساتھ والون کے یہ تماشا دیکھتے ہوے قریب کوہ پہونچے کہ ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ منھ جھلک گیا قصد کیا کہ گھاٹیون کو طے کرین بالاے کوہ پہونچین کہ تصویر نے جماہی لی منھ سے دھوان نکلا آواز آئی اے بندگان ہو آگاہ ہو کہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تماشاے اس کوہ فلک شکوہ کا دیکھنے کو آئے ہین فلان مقام پر ٹھہرے ہین چہار جانب سے گرفتار کر لو یہ تصویر نے آواز دی تمام میلے والے سعد شہریار پر چلے لباس کا نقشہ ستا دیا اتفاقاً پتہ دیا سعد نے تلوار کھینچ نعرہ کرکے جا پڑے ہیکلان و مقصود و دوگھمان ترک بھی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے پانچ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچ لین مصروف جنگ ہوے میلے مین عجب غدر ہوا دوکاندار چاہتے ہین بھاگین بسبب محبت دوکان کے جو اسباب اُسپر چنا ہوا ہی چاہتے ہین سب کو لیکر بھاگین بلوہ جو ہوا اسباب لٹنے لگا تصویر نے آواز دی ارے نابکارو تم یہ کیا کرتے ہو ایک کو ایک لوٹتا ہی ایسا نہ کرو دشمن کو گرفتار کرو تصویر نے جو کئی مرتبہ آواز دی سب میلے والون نے بلوہ کیا سواران جنگی کے سامنے کب ٹھہر سکتے ہین آدمی پر آدمی گر رہے ہین دوکانین پامال ہو رہی ہین خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکارتے ہین یا خداوندا اس آفت سے بچائیے دشمن کو گھیر کر مار لو آپ ہی کہتے ہین اور

آپ ہی بھاگتے ہین سعد شہریار کی برق شمشیر جو چمکی ہزارون کافر واصل جہنم ہوئے ہنگامہ گیرو دار بلند
ہو میلے والون سے انتظام نہوا ہزارون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی یہ غازی
تو پانچ ہزار جوان مرکب ہاے تازی پر سوار لڑتے بھڑتے اب جو میدان مین آئے جم کر جو لڑنے لگے ہنگامے
ہوالدنے لاکھون کافر قتل ہوئے تصویر نے آواز دی او زبرجد فوج خداوند کو بلا ایسا نہو کہ ابھر کر نکل جائین
تو غضب ہوگا زبرجد نے پکار کر آواز دی اے فوج دریا موج خداوندی جلد آکر اس معرکے کو سنبھالو ایسا نہو
سلمان نکل جائین زبرجد نے جو یہ آواز دی گوشۂ کوہ سے بیس ہزار سواران زرین پوش نکلے آگے آگے
ایک نعرے کرتا ہوا سہمان سردار خوار باشید اے مسلمانان تلوارین پھینکو و رومال سے
ہاتھ باندھو سامنے قدرت موجود ہے خطا معاف کرینگے ایسا نہو سنگ سیاہ کر دین یہ جرار کرار بہادر
صف شکن تیغ زن کب مانتے ہین ایک طور سے شمشیر زنی کر رہے ہین سہمان آگرا مصروف جنگ
ہوا بادشاہ اسلام کی جانب للکارتا ہوا چلا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تمھارے مرتبہ دین کی
نہو کی قدرت سرفراز کرینگے تاجدار تمھارے مرتبہ پر ناز کرینگے سعد نے للکارا او ہیچ انسان کیا کام ہی کچھ
جو ہر جرأت دکھلا تلوار کھینچکر آ عال جرأت کھلے تیرے خداوند کی حقیقت معلوم ہو اگر پہاڑ پر پہونچون تو
تصویر کو توڑ کر پھینکدون اُسکے عظم دشان کو خاک مین ملادون افسوس ہے تا بکوہ نہ پہونچے ورنہ
اس تصویر کے رنگ دکھاتے سہمان آپڑا سعد پر ہاتھ تلوار کے مارنے لگا سعد وار کو اُسکے ہر دم
خالی دے رہے ہین کئی وار روکے آخر خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ قمقام کا مارا برق شمشیر گری
سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے سر کو کاٹ کے خود کو کاٹتا سراسر کلہ جبڑا کاٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب بناے حیات کو ویران و برباد کرکے مع گھوڑے چار ٹکڑے کئے
ہیکلان وغیرہ نے یہ تو دیکھا کہ سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گھوڑے چار ٹکرے ہوئے ادھر تو
سہمان مر کر گرا لاش سے سہمان کی بجاے خون کے دھوان نکلنے لگا پیچ و تاب کرتا ہوا سعد محیط
ہوا کتھوڑے ہی عرصے مین اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا ہیکلان و مقصود خان ترک و نعمان
کہتے ہین کہ اسقدر دھوین نے پیچ و تاب کھایا اور بلند ہو کر محیط ہوا کہ اپنے ساتھ والے ہم کو معلوم
نہ ہوتے تھے اور صدائین ہیبتناک کان مین آنے لگین ہر مرتبہ یہی آواز کان مین آتی تھی کہ بندگان
مغضوب کو گرفتار کرو کوئی ان مین سے بچکر نہ جانے پاے تھوڑی دیر یہ آوازین کان مین آئین بعد اُسکے

ہم سب بیہوش ہوگئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوشیار ہوے اپنے کو اک مکان مین پایا افسر وسوار
و پیدل سب ایک ہی حالت مین ہین کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان پانوٴن مین بیڑیان گلون مین طوق مسلسل اور
مطوق اُس مکان مین بیٹھے ہین وہی پہلوان جو بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا سر سے تو اُسکے
خون جاری ہے ہم سبھون کے نام لکھ رہا ہے افسردن سے کہتا ہے کیون یارو تمنے قدرت خداوند کو دیکھا
کہ سعد نے اپنے نزدیک مجھکو قتل کیا لیکن قدرت سامنے موجود تھے تلوار کو ممانعت ہوئی کہ زیادہ
کاٹ نہ دکھانا کہ ہمارے بندے کو صدمہ پہونچے دیکھ لو سر پر اوچھا سا زخم ہے اب سامنے قدرت کے
جاوٴنگا سر کے زخم کو دکھا کے صحت پاوٴنگا ہیکلان وغیرہ کہتے ہین کہ ہم اس حال کو دیکھکر حیران ہوے
تھے کہ ہمین کس نے پکڑا اور کس نے گرفتار کیا اور کس نے مسلسل و مطوق کر کے اس مکان مین پہونچایا تھوڑے
عرصے مین اُس پہلوان نے ہم سب کا شمار کیا سب کے نام لکھے حیران حیران کہتا تھا ارے تم سب کا
افسر اعلی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کہان گیا اسکو تو مین نے خود گرفتار کیا تھا اتنی دیر ہوئی کہ تلوار
اسکی چھین کے بیہوش کیا اُسی مقام پر ڈالدیا تھا اس خیال سے کہ اب قید خانے مین لیکر جاوٴنگا پھر
جو پلٹ کے آیا اُسکو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا تھا تم سب کے ساتھ اِسی قید خانے مین ہوگا اب
پتہ نہین ملتا جاکے قدرت سے پوچھون یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا ہم سب حیران تھے کہ بادشاہ ہمارے
کہان گئے ہم لوگ قید ہوکر یہان آئے جنکے اقبال سے امید رہائی تھی وہی ہمارے ساتھ نہین ہین
ہیکلان وغیرہ کہتے ہین جس مکان مین ہم تھے چار جانب اُسمین دروازے لگے تھے دن ہوچڑھا
روشنی ہوئی نیر اعظم بلند ہوا اُن سب مکانون کے دروازے کھلے دیکھا ہم نے کہ صاحبقران مع
مع حملہ سردار اہلِ نامی کے مقید بیٹھے ہین ہم سب کو دیکھکر پوچھا ہم سب نے حال سعد شہریار
کا بیان کیا امیر کو حال سعد سنکر بڑا افسوس ہوا ہم سب جو قید سے بیقرار تھے بجلی تمام فرمایا
اُنکو پروردگار کے سپرد کرو تم سب مطمئن رہو جب پروردگار ہمکو رہا کریگا تم لوگ بھی رہائی پاوٴگے
لیکن یارو تم سب نے کچھ حال رستم کا بھی سنا سب نے عرض کی ہمین احوال رستم کا نہین معلوم
صاحبقران خاموش ہوگئے لیکن اب احوال سمعان پہلوان تحریر ہوتا ہے کہ قیدیون کو قید کرکے
یہ جو پلٹا راہ کو طے کرکے برسر کوہ زبرجدی پہونچا اُسی طرح میلہ آراستہ ہے کسی لاش کا پتہ نہین ہے
دو کاندار اپنی اپنی دوکانون پر خوش فعلیان کر رہے ہین ایک سے ایک کلام کرتا ہے کہ یارو دیکھا

ہنگامہ تھا جس شخص نے بلوہ کیا وہ کیا ہوا بعض کہتے ہین سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا گستاخی کی قدرت نے اُسکو کہین پھکوا دیا یا قید ہوگیا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ سب صحیح وسالم رہے کوئی قتل نہین ہوا سہمان یہ حال سُنتا ہوا سامنے تصویر کے آیا واسطے سجدے کے سر جھکایا سجدے کے کرتے ہی زخم سر غائب ہوا پکار کر آواز دی یا خداوند سب قیدیون کو قیدخانے مین پہونچا دیا مگر اُن سب کا افسر سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نہین معلوم ہوتا اور سب کو قید کر آیا تصویر سے ایک آواز ہیبتناک آئی یہ صدا تھی کہ او غافل راز خداوندی کو تو کیا جانے قدرت اُسکو پیدا کریگی جو اپنی فوج کو لیجائے سب کو بہت تکلیف ہوئی سہمان نے دست بستہ عرض کی قدرت کے حکم مین مصروف کارگزار ہون ان دشمنون کا خاتمہ کیا ہیکلان و مقصود و نعمان ترک پسر حمزہ کو لیکر یہان آئے بڑا فساد برپا کیا تصویر سے آواز آئی تو اپنے مقام پر جا تجھے ان معاملات خداوندی مین کیا دخل ہے قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا پہلوان چلا گیا درۂ کوہ مین آکر اپنے لشکر کا شمار کر لیا سب کو صحیح و سالم پایا اب حال بادشاہ کا تحریر کرتا ہون کہ سیماب جادو جو رستم سے جدا ہوئی پاس کاہن کے آئی جسکا لقب ہی آفتاب فلک سیر کاہن طلسم ہفت پیکر یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ سیماب آکر پہونچی کاہن سیماب کو دیکھکر اُٹھا خوش ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم آئیے آپ کے حالات سے تو مین آگاہ ہون آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہمارے حال سے تو آگاہ نہین ہوا رستم فرزند صاحبقران کی مدد کی قلعے مین ہمارے اُنکی عملداری ہوئی مین ایک کار ضروری کو تیرے پاس آئی ہون کہ تجسے حال پوچھون کہ کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کس مقام پر ہی کاہن نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکۂ عالم کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ ملنا اُنکا بہت دشوار ہی خود طلسم کشا اپنی ذات سے تلاش کریگا تو کیا عجب ہی کہ اشیاے مذکور اُسکو ملین تمھاری جستجو بیکار ہی اپنے کو بچاؤ کئی ساحر تمھاری تلاش مین نکلا ہی اُسوقت آفتاب فلک سیر نہایت تکلف سے ملکہ سیماب سے باتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ملکۂ عالم عاشقان فراق نصیب کی بھی تمکو خبر ہی کئی سال کا زمانہ گذرا ہمکو تمھارے فراق مین جان کو ستاتے سو کچھ خبر نہین سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہم اِسوقت بڑی غرض لیکر آئے ہین ذرا کتاب جفر دیکھو ان اشیاکے ملنے کی تدبیر بتاؤ کہ یہ کیونکر دستیاب ہون کاہن نے کتاب کھولی چند

اوراق دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا او ملکہ غضب ہوا اسعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام تابہ کوہ زبرجدی پہونچے سیلے میں ہزاروں کو قتل کیا اب قدرت نے فوج عجائب وغرائب کو طلب کیا ہی سہمان مردار خوار آتے ہی آفت برپا کریگا اُسکے شعبدے سے بچنا بہت دشوار ہی اگر ہوسکے جا کے بچاؤ یہ سنکر سیماب گھبرائی بیقرار ہوکر پہلوے کاہن سے اُٹھی سحر کرکے مثل ستارۂ سحری آسمان پر جا کے چمکی سیماب تو سامنے سے کاہن کے چلی گئی کاہن بیقرار ہو تڑپنے لگا اُسی بیقراری میں پکار اُٹھا نظم

اشک واثر ونہ اثر باعث صد جوش ہوا	ہچکیوں سے میں یہ سمجھا کہ فراموش ہوا
جلوہ افزائی رخ کے لئے مے نوش ہوا	میں کبھی آپ میں آیا تو وہ بیہوش ہوا
کیا یہ پیغام بر غیر ہے اے مرغ چمن	خندہ زن باد بہاری سے وہ گل گوش ہوا
ہے یہ غم گور میں رنج شب اول سے زیاد	کہ وہ مہرو مرے ماتم میں سیہ پوش ہوا
مجھ پہ شمشیر نگہ خود بخود آپڑتی ہے	عاجز احوال زبون سے ستم گوش ہوا
آخرش دل میں رہی خنجر دشمن کے سبب	اپنے قاتل سے خفا تھا کہ میں خاموش ہوا
درد شانہ سے ترا محو نزاکت خوش ہے	کہ میں ہمدوش ہوں گو غیر بھی ہمدوش ہوا
تو نے جو قہر خدا یاد دلایا مومن	شکوۂ جور بتان دل سے فراموش ہوا

اسقدر کاہن تڑپا یقین تھا روح جسم سے نکل جائے گھبرا کے اُٹھا سوچا کہ ایسا نہو معشوق پر کوئی اُفتاد پڑے چل کے خبر توہوں یہ سوچ کے اُٹھا سحر کرکے ایک عقاب بنا طرف کوہ زبرجدی کے روانہ ہوا لیکن ملکہ سیماب اُسوقت پہونچی دیکھا سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دھواں محیط ہوا سارے میدان وکوہ کو گھیر لیا سیماب دیکھ رہی ہی کہ اُس اندھیرے میں سہمان اُٹھا دھواں جو آنکھوں میں سعد کی لگا تلوار ہاتھ سے گری سعد گرکر بیہوش ہوے سہمان طرف ہیکلان وغیرہ کے متوجہ ہوا سیماب جو تڑپ کر گری سعد کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی چرخ مارتی ہوئی طرف آسمان کے جاتی ہی ایک آواز کان میں آئی ارے عجائب وغرائب خداوندی سے غافل ہوئی خوف خداوندی دل سے بھلایا سیماب نے پلٹ کے دیکھا ایک عقاب اُڑا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا کہ اے سیماب کہاں جاتی ہی سیماب پلٹ پڑی بائیں ہاتھ پر سعد کو لیا آپس میں سحر چلنے لگا دوسرے سحر میں اس نازنین کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا سحر فراموش

دریاے حیرت کا جوش عقاب نے چاہا تڑپ کے گردن سیماب کو اٹھا لیجاؤن ایک برق آسمان سے گری کہ عقاب مذکور کے دو ٹکڑے ہوئے ہاتھون پر شاہ کو سیماب نے سنبھالا مرنے سے عقاب کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب جادو بود سیماب شاہ کو لیے چلی تھوڑی دور چلی تھی دل سے کہتی ہوئی کسنے مدد کی اس ظالم کے سحر سے بچایا نہایت محسن تھا اب مکان پر کاہن کے چلون یہ سوچتی ہوئی طرف مکان کاہن کے چلی کاہن جو پلٹ کے آیا تلوار کو ڈھونڈ رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا سیماب آپہونچی سیماب کے پنجے مین سعد دبے ہوئے آکے آتری کاہن نے کہا ملکہ جا کے دیکھا کس غضب کا جلوہ تھا ساتھ والے سب قید ہوگئے انکو تم نکال لائین سیماب نے کہا اے کاہن جو نیکی اہل اسلام کے ساتھ ہو سکے وہ کر گذرو مین نے کتاب تصنیف کردۂ ہفت پیکر مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی کاہن نے کہا اے ملکۂ عالم یہ صحیح ہی مجھے بھی اہل اسلام کے حال پر توجہ ہی لیکن ہفت پیکر کے عجایب وغرایب وہ ہین کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا ہمسر نہین اُسکا خوف آتا ہی اب بہتر تمھارے واسطے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سعد کو لیکر پاس ہفت پیکر کے جاؤ کسی ساحرہ کا نام لینا کہ وہ لئے جاتی تھی مین نے اُسکو مار کر چھین لیا خدمت خداوند مین لائی ہون اے سیماب طلسم ہفت پیکر کا فتح ہونا بہت دشوار ہی جن اشیا کا تمنے نام لیا انکا ملنا بہت دشوار ہی جلد جاؤ ورنہ تمھاری تلاش مین کوئی نہ کوئی آتا ہوگا عقاب جادو کو مین لے برق شمشیر سحر سے گرا کے مارا ورنہ تمھارا وہین خاتمہ ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آچکا تھا اب تمھارے پنجے سے سعد چھوٹ جاتے وہ تمکو گرفتار کرکے لے جاتا یہ ذکر تھا سیماب کہ رہی ہی مجھ سے تو یہ نہوگا کہ پاس دشمن کے پہونچا دون وہ انکو قتل کرے یا قید کرے کیا مشکل کی بات ہی مین اب انکو ہوشیار کرتی ہون جہان کہین وہان پہونچا دون چاہتی ہی کہ سعد کو ہوشیار کرے کہ آسمان سے آواز آئی او آفتاب فلک سیر تونے بڑی خطا کی کہ دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی حکم خداوندی ہی جلد حاضر ہو ورنہ مشکین باندھ کر لیجاؤنگی جہان صاحبقران قید مین وہان پہونچاؤنگی سزا ملے گی منم مشکبار جادو کاہن نے کہا او ملکہ غضب ہوا میر ابھی حال کھلا مشکبار آپہونچی کاہن اُٹھا تھا کہ ایک خوشبو دماغ مین آئی جھونکا ہوا کا چلا کاہن لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا گرتے ہی کاہن کے سیماب نے چاہا مشکبار پر جا پڑون کہ جھونکا ہوا کا چلا اور خوشبو دماغ مین آئی لڑکھڑائی گر کر بیہوش ہوئی مشکبار زمین پر آئی حیران تھی کہ سیماب کسکو لائی پلٹ کے جو دیکھا جمال جہان آراے سعد پر نگاہ پڑی حسن عالم سوز شہریار کو دیکھکر کانپی پکار اٹھی واہ

سبحان اللہ کیا قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کیا صورت زیبا بنائی کیا جمال بیمثال ہی کیا جوان رعنا کیا جری کیا
وبہادر کیا صف شکن وتیغ زن پر رعب ودبدبہ وسطوت وصولت مثل چاکران کنترین ہمراہ ہین غریب
آکے بلائین لین تلوے سہلانے لگی پیشانی پر ہاتھ رکھا سمجھی کہ سحر مین کسی کے مبتلا ہین جھٹکے سحر اُتارا
سعد کو ہوش آیا دل وجان سے نثار ہو رہی ہی سعد کی جو آنکھ کھلی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قریب
پایا بادشاہ کو بھی حسن اسکا دیکھکر توجہ ہوئی فرمایا ای نازنین تو کون ہی باعث مہر ووفا کیا ہو مشکبار نے
کہا ای شاہ سعد تم پڑے اقبالمند ہو مین تمہاری دشمن ہون سیماب وکاہن میرے سحر سے بیہوش
پڑے ہین فرقہ اہل اسلام کے واسطے مجھکو حکم ہوا ہی کہ جہان پاؤ گرفتار کرکے لاؤ اب مین بسبب آپکی
محبت کے کوئی خبر نہ پہونچاؤنگی ہفت پیکر سے سب حال چھپاؤنگی اب آپکا حکم ہو تو ان دونو نکو ہوشیار
کرون بادشاہ نے فرمایا یہ لوگ آخر کون ہین ہم سے محبت کا کیا باعث مشکبار نے کہا انسے دریافت
کیجیے یہی باعث بتلا سکینگے یہ کہکے مشکبار نے ہوشیار کیا سحر اپنا اُتارا سیماب وکاہن کو ہوش آیا اُٹھتے ہی
صحبت یہ دیکھی کہ جس ساحرہ نے ہمکو بیہوش کیا تھا وہ بیٹھی ہوئی سعد شہریار سے باتین کر رہی ہی کبھی
ہنستی ہی کبھی ہاتھ باندھتی ہی سعد نے سیماب سے پوچھا ای ملکہ سیماب ہم تمسے حال دریافت کرنا
چاہتے ہین کہ تمہاری شفقت کا ہمارے اوپر کیا باعث ہوا تم نے آکر وقت پر ہماری کیون مدد کی
سیماب رونے لگی کہا ای شہریار جب مین رستم پر مائل ہوئی جا بجا لڑی شرکت کی بعد انھین
کی فکر مین نکلی ہون لالہ عذار الگ گئی ہین نیلم جادو نامے ایک ساحرہ ہی وہ بھی جستجو مین گئی ہی مین بھی
فکر مین نکلی ہون کاہن کی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام زیر کوہ زبرجدی لڑ رہے ہین مین وقت
پر پہونچی آپ کو اُٹھا لائی یہان یہ معرکہ گنبد این گرفتار طلسم روئے زیبا ہے رستم ہون اب وہ
جس تلاش مین نکلے ہین خدا آنکو کامیاب کرے اشیاے مذکور آنکو ملین لوح کا سلسلہ شروع ہو جائے
ہفت پیکر کے ساتھ والے بھاگین کاہن صاحب بھی آپ کے واسطے بدنام ہوے اب جو مناسب
جانیے وہ کیجیے اور کیون ای ملکہ مشکبار تمھین سحر مین یہ طاقت ہی کہ خوشبو تمہاری بلند ہوتی ہی اُسی
خوشبو سے ہم اور کاہن بیہوش ہوے سعد شہریار بیہوش ہوے تھے تسخیر ہونیکا کیا باعث ہوا
مشکبار نے آہ کی بے اختیار رونے لگی کہا ای ملکہ سیماب جس عارضہ مین تم مبتلا ہو وہی عارضہ
ہمکو بھی ہوا اب جو تدبیر کرو کہ حضور کو لیکر نکل چلین انکی خیر ہو صحراے ویران مین کلاہ ہفت گوشہ کا

نشان ملتا ہے اب ہم انکو وہان لئیے جاتے ہین اگر مل سکے تو کلاہ ہفت گوشہ دلائین ہم بھی راز سے ماہر ہین کہ طلسم کشا کے پاس تین چیزین ہونا واجب و لازم ہی تب لوح کا پتہ ملیگا یا تو ہمکو قضا لئیے جاتی ہی یا کلاہ ہفت گوشہ برائے شہریار ممکن کرتے ہین اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین کوئی تو فخر زمین ایسا تھا کہ صاحبقران نے انکو بادشاہ لشکر اسلام کیا ہم بھی انکے دام محبت مین گرفتار ہین بے جستجو ان چیزون کے بالکل بیکار ہین سیماب نے کہا بسم اللہ خدا آپکی مدد کرے کلاہ ہفت گوشہ ملے یہ کہکے مشکبار نے تخت تیار کیا سعد شہریار کو اسپر سوار کر لیا طرف صحرائے ویران کے چلی بعد جانے مشکبار کے کاہن و سیماب نے صلاح کی سیماب نے کاہن سے کہا بڑی رازدار ہفت پیکر شریک ہی بشکل یہ صحرائے ویران مین پہونچیگی کہ راز طلسم دار ہی ہم تم بھی چلکر دیکھین شاید کوئی تدبیر سے کلاہ ہفت گوشہ ہمین ملے اسی شہریار کے بارے مین نجومیون نے بیان کیا ہی کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین اور دوسری چیزین بھی کسی وجہ سے دستیاب ہونگی کاہن بھی اسپر راضی ہوا سیماب و کاہن جانوران پرند بنکر تعاقب مین مشکبار کے چلے مشکبار جو بادشاہ کو لیکر چلی تھی راہ مین اسنے سب کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہا اے شہریار حضور کو چلکر صحرائے ویران مین پہونچاتی ہون ویران بربط خان وہان کا حاکم نہایت ساحر زبردست ہی اگر اسنے بہ محبت دوستی کا دم مارا اور حضور کا ساتھ دیا تو ضرور کلاہ ہفت گوشہ ملنا بہت آسان ہوگا بادشاہ ساتھ ساتھ مشکبار کے آتے ہین اختلاط ظاہری راہ مین ہوتے ہین کہ دور سے ایک صحرا دکھلائی دیا دیکھا صحرا ویران کف دست میدان نہ کہین جنگل مین انسان اور نہ حیوان ہوائے گرم چل رہی ہی درخت جلے ہوئے پتے گرے ہوئے شاخین دست افسوس شوق کنار و بوس مین حیران پتے سرگردان زرد زرد پتے درختون سے گرے ہر مقام پر انبار زاغ و زغن کی جا بجا پکار مشکبار نے عرض کی یہی صحرائے ویران ہی جاتی ہون آپکو کسی گوشہ مین ٹھہراؤن مین ویران بربط خان کے پاس پہونچون یہ کہکے سعد کو اس جنگل مین لائی اور ایک پہاڑ پر نخل کے سایے مین سعد کو ٹھہرا کر آپ تلاش مین ویران بربط خان کی چلی سامنے دیکھا میدان مین ایک قصر بنا ہی پتھر چٹک رہے ہین دروازہ کھلا ہوا ہوائے گرم کے جھونکے پریشان کرتے ہین مشکبار دروازے پر ٹھہری دیکھا دربان بیٹھا ہی مشکبار نے دربان سے کہا میان ویران بربط خان سے جاکر عرض کرو کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی طالب ہین دربان گیا

ویران کو تخت پر بیٹھے دیکھا بربط آگے رکھی ہوئی دھن میں بجا بجا کے یہ غزلیں بیٹھا ہوا گا رہا ہے نظم

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا | آئینہ دیکھتا ہی شہر آئینہ ساز کا
ہاتھوں سے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا | بگڑا ہے کھیل کیا فلک حقہ باز کا
پہلے ہی اذن عام دیا نعش یار پر | غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
سو پیٹتی ہیں حلقۂ ماتم میں قمریاں | نخل عنبراہ ہوا یہ کس سرو ناز کا
کب پہونچے باغ خلد میں ہم سے گناہگار | ہی تنگ قافیہ ہوس اہر نوۂ ناز کا
زندہ ہی دفن کر دو مجھے دوستو کہ اب | محتاج کون ہوا جل ہے نیاز کا
ہی کفر ست کہ اب اسے کس سے وصال ہو | ای محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگائیں گے | خواب عدم میں چین ہی کہ خواب ناز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب | شعلہ ہماے سوز سمند گداز کا
نادان دل کو مرگ کا ابتک یقین نہیں | اللہ کیا گمان ہے عمر دراز کا

نگہبان سامنے دست بستہ کھڑا رہا جب ویران گا چکا پوچھا ارے کیوں کھڑا ہی اسنے بیان کیا کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی مشتاق ہیں در دولت پر حاضر ہیں ویران خوب ہنسا کہا میں جانتا تھا کہ کوئی صاحب ضرور تشریف لائینگے بربط کو اٹھا کے کنارے رکھا ایک کلاہ رکھی تھی سات گوشے اسمیں شاں کلی کے چمک رہے تھے اُس کلاہ کو اٹھا کے ویران نے جھولی میں رکھا نگہبان سے کہا بلالو میز سے گلابی اٹھا کر ہمارے سامنے رکھو نگہبان نے گلابی اور جام بلوریں سامنے رکھدیا اب ویران شراب پینے لگا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیا مشکبار نے آکے ویران کو سلام کیا ویران بہت ہنسا کہا ای ملکہ عالم تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے حال دل بیان کیجیے بعد اسکے چلی جائیے ملکہ مشکبار آ کر کرسی پر بیٹھیں چاہتی ہیں کچھ حال کہوں رک جاتی ہیں تھرا رہی ہیں ویران نے کہا اے مشکبار جام شراب ہو اسنے انکار کیا ویران نے جام لبریز کیا ہونٹوں سے لگا دیا آخر مشکبار نے جام پیا پیتے ہی جام کے ویران قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیوں ملکۂ عالم کس فکر میں آئی تھیں بڑی خطا تمنے کی یہ سنتے ہی مشکبار اپنے مقام سے اٹھی چاہا تڑپ کے نکل جاؤں جام آغشتہ بہ دارو کے بیہوشی تھا اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کے گریں ویران نے نعرہ کیا او مکارہ اب کہاں جاے گی اپنے

سحر کے جوش میں زبان میں سوزش بھی نہ دی کمر میں پنجہ دیکھے آزاد دل میں خوش ہے کہ اس مکارہ کو میں
نے گرفتار کیا لیکن حیران ہے کہ بیرون نے خبر دی تھی اپنے معشوق کو ساتھ لیکر چلی ہے اسنے معشوق کو کہاں
چھوڑا نکلا وہ ہفت گوشہ کی فکر میں آئی تھی سامنے قدرت کے دربار میں بھیجا جائیگا قصر سے نکل کے
بلند ہوا یہاں سعد شہریار کوہ پر سرنگون بیٹھے تھے سوچ میں کہ دیکھیے انجام کیا ہو اگر طلسم کشا رستم پیلتن ہیں
تو خدا انکو مبارک کرے ہم مددگار رہیں تو بڑی بات ہے دیکھیے ہمارے رفقا کیونکر رہائی پائینگے اگر ساتھ
والے رہا ہوتے انکو لیکر کوچ کرتے ان ملکوں پر جاتے کہ جہاں ساحر نہوتے غیر ساحروں کو تسخیر
کرتے افسوس ہے تا بکوہ زبرجدی پہونچے تصویر تک رسائی نہوئی ورنہ کیفیت معلوم ہوتی کیوں اے
سعد ان تصویروں میں کیا ہے کوئی ان تصویروں کے اندر بیٹھا ہے کون آواز دیتا ہے کہ سامنے سے
سناٹا ہوا سر اٹھا کے جو دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ژولیدہ مو بدخو بد رو نیلا لباس زیب جسم
کھاروے کی سرخ تہمد باندھے ہوے مشکبار کو پنجے میں دبائے ہوے کہتا ہوا او مکارہ چل اب
تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لے چلوں قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی قدرت کیا کہینگے
یہ بھی تجکو معلوم ہوا کہ تو براے گرفتاری ایک ساحرہ اور کاہن کے گئی تھی وہاں جا کے دام تسخیر میں
پھنسی ہنسی بلبلائی کہ صحراے ویران میں آئی مشکبار کی آنکھیں کھلیں زبان بند دل دردمند ویران
کہتا ہے فوراً تجکو قتل کراؤنگا بیرون نے تجکو خبر دی تھی کہ دھگڑے کو لیکر آئی ہے یہ سنا کہ اس جوان کو کیا کیا
مشکبار کلام نہیں کرسکتی آنکھوں سے اشارہ کر رہی ہے کہ مجھے چھوڑ دے ایسا نہو کہ قدرت حکم قتل کا
دیں تو میں کیونکر بچوں ویران کہتا ہے او مکارہ اب میں تجکو رہا کرونگا سدھئے قدرت کے لے چل کے
تجکو قتل کرونگا جلاد طلسم کے سپرد کی جاوگی اور اپنی حرکات قبیح کی سزا پاؤگی تمہارا عہد ہماری کنیزوں کو
لیگا اے مشکبار اب تیرا اچھا آرزو نہ نکلیگا سعد نے جو مشکبار کو اس حال پر ملال میں دیکھا دل بیقرار
ہوگیا یقین کامل ہوگیا کہ ہمارے واسطے قید ہوئی اب اسپر یہ بدبختی ہے یہ سوچ کے کمان کیانی دوش
سے لی ترکش سے تیر نکالا چکر کمان میں پیوست کیا سینۂ پرکینہ ویران کا تاک کر تیر مارا عقاب تیر سینہ
پر ٹھہرا نہ تو زہ گریشت کو پار گذرا مشکبار پنجے سے چھوٹی ایک طرف لاشہ ویران کا چلا ایک طرف
مشکبار نے اپنے کو سنبھالا لاش پر کسی نے توجہ نہ کی آسمان پر اڑتے ہوے کاہن و سیماب دونوں
آتے تھے انھوں نے جو لاشہ ویران کا دیکھا الٹتا پلٹتا ہوا جاتا ہے سیماب نے کہا اے کاہن لاشہ

لینا چاہیے شاید کلاہ ہفت گوشہ اسکے پاس ہو یہ سنتے ہی کاہن وسیماب تڑپ کے گرے لاشہ
ویران پانؤن پر روکا ایک جانب سعد شہریار پہاڑ پر بیٹھے ہین مشکبار اپنا حال بیان کررہی ہے کاہن
اور سیماب ان دونون کو دیکھکر اور زیادہ بلند ہوے ایک جانب سناٹا بھرا لاشہ ویران کا لیکے روانہ
ہوگئے یہان مشکبار نے سعد شہریار سے سب حال بیان کیا گھبراکر کہا کلاہ ہفت گوشہ دستیاب
ہوئی سعد نے گھبراکے کہا کلاہ کیسی مین نے تمکو جو اس کے پنجے مین دیکھا تیر مار دیا شکر ہے کہ تیر نشانے
تک پہونچا نہین معلوم لاش کیا ہوئی یہ سنکر مشکبار صحرا مین دوڑی چار جانب تلاش کیا کہین
لاشہ ویران کا نہ ملا آکر تمام کیفیت عرض کی کہا حضور قصر ویران مین چلین چلکر کلاہ ہفت گوشہ
تلاش کرین شاید مل جائے سعد و مشکبار اُس پہاڑ سے اُترے طرف مکان ویران کے چلے مکان
بھی مرنے سے ویران کے گر گیا تمام عمارت گری پڑی ہو ایستون کے جا بجا انبار ویران کے مکان
مین ویرانی ملازم بھاگے جاتے ہین ہر ایک ملازم یہی کہتا ہوا کسی نے ویران بربطہ خان کو مار ڈالا قاتل
کو کہان تلاش کرین کاشکے لڑائی پڑتی ہم لوگ بھی جان دیتے ایسا مقدر میں عجائب وغرائب خراب ہوگا کچھ
مین نہین آتا مشکبار نے پکارا ارے کیون بھاگے جاتے ہو اب تمھارے سرپرست ہم ہین تین چار سو
ساحر جو بھاگے جاتے تھے وہ صداے مشکبار سنکر رک گئے آکے سعد سے قدمبوس ہوے مشکبار
نے پوچھا تم لوگون کو کچھ معلوم ہے کلاہ ہفت گوشہ کہان ہے ان سب نے کہا وہ کلاہ ہر وقت اُسکے
پاس رہتی ہے مشکبار نے کہا اے شہریار اقبالمندی آپ کی ظاہر ہے لاشہ اُسکا کوئی لے گیا ہمین داغ
دے گیا اب لاش اُسکی کہان تلاش کرین تین سو ساحر نے اطاعت کی مشکبار نے سعد کو تخت پر سوار
کیا وہ صحرا قیام کے لائق نہ تھا اب وہان سے کوچ کیا تین سو ساحر ساتھ ہین مشکبار نے ایک ابر
مشک فام بنایا اُس ابر کا شہریار پر سایہ کیا اس شان و شوکت سے تلاش مین تحفۂ مذکور کی چلے
کاہن و سیماب نے جو لاشہ ویران کا پایا ایک مقام پر آکے اُترے جھولی سے اُسکی کلاہ ہفت گوشہ
نکالی سیماب نے کلاہ کو اپنے قبضے مین کیا تلاش مین رستم کی چلی رستم پیلتن کا ذکر مجملاً واجب و لازم ہوا
کہ لشکر کو لیکر کوچ کیا تھا کئی منزلین طے کین ایک مقام پر پہونچے ہین صحراے دلکشا ہین لشکر اُتارا دیکھا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار ہین چار لاکھ فوج پشت پر رستم کو دیکھکر نعرہ کیا
اے رستم تمھاری تلاش ہے بس اب آگے نہ بڑھنا قدرت نہ سکے یہان تمھاری طلب ہے پہلوین

رستم کے سیارہ موجود ہو اُسنے عرض کی حضور کے مقابلے کو یہ پہلوان آیا ہی اس سے مقابلہ کرنا ہوگا رستم نے کہا اے سیارہ خوب ثابت ہی مین آمادہ مرگ دھتیاے قضا ہون کوئی ہو مجکو مقابلہ کرنا واجب و لازم ہی وہ پہلوان فوج لیکر مقابلہ مین رستم کے اُترا کہلا بھیجا کہ میرے نام فرمان خداوندی آیا بعلم خداوند تمھاری تلاش مین آیا ہون اگر بخوشی میرے پاس چلے آؤ تو کیا عجب ہی کہ قدرت سے کہکر خطا معاف کرادون اگر جنگ کرکے گرفتار کرونگا پھر معافی خطا غیر ممکن رستم نے ایلچی کو نکلوا دیا کہلا بھیجا جو تجسے ہوسکے قصور نہ کر ہم آمادۂ حرب و پیکار ہین یہ جو خبر پہلوان کو پہونچی کہ دیکا دیوث شمشیر زن نام ہی اس فکر مین اُترا کہ طبل جنگی بجواؤن رستم سے مقابلہ کرون رستم بھی آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجے تو مقابلہ ہو اب حال ملکۂ لالہ عذار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ ہفت پیکر نے مصر الغرائب سے کہا کہ تمھاری بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہوکے نکل گئی اب ہم اُسکو گرفتار کراکے قتل کرائین گے لیکن زندان خانہ کی حفاظت رکھنا جو کچھ اشیاے تحفجات تمکو دئے ہین وہ حمزہ تک نہ پہونچنے پائین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو قتل کرکے تمھارا طلسم تمکو دلادینگے جاکے حکومت کرنا مصر الغرائب کو بیٹی کے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا تھا آج دربار ہفت پیکر سے جو باہر نکلا دیکھا ایک عمارت عالیشان سات درجے کی آراستہ ہی نیچے اُس عمارت کے فوج بیحساب فردکش ہی پہلوان گرد گرد اُس کش پھر رہے ہین مصر الغرائب نے ایک سے پوچھا یہ کیا مقام ہی کہا اے شخص تو نمونۂ قدرت ہفت پیکر سے نہین ڈرتا آگاہ ہو ایک بہار ہی یہ عمارت عالی جو بنی ہی یہ ہفت طبقات قیطول لقا ہین گواہی دینے کو آیا ہی اس سے کلام کرو مصر الغرائب بالاے قیطول گیا ہر مقام پر ہر ایک فرشتے نے روکا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اسے آنے دو من عابد دولت کو سجدہ کرکے دیکھا ساتوان درجہ ایک قصر رفیع بنا ہی دیکھا کہ لقا تخت پر کرسی وزارت پر بختیارک اٹھارہ ہزار تاجدار گرد نازنینان پری چہرہ لقا کی مگس رانی کر رہی ہین مصر الغرائب نے لقا کو دیکھا کہ تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہی مصر الغرائب کو دیکھکر کہا اے بادشاہ طلسم نور افشان یہ خداوند لائق شان و سجود ہم سب کا معبود ہی دیکھو کیا قدرت ہی شہر باختر مع قیطولات یہان بر قائم ہو گیا تم بھی ہفت پیکر کو سجدہ کرو مصر الغرائب نے سجدہ کیا بختیارک کی چمے گویان دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہی لقا نے کہا یہ شیطان درگاہ خداوندی تھا اب شیطان درگاہ ہفت پیکر ہی مصر الغرائب یہ کیفیت دیکھکر [illegible]

لقا سے اترا دوسری ڈیوڑھی پر آیا حیران تھا کہ ایک ڈیوڑھی مین یہ وسعت کیونکر ہوئی کہ ملک باختر قائم
ہو گیا دوسری ڈیوڑھی سے جو نکلا ملک زبرجد نگار آراستہ دیکھا قبطولات زبرجد شاہ پر پہونچا دیکھا
زبرجد شاہ بھی تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہے عرصۂ دراز تک مصر الغرائب سے باتین کین تعریف
ہفت پیکر کرتا رہا مصر الغرائب یہان سے بھی نکلا تیسری ڈیوڑھی پر پہونچا لات دمنات کو دیکھا
وہان سے آگے بڑھا شہر فرنگستان نظر آیا القیاے زرین تن کی خدائی دیکھی اسنے بھی صفت
ہفت پیکر کی مصر الغرائب سے بیان کی سات ڈیوڑھیان مصر الغرائب نے طے کین ہر مقام پر خدائیان
خداوندان باطل کی دیکھین سب کو دیکھا کہ تعریف ہفت پیکر مین مصروف ہین اس قصر مین آیا کہ جو مکان اسکو
رہنے کو ملا ہے ملازم اسکے جمع ہوے مصر الغرائب نے سب کے سامنے صفت ہفت پیکر بیان کی کہا
سامری جمشید لات منات لقا زبرجد شاہ القیاے زرین تن وغیرہ سب خداوند باطل تھے حمزہ کے
ہاتھ سے مارے گئے تباہ ہوے اب بعد تباہی بسیار سطیع خداوند ہفت پیکر ہوے مصروف اوصاف
خدا ہو رہین اپنے مصاحبون مین بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لالہ عذار حیران و
پریشان اگر پہونچی باپ کے قدمون سے لپٹ کے رونے لگی کہا اے باپ مسلمانون نے مجھے پکڑ کیا
معلوم ہوتا ہو وہ ساحر مارا گیا جسکا مجھے پکڑ تھا اب مجھے ہوش آیا مین وہان سے بھاگی میری خطا
معاف کیجئے یاد کر کے رستم کو خوب روئی حاضرین وقت کو یقین ہوا کہ لالہ عذار کا دم نکل جائے گا
اس نے کہا اے شہنشاہ خطا میری معاف فرمایئے مصر الغرائب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ
دیا کہا اے نور نظر ہفت پیکر کی کوئی تعریف کر نہین سکتا یہ خداوند حقیقی ہو ہمین سامنے قدرت کے تم کو
لیجاؤن گا قدرت تمہارے دل کا حال دیکھین گے ارشاد فرماوینگے لالہ عذار نے کہا جو سنا سب ہو
ایک جانب لالہ عذار بیٹھی ہین حالات سن رہی ہین مصر الغرائب آج مبہوت ہو رہا ہے تعریف خدای ہفت پیکر
کر رہا ہے ایک ایک کے سامنے ساتون ڈیوڑھیون کے ذکر مین مصروف ہے ساتون ڈیوڑھیون کو دا
دہت دی کہ ہفت اقلیم کا تماشا دکھا دیا تمام عجائب وغرائب ساحری کو بھلا دیا لالہ عذار ان
سب باتون کو سن رہی ہے کنیزون سے پوچھا اسم اعظم صاحبقران کا شیشہ کہان رکھا ہے کنیزون
نے کہا سامنے جو کوٹھری ہے اس مین سب تحفے رکھے ہین تحفہ جات عضنفر و صاحبقران کا اسم اعظم
و حرز امیل سب چیزین اسی مین بند رکھی ہین لالہ عذار خاموش ہوئی مصر الغرائب باتین کر رہا ہے

سامنے قصر کے ایک نخل تھا اسپر ایک طائر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ایک پتے پر منقار ماردی وہ پتہ سامنے مصر الغرائب کے آکر گرا اسکو اُٹھاکے جو پڑھا اسمین لکھا تھا ای بندۂ خاص دختر تیری اُنگی قدرت تجکو آگاہ کرتے ہین کہ وہ صاف باطن ہی اُسکو دُلھن بناکر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو تم عزیز قدرت کہلاؤ گے اگر قدرت نے نور قدرت آتار دیا اور خداوندزادہ پیدا ہوا تو خداوندزادہ خدائی کریگا تم قدرت کے نانا کہلاؤ گے اس مقدمے مین بہت جلدی کرنا قدرت کی یہ کیفیت ہی نظم

تا فلک پہونچے ہین شہرے یار کے
مہرومہ مشتاق ہین دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا
لوگ جویا ہین ترے بیمار کے

سو زبان پر کچھ بھی کہہ سکتا نہین
شانہ پھندے مین ہی زلف یار کے

پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوئی
ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستی پائی نہ ابرو مین کبھی
بل نہ نکلے تمسے اس تلوار کے

نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دل کے کھلاتے نہین
سبب خزان ہین لطف اس گلزار کے

شکر کر درگاہ حق مین ای نسیم
اب تو شہرے ہین ترے اشعار کے

یہ اشعار سنکر مصر الغرائب اٹھا بیٹی کو الگ بلایا کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مقام شکر ہی کہ قدرت تمپر مائل ہوے اب تمھاری شادی کی فکر ہوگی دُلھن تمکو بنائین گے سامنے قدرت کے بیجائین گے قدرت تمکو سرفراز کرین ہم اپنی لیاقت پر ناز کرین یہ مضمون سنکر لالہ عذار نے سر جھکالیا دست بستہ عرض کی آپ خدمت خداوند مین جائین ایک ہفتہ کا عذر کرین بعد ایک ہفتہ کے جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگی مسلمانون مین رہی پریشان ہوئی جب وہان سے نکلی پریشان پھری راستہ نہ ملتا تھا بہ مشکل آپ تک پہونچی بعد ایک ہفتہ مین طبیعت درست ہوگی یہ سنکر مصر الغرائب بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر بڑے مطلب حاصل ہونگے طلسم نور افشان مین ہفت پیکر والون سے رشتہ داری ہوگی اگر فرزند قدرت پیدا ہو خدائی گھر مین آئی مسلمانون کی جڑ بیخ نہ چھوڑونگا جہان ہونگے

۴ نواسے سے کہکر مٹادونگا لالہ عذار سنا کی یہ تو عشق مین رستم کے بہوت ہی منظور ہی کہ یہ تحفہ جات

لیکر نکلون کبھی سوچتی ہو کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کا کیونکر پتہ ملے ان
سب چیزون کو پاؤن تو خدمت مین رستم کی پہونچون اس سوچ مین لالہ عذار بیٹھی ہی کہ پھر وہی
طائر اس نخل پر آیا پکار کر آواز دی ای خسر قدرت تمکو قدرت ہے کچھ کہنا منظور ہے مصر الغرائب نے
تمکے عذر لالہ عذار بیان کیا طائر اڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے آیا کہا قدرت نے عذر معشوقہ کا قبول کیا
مصر الغرائب بھول گیا ساتھ والون سے کہ رہا ہی لو بھائیو تعب بھی لگ گیا اب اختیار ہے جو چاہون
کرون قضاے کار لالہ عذار تو اس فکر مین تھی دن تو جون تون کرکے گذرا رات کو بڑی تڑپ رہی
کبھی بیقراری کبھی اختر شماری کبھی ماہ و اختر کو دیکھتی ہی پھر پلنگ پر آتی ہو جب دیکھا کہ سب سو گئے
لالہ عذار پلنگ سے اٹھی قریب کوٹھری کے آئی قفل کاٹا اندر کوٹھری کے آئی دیکھا چار شیر غرش
کررہے ہین لالہ عذار کو دیکھکر بڑھے لالہ عذار نے انگلی کاٹ کر خون چارون پر پھینکا چارون کے
چارون آپس مین لڑنے لگے لڑ لڑکے چارون مر گئے لالہ عذار نے چاہا بڑھون اب جو بڑھی زمین شق
ہوئی ایک مار سیاہ زمین سے نکلا لالہ عذار پر قصد کیا لالہ عذار نے موے سر توڑ کر پھینکا دوسرا
مار سیاہ تیار ہوا آپسمین لڑنے لگے اس مار سیاہ نے اس مار کو مارا لالہ عذار نے ہاتھ بڑھا کر مار کو اٹھا لیا اپنی
زلفون مین نصب کیا وہی مار گیسو تھا آگے بڑھی چاہا شیشے پر ہاتھ ڈالون ایک گوشے سے دیو پیدا ہوا
للکارا او لالہ عذار کیا کرتی ہے شیشہ کو ہاتھ نہ لگانا دل سے زیادہ شیشہ نازک ہے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ
جائیگا کیا تیرے ہاتھ آئیگا ہاتھ لگا کے شیشے کو پچھتانے لگی اپنی خود گستاخی پر سزا پائے گی یہ کہکے لالہ عذار
پر جھپٹا مارا لالہ عذار نے دیو کی کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا طمانچہ کھاکے دیو سنبھلا کہ پٹ جاؤن کہ لالہ عذار
نے آواز دی ای عفریت جلد حاضر ہو دوسرے گوشے سے ویساہی دیو غل کرتا ہوا پیدا ہوا دیکھ
کے کو پٹ گیا دونون دیو زادون مین کشتی ہونے لگی لالہ عذار نے کھڑے ہوکے سحر کیا لالہ عذار
کے دیو نے اس دیو کو چیر کر پھینکدیا اور سامنے سے لالہ عذار کے غائب ہوا لالہ عذار نے شیشہ
اسم اعظم صاحبقران کا اٹھایا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین پڑی ہوئی تھی لالہ عذار نے شیشہ اور حرز ہیکل
کو لیکر جھولی مین رکھا قضاے کار مصر الغرائب نے خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے
کھڑے ہین فرمارہے ہین او مصر الغرائب ایسا غافل ہے تیری بیٹی کوٹھری مین پہونچی شیشہ
اسم اعظم لے چکی انگشتر مہر و ماہ و اسپ باد پا و تیغۂ زر و مین شگاف تلاش کر رہی ہے جلد اپنے کو

پہونچا ایسا نہو نکل جائے طبیعت سے اُسکی قدرت اُسی وقت آگاہ ہوے تھے فقط تمہارے امتحان کو
صفائے قلب کا اُسکے حال کہہ دیا تو نہ سمجھا کہ قریب ہے اتنی مدت نکلی رہی یکایک چلی آئی قدرت نے
سرفرازی چاہی تو بھی راضی ہو گیا جلد اپنے کو پہونچا ورنہ وہ نکل جائے گی مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری کہ ارے لالہ عذار کہاں ہے کنیزیں گھبرا کر اُٹھیں گل بہار نام سامنے
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہنشاہ چھپرکھٹ پر ملکہ نہیں ہیں کہاں رے لینا سب کنیزیں پیچھے پیچھے
پکارتا ہوا اوگیسو بریدہ او ننگ خاندان خبردار اشیاے تحفجات نہ لینا یہ آواز جو لالہ عذار نے سنی دروازہ
کوٹھری کا بند کر لیا سحر کیا زمین شق ہوئی صرف شیشہ اسم اعظم وحرز ہیکل لیکر بھاگی عضنفر والے تحفجات
نہ ملے اب جو اندر کوٹھری کے مصر الغرائب آیا دیکھا دیو مرا پڑا ہے چار شیروں کے لاشے پڑے
ہیں ایک الماری کھلی تیغہ و مرکب و انگشتری اُس الماری میں بند دیکھے بے اختیار پکار اُٹھا اور منھ
سے نکل گیا اشیاے غضنفر تو بچے یہ کہکے اُسکو بند کیا گل بہار کہ رفیق لالہ عذار کی ہو سوچی کہ
بی بی کو کوئی تو تعلق سلطانوں سے ہوا کہ ان تحفجات کو لیکر بھاگیں مصر الغرائب باہر نکلا اور
گل بہار اندر رہگئی جیسے ہی مصر الغرائب باہر نکلا اندر اسنے الماری کھولی تینوں چیزیں قبضے میں کرکے
بھاگی مصر الغرائب آگے بڑھا ہی تھا کہ یکایک پتہ درخت وحی سے ٹوٹ کر گرا پتہ جو اُسکی گود میں آیا اُسمیں
نوشتہ پایا او غافل کیا تو نے خاک انتظام کیا جلد تعاقب کر ورنہ پھر نہ پائیگا مصر الغرائب گھبرا کر اُڑا
کوٹھری میں آیا دیکھا وہ الماری کھلی ہے تینوں چیزیں ندارد زمین میں غرق ہو کر وہ بھی گئی اب
مصر الغرائب نے جھلا کر سحر کیا کہ زمین شق ہوئی مصر الغرائب غرق زمین ہوا چار سو جادوگر پشت پر
اول حال لالہ عذار کا لکھتا ہوں کہ کوٹھری سے نکل کے شیشہ اسم اعظم مثل دل کے بغل میں دبائے
بھاگی ہوئی جاتی ہے کہ پشت سے آواز آئی واری اس لونڈی کو تو ساتھ لیجیے تحفجات عضنفر بھی لائی
پلٹ کر لالہ عذار نے دیکھا کہ گل بہار مرکب پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں تیغہ رویین شگاف قبضہ میں
بھاگی ہوئی چلی آتی ہے لالہ عذار و گل بہار ساتھ چلیں وقت وہ ہے کہ دیوث مردارخوار نے
طبل جنگی بجوایا میدان میں نکلا رستم کو للکارا رستم نکلے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی آئی رستم دیکھتے ہیں
کسیر پیچ نہیں بندھتا وہ پیچ بھی باندھ رہا ہے توڑ بھی کرتا ہے رستم اُلجھ کے لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھلتے ہی
زوال آفتاب کے ساتھ ہی زوال زور رستم ہو اب وہ اُنکو دے دوڑا چاہتے ہیں رُکوں حرکت نہیں سکتے

ریتے ہوئے دیوث سے لئے جاتا ہے کہ آسمان سے آواز آئی یہ کنیز وغلام حاضر ہیں کلاہ ہفت گوشہ لائی رستم نے جو سر اٹھا کے دیکھا سیماب و آفتاب فلک سیر کاہن دونوں اُڑتے ہوئے چلے آتے ہیں سیماب نے جو رستم کو جنگ سے عاجز پایا فوراً کلاہ سر پر رکھی جیسے ہی کلاہ سر پر آئی طاقت رفتہ واپس ہوئی یا بھاگتے ہوئے چلے جاتے تھے یا پلٹ پڑے ریل کرکے دوڑے سیماب و کاہن ترغیب دے رہے ہیں کہ اے شہریار اب اسکو ہرگز نہ چھوڑئیے گا یہ بڑا نگار ہے رستم ریلے ہوئے جاتے ہیں پلٹ کر دیوث نے فوج والوں کو آواز دی یارو دیکھتے ہو کہ سر پر رستم کے کلاہ ہفت گوشہ ہو گئی مجھکو ذلیل کرتا ہے تم سب ایک مرتبہ اسپر گھیر کر اسکو کلاہ چھین لو کلاہ اسکے سر سے اُترے تو پھر اسکا زور کم ہو میرا زور بڑھے دو لاکھ فوج لعینا لعینا کہکے چلی تیر و نیزے چلنے لگے نیچہ رستم سے دیوث کو چھڑا لیا چاہا گھیر کر مار لیں سیماب بھی آ پڑا آفتاب نے اپنی گرمی دکھائی نیر اعظم آسمان پر چمکا وہ گرمی دکھائی کہ ساحروں کے بھیجے نکلنے لگے آتش تہ میں جلنے لگے سیماب کا سحر تو اکسیر ہے قتل ساحران کی تدبیر ہی جب چھپٹ کے گولہ مارا دو دو سو کے سینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذر کبھی مثل برق چمکی اڑی ترچھی گری سو دو سو کے سر قلم کئے جس غول پر جا پڑی اُس غول کو پامال کیا کافروں کا عجیب حال کیا رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے سیارہ مرکب استر مالا کبود لیکر حاضر ہوا رستم نے اسپر سوار ہو کے نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب کیست علمشاہ جو رستم لقب و دیگر علمشاہ رومی شیر نیل نبرد کہ بر تخت مرزد واقلند شور شیدہ کیتیان کھینچ کلاہ ہفت گوشہ کو سنبھالا چار طرف سے گولے تڑخ تڑخ پڑ رہے ہیں جو سحر قریب رستم کے آیا وہ دفع ہو کے گرا شعلہائے آتش بھڑک رہے ہیں لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہیں جو گولہ سامنے آیا کلاہ کو گردش دی گولہ پلٹا سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسلحۂ ساحر سرما ہیں رستم لڑتے ہوئے قریب دیوث کے پہونچے للکارا او دیوث کھٹی ہوس ولد ساوس کہاں جاتا ہے آگے نہ بڑھنا دیوث نے بڑھکر ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ کیتیان پر روکا اژدھا سے ہاتھ نکالا جبردار جبردار کر کے ہاتھ مار دیا برق شمشیر جو گری خرمن حیات دیوث کو جلا دیا مرنا دیوث کا ایک غبار اٹھا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا آوازیں ہیبتناک آنے لگیں آخری آواز آئی کشتی مرا نام من دیوث مرد از خواہر بود مصر الغرائب جو چار سو ساحر لیے تلاش میں اپنی دختر بلند اختر کے سحر کے زور میں چلا تھا یہ آواز جو کان میں پہونچی تھرا گیا کہا ارے دیوث سا جاں نثار مصاحب جان خداوند سے تھا اسکے مرنے کی آواز کان میں آتی ہے میں تھرا گیا دیکھئے افسوس کی بات یہ بلوہ مسلمان کرامات ہے جسنے جدھر سے خروج کیا ہزاروں ساحر مارے گئے نور افشاں کا سا حال ہو رہا

یہ کہکے چھوٹا اسوقت آکر پہونچا کہ رستم فوج سے لڑ رہے ہین فوج کے پیر اُٹھنے ہین علم فوج قلم ہو چکا افسر کلان
مارا گیا جس افسر کو رستم نے تاکا ٹوک کر مارا مصر الغرائب بھی آپڑا للکارتا ہوا کہ او لپسر حمزہ تم لوگون کی
یہ تینین بجوبی یاد ہین ہم بادشاہ طلسم نور افشان یہ کہکے گرا سحر کیے کہ زمین ہلا دی سیماب لڑتی ہوئی جاتی ہے
کہ مصر الغرائب نے للکارا کہ ای سیماب خانہ خراب قدرت کے گھر کو ویران کیا مسلمانون کی آبادی اسلام دشمنون
کی بربادی آج ہین سب کے سب مارے نہ پلونگا و آفتاب فلک سیر کاہن ہفت پیکر تونے جلدی
مین کیا کام کیا لیکن اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے گولہ مارا رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو حرکت
دی اور تیغے کو چمکایا گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینۂ پرکینہ مصر الغرائب کے چلا لاکھ لاکھ مصر الغرائب
ترکیبین کر رہا ہے گولہ چلا ہی آتا ہے ادھر نعرۂ رستم کی صدا ادھر سیماب جب سحر کرتی ہے سو دو سو کو قتل کرتی ہے
آخر مصر الغرائب گینڈے پر سے کود اچاہا بھاگون یہ تو الگ ہوا گینڈے کی پیشانی پر گولا لگکر پشت کو توڑکر
پار گذر اگیا ہرا چلنے لگا مصر الغرائب اب الگ الگ لڑ رہا ہے تم سے قدم رستم کے نہین آتا فوج رستم بہ جانبازی
جنگ کر رہی ہے ہزارون کو مارا خون کے دریا جاری لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین زندہ بھاگے
جاتے ہین جنگ رستم سے جان بچاتے ہین مصر الغرائب سب کو روک رہا ہے کہتا ہے یارو مین نے بہ نگاہ
انصاف دیکھا اہل اسلام پڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین تم لوگ جانبازی نہین کرتے جم کر لڑو مقابلہ مین
غالب آؤ رستم کی کلاہ چھین لو کلاہ ہفت گوشہ کیونکر بلی کون لایا مصر الغرائب لے جو اسلحہ سے
فوج کو ترغیب دی پھر گھوڑے پلٹے جم کے لڑنے لگے چاہتے ہین رستم کو گھیر لین کلاہ ہفت گوشہ کو
اتار لین رستم اپنے زمانے کے رستم ہین دلیرانہ و پلنگانہ مصروف جنگ ہین مگر بلوہ فوج کا دیکھکر سیارہ نے
عرض کی ای شہریار ہوشیار رہئے مصر الغرائب بادشاہ نور افشان ترغیب دے رہا ہے فوج کا بلوہ ہے
رستم جم کے مرکب پر بیٹھے تیغہ یکتیاں قبضے مین فرمایا ہے ای مرکب صمیل وقت تیز رفتاری ہے ہاتھون سے
فرمایا دستگیری کرو پانون سے کہا وقت ثابت قدمی ہے شمشیر کو علم کیا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا شیرانہ لڑتے ہوئے
چلے جس افسر کو تاکا ٹوک کے مارا جس مقام پر جا پہونچا فوج کو للکارا جو کوئی افسر کلان سامنے آیا علعت شمشیر
آبدار ہوا ہزار ہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے دریاے خون جاری علم کفار پر الم ہے تم فوج درہم و برہم رستم لڑتے بڑھتے
جاتے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا لالہ عذار و گل بہار آکر پہونچین لالہ عذار نے رستم کو سلام کیا کہ یہ کنیز
حاضر ہو حرز ہیکل گلے مین ڈالدی اب رستم کا زور اور بڑھا لالہ عذار و گل بہار نے بھی سحر کیا یہ کیفیت

دیکھو مصر الغرائب نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان ڈھونڈھ کر تجکو مارونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی
یہ کہکے مصر الغرائب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی زمین شق ہوئی ہزار ہا ہمراہیان رستم غرق زمین ہوئے مثل
دہن اژدر زمین نے منھ کھولا ہزار ہا ہمراہیان رستم کو نگل گئی مصر الغرائب نے چاہا ہنگامے مین لالہ عذار
کو لے بھاگون قدرت کے سامنے پیش کرون اسکو سزا ے کامل ہے طرف لالہ عذار کے چلا تھا کہ لالہ عذار
نے آواز دی کہ اے شہریار مصر الغرائب نے سحر کامل کیا ہے فوجین گھبرا گئین یقین ہے کنیز گرفتار ہو جاے مجکو
آکے بچائیے رستم نے پلٹ کے دیکھا مصر الغرائب نے سحر کیا ہے کہ ہواے تند چل رہی ہے آسمان سے آگ
برس رہی ہے زمین کانپ رہی ہے ہنگامہ گرم ہے مصر الغرائب بے شرم جھپٹا ہوا طرف لالہ عذار کے آتا ہے
چاہتا ہے لے بھاگون رستم نے میچ مین گھوڑا ڈال دیا حرز ہیکل گلے مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر چرا نکے
سامنے سے بھاگتا ہے مصر الغرائب کا سامنا ہو گیا مصر الغرائب نے جو رستم کو بہ شوکت دیکھا
کئی کئی طور سے سحر کیے تلوارین برسائین آگ لگائی رستم پر تاثیر نہ ہوئی جنگل سے شیر بھی بلائے رستم
کے سامنے سے شیر بھی بھاگے مصر الغرائب نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر
کاٹھا اُبھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا مصر الغرائب اپنے سحر کے زور مین جانتا ہے کہ مجھ پر کوئی
شے تاثیر نہ کرے گی سر آگے کر دیا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ حرز ہیکل گلے مین ہے کلاہ ہفت گوشہ
سر پر سیماب و کاہن سحر کر رہے ہین لالہ عذار نے شیرون کو مارا رستم نے ہاتھ تلوار کا لگایا چمک کے
تلوار جو گری سر مصر الغرائب کا زخمی ہو چاہا سر کاٹ لون مصر الغرائب شکست کھا کے بھاگا
دور تک رستم نے پیچھا کیا مصر الغرائب نے چاہا ٹھہرون سامنے جنگ رستم کے نہ ٹھہر سکا آخر کو
پرواز پیدا کر کے چلا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بیحیا کہان جاتا ہے گل بہار نے الگ ہو گئے گولا ہارا
گولہ قریب آ کے مصر الغرائب کے پھٹا مصر الغرائب نے للکارا او کنیز بے تمیز تو بھی اس لائق ہوئی
کہ مجھپر سحر کرتی ہے یہ کہکے گولے پر تھپکی ماردی گولہ اُلٹا پلٹا قریب گل بہار کے ہو چکا گل بہار نے شیشہ
اسم اعظم کا سامنے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین مین گرا اب مصر الغرائب بلند ہوا چلتے چلتے کہا کہ اے شہید
اے مسلمانان وہ بلا تمپر نازل کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہو گی جب مصر الغرائب بھاگ گیا
رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے لالہ عذار و سیماب و کاہن رستم کے ساتھ آ کے بارگاہ مین اُترے کاہن
نے عرض کی اے شہریار خدا نے سامان فتح و ظفر کیا ورنہ آج کی لڑائی بہت سخت تھی خود مصر الغرائب

آیا خوب اُس سے لڑائی پڑی بمقدمۂ زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کیا تدبیر کی جائے رستم نے
کہا ای آفتاب فلک سیر اگر مین اس طلسم کا فتاح ہون اور اس منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہون
تو پروردگار ان سب چیزون کو مہیا کر دے گا دیکھو عنایت پروردگار کہ کلاہ ہفت گوشہ کس طرح
دستیاب ہوئی اسم اعظم صاحبقران و حرز ہیکل کس طور سے ملی اُسی طرح پروردگار یہ بھی سامان مہیا
کر دیگا اب تو یہان آتے ہین پروردگار سامان کریگا اب بمقدمۂ دستیاب ہونے زرہ ہفت جوش
و تیغۂ ہفت جوہر کے صلاحین ہونے لگین رستم نے پوچھا ای کاہن بمقدمۂ زرہ و تیغہ کچھ تمھاری
کتاب مین ذکر نہین کاہن نے عرض کی ان چیزون کی ہفت پیکر نے ایسی حفاظت کی ہی کہ آجتک کسی
ملازم سے بیان نہین کیا خدا سامان کرے غلام وقتاً فوقتاً عرض کریگا اور کتاب کو دیکھیگا علم ستارہ شناسی
یہ خبر دیتا ہی کہ یہی ہفتے مین آپ کو ان چیزون کا پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر انکی تلاش مین ذات اقدس پر
مصائب ہونگے ملنا انکا ضرور او. لوح طلسم تو اُس پردے مین ہی کہ اُسے معدوم سمجھنا چاہیے کیونکر پتہ
ملیگا آپ فتاح اس طلسم کے ضرور ہین اب اسم اعظم و حرز ہیکل تا بہ صاحبقران کیونکر پہونچے رستم نے
کہا اسکی بھی فکر ہوگی یہان تو یہ صلاح ہی لیکن ذکر سیمتن کا تحریر کرتا ہون کہ سیمتن پاس ہفت پیکر
کے چلی ہی ہفت پیکر مکان خاص مین بیٹھا ہی کہ مصر الغرائب شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے
ہفت پیکر کے آتے سر پیٹ لیا پہلے سجدہ کیا پھر رو رو کے عرض کیا یا خداوند غلام نے شکست
کھائی آپکو کچھ خبر ہی کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچگئی راہ مین غلام نے دریافت کیا کہ یہی باعث ہی
جو رستم پر سحر نے تاثیر نکی لالہ عذار و گل بہار وقت پر پہونچین رستم کے گلے مین حرز ہیکل پڑگئی ہی اب
گرفتاری اُسکی نہایت دشوار ہی یہ ذکر تھا کہ سیمتن شہر مین آکر پہونچی دراول پر آکے مقام خدائی
زبرجد شاہ دیکھا آگے بڑھی مقام خدائی لقا دیکھا سات ڈیوڑھیون پر پونے دو سے خداوندون کے
مقام دیکھے اس عجائب و غرائب کو دیکھکر حیران ہوگئی ہر ایک نے سیمتن سے یہی کہا ای سیمتن خدائی
خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی ہم لوگون نے دعوے باطل کئے اُسکی سزا پائی اب اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر رکھتے ہین چلیے ہین خبردار جاتے ہی سجدہ کرنا ایسا نہو قدرت کو غصہ آجائے تم
پہلو نشین قدرت ہو سیمتن سے ایک ایک سے یہی گفتگو ہوئی ہی ہر ایک سے یہی کہتی ہی مین اسی لئے آئی
ہون کہ مجھ پر غصہ نہو یہ کہکے در آخر پر آئی وہ گرم سالار بیٹھا ہی اُس سے عرض کی کہ قدرت سے جا کے

عرض کرو کنیز قدیم سرکار کی دردولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے دربرگہ سالار نے جاکے ہفت پیکر سے کہا ہفت پیکر نے بہ قہر و غضب ذوالقدری اے سیمتن تو باغی ہوگئی تو نے پہچانا بھی اس وقت قدرت کو ایسا انقلاب ہے کہ اور مقدمات پر نگاہ ہے ان معقات کا سوچنا مناسب نہیں بلاؤ دیکھوں کیا کہتی ہے مصر انغرائب کہتا ہی میں حیران ہوں کہ بی سیمتن کیا جھگڑا لیکر آئی ہیں جیسی لالہ عذار نے فکر کی ویسا ہی فتور ہے ہوا اس خیال میں تھا کہ سیمتن سامنے سے آئی اگر ہفت پیکر کو سجدہ کیا قدموں سے لپٹ کے رونے لگی کہا یا خداوند عجب معاملہ گذرا ہی ہی دل میں تھا کہ آپ کی خدائی کو مٹاؤں یکایک ہوش آیا میں ابھی ابھی پاس سے رستم کے بھاگی تشکر ہے خدمت میں پہونچ گئی اب امیدوار ہوں میری خطا معاف ہو کہ خدمت میں حاضر ہوں اب جفائے شرکت مسلمانان نہ سہوں مسلمان بڑے ساحر ہیں آنکھ ملنے طبیعت بدلنی ہی چاہتا ہی انکا ساتھ دیجیے اس ناز سے سیمتن نے سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہ ہفت پیکر بےچین ہوگیا سیمتن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے کہا ای مصاحب قدیم ای ملازم ندیم ہم نے تمھاری خطا معاف کی ہر وقت خدمت میں حاضر رہو ترقی تمھارے عہدے کی کی جائے گی سیمتن خاموش ہو کے بیٹھی ہفت پیکر اسکے عشق میں بیقرار ہے فکر میں ہے کہ کسی طرح وصل حاصل کروں کیونکر یہ معشوق پری چہرہ قبضے میں ہو عجب رنگ سے اس ظالم نے اس وقت باتیں کیں کہ دل بیقرار ہوگیا جی چاہتا ہی کہ دم بھر اسکو پہلو سے جدا نہ کروں الیسا نہ ہو کسی پر ظاہر ہو قدرت کو طرح مشکل ہی اگر کوئی آگاہ ہوگیا تو مشکل ہے مشہور ہوگا کہ قدرت نے نور قدرت بیٹ میں سیمتن کے آثار الیسا نہو خدائی میں فرق آئے مگر کیا کریں مجبور ہیں اپنے دل بیقرار کی تو یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہے **نظم**

اب پر ہی نام تیرا ہے تو ہی کو نظر میں — سینے میں آو کبھی ہے اور ہی کبھی جگر میں
ہرچند ہوں قفس میں اسیر بھی ذبح ہونگا — میں مشت پر گراں ہوں صیاد کی نظر میں
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہیں ہوشیاری — دل سا حسین کر بیمار اکتے ہیں جاؤ گھر میں
ایسی کچھ اسکو سوجھے لگی ہی جو گلے سے — تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر میں
بوٹا سا قد کسی کا چلنے میں یاد آیا — چکر سا ہمکو آیا سو بار رہگذر میں
اپنے سنہ کی کہتا حسن تن کے مسکرا کا — کامل ہے دہ پری رو دانائی کسے ہنر میں
بوٹا سے قد نے تیرے گلشن میں قہر ڈھایا — کیا کیا انکالیں شاخیں جا جا کے ہر شجر میں

دن رات سوچتا ہون کا ون کی اور تشبیہ | خورشید مین ہی سوزش اور داغ ہی قمر مین
کوچے کے تیرے چکر اور در کی جبہہ سائی | اچھے علاج سوچے ہم آپ درد سر مین
لینگے صلہ غزل کا اپنے وقار سے ہم | طبع ذکی رواں ہی اس بحر صاف تر مین

مکان مین ٹہلتا پھرتا ہی آہ آہ کر رہا ہی سوچتا ہی کیا تدبیر کرون ستہ منزلہ قصر ہی جسکو فلک اول کہتا ہی اُس پریشانی مین فلک اول پر آیا آواز دی کوئی حاضر ہی پہلو سے قصر کے ایک شخص بہ شکل مہیب بصورت عجیب و غریب سامنے آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا کنیز کی ضرورت ہی تیری ہیبتناک صورت ہی عرض کی قدرت ملاحظہ نوکرین آپ کی خدائی ہی جو صورت مانگئے وہی حاضر ہی اب ہفت پیکر نے دیکھا ایک نازنین بہ صورت معقول کھڑی ہی چلبلی صورت گلوری کلے مین دبی ہوئی پائچے سنبھالے ہوئے ہفت پیکر نے کہا اپنے کو پاس ملکہ سیمتن کے پہونچا کہنا قدرت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہی جلد ہمارے پاس حاضر ہو وہ نازنین غائب ہوگئی پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر سیمتن بیٹھی ہی مگر انتہا کا انتشار دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سیمتن اشیاے مذکورہ کا کیونکر پتہ ملے کہ یہ امید حصول اشیاے مذکور خدمت رستم مین جاؤن امید قوی ہی کہ جب اشیاے مذکور ہو نکلین وہ شیر دلیر میرا احسان مانے میری وجہ سے طلسم کشائی ہو کہ کان مین آواز آئی ای سیمتن قدرت تمکو یاد کرتے ہین سیمتن نے چہار جانب دیکھا کسی کہنے والے کو نہ پایا سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی سہ منزلے پر آئی دیکھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی سیمتن کو دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار پکارا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان قدرت تمہارے منتظر تھے ہمین تمسے راز دل اپنا کہنا منظور ہی دل بہت ناصبور ہی سیمتن نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ سیمتن بیٹھی ہفت پیکر محبت آمیز باتین کر رہا ہی خواہان وصل ہو رہا ہی سیمتن رونے لگی کہا یا خداوند یہ تو بڑی سرفرازی میرے واسطے ہوتی ہی کیا مرتبہ میرا ہو کا سب جلوا اپنا پیر مرشد جانینگے لیکن ایک مقدمہ ایسا ہی کہ آٹھ پہر اُس مین سرگردان رہتی ہون اُسکو صاف صاف فرمائیے تو میرے دل کو تسکین ہو ہفت پیکر نے پوچھا وہ کیا بات ہی سیمتن نے کہا سب کاہنون کا قول یہ ہی کہ طلسم کشا کے واسطے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر واجب و لازم ہی جب یہ چیزین جمع ہون تب تلاش ادرج کر سکتا ہی یہ سُنکر ہفت پیکر نے کہا یہ حکم سچ ہی یہ بھی تمنے سنا ہی کہ

چیزین

کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا کو مل گئی زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہیں کہ جہاں طائر وہم و خیال نہیں جا سکتا ایک طلسم کشا کیا اگر تمام مسلمان لشکر کوشش کریں تو ان تک نہ جا سکیں ایک صحرا ہے کہ اسکو صحراے خراب آباد کہتے ہیں جب وہاں جاے خراب آباد جادو ہفت در بند بنا کے بیٹھی ہے اگر وہاں کوئی ہزار جانیں لیکر جاے تو ایک جان بھی سلامت لیکر نہ پھرے اے جان ہفت پیکر تم اسکا خیال نہ کرو کیا مجال ہے یہ باغی لوگ جو بگڑتے ہیں ان سب کی قضا در پیش ہوتی ہے ایک دن میں سب کو ہلاک کرونگا بچکے کہاں جاینگے بڑی چیز جس سے طلسم فتح ہوا کرتا ہے یعنے لوح طلسم اسکا بانیان طلسم نے نشان نہیں دیا قدرت نے اتنا پتہ لگایا ہے کہ جب صحراے خراب آباد سے طلسم کشا نکلے تب شاید کان میں آواز پڑے کہ لوح طلسم فلان مقام پر ہے جب زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر نہ ملا تو لوح کیونکر مل سکتی ہے جس دن قصد کرونگا مثا دونگا دو شخص باہر ہیں علمشاہ جسکو طلسم کشا کہتے ہیں جسکو کلاہ ہفت گوشہ ملی دوسرا بادشاہ لشکر ہے ان دونوں کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے جس دن میں قصد کرونگا اسی دن ان دونوں کو گرفتار کرلاؤنگا اے جان ہفت پیکر اسکا خیال نہ کرو کوئی ہمارا زوال دولت نہیں کر سکتا یہ بھی تمنے دیکھا جتنے خداوند باطل ہیں سب نے ہمکو سجدہ کیا سا تون ڈیوڑھیوں پر حاضر ہیں آیند روند کو بھاتے ہیں اور ابھی اظہار قدرت کرونگا سیمتن نے پوچھا کیون خداوند صحراے خراب آباد کس جانب ہے ہفت پیکر نے جوش محبت میں کہدیا طرف مغرب کے جاے تو شاید پتہ ملے یہ کہکے کہا اے جان جہاں سمت میں نے خلاف کی نہیں معلوم کس طرف ہے اسکا ملنا دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے کیا مجال طلسم کشا کی کہ اُس طرف رُخ کرے قدرت سارے طلسم میں پھرے جب قریب صحراے خراب آباد پہونچے راز داران طلسم مانع ہوے کہ اب قدرت آگے نہ جائیں قدرت راز داران طلسم کے کہنے سے واپس آئے جب قدرت صحراے خراب آباد میں نہ جا سکے تو اور کسکی مجال ہے کہ اُس صحرا کی جانب رُخ کرے تم خبردار اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا سیمتن نے کہا میں لباس تبدیل کر آؤن تو خدمت میں حاضر ہون ہفت پیکر نے کہا جلد آنا میں حوران جنان کو بلاتا ہون اُنکے سامنے ہی وصل ہو کہ وہ جنان میں جاکر تمھاری صفت بیان کریں ار باب بہشت سماعت کریں کہ معشوقہ قدرت کو آج قدرت نے سرفراز کیا اُن سب کے آگے تمھاری آبرو ہو سیمتن نے کہا لونڈی سب طرح موجود ہے یہ کہکے سیمتن اٹھی ہفت پیکر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے سیمتن نے پلٹ کے دیکھا بر گوشہ قصر

سے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ہنستی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے آئین کہا یا خداوند ہمکو کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا آج قدرت کے قصر مین جشن ہی چھیڑ گاؤ یہ سنتے ہی اُن سب نے ساز اُٹھائے سامنے ہفت پیکر کے ہنس ہنس کے یہ اشعار گانے شروع کیے نظم

ہی مراد وصل حاصل کیجیے روشن چراغ	چاہیے اشبہ مہر کو چہ وبرزن چراغ
ہی برائے کشتن پروانہ کیا پُرفن چراغ	دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا ہی بن چراغ
زلف کے آگے فروغ روے روشن کیونکر ہو	سامنے کاکل کے ہوتا ہی نہین روشن چراغ
تل بھلا وجہ فروغ روے روشن کیون نہ ہو	بزم عالم مین کہین جلتا ہی بے روغن چراغ
سوزش داغ فراق شمع رو مین ہمدمو	آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ
شعلہ رہتی ہی آہ آتشین مثل گیا مسس	سینۂ عشاق مین جلتا ہی بے روغن چراغ
مثل پروانہ ہی بزم دہر مین گرچند سبب	ہی گلشن مین ہی گل گلشن چراغ
جلوہ گاہ شمع رو مین حاجت مشعل نہین	کہ ہی بزم کوہ طور مین روشن چراغ
مثل پروانہ جلا یا شمع رویون نے ہمین	چاہیے تربت پہ بھی میری کا پس مردن چراغ
پاک دامانی پہ مرتے مین یہ پروانے ہمیشہ	بزم عالم مین رہا کرتا ہے تر دامن چراغ
ہو ترے گھر کا اُجالا دخت رز پیر مغان	شمع محفل کی طرح گھر کے لیے ہی زان چراغ
اختلاط شمع رویون سے ضرر ہی جان کا	سوز پروانے سے رہتا ہی کہین ایمن چراغ
ہی فقط پکا جلانی ہے جو پروانے کو شمع	رات بھر محفل مین رکھتا ہے یہی قدغن چراغ
ڈالتے مین شمع رو کیون روے روشن پر نقاب	چھپ نہین سکتا کسی صورت پس چلمن چراغ
اشتعالک حسن دیتا ہے فقط بہر جفا	ہی فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ
ہے بجا زلف سیہ پہلوے روے شمع رو	ہی مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ
ہی بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہین	بعد دود شمع ہے گر ہی ترخ روشن چراغ
ہی چراغ صبح رعنا آمد پیری مین زیست	واقعی رہتا نہین ہی بعد دم روشن چراغ

ہفت پیکر جلسۂ نازنینان مہ جبین مین بیٹھا ہوا اپنے کو خوش کر رہا ہی سیمتن جو جلسۂ ہفت پیکر سے پہلے دروازے پر آئی دیکھا ایک چوبدار کھڑا ہی اُسنے کہا جی سیمتن کہان چلین سیمتن گھبرائی ہوئی ہی

چاہتی ہے نکل جاؤن جو مطلب تھا وہ پوچھ چکی ایسا نہ ہو کہین روک لی جاؤن جسنے ایک دن مین یہ عجائب و
غرائب بنا دیئے تمام خدائیان جنوب و شمال و مشرق و مغرب ایک مقام پر کر دین زبرجد نگار اور
باختر سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہے وہ ایک مقام پر ہو گئے کہ تمام منسوبات خدائی لقا کے موجود ہین
بس اس سبب سے گھبرائی ہوئی ہے چاہتی ہے نکل جاؤن ایسا نہ ہو کوئی گرفتار کر لے تو بڑی خرابی ہو مناسب
یہ ہے کہ اصل مطلب دریافت کر چکی اب نکل جاؤن پاس اُس شہریار کے پہونچون یقین ہے انتظار کرتے ہونگے
بہانہ کر کے چوبدار سے ہاتھ چھڑایا دوسرے دروازے پر غلام زنگی نے روکا ملکہ ہان کہکے بڑھین تیسرے
دروازے پر پہونچین ہر دروازے پر نوبت نقارے بج رہے ہین چوبدار اسا ولی حاجب و دربان
پھر رہے ہین کہین وضع باختر کی کہین وضع زبرجد نگار کی کہین وضع فرنگستان کی ہر طرح کے
لوگ ہین ساتون ڈیوڑھیون کو طے کرتی ہوئی در آخر پر پہونچی دیکھا ایک نازنین کھڑی ہے اُسنے ہاتھ تھام کر کہا
کیون اے سیمتن کہان جاتی ہو کچھ گھبرائی ہوئی ہو کیون پریشان ہو کیا ارادہ ہے سیمتن نے کہا مین ایک
کار ضروری کو نکلی ہون قدرت نے ایک کار ضروری کو بھیجا ہے یہ کہکے اُس سے بھی ہاتھ چھڑایا بھاگی
جب کوئی روکتا تھا تو سیمتن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اُس مکار کا حکم آگیا گرفتار نہ کرے اب آگے ڈھونڈھنے
لگی کہ میرا مکان کس محلہ مین تھا نام محلے کا محلۂ زری فروشان ہے وہان کے باشندون سے پوچھا کہ
محلۂ زری فروشان کہان ہے ایک دوکاندار نے کہا کہ محلۂ زری فروشان اس شہر مین تو نہین ہے کئی سو
برس ہوے کہ محلۂ زری فروشان کسی جگہ پر تھا وہ محلے مٹ گئے نئے محلے آباد ہوے اب وہ محلہ
نہین ہے اب تو سیمتن گھبرائی کہ اتنا بڑا محلہ غائب ہوا اشیاے نادرہ جو مجکو گھر سے لینا تھے اب وہ کیونکر
پاؤن دیکھا سامنے سے ایک ڈھگن آتی ہے اُسنے پکار کر کہا اے سیمتن کیون دھوکے کھاتی ہے دیکھ
گرفتار ہو جائیگی جلد یہان سے نکل جا شعلۂ قہر خداوند بھڑک چکا ہے ایسا نہ ہو کشت زندگی کو جلادے سیمتن
فوراً پر پرواز پیدا کر کے اُس شہر کلان سے نکلی دروازے پر شہر کے دیکھا جس محلے مین مین رہتی تھی محلۂ
زری فروشان آباد ہے سرے پر محلے کے اپنا مکان پایا کنیزین منتظر کھڑی ہین پکار رہی ہین بی بی جلد
آیئے آپکا محلۂ زری فروشان شہر سے باہر پھینکا گیا ہم لوگ یہان آ بسے جلد نکل چلئے سیمتن دوڑ کر
مکان مین آئی چند تحفہ جات نکالے فوراً ایک طاؤس بنایا اُسپر سوار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی یہان
رستم محل مین بیٹھے ہین صحراے مینو سواد مین فروکش ہین کہ سیمتن آکر پہونچی آتے ہی اسنے رستم کو سلام کیا

کہا ای شہریار کنیز دریافت کرآئی صحرائے خراب آباد میں حضور کو جانا چاہیے جب وہ صحرا فتح ہوگا تب وہ دونوں چیزیں دستیاب ہونگی ورنہ نہایت مشکل ہے یا تو حضور فتاحی طلسم ہفت پیکر سے ہاتھ اٹھائیں کنیز آپکو اس صحرا سے نکال لیچلے تا بصحرائے مینوسواد آپ پہونچیے اول مناسب ہے کہ جاکر صاحبقران کو قید سے رہا کیجیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہے خواہ طرف صحرائے خراب آباد کے چلئے خواہ طلسم سے ہاتھ اٹھائیے جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم نے کہا ایہا الحاضرین بگوش ہوش سب صاحب اس بات کو سن لیں کہ مجھے جان دینا منظور ہے فتاحی طلسم سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر ہزار صحرائے خراب آباد میں جانا ہو اور ہزار آفتیں در پیش ہوں تو ہم ضرور جائینگے جو ارادہ کیا کیا بموجب قول شاعر فرد یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ✣ دست از طلب ندارم تا کارمن برآید یہ غیر ممکن ہے کہ جسنے اہل اسلام کو اسقدر ستایا کل کو گرفتار کرکے لیگیا ہمنے بھی قید خانہ دیکھا اُسکے طلسم کو فتح نہ کریں حصول عجائب وغرائب سے ڈریں سیمتن والا اعذار وسیماب و آفتاب فلک سیر چاروں یہ کہکر اٹھے کہ ہم ہمراہ رکاب ہیں جان ومال آپ پر نثار ہیں جسطرف چاہیے اُسطرف چلئے خواہ لشکر کو ساتھ لیجیے خواہ نہ لیجیے وزیر مشیر جمع ہوے انجمن مشاورت منعقد ہوئی اس صلاح میں سیارہ بھی شریک ہے سب نے یہی کہا پہلے چلکے صاحبقران کو رہا کیجیے اسم اعظم وحرز ہیکل انکے سپرد ہو ایک طرف سے انکا بلوہ ہو آپ کی روانگی طرف صحرائے خراب آباد کے ہو یہ صلاح قائم ہوئی دوسرے دن کوچ کی ٹھہری لشکر تیار ہوا الا اعذار رہبر ہوئیں بہ رونق تمام طرف زندانخانہ طلسمی کے چلے ان دونوں کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب حال ملکہ مشکبار کہ جو سعد شہریار کو لیے گئیں تحریر کرتا ہوں کہ مشکبار سعد شہریار کو لیے ہوے مع تین سو ساحروں کے سایۂ ابر مشکبار سر پر پڑے زور وشور سے جاتی ہیں ایک مقام پر لشکر ہوتا تھا کہ دیکھا ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا اُس ابر نے آکر ابر مشکبار کو لخت لخت کیا ایک آواز مہیب آئی کہ او مشکبار باغی خداوند ہفت پیکر کو کہاں لئے جاتی ہے تیرے واسطے باعث خرابی ہے ایسا نہ ہو قدرت کو زیادہ غصہ آئے ہمکو حکم ہوا ہے کہ سعد شہریار کو مع مشکبار کے لے آؤ یہ سنتے ہی مشکبار نے سنی ہمہ تن کے ابر سیاہ پر گری ابر سیاہ کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار نشست پر ستر اسی ہزار ساحران غدار کھڑے ہوے آوازیں دے رہے ہیں غلغلہ ہے کہ باغیوں کو گرفتار کرلو بڑھنے نہ پائیں مسمار جادو کہ جو کل فوج کی افسر ہے اُسنے کہا ای مشکبار تو کیوں اپنی زندگی سے بیزار ہوئی تونے ویرانہ برانداز کو قتل کرایا کلاہ ہفت گوشہ اُسکے قبضے سے نکلی پاس طلسم کشا کے پہونچی

بجھے کیا نفع ہوا یہ سنتے ہی مشکبار نے دیکھا کہ مسمار جادو نے لشکر مقابلے مین اُتار دیا ابر دونون نابود ہوئے ابر سیاہ کو مشکبار نے مٹایا ابر مشکفام کو مسمار جادو نے خراب کیا مسمار جادو نے پاس مشکبار جادو کے کہلا بھیجا کہ اے مشکبار بہتر یہ ہے کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو ہمارے حوالے کرو ہم خدمت خداوندی مین لیجائین تمھاری خطا معاف کرائین مشکبار نے ہر مرتبہ انکار کیا تیسرے دن غصہ مین مسمار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا مسمار کے ساتھ اسی ہزار ساحران غدار ہین اور یہان صرف تین سی ساحر ہین مشکبار خود رات بھر طلایہ پھری سعد شہریار کی حفاظت کی صبح کو سعد بہشت مرکب پر سوار ہوئے مشکبار جادو ہمراہ، کا بہ ہی تین سی ساحر پرے جمائے ہوے میدان مین آگر ہوے پہنچے مسمار جادو کو دیکھا اسی ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان مین آگر اسنے بھی پرے باندھے سوفار جادو اسکا بھائی گرگدن مست چھیڑ کر صف سے نکلا مسمار سے اجازت خواہ ہوا مسمار نے کہا اے برادر ہمنے بڑی غفلت کی کہ تین روز کامل کی مہلت دی اب مین یہی چاہتا ہون کہ آج ہی فیصلہ کرون باغیون کو خدمت خداوندی مین لیجاؤن پرسش ہو گی کہ عرصہ کیون ہوا سوفار نے کہا مین تو اب قصد کر چکا مین جاکر مشکبار ہی کو للکارتا ہون مسمار نے اجازت دی سوفار میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھا کے آواز دی اے مشکبار مقابلے مین ہمارے آ تو کمال سحر دکھا دیکھین کس بھروسے پر تمنے بادشاہ اسلام کا ساتھ دیا یہ سنتے ہی مشکبار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا سامنے سعد شہریار کے آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس عالم یاس عرض کی اے شہریار اجازت میدان عطا فرمایئے کنیز رخصت ہوتی ہی خوشی اُسوقت ہو کہ اس جنگ کو فتح کرون سعد نے اجازت دی اب مشکبار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے سوفار کے آئی سوفار نے کمان کیانی کاندھے سے آتار کر تیر بجگر کمان مین پیوست کیا مشکبار کو نیر ار مشکبار نے ہاتھ ہلایا برق نے تیر کو کاٹا کئی تیر سحر کے سوفار نے مارے مشکبار نے تیرون کو کاٹا جب کئی سحر سوفار کر چکا تب مشکبار نے پکار کر آواز دی اے خوشبوے دماغ رس کیون دیر کی یہ گستاخ گستاخی کر رہا ہے سوفار نے دیکھا جھونکا ہوا کا چلا ایک خوشبوے معقول دماغ مین آئی ناک پھلا پھلا کر خوشبو کو سونگھا جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہاتھ بڑھا کر گریبان اپنا چاک کرنے لگا جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

آنڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین	دیکھو پری نہاتی ہے دریاے نور مین

شرم و حجاب و دوری و وصلت کا لطف ہی — ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکہ سکون — سن لیجئے بلا کے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو — سو یا لپٹ وہ نشۂ مے کے سرور مین
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا — یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
پاس انکو میر اصحبت اغیار مین کہان — ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہی گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین — باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے — ہر دم صدای حشر ہی اس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور ہی نظام — جان ہی حریم کعبہ مین تن جعدہ پور مین

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے مشکبار جادو کے آیا کہا مجھے سراسر خطا ہوئی جو کہو وہ بجا لاؤن مشکبار جادو نے کہا تو ہمسے دعوی عشق کرتا ہی سوفار جادو نے عرض کی مین چاکران کمترین سے ہون مشکبار جادو نے کہا جاؤ مسمار جادو کا سر لیکر ابھی آؤ ہم تمھاری آرزو پوری کرینگے یہ سنکر سوفار جادو اُلٹا پلٹا مسمار جادو پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ پانچ سات سَو جادوگر مرکر گر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ قلم ہوا جب کئی سَو ساحر مرکر گرے مسمار جادو نے للکارا او سوفار کیا بے ادبی کرتا ہی خبردار کھڑا رہ سوفار جادو کب مانتا ہی جھوم جھوم کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی جس غول پر گرا اُس غول کے اکثر کو تاک کے مارا مسمار جادو کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے جب دیکھا اس نے کہ سوفار جادو نے دو ہزار جادوگر مارے جب تو اسنے بڑھ کے نعرہ کیا او سوفار جادو کھڑا رہ یہ کہکے سوفار جادو پر جا پڑی سوفار جادو نے گولہ مارا مسمار جادو نے گولہ کاٹا کئی گولے مسمار نے سوفار جادو کے کاٹے آخر مسمار جادو نے جھلا کے گولہ جھولی سے نکالا سوفار کو مارا سوفار جادو کے سر پر پڑا سر سوفار جادو کا پھٹا سوفار کا مرکر گرنا کہ شکم شق ہوا شکم سے ایک طائر سفید نکلا منقار یاقوت احمر کی آنکھین مثل برق کے چمکتی ہوئین زرفیل ہا کے شکم سے نکلا پکارتا ہوا او مسمار جادو ارے تو نے غضب کیا اپنے بھائی کو مارا مین قدرت سے اطلاع کرنے جاتا ہون مسمار جادو نے ہر چند چاہا کہ طائر کو روکون لیکن اسکی تیز پروازی پر ہوش اُڑے طائر سامنے سے نکل گیا جب طائر نکل گیا مسمار جادو جست و خیز کرتی ہوئی سامنے مشکبار کے آئی

کہا کہ

للکار کر آواز دی او مشکبار جادو یہ تو نے کیا خطا کی بڑی تو نے جفا کی میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا مشکبار جادو نے پکار کر آواز دی اے خوشبوے دماغ رس دسکو بھی لینا دفعتاً خوشبو جنگل مین پھیلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین خوشبو جو دماغ مین مسمار جادو کے پہونچی یہ بھی جھومی پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم مین تو کنیز ہون ذرا ادھر نگاہ اٹھاؤ مشکبار نے نگاہ اٹھائی آواز دی او مسمار جادو کیون کھڑی ہو سے خوشبوے دماغ رس تاثیر کرائی خوشبو دماغ مین مسمار کے آئی کہ گریبان اپنا چاک کیا خاک صحرا منھ پر ملی پکارتی ہوئی طرف مشکبار کے دوڑی نظم

اس دور مین بچا ہو رنج و الم سے کون	افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون
اک سر ہزار سودا ہے مول دیکے جان	اُلجھاے دلکو اپنے گیسو کے خم سے کون
تو ہی بتا ستمگر انصاف سے ذرا	بستہ ہی لب تو نہین میرے صنم سے کون
ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نکیون	جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دودم سے کون
شجا ہین خاک ہو کر معراج ہے یہی	سر پار کے اٹھائے نقش قدم سے کون
شمشیر کا ہو ہی سر سبز کھیت کب	بھولا بھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون
دم بھر جو آپ کے گھر رہتا نہین تو شب	کوڑا تھا گھر مین صاحب آخر یہ دم سے کون
ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین ہستی	جا کر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

مشکبار نے چاہا تلوار کھینچکر اسکو قتل کرون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا وہی طائر جو شکم سے سوفار کے نکلا تھا چنکا مسمار جادو کے سر پر آکے چرخ مارا ایک چیخ ماری شعلہ دہن سے نکلا طائر جلکر خاک ہوا خاک طائر کی مسمار کے سر پر گری جیسے ہی خاک سر پر پڑی سحر اُترا چاہا مشکبار جادو پر جا پڑون اسکو گرفتار کرون پشت سے آواز آئی او مسمار جادو سمجھکر قریب مشکبار کے جانا وہ بلاے روزگار ہی ایسا نہو کسی سحر مین پھنسو تو جان بچانا دشوار ہو مسمار جادو یہ آواز سنکر ٹھہری پکار کر آواز دی ای مشکبار جادو اب پلٹ جاؤ کل تمسے سمجھ لینگے یہ کہکے طبل امان بجوایا مسمار جادو اور مشکبار جادو دونون پلٹ آئے سعد شہریار ساتھ مین سعد سے کہا آج مسمار جادو کچھ فتور کریگی ہوشیار رہنا چاہیے سعد کو لاکے بارگاہ مین داخل کیا آپ بشکل عقاب خیمہ بارگاہ پر آکے بیٹھی صمصام جادو کنیز کو طلاے پر مقرر کیا مسمار جادو جو پلٹ کے آئی بیٹھ کے سحر تیار کیا بارگاہ سے اپنی نکلی طرف لشکر مشکبار کے چلی جب لشکر

مشکبار قریب رہا آواز حاضر باش و ناظر باش کی سنی دیکھا صمصام نام کنیز طلایہ دے رہی ہے منہ سے بھبھکہ شعلۂ آتش چھوڑے جس مقام پر صمصام کھڑی تھی اُسی نخل کے نیچے بیٹھکر سوگئی ساتھ والیاں بھی اِسکی غافل ہوئیں اب دیکھا کہ مشکبار قبۂ بارگاہ پر پہنچی ہے مسمار پلٹی ایک نخل پر آکے بیٹھی چند پھول منقار سے توڑے اُن پھولوں کو لیکر بلند ہوئی سر پر آکے وہ پھول گرائے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ مشکبار سوگئی مسمار اُتری بارگاہ سعد شہریار مین داخل ہوئی دیکھا ظل اللہ آرام فرما رہے ہین مگر دو شیر ایک سرہانے اور ایک پائینتی بیٹھے ہوے خوش کر رہے ہین مسمار نے بڑھکر ایک دستک دی دونون شیر سر جھکائے ہوے بیرون بارگاہ چلے گئے اب مسمار جادو قریب چھپر کھٹ کے آئی سعد شہریار پر سحر کیا دونون ہاتھ اور پیر بیکار ہوے پنجے مین دبا کے لے اُڑی اب خیال آیا لشکر مین ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہے سیدھی خدمت خداوند مین چلون یہ سوچ کے بلند ہوئی طرف قصر ہفت پیکر کے روانہ ہوئی اُڑی چلی جاتی ہے کئی کوس پنجے مین سعد شہریار کو دبائے ہوے نکل گئی ہے قضائے کار سہراب فیل تن اپنے باغ مین بیٹھا ہوا مصروف جشن تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ایک جوان کو کہ آفتاب جمال خورشید مثال ہوئے جاتی ہے سہراب فیل تن حیران ہوگیا کہ یہ ساحرہ کون ہے اور اس شہریار کو کہان سے لائی ہے اور کہان لئے جاتی ہے یہ سوچ کے ایک گولہ اُٹھایا غفلت مین ناک کے سینہ پر کینہ مسمار پر مارا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا لاشہ مسمار جادو کا ایک طرف بادشاہ اسلام پنجے سے چھوٹے سہراب فیل تن نے اُٹھکر سعد شہریار کو گود مین لیا صورت زیبا کو بحسرت دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے یہ کون جوان ہے ظاہر مین شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب حشمت و دولت معلوم ہوتا ہے مسند پر بٹھا کے سعد شہریار کو سہراب نے ہوشیار کیا بادشاہ اسلام کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع ساحران مین پایا دیکھا ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تلوے سہلا رہا ہے سعد اُٹھ بیٹھے فرمایا مین اپنی بارگاہ مین تھا یہان مجھکو کون لایا سہراب فیل تن نے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور کا حسب و نسب کیا ہے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے مین مصاحب خاص خداوند ہفت پیکر ہون حضور کو اس حالت مین دیکھکر خیال ہوا اُس ساحرہ کو مارا آواز آئی تھی کشتی مرا نام من مسمار جادو بود سعد نے کہا اے سہراب فیل تن ملکہ مشکبار جادو کہ مجھسے محبت رکھتی ہے مقابلے مین مسمار جادو کے اتری تھی قابو پا کے مجھے اپنے پنجے مین دبائے ہوے لئے جاتی تھی تمہارا احسان ہوا گویا جان بخشی کی

سہراب فیل تن نے کہا طلسم کشا ۔ اصلی جنکا لقب ہے رستم پیل تن علشاہ رومی فرزند صاحبقران وہ آپ کے کون ہین سعد نے کہا وہ میرے عم نامدار ہین مصروف جستجوے طلسم کشائی ہین انشاء اللہ وہ ضرور طلسم مذکور کو فتح کرینگے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ فرزندان صاحبقران کوئی قصد کرین اور وہ مقصد نہ ہو ہر چند کہ مین الگ کوشش مین مصروف ہون وہ الگ جستجو کر رہے ہین اگرچہ باخدا ئے تو وہ ضرور اس ہفت پیکر کی خدائی کو مٹا ئینگے یہ سنکر سہراب نے کہا ای شہریار کل میرے پاس خداوند کا ایک خط آیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ دو باغیون کو گرفتار کر کے بہت جلد با دولت و اقبال کی خدمت مین حاضر کرو نام نامی و اسم گرامی آپکا اور آپ کے عم نامدار کا اُس خط مین تھا میرا قصد تھا کہ کوچ کرون مگر میری خوش قسمتی سے اب حضور نے غریب خانے پر نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا جان و دل سے کوشش کرونگا لیکن فتح طلسم آپ کے عم نامدار مین مشکبار جادو کو بلاتا ہون مین اور وہ دونون شریک ہوکے آپ کے لیے جستجو کرینگے یہ کہکے شہریار کے سامنے سہراب نے اطاعت دین اسلام قبول کی باغ مین تو بیٹھا ہی ایک طائر کی جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا جا کر مشکبار جادو کو اطلاع کرو ہمارے پاس اُس عاشق صادق کو لاؤ صبح ہو چکی ہے طائر تو اُڑ کر روانہ ہوا سہراب جا کے ایک کتاب لایا بیٹھکر دیکھنے لگا کہا اے شہریار حضور کی شوکت و لیاقت ضرور بڑھیگی مگر اشیاے عمدہ تقدیر مین رستم کی ہین وہی لوح پائینگے یہ کتاب حالات مقدمات طلسم ہفت پیکر ہے یہ کہکر خاطرداری مین مصروف ہوا اب حال مشکبار جادو کا تحریر کرتا ہون کہ جب نسیم سحر چلی تو بارگاہ پر پہنچی تھی آنکھ کھلی تو بارگاہ سے اُتری دیکھا صمصام کنیز کو مع ساتھ والون کے ایک مقام پر سو رہی ہے ہاتھ تھا کوئی اُفتاد پڑی صمصام کو جگایا کہا کیون صمصام یہ کیسی غفلت طاری ہے اسی طرح دیتے ہین صمصام نے بیان کیا کنیزان رات بھر طلایہ پھری پہر رات رہے ایک ہوا سرد چلی کنیز سو گئی یہ معرکہ گذرا مشکبار جادو گھبرا کر وہان سے پہنچی بارگاہ سعد بن قباد مین گئی چپر کھٹ شہریار علی وقار کا خالی پا کے بیقرار ہو کے چہار جانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ میرے مقرر کیے ہوئے شیر کہان چلے گئے گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ایک نخل کے نیچے دو شیر سرنگون کھڑے ہین مشکبار جادو نے آواز دی ارے کمبختو ہمنے تمکو کہان مقرر کیا تھا یہان کہان کھڑے ہو دونون شیرون نے مثل انسان کے آواز دی ہم ناچار ہین مسمار جادو آئی اُسنے ہمکو بارگاہ سے نکالا اب ہم وہان نہین جا سکتے ہم دیکھا کیے وہ ساحرہ

سعد شہریار کو ہے گمی ہم مجبور ہین مشکبار جادو چھلاکر یہ کہکے اُڑی کہ ابھی لشکر کو اُسکے تباہ کرتی ہون اگر وہ وہان موجود ہی تو نگڑے اُڑا دون گی افسوس اُس شہریار پر جفا کی ہاے کیا حال اپنا کہون کسکو کیفیت اپنی سناؤن میری تو یہ حالت ہی نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہگئے
اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہگئے
چل چکے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے

بالا ہی اُس طفل کا گذرا بڑھی مت کے طوق
کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہگئے

شکوہ کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون مین غم
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے

بزم خوبان اُسکے جانے سے ہوئی آنکھون مین سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہگئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہگئے

فارس گلگون خوبی کو خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن دم سے چکارے رہگئے

اور ہی کرتے ہین گردیون نے اب جلوہ نہین
سادے سادے پاجامون کے نوارے رہگئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہگئے

دین و ایمان جان و دل رعنائے سب چھین لئے
دیدۂ گریان مگر حسرت کے مارے رہگئے

اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی تین سی ساحرون کا لشکر لیکر پشت پر لشکر مسمار پر جا پڑی جاتے ہی گولہ مارا تین سو حربے سحر کے ہوئے لشکر مسمار مین باوہ ہوا ساحر مر مر کر گرنے لگے مشکبار لشکر مین مسمار کے گھس پڑی سحر کرنے لگی کبھی برق شرارہ کبھی ترچھی گری کبھی گولہ مارا لشکر مین غل مچاتی پھرتی ہی مسمار مکار کہان ہی اگر نر ہی تو ابھی ابھی مین سارے لشکر کو مسمار کردون گی شہریار کو لیکر کہان بھاگی کئی بارگاہون مین آگ لگادی لڑتی بھڑتی بارگاہ مسمار جادو مین پہونچی مقام اُسکا خالی پایا جھلا کر اُس بارگاہ سے نکلی چاہتی ہی بلند ہو کر گردون آدھا لشکر تباہ کردیا ہی کہ تمام لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحر بھاگے بھاگے پھر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ملکۂ عالم یہ نوشتہ دیکھ لو ایسا نہ ہو خلاف گذرے مشکبار جادو نے پلٹ کے دیکھا ایک طائر غل مچاتا ہوا آسمان ہی منقار مین نامہ دبائے ہوے آتے ہی نامہ مشکبار جادو کے ہاتھ مین دیا طرف سے سہراب کے مرقوم ہی کہ ای ملکۂ عالم دیکھتے ہی اس نامہ کے ہمارے پاس آیئے مسمار جادو کو ہنے مارا سعد

شہریار ہمارے پاس بہ خیر و عافیت ہین یہ سنتے ہی مشکبار جادو نے اپنی کنیزون اور ساحرون کو آواز دی سب کے سب میرے پیچھے آؤ پیگنا ہون کے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ کیا فائدہ نصف لشکر تو پامال کر چکے سب کنیزین پشت پر آگئین مشکبار ہوا کو کاٹتی ہوئی چلی ہیبن سے ساحرون کا جماؤ پشت بر تین سو جادوگر نیان آرمی ہوئی آتی ہین جس صحرا سے گذر ہوا وہ جنگل خوشبو سے معطر ہوا درخت وجد مین آئے سہراب فیل تن سعد شہریار کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی کہ اسکے دماغ مین خوشبو آئی شہریار سے عرض کی حضور مشکبار جادو آپہونچی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر مشکبار جادو آکے جھکی تین سو کنیزین پشت پر پکار کر آواز دی سنو مشکبار جادو باغ مین سہراب فیل تن کے آگے اُتری سہراب نے اُٹھکر تعظیم کی لاکر صحبت مین بٹھایا سعد شہریار کو دیکھکر مشکبار خوش ہو گئی کہ بہ شوکت بیٹھے ہوے پایا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین ایسے ساحر باشوکت کو آپ پر خدا نے مہربان کیا کیون سہراب فیل تن کیا صلاح ہی سہراب نے کہا یہ تو مین کتاب مین دیکھ چکا ہون کہ طلسم کے یہ فتاح نہین ہین در بندون پر چلیے شاید کوئی صورت نکلے مشکبار نے کہا بہت مناسب ہی سہراب نے دو دن مشکبار جادو و سعد شہریار کو مہمان کیا تیسرے دن آواز دی لشکر تیار ہو پہنچے چنگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے جھومنے لگے تھوڑے عرصے مین دیکھا چالیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہو کر گوشہا ے باغ سے پیدا ہوے مرکب خنگ سیاہ دیلاس پر سعد سوار ہونے لگے سہراب نے کہا حضور تامل فرمائین مشکبار سے کہا آج کے روز کوچ اور معطل رہے ساعت کچھ اچھی نہین ہی یہان سے نکلتے ہی کچھ فتور پڑیگا مشکبار نے دست بستہ عرض کی آج حضور تامل فرمائین کل روانگی ہوگی سعد نے غصے مین کہا ابھی ہم اگر چلنے کا نام لے کے انکار کرتے تو تمکو خلاف گذرتا سہراب بھی تامل کرتے اب چلو جملہ معاملات خدا کے سپرد کرو اگر فتح ہماری تقدیر مین ہی سامان غیب سے ظاہر ہوگا اگر شکست لکھی ہی ویسا ہی سامان پیدا ہوگا مشکبار قدمون پہ گر پڑی کہا ای شہریار غنچے ہنستے ہین پھول مسکراتے ہین نخل وجد مین ہین مطلب یہ ہی کہ سب منع کرتے ہین اور حضور نہین مانتے ہین حضور کہنے کو قبول کرین اگر کوئی آفت آپڑی تو نہایت تاسف ہوگا اور مین تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہون جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤن میری تو عجب کیفیت ہی نظم

تسے کیا تشبیہ دون فکر دوئی یکسو نہین ۔ ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین
اسقدر مفلس ہوا ہون دی جو گوہر سے مثال ۔ مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین
آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع ۔ اے پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین
ربط باہم کے مزے باہم رہین تو خوب ہین ۔ یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین
آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہی کچھ زیاد ۔ کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین
یہ وہ ہم ہین آتے آتے جو زبان تک جان سے ۔ نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہین
طوق ہو کر رہ گئی ہی ہان کسی کی یہ نگاہ ۔ حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین
بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہو چکا ہین ۔ سینہ اپنا آشنائے زحمت زانو نہین
نوجوانون کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے ۔ مدتین گذرین کہ دل کو صحبت پہلو نہین
مین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی ہے سیر باغ ۔ کونسے دن طوطیائے دیدۂ آہو نہین
حادثات دہر سے کس شے نے پایا ہی فراغ ۔ جامۂ آبی خطوط موج سے اتو نہین
ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد ۔ کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین
کینۂ صیاد سے کیسی سبکدوشی ہوئی ۔ سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین
تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہے ۔ کچھ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین
ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی ۔ یہ وہ جامہ ہی کہ جسکو احتیاج شستشو نہین
کیا کرین بے اختیاری سے نہین کچھ اختیار ۔ آپ پر قبضہ نہیں ہی موت پر قابو نہین
کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سے اے نسیم ۔ کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین

یہ اشعار پڑھ کے مشکبار جادو نے دامن سعد شہریار کا پکڑ لیا کہا کہ آج کوچ نہ ہوگا اے سہراب لشکر آثار وسہراب نے لشکر کو اشارہ کیا بیرون باغ لشکر اُترا اسہراب فیل تن نے جلسہ آراستہ کیا روشنی کی تیاری ہوئی حاضرین خدمت نے بھاری جوڑے پہنے مسند آراستہ کی سعد و مشکبار دونون آکر بیٹھے سہراب مصروف خدمتگزاری ہی گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی اسباب عیش و نشاط مہیا مشکبار جادو بھی خوش بیٹھی ہی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر اٹھا رعد گرج برق کی چمک گرجتا ہوا باغ پر آکر محیط ہوا اسہراب فیل تن کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی

کون صاحب ہین تشریف لائیے آئیے رکنے کا کیا باعث ابر پھٹا ایک ساحرہ بشکل مہیب بصورت عجیب
و غریب زاغ سیاہ پر سوار پشت پر بڑے بڑے ساحر پرسول اور نخچول ہاتھ مین جھولیان اسباب سحر سے
بھری ہوئی ابر سے نکلتے ہی پہلے سعد شہریار کو دیکھا پھر مشکبار جادو پر نگاہ ڈالی پھر سہراب فیل تن
سے کہا تمنے اپنے گھر مین باغیون کو جگہ دی خوف خداوند بالکل دل مین نہین منم بوتیمار زاغ سوار اس
جوان کو لیجاؤنگی سہراب فیل تن نے بمنت کہا اے بوتیمار زاغ سوار میرے حال پر رحم کر
آج جاتے تھے ہزار ہا کوس نکل جاتے کسی وجہ سے نجانا ہوا کل یہان سے چلے جائینگے راہ مین تمکو
اختیار ہے میرے گھر پر کوئی پریشان نہو بوتیمار زاغ سوار نے جواب دیا قدرت کا حکم تو یہ ہے کہ جو
دخل دے اسکو بھی لاؤ جو شریک ہو اوسکو بھی گرفتار کرو مین تیرا اور اس گستاخ عورت پر رحم کرتی ہون
کس گستاخی سے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے ہمارا کچھ ادب نہ کیا یہ نہ سمجھی کہ مصاحبان خداوند مین ہین اسکو
لیجاؤنگی عورت کے سامنے قتل کرونگی خطا کے بخشنے نہ بخشنے کا مجھے اختیار ہے یہ کہکے طرف سعد شہریار
کے چلی مشکبار جادو نے جو اس بلائے سیاہ کو آتے دیکھا منع کیا کہ اس طرف نہ آ بہ قہر و غضب نگاہ
نہ اٹھا کیون قضا آئی ہے ساری مصاحبت رکھی رہ جائیگی ایک سحر مین دیوانی ہو کر جائیگی بوتیمار
کب سنتی ہے چاہا جھپٹ کے اٹھا لون کہ مشکبار نے دستک دی اور کہا اے خوشبوے دماغ رس اس
لکا تا کو لینا بڑی بے ادبی ہے نور آپتون سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے نخل جھومے وہ بوے خوش
آئی کہ بوتیمار زاغ سوار جھومی چاہا کچھ آواز دے کہ زمین شق ہوئی ایک شخص مہیب و ہیبتناک ہاتھ مین
کچھ پھول و غنچے [illegible] ے زمین سے نکلا نکلتے ہی بوتیمار کو سنگھا دئے کہگیا کہ ہوشیار رہنا اور کسی
طرح غرق زمین ہو گیا بوتیمار زاغ سوار کو ہوش آیا نہایت جھلا کر چیخی اب تو مشکبار جادو تمھی
وہی اپنا کلمہ کہکر دستک دی ایسی خوشبو بھی آئی اور ایک شجر کی پشت سے ایک نازنین پھولونکا گلدستہ
ہاتھ مین نازنین برقن غنچہ دہن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار اپنے فعل کی مختار ہنستی ہوئی سامنے آئی
پکار کر آواز دی بی بوتیمار زاغ سوار اسقدر کیون خفا ہوتی ہو جو کام کہو وہ مین کرون مشکبار جادو
سے مقابلہ نکرو یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ بڑھایا کہ گلدستہ سنگھاؤن دام مکر مین لاؤن بوتیمار
نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا سر اوس نازنین مہ جبین حور تمکین کا اڑ گیا سر کے اڑتے ہی وہ خوشبو
پھیلی کہ تمام باغ معطر ہو گیا آواز آئی کسی مرا نام مرا خوشبوے دماغ رس بود مشکبار جادو جھلا کر

چلی ہمہ کہ مرے کھینچ بوتیمار نے آواز دی بس آگے نہ بڑھنا اسی زمین باغ اسکو روک رہے یہ کہنا تھا
کہ مشکبار جادو زخم کھر کے گری زبان بند ہوئی اب بوتیمار نے سعد شہریار کی طرف دیکھا کہا
تو تمھاری اس مددگار کا یہ حال کیا سعد شہریار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بوتیمار نے ہنسکر کہا
تکلیف نہ فرمائیے اُسی مقام پر بیٹھے رہیے سعد کے ہاتھ پاؤن کی طاقت سلب ہوئی قبضۂ شمشیر
قبضۂ شہریار سے چھوٹا بہت تردد ہوا بوتیمار زاغ سوار نے چاہا شہریار کو اُٹھا لون اب سہراب
کو تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کیا کون او بوتیمار جو ہمنے کہا تھا وہ تونے نہ مانا ہمارے سامنے بے ہدایت
یہ کہکے جا پڑا گولہ مارا بوتیمار نے گولہ کاٹا آپس مین دوچار سحر ہوے بوتیمار نے جھلا کر کہا اپنی پہلوانی
پر ناز کرتا ہی بس اُسی مقام پر کھڑا رہ سہراب کے پاؤن زمین نے تھام لئے سحر فراموش ہوا حیرت کا
جوش ہوا اب بوتیمار زاغ سوار بڑھی کہ اس جوان کو گرفتار کرون ملازمان سہراب نے جو
اپنے مالک کو اس حال مین دیکھا افسران فوج بڑھے للکارتے ہوے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ہمارے
افسر پر ہاتھ نہ ڈالنا جو افسر بڑھا بوتیمار نے سحر کیا کہ وہ زمین پر گرا چالیس افسر فرداً فرداً بڑھے اور زمین
پر گرے پڑے لوٹ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اُٹھا کے بوتیمار نے ایک گولہ مارا سارا لشکر
دھوئین مین مبتلا ہوگیا دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی افسران فوج
اور جملہ لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اب بوتیمار جھومتی ہوئی بڑھی کہ سعد شہریار کو جاکے گرفتار
کرون گرگتی ہوئی ای جوان طرح دار ارے ظالم تیرے حسن عالم سوز نے میرے دل کو جلا دیا تو
خوف نہ کر اپنے دل مین نہ ڈر مین تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے نہ لیجاؤنگی اپنے باغ بنا بل
کے مصروف عیش ونشاط ہونگی تیرے پہلو مین بیٹھونگی جو کہیگا وہ قبول کرونگی وہ مرتبہ کرونگی کہ
دیکھنے والے رشک کرینگے اگر تو چاہیگا کہ فتح طلسم مین مصروف ہون بہ دل وجان کوشش
کرونگی تا بہ کوہ ذخار پہونچادونگی سعد نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ خبردار میرے قریب
نہ آنا یہ سُنتے ہی بوتیمار دورسے منتین بھی کرنے لگی کبھی کہتی ہی او ظالم میرے حال پر رحم کر
دل تجھپر مائل ہی یہ کنیز تیری تیغ ابرو کی گھائل ہی زخم تپک رہا ہی کانٹا محبت کا دل مین کھٹک رہا ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح	نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجھپر فدا مین کردیتا	اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے مدِ نظر تو آ ظالم ــ نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
نہیں ہے گور کی تنگی سے کچھ ہمیں دہشت ــ رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار میں روح
جو آئے نزع کے عالم میں وہ مسیح جمال ــ مریض عشق کے آجائے جسم زار میں روح
ترے فراق میں یوں زندگی گذرتی ہے ــ ہو کرب قلب کو پیارے اور انتشار میں روح
اُسی کے حکم میں ہے موت و زندگی محبوب ــ عیسٰی ہے فقط دست کردگار میں روح

ایسی مٹین خوشامدین کرتی ہوئی اپنے عشق کا اظہار دل کا اضطرار بیان کرتی ہے بادشاہ نے گالیاں مین کلمات سخت کہے جب تو بوتیمار نے نیچہ کھینچا کہ بڑھکر سر کاٹ لوں بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی اے ظالم مجھے تو بچا ورنہ دشمن مار ڈالینگے پلٹ کر دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل تاج سر پر دھرا ہوا موتیوں کے مالے گلے میں پکارتا ہوا آتا ہے بوتیمار نے اُس جوان کے جمال جہان آرا کو پلٹ کے دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گئی یا طرف سعد کے جاتی تھی یا جست کر کے قریب آئی ہاتھ تھا ما کہا صاحب سنبھلو کہنے ستایا زخم تمہارے سر پر کہنے لگایا اُس جوان نے کہا دیکھو وہ سامنے تلوار کھینچے چلا آتا ہے جیسے ادھر بوتیمار پلٹی پیٹ کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ تم اجروس جنی بوتیمار جادو کا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی بوتیمار گری لشکر اسکا جلنے لگا مشکبار اور سہراب دونوں اُٹھے کہا کہ اے شہریار یہ کون مددگار ہے بادشاہ نے ارشاد فرمایا ای اجروس کہاں سے آنا تمہارا ہے وقت پر آکے پہونچا اجروس نے بڑھکر قدموں کو بوسہ دیا کہا حضور والد نامدار مکلل خان تاجدار نے نامہ دیا تھا میں وہ نامہ لئے ہوئے طرف ہفت در بند کے جاتا ہوں کچھ وہاں کے ساحروں سے ضرورت ہے اسی راہ سے جو گذر ہوا حضور کو اس حال میں دیکھکر پریشان ہو گیا شکر ہے کہ اس ملعونہ کو مارا ابھی ملعونہ واصل جہنم ہوئی اگر حضور اسی مقام پر رہیں تو والد نامدار کو مع لشکر بلا لاؤں فرمایا خبردار کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا باپ کو اپنے نہ لانا میں یہاں سے کوچ کرونگا سب اہل لشکر اجروس کو دعائیں دینے لگے کہتے تھے کہ تو نے بڑا کام کیا ایسے وقت پر مدد کی کہ کوئی چارہ نہ تھا قریب بہ ہلاکت تھے پھر سب نے دیکھا ایک شعلہ چرخ مارتا ہوا ایک جانب غائب ہو گیا سعد شہریار اُٹھے مشکبار جادو نے سہراب نے عرض کی اب اس مقام پر گھڑی بھر ٹھہرنا مناسب نہیں غلام کی شرکت کی خبر بھی ہفت پیکر تک پہونچ گئی جب وہاں سے یہ ساحرہ روانہ ہوئی اُسی وقت لشکر تیار کیا سہراب نے ... بوجھی تھی

بان کا خوف پیدا ہوا سعد شہریار بشت مرکب پر سوار مشکبار جادو طاؤس زرین بال پر سہراب گینڈے پر لشکر کو ساتھ لیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے باغ سے نکلے لیکن سہراب چاہتا ہے جلدی نکل چلین پلٹ کے دیکھتا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوجین آیا چاہتی ہین مشکبار جادو نے بڑھکے پوچھا کہ سہراب کس طرف قصد ہے اُسنے جواب دیا اِسکا خیال نہ کرو مین طرف کوہ ذخار کے چلتا ہون ذخار جادو ساحر زبردست ہے اگر کوہ ذخار لے لیا تو آگے بڑھکر معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کا زور کم ہو جائے گا سہراب اُسی طرف لشکر لیکر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ صحرا مین اندھیرا ہوگیا اسقدر گرد اڑی کہ ایک کو ایک نہین دیکھ سکتا تھا ہر شخص غل کر رہا ہے کوئی پکارتا ہے پروردگار عالم مدد کر کوئی گھبرا کر پریشانی مین لات و منات کو پکارتا ہے کوئی سامری و جمشید کا نام لیتا ہے کوئی گھبرا کر پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر بچا لیجیے طائرون نے غل مچایا پہاڑ معلوم ہوتا ہے تھرا کے گرینگے پتھر لنڈھ رہے ہین کھڑکھڑ کی آواز آتی ہے درخت معلوم ہوتا ہے ٹوٹ کر گرینگے زمین سے غبار اُٹھ رہا ہے زمین تھرا رہی ہے سارا جنگل اہل اسلام کا دشمن ہو رہا ہے کانٹے انگلیان اُٹھاتے ہین گویا گنہگار بناتے ہین قریب ہے زبان خار سے آواز آئے کہ ای آیندہ و روندہ اس صحرا سے نکل جاؤ یہان راستہ نہ ملیگا جلد نکل جاؤ کیون اپنی جان کے دشمن ہو ہم سب تمھارے واسطے رہزن ہین دشمن جان تشنہ خون یہان ٹھہرنا نہین بہتر ہے حکم خداوند ہفت پیکر ہے کہ جو مسلمانون کو صدمہ ہو نچائین اُنکو مرتبے جلیل ملین غنچۂ آرزو کھلین سارا صحرا خوشی خداوند کا طالب ہے تم لوگون پر یہان کا غبار بھی بھاری ہے کہ سامنے سے کوہ ذخار دکھائی دیا سعد نے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ نہایت بلند مرتفع ہزار ہا درخت اُس کوہ پر گرد سبز گھانس گھاٹیان درست دریاے کوہ کھلے ہوئے چمک رہے ہین دریاے کوہ سے غزالان دشت کر چھالین بھرتے ہوئے نکلتے ہین دوسرے درے مین جاکے غائب ہو جاتے ہین اُس پہاڑ کو دیکھکر سب کے بدن مین جان آئی قضاے کار ملکہ نیلم جادو جو رستم سے جدا ہوئی تھی یہ حوصلہ نہ پڑا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤن اور حال پوچھون وہان سے بلٹی ہے آسمان پر مثل ستارہ سحری چمک رہی ہے کہ نگاہ پڑی ایک جوان ہم شبیہ رستم گھوڑے پر سوار پریشان و حیران جنگل مین پھر رہا ہے اُسکے ساتھ ایک لشکر گران تباہی مین مبتلا ہے یہ دیکھکر حیران ہوگئی کہ یہ کون جوان ہے کسنے ان سب کو روکا ہے اس صحرا مین سرگردان ہے سر جھکا کے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ ایک نخل کے سایے مین بیٹھی ہوئی کبھی خاک اڑاتی ہے کبھی چلو مین لیکر پانی پھینکتی ہے کبھی گل بوٹے ہاتھ مین

لیکر اُچھلنے لگتی ہو کبھی لشکر پر نگاہ ڈالتی ہو کبھی دستک دیتی ہو کبھی اپنے بیرون کا نام لیکر پکارتی ہو کہ یہ راہ گیر جانے نہ پائیں تاریکی میں پھنسیں مبتلاے بلا رہیں نیلم جادو کو یہ حال پُر ملال دیکھکر بہت بڑا افسوس ہوا کہ بڑے بڑے ساحر زبردست لشکر کے ساتھ ہیں لیکن اسکے سحر سے ناواقف ہیں ورنہ اسکی کیا حقیقت تھی سہراب فیل تن اور مشکبار جادو اندھیرے میں گھبراتے ہوئے آنکھیں ملتے پھرتے ہیں کبھی کسی نخل سے ٹکرا گئے نیلم جادو کو بڑا رحم آیا جھولی سے کارد سحر خالی پشت خاکسار پر آئی کارد پر اسم سحر پڑھا چند قطرات خون کارد پر ڈالے اور نعرہ کیا او مکارہ منم ملکہ نیلم جادو جیسے ہی پلٹی کارد سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گئی وہ تڑپکر گری پہاڑ بھی اسی کے سر کا تھا وہ بھی جلنے لگا گلستان میں آگ لگی غبار موقوف ہوا مشکبار جادو نے سنا آواز آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود یہ جو صدا مشکبار جادو نے سُنی کہا اے سہراب فیل تن تمنے سُنا خاکسار جادو کوئی ساحرہ تھی اُسکے سحر میں ہم سب اُلجھے تھے جنگل میں مارے مارے پھر رہے تھے کون ایسا دوست صادق محب وافی پیدا ہوا کہ ایسے دشمن سخت کو مار ا اُسے تلاش کرکے قاتل کو سامنے لاؤ نیلم جادو سامنے سے ظاہر ہوئی سعد کو جھک کے سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی شہریار حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے سعد نے فرمایا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہیں ہم براے فتح طلسم ہفت پیکر نکلے ہیں اب سہراب فیل تن اور مشکبار جادو ہمکو لیکر طرف کوہ ذخار کے جاتے ہیں اسی صحرا میں آ کے سحر میں پھنسے تمنے آ کے اس ساحرہ کو مار نہایت احسان کیا نیلم جادو نے عرض کی اے شہریار لونڈی کنیزان رستم میلتن سے ہے سیارہ جو اُس جوان رعنا کا عیار ہے اُس سے صورت محبت والفت ہوئی ایسا لگا تا ہے کہ دل ہلاتا ہے اس طرف سے گذری اس ساحرہ کو دیکھکر مار ا یہاں پہونچی سحر کر رہی تھی سعد نے چاہا نیلم جادو کو اپنے ہمراہ رکھیں نیلم نے عرض کی حضور کنیز اُنھیں کی تلاش میں جائیگی یہ بھی خبر نیلم جادو کو معلوم ہو چکی ہے کہ کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچی سعد نے اُس صحرا میں قیام کیا دو روز اُس صحرا میں رہے نیلم جادو تو جوش محبت میں سیارہ و رستم کے سعد شہریار سے رخصت ہو کر تلاش رستم میں چلی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا لیکن سعد شہریار مع ملکہ مشکبار جادو و سہراب فیل تن بعیش و سرور اس صحرا میں دو روز رہے بعد دو روز کے تیاری سفر ہے لیکن اب حال ہفت پیکر بد اختر کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ انتظام گرفتاری بادشاہ اسلام و رستم نامدار میں مصروف ہے اسم

جس قصر کا فلک اول نام ہے اُس قصر میں بیٹھا ہے تمام امیران سلطنت و وزیران ابہت دربار میں حاضر ہیں کہہ رہا ہے کہ خاکسار جادو کو قدرت نے برائے گرفتاری بادشاہ اسلام بھیجا تھا لیکر آتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ہاتھ کا بنایا خاکسار کا رکھا تھا وہ مدام شگفتہ ہو رہا تھا پھول نیرنگی اپنی دکھا رہے تھے غنچے چٹک رہے تھے برگ سرسبز و شاداب جون جون گلدستہ شگفتہ ہوتا تھا ویسے ہی ہفت پیکر تقدیرین بگھارتا تھا کہ خاکسار جادو مقابلۂ بادشاہ اسلام میں ہو چکی تقدیرات قدرت ظاہر ہو رہے ہیں لشکر دشمن میں اندھیرا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب بہت جلد گرفتار کریگی بجاہ و حشم لیکر آئینگی یہی مشکبار جادو و سہراب فیل تن بندھے ہوئے آئیں لطف سرکشی اٹھائیں وہ سزا پائیں کہ عمر بھر یاد کریں جہنم میں دونوں کو بھکوا دونگا قصر ماران سیہ میں جگہ ملے ماران سیہ انکو کاٹیں زندگی میں مرنے کے مزے ملیں یکایک دیکھا وہ گلدستہ مرجھانے لگا رنگ پھولوں کے بگڑے غنچوں نے منہ کھولنا موقوف کیا پتے مرجھائے ہفت پیکر نے کہا لو اور مزے دیکھو کس مزے سے لشکر کو گھیرا تھا خاتمہ مسلمانون کا قریب تھا غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہیں ہے چشم زدن میں شاد بنگے اب اسپر زوال آیا چاہتا ہے یکایک گلدستہ جلا جلکر خاک ہوا ہفت پیکر نے کہا قدرت جو کہہ رہے تھے آخر وہی ہوا اُسکا غرور اُسپر غالب ہوا اس غرور نے اسکو مٹایا غرور نے اُسے روز سیہ دکھایا ارے ذرا خبر تو لو لاش خاکسار جادو کی کہاں ہے آخر کسنے اُسکو مارا کسنے اسکا حوصلہ مٹایا ہوا سے جادو بہن خاکسار جادو کی روتی ہوئی اُٹھی کہ یا خداوند کنیز جاتی ہے اگر بہتا ہے اور ملتی ہے تو نعش اُسکی لاتی ہوں یہ کہکر ہوا سے جادو اٹھی ایک جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے جادو غائب ہوئی ہوا کی ہوا بلند ہوئی چلتے وقت اسنے اتنا پوچھا کہ یا خداوند کنیز کس طرف جائے ہوا سے ہفت پیکر نے کہا طرف صحرائے مینوسواد کے جسکے قریب کوہ ذخار ہے اُسی کوہ پر لاشۂ خاکسار ہے ہوا سے جادو روانہ ہوئی لشکر اسلام صحرا میں فروکش ہے کوچ کی تدبیریں ہو رہی ہیں مشکبار کہتی ہے اگر یہ کوہ ذخار ہے تو ذخاریان کا تاجدار ضرور سر اٹھائیگا سرکار کو روکے گا کنیز جاکے ذخار جادو سے ملاقات کرے دیکھوں وہ کیا کہتا ہے باہر بارگاہ سے نکل کر دیکھ رہے ہیں لیکن کوئی قلعہ وغیرہ نہیں ہے نہ کسی جانب کوئی بستی معلوم ہوتی ہے نہ کوئی دیہ نہ قریہ ہر طرف ویرانہ بڑا ہی پہاڑ کے پتھر جابجا پڑے ہیں مشکبار جادو نے بڑھکے سحر کیا کہ کوہ بیچ میں سے پھٹا دیکھا سامنے

ایک کوہ سر بفلک کشیدہ نہایت تکلف سے آراستہ ہے قلعہ مین خلقت کی آمد و رفت تو ہین قلعے کے اوپر چڑھی ہوئی گولہ انداز وغیرہ ٹہل رہے ہین جو کھوتے نشان ہوا مین فرار رہے ہین مشکبار جادو نے کہا وہ قلعہ نمایان ہوا مردمان قلعہ بھی لشکر کو دیکھ رہے ہین قلعہ دار دیدبان لشکر کو دیکھکر ذخار جادو کے پاس آئے کہا ای شہنشاہ لشکر مسلمانان صحراے مینوسواد مین آگیا ذخار جادو نے جواب دیا خاموش رہو اسکا ذکر نہ کرو ذرا انکو روکا اور فساد برپا ہوا مین نے ابتک قلعے کو نظرون سے سب کی غائب رکھا تھا کوئی ساحر زبردست آنکے ساتھ ہے جسنے قلعے کو ظاہر کیا خاکسار جادو بحکم خداوند ہفت پیکر آئی تھی قتل ہوگئی دیکھون خداوند کی طرف سے کیا انتظام ہوتا ہے یہ ذکر تھا کہ جھونکا ہوا کا چلا ہواے جادو آکر پہونچی ذخار جادو کو سلام کیا کہا ای ذخار جادو مجکو قدرت نے برائے تدبیر مسلمانان بھیجا ہے کچھ تمکو معلوم ہے کہ خاکسار جادو پر کیا گذری ذخار جادو نے کہا ای ہواے جادو خاکسار جادو قتل ہوئی اُسنے ہنگامہ ڈال دیا تھا لشکر مسلمانان مین تاریکی ہوگئی تھی فریاد و فریاد کی صدا بلند تھی آسمان سے ایک چھری گری نہ معلوم ہوا کسنے خاکسار جادو کو مارا مین تو کانپ رہا ہون کہ مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکی تباہی ہوئی ایسے ایسے ساحر مسلمانون کے ساتھ ہین کہ جنھون نے مخفی قلعے کو ظاہر کر دیا اب مجکو خوف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو قلعے پر لشکر کشی کرین تو مشکل ہے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکے عرض کی کہ در دولت پر سہراب فیل تن مطیع مسلمانان آیا ہے دروازے پر کھڑا ہے امیدوار باریابی ہے درگہ سالار سے باتین کر رہا ہے ذخار جادو نے کہا لو ای ہواے جادو ایلچی وہان کا آپہونچا ہے سہراب فیل تن کہ جو علم نجوم و کہانت مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق ہے تم خاموش بیٹھو مین اُسے بلاتا ہون دیکھون کیا پیغام لایا ہے وزیرون سے کہا سہراب فیل تن کو استقبال کرکے لاؤ ہواے جادو بیٹھی ہے وزرا گئے سہراب فیل تن کو لیکر سامنے ذخار جادو کے آئے سہراب جھومتا ہوا سامنے ذخار جادو کے آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ذخار جادو تخت پر کھڑا ہوگیا کہا ای سہراب فیل تن آؤ سہراب آکر دنگل پر جا بیٹھتے ہی کہا ای ذخار جادو تمکو کچھ احوال معلوم ہے کہ ایک ساحرہ مکارہ اس ہفت پیکر مکار کی بھیجی ہوئی نے مخفی آکر سحر کیا قاتل اس کا غیب سے پیدا ہوا اُسے واصل جہنم کیا تمھارا قلعہ بھی ظاہر ہوا تم اطاعت مین کیا کہتے ہو ذخار تو سوچنے لگا لیکن ہواے جادو بول اٹھی کیون ای سہراب فیل تن تم قدرت کو مکار کہتے ہو

باپ دادا تمھارے پرستار رہے تمنے بھی سالہا سال سجدہ کیا آج اُس خداوند کو مکار بناتے ہو کچھ خوف خداوندی نہین کرتے سہراب فیل تن طرف ہواے جادو کے پلٹا ایک ساحرہ کو جو کلام کرتے ہوے دیکھا کہا تو کون ہے کہ بادشاہون کی باتون مین دخل دیتی ہی تجکو اگر کچھ دعوی ہی تو اُٹھ ہوا نے کہا مین فرستادہ خداوند ہون خداوند نے تمکو بلایا ہی چلکر قدرت سے بات کرو اپنے اعتقاد کو ٹھیک کرو ایسا نہ ہو کوئی بلا نازل ہو تو جان بچانا مشکل ہو سہراب نے کہا وہ مکار کیا بلا بھیجیگا اب حال کھلنے کا کہ طلسم کشاے اصلی بھی آتا ہی جسکا لقب ہی رستم پیلتن سرفتنۂ ملک فرنگستان جس ملک پر گئے اُسکو ویران کیا مذہب اسلام جاری ہوا اب حال کھلیگا سارے مکر ہفت پیکر کو معلوم ہو جاینگے **ہواے جادو** نے کہا مبدم قدرت کو مکار کہتے ہو مین براے بربادی لشکر آئی ہون تمھارے بادشاہ کو بہا لونگی **سہراب** نے کہا کیا مجال کیا طاقت کسی کی کہ ہماری زندگی مین اُس شہریار پر نگاہ ڈالے اب تم اور ذخار ملکر یا اطاعت کرو یا مقابلے مین آؤ **ہواے جادو** نے کہا ایک سحر مین زمین ہلا دونگی یہ کہکے **ہواے جادو** اُٹھی **سہراب فیل تن** سے سخت کلامی کی ہوا نے ایک دستک دی کہ ہوا چلی **سہراب** نے رُک جو منہ سے کہا ہوا کے جھونکے چلنا موقوف ہوے **ذخار** کہ رہا ہی اے **ہواے جادو** سمجھ کے کلام کرو فساد نہ بڑھاؤ لیکن ہوا نے نہ مانا دوسری دستک دی پھر جھونکا ہوا کا چلا ابکی مرتبہ سہراب ہوا پر جا پڑا جھونکو نسے ہولکے کئی مرتبہ لڑکھڑایا لیکن سحر کو روکتا ہوا قریب **ہوا** کے پہونچا کہا او مکارہ سحر کیے جاتی ہی کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا دیا کہ سر ہوا کا چنبر گردن سے اُڑگیا **ہوا** کو مار کے سہراب طرف **ذخار جادو** کے پلٹا کہا کیون ہی **ذخار جادو** تم نے اس مکارہ کا حال دیکھا اب تم کیا کہتے ہو اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ ہمکو عذر نہین اگر صلاح منظور ہے خدمت مین شہریار کی چلو ذخار نے کہا اے **سہراب** مجھے فساد نہین منظور مین حاضر خدمت ہوتا ہون سامان نذر و نیاز مہیا کرون تو حاضر ہون یہ کہکے سامنے سہراب کے منتین کرنے لگا کہ سامنے شہریار کے ہماری سفارش کرنا تمنے اتنی بڑی سرکشی کی مین نے دخل نہین دیا مین جانتا تھا کہ تمھارے سامنے اسکی کیا حقیقت ہی مین یہ حال بھی بخوبی جانتا ہون کہ تمھارے ساتھ **ملکہ مشکبار جادو** ہی اُسکے سحر کی کون برداشت کر سکتا ہے مین حاضر خدمت ہوتا ہون یہ کہکے **ذخار** نے **سہراب** کو ٹالا جب سہراب جا چکا تو وزرا سے صلاح کی سب نے

کہا اس حال کی ایک عرضی قدرت کو سے لکھیے دیکھیے وہ کیا انتظام کرتے ہیں ذخار جادو نے کہا
مین نے سہراب فیل تن سے وعدہ کیا ہی مین نہ جاؤنگا تو وہ پھر آئیگا اور فساد عظیم برپا کریگا
میرا خیال یہ ہی کہ اب مین جا کے طرح ملکر کچھ فساد کرون سعد بن قباد کو گرفتار کر لاؤن سوا اسکے اور کوئی
تدبیر نہین بن پڑتی ہی سب نے ذخار جادو کی اس رائے کو پسند کیا ذخار جادو نے اسی وقت کشتیان
جواہرات کی منگائین تحفہ جات آراستہ کر کے مع وزرا چند خدمتگارونکو ساتھ لیکر برائے ملاقات
سعد شہریار چلا سعد بیٹھے تھے مشکبار جادو بھی اپنے مقام پر آمادہ بیٹھی ہی کہتی ہی مجھکو نہ جانے دیا
سہراب فیل تن خود گئے دیکھون کیا کر کے آتے ہین کہ سہراب فیل تن آیا تمام کیفیت بیان
کی کہا خاکسار جادو کی بہن ہوا ہے جادو بڑے زور و شور سے آئی تھی غلام کے ہاتھ سے
واصل جہنم ہوئی ذخار جادو نے وعدہ کیا ہی کہ مین حاضر خدمت ہوتا ہون اگر ذخار جادو نہ آیا تو غلام
پھر جائیگا گردن پکڑ کے ذخار جادو کو لائیگا مشکبار جادو کہتی ہی ابھی جا کے سحر کرون سارے
قلعے والے فوراً حاضر ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھ کے عرض کی ذخار جادو دروازے پر
حاضر ہی سہراب فیل تن نے کہا دریافت کرو کس ارادے سے آیا ہی خیر خواہ دولت نے عرض
کی ظاہر مین تو ارادہ اصلاح پایا جاتا ہی باطن کا حال خدا جانے بادشاہ اسلام نے حکم دیا اندر آنے
دو ذخار جادو سامنے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نذرین پیش کین عرض کی غلام دل سے مطیع
اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی وزرا کو اسکے کرسیان ملین ذخار
نے عرض کی حضور قلعے مین تشریف لے چلین غلام کو سرفراز فرمائین مشکبار جادو بول اٹھی اے
ذخار جادو تامل کر و کل حضور کو قلعے مین لے چلینگے ذخار جادو نے عرض کی آج سے دعوت
لشکر غلام کے ذمے ہی بادشاہ اسلام نے قبول کیا ذخار جادو نے وزرا سے کہا جا کر سامان لاؤ
کل لشکر کی دعوت ہی وزرا گئے ذخار جادو دربار مین حاضر رہا تھوڑے عرصے مین وزرا سب
سامان لیکر واپس آئے دیگین چڑھ گئین کھانا تقسیم ہونے لگا رات کو ذخار جادو نہایت تکلف
کے ساتھ خاصہ بادشاہ اسلام کی خدمت مین لیکر حاضر ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
شریک ہین بادشاہ اسلام نے خاصہ نوش فرمایا طائفے حاضر ہوے دور شراب چلنے لگا صدائے
ہو شیار باش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین خوش رو خوش خو سامنے بادشاہ کے کھڑی

ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

بدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہی
مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے مین صاحب
ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملین وہ راہ مین ایکی تو کہنا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے بہر پیمبر دیکھتے جاؤ

کوئی ٹھسے کے منھ پھیر کر کیون قتل کرتے ہو
تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا مشتاق ہی وحشت و شوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی ہلجاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو
دکھاتے ہین ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اکدن الٹکے تمنے منھ سے یہ نہ فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو ہم سے منھ سختی جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہی جو آنکھون سے مقدر دیکھتے جاؤ

بادشاہ نے بہرحات گئے دربار برخاست کیا پھر کمہ پر آکے آرام فرمایا **مشکبار جادو** و **سہراب** مصروف اہتمام مین طلائے کی گشت مقرر کی ذخار گھبرایا ہوا اوسی بارگاہ مین آکے سویا جب اسنے دیکھا مشکبار جادو اور سہراب **فیل تن** دونون اپنے اپنے مقام پر جاکے سو رہے ہین اسنے اٹھکر سحر کیا بادشاہ اسلام بیہوش ہوئے کمر مین بیچہ دیکر لے اڑا جب بلند ہوا سوچا کہ قلعے مین جاکر اپنے ناموس کو تو لے لون ایسا نہ ہو صبح کو **مشکبار جادو** اور **سہراب فیل تن** دونون بلوہ کرین تو ناموس برباد ہو یہ سوچا ہوا اسکے ہین آیا اپنی زوجہ کو کہ جسکا نام **نسرین جادو** تھا کمر سے چین سے جگایا وہ جو خواب سے اٹھی پوچھا کیون صاحب کیا ارادہ ہی کہا مین بادشاہ اسلام کو گرفتار کرکے لایا ہون طرف خداوند کے جاتا ہون **نسرین جادو** کاتی دوسیئے کی باندھکے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ ہوئی زن و شوہر قلعے کو چھوڑکر بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے حد کوہ ذخارے نکلے یہی ارادہ ہی کہ آج اپنے کو خدمت خداوند مین پہونچاؤن یہ سوچکر ایک تخت سحر تیار کیا زن و شوہر اسپر سوار ہوئے

سعد شہریار کو تخت پر ڈال لیا طرف ہفت پیکر کے چلے یہاں صبح کو مشکبار جادو اور سہراب جو بیدار ہوے خدمتگار روتے ہوے آئے دیکھا پلنگ شہریار کا خالی پڑا ہی مشکبار جادو نے نقش پا کی خاک اٹھائی اسکا پتلا بنایا اس سے پوچھا تو کس کے پاؤن کی خاک ہی پتلے نے آواز دی ذخار تاجدار کی جو شہریار کو لے گیا یہ سنتے ہی مشکبار جادو اور سہراب جادو سمت کو اپنے سحر سے دریافت کرکے لشکر سے نکلے لشکر والون سے کہدیا تم اسی مقام پر رہو ہم تلاش مین شہریار کی جاتے ہین یہ کہکے مشکبار اور سہراب دونون پر پرواز پیدا کرکے چلے لیکن ذخار جادو اور نسرین جادو بادشاہ اسلام کو تخت پر ڈالے ہوے صحرا سے لالہ زار مین پہونچے لالہ زار جادو صبح کا وقت ہی سیر صحرا کر رہا ہی چند شیرو وزیر ساتھ ہین کہ آسمان پر سنّاٹا ہوا دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار پہلو مین ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سیمتن غنچہ دہن رشک چمن دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال چہرے پر پریشان عارض وہ کہ جیسے خورشید و قمر دونون شرماتے ہین سینہ پر ابھار دو گنبد بلور کے یا دو لقاہدار سرکش نازنین مہوش کے سامنے حاضر ہین عیان ظاہر ہی کہ نخل سرو مین ثمر ہین محرم اس راز سے بے خبر کمر نازک موے میان یا تار نظر کہنا چاہیے عدم کی کس کو خبر ہی ساق پا جس پر بنائے قصر حسن قائم چال سے شہیدان ادا پامال چال پا بھونچال نقش پا تاج سر شاہان جلیل عاشقون کی کفیل لالہ زار نے جو یہ صورت جہان آرا دیکھی بیتاب ہوگیا پکار اٹھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یک نظرے و خوش گذرے ذرا عاشقون کی جانب دیکھو ہمسے تو نگاہ ملاؤ اللہ اللہ نہ جاؤ نظم

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری | کیا کہون وہ نہین سمجھتا ہی کہانی میری
کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی | عشق جانان مین ہی مشہور کہانی میری
خون عاشق کا ابھی دھونے سے کہین چھٹتا ہی | لگی خنجر قاتل سے نشانی میری
بحر ہستی مین حباب لب جو ہون اللہ ہے | ہی فنا سامنے بنیاد ہی فانی میری
آہ کے تیر ترے سینہ سے کیا کیا گذرے | دیکھی ای ترک فلک سخت کمانی میری
اپنے کوچے مین جگہ دی نہ سمجھے بد تھا | جان لی تھنے مگر قدر نہ جانی میری
یہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہین | قاصدا کہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا ان شباب آتے ہی ۔ لگ گئی آگ کے شعلوں میں جوانی میری
بس کہ کوہِ غم فرقت کے تلے دیکھ مرے ۔ کوہ سے بھی نہ گئی لاش اٹھائی میری
میرے شعروں کی صفائی سے عدو کشتہ ہیں ۔ تیغ ہو آنکلے لئے سبقت زبانی میری
نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجھکو قبول ۔ ایک بھی بات نہ صیاد نے مانی میری

یہ اشعار پڑھکے سحر سے اشارہ کیا تخت تھرا کے زمین پر آیا لالہ زار بے اختیار ہو کر دوڑا دخفار نے لالہ زار کو پہچانا پکار کر آواز دی ای لالہ زار ای لالہ زار ہوش میں آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کیا کرتے ہو میری زوجہ پر نگاہ ڈالتے ہو تمھاری بھاوج ہے ذرا سنبھلو لالہ زار نے آواز دی او دخفار جادو اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو اس نازنین کو چھوڑ دے میں شربت وصل سے سیراب ہوں نہایت بیتاب ہوں دخفار جادو نے ہر چند روکا لالہ زار نے نہ مانا چاہا نسرین کا ہاتھ پکڑوں نسرین نے سحر کیا اُس سحر کو لالہ زار نے دفع کیا دخفار جادو کو دو کر بیچ میں آیا کہا خبردار ہاتھ نہ لگانا اور نہیں تو سخت پریشان ہو گا چند وزیر و امیر جو لالہ زار کے ساتھ تھے اُنسے کہا اس نازنین کو پکڑ کے میرے پاس بلاؤ میں کیا کروں مجھسے صبر نہیں ہو سکتا میری جان پر بنی ہے وزیر و مشیر دوڑے دخفار جادو و نسرین جادو نے ایک گوشہ پکڑا زن و شوہر دونوں ملکر سحر کرنے لگے کبھی گولہ مارا کبھی ماش کے دستے پھینکے ملازمان لالہ زار جل جل کر گر رہے ہیں سو دو سو جوان سے زیادہ نہیں ہیں ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہیں جب زن و شوہر نے سحر کیا دس پانچ جل کر گرے کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منہ جھکا کوئی منہ کے بل گرا کوئی چھپا پھرتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے لالہ زار نے جو دیکھا کہ میرے ساتھ والے بلوہ کرتے ہیں لیکن کوئی اس نازنین تک نہیں جا سکتا نازنین شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہے کاتی بندھی ہے چمک چمک کے سحر کر رہی ہے زن و شوہر نے چالیس پچاس جادوگر مار کر ڈالدیے لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں کبھی دخفار جادو نیچہ پکڑ کے جا پڑا دو چار جادوگروں کو مارا پھر پلٹ کے اپنی زوجہ کے قریب آیا دور سے سحر کرنے لگا دریائے خون میں نہایا ہوا مصروف جنگ ہے لالہ زار بھلا کر خود بڑھا پکارتا ہوا کہ او دخفار بہتر ہے کہ زوجہ کو چھوڑ دے ورنہ تجکو قتل کرونگا کیوں شامت آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب دخفار جادو کے جاکے پھٹا دخفار نے سنگ کی گولہ پھٹ کے زمین پر گرا کئی سحر لالہ زار لے کے دخفار نے دفع کیے زن و شوہر دونوں

جانبازی کی لڑائی لڑ رسے ہین لالہ زار جادو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ جا کر نسرین جادو پر قبضہ کرون ذخار
جادو بڑھ بڑھ کے ہٹاتا ہی قریب نہین آنے دیتا سحر کر رہا ہی لالہ زار جادو نے ہجوم کے ایک دو ہتھڑ
زمین پر مارا ذخار جادو ڈگمگا کے گرا نسرین جادو نے دوڑ کر اپنے شوہر کو سنبھالا کہا صاحب ذرا
ہوشیار رہو اس ظالم کی بدعت سے خداوند ہفت پیکر بچائین ذخار جادو سنبھلا لالہ زار نے پکار کر کہا
ارے کمبختو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کر دو ان دونون کو گرفتار کرو سب نے بلوہ کیا اب زن و شوہر گھبرائے ہفت پیکر
سے دعائین کرنے لگے بیقرار ہو کر جو دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
جو تلاش مین بادشاہ اسلام کی چلے تھے اسوقت آکے پہونچے دیکھا بادشاہ اسلام تخت پر بیہوش پڑے
ہین ذخار جادو کی زوجہ نسرین جادو کو سب لے مل کے گھیر رہی بلوہ کر کے چلے ذخار جادو کی
بیقراری پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر میری اگر مدد کر دشمنون نے گھیر ہی یہ معاملہ جو مشکبار جادو نے
دیکھا للکارا او ذخار مکار ہمارے شہریار کو کہان لیکر چلا تھا ہان لالہ زار لینا یہ جانے نہ پائے یہ کہکے
سہراب و مشکبار جادو دونون زمین پر آئے لالہ زار جادو کا ہاتھ مشکبار جادو نے پکڑ لیا کہا ای
لالہ زار سچ بتاؤ اس ہنگامے کا کیا باعث ہی لالہ زار جادو نے کہا ای مشکبار جادو اصل امر یہ ہی کہ اس
عورت پر میری جان جاتی ہی اگر اسکو نہ پاؤنگا زندہ نہ بچونگا اس روے روشن نے قلب کو جلا دیا مین اپنے
ہوش مین نہین ہون سہراب فیل تن نے کہا ای لالہ زار جادو تم ہو ہم ابھی گرفتار کئے دیتے ہین
ذخار جادو سے سمجھ لینگے ابھی اس عورت کو گرفتار کر کے تمھین دیتے ہین تم نے کے اپنے قبضے مین
کرو اس ملعون نے بڑا غضب کیا ہمارے شہریار کو لے چلا تھا لالہ زار جادو نے کہا مین غلامی
کرونگا ای سہراب فیل تن و مشکبار جادو مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون اطاعت دین اسلام
قبول کی یہ جو لالہ زار نے پکار کر کہا ایک برق چمکی آواز آئی او بیحیا قدرت کو ایسی بات کہتا ہی تیری
یہی سزا ہی برق گری کہ لالہ زار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اب جو برق چمکی ملازمان لالہ زار کے سر
اڑ گئے سہراب فیل تن جھومتا ہوا بڑھا قصد کیا کہ ذخار جادو پر جا پڑے جیسے ہی جھوم کر بڑھا چاہتا تھا کہ
برق چمکی قریب تھا کہ سہراب فیل تن پر گرے مثل لالہ زار جادو کے اسکو بھی قلم کرے مشکبار
نے ایک دستک دی پکار کر آواز دی او مکار جو تیرے دام مکر مین پھنسے ہین انکے لئے یہ کرامات بھی
ہمارے نزدیک کیا بات ہی او سہیل سامنے کیون نہین آتی سہراب نے دیکھا ایک ساحرہ نیلے کپڑے

پہنے ہوے بصد چار و منہ پھاڑ ہاتھ چمکاتی ہوئی قریب سہراب فیل تن کے پہونچ چاہتی ہی کہ پنجہ مار کر نکلون سہراب فیل تن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا اُس ساحرہ نے سحر کیا کہ گال پتھر کا ہوگیا ہاتھ سہراب فیل تن کا جھلا گیا سُہیل نے چاہا گولہ جھولی سے نکالون اور پکار کر آواز دی کیون ای سہراب تو قدرت سے باغی ہی مین ادھر سے جاتی تھی لالہ زار جادو نے اپنی جان بچانے کے واسطے قدرت کو بُرا کہا مجکو ناگوار ہوا اُسکو مع ساتھ والون کے قتل کیا تمھین سامنے قدرت کے لیجاؤنگی یہ کہکے چاہا گولہ مارون مشکبار جادو نے پشت پر سے سنگ ریزہ مارا کہ سینے کو توڑ کے سُہیل کے پار گزر الاشہ سُہیل کا زمین پر گرا جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو بود اب سہراب طرف ذخار جادو کے متوجہ ہوا ذخار جادو نے گولہ مارا سہراب فیل تن نے گولہ ہاتھ مین روک لیا قطرات خون انگلیون سے ٹپک رہے تھے وہی قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے ذخار پر گولہ مارا کہ سر اُس خود سر کا پھٹ گیا اس تیزی کو سہراب فیل تن کی دیکھکر نسرین جادو سہراب فیل تن پر مائل ہوئی پکار اُٹھی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان کیا کہنا مین نے آج سے ہفت پیکر پر لعنت کی مین اس شہریار کے گرفتار ہونے سے مکدر تھی زبردستی مجکو نے نکلانا چاہتی کچھ کر نہ سکی اب تم لوگ میرے ہو مین تمھارے ساتھ ہون سامنے قلعۂ لالہ زار ہی اُسمین چلکے دخل کیجیے سہراب فیل تن بھی نسرین جادو پر مائل ہوا آپس مین اشارے کنائے ہوے مشکبار جادو بھی سمجھ گئی کہا ای نسرین جادو انشاء اللہ تعالےٰ ہم بڑے دھوم سے تمھاری شادی سہراب فیل تن کے ساتھ کرینگے خدا اس شہریار کو زندہ و سلامت رکھے یہ آپس مین سب باتین کر رہے ہین بادشاہ اسلام کو ہوشیار کیا گر مردمان خوج شہریار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے مشکبار اور سہراب فیل تن کے لشکر تیار کر کے قلعۂ کوہ ذخار مین گھس گئے ہزارون کو قتل کیا آخر سب مطیع اسلام ہوے جن دیرون مین تصویر ہفت پیکر تھی اُن دیرون کو لشکر اہل اسلام نے ڈھا دیا مسجدون کی بنا ڈالی ذخار جادو کا بھائی مواج جادو تھا اُسکو بھی گرفتار کیا وہ بھی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اُسکو اُس شہر کا بادشاہ کیا بزور نجوم دریافت کیا کہ سہراب اور مشکبار جادو کس طرف گئے اُسی طرف نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان یہ سب بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اب

جو مشکبار جادو نے اپنے لشکر ظفر اثر کو دیکھا نہایت خوش ہوئی مرکب شہریار کا آگے پہونچا مرکب
خنگ سیہ قیطاس کی پشت پر بادشاہ اسلام کو سوار کیا تاج سر پر رکھا مشکبار جادو و سہراب
فیل تن نے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھا ملکہ نسرین جادو کو افسر فوج گردانا نوبت نقارے
بجاتے ہوئے طرف قلعۂ لالہ زار جادو کے چلے دیدبان جو قلعے پر تھا اُسنے دیکھا فوج آئی ہے گولہ
مارا مشکبار جادو آگے بڑھی بڑھ کر ایک دستک دی کہ نوبین پھر پھٹیون پر سے گر پڑین دیدبان منھ
کے بھل گر پڑا ہوائی ہاتھ سے گری سب دیکھ رہے ہین مشکبار جادو نے آگے بڑھکے دستک
دی اور آواز دی ای مردمان قلعہ لالہ زار جادو تمھارا افسر لالہ زار جادو واصل جہنم ہوا عشق مین
ایک عورت کے مارا گیا اُسے مٹایا بہتر یہ ہو کہ تم سب اطاعت دین اسلام کی قبول کرو ورنہ ہم سارے
قلعے کو قتل کرینگے افسر اور رئیس وہان کے دوڑے آئے عرض کی ہم رعایا و افسران فوج دل سے
اطاعت حضور کی کرینگے ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اطاعت دین اسلام بہ دل و جان منظور کی
مشکبار جادو سعد شہریار کو لیکر داخل قلعہ ہوئی کُل فوج کو باہر چھوڑا دو سو افسر ساتھ لے لئے
قلعے کو جاکے دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دوکانداروں کو سرفراز کرتے
ہوئے راہ گیر بادشاہ اسلام کو دعائین دے رہے ہین سر پر زر نثار ہوتا ہوا دار الامارة پر پہونچے
گُل ریز جادو بھائی لالہ زار جادو کا یہان موجود تھا بادشاہ اسلام نے اُسکو یہان کا حاکم کیا
آپ آکے تخت پر بیٹھے نوبت نقارے بجنے لگے نذرین خوشی کی گذرنے لگین گُل ریز جادو نے سامان
دعوت و ضیافت کیا گُل ریز بہ دل و جان خدمتگاری مین مصروف ہو بادشاہ اسلام نے چاہا کوچ کرین
گُل ریز نے عرض کی حضور دو دن تو اور تشریف رکھین سارا شہر تسخیر ہو جائے تب سرکار کو اختیار ہے سعد
نے قبول کیا شب کو آرام فرمایا صبح کو لشکر مین آئے گُل ریز جادو ساتھ ہے صلاحین ہونے لگین کہ
اب کوچ کرنا چاہیے افسران فوج تیار ہین گُل ریز کہتا ہے اگر حکم ہو تو غلام بھی سرکار کے ساتھ ہو کے
رستہ بتاتا جائیگا تا بہ کوہ عجائب پہونچائیگا بادشاہ اسلام باہر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین آمادگی کو
فوج کی دیکھکر شاد ہین فرماتے ہین ای مشکبار جادو اگر تا بہ کوہ عجائب و غرائب پہونچے اُس کوہ پر
اُس دن اُسکا جلوس ہوا وہ تصویر جاکر توڑین تو کیا لطف ہو مشکبار جادو کہتی ہے ای شہریار نہایت
دشوار ہے سعد فرماتے ہین ہم تصویر پر جا پڑونگا اگر توڑ کر نہ پھینک دون تو فرزند قباد نہ کہنا یہ ذکر

تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت کا کلین چھوٹی ہوئی تیغہ آبدار قبضے مین گرد اسپ کا پشت پر گزار ابے برچھین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی چار لاکھ ساحر پشت پر جیسے ہی لشکر سعد کو دیکھا افسر نے پکار کر آواز دی منم ہنگام نیلی پوش کیون ملکہ مشکبار جادو وای سہراب فیل تن تم دونون نے بڑی گستاخیان کین یہانتک علداری کرتے ہوے آگئے اب آگے نہ بڑھ سکو گے یہ کہکے وہ بچیا تخت سے اُترا لشکر مقابلے مین اُترا کہ دوسری گرد دوسری طرف سے اُڑی پانچ لاکھ ساحر کی جمعیت سے ایک ساحر آکے پہونچا گینڈے سے اُترا ہر کارون کی زبانی معلوم ہوا کہ عیوق تاجدار اسکا نام ہی سارا جنگل دونون فوجون سے بھر گیا عیوق گینڈے سے اُترا ٹہلتا ہوا لشکر ہنگام نیلی پوش مین آیا ہنگام کو اُسی وقت خبر پہونچی کہ عیوق تاجدار ہماری ملاقات کو آیا ہی بارگاہ مین بیٹھ چکا ہی چند سردارونکو حکم دیا کہ جاؤ اور عیوق تاجدار کو استقبال کرکے لاؤ چند افسر حکم پاتے ہی عیوق تاجدار کے استقبال کو آئے عیوق تاجدار کو بہت ناگوار گذرا افسرون سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو میرے استقبال کو خود ہنگام نیلی پوش نہ آیا سب افسرون نے عرض کی چونکہ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین طبیعت سست ہی اسوجہ سے وہ تشریف نہین لائے یہ سُنتے ہی عیوق تاجدار کے تیور پر بل پڑ گئے کہا بڑا ہی مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی افسرون کو ہمارے استقبال بھیجا ہی ہم وہ تاجدار ہین کہ دربار خداوندی مین جاتے ہین پہلوے قدرت مین جگہ ملتی ہی ہمارے مرتبے کو قدرت جانتی ہی یہ ایک افسر فوج اسکو یہ لیاقت ہم پہونچی کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا عذر بیجا کرتا ہی یہ کہتا ہوا تیغے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا طرف ہنگام نیلی پوش کے چلا ہنگام اپنے مقام سے نہ اُٹھا زبان سے کہا آئیے تشریف لائیے آپ کہان سے تشریف لائے ہین عیوق تاجدار نے کہا ہمکو وحی ہوئی فرشتہ وحی ہمکو کاغذ پہونچا گیا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ قلعہ لالہ زار پر سعد آپہونچا اُنکو گرفتار کرکے لاؤ مین برائے گرفتاری بادشاہ آیا ہون ہنگام نیلی پوش نے کہا مین اس کام پر مامور ہوا ہون حکم خداوندی میرے پاس آیا ہی قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ جاکر قلعہ لالہ زار پر آفت برپا کرو بادشاہ اسلام کو گرفتار کر لاؤ عیوق تاجدار نے کہا آپ پلٹ جائیے مین گرفتار کر لیجاؤنگا اور کیون اے ہنگام نیلی پوش تیرے دماغ مین اب بڑا غرور ہو گیا ہی نہ تو ہمارے استقبال کو تو آیا ہم تیری بارگاہ مین تشریف لائے اور نہ تو واسطے تعظیم کے اُٹھا اپنے مقام پر بیٹھا رہا او ربادولت سے کہتا ہی کہ چلے جاؤ اگر یہان رہیگا تو کہے دیتا ہون بہت ذلیل ہوگا

لشکر اپنا اٹھاؤ قدرت سے کہہ دینا کہ عیوق تاجدار کے پاس وحی قدرت کی پہونچی اُسنے ہمکو منع کیا اب جو شب کو یہاں رہو گے تو ماہ دولت کے خلاف ہوگا ہنگام نیلی پوش نے کہا میں کیونکر استقبال کو آتا کیا تیرے مرتبے سے میرا مرتبہ کم ہے تاج سر پر رکھنے سے بہت بلبلا یا ہوا ہے ہم مرد سپاہی ہیں جسکو چاہیں تاجدار بنائیں افسر کے سامنے تاجدار کی کیا لیاقت ہے میں عمداً تیرے استقبال کو نہیں آیا میں بھلا تیری کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہوں ایسے ایسے تاجدار میرے سلام کو آیا کرتے ہیں جس تاجدار سے ناراض ہوں تخت سے اُتار دوں تاج و تخت ہمارے حکم سے ملتا ہے اے عیوق تاجدار تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ ہماری بارگاہ سے اُٹھ جاؤ زیادہ بیہودہ کلام نہ کرو یہانتک تکرار بڑھی کہ عیوق تاجدار نے کہا او رذیل کلمات سخت زبان سے نکالتا ہے تجھ ایسے بہت سے سپاہی میرے یہاں نوکر ہیں بہتر ہے کہ اپنی جان بچا کوچ کر کے چلا جا دونوں تلواریں کھینچ کے اُٹھے یہ خبر لشکر عیوق میں پہونچی وہ سب پانچ لاکھ جوان مسلح و مکمل ہو کر لشکر ہنگام نیلی پوش پر آپڑے چار لاکھ ساحر ہنگام نیلی پوش کے پانچ لاکھ عیوق تاجدار کے آکے آپس میں مل گئے سحر چلنے لگا گولوں کے دناٹے سناٹے ہونے لگے تلواریں برسنے لگیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا یہاں افسر دونوں لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے باہر نکلے عیوق تاجدار نے گولے سارے ہنگام نیلی پوش سحر کرتا ہوا باہر جو آیا دیکھا لاکھوں ساحر آپس میں لپٹے ہوئے سحر کر رہے ہیں یا خداوند ہفت پیکر کی ہر طرف سے پکار ہے ہزارہا لاشہ زمین پر گر گیا دریاے خون جاری عالم بیقراری ہنگام نیلی پوش نے للکارا او عیوق کہاں تیری قضا آئی ہے میں تو آہی چکا تھا تو کاہیکو آیا عیوق تاجدار نے کہا مجھکو وحی پہونچی میں وحی کا پابند ہوں جسکو حکم وحی ہوتا ہے اور احکام پر حکم وحی غالب ہے ہنگام نیلی پوش نے گولہ مارا عیوق تاجدار نے گولہ کاٹا کارد سحر لگائی اُس کارد کو اُسنے دفع کیا پیچھے ہٹ کر عیوق نے روئی کا گالہ جھولی سے نکالا خبردار خبردار کہکے طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ آسمان پر اٹھا ابر محیط ہونے لگا لشکروں کو ابر نے گھیرا مینہ برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل کر خاک ہوا کئی ہزار جادوگر مارے گئے بڑا تکلف یہ ہے کہ دشمن کے لشکر پر مینہ برستا ہے اپنا لشکر بھی برابر اُسی لشکر کے ہے مگر اُسپر ایک قطرہ نہیں گرتا ہے اب مینہ بڑھنے لگا ہوا بھی بڑھی تھوڑی دیر کے بعد بجاے پانی کے اولے برسنے لگے تھوڑی دیر اولے پڑے اب سلیں برسنے لگیں لشکر ہنگام نیلی پوش سے فریاد کی صدا بلند ہوئی

ہنگام نیلی پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا جھولی سے کچھ پرچے کاغذ کے
نکالے طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار بائین جانب سے ہو ظاہر ہوا وہ ابر آکر اس ابر سے
مقابل ہوا آپس مین ٹکر ٹکرے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی آپس مین ٹکر لڑ رہے ہین جب دونون
ابر بڑھے ٹکر چلی دنانے کی آواز آئی دونون ابرون سے شعلۂ آتش گرتے ہین وہ شعلے جسپر پڑتے ہین
اسکو جلا دیتے ہین ہزارہا ساحر جا بجا سین کے جل کے خاک ہوے عیوق تاجدار نے دیکھا کہ میرا
ابر ٹکرے ٹکرے ہوا ہی گھبرا گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسکو تماشہ اپنی قدرت کا دکھا ئیے
فرشتگان مغرب کو بھیجے غلام یہ سختی ہی اہل لشکر کی کم بختی ہی بیقرار ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اڑی
اتنی بڑی گرد اڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا اُس گرد سے آواز آئی
او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش تم دونون بڑے گستاخ ہو قدرت کے سجدہ کرنے والون کو
قتل کر رہے ہو ایسا نہ ہو غضب خداوندی مین مبتلا ہو تم سرشار بدمست دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا ایک ساحر اژدر مہیب پر سوار پشت پر دس بارہ لاکھ ساحران غدار تیغہ برہنہ کھینچے
ہوے وہین سے پکارتا ہوا ای عیوق تاجدار ہنگام نیلی پوش ہوشیار ہو جاؤ لشکرون
کو علحدہ کرو ابرون کو ہٹاؤ ان ابرون کو اڑایا یہ سحر خاص ساختہ خداوند ہفت پیکر ہین یہ سحر
کبھی رُکتے نہین لاکھون کے خون ہو جائینگے پھر دفعیہ نہ ہو سکے کالالحمریا چلایا گیا مگر یہ دونون
سحر خوانی مین مصروف رہے دونون لشکر کے ساحر جل رہے ہین کبھی برف برسی کبھی آگ برسی
کبھی پانی کے قطرے گرے اگر پانی کا قطرہ بھی گرا جسپر پڑا وہ جل گیا اگر اولے پڑے یہی کیفیت
اُنسے بھی ہوئی برف کی سلین گر رہی ہین جسپر برف گری دب کر رہ گیا ہزار ہا من کی سلین گر رہی ہین
سرشار بدمست نے کئی آوازین دین یہ دونون نہ جدا ہوے سرشار بدمست ایک بلندی
پر آیا ایک دستک دی کہ آسمان پر برق چمکی اس زور سے وہ برق ابرون پر گری کہ ابر دونون کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوے بیچ مین دونون ابرون کے ایک سنہری لکیر پڑ گئی دور سے دیکھنے والے
دیکھ رہے ہین کہ ظاہر مین برق کی چشمک زنی باطن مین جیسے بیچ مین مصلح کا رکھڑا ہوتا ہی دونون
ابر اڑے ہوے ہین ابر سے اولے پانی برف اب نہین برستی دونون ابر پیچھے ہٹتے آگے بڑھتے ہین
کہ آپس مین ٹکر ہو لیکن برابر آکر ٹھہر جاتے ہین ابرون کا تو یہ سامان کیا ادھر آپ طرف عیوق و ہنگام

کے چلا اژدر پر سوار للکارتا ہوا او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ارے یہ کیا حرکت لغو ہے کہ آپس ہی
مین جنگ کر رہے ہو چلو تم دونون کو قدرت نے یاد فرمایا ہے کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہو یہ
آواز سنکر دونون اور جوش مین آئے ہنگام جادو عیوق تاجدار کی طرف للکارتا ہوا چلا کہ او تاجدار
تجکو اپنی تاجداری کا بڑا غرور ہے سپاہیون کی تلوار کا کاٹ تو دیکھے نے تجکو حال کھلے کہ مرد سپاہی میدان
کارزار مین کیا کرتے ہین عیوق تاجدار بھی آواز سنکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی جھنانے تلوار کے بلند
ہوئے سرشار بدمست اپنے اژدر کو بڑھا کے ان دونون کے بیچ مین آ پہونچا اژدر نے اسطرح کی آواز
دی کہ دونون کانپ گئے سرشار بدمست نے ہاتھ بڑھا کے تلوارین دونون کی چھین لین دونون
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا آواز دی یا خداوند یہ دونون گنہگار حاضر ہین ابرون سے ایک ساحر
مہیب پیدا ہوا [illegible] دے سرشار بدمست نے دونون کو اُس ساحر کے حوالے کیا وہ ساحر
دونون کو لیکر اُڑ گیا ابر اُس کو بھی ہٹا گیا ابر دونون کے غائب ہوئے مردمان لشکر کو آواز دی جاؤ
تمھاری سزا یہی تقریر ہوئی صحرانوردی مین رہو اب تمکو شہر مین آنے کا حکم نہ ملیگا دونون لشکرون کے
افسرون نے گھبرا کے [illegible] بڑھا کے اپنی اپنی فوج کو آواز دی لشکر افسرون کی پشت پر آئے سرشار
بدمست سے پوچھا [illegible] کہان جائین ہمکو کیا حکم ہوتا ہے سرشار نے آواز دی تم لوگ جا کے
صحرائے مغیلان مین [illegible] جب حکم خداوند ہوگا تمکو خبر پہونچے گی اب تو چندے سیر صحرائے مغیلان
مین [illegible] شہریار و سہراب فیل تن و مشکبار جادو اپنے لشکر ظفر اثر کے کنارے
سے کھڑے ہوئے یہ ہنگامے دیکھ رہے تھے مشکبار جادو نے عرض کی دیکھیے یہ ساحر کیا کیا
عجائب و غرائب دکھاتا ہے مگر حضور کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے کہ یہ سب آپس مین لڑے جائین کے
لاکھون جادوگر مارے گئے اب یہ دونون جا کے کہیں قید کیے جائینگے لیکن نہین معلوم کیا سزا ملے وہ
ساحر مہیب جہان دونون کو لیکر جا چکا لشکر بھی دونون کے چلے گئے سرشار بدمست اپنا لشکر
لیکر مقابلے مین بادشاہ اسلام کے آیا مشکبار جادو سے کہلا بھیجا کہ تم ہمراہ اور سہراب فیل تن
پر غضب خداوندی نازل ہو چکا تم لوگ بادشاہ اسلام کو کہان تک بچاؤ گے کئی ساحرون کو حکم
ہو چکا ہے کس کس سے لڑو گے بس ہی تم سب کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا وہ چار دن اور رہا ہو پھر
تو سامنا قید کا ہے جس قید خانے مین صاحبقران ہین اُسی قید خانے مین بھیجے جاؤ گے جتنے پھرتے

کی فرصت نہ پاؤگے بادشاہ اسلام نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جا کر اُس بدست سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سرشار یہ حال سُنکر خاموش ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم ہوا نازنینان پریچہرہ کو لاؤ ملازم گئے چند نازنینان حور پیکر قمر منظر کو لشکر سے ڈھونڈھ کر لائے حکم ہوا ناچ گانا شروع کیا جائے سرشار مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان مہجبین و مہرتمکین مصروف رقص و سرود ہوئین ایک نازنین نے یہ غزل گائی نظم

ہے دل بے سبب کب ہی اجبار رنگ میرا — کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل انگاری کی شکلین ہین — خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن ہو مرجانے والونکو — لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
اُمید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہے — رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے — یقین ہے دوست ہو جائیگا شرماکر عدو میرا
جسے سمجھے تھا اپنا تو اُسی کو مدعی پایا — کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہے عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن — غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقونسے چھپ نہین سکتا — جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھین آنکھ اٹھاکر اس طلسم چند روزہ کو — کسی کی کیا ہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت مجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن — مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا — انھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزارون صورتین بدلے — بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
تشفی کے لئے احباب کہدیتے ہین خاطر سے — نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا
نسیم اس پریمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی — بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

مصاحبین جمع ہین دور شراب چل رہا ہی بادشاہ اسلام گوش بر آواز ہین کہ سرشار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار و سہراب روز بروز خانہ آراستہ کرتے ہین سحر نئے نئے طور کے آراستہ کرکے طرف آسمان کے بھیجدیتے ہین یہان تو یہ حال ہی لیکن وہ ساحران دونون کو لیکر جو چلا ہفت پیکر قصر فلک اول پر مصروف عیش تھا کہ سرہنگ جادو دونون کو لئے ہوئے ڈیوڑھیان طے کرتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا

کہا حضور کیا عرض کرون ان کشیدہ مژہون نے یہانتک شمشیرزنی کی کہ لاکھون ساتھ والے مارے گئے انکو سرشار نے بھیجا ہی ہفت پیکر نے بہ عتاب خطاب کیا کہ ای بے ادبو کس واسطے تمکو بھیجا تھا دشمن کو نہ لائے دونون نے سر جھکا لیا حکم ہوا ای سرہنگ ان دونون کی زبان مین سوزن دے اور لیجا کر زندان مصیبت خیز مین قید کر جو گنہگارون کے لئے قاعدے مقرر ہین وہ سب انکے ساتھ کر ناک اور سوا دان کی انکھ کھلے ساحرون نے عجب طریقے اختیار کئے ہین انکے بروز نوروز قدرت نئی نئی تقدیرین کرینگے انکو کوئی سرکش ایسا ارادہ نہ کرے جو آپس مین جنگ ہو بندے ہمارے مفت مین مارے گئے قدرت انکو پھر زندہ کرینگے اور وہ مسلمانون سے لڑینگے سرہنگ ان دونون کو لیکر اس قید خانے مین آیا جہان صاحبقران وغیرہ قید ہین لاکے ان دونون کو بھی وہین چھوڑا سرہنگ تو چلا گیا ان دونون کو قید خانے مین چھوڑ گیا زاغ سیاہ رو جو یہان نگہبان ہے وہ جو آیا ان دونون کو بھی گرفتار دیکھا کہا اے یہ تم دونون کو کیا ہوا کیا خلاف خداوند تمسے سرزد ہوا کہ جو اس بلا مین مبتلا ہوے قید خانہ برائے مسلمانان تمہیر ہوا ہے تم یہان کیونکر رہ سکوگے یہان کی جفا سے گھبراؤگے عیوق تاجدار نے کہا ای زاغ سیاہ رو ایک دن وہ تھا کہ ہم تم سب ساتھ رہتے تھے آج ہم اس بلا مین مبتلا ہوے ایک ہمپر احسان کرو ہماری زوجہ نسیم سبک رو مکان پر ہے اس سے کہلا بھیجو وہ ہماری رہائی کی تدبیر کریگی زاغ نے قبول کیا باہر جب آکے بیٹھا کنیز ان نسیم کسی کار ضروری کو اسطرف آئی تھین زاغ نے انکو بلایا کہا ملکہ نسیم سے جاکر اطلاع کرو کہ شوہر تمہارا عیوق زندان مصیبت خیز مین گرفتار ہوا جو کچھ ہو سکے فکر رہائی کی کرو کنیز مین یہ سنکر روتی پیٹتی سامنے اپنی ملکہ کے آئین کہا ای ملکۂ عالم آپکے شوہر صاحب مقابلہ مسلمانان مین گئے تھے نہین معلوم کیا خطا کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوے جس مقام پر مسلمان قید ہین وہین انکو بھی قید کیا ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر نسیم بہت روئی کہا صاحبو مین کیا کرون شوہر میرا ایسی مصیبت مین ہے عیش و نشاط کا عادی ایسا نہ ہو صدمات سے قید خانے کے جان دیدے خداوند نے بڑا ستم کیا ہے مین کس سے جاکر فریاد کرون آخر سوچی کہ اپنے کو قید خانے مین پہونچاؤن شوہر سے ملاقات تو کرون حال پوچھون کہ کیا خطا ہوئی جسکی یہ سزا ہوئی اشیاے سحر جسم پر آراستہ کئے جھولی سحر کی گلے مین ڈالی پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا شوہر ایک گوشے مین مسلسل بیٹھا ہی ایک اور ساحر زبردست وہ بھی قریب عیوق کے زنجیرین ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل ہوا ہر مرتبہ عیوق سے آنکھین ملا کر کہتا ہی او بھیا تو میری وجہ سے قید ہوا

اب رہائی نہ ہوگی عیوق شرما کے سر جھکا لیا ہی نسیم نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آسمان سے اُتری قید خانے مین آئی شوہر کو اشارہ سے الگ بلایا پوچھا کیون صاحب یہ کیا آفت ہی یہ کون ساحر ہی جو تسے برابر کلام کرتا ہی عیوق نے رو رو کر زوجہ سے سب حال اپنا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر قید سے رہائی پاؤن تو اس ساحر کے ٹکڑے اڑاؤن اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی نہ استقبال کو آیا نہ براے تعظیم اٹھا یہی باعث فساد ہوا قدرت نے سرشار و سرہنگ کو بھیجا باتم جا کر قدرت سے عرض کرو شاید رحم آجائے نسیم قید خانے سے نکلی دربار ہفت پیکر مین آئی براے سجدہ جھکی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی کہا یا خداوند جو میرے شوہر سے خطا ہوئی اُسے معاف فرمائیے رہائی کا اُسکی حکم ہو ہفت پیکر نے کہا ای نسیم ان دونون نے وہ بے ادبی کی کہ کئی لاکھ بندے ہمارے انکی وجہ سے مارے گئے سات برس کی قید مقرر کی تھی تیری عرض معروض کی یہ تاثیر ہوئی کہ قدرت کا دریاے رحمت اس وقت جوش مین ہی بدلے ایک ایک سال کے ایک ایک مہینہ ہوا بعد قتل سلیمانان اُسکی رہائی ہوگی نسیم نے کہا یا خداوند وہ عیش پسند ہی یہ جفا اُس سے نہ اُٹھیگی سات مہینے تو بہت ہوتے ہین اس ہفتہ مین سر ٹکرا کے جان دیگا ہنگام نیلی پوش نے بڑی بے ادبی کی نہ براے استقبال آیا نہ براے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد تھا ہفت پیکر نے کہا ہنگام بھی عہدۂ جلیل رکھتا ہی کیون براے استقبال آتا نہ اُٹھا تھا نہ اُٹھا انکو صبر چاہیے تھا ہمکو اگر اطلاع کرتے ہم اُسکا انتقام کرتے آپس مین لڑنا کیسا بس اب جا کر بیٹھو بعد سات مہینے کے جب ہنگامے طلسم کے موقوف ہونگے تب رہائی ہوگی نسیم یہ حکم سنکر رنجیدہ پلٹی دروازہ برج قصر کے ہنگامہ خداوندونکا دیکھتی ہوئی ایک لقا ہی اور ایک طرف زبرجد شاہ سامری و جمشید اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نسیم سب کا تماشا دیکھتی ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی صبح کا وقت تھا ہوا ٹھنڈی چلی اور زیادہ بلند ہوگئی دور ایک صحرا مین دیکھا ایک لشکر گران مقیم ہی کچھ ساحر بھی پھر رہے ہین ساحرون کو دیکھکر سمجھا نا الا اغیار سمیتن سیماب و آفتاب یہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے کچھ صلاحین کر رہے ہین نسیم انکو دیکھکر اُتر آئی سیماب سے زیادہ ربط و ضبط تھا اُسکو سلام کیا کہا ای سیماب یہ لشکر کسکا ہی تم لوگ کس حال مین ہو اس لشکر کو لیکر کہان جاتے ہو سیماب نے کہا رستم پیل تن فرزند صاحبقران براے فتح طلسم ہفت پیکر جاتے ہین ہم لوگون نے کتابون مین مکرر دیکھا قدرت نے خود تصویر رستم کی دیکھی کہ تمہارے پارینہ مین لکھی گئے کہ یہ جوان فتاح طلسم ہی ہم لوگ اُس شہریار کے ساتھ ہین جس مقام پر پہنچے اُس کو فتح کیا کلاہ ہفت گوشہ

حاصل ہوئی نسیم نے کہا ہمکو خدمت شہریار مین بھیجو ہمارا شوہر بلا وجہ قید ہوا جو کچھ کاوش ہو سکے ہم بھی کرین وہ بھی کرین ہفت پیکر مغرور سے کس کس طرح مین نے کہا اُسنے میرے شوہر کو نہ رہا کیا سیماب وغیرہ نے نسیم کو تسکین دی کہا رہائی صاحبقران کی تدبیر ہو رہی ہے اگر کوشش کرو گی اسی حیلہ سے تمہارا شوہر بھی رہائی پائیگا سب نے نسیم کو ساتھ لیکر دربار رستم مین پہونچایا نسیم نے وہ دربار گہربار دیکھا کہ رستم کلاہ ہفت گوشہ سر پر حرز ہیکل گلے مین دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین گرد تمام سردار حاضر ہین سیارہ پشت بر گس راتی کر رہا ہی حاجب و دربان چوبدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین نسیم جاہ و جلال رستم دیکھکر دنگ ہو گئی سیماب وغیرہ نے سلام کرایا نسیم نے پایۂ اقدس کو بوسہ دیا غم ہجر شوہر کے طول سے حزین تھی بے اختیار رو دی عرض کی اے شہریار کنیز فریادی آئی ہے فرو سر بکشند پیش نوای ظل اللہ آمدہ ایم دامسایہ رحمتی دما بپناہ آمدہ ایم ہے بہ دل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہون میرے شوہر کی رہائی کی تدبیر ہو ورنہ وہ بڑا نازک مزاج صاحب تخت و تاج ہے قید خانے مین ہلاک ہو جائیگا ایک افسر ذلیل اسکی ہفت پیکر بڑی بے بھی کرتا ہی چونکہ زوال اسکا درپیش ہی اتنا بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اسپر بجائے خود کہ تاجدار کا خیال نہین سردربار جواب دیا کہ وہ بھی افسر اعلی ہی کجا مرتبۂ تاجدار کجا ایک سیاہ سالار ایں جرم پر قید کیا ہی کہ آپس مین کیون لڑے رستم نے فرمایا ای سیماب انکو ٹھہراؤ مقام رہنے کا دو صلاح مین جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا نسیم کو اُتار سیماب نے کنیزین واسطے خدمت کے دین عمدہ بارگاہ رہنے کو ملی شب کو جو دربار ہوا کاہن نے دست بستہ عرض کی اے فتاح طلسم آپ صاحب اقبال ہین اگر مناسب ہو تحفہ جات غضنفر نسیم کی معرفت بھیجے جائین حرز ہیکل و اسم اعظم بھی صاحبقران کا پاس صاحبقران کے پہونچے وہ بلوہ کر کے قید خانے سے نکلین شوہر کو بھی اسکے رہا کرین رستم نے فرمایا نسیم کو بلاؤ نسیم سامنے آئی کاہن نے کہا ای نسیم تمہارے شوہر کے رہائی کی تدبیر ہے ہم تمہارے ساتھ چلین صاحبقران کو اسم اعظم پہونچے حرز ہیکل انکے گلے مین پڑے تحفہ جات غضنفر غضنفر کو دئے جائین فوراً صاحبقران قید خانے سے نکلین تمہارے شوہر کی بھی رہائی ہو نسیم نے عرض کی مین موجود ہون جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤن شوہر کے واسطے اسقدر طول ہون کہ جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤن گی کاہن نے کہا مین ساتھ جاؤن جنگ کرنا ہو اسا تھ انکے نکلون جیسا صاحبقران نکل آئین ہم تو ملازمان حضور مین آپ ہی کے ساتھ رہینگے اشارے سے یہ بھی کہا کہ

تحفجات نایاب غیر کے ہاتھ مین کیونکر دین مین اپنے ہاتھ سے جا کے شیشہ توڑون حرز ہیکل کو بھیجکر صاحبقران کو پہناؤن غضنفر کے تحفے غضنفر کو پہونچاؤن سب نے اس رائے کو قبول کیا نسیم آراستہ ہوئی کاہن تحفجات مذکور لیکر ساتھ ہوا نسیم کاہن کو لیکر چلی رستم منتظر ہین لیکن نسیم کاہن کو ساتھ لئے ہوے صبح کا وقت ہے زاغ سیاہ رو دروازے پر قیدخانے کے بارہ ہزار ساحرون سے بیٹھا ہے یکایک آواز آئی اور سناٹا ہوا اسنے سر اُٹھایا دیکھا ایک لکہ ابر ہوا اُسکو اڑائے ہوے لاتی ہے زاغ نے کہا کوئی ساحر زبردست آتا ہے یہ کہکے ایک گولہ مارا لکہ ابر پھٹا دیکھا نسیم و آفتاب فلک سیر اُس ابر مین چھپے ہوے لہرا رہے ہین زاغ سیاہ رو نے للکارا او آفتاب فلک سیر تو تو باغی ہوا کہان آتا ہے کاہن نے گولہ مارا زاغ نے کل فوج کو آواز دی ان دونون کو گرفتار کر لو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر اُٹھے نسیم نے دیکھا غضب ہوا اگر یہین سے لڑائی پڑی تو صاحبقران تک کیونکر پہونچینگے کڑک کے گری سحر کرنے لگی کبھی دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر تھرانے لگے کئی ہزار ساحر تلف ہوے اب مرے زاغ سیاہ رو پھر للکارا نسیم تیری مراد کیا ہے نسیم نے جواب دیا یہ عقل کو آئی ہون بہتر یہ ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ قضا تیری دامنگیر ہے زاغ حیران ہے کہ مجھسے اور نسیم سے کیا بگڑی اُلجھی یہ میری کیون دشمن ہوئی گئی گولے نسیم پر مارے نسیم نے گولے کاٹے ذرا زاغ سیاہ رو غافل ہوا تھا کہ نسیم نے زمین پر آکر ایک دستک دی پکار کر آواز دی ای صبائے شبکرو کیا بیٹھی ہے زاغ سیاہ رو آمادۂ حرب و پیکار ہے یہ کنیز چاہتی ہے جس مطلب کو آئی ہے وہ مطلب حاصل ہو یہ کہکر جو دو تھر زمین پر مارا جھونکا ہوا کا چلا ہوائے معتدل نہ سردی نہ گرمی ہر ساحر نے بند قبا کھولدئے بے اختیار پکارنے لگے ای نسیم تیرے دیدار کے طالب ہین اپنی یہ کیفیت ہے دل مشتاق پہلونشینی ہے ہاتھ چاہتے ہین ہر دم تیری بلائین لین قدم کہتے ہین گرد پھرین آنکھین مشتاق جمال ذرا ادھر دکھو اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا اگر جویا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی	عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہوگیا
خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون	سنکھیا کا عالم اُس جب شفا کا ہوگیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب	دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہوگیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا

یاد آتا ہے کہ معشوقون مین بھی تھین نفتین
تھا اپنے عہد مین مہرو وفا کا ہوگیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے ہی وے
حیلۂ معقول اُس بت کو حنا کا ہوگیا

ہے یہی عالم نمود یار کا تو دیکھنا
کچھ دلون مین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا

یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد ہم
وہ قد بالا الف آخر خدا کا ہوگیا

ایسے اشعار پڑھتے ہوے ہزارہا جادوگر طرف نسیم کے دوڑے زاغ سیاہ رونے جو دیکھا کہ ساتھ والے محبت مین ملکہ نسیم کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین گھبرا گیا بمشکل جھولی سے گولہ نکالا جیسے گولہ مارا نسیم نے آتشگی کا لکڑ خون کا چھینٹا گولے پر مارا گولہ الٹا پلٹا سامنے زاغ کے گر کر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا دھوان گرد زاغ کے پھرا اور آسمان پر جاکے غائب ہوا کہ زاغ نے گریبان پھاڑ خاک منھ پر ملی اور پکار اٹھا ای ملکۂ عالم میری جان پر بنی ہے اُمیدوار ہون کہ ایک نگاہ ادھر بھی دیکھیے اپنی عجیب کیفیت ہے نظم

مین تو قائل ہون عشق کامل کا
سر پہ احسان ہے تیغ قاتل کا
پاس جو رجان جو آپ بیٹھے
صاف ہے آئنہ مرے دل کا

مرتبہ اور ہوگیا دل کا
خوف روز شمار لازم ہے
دل نہ مائل ہو تیرے مائل کا
جان تک مانگے گر تو دون حیدر

کیا شکیب و خوش کر دیا مجھکو
دینا ہوگا حساب تل تل کا
آہ مین مطلق نہین غبار کو راہ
دل نہ توڑون کبھی مین سائل کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے نسیم کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن فوج والو کو آواز دی ٹھہر جاؤ ان لوگون پر سحر نہ کرو ہم انکے تابعدار مین جو ارشاد کرینگی بجا لاینگے بس اب لڑائی موقوف ہو حکم بجا لانے مین مصروف ہو سب رک گئے نسیم نے کہا ای زاغ سب کو لیکر خدمت خداوند مین جاؤ کہنا نسیم و کاہن برسر قید خانہ گئے ہین صاحبقران کو چھڑانے گئے ہین یہ سنتے ہی زاغ نے دست بستہ عرض کی ابھی حکم بجا لاتا ہون چھ سات ہزار ساحر ساتھ لیکر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف ہفت پیکر کے روانہ ہوا مگر مبہوت لب پر مہر سکوت کبھی آپہی آپ مسکراتا ہے روے زیبا کو یاد کرکے کبھی چیخین مارتا ہے پکار رہا ہے ای ملکۂ عالم آپ کے غلام کی جان جاتی ہے آکر روے زیبا کو دکھلا دیئے یہان بعد جانے زاغ سیاہ رو کے نسیم و کاہن اندر قید خانے کے آئے فضاے کار سامنے دالان مین غضنفر بن اسد دیوانہ وار بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین ارے

ہفت پیکر کمان ہی سامنے مردان عالم کے نہیں آتا اگر آئے تو حال معلوم ہو تم شاہزادہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی نسیم نے نام جو غضنفر کا سُنا کاہن سے اشارہ کیا کہ اِنکے چھٹے انکو دیجیے کاہن نے بڑھکر انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین پہنائی سب قید ٹوٹ کر گری تیغہ زرین شگاف کمر مین باندھا بست کرکے غضنفر پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے آواز دی ای فرزندان بدر روید وقت آگیا دیوانون نے جو آواز اپنے آقا کی سنی زنجیرین توڑ توڑ کر دوڑے اسی ہزار دیوانہ گرد غضنفر کے آیا غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا قید خانے سے نکلا ہر چند کاہن نے پکارا ذرا حضور ٹھہر جائیے مین صاحبقران کو رہا کرلون تو پھر اختیار ہی یہ کب سنتے مین کاہن بڑھا قریب صاحبقران کے پہونچا شیشہ اسم اعظم کا توڑا امیر حمزہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا حرز ہیکل گلے مین پڑی امیر حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است	بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب کہ آوان من است	خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا صاحبقران کا اُٹھنا سرداروں نے قید بن توڑین سنبھلکے اُٹھے صاحبقران نے فرمایا ای اسد نامدار تمھارا بیٹا نکل گیا اسد نے کہا وہ مرد دیوانہ ہی جو اسکے ذہن مین آیا وہ کر گذرا جانے دیجیے صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر پانچ ہزار پانچ سی ہتھکڑیان تلور پے پشت پر دست راست پر لندھور بن سعدان دست چپ پر ملک اس رنگ سے صاحبقران جاتے مین غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا سب کے آگے لیکن زاغ سیاہ رو جھومتا ہوا اشعار عشق آمیز پڑھتا ہوا نام نسیم زبان پر شہر مین داخل ہوا لوگ پکارتے ہین ای زاغ سیاہ رو خوب زغندین بھر رہے ہو کسکے عشق مین مبتلا ہو نسیم کون کسکی ہوا مین ہو اسقدر رہوا نہ باندھو زاغ سیاہ رو تو یون جاتا ہی سب قیدیون کے نکل جانے کے بعد نسیم سبک رو قریب اپنے شوہر کے آئی زبان سے سوزن نکالا عیوق تاجدار نے قید توڑی ہنگام نیلی پوش پر جا پڑا ایک طمانچہ مارا سر ہنگام کا اُسی وقت اُڑ گیا مار کر ہنگام کو زن و شوہر عقب مین صاحبقران کے چلے نسیم سبک رو نے کہا صاحب انھین کی چل کے اطاعت کرو جنکے تصدق مین تم نے اس زندان مصیبت سے رہائی پائی عیوق تاجدار نے پوچھا کسکی اطاعت کرین نسیم سبک رو نے کہا رستم پیلتن جنکو کتاب مین ہفت پیکر نے لکھدیا کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی طلسم کشائی اُنپر ظاہر بھی ہو چکی کلاہ ہفت گوشہ ہاتھ

آئی کیسے کیسے مقام احتیاط پر تھی ساحر کیسے کیسے ساتھ ہین جنمین کا ایک یہ دلیر سپر بستہ ہفت پیکر ستم و فت آفتاب فلک سیر ہوا ایسے ایسے ساحر زبردست ساتھ ہین کہ زمین ہلا دین یہ مدد اُنکے خدا کی طرف سے ہوئی کہ اُنکے بزرگ چھوٹے اب زمین کو ہلا دینگے انھین کے حکم سے آئے صاحبقران زمان کو، ہاں کیا جب وہ کسی جانب چلے جائینگے تو ہم خدمت مین رستم کی رہینگے اُنکے ساتھ شریک ہوکر طلسم کشائی کرینگے شاید ہماری ذات سے بھی کوئی مدد اُنکو ایسی پہونچے کہ طلسم کشائی مین نفع ہو زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کی تلاش ہر لوح طلسم کو سنتے ہین معلوم ہی شاید اُسکا پتہ کچھ ہماری ذات سے ملے تو مطلب نکلے اس طرح جو نسیم نے عیوق تاجدار کو سمجھایا کہ میرا اُنکی خدمت مین پہونچنا اور تمھاری رہائی کی صورت کا ہونا اُنکی ذات والاصفات پر موقوف ہوا تمھاری قید کا حال سنکر بیقرار ہو گئے کاہن طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تم اُنکے ساتھ جاؤ اور عیوق تاجدار کو رہا کر کے لاؤ اگر اُنکی مدد نہ ہوتی تو تمھاری رہائی ناممکن تھی اصل امر یہی کہ اُنھین کی عنایت سے تمھاری رہائی ہوئی ورنہ حکم سے ہفت پیکر کے سات مہینے کے بعد ہوتی اس طرح سے جو نسیم سبک رو نے اپنے شوہر عیوق تاجدار کو سمجھایا اور اعزاز اور اکرام و حشم و خدم و جاہ و جلال و شوکت و ہمت رستم کی لفظاً لفظاً بیان کی پھر تو عیوق تاجدار بھی راضی ہوا عقب مین صاحبقران زمان کے خوشی خوشی زن و شوہر دونون چلے زاغ جو عشق مین ملکہ نسیم سبک رو کے ڈھونڈھتا ہوا سارے شہر کو طے کر کے در ہفت پیکر پر پہونچا درگہ سالار نے پوچھا میان صاحب کہان جاؤ گے زاغ سیاہ رو نے جھلا کر جواب دیا سامنے اُس مکار کے جائینگے جسنے اپنا نام خداوند ہفت پیکر مقرر کیا ہی آج حال کھل جائیگا درگہ سالار نے کہا ای زاغ سیاہ رو کچھ دیوانہ ہوا ہی قدرت کو مکار کہتا ہی قدرت آسمان اول پر موجود ہین ابھی تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اُسکی کیا مجال ہی کہ ایک عضو بھی میرا سیاہ کر سکے یہ کہکے فرق زنجیر کو توڑا چاہا اندر مکان کے گھس جاؤن فلک اول پر پہونچون درگہ سالار اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای زاغ سیاہ رو در دولت پر قدرت کے سرکشی نہ کر دم ٹھہرو ہم جا کر قدرت سے عرض کرین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اچھا جاؤ درگہ سالار اندر چلا جب درگہ سالار نظرون سے ناپدید ہوا زاغ سیاہ رو بھی اندر مکان کے گھس گیا پیچھے درگہ سالار کے

آسمان اول پر پہونچا پکار کر آواز دی او مکار تخت خدائی پر خداوند بنکر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی
یا تو ہفت پیکر سرداروں سے باتین بگھار رہا تھا یہ آواز جو سنی سر اٹھا کر کہا اے تو کون ہی جو
مقدمہ قدرت مین ایسے کلام کہتا ہی زاغ سیاہ رونے چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے اس مکار
غدار ہفت پیکر پر جا پڑون ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ زاغ سیاہ رو کے دو ٹکڑے
ہوے ساتھ والے جو باہر کھڑے تھے اُنپر بھی بجلی برابر گرنے لگی جسپر بجلی گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین چھ ہزار ساحرون کو جلا دیا درگہ سالار تھرا کانپ رہا ہی ہفت پیکر
نے کہا او درگہ سالار ناہنجار تو نے اِسکو نہ روکا سامنے قدرت کے ایسی بے ادبی کی دریافت کرو
کس حال مین تھا کہا حضور مین نہین جانتا ہفت پیکر نے طرف نعش کے دیکھا پکار کر آواز دی
او بدکار ظاہر کر کہ تو اسقدر کیون بے ادب ہوا کیون اپنی جان دی نعش سے آواز آئی کہ یا خداوند
ملکہ قسیم اپنے شوہر کی رہائی کو آئین صاحبقران کو رہا کر لیا سب رہا ہو کر نکل گئے مجھے
قسیم نے بھیجا کہ جا کر ہفت پیکر کو خبر کر دے اور اُسکا سر لا میرا تیرے سامنے کچھ زور نہ چلا یہ سنکر
ہفت پیکر نے حکم دیا ان گنہگارون کے لاشے مزبلے پر پھنکوا دو زاغ و زغن اِنکو کھا جائین لاشے
بھی اِنکے مصیبت اُٹھائین کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران کو جا کر گرفتار کرے اور اُنکے
ہمراہیون کو لائے جو ساتھ ہو اُسکا بھی علاج کرے یا قدرت خود تکلیف فرماوین اِسکے
پہلو مین ایک ذنگل پر کیمیا سے مردار خوار بیٹھا ہی ذنگل سے اُٹھا عرض کی یا خداوند غلام جا کے
سب کو لاتا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہون سب کو بچاؤن حکم ہوا سات جنگل فوجون سے بھرے
ہین جسقدر رکھو چاہیگا اُسی قدر فوج تجکو ملیگی کیمیا سجدہ کر کے اُٹھا باہر آ کے آواز دی سب فوج
میری آ جاے چار لاکھ ساحر چار طرف سے آ کر جمع ہو گئے سب کو لیکر چلا درہ کوہ پر سے آ کر دیکھا
ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اسّی ہزار دیوانے پس پشت حرکات لغو کرتے ہوے آ رہے ہین
کیمیا نعرہ کر کے جا پڑا چاہتا ہی کشتہ کرون غضنفر جو سنبھلا یوق ترکی کمر سے نکال کر بچایا آواز دی
او قزاقان بزید و کشید قزاق ساحرون پر جا پڑے اب جو گھوڑے دوڑاتے ہوے جا پڑے ایک
نے سامنا کیا ایک نے پہلو سے نیزہ مارا چند نے کمانین سنبھالین تیر اندازی کرنے لگے چند نے خنجر کھینچے اور خنجر
کھینچکر جا پڑے ایک نے ٹوکا ایک نے پہلو پر خنجر مارا دس بیس ہزار ساحر گرائے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین

ساحر مر مر کے گرتے ہیں قزاقون نے تہلکہ ڈالدیا غضنفر گھوڑے پر سوار تیغہ رو ئین شگاف قبضے مین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا ہوا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے پچاس ہزار ساحر پامال کئے تھے کہ کیمیا بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین آیا پھوٹیان پتیان نوج کے باہر نکلا وہ پتیان پھینکا مارین جیسے ہی وہ منتشر ہوئین قزاق گھوڑون سے گرنے لگے غضنفر کی بیتابی ہر ایک کے قریب پہونچتا ہوا انگشتر چمکاتا ہی ایک کو بچایا دس گرے کیمیا نے ہر مرتبہ درۂ کوہ مین گیا پتیان نوچ کے لایا لشکر غضنفر پر پھینک مارین تیسری بار پھر غضنفر نے پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے گھوڑون سے گر پڑے گھوڑے لوتل دوڑتے پھرتے ہین چاہتے ہین کہ راکب کو پامال کرین راکب اپنے کو بچاتے ہین حربے ہاتھون سے گر پڑے پاؤن مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا دل دھڑک رہا ہی اپنے قابو مین نہین دل گویا پہلو مین نہین غضنفر یکہ و تنہا بچا تاپھرتا ہی اسّی ہزار ہمراہی کے گھوڑون سے گرے کس کس کو بچائے بیقراری مین پکار اُٹھا کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچانے نظم

در نظر بارو نما صورت ز ہر منظر یکے است	جلوہ گر نقشہ ز ہر دیوار و در رو در یکے است
کار فرمائی جہان سلطان بحر و بر یکے است	حاکم اقلیم شرق و غرب خشک و تر یکے است
ہر رخ ہر نقش یک نقاش جلوہ مید ہد	ظاہر از ہر جلوہ تصویر صورت گر یکے است
اندرین گلزار رنگ و بوے ہر گل واحد است	اندرین گنجینہ آب و تاب ہر گوہر یکے است
خار و گل یکسان بود در دیدۂ وحدت پرست	پیش مردان موحد قدر خاک و زر یکے است
ہست ہر یک منحصر کار زمین و آسمان	انتظام و اہتمام زیر و بالا بر یکے است
ہر حساب اندر حساب خود شد از یک آشکار	سر رقم ہر ہندسہ ہر شکل ہیان در یکے است
در کمالاتِ جمال و خوبی ذات و صفات	از ہمہ بہتر یکے از جملہ بالاتر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا	بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عائد صاحب لوح و قلم	اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بے مثال و بے نظیر و لاشریک	طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور ہندی کہ در ہر کار و صبح و مسا	حامی و مشکلکشا و ناصر و یاور یکے است

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران تک پہونچے دور سے جو غضنفر کو اس حالت مین دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای ناکاران گرد غا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران

قلم خدا بستہ شمشیر چہار
تن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
امیر آگر اس فوج ہزیمت اموج

پر گرے جملہ سردار نعرے کرکے آپڑے عقب مین نسیم و آفتاب و عیوق جو آتے تھے دیکھا کہ یہ معرکہ ہو نسیم نے سر اُٹھا کے دیکھا آفتاب سے کہا کہ میان کیمیا صاحب آتے گشتہ ہوتے اُنکے لیے یہی اکسیر ہو صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے جا پڑے اب بچنا دشوار ہو لیکن وقت مدد ہو یہ کہکے نسیم بھی دستک دی عیوق نے بڑھ کر گولہ مارا آفتاب نیر اعظم بنکر چمکا ساحرون کے بھیجے جلنے لگے نسیم نے جو دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر سر ٹکرانے لگے عیوق نے جھوم جھوم کر سیکڑون کو مارا جسکو پکڑا چیر کر پھینکدیا تینون سحر کرتے ہوئے چلے کیمیا نے جو دیکھا کہ لشکر پامال ہونے لگا امیر نے جو بآواز بلند اسم اعظم پڑھا ہمراہیان غضنفر گھوڑون پر سوار ہوئے مصروف جنگ ہین امیر جنگ رستمانہ کرتے ہوئے اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے ہمراہیان غضنفر صدائے اسم اعظم سنکر ہوشیار ہو چکے ہین گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اپنے آقا کی پس پشت جمتے جاتے ہین غضنفر نہنگانہ رستمانہ شمشیر زنی کر رہا ہو اکثر سرداران صاحبقران کو جو کیمیا آتے ہوئے دیکھا ہو سحر کرتا ہو وہ سردار گھوڑون سے گرے امیر کا نام لیکر آواز دی کہ ای شہریار غلامون کو بچائیے امیر نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُن سردارون کو سنبھالا مرکبون پر سوار کیا وہ پھر مصروف جنگ ہوئے چہار جانب یہی کد و کاوش ہو یہی کوشش ہو کہ اپنے آقا کو قریب کیمیا پہونچائین ایک طرف سے غضنفر جنگ کرتا ہوا آتا ہی کسی مقام پر کیمیا کو للکارا کیمیا نے خیال بھی نہ کیا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ کیمیا سحر کرتا ہوا جاتا ہو وہین سے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہمارے سامنے تو آ کیمیا پلٹ پڑا کئی گولے مارے ماش کے دانے اُچھالے آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی گھوڑے کو اُڑاتا ہوا قریب کیمیا کے جاتا تھا ہونہ کہ فوج والون نے بلوہ کیا بیچ مین آگئے غضنفر اُنسے لڑنے لگے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ غضنفر کو لاکھون جادوگرون نے گھیرا ہو زنجیرین

اور کمندین لیکر چلے ہین چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین غضنفر کی تنہائی دیکھکر بیقرار ہو گئے وہین سے نعرۂ شیرانہ کرتے ہوے اُس غول پر جا پڑے ایک طرف سے جو اسد نامدار نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھکر بیقرار ہوکے نعرہ کرکے اُس غول پر گرے اِنکے ساتھ والے لڑے بھڑے ہوے ابراہیم بن مالک وغیرہ اِس ترکیب سے آگرے کہ غول کے غول پراگندہ کئے لڑبھڑ کے غضنفر کو اُس بلوے سے نکالا کرب نے بھی آگر مدد کی پہلوان عادی بھی اُسی مقام پر آگر پڑے کرب فرماتے ہین غضنفر کیا جوان ہی اسکی جرأت کی تعریف کرنا واجب ولازم ہی یہ شیر تو اسد سے زیادہ طرار وفرار ہی کون اِس سے مقابلہ کرسکتا ہی اکیلا کس دھوم سے لڑا مجمع کو متفرق کیا سب شیر اُسی مقام پر لڑ رہے ہین غضنفر نے جو اپنے بزرگون کو قریب دیکھا شمشیر زنی کرتا ہوا الگ ہٹا اپنے غول کو جمع کرتا جاتا ہی قصد ہی کہ لڑبھڑ کر نکل جاؤن ایسا نہ ہو کہ بزرگ نہ جانے دین اپنے غول کو لیکر کنارے ہوا کئی مرتبہ اسد نے پُکارا کہ ای فرزند ٹھہر جاؤ غضنفر نے دور سے سلام تو کرلیا بات کا جواب نہ دیا گھوڑا اُڑاتے ہوے ایک طرف نکل گئے اسد ناچار پلٹے ساتھ کے سردارون سے کہا کہ دیکھو بات کا جواب نہین دیتا سلام کرلیا یہی بڑا احسان ہوا یہ فرماتے ہوے مصروف جنگ ہین صاحبقران لڑتے ہوے سامنے کیمیا کے پہونچے للکارا کہ او ساحر مکار آ کے مقابلہ کر کیمیا گولے مارتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے تلوارین امیر پر گرین جنجر چکے مگر امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب پہونچے ہاتھ نیغ عقوب کا مارا سپر سحر کیمیا نے اُٹھا دی برق شمشیر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے کیمیا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا آندھی سیاہ چلی ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا تمام سردار گھبرا گئے سیکڑون اہالی فوج ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوے بعض گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے بدلگام بھاگ گئے [illegible] بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من کیمیا ہے مردار خوار بود ساتھ والون نے جو افسر کا لاشہ دیکھا چاہتے تھے کہ صاحبقران کو مارین صاحبقران نے جم کر شمشیر زنی کی سب فریب بھی اُسی مقام پر آگئے آخرکار شکست کھا کے لاش اپنے افسر کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے بھاگے نسیم وعیوق دو آفتاب خدمت صاحبقران مین آئے عرض کی کہ خدا آپ کو مظفر ومنصور کرے رستم لے آداب وتسلیمات عرض کیا ہی اُنھین کے حکم سے اُسکے اُنھون نے یہ اشیا ہ پہونچائین غلام خدمت مین لیکر آئے فیروزہ بن عمرو جو قید سے چھوٹا ہی اسکو خدمت مین اپنے آقا کی جانا چاہیے فیروزہ بن عمرو اُسی وقت بستہ ہوکر من حملہ بقا

سعد یعنے ہیکان ترک و مقصود ترک و نعمان ترک مع پانچ ہزار جوان تبلاش شاہ سعد روانہ ہوے کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا صاحبقران نے ان جوانون کو تاکید کرکے رخصت کیا کہ سعد سے ہم سب کا آداب و تسلیمات کہنا میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ حضور اب تشریف لائین بے آپ کے رونق تاج و تخت نہین ہے اور نسیم امیر سے بیکلے رخصت ہوئی کہ حضور صحراے گرداب نشان مین جلکر فروکش ہون وہان سے سرکار کو بتہ ملیگا خواجہ عمرو سے امیر نے کہا کہ خواجہ تم پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ ای نور نظر ہمارا ساتھ ہو تو بہتر ہے آیندہ جو تقاضاے وقت ہو خواجہ طرف رستم کے چلے چونکہ علم و نشان رستم سُنا بیقرار ہوگئے بتلاش رستم روانہ ہوگئے یہ سب باتین وقت پر تحریر ہونگی صاحبقران مع لشکر و مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف صحراے گرداب نشان کے چلے ہفت پیکر کو بھی اس فتح کی خبر پہونچیگی یہ بھی ضرور فتور کریگا سب کے حال وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کی عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت کے کہ دختر نعمان زمیندار ہی خواجہ عمرو نے برق کو نظربند کیا ہے اسکا ذکر تحریر کرتا ہون باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو تو ای برق باران عشق — چمکتا ہی مہر درخشان عشق — اکسان تو ہی ای عشق کاشانہ سوز
کہان تو ہی ای شمع پروانہ سوز — جلادینے مین کو وہ بیباک ہی — کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
جو ای عشق دریا سے ہو تیکو لاگ — نکلنے لگے صاف پانی سے آگ — مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو — جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین — بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق — کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق — کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
اُٹے اُسکا شیدا بناتا ہی تو — جو قلب حزین مے مصیبت سہی — ہوئی عشق لیلی مین یہ بے بسی
کہ مجنون لقب خلق مین پا گیا — یہ سامان اُسکا ہوا بر ملا — سدا نجد مین جا کے تنہا رہا
محبت مین لیلی کے وحشی بنا — یہ دیوانہ بن خلق کو بھا گیا — نہ معشوق پایا بمشکل جیا
کبھی چین صحرا مین پاتا نہ تھا — کہ معشوق دلسوز آتا نہ تھا — اسی غم مین دی جان دلسوز نے
اسی عشق مین خوب صدمے سہے — لیا عشق نے جان فرہاد کو — نہ پہونچا کوئی اُسکی فریاد کو

یہ آخر کو اُسنے مصیبت سہی
کہ معشوق سے آج تک دور ہے
کہ شیرین نے دی جان اُسکے لئے
کہ ظاہر ہوئی صورت رنج و غم
تڑپتا ہے سیماب سا عشق مین
کہ معشوق کے ذکر سے عید ہے
قمر برق کا حال تحریر ہو

کہ اس عشق مین جان شیرین گئی
یہ لکھتے ہین نکتہ نوازان عشق
جدائی کے سامان جدا ہو گئے
نیا عاشق زار شیدا ہوا
لکھون مین اُسی کا بیان عشق مین
چھٹے قید محنت سے وہ دردمند
فراق و مصیبت کی تقریر ہو

لقب کوہکن اُسکا مشہور ہے
کہ آخر ہوا جا کے مہمان عشق
ہوے مرکے معشوق و عاشق بہم
نیا درد سینے مین پیدا ہوا
کہ برق حزین مائل دید ہے
اُسے دشت و صحرا ہین دلسے پسند
چہرہ دشت نوردان جاؤ

عیاری و گم کنندگان مراحل بیقراری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کہ غواص بحر مصیبت فشان ۔ نگارندہ چنین طرفہ این داستان ۔ مہتر برق فرنگی کہ عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت دختر نعمان زمیندار کے مبتلا ہے خواجہ اسکو گرفتار کرتا ہے ابو الفتح وغیرہ نہایت لطف سے دلدہی کرتے ہین یہ قسم جو نصیب ہوئی برق نے زبانی عیار و تکے سنا کہ صاحبقران آمادہ فتح طلسم ہفت پیکر ہین ڈرتے بھڑتے چلے آتے ہین قید خانے سے رہائی پائی طرف صحرا سے گرداب دریا نشان کے چلے تھے ہین وہان سے طرف طلسم ہفت پیکر کے قصد کرینگے جی مین کہتا ہے کہ برق اُستاد کی پرورش ہے کہ تیری حفاظت کی نظر بند رکھا ورنہ ابتک اُس صحرائے ویران مین تڑپ تڑپ کر مرجاتا لیکن تلاش معشوق کرنا واجب و لازم ہے نگہبان سب ساتھ کے عیار ہین یہان سے نکلون تا در محبوب پہونچون یہ سوچ کے عیارون سے گھل مل کے باتین کرنے لگا کہا آج آپلوگون نے حقہ نہین پیا یہ کہکے چلم بھری بیہوشی اُسمین ملائی عیارون کو حقہ پلا کر بیہوش کیا قید خانے سے تڑپ کر نکلا ایک جانب بھاگا جنگل مین خاک اُڑاتا پھرتا ہے اگر راہ مین کوئی دیہ یا قریہ ملا وہان جاکے پتہ لگاتا ہے جب پتہ نہین ملتا غنچہ آرزو نہین کھلتا تو روتا ہوا وہان سے نکلتا ہے یاد مین محبوب مطلوب کی کسی نخل کے نیچے بیٹھ گیا اور یہ اشعار حالت بیقراری مین بصد سوز و گداز پڑھنے لگا نظم

مجکو جو مرغوب میری شعر خوانی ہوگئی
مین کہان عشق قد دلداری واعظ کہان
سبزہ رنگی ختم ہے اُسپر کہ پوشاک سفید

اے برق اپنی طبیعت مین روانی ہوگئی
کیا کرون نازل بلائے آسمانی ہوگئی
زیب تن جس وقت کی نے الفور دعائی ہوگئی

اُس پری کے عشق نے اتنا کیا مجکو ضعیف — خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی
داغ اُسکا دل پہ ہے اب دل کوئے سکتا ہے کون — اُس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہوگئی
آج کل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے — عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی
ناصحو بس بس زیادہ عشق نے بھڑکائی آگ — یہ نصیحت مجکو پریون کی زبانی ہوگئی
میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مرگیا — ناقۂ لیلی کی مجکو ساربانی ہوگئی
اے قبول اب عشق محبوب حقیقی کا ہے عہد — بچپنا اک دن کا دو دن کی جوانی ہوگئی

اس طرح کے یہ اشعار پڑھکر ایسا گھبرایا کہ بیقرار ہوکر اٹھا خیال مین گذرا کہ قصبۂ نعمانیہ مین چلکر دریافت کرو شاید حال معلوم ہو یہ سوچ کر بھاگا قصبۂ نعمانیہ مین آیا صورت بدلے ہوئے دیکھا گانون کا بازار ویران پڑا ہے دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی ساحر مشکور جادو وہ ملکہ انجم مہر طلعت کو گرفتار کرکے لیگیا ہے اُسنے نعمان کو پیغام بھیجا ہے کہ تمھاری دختر میرا وصل نہین قبول کرتی ہے اُسکے دختر کو سمجھاؤ وہ مرتبہ عطا کرون کہ شاہان دربند رشک کرین وہ گئے جاکر سمجھایا بیٹی نے نہ مانا اُسنے دونون کو قید کیا ہم لوگ نہین جانتے مشکور کس مقام پر ہے مالک ہمارا قید ہوگیا قصبہ ویران ہے زراعت مین خرق آیا اب اہل قریہ پریشان ہین برق یہ حال سنکر قریے سے نکلا تلاش مین مشکور کی چلا جس مقام پر ساحر کا مکان دیکھتا ہے دریافت کرکے آگے بڑھتا ہے پھرتا پھرتا ایک دن ایک صحرا مین پہونچا ایک نخل کے سائے مین غمگین و ملول بیٹھا ہے سوچ رہا ہے کہ دیکھا ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہے پسینے پسینے دوڑا ہوا جاتا ہے برق آگے بڑھا ایک فقیر کی شکل بنکر بیٹھا دو چار حقے وہان رکھ لئے ساحر کو آواز دی وہ ساحر قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یہ لون چل رہی ہے اور تم اس دھوپ مین جاتے ہو ابھی کئی آدمی اس مقام پر گرے اہل قریہ اٹھا کرلے گئے تم اس دھوپ مین تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ ساحر نے کہا کہ بھائی نوکری بری چیز ہے جو مالک کا حکم ہے وہ بجالانا ضرور ہے برنجور جادو ہمارے مالک کا نام ہے طلسم ہفت پیکر پر چڑھائی ہے چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہے برنجور نے مشکور کو بلایا ہے مین نامہ لیکر جاتا ہون حکم کیا تھا کہ آج ہی نامہ پہونچے اس وجہ سے جلدی جاتا ہون برق نے پوچھا برنجور کس مقام پر رہتے ہین ساحر نے کہا کہ نامہ دار میرا نام ہے یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہے قلعۂ داغدار اُسکا نام ہے اُسمین برنجور جادو بادشاہ ہے برق نے یہ دریافت کرکے مشکور کا پتہ بھی پوچھ لیا حقہ پلاکر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیا نامے کی پشت پر طرف سے

مشکور کے لکھا کہ اے برادر میرے آج کل ہوش درست نہین کہ مین مسلمانون کو کیونکر روکون چند ساعت کے واسطے مجھے سرفراز کرو یہ نامہ لیکر طرف رنجور کے چلا پانچ کوس راستہ طے کر کے دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہی اور خلقت کی اسمین آمد و رفت ہی برق بلا تکلف اندر آیا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا دار الامارة پر پہونچا اندر بارگاہ کے آیا نامہ پیش کیا نامہ پڑھکر رنجور بہت خفا ہوا کہ اس کام سے زیادہ بھائی صاحب کو اور کون سا کام ہی ملک برباد ہوتے ہین ایسا نہو کہ رستم کا اس طرف گذر ہوجائے تو حال کھلے لیکن مین چلتا ہون برق نے کہا کہ کچھ زبانی ارشاد فرمایا ہی ذرا کنارے چلئے تو عرض کرون رنجور کو کنارے لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجکو بھائی صاحب کے پاس لے چلے وزیر اٹھا اُسنے عرض کی کہ غلام آپکو پہونچائیگا اگر حضور کے ساتھ گئے ہین راستہ بخوبی یاد ہی یہ کیفیت لے چلینگے برق نے اسکو ساتھ لیا تخت پر سوار ہوے تخت اڑاتے ہوے چلے بعد پہر بھر کے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا وزیر نے کہا کہ یہی قلعہ آپ کے بھائی صاحب کا ہی تشریف لے چلیے قریب در قلعہ لاکر وزیر کو بھی برق نے بیہوش کیا ایک غار مین اسکو ڈالدیا آپ بصورت رنجور قلعے مین آیا لوگون سے پوچھا کہ بھائی صاحب کہان ہین سب حکایت کرنے لگے کہ اب تو چندے سے قلعہ ویران پڑا ہی مشکور صاحب باغ مین تشریف رکھتے ہین برق نے کہا کہ ہمین لے چلو وہ باغ بتا دو چند ساحر ساتھ ہوے طرف باغ کے چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ دکھائی دیا چند نگہبان در باغ پر تھے انھون نے اٹھکر رنجور جانکر با ادب رنجور نقلی کو سلام کیا کہا ٹھہر جائیے ہم شہنشاہ سے عرض کرین برق نے انکو جھڑک دیا کہا کیا ہمارے جانے کی ممانعت ہی ساحر چپ ہوے برق اندر باغ کے آیا چند خدمتگار دوڑے جا کے خبر کی مشکور سنکر گھبرا گیا کہ انجم مہر طلعت کا قفس نعمان زمیندار کا قفس سامنے رکھا تھا نام رنجور کا سنکر قصد ہوا کہ ان قفسون کو چھپاؤن رنجور نقلی آپہونچا مشکور نے سلام کیا برق نے آکر کہا کہ بھائی صاحب آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ طلسم ہفت پیکر کی کیا کیفیت ہی ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی جس ملک پر گئے اُسے فتح کیا اپنے قلعون کی تدبیر کرین ہاتھ سے دشمنون کے بچین اس زمانے مین عشق و عاشقی ترک کرو مصروف انتظام ہو یہ سنکر مشکور رو نے لگا کہا بھائی صاحب مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون لائق عرض کرنے کے نہین ہی جو مجھپر گذرتی ہی اُسکا ذکر کیونکر کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہین ہائے کو

بھی معشوق کے بلوایا اب بھی کوئی مطلب نہ حاصل ہوا دونون کو سمجھا رہا تھا کہ آپ آ گئے جب تک کوئی تدبیر اسکے وصل کی نہ ہوگی مجھسے کچھ کام نہ ہوسکیگا اگر ہوسکے تو آپ ہی سمجھائیے برق نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہے ایک لفظ مین سمجھا دونگا خود تمپر عاشق ہو جائے تمھاری محبت سے مہلت نہ پائے شراب منگوائیے ابھی ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور دوڑا شراب لایا برق مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے کہ معشوق کو قفس مین قید دیکھا جلدی جام بھرا مشکور کے سامنے گیا کہا بھائی جام ہو ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا بھائی صاحب یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا کہ اٹھ کر ٹہلو گرمی شراب کی کم ہو مشکور اٹھا ٹہلنے لگا اٹھتے ہی منھ کے بل گرا برق جھلایا ہوا تھا اٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ منم برق فرنگی شاگرد خواجہ عمر و نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہے برق عیار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
گردون سپکردن کو بس کی راہ ہو
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

یہ کہکے خنجر مارا مشکور کا شکم چاک قصہ پاک ملکہ انجم نے جو نام برق سنا تڑپ گئین جی مین کہتی ہین کہ یہ عاشق صادق ہے کس طور سے پہونچا برق نے نعمان کو سلام کیا نعمان نے کہا کہ اے جوہر برق فرنگی تمنے بڑا احسان کیا کوئی عزیز قریب میرا ایسا نہین آیا تمنے اپنے کو پہونچایا برق قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا دونونکو قفس سے نکالا نعمان نے سحر سے ایک تخت تیار کیا برق و انجم کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف اپنے قریے کے چلے قریے مین آکر پہونچے نعمان نے عزیزون سے صلاح کی کہ تم سب کی خوشی ہو تو انجم کی شادی ساتھ برق فرنگی کے کرون لیسے وقت این پہونچا کہ جہان کوئی عزیز قریب نہ گیا نہ کسی نے رفاقت صرف کی مشکور کے بھائی کی شکل پر پہونچا جاتے ہی اسکو مار لیا ایسے تیز عیار بھی لشکر اسلام مین کم ہین خواجہ عمرو اپنا قوت بازو جانتے ہین برق نے کہا کہ مین استاد کا نائب کہلاتا ہون جہان کہین استاد قید ہوے مین ہی جاکر رہا کرتا ہون سب راضی ہوے بڑی دھوم سے بٹھا بنایا مانجھا پہنے برق تخت پر بیٹھے ہین قضاے کار سپہر عیاری جو تلاش ستم مین چلے تھے اس قریے مین جو آئے دیکھا کانون مین باجا بج رہا ہے کچھ لوگ زعفران پوش پھر رہے ہین خواجہ نے انسے پوچھا کسکی شادی ہے لوگون نے کہا کہ یہان کے رئیس کی دختر کی شادی ہے پوچھا زوج کون ہے

لوگون نے بیان کیا مہتر برق فرنگی نائب خواجہ عمرو کا یہان آیا فلکہ کو مع اُنکے باپ کے رہا کیا اب بانجھا پہنے بیٹھے ہین خواجہ حیران ہوے کہ مین تو اسکو میدان مین چھوڑ آیا ہون یہ یہان کیونکر پہونچا بچا نائب بنکر بیٹھے مین کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر جلیل کی شکل بنے قبائے قلم کار زیب جسم لعل و یاقوت کی انگشتریان ہاتھ مین عصا بادام تلخ کا ٹیکتے ہوے دربارگاہ پر آیا پوچھا یہان کے حاکم صاحب کہان ہین لوگون نے بارگاہ نعمان کا پتہ دیا بارگاہ نعمان مین آئے جھک کر سلام کیا نعمان نے پوچھا خواجہ بازرگان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میرے یہان دختر کی شادی ہے جو کچھ مال و اسباب لائے ہو ظاہر کرو عمرو نے کہا زمیندار صاحب مین لٹ گیا مین نے سُنا ہے کہ میرا چور آپکے قریے مین آیا ہے صورت یہ ہے کہ مین نے ایک لڑکے کو فرزند بنا کر پالا وہ اوباش لوگون مین ملکر خراب ہوا کئی لاکھ روپے کا صندوقچہ لیکر بھاگا ہے نعمان نے کہا ایک اور بارگاہ آراستہ ہے وہان تشریف لے چلیے جہان کہین آپکا چور ہو اُسے گرفتار کر دون خواجہ کو نعمان لیکر بارگاہ برق مین آیا برق کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحبزادے اُٹھو چلو بڑھیا مان تمھاری رو رہی ہے صندوقچہ کہان ہے جلد بتاؤ برق حیران ہوا کہ بڑھیا کون اور صندوقچہ کیسا کہا خواجہ بازرگان کسی کو پہچانتے بھی ہو یا جو چاہا کہدیا مین کیا جانون آپ کیا فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ اب باتین نہ بناؤ ورنہ گردن لونگا وہ لباس تمھارا موجود ہے جو پہن کے آئے تھے مہنگی مین تمھاری مان تمکو لیکر آئی اڑھائی سیر جو دیکر مین نے تمکو لیا جب وہ بہت روئی تو نقد بھی تین پیسے دئے آج بانجھا پہن کے بیٹھے ہو اور نعمان زمیندار کے داماد بنے صندوقچہ میرا مجھے دیجیے مین چلا جاؤن پالنے کی مشقت راتون کا تیرا رونا اور بڑی بی کا اٹھکر بہلانا بگ کے بڑبڑاتا تھا بر سال تک کپڑے خراب کرتا تھا بشباب کا تجکو عارضہ تھا کیسے کیسے مین نے ٹوٹکے کئے گلی گلی تجکو لیکر پھرا لوگون سے دوا پوچھا اب آج جوان ہو کر ساری مشقت ہماری بھلائی نعمان زمیندار کو کیسا قلق ہوا کہ مین تو اسکو برق عیار سمجھا تھا یہ تاجر کا زر خرید غلام ٹھہرا اب اگر بانجھا اتر واؤن تو دیہات کار ہنے والا ہون کہین بیٹی کی شادی نہ ہوگی قریب آکر برق کے کہا کہ اب زیادہ نہ شرماؤ سوداگر کے ساتھ جاؤ ایسا نہ ہو کہ سوداگر زیادہ بگڑے صندوقچہ اُسکو دیدو لاکھ روپے کا مال بہت ہوا رنگ رو دیکھو متغیر ہو رہا ہے کس حسرت سے رو رہا ہے اُسکے رونے پر رحم کرو برق نے کہا کہ حضور آپ یہ کیا فرماتے ہین مین اس تاجر کو بالکل نہین پہچانتا ناحق یہ باتین بناتا ہے اسکو نکلوا دیجیے عمرو نے کہا میان برق صاحب اپنا گلا

کاٹونگا تمھین یہان چھوڑکے نہ جاونگا خیر زمیندار صاحب آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا مال آپ ہی نے میرا لیا زمیندار قسمین کھانے لگا کہ خواجہ صاحب مین آپ کے احسان کا ممنون ہون مین اسکو سمجھا تھا کہ عمرو کا نائب ہے جب خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے برق کا کھینچا برق نے جو آنکھ ملائی قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد آئیے نعمان لوگون سے کہتا ہے اب راہ راست پر آیا اپنے مالک کو پہچانا برق نے کہا کہ ای نعمان مبارک ہو میرے واسطے بڑا فخر ہوا کہ شہنشاہ اوج عیاری آگئے یہ میرے باپ ہین وہ پرورش مجھپر کرتے ہین کہ فرزندون سے زیادہ سرفراز کیا اگر جلال کو خفا ہوے اور میری ہی بات رکھی نعمان نے کہا کہ صاحبزادے اب جو چاہے باتین بناؤ ہر چند کہ ہمنے عمرو کو نہین دیکھا انکی تصویر تو دیکھی ہے صورت اصلی دکھائین برق نے کہا کہ استاد صورت اصلی دکھائیے اشارہ کیا کہ بیٹا رونمائی تو نہ دونگا مین پریشان ہون کہ تمھارے لیے نا مبارک نہ ہو دلھن زندہ رہے خدا اولاد دے برق نے نعمان سے کہا کہ کچھ نقدی منگواؤ استاد کے آگے پیش کرو خواجہ نے کہا کہ اپنے زمیندار سے منگواتا ہے وہ جو تونے جابجا لوٹ لوٹ کے گاڑا ہے اسمین سے کچھ نکال برق نے بمشکل چند انگوٹھیان نکالین خواجہ نے وہ انگوٹھیان لین جست کی پکار کے آواز دی کہ دادا آدم درویش ازکل عالم مثل صورت اصلی میری مجھکو عطا فرمایئے اب جو بلندی سے اترے سب نے صورت زیبا دیکھی نعمان بغلگیر ہوا گر نعمان صورت کو دیکھکر ڈر گیا ظریف لوگ جھینیان کہنے لگے کوئی کہتا ہے کہ بن مانس ہے کوئی کہتا ہے کہ جل مانس ہے خواجہ فرماتے ہین کہ صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے برق کی تعریفین کہنے لگے برق نے کہا کہ استاد شرمندہ نہ کیجیے مین غلام ہون خواجہ فرماتے ہین کہ اب تمھارے مال کے خرچ ہونے کا وقت آیا برق کہتا ہے کہ استاد میرے پاس کیا ہے آپ کو دلھن کو دینا پڑیگا خواجہ عمرو کہتے ہین ہم رونمائی دینگے اتفاق سے یہان آگئے برق نے کہا کہ آپ کا تشریف لانا باعث فخر ہوا غرض خواجہ کی نعمان نے بڑی خاطر و مدارات کی سانچق طرف سے برق کے منہدی طرف سے نعمان کے بڑی دھوم سے برات کی تیاری ہوئی خواجہ برق کو گود مین لیکر سوار ہوے مکان پر دلھن کے پہونچے بڑا ہوا کہ دولھا کی سواری آئی ایک عورت بڑھیا گھٹنا پہنے ہوے گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوے طشت مین پانی بھرے ہوے سامنے برق نے پھینک گئی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمیشہ دولھا سامنے دلھن کے پانی بھرے برق نے پلٹ کے دیکھا کہ استاد نہین معلوم ہوتے اور لوگ برق کو گھیرے ہوے ہین

باعث یہ ہوا کہ نعمان نے کہا گوشہ پر قصبے کے قاضی صاحب رہتے ہیں انکو بلانے جاؤ خواجہ خود ایک سپاہی کی شکل بنکر دوڑے مکان پر قاضی کے پہونچے آواز دی قاضی صاحب قاضی نکلے دیہاتی آدمی پوچھتے ہیں آج کیا ہی قاضی صاحب آپکو خبر نہیں دختر زمیندار کی شادی ہے آپکو عقد پڑھنے کو بلایا ہی قاضی بہت خوش ہوئے سمجھے کہ زمیندار زمین بھی دیگا خواجہ نے کہا آج خوشی کا دن ہی گلوری نوش کیجئے گلوری اپنے پاس سے نکالکر دی جیسے ہی قاضی صاحب نے گلوری کھائی گھبراکر کہا کہ ذرا میں پاخانہ پھر آؤں یہ کہکے اندر گئے قاضی صاحب تو دستوں میں مبتلا ہوئے خواجہ نے اوپر کی کنڈی چڑھا دی قاضی کی شکل بنکر دربار میں آئے گانا موقوف ہوا اسلام علیکم کہکے قاضی صاحب آکر بیٹھے حکم ہوا محل میں جائیے دلھن سے قبول کرالائیے وہاں مردانہ ہوا ماں بہنیں دلھن کی پاس دلھن کے ہیں حجلۂ عروسی میں قاضی صاحب نے آکر پوچھا مہتر برق فرنگی ابن عبد اللہ کے ساتھ تمہارا نکاح مہر شرعی تین روپے آٹھ آنے پر ہوتا ہی تم راضی ہو دلھن کی ماں ہنسنے لگی کہا قاضی کچھ دیوانہ ہوا ہی شرعی مہر نہ بندھیگا پچیس ہزار پر میر ابندھا ہی اسی کاغذ کے موافق لڑکی کا مہر بندھیگا ورنہ برات پھیر لیجاؤ خواجہ نے قبول کیا اگر برق سے کہا کچیس ہزار پر مہر قرار پایا برق نے اشارہ کیا کہ پڑھیے خواجہ نے بیٹھکر نکاح پڑھا لڑکے زمیندار سے نقدی لی جب خواجہ بہت بگڑے تو برق سمجھ گیا ہاتھ باندھکر کہا کہ قاضی صاحب اب عنایت فرمائیے جو ملا اسکو غنیمت جانیے یہ لوگ زمیندار دیہاتی آپکی خدمت کر چکے خواجہ نے کہا کہ اب لے تو دے برق نے مجبوری کچھ چھلے کچھ انگوٹھیاں نکالکر حاضر کیں خواجہ نے کہا کہ بچا تمنے طلسم نور افشاں میں بہت کچھ پایا برق نے کہا استاد جو ملا تھا وہ اٹھ گیا خواجہ بصورت اصلی تیار ہوئے زمیندار گھبرایا کہ ابھی قاضی تھے ابھی خواجہ عمرو ہوگئے برق نے کہا کہ شکر ہیں سب کا نکاح یہی پڑھتے ہیں بڑے دھوم سے بیاہ کے لائے برق شب کو حجلۂ عروسی میں آیا عاشق و معشوق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ تھے برق نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ انجم حاملہ ہوئیں کئی دن کے بعد برق محل سے نکلا خواجہ نے کہا کہ ای فرزند ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں تلاش ہستم میں جاتے ہیں دیکھیں کیا گذری برق نے کہا کہ میں بھی چلونگا محل میں آیا ملکہ سے کہا کہ یہ جان نثار اب رخصت ہوتا ہی استاد کے ساتھ جاؤنگا اگر خدا فضل کرے اور بیٹا پیدا ہو تو برق ثانی نام رکھنا کمند و خنجر اپنا دیا کہ یہ اس لڑکے کو دینا اگر لڑکی پیدا ہو تو پھر تم کو اختیار ہی نصیحت و وصیت کر کے جب رخصت ہونے لگا ملکہ انجم روتی ہوئی ساتھ ہوئیں کہتی ہوئیں کہ ای مہتر صاحب اب کب گذر ہوگا

برق نے کہا کہ اگر یہ دو طلسم ہفت پیکر سے پلٹے تو انشاء اللہ پلٹ کے آئینگے ملکہ انجم وین کہا کہ اے مہتر برق عجب داغ دئے جاتے ہو برق نے بہت سمجھایا کہا کہ اے ملکہ عالم مجکو بھی یہان کا خیال رہیگا اگر جیتا رہیگا ملکہ نے کہا کہ اے برق کیا کہین کہ جو کچھ ہم پر گذریگی اپنی تو عجب کیفیت ہو لائق بیان کرنے کے نہین نظم

موت کو سب سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی	روح قالب مین ہی دو روز کو مہمان آئی
بوے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب	للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہسے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل	اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئنے نے رخ انور پہ اجارا باندھا	شانے کے حصے مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفا تن مین کہان تم عدم سے باہر	جسم کی طرح تری روح بھی عریان آئی
ڈھونڈھین اپنے لیے معشوق کوئی گرما گرم	فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہی کوئی سراے ماتم	شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوے تھے عفو ہوے	فارغ البال ہوا مین تپ ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اُس رخ نورانی پر	چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب	اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی
عشق بلبل مین اثر ہی تو قفس مین آتش	بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

برق نے آنسو دامن سے پاک کئے کہا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین جلد حاضر ہونگا آگے خواجہ سے ملا خواجہ و برق بانہلے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش رستم مین چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اُسکا ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہی اور دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہی فرزند امیر کا نام خسرو شیر دل ہی

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

جب امیر پردۂ قاف سے پلٹے تھے تو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے عقد کیا تھا ملکہ حاملہ ہوئی تھین لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام خسرو شیر دل رکھا پرورش مین مصروف ہوئین عجب حسین صاحبزادہ پیدا ہوا

حسین وجمیل آنکھوں مین پنجے شیر کے جلوہ گر پرورش مین مصروف ہوئین جب دو برس کا سن صاحبزادے کا ہوا ملکہ دیکھتی ہین تیر و شمشیر سے زیادہ ذوق و شوق ہی جس روز خسرو پیدا ہوئے اُس روز بارہ سو لڑکے شہر مین پیدا ہوئے سب کو ملکہ نے محل مین داخل کیا لڑکون کے ساتھ خسرو کھیلا کرتے ہین یہان ملکہ انجم مہر طلعت کے بطن سے برق ثانی پیدا ہوا مکار و غدار و ضدی جب کسی بات پر بگڑتا ہی تو پہرون روتا ہی دائیان حیران ہو جاتی ہین جب دو برس کا سن ہوا جست کر کے دیوار پر جاتا ہی ملکہ انجم پیٹنے لگتی ہین کہ ارے کمبخت گریگا تو سر پھٹ جائیگا برق ثانی ہنستا ہی کہتا ہی کہ ہٹ جائیے مین کودتا ہوں مان نانا سب گھبراتے ہین ایسا نہو کہ پانون پھسل جائے تو گرے اس طرح جست و خیز کرتا ہی خنجر بازی کمند اندازی جہان کہین چوری ہوتی ہی تو کوتوال کہتے ہین اُس لڑکے کو بلاؤ وہ چور کو خوب پہچان لیتا ہی میان برق ثانی گئے اور چور کو بتا کر مال دلوا دیا چور کو بچا لیا گانون مین ہلڑ رہتا ہی جب باہر نکلتا ہی تو کسی لڑکے کو ڈھیلا مارا کسی کا سر توڑا کسی کو کاٹ کھایا لوگ فریادی آتے ہین زمیندار سے کہتے ہین آپ کے نواسے نے ہمارے لڑکے کو کاٹ کھایا ڈھیلا مار کر بھاگا چار برس کا سن ہوا صحن خانہ مین برق ثانی کھیل رہا ہی کبھی جست کر کے دیوار پر گیا کبھی دیوار سے صحن مین آیا کنیزون کو ستا رہا ہی کسی کے سینے پر ہاتھ ڈالدیا کسی کے کاندھے پر چڑھا ملکہ انجم کہتی ہین بادشاہ کو بلاؤ لشکر صاحبقران مین لکھ بھیجین اسکے باپ کے پاس اسکو بھیجدین وہ اسکی ہڈیان توڑیگا گانون مین ہنگامہ رہتا ہی رعایا کے لوگ کیسے مجبور ہو جاتے ہین بیچارے آ کے فریاد کرتے مین چاہتی ہوں کہ اس نگوڑے کو سزا دون مجھے دیکھ کے بھاگ جاتا ہی مین روتی بیٹھی رہجاتی ہوں محل مین ہنگامہ ہی قضاے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش تخت پر سوار پہلو مین خسرو شیر دل چند لڑکے بہ عہدہ مصاحبت ہمراہ ہین پریزادین تخت اُٹھائے ہوئے صبح کا وقت ہی کہ خسرو کی نگاہ برق ثانی پر پڑی بیقرار ہو کر کہا کہ ای مادر گرامی اس لڑکے کو اُٹھوا لیجیے ہم اپنا عیار بنائینگے مان نے کہا کہ ای فرزند جسکا لڑکا ہی وہ رو رو کر جان دیگا خسرو نے کہا ہمارے خاندان کا عیار معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی قبلہ و کعبہ کے جو عیار ہین خواجہ عمرو اُنکے کسی شاگرد کا فرزند ہو اسقدر خسرو پھرے کہ ملکہ دردانہ کو کچھ بن نہ پڑا ایک پریزاد سے کہا کہ اس لڑکے کو اُٹھا لے پریزاد نے بہ احتیاط برق ثانی کو اُٹھا لیا ملکہ انجم تو فراق فرزند مین دیوانی ہوگئین نجومیون کو بلا کے پوچھا نجومیون نے حکم لگایا کہ گھبرائیے نہین وہ لڑکا بہ عیش و فرحت ہی پھر آپ لوگون سے ملیگا

اس عظم وشان سے ملیگا کہ کسی فرزند خواجہ کو یہ لیاقت نہ بہم پہونچی ہوگی غائب ہونا اس لڑکے کا
باعث خوشی ہی بڑے لطف سے پرورش پائیگا عرصۂ دراز تک کاہن و نجومی بیان کیا کئے ملکہ انجم نے
ناچار ہوکر صبر کیا مگر خسرو برق ثانی کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ وہان سے کہا پلٹئیے سیر صحرا دیکھ چکے
اب پلٹ چلنا مناسب ہی ملکہ دردانہ فرزند کے کہنے سے پلٹ آئین اپنے قلعے مین اگر برق ثانی کو
ہوشیار کیا شاہزادے کو دیکھتے ہی برق ثانی قدمونسے لپٹ گیا کہا کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے
قدرشناس بزرگونسے جو سُنا آج اُسکا سامنا ہوا زلفین خلیلی و خال سبز رنگ ہاشمی آپکے غلام کا برق
ثانی نام ہی برق کا بیٹا ہون خسرو بہت خوش ہوے پانچ پانچ برس کے دونون کے سن ہوے برق
خسرو کو بھڑکایا کرتا ہی کہ بڑے شکار صحرا مین چلئے جلسہ آراستہ ہو آج ناچ ہو مین بابا ن بجاؤنگا آپکے
سامنے تانین اڑاؤنگا خسرو ماں سے ہر مقدمے مین ضد کرتے مین تو ملکہ کہتی ہین چند دن سے یہ بھوریا
آیا عجب عجب باتین میرے فرزند کو سمجھاتا ہی مین کیونکر قبول کرون کہ جنگل مین واسطے شکار کے جائین
گھر مین جلسہ آراستہ کرو ناچ دیکھو گانا سنو باہر مین نہ جانے دونگی برق ثانی سمجھایا کرتا ہی اب راوی
شیرین کلام تحریر کرتا ہی کہ نوان برس خسرو کو شروع ہوا برق ثانی نے ایک دن عرض کی کہ شہزادے
تم کیسے مرد ہو کہ گھر مین بیٹھے رہتے ہو بلا سے چوڑیان پہنو گڑیان کھیلا کرو کسی بات مین تو شرماؤ فرزند
صاحبقران ہو چلکے جنگل مین شیر کا شکار کھیلو شیر بیشۂ جرأت ہو کہ تا زمیدان جلالت ہو جرأت و شوکت دکھاؤ
لیاقت بڑھے جلالت زیادہ ہو پردۂ قاف مین شہور ہو کہ فرزند صاحبقران قلعہ گہریز مین لوگ آپکے
دیکھنے کو آئین ملکہ قریشیہ سلطان کے بڑے نام ہین بیٹی ایسا نام کرے بیٹا کونے مین چھپکر بیٹھے اور بھی فرزند
صاحبقران پردۂ قاف مین ہین مین دریافت کر چکا لڑتے بھڑتے ہین مثل اُنکے تو آپکا نام ہو جاہیے تا نسے
نام برہیجائے نہ کہ گھٹ کے تو نہ ہو آپکو محل مین رہنے کا بڑا شوق ہی اس طرح جو برق ثانی نے خسرو کو بھڑکایا
رگ شجاعت جوش مین آئی کہا کہ اے برق ثانی مین ابھی جاکے ماں سے اجازت لیتا ہون اگر اجازت نہ دینگی
تو اپنے کو ہلاک کرونگا خسرو نیمچہ لئے ہوے اندر محل کے آئے ماں نے جو آتے دیکھا کہ عجب شان بہت
آتے ہین نیمچہ ہلالی لئے ہوے خود سر پر کج زرہ بھی پہنے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آکے ماں
کے پاس بیٹھے کہا کہ کل ہم واسطے شکار کے ضرور جائینگے بارہ سو لڑکے جو ہمارے ملازم ہین یہی ساتھ ہونگے
ماں نے کہا کہ بیٹا ابھی تمھارا سن اس لائق نہین ہی کہ شکار کو جاؤ برس دو برس اور تامل کرو پھر ہم تمھین

واسطے شکار کے بھیجین گے خسرو رونے لگے کہا کہ مادر مہربان ہم ضرور شکار کو جائینگے اگر نہ جانے دیجئے گا نہ تو پانی پئین گے نہ کھانا کھائین گے ماں نے گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند ملک یاقوت شاہ نانا تمہارے تمہارے ساتھ جائین گے اور وزیر وامیر ساتھ ہونگے خسرو نے کہا کہ ہم کسی کو ساتھ نہ لیجائینگے فقط لڑکے ہمارے ساتھ ہون اور فرزندان صاحبقران بھی تو اس ملک میں ہیں گھر مین کبھی نہین جاتے کبھی گھر چلے گئے دیوزادون کو مارتے پھرتے مین ہمنے اب تک کسی کو نہین مارا ملکہ دردانہ نے ملک یاقوت شاہ اپنے باپ کو بلوایا اُنسے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبزادے بگڑے بیٹھے ہین اُنکے شکار کا انتظام کیجیے ملک یاقوت شاہ نے آکر خسرو کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر ہم بھی برائے شکار چلین گے خسرو نے کہا کہ نہین نانا جان آپ الگ جائیے ہمکو جانے دیجیے ورنہ ہم کھانا نہ کھائین گے رو رو کر اپنی جان دینگے اسی پیچھے سے گلا اپنا کاٹین گے آخرکار ملک یاقوت شاہ بھی راضی ہوے کہا کہ ای نور نظر آج ہم سامان کر دینگے کل جانا خسرو ہنستے ہوے باہر آئے برق ثانی سے سب کیفیت بیان کی کہا کہ ای یار وفادار لڑکون سے کہدو کہ کل سویرے سے حاضر ہین ہم واسطے شکار کے چلین گے ملک یاقوت شاہ نے بھیجے قراول میر شکار باز بہری وغیرہ مکمل کرا کے چند شیر بڈھے آدمی ساتھ جانے کے لیئے مقرر کر دئے اُنسے سمجھا دیا کہ دور نہ جانے دینا اپنی عملداری مین شکار کھلوا کر پھیر لانا مان نے شب کو سامان کیا کھانا پکوایا خسرو رات سے اُٹھے سب باتون سے مہلت کرکے ہتھیار لگا کے برق ثانی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے ملکہ دردانہ کے جو برق ثانی کو سجا ہوا دیکھا کہا کہ او متفنی مین نے سُنا کہ تو نے لڑکے کو خوب سمجھایا برائے خدا خیر و عافیت سے پھیر کر لانا ملکہ نے تو چپکے سے کہا برق ثانی نے چلا کے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم یہ فرزند صاحبقران ہین کب تک یہ آپکی آنکھون کے سامنے رہینگے کہین لشکرکشی کیجیے قریب جو آپکے قلعہ جات ہین اور مذہب خلاف رکھتے ہین اُنکو فتح کیجیے مذہب حق وہان جاری ہو ہماری راے کے تو یہ سراسر خلاف ہے کہ گھر مین بیٹھے رہین کچھ جنگجوئی کیجیے آپکے فرزند کا نام ہو آپکا حکم جاری ہو خسرو لے جو پلٹ کے دیکھا کہا بھائی برق ثانی نہ گھبراؤ ہمین شکار کو تو نکلنے دو برق ثانی نے کہا کہ ہم جانتے ہین آپ بڑے بہادر وصف شکن ہین نام صاحبقران قلعہ گھر ریز مین مشہور ہوگا ملکہ چپ ہو رہین بیٹے کی بلائین لین کہا ای فرزند دیکھو کسی سے فساد نہ کرنا بخیر و خوبی پلٹ کے آنا پھر ہم تمکو پاس ملکہ قرشیہ کے روانہ کرینگے اُنکے ساتھ جنگ کرنا برق ثانی نے منہ پھلا کر

کہا اُنکے ساتھ ہین اُنکے ملازم کہلاتے ہین نام اُنکا ہو اور شاہزادہ ہمارا لڑکے یہ ہم نہ قبول کرینگے ملکہ
دردانہ جھلا کر بیگمین کنیزون سے کہتی ہین کہ اس سنتی کو شاہزادے سے کیونکر جدا کرون دیکھیے پتہ شاہزادے
کے ساتھ کیا کرتا ہی اسی کی ذات کا فتور معلوم ہوتا ہی یہ آٹھ پہر بچھا تا ہی جب کہتا ہی اُلٹی ہی کہتا ہی دیکھو تو اس
وقت نگوڑے نے کیا جلکر جواب دیا کنیزین برق ثانی کو کوسنے لگین خسرو ہتھیار باندھے پھر رہے
ہین کہ ملک یاقوت شاہ آئے دوڑکر خسرو نانا سے لپٹ گئے کہا کیون نانا جان سب سامان
تیار ہی کہا اے نور نظر چلو ان کو سلام کرکے خسرو چلے برق ثانی بھی ساتھ ہو لیا برق ثانی راہ مین کہتا
ہوا چلا کہ آپ اپنی ماں کی باتین سنتے ہین آپ ہرگز ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس نہ جائیے گا اُنکے نوکر اُنکا
خدا آپکا عظم و شان بڑھائے دشمنون سے مقابلہ پڑے تو دیکھئے کیا کیا عیاریان کرتا ہون باہر جو آئے
دیکھا بارہ سو لڑکے جمے ہوے کھڑے ہین مرکب خسرو کا تیار سائیس باگ لئے کھڑا ہی گھوڑا ابل کر رہا ہی خسرو سوار
ہوے برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو لڑکے پشت پر آئے چند مشیر ملک یاقوت شاہ نے ساتھ
کر دئے اور کہدیا کہ اے فرزند انکی رائے پر کاربند رہنا جس وقت کہین فوراً واپس آنا تامل نہ کرنا خسرو نے
کہا بہتر برق ثانی نے اشارہ کر دیا کہ خاموش رہیے جنگل مین چلکر سمجھا جائیگا نانا کو جھک کر سلام کیا اب
گھوڑے کی باگ لی نکھیدے کو اُڑاتے ہوے چلے بارہ سو لڑکے پشت پر ہتھیار بیٹھے ہوے طرف
صحرا کے روانہ ہوے ملک یاقوت شاہ پلٹ کر گھر مین آئے ملکہ دردانہ نے کہا کہ اے والا نامدار
اس بھورئیے کو ساتھ سے شاہزادے کے جدا کیجئے ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس جانے کو شاہزادے
کو منع کرتا ہی کہتا ہی کہ آپ فرزند صاحبقران ہین وہ دختر امیر کشور گیر آپ کو اُنکے ساتھ سے کیا کام
وہ خود آپ کے ساتھ ہین آپ کو اپنا افسر جانین ملک یاقوت شاہ نے کہا کہ اے نور نظر تمھین اس بھورئیے
کو لائین اب تو اسکا جدا ہونا مشکل ہی برق کا بیٹا وہ بھی برق ہی وہ شاہزادے سے دوستی پیدا
کی ہی کہ بارہ سو لڑکون پر حکومت کرتا ہی دیکھئے کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہین خسرو گھوڑا اڑائے ہوے
تا نگھر ریز سے نکلے داہنے پر دیکھا کہ ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی اور ایک قفل اُسکے دروازے پر لگا
ہی چند دیوزاد ایک طرف بیٹھے ہین برق ثانی نے کہا کہ اے شہریار دریافت تو کیجئے یہ قصر کیسا ہی مین
بڑھکے دریافت کرتا ہون یہ کہکے برق ثانی قریب اُن دیوزادون کے گیا پوچھا کہ اس قصر مین
کیا ہی تم لوگ یہان کیون بیٹھے ہو اُن دیوزادون نے کہا کہ یہ قصر سلیمانی ہی کسی کو اسمین جانے کا حکم نہین ہے

وہ شخص اس قصر مین جائے کہ جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہو تیغہ سلیمانی و سپر وغیرہ حضرت کی اسمین رکھی ہے اور مرکب حضرت کا اشہب سلیمانی اس باغ مین شامل رہا ہے جو کوئی اسکو رام کرے تو اُسپر سوار ہو اگر اُسپر سوار نہ ہو سکے تو ہم اسکو پکڑ کر پاس دیو مرغ سر کے لیجاتے ہین وہ کھا جاتا ہے اگر دیوزاد ہو تو اسکو ذبح کر کے سینے کا گوشت آپ کھاتا ہے اور باقی فوج کو تقسیم کر دیتا ہے لہذا اس مکان مین نہ جاؤ برق ثانی یہ حال سنکر ہنستا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا اے شہریار پہلا مژدہ تو یہ ملا کہ ہتھیار حضور کے باندھنے کو ملتے ہین مرکب اشہب سلیمانی آپکے واسطے موجود ہے صاحبقران تو آپ اپنے زمانے کے ہین یہ سب چیزین آپکو دستیاب ہونگی مشیران سلطنت نے جو یہ سنا دوڑ کر پاس شاہزادے کے آئے کہا اے شہریار یہ مکان کئی سو برس سے اسیطرح ہے بہت لوگ یہاں آکر مارے گئے یہاں جانیکا ارادہ نہ کیجیے گا برق ثانی نے کہا اے شہریار انکا کہنا نہ مانیے آپ ضرور تشریف لیجائیے اس مرکب سے اُتر کے باغ مین جائیے قفل مین کاٹ دوں خسرو نے کہا مین قفل توڑ لونگا یہ کہکے خسرو گھوڑے سے اُترے در باغ پر آئے قفل ڈال کے جھٹکا مارا وہ دیوزاد غل مچانے لگے اے جوان یہ کیا کرتا ہے خبردار باغ مین نجانا ہم جاکر دیو مرغ سر سے اطلاع کرتے ہین برق ثانی نے کہا آپ انکی بات کو نہ سنیے اندر جائیے خسرو نے دروازہ کھولا باغ کو دیکھا نہایت سرسبز و شاداب غنچے چٹک رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل بیجان کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی آنکھین گردش مین [illegible] گلشن کی کوشش مین قمریان بر سر سرو کوکو کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کے بھر رہی ہین پریزادین حسین و جمیل نوجوان سینے ابھارے ہوے باغ کو دیکھتی پھرتی ہین خسرو نے جو باغ مین داخلہ کیا پریزادین حیران جمال و محو دیدار ہوئین نظارہ جمال کر رہی ہین ایک نے پکارا اے جوان خبردار آگے نہ بڑھنا بارہ دری مین سلاح سلیمانی و ساز و یراق وغیرہ رکھا ہے خسرو نے جواب نہ دیا طرف بارہ دری کے چلے کہ ایک طرف سے کڑاکے کی سم مرکب کی آواز آئی خسرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک مرکب نہایت شائستہ معقول کوہ سرین کوہ کفل دہن غنچہ گل باغ خوبی اسطرح کا نیا رہے کہ اگر مگس بیٹھے تو گر پڑے شاہزادے کو دیکھ کر دونوں سم اُٹھانے چاہا مارے خسرو دامن ہگردان کر آگے بڑھے دونوں بالوں مرکب کے پکڑے کاکل پکڑ کے کلّے پر ایک گھونسا مارا مرکب لے چاہا پچھاڑ کر بھاگے لیکن شیر کے قبضے مین آگیا کب چھوٹتا ہے جست کر کے پشت مرکب پر آئے مرکب نے دوڑنا شروع کیا شاہزادہ جب پشت پر جا بیٹھا ہے بسلیقہ

کر نکل جاتی ہیں مرکب طرارے بھر رہا ہے کبھی بائین کبھی داہنے پر جا پڑا چاہتا ہے شاہزادے کو گرا دون خسرو نے
اسقدر گھونسے مارے کہ سر مرکب کا سوج گیا برق ثانی نے جو دیکھا کہ شاہزادے کو اندر گئے ہوے عرصہ ہوا
کمند ماو کے اندر آیا دیکھا لباس شاہزادے کا پارہ پارہ کڑیان زرہ کی الجھی ہوئی ہین کاکل مرکب بجائے لجام ہاتھ
مین گھوڑے پر سوار گھوڑا دوڑتا پھرتا ہے برق ثانی نے جو شاہزادے کو ناچار دیکھا قریب آیا بازوں پر سے
کمند کھولی پکار کر آواز دی لیکن حاضر ہوا ہین گھوڑے کو باندھے شاہزادے نے کمند برق ثانی سے لی کمند
گھوڑے کے گلے مین ڈالی دوسرا سرا برق ثانی کے پاس پھینکا برق ثانی نے وہ سرا لیا اُسے لیکر ایک درخت مین
باندھا مرکب چاہتا ہے نکل تنگ کمند مین ڈالون تھک بھی چکا ہے پسینے پسینے خوف سے شاہزادے کے کانپ
رہا ہے اور ٹاپین مارتا ہے چاہتا ہے تڑپ کے نکل جاؤن لیکن کمند ریشمی نہین ٹوٹتی شاہزادہ ٹہلتا ہوا سامنے مرکب
کے آیا صورت جو مرکب نے شاہزادے کی دیکھی کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادے نے چند چنے گھانس
کے توڑ کر سامنے مرکب کے کئے مرکب نے گھانس پر منھ ڈالا گھانس کھا کر شاہزادے کا منھ دیکھنے لگا پھر پاپین
قریب آئین جھک جھک کے سلام کرنے لگین برق ثانی نے کہا اب بارہ دری مین چلئے سلاح
دیکھئے خسرو بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر تبرک سلیمانی رکھا ہے ود سپر فولادی خراخ دامن ایک
جانب گرز ایک جانب موزے رکّے گراشیاے معقول خود آہنی چمکتا ہوا زرہ نہایت عمدہ خسرو
دیکھکر خوش ہو گئے جملہ اسباب کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ برق ثانی نے کہا بسم اللہ زرہ پہنئے ہتھیار لگائیے
آپ کیا حیران حیران دیکھ رہے ہین یہ سب چیزین آپ کی تقدیر کی تھین یہ سنکر خسرو نے خود سر پر رکھا
سپر ٹھیک کیا زرہ پہنی جو شئی زیب جسم کی صاف ثابت تھا کہ انھین کے جسم کے واسطے قطع ہوئی تھی جملہ
اشیاے نادرہ جسم پر آراستہ کئے اُسکو پہن کر باہر نکلے سامنے مرکب کے جو آئے مرکب شاہزادے
کو دیکھکر شیہے بھرنے لگا جب شاہزادہ قریب آیا مرکب نے سینے پر منھ رکھدیا سینے کی بو اسقدر خوش آئی
کہ مرکب رام ہو گیا برق ثانی زین و لجام اُٹھا کر لایا مرکب کو کسا کہا بسم اللہ سوار ہو جئے اب جو شاہزادہ
پشت مرکب پر سوار ہوا دیکھا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہے چاہتا ہے اڑ کر فلک پر پہونچوں سبزہ فلک کو
پامال کرون شاہزادہ باہر باغ کے آیا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیو مرغ سر بارہ سو دیوزادون سے اگر
پہونچا مرکب جو زیر ران دیکھا جھلا گیا دہن سے آواز دی او آدم زاد تو ہماری خوراک ہے ہمارے مقام پر
آیا اشیاے سلیمانی حاصل کرلئے کچھ جان کا خوف نہ آیا تو ٹھہر تو ذرا کہ تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا شاہزادہ

گھوڑے سے کودا مرغ سر نے جو دست لگائی خسرو نے خالی دی زمین پر جو دست پڑی کہ زمین سے پانی نکل آیا مرغ سر نے ایک آواز دی ہائے غضب ہوا لقمہ آدم زاد کا گر کر ادا ہو گیا شاہزادے نے نعرہ کیا منم شاہزادہ خسرو شیر دل نعرہ خسرو فرزند امیر نو تصنیف مصنف منم خسرو شیر دل خوش نسب منم نور عین امیر عرب مسخر کن ملک دیوان قاف بلرزند از خوف ایوان قاف نعرہ جو کیا زمین تھرائی مرغ سر نے جو پلٹ کے شاہزادے کو زندہ پایا بہت جھلایا چو دست پھینکا کر چنگل لڑا مشیران سلطنت جو شاہزادے کے ساتھ آئے میں کھڑے ہوئے کانپ رہے تھے آپس میں کہتے تھے بڑا غضب ہوا دیو مرغ سر کہ جو سرکشان قاف سے ہے بڑے بڑے دیوزاد اس سے بھاگتے ہیں کبھی کوئی اس پر غالب نہیں ہوا یہاں مرغ سر نے جو شاہزادے پر چنگل مارا خسرو نے کلائی پر ہاتھ مارا ایک جھٹکا مار کر دیا جھکایا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا ذلیل شکست یہ تھی کہ مثل دال کے خم ہوا برق ثانی نے آواز دی گھونسا چلے اب تو خسرو نے ایک گھونسا مارا دیو کو یہ معلوم ہوا سر اڑ گیا گویا گرز سر پر پڑا ایک چیخ ماری اے آدم زاد اگر تھوک دوں تو تو ڈوب جائے مجھے چھوڑ دے بیٹے مجھے معاف کیا اشیا جو پاکے ہیں آپ سے بیجا خسرو نے کہا او بیجا اب میں کب چھوڑتا ہوں برق ثانی پکار رہا ہے چھوڑیو بلا شکار ہے چھوڑیگا نہیں شاہزادہ لپٹا ہوا مرغ سر سے لڑ رہا ہے اسقدر گھونسے مارے کہ دیو کی پسلیاں سوج گئیں چاہتا ہے کہ چھوڑ کر بھاگ جاؤں جان بچاؤں لیکن پنجہ شیر سے کب چھوٹتا ہے پہر کامل کشتی ہوئی خسرو کا لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پارہ پارہ جسم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں لیکن جنگ پر مصروف ہیں جسم کے غربال ہونے کی کوئی پروا نہیں برق ثانی نے بڑھ کر آواز دی اے شہریار کو سلیم پر اسکو لاؤ کے اکھیڑ کر مارئیے عرصہ ہو چکا سنا ہے میں نے فرزندان صاحبقران دیو کو بہت جلد مارتے ہیں عرصہ انسان سے ہوتا ہے یہ دیوزاد پیچ نہیں جانتے یہ سنا تھا کہ خسرو نے جھپٹ کر دیو مرغ سر کو کیسے پر لاد اکھیڑ کر مارا دھم سے ٹھٹھے کا اٹھا گر اجست کر کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے مرغ سر نے کلمہ بخت کہا خسرو سینے پر سے اٹھے ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا مار مثل کرباس کے چیر کر پھینک دیا بارہ سو دیو جو سامنے کھڑے تھے حربے لیکر شاہزادے پر اپٹے شاہزادہ تلوار کھینچ کر چلا تھا کہ برق ثانی نے بڑھ کر حقہ آتشبازی ہوا دار میں لفظ پھینکا کئی دیو جل کر کوئلہ ہوئے وتانا جو حقہ آتشبازی کا ہوا دیو الامان کہتے ہوئے بھاگے کہتے تھے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی مگر

ٹھہرتے سب مارے جاتے دیو تو بھاگ کر متفرق ہوئے خسرو نے برق ثانی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیکھئے شکار کو آئے تھے کیا شرف حاصل ہوا ایسی اشیائے نادر میں گھر میں بیٹھے رہنے سے یہ اشیا ملتیں شکار میں یہ مزے ہیں آج پردۂ قاف میں مشہور ہوگا کہ فرزند صاحبقران نے خرچ کیا جا بجا دیو زاد دھبرائینگے ملکۂ قرنشیہ سلطان کو خبر ملیگی وہ بھی آپکی ملاقات کی طالب ہونگی اب طرف صحرا کے چلئے خسرو نے چپکے سے کہا ای برق ثانی دیو سے جو لڑا بال اسکے جسم میں چھپے ہیں درد ہی آج مناسب ہو تو اسی مقام پر مقام کرو کل برائے شکار چلیں گے کچھ تو اطمینان ہو جائے برق ثانی نے کہا بہتر اسی باغ کے دروازے پر لشکر اُتارا خیمہ استادہ ہوئے برق ثانی نے اُنکو انکو خیمے میں جگہ دی کہا بھائی نہ گھبراؤ اب دمبدم آرام ہو شاہزادہ جا بجا لشکر کشی کریگا مقابلے پڑینگے جب لشکر کشی ہوئی تو فوج کی خاطر ہوگی افسر جو ہیں کو آراستہ کرینگے تم میں کچھ لوگ افسران فوج ہو نوبت فوج لڑکوں کی سب پر غالب آئیگی سب تمکو مانینگے فوج قدیم جانینگے لڑکے بھی تلواریں باندھے ٹہل رہے ہیں برق ثانی نے باورچی بلوائے سامان کھانا پکنے کا ہوا شاہزادے کی زخم دوزی کرائی پٹیاں مرہم کی زخموں پر چڑھائیں ملکہ درانہ گوہر پوش نے شام تک انتظار کیا جب شام ہوگئی تو باپ کو بلوایا کہا ذرا کسی کو بھیجئے خبر تو منگوائیے شاید رات کو اسی مقام پر رہ گئے ملک یاقوت نے آکر ہرکارے روانہ کئے ہرکارے گئے تھوڑی دیر میں خوشی خوشی واپس آئے ملکہ نے در دولت پر ہرکاروں کو بلوایا ہرکاروں نے عرض کی مبارک ہو آپ کو شاہزادے نے دو یہ مرغ سحر کو مارا بارہ سو دیو زادوں کو شکست دی شاہزادے کسی قدر زخمی تھے باغ سلیمانی پر اُتر پڑے ہیں لشکر والے خوشی خوشی پھر رہے ہیں شاہزادہ شب کو باغ سلیمانی پر رہیگا کل برائے شکار جائیگا ملکہ روتی تھیں کہا جاکر شاہزادے سے کہو کہ ای فرزند یہاں پلٹ آؤ پانچ کوس پر قلعے سے تم اُتر پڑے وہاں تمہارے ساتھ والوں کو تکلیف ہوگی افسر کو ہرکاروں کے روانہ کیا کہ جاکر شاہزادے کو بھیج دو افسر ہرکاروں کا پہر رات گئے لشکر میں پہنچا دیکھا کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے یہاں برق ثانی کھانا تقسیم کرتے پھرتے ہیں شاہزادہ بارگاہ میں ہے افسر ہرکاروں کا پاس برق ثانی کے آیا حکم ملکہ کا پہنچایا برق ثانی نے یہ سنکر جواب دیا جاکر ملکۂ عالم سے عرض کر دینا کہ برق ثانی عرض کرتا ہے اب تو لشکر نکل آیا کھانا سب کھا چکے سونے کا وقت ہے اب حضوری کل پرسوں ہوگی حضور گھبرائیے نہیں اب تو نکل آکے یہاں سب سامان ہوگیا افسر ہرکاروں کا پلٹا ملکہ درانہ سے سب حال بیان کیا کہ حضور برق ثانی کا وہاں انتظام ہے

ہماری کون سنتا ہے برق ثانی کھانا تقسیم کر رہے تھے شاہزادے تک رسائی نہین ہوئی میان برق ثانی نے ہمکو الٹا پھیر دیا ملکہ رونے لگین کہا یہ نگوڑا بھوریا نہین معلوم میرے فرزند کو کہان لیجائیگا دیکھیے اب کیونکر شاہزادہ آتا ہے وہ تو صاف صاف کہ رہا ہے مین اپنے فرزند کو دیکھی دیو مرغ سر سے کیونکر مقابلہ پڑا یہ کہکر ملک یاقوت شاہ کو بلوایا کہا بابا جان آپ جائیے بھاگکر شاہزادے کو پھیر لائیے دیکھیے اُس منفنی نے فساد برپا کرایا دیو مرغ سر مارا گیا سلاح سلیمانی شاہزادے نے حاصل کئے اسپ سلیمانی دستیاب ہوا یہ سنکر ملک یاقوت شاہ سوار ہوئے لشکر کو آگر دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ مشیر جو ساتھ کر دیے تھے وہ الگ خیمے مین اُترے ہین شاہزادے تک انکی رسائی نہین میان برق ثانی طلایہ مقرر کر رہے ہین ملک یاقوت شاہ کو جو آتے دیکھا آگے سلام کیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی ملک یاقوت شاہ نے کہا یہان کیون اُتر پڑے شہر مین کیون نہ آئے برق ثانی نے کہا حضور یہ مقام فتح و ظفر ہے یہان اُترنا ضرور تھا سارے پردہ قاف مین آج مشہور ہوجائے کہ فرزند میر نے دیو مرغ سر کو مارا اسی باغ پر اترے ہین آپ اب جائیے شاہزادے نے آرام فرمایا ملک یاقوت شاہ نے ہر چند کہا کہ مین شاہزادے کو دیکھ تو لون برق ثانی نے قبول نہ کیا یہی کہے گا کہ صاحبقران خود نے آرام فرمایا اب وقت ملاقات نہین ہے تشریف لیجائیے میری جانب سے ملکہ سے عرض کیجیے گا کہ آپ ایک شب کے لئے گھبرتی ہین جب مہینون کی جدائی ہوگی تب کیا ہوگا ان کو جنگ و جدل سے کام ہے گھر مین آنا کیسا ملک یاقوت شاہ پلٹ گئے آگو ملکہ سے بیان کیا ای فرزند وہان برق ثانی کا انتظام ہے کون کسی کی سنتا ہے دیکھنا شاہزادہ کا ہمکو ممکن نہ ہوا ملکہ نے کہا بابا جان آپ جاکر برق ثانی کو نکالدیجیے ایک پریزاد کو حکم دیجیے اسکو پردہ دنیا پر پہونچا دے ایسے فسادی کا ساتھ رہنا مناسب نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کریگا ملک یاقوت شاہ نے کہا بیٹا یہ بعید عقل شاہزادے کے خلاف گذریگا ملکہ نے ایک پری زادے سے کہا تو اس نگوڑے بھورئیے کو اٹھالے پردہ دنیا پر چھوڑ کر چلی آ نرگس پری کنیزون مین تھی اُس نے کہا مین جاؤن نگوڑے کو جاکر دنیا مین پہونچا دون وہان کسی صحرا مین چھوڑ کر چلی آؤن گی ملکہ نے کہا جاؤ یہ شکار گاہ مین جاکر فساد برپا کریگا نرگس پری تڑپ کے گری برق ثانی کو اٹھالیا لیکر چلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری برق ثانی کو ڈال دیا آپ اپنے کو درست کرنے لگی خیال ہے کہ رات بھر اُڑنا ہوگا دیکھئے کس وقت پردہ دنیا پر پہونچنا ہو ٹھہری

جو چلی برق ثانی کی آنکھ کھل گئی تڑپ کے اٹھا کہا ارے تو کون ہے مجھکو کہان لیے جاتی ہے پری زاد نے کہا تمھاری گستاخی ملکہ دردانہ کو ناگوار ہوئی تمکو حکم ہے کہ پردہ دنیا پر پہونچا دو اب تم شاہزادے کے پاس نہ جانے پاؤگے یہ سُن کر برق ثانی خوب ہنسے کہا بی نرگس پری مین آپ چاہتا ہون کہ شاہزادے سے جدا ہو جاؤن تم ملکہ کی مصاحب ہو مجھے دنیا پر لے چلو کچھ گانا سناؤن مین رفیق بے مثل ہون یہ کہکے چند شعر سامنے نرگس کے گائے گا کر تو بڑہ کھولا اسمین سے مٹھائی نکالی کہا بی نرگس پری دو ڈلیان کھا لو راہ مین تکلیف ہوگی نرگس پری کیا جانے کہ یہ نو برس کا لڑکا کیا آفت ہے باکر گا چند ڈلیان کھائین گھبرا کر کہا میان برق ثانی میرا دل گھبراتا ہے کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی نرگس پری اٹھی تھرتھرا کے گری بیہوش ہوئی برق ثانی نے خنجر کمر سے نکالا خیال مین آیا ملکہ آزردہ ہوگی اسکو یہین ڈالدو یہ سوچ کر نرگس کو کنارے ڈالدیا ایک نوشتہ لکھ کر گلے مین باندھا کہ بی نرگس پری اب مجھکو تکلیف نہ پہونچانا تمھاری جان بخشی کی ورنہ مارڈالتا یہان کون دیکھنے والا تھا پہاڑ سے اُتر لشکر مین آکر لیٹا یہ پھر لے لگا تھوڑے عرصے مین نرگس پری کو ہوش آیا وہ نوشتہ دیکھکر بھاگی خدمت مین ملکہ دردانہ کے آئی کہا حضور لڑکے نے مجھے مارڈالا ہوتا بڑا مکار و حیلہ باز ہے اسطور سے مجھسے باتین کین کہ مین نے اسکی دی ہوئی مٹھائی کھائی بیہوش کر کے پہاڑ پر ڈالدیا حقیقت مین اُس نے جان بخشی کی قتل کر ڈالتا تو کون دیکھنے والا تھا ایسے عیّار کا رہنے دینا شاہزادے کے ہمراہ بہت مناسب ہے ملکہ خاموش ہو رہین یہان برق ثانی نے رات بھر ٹہلا دیا دو گھڑی رات رہے شاہزادے کو ہوشیار کیا کہا اُٹھیے سوار ہو جیے سفر مین زیادہ آرام نہ فرمائیے اُٹھیے وقت شکار آگیا شاہزادہ اُٹھا رفع حاجت کر کے نماز پڑھی سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیے باہر آئے دیکھا سب لڑکے بھی تیار ہین برق ثانی گھوڑا لیے کھڑے ہین چند شیر دو وزیر جو ملکہ نے ساتھ کر دیے تھے وہ کنارے کھڑے ہین جب کچھ کہتے ہین برق ثانی انکو جھڑک دیتا ہے کہتا ہے آپ لوگون کو کیا دخل ہے آپ ساتھ رہین اور باتون سے آپکو کیا مطلب ہے شاہزادہ سوار ہو اسب کو ساتھ لیکر اندھیرے مین طرف صحرا کے چلے جنگل مین آکے برق ثانی نے پہلے قراولون کو اشارہ کیا باز بہری چھوٹنے لگے شاہزادہ شکار کھیلتا پھرتا ہے پہر دن چڑھے تک شکار طائران پرند کھیلا فرمایا اے برق ثانی کوئی آہو دستیاب نہوا برق ثانی نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لایا چاہتے ہین دیکھا چند گنوار سامنے دوڑے ہوے آئے عرض کی سامنے دھان کا کھیت ہے وہان دس بارہ ہرن چر رہے ہین شاہزادے نے ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑے

بڑھائے شاہزادے نے دیکھا بیچ مین آہوون کے ایک نر چر رہا ہو قصا شاہزادے نے حکم کیا اور آہو نکا اختیار ہی بیچ مین جو آہو ہو اُس کا ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھائے آہوے کلان جست کر کے سامنے سے شاہزادے کے بھاگا زمانہ کسی کا شاہزادے کو نہایت ناگوار ہوا گھوڑے کو پشتیا یا طرف آہو کے چلے آگے ہو جاتا ہے پیچھے شاہزادہ گھوڑے کو ڈالے ہوئے چلا جاتا ہو ہر مقام پر چاہتا ہو کہیں ٹھہرے تو مین تیر مارون لیکن آہو بھاگتے بھاگتے پہر بہر کامل بھاگا ہو گیا ایک مقام پر چوکڑی بھولا شاہزادے نے تیر مارا آہو بیٹھا کے گرا شاہزادہ جھپٹ کے کودا ایک طرف سے برق ثانی جیدم آہو کو ذبح کیا کہا ای شہریار آئیے اب اسی پر اسکے کباب لگائے برق آہو کو صاف کرنے لگا شاہزادہ ٹہل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دوسرا آہو تیر خوردہ آتا ہو جیسے ہی سامنے شاہزادے کے ہوپنچا شاہزادے نے تیر مارا یہ آہو بھی گرا برق ثانی اسکو بھی ذبح کر کے کھینچ لایا کہ دوسری گرد اڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو چار جانب دیکھتا آتا ہے اپنے آہو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک عیار اُسکو درست کر رہا ہو میرا تیر ساتھ مین ایک نوجوان کے ہیں خون ٹپکتے رہے ہین چاہتے ہین خون پونچھ کے نام پر صون اُس جوان نے للکارا او اجل گرفتہ یہ تو نے کیا کیا میرے شکار کو شکار کیا شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک نوجوان خوش رو للکار رہا ہو شاہزادے نے کہا او بدزبان صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہو ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کیا یہ سُنکر اُسنے کہا ہمارا اس صحرا مین دخل ہو کسکی مجال ہو کہ اس صحرا مین شکار کھیلے بدلہ اُسکا یہ ہو کہ اس آہو کو سر پر اٹھا دو ہمارے مقام پر پہونچا دو شاہزادہ غصے مین کانپنے لگا برق ثانی نے کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہو شہریار اسکو سزا دیجیے بیہودہ بک رہا ہی شاہزادے نے کہا او بیہودہ ہمین اختیار ہو ہمین کیا تو نے مزدور سمجھا ہو کہ ہم آہو کو سر پر لادین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنتے ہی اُسنے ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر سو کا روک کر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کو کاٹا وہان سے گری خود وغیرہ کاٹ کر مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے اس عرصے مین دیکھا صحرا سے دوسری گرد اڑی چند سوار و پیدل اپنے آقا کو ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین دور سے اپنے شاہزادے کا لاشہ زمین پر دیکھا تڑپ رہا ہو حیران ہو گئے کہ ہمارے آقا کو کسنے مارا کہ ادھر سے شیر مان سلطنت شاہزادے کے آکر ہوپنچے انھون نے جو لاشہ اس تاجدار کا دیکھا گھبرا گئے آپس مین کہتے تھے غضب ہوا مہران تاجدار مارا گیا یہ بیٹا ہے شنگل کوہ کن کا کہ

دیوزادون کو مارا ایک نے کہا اور ایک ستم ہوا وجہ اسکی آفتاب گرم رو ملک طلسم آفتاب نگار ہی اور زیادہ اسکو گھمنڈ ہے اُس طرف سوارون کا تانتا لگ گیا کمیدان رسالہ دار جو آئے انھون نے جو یہ معرکہ دیکھا روتے ہوے گھوڑون سے کودے لاش سے لپٹے بین کرتے تھے کہ چراغ شہر شنگل گل کر دیا یہ کون شخص ہے برق ثانی نے پکار کر آواز دی کہدیا فرزند صاحبقران خسرو شیر دل کہ بطن سے ملکہ دردانہ گوہر پوش کے پیدا ہوا ملک یاقوت شاہ کا نواسا ہے وہ لوگ لاشہ اٹھا کر روتے ہوے طرف شنگل کے چلے یہان مشیرون نے خسرو کو گھیر کر کہا اب شکارگاہ سے پلٹیے شاہزادہ نہ مانتا تھا منت خوشامد کرکے پھیرا جب شاہزادہ پلٹا مشیر پہلے چلے آکر یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ آپکے فرزند نے مہران تاجدار کو مار ڈالا سابق سے کد و کاوش چلی آتی ہے ملکہ دردانہ رونے لگین کہا بڑا غضب ہوا اب وہ کیا ستم نہ برپا کریگا آخر مشیرون نے صلاح دی کہ اب ایک صورت ہے شاہزادہ جو آئے انکو ٹال دیجیے یہان سے نکالیے ہمپر آپ پر جو گذریگی وہ جھیلین گے یہ صلاح کرکے بیٹھے کہ دیکھا شاہزادہ کمال شوکت وشان سے اشیاے شکار سے ارابے بھرے ہوے آکر پہونچا شکار سب کو تقسیم ہونے لگا جب محل مین آئے مان نے رقت کو ضبط کیا صورت دیکھکر خیال آتا تھا اب یہ صورت خاک مین ملجائیگی شنگل نہایت بد مزاج صاحب زور وطاقت صاحب فوج ولشکر سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین ان خیالات کو دل سے دفع کرکے آنکھین ملے سے لگایا جانور شکاری ہاتھ سے لیے کہا اے نور نظر تمنے یہان کے صحرا مین کیا شکار کھیلا جب شکارگاہ سلیمانی مین جاؤ گے تو شکار کا مزا پاؤ گے خسرو نے کہا ہمین رخصت دیجیے ہم وہین جاکر شکار کھیلین آپ کا حکم بجا لائین اندر باہر خبر ہوئی برق ثانی کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ شکارگاہ سلیمانی مین براے شکار جائیگا سب لڑکون کو خبر پہونچائی لڑکے بھی خوش ہین کہ ہمراہ آقا کے شکارگاہ مین بڑے لطف ہونگے ہم بھی شکار کھیلین گے طائران صحرا کو شکار کرینگے رات کو شاہزادہ نے آرام کیا مان کی بیقراری شمع ہاتھ مین سرہانے بیٹھی جمال دیکھ کے روتی ہین کہ یہ ہم سے جدا ہوتے ہین اب ان کو کاہیکو زندہ دیکھین گے اب ہم سے جدا ہوتے ہین نہین معلوم وہ جابر بہار کیا حال کریگا قلعے کی کیا کیفیت ہو رات بھر اسی خیال مین رہین بلکہ گلگشت جمال کی کرکے سحر کی شاہزادہ سو کر اُٹھا مان کو جو قریب پایا مان کو اُٹھتے ہی سلام کیا برق ثانی نے آکر سلام کیا شاہزادے نے پوچھا ہمارے ساتھ والے تیار ہین عرض کی یہی عرض کرنے آیا تھا کہ ملازمان شاہی در دولت پر سب حاضر ہین

شاہزادہ خوشی خوشی اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے نماز پڑھی ماں نے صندوق سلاح
سنجوگ لا کے سامنے رکھا شاہزادے نے خود سر پر پہنا ماں کے سر میں درد ہونے لگا جب زرہ پہنی
کمر بند باندھا ماں نے کر تھامی قلب کانپ رہا ہے فرزند نے ہتھیار لگائے کلیجہ پر چھری سی پھر گئی آنکھوں سے آنسو
پونچھتی جاتی ہیں فرزند کو لباس پہنایا چاہتی ہیں جلدی رخصت ہوں ایسا نہو وہاں سے فوج آ جائے لباس
پہنکر ماں کو سلام کیا ماں نے سراپا کی بلائیں لیں آنکھیں دو ائیں دائیاں گوشوں میں دعائیں مانگ رہی
ہیں پروردگار جسطرح یہ شیر پشت دکھا کے جاتا ہے اسی طرح آ کے چہرہ دکھائے ہم سب اسکو دیکھکر شاد
ہوں پروردگار یہ گھر اس شیر سے آباد ہو شاہزادہ لباس پہنکر ہتھیار لگائے ہوئے جو باہر چلا ماں پیچھے
پیچھے روتی ہوئی آئی ہے خسرو نے کئی مرتبہ پلٹ کر کہا اے مادر مہربان جو آپ زیادہ بیقرار ہوں تو ہم ابھی نکل
کو نجائیں یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالدئے ماں نے کہا نہیں بیٹا جاؤ جب یہاں سے آدمی پہونچے تب پلٹ
کے آنا ہے ہماری اطلاع کے نہ آنا ملک یاقوت شاہ بھی روتا ہوا چلا شاہزادہ باہر آیا پشت مرکب
پر سوار ہوا بارہ سو لڑکے چھوٹے چھوٹے نیمچے ہاتھ میں لئے ہوئے خود چھوٹے چھوٹے سروں پر گھوڑوں پر
سوار عقب میں شاہزادے کے برق ثانی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اشیلہ عیاری سے آراستہ شاہزادے کو
سمجھاتا ہوا ساتھ ساتھ آتا ہے اسطرح شہر سے نکل گئے طرف شکار گاہ سلیمانی کے چلے لیکن برق ثانی سے
فرماتے ہیں مادر مہربان بہت بیقرار تھیں نانا جان بھی بہت روتے تھے اسکا کیا باعث تھا برق ثانی کہتا ہے
اے شہریار آپکی محبت سب کے دل میں ہے اسی وجہ سے بیقرار تھے اب شکار گاہ سلیمانی میں خوب شکار ہوگا یہ تو
طرف شکار گاہ سلیمانی کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا تحریر ہوگا ملک یاقوت شاہ نے پھاٹک قلعے کا کھلوا دیا
ہتھیار سب کے کھلوا ڈالے انتظار میں بیٹھے ہیں یہاں شنگل فیلزور تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے کہہ رہا ہے آج
کئی دن ہوئے فرزند میرا برسے شکار گیا پلٹ کے نہیں آیا کیا باعث ہوا وزرا کہتے ہیں بعد عرصے کے برائے
شکار گئے ہیں آج ضرور آئینگے حضور نہ گھبرائیں یہ ذکر تھا کہ دربار گاہ سے رونے کی آواز آئی کہ دیکھا رفیقان
مہران تاجدار ایک چارپائی پر لاشہ مہران تاجدار کا لیے ہوئے روتے پیٹتے سامنے شنگال
کے آئے کہا اے شہریار ہاتھ سے خسرو شیردل کے آپ کا فرزند مارا گیا کسی وجہ میں صاحبقران قلعہ
گہر ریز پر آئے دردانہ گوہر پوش کے ساتھ شادی کی اُسکے بطن سے وہ پیدا ہوا اسی جنگل میں
مقابلہ پڑا اُسنے بیک ضرب شمشیر شاہزادے کے دو پرکالے کیے یہ سنکر شنگل نے اپنے کو تخت سے

گرادیا کہا یار وچراغ شہر مہرانیہ وچراغ طلسم آفتاب نگار گل ہوگیا تمام عمر مین ایک فرزند نصیب ہوا اُسکا یہ حال ہوگیا شیرون وزیرون نے سنبھالا ارتھی بنائی بڑی دھوم سے لاش اُٹھائی صحرا مین لیجا کر لاش کو جلایا کئی دن شنکل اس غم مین محل سے نہ نکلا کئی دن کے بعد وزیرون نے لاکر تخت پر بٹھایا ذکر جو فرزند کا نکلا جھلا کر کہا کیا غضب کی بات ہے کہ مین زندہ رہون اگر بہرام فلک قصد کرے تو اُسکو بھی مٹا دون قاتل میرے فرزند کا زندہ ہے تم مین کوئی ایسا ہے کہ خسرو کا سر لائے یاقوت شاہ کو قتل کرے دردانہ کو گرفتار کرکے مابدولت کے سامنے لائے یہ سنتے ہی افراش گرگدن سوار کہ اُستاد فن سپاہ گری بھی مہران تاجدار کو سکھائے تھے روتا ہوا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یہ خدمت غلام کے سپرد ہو غلام کو بڑا قلق ہے اس خدمت کو مین بجا لاؤنگا بغیر شاہزادے کے دربار مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا قلعہ کھدوا ڈالونگا مین جا کر سب انتظام کرونگا شنکل نے حکم دیا اسی ہزار فوج ساتھ لیکر طرف قلعہ گھر ریز کے چلا ہرکارون نے یہ خبر ملک یاقوت شاہ کو پہونچائی یاقوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یارو جب افراش اندر قلعے کے آئے کہنا حمزہ نے آکر زبردستی شادی کی وہ لڑکا خدمت مین ملکہ قریشیہ کے چلا گیا بہن کے پاس جا کر رہے گا اگر وہ اُنپر لشکر کشی کریگا تو مزا پائیگا مین عجز کرونگا تم لوگ دخل نہ دینا جسطرح آتا ہے اُسی طرح آئندہ تخت پر یاقوت بیٹھے کانپ رہے مین نہایت تردد ہے افراش گرگدن سوار سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا تو پہرہ وغیرہ ندارد پھاٹک کھلا ہوا ہے ساتھ والون نے تلوارین کھینچ لین گینڈا بڑھا کر داخل قلعہ ہوا شہر کو دیکھتا ہوا کہین سامان جنگ نہ پایا آخر گینڈے سے اُترا افسرون کو ساتھ لئے ہوے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا یاقوت شاہ تخت پر بیٹھا ہے گرد رفقا یاقوت شاہ تخت سے اُٹھا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران آئیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا افراش نے کہا او مکار سوا سطے بیٹی مسلمان کو دی چراغ شہر مہرانیہ گل کر دیا اب کیونکر مہلت پائیگا یہ سُنکے ملک یاقوت نے ہاتھ باندھکر کہا ای پہلوان دوران مین اس مقدمہ سے آگاہ نہین وہ لڑکا حمزہ کا تھا اپنی بہن کے پاس چلا گیا نہایت بد وضع تھا اگر اُسکی تلاش ہے تو شہر زرین حصار پر جائیے یہ سنکر افراش کانپنے لگا سر اُس مومن کے ٹھوکر ماری جب نو ملک یاقوت نے کہا او نالائق جو کوئی سر جھکائے اُسکا یہی عوض ہوتا ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افراش جو غصے مین اُٹھا اب تو دربار مین یاقوت شاہ کے بلڑ ہو گیا تلوار چلنے لگی لیکن افراش نہایت زبردست ہے جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے جسے آنکھ ملائی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین

دو ٹکڑے کئے ہنگامہ گرم ہوا ملک یاقوت شاہ لڑتا ہوا باہر نکلا افراش کی فوج نے بلوہ کیا ہزارہا بیگناہ مارے گئے افراش لڑتا ہوا برابر یاقوت کے پہونچا یاقوت نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار پر روک کے اُسنے ہاتھ مارا کہ سر کٹکے یاقوت کا زمین پر گرا فوج والوں نے جو یہ دیکھا بھگدڑ پڑ گئی افراش سب کو بھگاتا ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا کنیزیں لڑنے لگیں افراش مارتا ہوا اندر گھسا کئی سو کنیزیں قتل کیں دریا خون ڈیوڑھی پر بہایا ملکہ دردانہ نے جو سُنا چاہا بھاگ کر اپنے کو کوئیں میں گرا دوں کہ افراش نے دوڑ کر پکڑا گرفتار کر کے بے پردہ محافے میں سوار کیا کنیزوں کو قتل کیا محل کو خوب لوٹا باہر آکر سر یاقوت نوک نیزہ پر رکھا شہر کو کھدوایا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش و سر یاقوت شاہ کو لیے ہوئے باہر آیا شہر کو تباہ کیا لاشہ یاقوت شاہ کا در قلعہ پر لٹکا دیا اب سوچا کہ میں نے قاتل کو نہ پایا شاید قاتل کہیں بھاگ کر حوالی شہر میں چھپا ہو پتہ لگاؤں بھائی اسکا قماش فیل سوار اُس سے کہا تو قید ملکہ و سر یاقوت شاہ لیکر خدمت شاہ میں چل میں قاتل کا سر لیکر آتا ہوں قماش فیلسوار قید ملکہ و سر یاقوت لیکر طرف قلعہ مہرانیہ کے چلا افراش بیرون شہر فرد کش ہو ہر کارے پہ تلاش شہزادہ خسرو روانہ کئے ہر کارے جاتے ہیں مجبور پلٹ آتے ہیں کہیں پتہ شاہزادے کا نہیں ملتا پیاترا ہوا ہو قضائے کار جو غم یہاں یہ معرکہ گذرا شاہزادہ شکار گاہ سلیمانی میں شکار کھیل رہا تھا خود بخود گھبرایا کہا ای برق ثانی خدا خیر کرے دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی لڑکے بھی سب اُسی شہر کے رہنے والے یہ بھی سامنے شاہزادے کے رونے لگے کہا حضور جی چاہتا ہے چیخیں مار کے روئیں اپنا حال ابتر ہی نہیں معلوم شہر میں کیا معرکہ گذرا شاہزادہ بھی پریشان برق ثانی بھی تڑپ رہا ہی کہ دیکھا ایک طرف سے پانچ چار سوار گھبرائے ہوئے پریشان خاطر زخم دار بیقرار آتے ہیں خسرو نے کہا ان کو بلاؤ ان سے پوچھو وطن آئی ہو ملازمان شاہزادہ گئے انکو بلا کر لائے شاہزادے نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک سوار نے شاہزادے کو پہچانا کہا اے شاہزادہ والا قدر ہم آپکے نمک خوار ہیں نہایت بیقرار ہیں قلعہ مہرانیہ سے بعد آپکے آ پہنچے افراش گرگدن سوار فرستادہ شنکل آیا معاوضہ خون مہران میں آپکے نانا کو قتل کیا ماں کو آپکی گرفتار کر کے روانہ کیا سارا شہر ویران کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے ہم لوگ بھاگ کر نکل آئے یہ سُنکر شاہزادے نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا بارہ سنگا رونے لگا جنگل میں ٹسوں پڑ گئی صحرا تمام رونے سے لڑکوں کے ہلتا تھا بعد عرصے کے شاہزادے نے کہا کیوں اے برق ثانی افراش گرگدن سوار نے کوئی پہلوان

ہی اپنی جرأت پر اُسکو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہے بڑھے آدمی کو مارا انشاء اللہ اگر جلکر سزا ے کامل نہ دی اور مان کو بھی نہ رہا کیا تو نام اپنا خسرو شیر دل نہ پایا کیون ای برق ثانی اب حال کھلا مادر مہربان و نانا جان کے رونیکا یہ باعث تھا افسوس مفتاین نانا جان نے اپنی جان دی مین ہوتا تو حال اُسکی جرأت کا کھلتا یہ کہ کے شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا خستہ و شکستہ چلا برق ثانی رکاب پکڑے ہوے کہتا ہوا ای شہریار بڑی جرأت اُسنے دکھائی شاہزادہ خاموش کبھی کہتا ہے کیون ای برق ثانی اگر قبلہ و کعبہ اس معاملے کو سُنین تو کیا فرمائین یہی فرمائینگے کہ ہمارے خاندان مین نامرد پیدا ہوا ہم کیا جواب دینگے برق ثانی کہتا ہی انشاء اللہ آپ جلکر اُسکو سزا دینگے بلکہ اُسپر غالب آئینگے یہ کہتے ہوے جاتے ہین ایک دن ایک رات اسی روار دی مین گذرا صبح کا وقت ہے افراش کرگدن سوار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہ اثر کا بارہ سے لڑکون سے صحرا مین گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی یہ سُنتے ہی افراش اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کئی دن یہ لڑکا چھپا رہا آج نکلا ہی ایسا نہ ہو کہین دور بھاگ جاے کہا گینڈا لاؤ گینڈے پر سوار ہوا اسی ہزار فوج مین قرنا ہوئی سب کو ساتھ لیکر چاہا چلون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا پشت مرکب پری پیکر پر شہزادہ سوار چہرہ آفتاب عالمتاب نہایت کمسن گھوڑے کو ڈالے ہوے اسی طرف آتا ہی افراش نے گینڈے کو بڑھایا شاہزادے نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ خسروی

منم نور عین امیر عرب	مسخر کن ملک دیوان قاف	منم خسرو شیر دل خوش لقب
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف	بلرزند از خوف الوان قاف

نعرہ کرکے افراش پر جا پڑا بارہ سو لڑکے اسی ہزار جوانون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے لیکن اسی ہزار مین بارہ سو لڑکے کھڑے لڑ رہے ہین جس مقام پر دو ہزار جوان افراش کے ہین وہان دس لڑکے لڑکے نام روشن کر رہے ہین اکثر جا بجا مارے بھی گئے اگر کوئی لڑکا مارا گیا اور شاہزادے کی نگاہ پڑ گئی تو بہت بیقرار ہوتا ہی یا پہا ہی افراش نے نیزہ بازی سیکڑون اپنے رفیق کے قاتل کو جاکر مارون گا افراش سے نیزہ چل رہا ہے برق ثانی نے وہ عقربانے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جوان جلا دئے کبھی کمند بازی کرتا ہی کبھی تیغ لیکر لڑتا ہی جو پشت پر شاہزادے کی آیا اُسکو جست کرکے خنجر مار دیا کمسن قد چھوٹا اگر سوار تک نہین پہونچتا گھوڑے یا گینڈے کے پاؤن کاٹ دیتا ہی جب سوار گرا گرے ہوے کو مارا شاہزادہ تعریفین کر رہا ہی برق ثانی

کیا کہنا برق ثانی نے کہا اے شہریار دیر نہ کیجیے نیزہ حریف کا اٹکا ہے دیکھیے شست اُسکی سُست ہوئی یہ سُنتے ہی خسرو نے نیزے کو آڑا ترچھا کیا کا ٹھکے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا برق ثانی نے پکار کے کہا اے شہریار سبحان اللہ کیا مزے سے لڑ رہے ہیں افراش نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا شاہزادے نے اوجھر سپر کی لگائی تلوار اُسکی ٹوٹی اوپر سے ہاتھ مارا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے افراش نے اپنے کو بچایا تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی افراش گینڈے سے گرا شاہزادے نے سانئے میں تلوار کے افراش کو لیا چاہا ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے افراش نے ناچار ہو کر دانت نکال دیے عاجز ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا شاہزادے نے ہاتھ روک لیا خسرو شیر دل نے کہا اے افراش او گینڈا منگا تلوار طلب کر عاجز کو ہم نہیں مارتے جب تو برابر سے وار کریگا انشاء اللہ کوک کر مار ینگے یہ کہکے ہاتھ روکا افراش نے دیکھا ایسے مقام پر کوئی حریف کو مہلت دیتا ہے اس جوان نے تیری جان بخشی کی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار مین تابعدار ہون جو خطا کی اُسکی سزا ملی آپ تو میرے جان بخش ہین مین نے غلامی اختیار کی فوج کو پکارا خبردار شمشیر زنی نہ کرد مین نے اطاعت اختیار کی سب رُک گئے کہا ہم نے بھی غلامی اختیار کی شاہزادہ گھوڑے سے اُترا طرف قلعے کے چلا دیکھا قلعہ کھدا پڑا ہے پھاٹک پر لاش نانا کی دیکھی بہت روئے لاش اُتروائی کہا اے افراش سر لاؤ کہ نانا جان کو دفن کرون افراش قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار غلام سے بڑی خطا سرزد ہوئی سر آپکے نانا جان کا اور قیدہ مادر مہربان کی طرف مہرانیہ کے روانہ کر دی دس ہزار فوج سے تماش کو روانہ کر چکا یقین ہے وہ شہر مین پہونچے ہون یہ سنتے ہی شاہزادہ اُٹھا کہا ابھی جاؤنگا یا سر نانا کا اور مادر مہربان کو لاؤنگا یا اپنی جان دونگا تم اے افراش شہر کو آباد کرو رعایا کو ڈھونڈھو مین نہیں بارہ سو لڑکون سے جاؤنگا یا تو قضا لیے جاتی ہے یا انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا ہر چند افراش نے روکا مگر شاہزادے نے نہ مانا افراش نے یہ بھی کہا مین ساتھ چلون کہا نہیں تمہارا ساتھ چلنا بہتر نہیں مین نہیں لڑکون سے جا کر لڑونگا نانا کی لاش کو صندوق مین رکھکر سپرد زمین کیا ہر چند کہ دن کم باقی تھا لیکن اُسی وقت شاہزادہ سوار ہوا بارہ سو لڑکون کو ساتھ لیکر مع برق ثانی چلا افراش روتا ہوا رہگیا یہ بھی کہدیا کہ حضور مجھسے بہتر زور و قوت مین وہان موجود ہین چار لاکھ فوج رکھتا ہے آپ بارہ سو لڑکون سے کیا کرینگے خسرو نے کہا اے برادر مرنے والے کے نزدیک ایک اور لاکھ برابر ہین جسکو جان بچانا منظور ہو اُسکے

نزدیک ایک بھی بہت ہی اور اگر جان نہ رکھنا منظور ہی تو ایک اور لاکھ برابر ہین افراش پلٹ کر قلعہ مین آیا
شاہزادہ روتا ہوا چلا جب افراش کی نظروں سے مخفی ہوے افراش نے ہرکارے روانہ کئے تاکید کی جو
میرے آقا پر گذرے فوراً مجھے خبر پہونچاؤ ہرکارے چلے مگر برق ثانی نے راہ مین عرض کی اسی شہر پر جو
عوض کرون اگر مناسب ہو قبول فرمائین اگر نامناسب ہو اختیار ہی حضور آہستہ آہستہ آئین پہلے غلام جاکے
جاکر دیکھے شنگل کیا کر رہا ہی اور جو کچھ بن پڑیگا وہ کریگا شاہزادے نے کہا اچھا ہم چلکر قریب شہر ٹھہرتے
ہین تم بڑھو برق ثانی تڑپ کر چلا راہروی کرتا ہوا قلعۂ مہرانیہ مین پہونچا دیکھا شہر آباد و وسیع ہی اب جو
برق ثانی نے دریافت کیا تو حال معلوم ہوا کہ یہان سے بارہ کوس پر کوہ نیرنگ ہی اسپر تصویر
سامری و جمشید مثل انسان کے باتین کرتی ہی شنگل نے جو ملکہ کو دربار مین بلایا تھا صورت زیبا دیکھ کر
عاشق ہوا تھا سوال وصل کیا ملکہ نے کلمات سخت کہے جو پیغام لیکر آیا تھا اُس سے کہا اُس نابکار سے
کہنا تیری یہ مجال ہوئی کہ ہمسے ایسے پیغام کرتا ہی کیا کہین زمین سخت آسمان دور جان دینے سے مجبور
کوئی تدبیر ایسی نہین ہی کہ جان دین کوئی ہم کو زندہ نہ دیکھے اسقدر تو نے ہمکو ذلیل کیا قید کر کے
دربار مین بلایا اور ایسا مہمل سوال کرتا ہی ہم تیرے گنہگار ہین ہمکو قتل کر خبردار اب کبھی ایسا سوال
نہ کرنا جو پیغام لایا تھا وہ بمجبوری بلا مناسب حال اگر شنگل سے کہا شنگل نے مشیرون سے
صلاح کی سب نے صلاح دی کہ کوہ پر ملکہ کو لے چلیے تصویر خداوند سے درخواست کیجئے وہ فوراً
دل پھیر دینگے شنگل کو یہ صلاح پسند آئی پچیس ہزار جوان ساتھ لیکر طرف کوہ مذکور کے چلا برق ثانی
یہ خبر سن کے پلٹا راہ مین شاہزادے کو خبر دی کہ شنگل شہر مین نہین ہی طرف کوہ نیرنگ کے گیا
راہ مین چلکر پہونچیا کو پیچھے رات کو اُسکے لشکر پر شبخون مارئیے اور مادر مہربان کو مع سرا اپنے نانا جان کے
نکال لائیے یہ خبر سنکر شاہزادہ بہت خوش ہوا اسی طرف گھوڑے کو پھیرا یہان شنگل زیر کوہ نیرنگ اگر
ٹھہرا ہی برہمنون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی برہمنون نے کہا کل آپ بالائے کوہ چلیے ہم سفارش
کرینگے اگر دریاے رحمت نے جوش مارا تو یہ کتنی بڑی بات ہی کہ قدرت دل اُسکا پھیر دین اور آپ سے
محبت کرے یہ خبر سنکر شنگل راضی ہوا رات کو اسی مقام پر قیام کیا ایک خیمے مین ملکہ کو رکھا اسر یاقوت
نوک نیزہ پر نصب ہی پچیس ہزار جوان جابجا اُترے ہین بارگاہ بڑی استادہ ہی ملکہ سے کوئی کلام نہین کر سکتا یہ
قید خانے مین ملول و حزین بیٹھی ہین کبھی فرزند کو یاد کرتی ہین کبھی بادصاحبقران مین فریاد کرتی ہین کبھی کہتی

پہن ہائے مگر مین یہ انجام جانتی پاس قرشیہ سلطان کے چلی جاتی و مجھکو آنکھوں پر رکھتین ہر چند کہ آسمان
بری شعبدہ جوالہ ہے لیکن ملکہ قرشیہ ضرور خاطر کرتین تقدیر ہماری برگشتہ تھی یہ ہی سر رات گئی ہو کہ لشکر مین غلغلہ ہوا
آواز آئی ہاشیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیدرد غافر کہ دانند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سر نقشہ شیران نعرہ برآمد

امیر عرب حمزۂ شیر دل	امیر عرب ضیغم روزگار	گزو گشتہ سہراب و رستم خجل
بحکم خدا بستہ شمشیر جار	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	یکے تیغ صمصام و قمقام نام

مشرق سے یہ نعرے کی آواز
آئی مغرب سے چھ ہزار جوان واسطے روکنے صاحبقران عالیشان کے چلے کہ جنوب سے آواز آئی ہاشیدا
ای بیحیاؤ میرے ہاتھ سے کیا بچو گے منم دارا ے بند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور جریدہ ہائے
ہو یار اگر فتم تا بہ ہندوستان اگر نام نپیدائی منم لندھور بن سعدان ایک طرف سے
مالک کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے نعرہ بہرام ہوا ایک جانب سے رستم ایک جانب
سے نعرہ بدیع الزمان کا اب جو اندھیرے مین چلے مشرق والون نے دیکھا مغرب سے لوگ
آتے ہین انکو حریف سمجھے آپس مین لڑنے لگے جنوب والے جو چلے شمال والون سے بھڑ پڑے
گوشت خرد دندان سگ آپس مین ہو رہا ہے یہ صدا ئین سنکر شنکل خیمے سے نکلا روشنی کے ساتھ ہی جان
دیکھا اپنی فوج آپس مین لڑ رہی ہے انکو ہٹاتا ہوا ایک سمت پہونچا دیکھا ایک لڑکا کس جنگ کر رہا ہے
کئی پہلوان مار کر ڈالدیے سمجھا کہ یہی حمزہ عرب ہی زوجہ کا حال سنکر آیا شبخون کر اللکارا او حمزہ
کہان جاتا ہی منم شنکل بن شنکال تاجدار یہ کہنا تھا کہ خسرو برق جندہ بنکر جا پڑا اللکارا او مردود
مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالی لڑکے بھی جا بجا لڑ رہے ہین برق ثانی نے خیمون مین آگ
لگا دی اب جو برق ثانی نے ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ مقابلے مین شنکل بن شنکال
تاجدار کے پہونچا برق ثانی قید خانے پر تڑپتا ہوا پہونچا دو تین ایسے حقہ ہائے آتشبازی مارے کہ
نگہبان کچھ جلکر گرے باقی فریاد کرتے ہوے بھاگے برق ثانی خیمے مین گھسا دیکھا کہ ملکہ دردانہ
گوہر پوش سر زمین پر ڈالے پڑی ہین کنیزین بیٹھی رو رہی ہین برق ثانی نے کہا ای ملکہ عالم تمھیے
ایکا فرزند شنکل مین شنکل سے لڑ رہا ہے افراش ہو آپکے شہر پر بھی اسکو بھی مطیع کر لیا ملکہ نے گھبرا کر
سر اٹھایا برق ثانی کو دیکھا دریای خون مین نہایا ہوا آیا ہے گھبرا کر پوچھا ای برق ثانی میرے فرزند بکیا گذری

کہا حضور خیر و عافیت ہی کیفیت تو عرض کی افراش کو جا کر زیر کیا اب یہان پہونچے لشکر کو شنکل کے تباہ کیا ہی اب یقین ہی مقابلہ پڑے گھبرا کر ملکہ نے کہا ای برق ثانی میرے فرزند کو ہاتھ سے دشمنوں کے بچانا کہا حضور تو نکلین برق ثانی چند گھوڑیان پکڑ کے لایا اُس پر ملکہ کو مع کنیزان سوار کیا ایک ایک گھوڑی پر دو دو کنیزین سوار کین ملکہ دردانہ جو قید خانے سے نکلین دیکھا شنکل بن شنگال تلوار کھینچ کر شاہزادے پر آیا ہی شاہزادہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ یہ تلوار لگائے تو ہاتھ مارون اُسنے تلوار لگائی تھی اُسنے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر بیٹا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا سپر کے دو ٹکڑے ہوے چمک کے تلوار جو گری سر کو بھی زخمی کیا شنکل نے دوسرا وار کرنا چاہا تھا کہ برق ثانی لے حقہ آتشبازی مُنھ پر گینڈے کے مار دیا گینڈا بھاگا لاکھ چاہتا ہی روکون حقہ جو مُنھ پر گینڈے کے پڑا مُنھ جھلسا ہوا بھاگا جاتا ہی ساتھ والے شنکل کے بھاگے کچھ مارے گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب بھاگے لڑائی فتح ہوئی شنکل کو گینڈا لیکے جنگل مین پہونچا چند کس شنکل اُسکے پاس پہونچے کہا ای شہریار یہ لڑائی تھی یا غضب خداوندی تھا کہ لڑکون نے لڑکے لڑائی کو فتح کیا شنکل کو گینڈے سے اُتارا ہوا دار پر سوار کیا شنکل گھبرا کے پوچھتا ہی ارے ملکہ پر کیا گذری چند نگہبان قید خانے کے بھاگے ہوے آئے کہا حضور عجب قیامت برپا تھی آگ ہم سب پر برس رہی تھی قدرت نے عذاب کیا تھا حمزہ یہان کہان غضب خداوندی تھا اگر شاید حمزہ تھا تو آگ کسنے برسائی غضب خداوندی کہنا چاہیے آپنے بڑی خطا کی کہ زیر کوہ ٹھہرے رہے برائے زیارت تصویر خداوند نہ گئے اسی وجہ سے قدرت نے عذاب نازل کیا چارطرف آگ برس رہی تھی صدہا خیمے جلے ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی کدھر بھاگ کے جاتے ہر طرف آگ ہی آگ تھی ساتھ والون نے کہا جب خیمے پر آگ برسی ایک لڑکا خیمے مین گیا تھا وہ ملکہ کو چھڑا لیگیا شنکل نے آہ کی کھایا رو کیا کہون دل مین درد رنگت زرد اُس معشوق کو چھڑا کر لیگئے کیا نہ سیر کر دن مدت سے اسیر عاشق تھا عجب سے ملکہ آفتاب گر نخو سے ملاقات ہوئی اِدھر کا خیال بھولا نظم

اپنی ہستی پر نکون ہو منفعل ہر بار درد	جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے	باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب ہیوددست	ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
صورت معشوق ہے اسکی جدائی ناگوار
بے مصیبت دوستو لطف سخن ہوتا نہین
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
عاشقوں کے حال کی معشوق کو پروا نہین
نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیز عشق
ہم نفس کیا پوچھتا ہے نالے مین کرتا ہون کیون
کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تازیان
چاک کرتا ہے دم فریاد ہر گل پیرہن
کم نہین ہے زخم سے ایذا کلام تلخ کی
بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہے

کسقدر رکھتا ہے دل مین عاشق بیمار درد
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد
دل مین ہے میرے بہ شکل لذت بیکار درد
دوست رکھتا ہے نہایت زخم جسم زار درد
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
کیا کسے رکھتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد
تجھکو کیا معلوم ہے رکھتے ہین کیا ای یار درد
کیا عجب پیدا اگر ہو دل مین میرے اشعار درد
آج کی شب ہے مرے پہلو مین بسیار درد
غیر ممکن ہے کہ ہو بلبل کا دل آزار درد
کسقدر رکھتا ہے شور بلبل گلزار درد
کرتی ہے پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
آج رکھتا ہے قسیم اپنا دل افگار درد

سب نے کہا حضور اب گھر چلیے جو مرنے سے باقی رہگئے تھے ان سب کو ساتھ لیکر شنکل آہ آہ کرتا ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا یہان شاہزادہ جنگ فتح لہکے دس کوس پر ایک جنگل ہے اسمین آیا اُسی مقام پر اُتر پڑا امان سے کہا اب آپ شہر چلیے مین بے غیرت بھی آؤنگا افراش شہر آباد کر رہا ہے وہ مصروف خدمتگذاری رہیگا مین بھی بہت جلد آؤنگا ہر چند ملکہ نے کہا ای فرزند ساتھ چلو خسرو نے قبول نکیا ملکہ کو روانہ کر دیا ملکہ شہر مین آئین افراش حاضر ہے حال دریافت کر کے وجد مین آگیا دمبدم تعریفین کرتا تھا کہ شاہزادے نے کیا کمال کیا زیر کوہ نیرنگ پہونچا اور ملکہ عالم آپ کو رہا کرنا انھین کا کام تھا کیا کسی کی مجال تھی کہ مقابلہ شنکل مین جاتا جو جرات مواقی ہے انھین کے واسطے ہے مگر نہ آنے کا کیا سبب ہوا اب واضح ہو ملکہ نے سب حال افراش سے کہا افراش نے رعایا جمع کی مکان شہر کے بنوانا ہے شاہزادہ صحراے سبزہ زار مین خود گرش ہے لیکن ملکہ کے حقیقی بھائی الماس تیغ زن چندے سے براے شکار گئے ہوئے تھے ایک صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ صحراے گرد الماس چند سوار

پیدل زخم کھائے ہوئے حیران و پریشان شہر سے بھاگ کے مستعد وقت نکلے الماس نے آنکو بلایا خود بھی پریشان ہو رہے تھے جس سے غم تھا ان لوگوں نے الماس کو بچایا اور رو رو کر سب حال ملکہ گوہر ریز کا بیان کیا کہ آپکی بہن کو گرفتار کرکے روانہ کر دیا باپ کو آپ کے قتل کیا یہ سنکر الماس بہت روئے بارہ ہزار جوان ساتھ تھے سب روئے جب ہوش و حواس درست ہوئے الماس نے کہا بڑی غیرت کی بات ہے کہ بہن گرفتار ہو ہم زندہ رہیں اور بہن گرفتار ہو کر سامنے کافر کے جائے اگر تم سب ساتھ دو تو چلکر شہر میں ہنگامہ ڈالدیں کیا عجب ہے کہ شنکل سے بھی مقابلہ پڑے اگر اسکو مارا اور بہن کو چھڑا لیا تو شہر میں قسم دکھائینگے ورنہ اسی بھیڑ کے مرجائینگے سب نے کہا غلامان جانباز ساتھ میں ہمارے بھی عزیز قتل ہوئے انکا چلکر بدلہ لیں بہیا کو چلکر شکست دیں سب نے قبول کیا الماس تیغ زن بارہ ہزار سواروں کو ساتھ لیکر طرف شہر مہارانیہ کے چلے جہاں شنکل بن شنکال تاجدار کوہ نیرنگ سے پریشانی اُٹھا کر آیا ہے مگر چار لاکھ فوج دروازے پر قلعے کے موجود ہے بارہ سو افسر گرد ذکر کوہ نیرنگ کر رہا ہے کہتا ہے یہ بد کیا معرکہ تھا اکثر سمجھا رہے ہیں کہ ساحر شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ملکہ دردانہ کا ملنا کمال دشوار ہے ایک ہرکارے نے خبر کی حضور نے یہ بھی سُنا اغراش کرگدن سوار مسلمان ہو گیا یہ سنکر شنکل کو سناٹا ہوا کہا یار غضب ہوا کہ ایسا سردار جاکر مسلمان ہوا شنکل نے اور ہرکارے روانہ کئے کہ جا کر مفصل خبر لاؤ مسلمان ہو کے کیا کر رہا ہے ہرکارے روانہ ہو گئے یکایک شہر میں ہنگامہ پڑا مکان شہر کے جلنے لگے گھبرا کر شنکل اپنے مقام سے اُٹھا کہا ارے خبر تو لاؤ یہ کیا معرکہ ہے دن دہاڑے شہر میں ڈاکہ پڑا چار لاکھ فوج قلعے کے دروازے پر موجود ہے یہ سُنتے ہی ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہ الماس تیغ زن بھائی ملکہ دردانہ کا اپنی بہن کے رہا کرنے کو آیا ہزار ہا بندگان سامری مارے گئے یہ سنکر شنکل سوار ہوا حکم دیا فوج میں قرنا ہو جیسے ہی ہرکارے نے فوج میں خبر پہونچائی چار لاکھ سوار و پیدل مثل سمندر موج مارتے ہوئے چلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے اسوقت یہ فوج آکر پہونچی کہ الماس لڑتے بھڑتے سامنے دارالامارہ شاہی کے پہونچے ہیں کہ ادھر سے بارگاہ کے شنکل بن شنکال تاجدار نکلا فوج آگرگری افسران فوج جنگ کرنے لگے چار لاکھ فوج جو بارہ ہزار پر آکے گری بہادر مستغرق ہو کر دس دس ہزار کے غول میں دو دو جوان گھر گئے الماس نے جو سر اُٹھا کے دیکھا کہ فوج مستغرق ہوئی ہر غول میں جوانان تیغ زن گھر گئے الماس تیغ زن

کدو کا وقت کر رہے ہیں یہ شکل لڑتے بھڑتے کسی فوج پر پہونچے اگر دس کو بچایا سو قتل ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوئے کوئی ساتھ والا باقی نہ رہا اسوقت الماس کی پریشانی و تنہائی حیرانی کبھی داہنے دیکھا کبھی بائین کبھی یاران رفتہ کو آواز دی کبھی پکارتے ہین اے یار
ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا بقول شاعر نظم

نفس بردوش صیاد جا لعینت کا پھیرا ہے	مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہے
متاع عالم اسباب چند انفاس جلت ہین	نہ زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہے نہ میرا ہے
کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین	ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بھر مین سویرا ہے
چھپا دن دور ہو منزل اٹھا جلدی قدم غافل	فروغ زندگانی چند دم ہے پھر اندھیرا ہے

ایسے کلمات حسرت زبان پر تھے کہ ناگاہ پردۂ شب حائل ہوا مسافر نیر اعظم منزل عالم کو طے کر کے ایسا تھکا کہ سرائے مغرب مین داخل ہوا شاہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ الماس نے جو دیکھا رات ہوئی ہر چند کہ انتہا کے زخمدار ہین لیکن ایک جانب گھوڑا اٹھا دیا لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ایک سردار موسوم بہ کلکال فیل پیکر دروازے پر کھڑا تھا اس بیحیا نے پشت پر سے ہاتھ مارا گھوڑا جھک تلوار کی دیکھکر پھر کا پشت پر مرکب کے تلوار پڑی کہ گھوڑا زخمی ہوا اب گھوڑا اُسی مقام پر جم گیا کلکال نے جو شاہزادے کو حیران و پریشان دیکھا پر جھکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کام آیا نہ معلوم ہوا مرکب گیا شاہزادہ زمین پر آیا اسی کلکال ملعون نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اس افسر لشکر گرانفوج کے تن سے جدا ہوا کلکال سر اس خسرو کا لیکر سامنے شنگل کے آیا اور کہا کہ اس شیر کو مین نے دروازے پر مارا کئی سردار اسنے وہان قتل کیئے آخر غلام نے بر محکر قتل کیا شنگل نے اسکو انعام دیا سر الماس دروازہ قلعہ پر لٹکوا دیا افسران فوج سے کہا یہ کیا حرکت ہے کہ بارہ ہزار جوان ہتھیار بند شہر مین گھس آئے تم لوگون نے نہ روکا آج سے حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ دس جوان بھی اگر ہتھیار بند آئین انکو باہر ہی روکنا اندر قلعے کے نہ آنے دینا یہ حکم دے کر شنگل قلعے مین آیا لاشہ الماس کا دروازے پر قلعے کے پڑا رہا ہی چنانچہ مین سر لٹک رہا یہان بارہ ہزار مین سے چند کس بھاگ کر نکلے اُس صحرا مین پہونچے جہان خسرو خیر ول اُترا ہوا ان سوارون کو دیکھکر خسرو نے بلوایا پوچھا تم کون لوگ ہو ایک نے اُنمین

سے شاہزادے کو پہچانا کہا اے شہریار غلامان قدیم کو پہچانا ہم آپ کے ماموں کے ساتھ والوں میں ہیں صحرائے برف بار میں شکار کھیل رہے تھے بہن کی گرفتاری کی خبر پائی بارہ ہزار سے قلعہ مہرانیہ پر جا پڑے بارہ ہزار نے ساٹھ ستر ہزار قتل کیے آخر سب مارے گئے راہ میں سنا کہ افسر بھی سیار گلشن جہان ہوئے سر اُس افسر کا اُس مردود نے در قلعہ پر لٹکایا ہے لاشہ اُس شہریار کا مزبلہ پر پڑا ہے خدا اُنکا انجام بخیر کرے اُسی جنگ سے ہم بھی بھاگے زخم کھا کے نکل آئے ماموں آپ کے سیار گلشن جہان ہوئے خسرو نے **برق ثانی** کو بلایا کہا او **برق ثانی** اور تم نے سنا ماموں جان نے جاکر شہر مہرانیہ میں جان دی بہادر انکا نام ہے خبر سنتے ہی زندگی گوارا نہ کی کہ اگر زندہ رہینگے لوگ منہ دیکھینگے رو برو طعن کرینگے کہ اس شیر کی بہن گرفتار ہو کر شہر مہرانیہ میں گئی یہ تو آنکی دعا تھی دعا قبول ہوئی سعادت ظاہری و باطنی انکو حصول ہوئی پھر ارشاد کیا اے **برق ثانی** اب زندہ رہنا ہمارا بھی بہتر نہیں ہاں گرفتار ہو کر مجمع عام میں گئیں اُس بے حیا نے دربار میں بلوایا کلمات سخت زبان نجس سے کہے اے **برق ثانی** مثل ماموں جان کے ہم بھی جا کر جان دیں شکر ہو کہ مادر مہربان قلعہ میں پہنچ گئیں افراش الیسا خدا ترس گر موجود ہے نام بزرگوں کا قائم رہا ہم زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا قبلہ و کعبہ کے نام کو دنیا میں پروردگار رکھے اور بھائی جو ہیں انکے نام کے ڈنکے بجتے ہیں ہم ایسے نامرد کا کون نام لیگا کہیں ذکر بھی نہوگا **برق ثانی** باتوں پر شاہزادے کی بہت رویا کہا اے شہریار باتوں نے آپکی دل کے ٹکڑے کر دیے کوچہ ہائے دل غم و الم سے بھر دیے جواب فرماتے ہیں یہی مناسب ہے یا چلکر جان دی یا اُس کو مارا تو البتہ نام ہوگا شاہزادہ نے کہا ان بارہ سو لڑکوں کو تیار کرو بارہ سو لڑکے خبر جنگ سنکر تیار ہونے لگے مسلح ہو کر سامنے شاہزادے کے آئے شاہزادہ نے حکم دیا اسی وقت اشہب سلیمانی تیار ہو کر سامنے آیا گھوڑا وہ بے باک قدم زمین پر نہیں رکھتا جاتا ہے آدھ پاؤں طرارے بھروں سر دشمن پامال کروں شاہزادہ جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا **برق ثانی** نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو لڑکے پشت پر گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوئے طرف شہر مہرانیہ کے جاتے ہیں جب پانچ کوس شہر باقی رہا **برق ثانی** نے رکاب پر ہاتھ ڈال کے روکا کہا اے شہریار میں کچھ بات عرض کروں کا آپکے ماموں جان بلا تکلف شہر میں گھس گئے ہزاروں کو قتل کیا عمارتیں پامال کیں نہیں معلوم **شنکل** نے کیا حکم دیا ہے غلام کی صلاح یہ ہے کہ ایسی تدبیر تو ہو کہ سامنے **شنکل** کے چلکر

مقابلہ پڑے اگر اُسکے سامنے مارے گئے تو بھی خیر ہے اگر اُسکی موت آپ کے ہاتھ سے ہی تو شہر فتح ہوا
ذرا گھوڑے روکیے میں وہ تدبیر کروں کہ دربار میں **شنکل** کے تلوار چلے اگر غلام کی تدبیر نہ پڑی تو دربار
شاہی میں پہونچا تا ہوں یہ کہکے **برق ثانی** نے ایک کاغذ تیار کیا مضمون یہ تھا کہ اے **شنکل بن شنکال**
ہمیں معلوم ہوا کہ تمھاری فوج والے بڑے غافل ہیں کوئی شخص بارہ ہزار جوان سے شہر میں گھس آیا
دو پہر تلوار چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی تمھارے مارے گئے یہ بڑی بات ہوئی کہ تم بچے اگر تم پر کوئی چشم زخم آتا
تو ہم کو کیسا صدمہ ہوتا تمھارے واسطے تڑپتے لہذا یہ بارہ سو لڑکے کہ ہمارے ہمراہ رکاب رہتے ہیں نہایت
جری بہادر صف شکن تیغ زن ہیں تمھاری حفاظت کرینگے جہاں تم آرام کرو وہیں موجود رہیں یہ کسی وقت میں
کمی نہ کرینگے یہ کاغذ لکھ کے تیار کیا شاہزادے کے چہرہ پر ڈھاٹا باندھا چہرہ چھپایا آگے **برق ثانی**
بڑھا فرمان ہاتھ میں لیا مُہر اُس پر **آفتاب گرم خو** کی آگے نعرے کرتا ہوا بڑھا پکارتا ہوا منم فرستادہ **ملکہ آفتاب**
گرم خو بادشاہ طلسم **آفتاب نما** ہم برائے حفاظت **شنکل** آئے ہیں ہرکاروں نے یہ خبر **شنکل** کو پہونچائی
کہ **ملکہ آفتاب گرم خو** نے بارہ سو جوان آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کیے ہیں وہ آتے ہیں فوج میں
کہلا بھیجیے کہ کوئی اُن کو نہ روکے چوبدار یہاں سے پہونچے جا کے فوج میں منادی کر دی کہ بارہ سو جوان
ہتھیار بند آتے ہیں انکو نہ کوئی روکے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک جوان آواز دیتا
ہوا کہ ہم لوگ بھیجے ہوئے **ملکہ آفتاب گرم خو** کے ہیں فوج والوں نے سلامی لی بیچ میں سے اُسکے
نکلے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے شہر کی سیر دیکھتے ہوئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد شہر والے دیکھ
رہے ہیں کہ بارہ سو جوان برائے حفاظت **شنکل** آئے ہیں یہ لوگ خاص جا کر دربار میں ٹھہریں گے **شنکل**
لشکر کہ در دولت پر پہونچے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جیسے ہی بارگاہ میں پہونچے دیکھا **شنکل** تخت پر بیٹھا
ہے گرد و نگل نشینان بارگاہ سرداران لشکر بیٹھے جھوم رہے ہیں ذکر قتل شاہزادہ **الماس** تیغ زن ہو رہا ہے
کنکال کہہ رہا ہے میں نے اُس شیر کو مارا کہ جس سے کوئی نگاہ نہ ملا سکتا تھا صد ہا سردار اُسنے ٹوک ٹوک کر
مارے کہ **خسرو** شیر دل آگے بڑھے بہ تمام ہیبت پکار کر آواز دی سلام من در ین مجلس و درین ادا بر کسے
باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے ہست و دین پیغمبران خدا برحق و رسالت رسول خدا مطلق ہست یہ کہہ کے
اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرہ خسرو** ✣ منم خسرو شیر دل خوش نسب ✣ منم نور عین امیر عرب
سحر کن ملک دیوان قاف ✣ بلرزند از خوف ایوان قاف ✣ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

تزلزل فتد درمیان مصاف + ہزبر دمان خسرو نوجوان + سنم نور عینین صاحبقران +

بارہ سی لڑکون نے تلوار کھینچی برق ثانی نے دروازہ بارگاہ کا بند کر دیا چند لڑکے دیوار پر چڑھا دئے کہ دیا جو باہر سے آئے اُسے تیر مارو سو لڑکے دیوارون پر تیر کمان لیکر بیٹھے باہر والون کو تیر مارنے لگے باہر لوگ گھبرا رہے ہین حیران کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جائین برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارا حقہ پھٹا دھما ہوا کافر کانپ گئے شنکل نے آواز دی ارے لڑکے کو مارو باہر سے فوج کو بلاؤ جو اندر ہین وہ باہر نہین نکل سکتے باہر سے فوج والے غلغلہ کر رہے ہین دیوارون پر سے تیر برس رہے ہین جس نے ارادہ کیا دربارگاہ پر جائین عقاب تیر پر کھول کر گرا سوار پیدل گر رہے ہین سو نے ہزارون کو گرا دیا برق ثانی نے مارنا پر تاہی کفار حقون سے عاجز ہا ہتے ہین بھاگ کر نکل جائین کسی طرح جان بچائین مہلت نہین ملتی جل جل کے گر رہے ہین خسرو شیر دل لڑتے بھڑتے برابر تخت شنکل کے پہونچے شنکل نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا چونکہ خسرو کمسن قد چھوٹا جست کر کے تخت پر آئے قریب آ کے ہاتھ مارا شنکل نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا برق شمشیر چمک کر جو گری سپر کٹی ہر چند کہ سپر مثل تب فراق تھی مگر کٹی اب جو تیغ وہان سے گرا تیغہ لاثانی سر پہ پرچا خود کو کاٹا وہان سے گذرتا ہوا تا جگرگاہ پہونچا لاشہ شنکل گرا برق ثانی نے بڑھکر سر کاٹ لیا نوک نیزہ پر بلند کر دیا، دربارگاہ والون کو گھیر کر مارا اب خسرو نے برق ثانی سے کہا مراد حاصل ہوئی بعنایت پروردگار تسکین دل ہوئی شنکل کو مار چکے بدلہ گستاخی کا لیا اب دروازہ کھولو دانہ کے سب سردار مارے گئے برق ثانی نے بڑھکر دروازہ کھولا دیکھا بیرون بارگاہ ملکون کا فر کھڑے ہیبت سے غلغلہ کر رہے ہین سب نے دیکھا اندر سے بارگاہ کے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہان داری دریائے خون مین نہایا ہوا اندر سے بارگاہ کے نکلا مثل شیر گرسنہ رمہ گوسفندان پر آ کے گرا بارہ سو لڑکے چار لاکھ فوج پر گرے تہلکہ ڈالدیا ہزارون سر کٹ کٹ کے گرنے لگے غلغلہ کر رہے ہین جس غول پر پہونچے افسری کو تاک کے مارا دو سرداران عالی شنکل کے شہباز خیل بن عقاب شیر سوار فوج کو ترغیب دے رہے ہین نعرے کر رہے ہین کہ یارو اس لڑکے نے بڑی گستاخی کی بارگاہ مین گھسکر شنکل کو مارا اب جنگ کا فتح ہونا دشوار ہے مگر معاوضہ خون شہنشاہ مین گھیر کر مارلو بان یارو وقت جانبازی ہے قاتل تمھارے آقا کا نرغہ مین آگیا اب نہ بچنے پائے جب شہباز و عقاب ترغیب دیتے ہین فوج والے بلوہ کرتے ہیں اس بلوے مین شیر بیشہ صاحبقرانی نہنگ بحر جرأت یکہ تاز

میدان جلالت جگر شمشیر زنی کر رہا ہی اول تو افسر اندر مارے گئے اب افسر نہین رہے فوج بے سردار لڑ رہی
ہی **عقاب و شاہباز** ترغیب دیکر فوج کو لڑاتے ہین جب غول بڑھ بڑھ کے کٹائے لڑکے جا پڑے
وہ شمشیر زنی کی کیا عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو نیزے براے
استقبال اٹھے طعون نے حال کھولدیے تیر سہمے ہوئے گوشۂ ترکش مین چھپے ہوے کانپ رہے ہین
تلوارین بیدم خنجرون مین کاٹ کم ہا جو نہ مین چھپے ہوئے دم نہین آواز نہین پرتگلین کانپ رہے ہین **خسرو**
لرزتا بھرتا سامنے **عقاب و شاہباز** کے پہونچا دونون نے تلوارون کے وار کئے **برق ثانی** پکارا ہا
ای شہریار ہوشیار رہیے گا دو افسرون نے وار کئے شاہزادے نے دیکھا دونون کی تلوارین سر پر آتی
ہین تلوار کو زانو کے نیچے دبایا چتون زخمی ہوئی ہی جیسے ہی تلوارین قریب سر کے چمکین شاہزادے نے
دونون تلوارون پر جھپکی لگائی تلوارین پٹ پڑین دونون کی تلوارون پر ہاتھ ڈالدیا ہرچند کہ کلائیان
انکسان چھوٹی ہین مگر کلائیون پر ہاتھ ڈالا اس زور سے فشردہ کیا کہ دونون نے تلوارین چھوڑ دین تلوارین
زمین پر گرین شاہزادے نے دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالا بہ قوت **صاحبقرانی** زور جو کیا دونون کو اٹھا لیا
چاہا کہ گرا کے مار ڈالون دونون نے دیکھا اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین بے اختیار پکار اٹھے ای شہریار
الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان دونون نے عرض کی جب تلک زندہ ہین غلامی سے گردن نہ
پھیرینگے شاہزادے نے چھوڑ دیا دونون نے فوج والون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سب تلوارین
نیامون مین ہوگئین **برق شامی** نے کہا دار الامارة مین چلیے **شہباز و عقاب** استقبال کرتے ہوے
چوب و چماق ہاتھ مین شاہزادے کو بارگاہ مین لائے تخت نشاہزادے نے اٹھوا ڈالا دنگل زرین اس مقام پر
بچھا بعہدۂ افسری اکثر **خسرو** بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر کرسیون دنگلون پر بیٹھے ہین شاہزادے
نے عہدے مقرر کیے وزیرون کو بعہدۂ وزارت کوتوال کو بعہدہ کوتوالی شاہزادے نے فرمایا
ای **برق ثانی** تم جاؤ تو مطلب ہے ہم عرضی بنام والدۂ ماجدہ لکھتے ہین تحفجات کچھ خزانہ لیکر جاؤ اور
تم سے آگاہ کرو جب تم واپس آؤ گے تب چلینگے شہر بڑا ہی اور بڑے بڑے مہاجن رہتے ہین
ان سب کو خبر پہونچاؤ **برق ثانی** خوش ہوگیا کئی چھکڑے مال و اسباب کے اشیاے تحفجات
سے آراستہ کرائے عرضی فتح کی لکھی کہ آپ کے دودھ کے تصدق سے غلام نے اگر **شنکل** کو مار شہر
کلان تسخیر ہوا عملداری قائم کر رہا ہون کوئی وارث **شنکل** کا ملے تو عہدۂ سلطنت اسکے سپرد کرون

تب حاضر خدمت ہون یہ تحفہ جات بدست مہتر برق ثانی پہونچے بینا فراش کو بہت کچھ لکھا تھا کہ ای پہلوان دوران خدمت گزاری سے والدۂ ماجدہ کی گردن تابی نہ کرنا عقاب وشاہباز نے اطاعت کی وہی انتظام کر رہے ہین انشاء اللہ آپ کی دعا سے بہ خیر وخوبی ہوگا یہ عرضی برق ثانی کو دی برق ثانی جھک کے لیکر چلا ان دنون شاہزادہ دربار مین رہتا ہی شب کو بارگاہ مین آرام فرماتا ہی برق ثانی عرضی لیے ہوے مع تحفہ جات قلعہ گھر ریز پر پہونچا جس نے برق ثانی کو آتے دیکھا اُسکو عید ہوگئی برق ثانی احوال بیان کرتا ہوا مژدۂ فتح دیتا ہوا اندر محل کے آیا ملکہ دردانہ گوہر پوش کو خبر پہونچ گئی تھی برق ثانی سامنے آکر پہونچا قدمون کو بوسہ دیا عرضی پیش کی ملکہ نے پڑھکر دعائین دین خدا اُنکو مظفر ومنصور کرے مثل اپنے بھائیون کے نامی گرامی ہوا لیکن ای برق ثانی جلد پلٹ جاؤ شاہزادے کو بھاکے لاؤ آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین برق ثانی فوراً تحفہ جات سبکو تقسیم کرکے آیا اور افراش سے ملا افراش کے حال سُنکر ہوش اُڑ گئے کہا شاہزادے نے وہ کارنمایان کیا کہ رستم واسفندیار سے بھی نہو سکتا کسی فرزند صاحبقران مین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اتنے سن مین ایسے مقام پر جاتا مگر یہ شیر بیشۂ جرات شاہباز اوج لیاقت ہین فتح ونصرت ان کی غلام ہے شنکل کی کیا حقیقت تھی مگر ای برق ثانی اب جلد جاؤ شاہزادے کو سمجھاؤ اور شہر مین لاؤ کہ تمام مرزبان شہر بہت مشتاق دیدار ہین مین تو حال قتل شنکل سُنکر مشتاق ہوا کہ زبانی اُس شہریار کی حال مقابلہ سنون شنکل بن شنکال تاجدار دیو تھا اُسکے سامنے کیونکر پہونچے جنگ کسطرح ہوئی فوج کفار کیونکر تنگ ہوئی برق ثانی سب حال بیان کرتا جاتا ہی کہ یون بارگاہ مین پہونچے یہ تدبیر کرلی تھی افراش یہ حال سُنکر وجد مین آیا کہتا ہی ای برق ثانی یہ جو کام کیا خوب بادشاہ فلک پہونچے اگر باہر سے جنگ شروع کرتے تو کہان شنکل تک رسائی ہوتی بارہ ہزار سردار جو حاضر خدمت تھے یہ بھی فوجین لیکر آتے مصروف جنگ ہوتے مقابلہ شنکل کی خوب تدبیر نکالی جیسے وہ سردار ویسے ہی تم عیار برق ثانی سب سے ملکر رخصت ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا برق ثانی جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی نہایت خوش وملحوظ اس خیال مین کہ چلکر شاہزادے کو قلعہ گھر ریز مین لائین رعایا تمام خوش ہو کہ ہمارا آقا آیا کیا خوشی ہوگی ملحوظ رہے کہ سر یاقوت شاہ لاش سے علحدہ کرکے برق ثانی نے دفن کیا اور الماس تیغ زن کی لاش اُٹھوا کر شاہزادے نے دفن کرائی ماموں کی قبر پر روئے پکارتے تھے

کہ ماموں جان سبحان اللہ شیوۂ جرأت یہی تھا کہ جو آپنے کیا زبردستی اپنی جان دی ہم بے غیرت زندہ ہے بزرگونکا نام مٹانے والے آپ کی ذات سے نام جرأت روشن ہوگیا افسرون نے شاہزادے کو اُٹھایا لا کے بارگاہ مین بٹھایا شاہزادہ مقام صدر پر گرد افسران فوج لاشہ شنکل بیرون بارگاہ مزبلہ پر پڑا ہی یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے صدائے مہیب آئی کہ اے مردمان شہر تم نے غضب کیا میرے وارث کو قتل کرایا اور بیٹھے چین کر رہے ہو باغی کو افسر بنایا اُسکی اطاعت مین ہو عجب حالت مین ہو دیکھو تو کیا بدلہ کرتی ہون یکایک ابر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام گال پھولے ہوئے دھوتی کی تہمد باندھے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری اژدر مہیب پر سوار کنارے پر شہر کے آتری جھولی مین ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھ کر شہر والون پر پھینک مارے جو جس مقام پر تھا پتھر کا ہوگیا کوئی عورت کوٹھے پر کھڑی تھی لڑکا گود مین پڑوسن سے باتین کر رہی تھی یہ ہی قول تھا شنکل مارا گیا وہ ظالم تھا اب عادل کی عملداری ہوئی اس زمانے مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین نہین معلوم چور اُچکے گرہ کاٹ دغاباز وغیرہ کیونکر جیتے ہین دانہ ماش کا جو پڑا اُسی طرح پتھر کی ہوکے رہگئی گود مین لڑکا پتھر کا خود پتھر کی ہاتھ پھیلائے پڑوسن سے بات کیا چاہتی ہے آنکھین گردش کر رہی ہین زبان بند کلام کرنیکی طاقت نہین لڑکا ماں سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا ہے دوکاندار دوکان پر بیٹھا تھا ترازو اُٹھائی کہ شیرینی تولے گاہک نے جمع دینے کو ہاتھ بڑھایا کہ شیرینی تولکر دے دونون پتھر کے ہوکے رہگئے اسیطرح ہر گلی کوچہ مین انسان حیوان پتھر کے بناتی ہوئی چلی آتی ہے مردمان شہر کو گالیان دیتی ہوئی بعض کو جو قریب آگئے پکڑ چیرا اور پھینکدیا اب شہر والونکو پتھر کا بناتی ہوئی قریب دارالامارہ شاہی پہونچی دروازے پر دیکھا چوبدار وغیرہ کھڑے ہین سرداروں کی سواری کے مرکب گھنڈے ہاتھی پالکی نالکی ایک جانب مین ایک مزبلے پر لاشہ شنکل جو اُسنے دیکھا ہائے وارث میرا کہکے گھوڑی قریب لاش کے آسکے پچھاڑین کھانے لگی دم بدم دھڑ پیٹتی تھی پھر لاش کو اُٹھایا منہ پر منہ ملتی تھی اور بکتی تھی اے وارث میرے اب میرے ہمراہ پھرے پر کون سوار ہوگا ہائے دریائے فراق مین حیران و پریشان رہونگی تیرا مرنا مجھ پر شاق ہوا ہائے راتون کو آتی تھی لطف صحبت اُٹھاتی تھی تم کو کس ظالم نے مارا جاکے اُس ظالم کی گردن لیتی ہون چوبدار دوڑے کہ اس عورت کو مارین لاشہ گنہگار کا کیون اُٹھاتی ہے سب نے جو للکارا آفتاب گرگہو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی مین بھر ماش کے دانے نکالکر پھینک مارے

وہ سب پتھر کے ہو گئے اب **آفتاب گرگنجو** اندر بارگاہ کے گھسی شاہزادے کو جو مقام صدر پر دیکھا چیختی
پکارتی ہوئی کہ او ظالم تو ہی ہے میرے وارث کو مارا ہاے کیا کرون کیونکر بدلہ لون شاہزادے
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا نعرہ کرکے جا پڑون **آفتاب گرگنجو** نے کہا او طفل بے ادب کیا مجھے **شنکل**
سمجھا ہی رفیق وامیر بھی ساتھ شاہزادے کے اُٹھے تھے کہ پکار کر **آفتاب گرگنجو** نے کہا کہ بدلہ تجھ سے ایسا لونگی
اگر کسی نے کبھی پر یہ عت نہ کی ہو یہ کہکے ماش کے دانے پھینک مارے سب پتھر کے ہو گئے رہ گئے شاہزادہ
خسرو تلوار کھینچے ہوئے ہاتھ مین آنکھین گردش کر رہی ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے گرد رفیق وامیر
کھڑے ہین وہ بھی اسی حال ہین یہ حرکت کرکے کہا پہلے لاشہ دفن کراؤن کہ میرے دل کو آرام ہو پھر کے
تجھکو نبٹاؤن لاشہ **شنکل** اٹھا کے اژدر پر ڈالا ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ ویران کہتے ہین جو ساحر مرتا
ہی اُسکو اُسی باغ مین دفن کرتے ہین **عشرت جادو بیان** کا حاکم و ناظم ہی اُسکو **آفتاب گرگنجو** نے پکارا
عشرت حاضر حاضر کہکے سامنے آیا **آفتاب گرگنجو** نے کہا قبر تیار کرو قبر تیار کرکے **شنکل** کو داخل
قبر کیا دیر تک قبر پر روتی کہا اے **عشرت** مین نے مہرانیہ والونکو پتھر کا کر دیا سب شہر والے اُس اوڑتے
سے مل گئے اب اُسے لینے جاتی ہون تو سامان قتل پر آمادہ رہ آنکھین اُسکی نکال کے تلوون سے
ملون تب شاید دل کو چین آئے یہ سنتے ہی **عشرت** مصروف سامان ہوا داریں استادکین ایک جانب
آگ سلگا دی **آفتاب گرگنجو** پھر طرف شہر مہرانیہ کے چلی **برق ثانی** شلنگین لگاتا ہوا شہر مین جو آیا دیکھا
سب تصویرین پتھر کی کھڑی ہین ہر ایک سے کلام کرتا ہی کوئی جواب دینے کے لائق نہین آنکھین گردش
کر رہی ہین اشارون سے کچھ کلام کرتے ہین وہ ذہن مین نہین آتا **برق ثانی** تمام گلی کوچون کو دیکھتا ہوا
دردار الامارہ پر پہونچا دیکھا گینڈے گھوڑے ہاتھی سب پتھر کے ہو گئے ہین **برق ثانی** حیران کہ یہ کیا
معرکہ ہو گیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تمام سردار و وزیر مشیر پتھر کے پتلے بنے ہوئے کھڑے ہین ایک
سمت شاہزادے کو دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین وہ شہریار پتھر کا بنا کھڑا ہی آنکھین گردش کر رہی ہین یہ
دیکھکر **برق ثانی** دوڑ کر لپٹ گیا پکارتا تھا کہ اے گل گلزار **صاحبقرانی** واے یوسف ثانی کس حال مین پاتا
پاتا ہون آپ کو اس حال مین دیکھکر بہت گھبراتا ہون دو ہی دن مین کیا قیامت برپا ہوئی کون ظالم یہ
کام کر گیا شاہزادے کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آنکھین دونون گردش کر رہی ہین کچھ شاہزادہ اشارے
کرتا ہی **برق ثانی** رو رہا ہی کہتا ہی یہ اشارے میری سمجھ مین نہین آتے زبان کو کس نے آپ کی بند کیا کسنے

دردمند کیا یہ حرکت کرنے والا کہان گیا سارا شہر ایک ہی حالت مین ہے کیونکر آپ سے کلام کرون کیونکر احوال معلوم ہو شاہزادہ کچھ جواب نہین دیتا آنکھون سے آنسو جاری ہین اشارہ کرتا ہے کہ منھ بات سے نہین بولا جاتا ہے اور زبان سے کچھ نہین نکلتا کیونکر جواب دون ان اشارون کو برق ثانی سمجھا کہ ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر آتا ہوا اسی طرف آتا ہے برق ثانی ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ابر آکے ٹھہرا اُس ابر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی قریب شاہزادے کے آئی پکار کر آواز دی ارے تیرے پاس کون آیا تھا کوئی تجھسے باتین کر رہا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کچھ احوال نہین کھلتا ہر طرف ڈھونڈھا جب کسی کو نہ پایا تو خسرو کو اٹھا لیا اژدر پر ڈال کے لیچلی برق ثانی نے اسکا تعاقب کیا چاہا اس ساحرہ کے پیچھے جاؤن تھوڑے ہی عرصے مین ابر بلند ہوا برق ثانی تھوڑی دور گیا تھا کہ ابر نگاہون سے مخفی ہوا برق ثانی اب تڑپ کے رہگیا حیران ہے کہ یہ ساحرہ کون تھی اسی نے سارے شہر کو پتھر کا کیا نہین معلوم شاہزادے کو کہان لیگئی برق ثانی جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہے حال اسکا عرض کیا جائیگا کہ برق ثانی کہان پہونچتا ہے لیکن آفتاب گرمخو خسرو کو لیے ہوے باغ ویران مین آئی عشرت جادو حاضر ہوا کہا حضور سب سامان قتل تیار ہے دار بھی موجود ہے اس سردار کے واسطے جلاد بھی موجود ہے جس حسرت سے چاہیے اس سردار کو قتل کیجیے غلام قتل کرنیکو موجود ہے لیکن آفتاب جب قبر شنگل کو دیکھتی ہے دوڑ کر قبر سے لپٹ جاتی ہے پکارتی ہے اے عاشق صادق تیرے مرنے سے مین بیوہ کہلاؤن گی تجھکو تلاش کرنے کہان جاؤن گی قاتل کو تیرے تیری جوانی پر رحم نہ آیا ایسی تصویر کو صفحہ ہستی سے مٹایا اب دوسری صورت عرض کرتا ہون کہ یہان باغ ویران مین قبرستان ساحران ہے عشرت دمبدم آفتاب کو سمجھاتا ہے آفتاب نہین قبول کرتی دمبدم بیتابی بڑھتی جاتی ہے شاہزادہ مسلسل و مطوق سامنے بیٹھا ہے اور مثل ابر نیسان کے آنکھون سے آنسو دمبدم جاری آفتاب طلسم آفتاب نگار مین رہتی ہے وہان کی بادشاہ ہے دوسرا شہر یہان سے قریب میں بائیس کوس کے ہے کہ نام اُسے شہر یاقوت نگار کہتے مین یاقوت سرخ پوش بہن اسکی اُس شہر کی بادشاہ ہے یکایک یاقوت کو خبر پہونچی کہ شنگل مارا گیا آفتاب قاتل کو گرفتار کرکے باغ ویران مین لیگئی ہے گھبرا کے ملازمون سے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بہنوئی صاحب مارے گئے بہن بیوہ ہوئی باغ ویران مین گئی ہے مین جاکر پرسا تو دے آؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی دختر بلند اختر اسکی کہ کوچہ سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہے مان کے رونیکی

آواز سنکر اپنے قصر سے نکل آئی کہا کیون مادر مہربان خیر تو ہے کیون آپ روتی ہین **یاقوت** نے کہا بیٹا غضب ہوا **شنکل** قتل ہوگیا بہن بیوہ ہوئی باغ ویران ہوگیا ہے ایسا نہو اپنے تئین ہلاک کرے چلکر اسکو پرسا دون مین جاتی ہون صبر کی باتین سمجھاؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہونے لگی **مرجان نیلم پوش** نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی خالہ اماں کو سمجھاؤنگی **یاقوت** نے کہا ہان ای فرزند چلنا ضرور ہے وہ مصیبت بہن پر پڑی کہ جسکا انجام مشکل ہوگیا کہکے اسکو سمجھاؤن **شنکل** ایسا جوان چاہنے والا بات کا نباہنے والا کہان ممکن ہوگا **یاقوت نیلم** سوار ہوکے چلین چند کنیزین بھی ساتھ ہوئین تخت اڑاتی ہوئی **یاقوت** چلی اسوقت آکر پہونچی کہ **آفتاب** نے روتے روتے قبر سے **شنکل** کی اٹھکر تیغہ کھینچا طرف **خسرو** شیر دل کے چلی کہ قتل کرون **عشرت** نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم غلام تو برائے قتل حاضر ہے آپ کیون تکلیف فرماتی ہین **آفتاب** نہین مانتی کہتی ہے مجھے چھوڑ دے کہ مین اس ظالم کی آنکھین نکالون تلوون سے ملون کہ ذرا قلب کو تسکین ہو اس ظالم نے میرا گھر ویران کیا **عشرت** نے سمجھا کر تلوار ہاتھ سے لی خود آمادۂ قتل ہوا ہے کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم حکم دیجیے کہ سر اسکا کاٹ کے آنکھین نکالون آپ کے تلوون سے ملون کہ کچھ تو آپ کو تسکین ہو اس ظالم نے جو ظلم کیا کچھ تو اسکا بدلہ پائے لیکن مین حیران ہون کہ اس چھوٹے سے قد کے آدمی نے اتنے بڑے دیو خصال کو کیونکر مارا اُس نے اسکی ضرب کیونکر کھائی **آفتاب** کہتی ہے ای **عشرت** جوان رعنا قد آور زور مین بھرا ہوا پہلوان یگانہ **سامری وجمشید** نے پسند کیا کہ ہماری خدمت مین حاضر رہے ملک الموت کو نہ بھیجتے تو یہ کیا کر سکتا تھا اب سوائے صبر کے کوئی چارہ نہین ہے شاید **سامری** کو رحم آئے پھر اسکو دنیا مین بھیجدین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ نمایان ہوا **آفتاب** ابر کو دیکھکر رونے لگی کہا لو ای **عشرت** غضب ہوا ہمشیرہ صاحبہ آتی ہین بہنوئی سے بڑی محبت کرتی تھین پہر پہر بھر اکیلے مکان مین اُسکے ساتھ ہنسی دلگی رہتی تھی وہ اپنا حال بہت ابتر کرے گی ہائے اُسکو کیا کہکے سمجھاؤنگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا **یاقوت جادو** پہلو مین **مرجان نیلم پوش** آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے تخت زمین پر آیا **یاقوت** نے پکار کر آواز دی کیون بہن میرے بہنوئی کو کیا کیا **آفتاب** نے سر پیٹ کے جواب دیا بہن اُنکو **سامری وجمشید** نے پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا مجھے بیوہ کر دیا تمھارے بہنوئی کو کہان سے لاؤن ایسے چاند کے ٹکڑے کو پیوند خاک کیا دونون بہنین مل کر رونے لگین

یاقوت نے کہا ارے اُسکا قاتل کہاں ہے اُسکو بلاؤ کہ میں اُسکو قتل کرون دل کا حوصلہ نکالون کس طرح کا آدمی ہے **آفتاب** نے کہا اے **عشرت** اُس متقی کو لاؤ بہن کو اُسکی صورت دکھاؤ چند کنیزین دوڑین **خسرو** شیر دل کو کشان کشان لائین **مرجان** نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ہے گلکن آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ و تاب حلقون مین دل عاشقان پھنسے ہوئے زیور آہن پہنے ہوئے اُدھر سے **خسرو** کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حور مثال پری جمال قد نخل باغ رعنائی عارضون کی زیبائی بہ قول شاعر **نظم**

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہوئی بادل پوش	غرق دریائے جواہر میں ہے وہ پاؤں تلک
حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم	ایک بیک دیکھے تو یکسو چندھیا جائے پلک
چہرے میں ایسی ہو گرمی کہ شب روز جیسے	یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ گتھنے میں ہو جسکی ہر لہر	لٹ کر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریائے اٹک
ناگنی بیچ میں آ سکے نہ مانگے پانی	کیل جائے وہیں کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرہ پہ مانگیں تھیں دل	جسطرح ایک کھلونے پہ ہیں دو بیالک
اُنچ بھی قصد رکھے ڈال دے تو ہاتھ اسپر	لنگ کے جی میں بھی آجائے کہ لبھا کے چک

سراپا خوب محبوب مرغوب حسین جمیل سینہ پر اُبھار سرو میں پھل لگے یا حباب دریائے نور یا دو نقاب در سرکش اپنی اکڑ کو مُڑ دم میں محرم اس انداز سے خوب محرم ہے چڑیا بنائی ہے کہ شہباز نظر کو شکار کرے کبک رفتار شیرین گفتار عنبرین مو خال ہندو چشم جادو خوشرو **فرد** بہر خندہ کز لب برانگیختہ + نمک بر دل خستگان ریختہ + دونون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دل و جگر کے پار ہوئین شاہزادہ لہرایا سر زنجیر پر سر رکھ لیا آنکھون مین آنسو بھر کر نے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہے ہین لیکن ملکہ **مرجان نیلم پوش** جمال بے مثال شاہزادہ دیکھکر مثل بید کانپی چاہا کہ کون نہ رک سکی بے اختیار لہرا کے گری بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے چہرہ اُداس مُنھ پر ہوائیان اڑنے لگین **یاقوت** نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا کنیزون سے کہا ارے اسکو سنبھالو یہ کیا ہو گیا کنیزون نے دوڑ کر گلاب کیوڑہ بید مشک چہرے پر چھڑکا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی **آفتاب** نے پوچھا کیون اے نور نظر مزاج کیسا ہے کیا کیفیت ہے **مرجان نیلم پوش** حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے کچھ جواب نہین دیتی ہے ایک کنیز نے کہا اے قیدی کو دیکھکر ملکہ کا یہ حال ہوا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے

ہوئے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا اسطرح پر ملکہ نے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا یہ بہلو ملکہ کو طلایہ ہی جواب دیا کہ خالہ اماں مین نے کبھی کسی کو اس حال سے نہ دیکھا تھا اس حال خراب مین جو قیدی کو دیکھا ہاتھ پانون سن ہنسانے مجھکو غش آگیا ضبط نہو سکا یہ کہکے سر جھکالیا نگاہ محبت سے شاہزادہ کو دیکھ رہی ہی یاقوت آفتاب کو سمجھا رہی ہی کہ بہن اب صبر کرو دل پر جبر کرو سامری و جمشید نے تمھارے شوہر کو پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا اب اس دشمن کو قتل کرو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بہنوئی کے خون کا بدلہ لون آفتاب کہتی ہی مین قتل کرون عشرت دونون کو روک رہا ہی کہتا ہی تامل فرمایئے غلام تو حاضر ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرون یہ مصیبت شاہزادے کی دیکھکر مرجان گھبرا رہی ہی حیران ہی کہ اس شیر کو کیونکر بچاؤن افسوس ہی ایسے پر طبیعت مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی اسکا خدا اے نادیدہ اسکو بچائیے اِس آفت سے بچا اسکے رنج و غم سکو خدا نہ دکھائے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

تجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین | تجھکو خدائی کا ہم دیکھتے ہین
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین | ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
عدم عین ہستی آنکھین کو ہوا ہی | جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
جدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے | کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چل کر حسن ہم | ان آنکھون سے اُن کے قدم دیکھتے ہین

آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقرار طرف آسمان کے دیکھکر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خدائے نادیدہ اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے عجب بلا مین مبتلا ہی دیکھین کیونکر بچے سب ہی چاہتے ہین کہ قتل کرین تو چاہے تو بچ جائے تو اگر چاہے تو سامان نکل آئے اور کوئی ظاہرا صورت معلوم نہین ہوتی جو تو اس شیر کو بچائے قطعہ

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز | خداست واقف حال و خداست محرم راز
خدا نمود بروئیش در اجابت باز | ہر آنکہ دست دعا پیش حق نمود دراز
فروغ خوبی گل در چمن دوبالا گشت | چو گشت قمری و بلبل در ان بلند آواز
خدا نمود اگر ناخدا بہ کشتی نوح | چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بجز والفت و اخلاص و بندگی گردد | بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

ای رحیم و کریم اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے قتل سے نجات دے ایسا نہو یہ سب ظالم ملکر
اسکو قتل کرین کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین کون پہنچنے کی صورت ہی تو رحیم و کریم بندہ نواز ہر غریب کا
کارساز ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر کو دیکھکر آفتاب و یاقوت کھڑی ہوگئین کہنے لگین جادہ
آتی ہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب بہ شکل عجیب تخت پر سوار بسبب کبر سنی
سر پر بال غدار و تہمد کھاروے کی باندھے ہوے اسباب سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر زمین پر آکے
اُتری شاہزادے کو زیر تیغ دیکھکر عشرت کو منع کیا ایک طمانچہ بھی مار دیا کہا او بیحیا کیا کرتا ہی ارے
یہ سال آخر طلسم آفتاب نگار ہی سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی اب مذہب ہمارا
بدل جائے گا ساحرون کی تباہی بربادی مسلمانون کی شادی احتیاط مناسب ہی او آفتاب و یاقوت
منذر سرحد طلسم کے قیدی کو لے آئی چاہتی ہی قتل کرے فوراً فتور برپا ہوگا طلسم مین آگ لگ جائیگی یہ
وہ زمانہ ہی کہ دوست دشمن ہون اس ظالم کی شرکت کرین تحفہ جات گھر سے نکلین احتیاط کا وقت ہی
بعد چھ مہینے کے یہ قتل ہوگا کیون اے یاقوت تو اس چھوکری کو کیون ساتھ لائی کمسن ہی سنے یہ معرکے
امکان دیکھے یہ کہکے مرجان کو گلے سے لگایا کہا بیٹا کیون مزاج کیسا ہی ارے یاقوت دیکھتی ہی یکبر
جادو اسکا نام ہی بزرگ طلسم سب اسکو بزرگی مانتے ہین گلے مین ایک تختی بھی ڈالے ہوے ہی مثل برق
کے تڑپ رہی ہی یاقوت اور آفتاب کو خوب سمجھایا کہا ارے یاقوت یہ بھی تو نے دیکھا کہ چھوکری کا
رنگ روپ کیا اُڑ گیا کیسی پریشان بیٹھی ہی ایسے مقام پر کوئی نادانون کو لاتا ہی ایسا نہو دشمنون کا دم جھانسے
بس اپنے اپنے مکان پر جاؤ اور اے یاقوت علم نجوم خبر دیتا ہی کہ تیرے گھر سے اور تیرے ملک سے
فتور برپا ہوگا تو جاکر شہر کو نظر مردم سے مخفی کر کہ شہر سے کوئی نکلنے نپائے غیر آدمی شہر مین نہ آئے
یاقوت نے کہا ایسا ہی ہوگا آفتاب سے کہا طلسم مین جاؤ اے عشرت جادو قاتل شنگل کو باحتیاط
قید کرو بخوبی حفاظت کرنا کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے نہایت تکلف سے حفاظت کرنا
صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ یہ جوان فتاح طلسم آفتاب نگار ہی بچے چاہے
کی زیادتی رہے کوہ ہفت صورت پر تصویر خداوندی اُسکا پوجا پاٹ زیادہ ہو بخوبی سبکو سمجھایا
عشرت جادو کشان کشان خسرو کو لایا ایک چبوترے پر بٹھایا ایک گولہ مارا کہ گرد آگ ہوگئی
ہتھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین شاہزادے کی بیقراری یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر طرف پہنچے

شہر کے چلی **آفتاب** طرف طلسم **آفتاب نگار** کے گئی پیکر جادو طرف اپنے قصر کے گئی **یاقوت** جو
مرجان کو ساتھ لیکر تخت پر بلند ہوئی **مرجان** پلٹ پلٹ کے شاہزادے کو دیکھتی ہی نہایت پریشان ہوئی
سے کہتی ہی کہ ہاے **مرجان** کیا تدبیر کرون کہ اس آگ سے شاہزادے کو بچاؤن یہ پروردۂ ناز و نعم پر
یہ ہجوم رنج و الم دیکھیے انجام کیا ہو جب باغ نظرون سے مخفی ہوا وحشت اور بھی پریشان آنکھین
آنسو بھر آتے ہین دل طرف پروردگار کے رجوع یہ دعائین مانگتی ہوئی مان کے ساتھ قلعے مین
آئی اُس قلعے کا قلعۂ **یاقوت نگار** نام ہی **یاقوت** نے آتے ہی حکم دیا کوئی شہر سے نہ نکلنے باہر سے
کوئی اندر آنے پائے خود کھڑے ہو کے سحر کیا کہ قلعہ نظر مردم سے غائب ہو گیا گرد غبار اُڑنے لگا یہ
تدبیر کر کے **یاقوت** اندر آئی یہ تو اپنے مکان مین بیٹھی لیکن **مرجان** بیتاب بیقرار اپنے مقام پہ آئی
ایک کمرے مین چھپکر رونے لگی اُس کی وزیرزادی گلپوش اُسنے جو دیکھا کہ ملکہ کمرے مین بیٹھی ہوئی
رو رہی ہین آ کے بلائین لین کہا کیون واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا سر مین خلل ہی بیٹھا اچھا کیا حال بیان
کرین وزیرزادی نے عرض کی جب سے حضور باغ **ویران** سے پلٹین جب سے آپ بے لطف ہو رہی
ہین نام **باغ ویران** سنکر اسقدر **مرجان** روئی کہ ہچکی لگ گئی وزیرزادی نے عرض کی کہ واری اپنے کو
سنبھالیے کنیز تسکین دینے آئی ہی نہ کہ اور غم و الم زیادہ ہو حضور اسقدر بیقرار ہین کہ کلام کرنے کی طاقت نہین
اپنے کو روکیے لونڈی سے مفصل حال کہیے کچھ تدبیر بتائیے دل بہلائیے ہر چند کہ لونڈی سمجھ گئی ہی لیکن
بسبب خوف سرکاری کہہ نہین سکتی ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی جو سمجھی ہو بیان
کرو وزیرزادی نے عرض کی حضور فرزند **صاحبقران** پر مائل ہین مین نے وہین دیکھا تھا کہ حضور متغیر ہوئین
یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ نے کہا تیرا کہنا صحیح ہی لیکن کیا کرون مجھے اُس شاہزادے کے حال پر رحم
آتا ہی ایسے جلیل کا فرزند اس مصیبت سے وہ چھوٹ جائے دو پہر کامل اس مصیبت مین گذرے کہ
گرداگرد بیچ مین وہ اوج **صاحبقرانی** جب تخت بلند ہوا تو مین نے پلٹ کے دیکھا تھا کہ چہرہ سُرخ
ہو گیا تھا ہتھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین لیکن ہی یہ دو پہر مین دشمن ہلاک ہو جائینگے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا کیا
تدبیر کرون کیونکر وزیرزادی کہ کیونکر ان تک پہونچون وزیرزادی نے کہا واری ایک تدبیر ہی جو
ہو سکے آپ کی نانی صاحبہ جو بزرگ طلسم ہین اُنکے گلے مین جو تختی پڑی ہی اگر وہ آپ کے قبضے
مین آئے اور اُس شاہزادے تک پہونچے تو رہائی پائین ملکہ نے گلے مین وزیرزادی کے

ہاتھ ڈال دیے کہا میری اچھی وزیرزادی مجھے سحر سے اُٹھا کے وہاں لے چلیگی میں ابھی جا کے لوح محفوظ لاتی ہوں مجھکو لے چل وزیرزادی نے کہا لونڈی لے چلیگی یہ سنتے ہی ملکہ مرجان اُٹھیں چند کنیزوں سے کہا مجھکو پاس جدہ کے لے چلو میں نے اُن کے مقدمہ میں خواب پریشان دیکھا ہی جا کے اپنی دادی کی خبر لوں یہ کہکے تخت پر سوار ہوئیں وزیرزادی سے کہا لو تم بھی چلو وزیرزادی کو بھی لیا تخت اُترتا ہوا چلا پیکر جادو بیٹھی ہوئی ہی فکر طلسم کشا کا ہو رہا ہی کہ آسمان سے ملکہ مرجان کا تخت اُترکر پہونچا پیکر نے ہاتھ بڑھا دیے پکار کر آواز دی ارے میری مرجان رات کو آنے کا کیا باعث کہا دادی اماں نہیں سوتی تھی آپ کے مقدمہ میں خواب پریشان دیکھا ایسی گھبرائی کہ دوڑی آئی دل کو آرام نہ ملا اب روح کو راحت ہوئی کہ آپ کو بہ خیر و عافیت دیکھا پیکر نے گود میں لیکر مرجان کو زانو پر بٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے کہا میری چاہنے والی مجھکو دیکھنے آئی اے بیٹا مصنف صاحب کتاب میں لکھا ہی کہ پسر حمزہ چار دن قید نہ رہیگا ہمارے گھر کا کوئی بچ جائیگا اسو جہ میں رہائی پائیگا مرجان نے کہا دادی اماں آپ کے گھر میں کون ایسا ہی پیکر نے کہا بیٹا جب خداوند کو منظور ہوتا ہی تو اپنے ہاتھ پانوں دشمنی کرتے ہیں ہزار طرح کے مجھکو خیال ہیں بیٹا آج کل گھر سے نہ نکلا کر جمال فرزندان حمزہ کے وہ ہیں کہ دیکھنے والے مائل ہوتے ہیں مرجان نے کہا دادی اور باتیں کیجیے پیکر نے دسترخوان بچھوایا کہا بیٹا مرجان تم بھی دو نوالے کھاؤ مرجان نے کہا مجھے بھوک نہیں کھانا دیکھ کر اور دل بھر آیا جی میں کہتی ہی اُس شیر پر آب و دانہ بند ہی کیا خاک پتھر کھاؤں لاکھ طرح پر پیکر نے کہا مرجان نے قبول نہ کیا پیکر نے کھا کر دسترخوان اُٹھوا دیا شراب پی جب نشہ ہوا کچھ گایا کی ہاتھ مرجان کا پکڑ کہا اے نور نظر چلو آرام کرو اب زیادہ جاگنا بہتر نہیں مرجان ساتھ پیکر کے چھپر کھٹ پر آ کے بیٹھی پیکر نشے میں ڈوبی ہوئی غافل سو رہی ہی مرجان چپکے سے اُٹھی مقراض اپنے پاس سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا پہلو سے پیکر کے اُٹھی آ کے وزیرزادی کو جگایا کہا بی بی اٹھو وزیرزادی نے آنکھ کھولی دیکھا ملکہ مرجان لوح محفوظ لیے کھڑی ہیں وزیرزادی گھبرا کے اُٹھی کہا واری بڑا کمال کیا مجھے اسکا گمان نہ تھا کہ ایسی گستاخی آپ سے ہوگی پیکر پڑی سو رہی ہی آپ لوح لے اٹھیں صبح کو جب لوح نہ پائیگی آفت برپا کرے گی اُسکا بار سحر کون اُٹھائیگا جلدی تخت تیار کیا تخت پر مرجان نیلم پوش کو سوار کر کے لے بھاگی راہ میں تدبیریں ہوتی ہوئیں کہ عشرت کو کیونکر

تسخیر کرین وزیرزادی نے کہا اُسکی تدبیر مین کرونگی وہ مدت سے آپ کے نام پر جان دیتا ہی آپکو دیکھکر
نہال ہوجائیگا میرے پاس انگوٹھی الماس کی ہی اُسی کو مین کرا کے کھلا دینگے مرجان کہتی ہی صرف
مین بات کرون اتنا پوچھون کہ اس قید مین آپ پر کیا گذری بس اور کوئی مطلب نہین یہ کہتی ہوئی باغ
ویران مین پہونچی عشرت نے جو دور سے دیکھا آکے سلام کیا ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا
ہی وزیرزادی نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے عشرت تم اکثر ہمسے کہا کرتے تھے کہ ملکہ کو راضی کرو آج
ہمارے پھندے مین آگئین اب راضی کرنا تمہارا کام ہی فرش بچھاؤ شراب وکباب لاؤ عشرت جلدی
نہال ہوگیا جلدی سے فرش بچھایا گلابیان شراب کی لایا وزیرزادی نے فوراً نگینہ پیسا جام مین ملا کر عشرت
کو دیا کہا اے عشرت ملکہ تمھین جام عنایت فرماتی ہین عشرت خوش ہوگیا جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی گیا جام کو پیتے ہی گھبرایا کہا اے گلپوش دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی گلپوش نے جواب دیا کہ ٹھکر
ٹہلو ہو سکے شاید نشہ کم ہوجائے یہ کہتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا ٹہلون ہاتھ پاؤن میں سنسناہٹ
ہوئی تھرتھرا کر گرا گلپوش وزیرزادی نے نیمچہ کھینچا عشرت کا سر کاٹ لیا عشرت کا مرنا گردش
شاہزادہ کے جو آگ تھی وہ آگ دفع ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین خسرو اپنے مقام سے
اُٹھے پاس ملکہ کے آئے ملکہ نے کہا آئیے بیٹھیے آپ کے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی کہ عشرت کو مارا
یہ لوح محفوظ لیجیے کوئی ساحر آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا لوح محفوظ خسرو نے گلے
مین ڈالی وزیرزادی کچھ میوہ توڑ کر لائی دونون شیدا ے یک دیگر نے بیٹھ کر کھایا اختلاط ظاہری ہونے لگے
نرگس نے آنکھین بند کرلین سنبل کی پریشانی کہ عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین بیلا البیلا پن
دکھاتا ہی چنبیلی کے پھولونکی مہک طائرون کی چہکار طاؤس رقصان شبنم چاہتی ہی عاشق و معشوق پر موتی
نثار کرون اسوقت چمن مین عجب عالم ہی عاشق و معشوق کے حالات سب دیکھ رہے ہین ہوا مستانہ وار
اٹھکھیلیان کرتی ہی دستانی چال چل رہی ہی آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ خاک نہ اُڑے رخ گل پر گرد بھی نہ پڑے
نغمے چنگ سے ہین عاشق و معشوق بیٹھے ہوے مصروف عیش و عشرت ہین اور لاشہ عشرت
ایک جانب پڑا ہی وزیرزادی مُنھ پھیرے بیٹھی ہی باہم گلون مین دونون مبہوت محبت آپس مین
راز و نیاز ہو رہے ہین فلک کو رشک آیا کہ عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین وہان پیکر سوکر
اٹھی کچھ خیال بھی نہ کیا رفع حاجت کو گئی حوض پر آکے اطمینان سے بیٹھی مُنھ دھونے لگی اسوقت

خیال آیا کہ لوح محفوظ کیا ہوئی کنیزون کو بلوایا ایک ایک سے پوچھتی ہزار سے بتلاؤ کو لوح محفوظ کیا ہوئی
ہو کہان گئی کنیزین ہاتھ باندھے کھڑی ہین کہ واری ہم نہین جانتے ہم آپ کے پلنگ کے پاس بھی نہین
آئے ہم نہین جانتے ہین دو چار کو جب اُسنے مارا ایک نے اُس مین سے کہا واری آپ کی صاحبزادی
ہی **مرجان نیلم پوش** رات ہی کو آئین رات ہی کو چلی گئین یہ سُن کر پیکر گھبرائی اُٹھکر بارہ دری مین آئی
کتاب کو دیکھا از روے علم نجوم دریافت ہوا کہ **مرجان نیلم پوش** لوح لیگئی باغ مین شاہزادے سے
باتین کر رہی ہے یہ دیکھکر اسنے دستک دی شبر گوشہ باغ سے ٹہلتا ہوا سامنے آیا پیکر ببر پر سوار ہوئی
بہ قہر و غضب تمام چلی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ **مرجان** گو دمین شاہزادے کی بیٹھی ہین باہین گلے مین پڑی
ہین اُسنے وہین سے نعرہ کیا منہم پیکر جادو و گیسو بریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہے کچھ میرا خوف نکیا لوح محفوظ
لے آئی **مرجان** تو خوف سے کانپنے لگی شاہزادہ تیغہ پکڑ کے اُٹھا للکارا کہ او فاحشہ کیا بکتی ہے
اپنی جان بچا پیکر نے گولہ مارا شاہزادے نے تیغ چمکائی گولہ پھٹ کر غائب ہوا اب تلوار کھینچکر جا پڑی
ایک ہاتھ تلوار کا مارا خسرو شیر دل نے جگر اُسی مقام پر کھڑے ہو کے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا دے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا پیکر جادو نے سحر کے زور مین حفاظت بھی نکی بس تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ زخم
کاری سر پر آیا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کے پیچھے ہٹی آواز
دی او مستی تو اس لائق ہوا کہ ہمارے مقابلہ مین آیا یہ صدقہ **مرجان** کا ہے او **مرجان** دیکھ تو تیرے
ساتھ کیا کرتی ہون شاہزادہ تیغہ خون آلود لیکر دوڑا اب پیکر پیچھے ہٹی شاہزادہ چاہتا ہے اُس کے پاس
جاؤن **مرجان** الگ کھڑی ہے جب شاہزادہ دور نکل آیا **مرجان** سے الگ ہوا پیکر نے جست جو کی بڑھکر
مرجان کے پہونچی **مرجان** کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ او گیسو بریدہ اب کہان جائیگی تجھکو پہچل سکے
ابھی جلا دونگی **مرجان** نے پکار کر آواز دی اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ بخیر
سے فراموش نہ فرمایے گا ورنہ قبر مین روح تڑپے گی پشت ہماری زمین سے نہ لگے گی پیکر نے گردن
ملکہ **مرجان** کی پکڑی لیکر بلند ہوئی شاہزادے نے دیکھا **مرجان** لٹکتی ہوئی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان
اُڑتی ہوئین آنکھون نہین ملتی چہرے پر زردی اشک حسرت ٹپک رہے ہین ابھی پکارتی ہے اس کنیز کو گوشہ
خاطر سے فراموش نہ فرمایے گا ہم کو یہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی نہین معلوم کیا حال کرے گی اگر آپ
کے ہاتھ سے دفن و کفن ہوتا تو البتہ مسلمان کہلاتی حسرت و یاس لیکر چلتے ہین آپ کا نام لیکر بیقرار

ہوے جاتے ہیں کیونکر تسکین ہو یہ کہتے کہتے جب مخفی ہونے لگی تو شاہزادے نے پکار کر کہا اے پیکر جادو
قسم ہے تجھے روح سامری و جمشید کی تیرا مطلب یہی ہے کہ میرے پاس لوح نہ رہے لوح محفوظ لے مگر
اس کشتہ حسرت و یاس کو چھوڑ دے مرجان نے آواز دی ایسا ارادہ نہ کیجیے کا سرکار کو گرفتار کرسکی
کچھ میری گرفتاری کا افسوس نہ کیجیے یہ کہتی ہوئی نظروں سے مخفی ہوئی شاہزادہ دیوانہ ہو گیا درختوں سے
سر ٹکراتا ہے کبھی پکارتا ہے ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان وای راحت دہ دل عاشقان ہائے تجھ پر
کیا گذری عین وقت پر فلک نے تم سے جدا کیا وزیرزادی نے کہا میں جاکر خبر لاؤں صورت بدل کے
چلی پیکر لیے ہوے مرجان کو قلعہ یاقوت نگار میں آئی یاقوت جادو نے بیٹی کو جو اس حال میں دیکھا
گھبرا گئی کہا کیوں ای جدہ اسنے کیا خطا کی کہ مارے یاقوت جادو اسنے غضب کیا لوح محفوظ میرے
گلے سے اتار کر لیگئی کتاب میں میں نے دیکھا تھا کہ یہ تحفہ تیرے پاس سے نکل جائیگا میں حیران تھی
کنیزوں پر گمان تھا یہ نہ سمجھی تھی کہ مار آستین گرگ بغل پیدا ہوگا میں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئی اگر زمین
پر نہ گرادیتی تو ایک ہی تلوار میں خاتمہ ہوا تھا ایسا جری بہادر ہے جسنے شنکل کو مارا ساحروں کے سحر
سے ناچار تھا اب اس کے پاس لوح محفوظ پہونچی ہم لوگوں سے اب برابر مقابلے کریگا اب میں
اسکو سزا دونگی یا اس کو سمجھاؤ کہ توبہ کرے نام اسکا نہ لے خیر جو کیا وہ کیا کوئی فقرہ دے کے لوح
لینگے یا لشکر کشی کر کے بلوہ کرینگے یاقوت نے مرجان کو پیکر سے لیا تنہائی میں لاکر کہا کیوں بیٹا
یہ کیا کیا ہم سب کے قتل پر کمر باندھی ایسا زبردست کہ شنکل ایسے جوان کے یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیے اب اسکو لوح ملگئی بہ قول جدہ ہم لوگوں سے برابر لڑیگا سحر تاثیر نہ کریگا تو ہم لوگ کیا کرینگے خیر
جو گذرا وہ گذرا دادی کے سامنے توبہ کرو خطا معاف کراؤ یہ سنکر مرجان نے کہا ای مادر مہربان
میں اب آپ سے کیا واسطہ سامری و جمشید پر اب میں لعنت کی دین خدائے برحق کا اختیار کیا
بہ قول شاہزادۂ والا قدر سامری و جمشید انسان تھے آخر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے شیاطین
میں ملے ایسوں کو سجدہ کیا کرنا بس میں نے ان پر لعنت کی یہ سنکر یاقوت بہت جلائی کہا لو اور
مزا دیکھیے یہ تو الٹا مجھکو سمجھاتی ہے دلیلیں یاد کر کے آئی ہے اب جدہ کو اختیار ہے یاقوت نے پلٹ کر
پیکر سے سب حال بیان کیا کہا وہ مبہوت ہے جو جواب دیتی ہے ہمارے مزاج کے خلاف ہوتا ہے
جی چاہتا ہے اپنی اسکی جان ایک کروں اب آپ کو اختیار ہے پیکر جادو نے کہا لیجا کر قید کرو

شہر میں ڈھنڈھورا پٹے صبح کو اسکو آگ پر رکھکے جلاؤ نگی رات بھر میدان خونی کے تیاری ہو صبح کو سب شہر والے اگر جمع ہوں کہ میں نے جب اپنی پوتی کے ساتھ یہ کیا تو اور جو کوئی طلسم کشا سے میل کریگا اسکا اس سے بدتر حال ہوگا اور ہر ایک کو عبرت ہو اگر اسکو سزا نہوئی تو لوگوں کو حوصلہ پیدا ہوگا میں یہ نہیں چاہتی اب تدبیر معقول چاہیے ساحر اسی فکر میں نکلے ہیں کہ جسطرح بنے لوح محفوظ اس سے لائیں میں دم بھر میں شاد ہونگی ملکہ مرجان کو ایک قصر میں قید کیا یہ یوسف کنعان مصیبت اس تنگ مکان میں بند ہوئی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی پکارتی تھی نہیں معلوم اس شہریار پر کیا گذری تنہا باغ میں ٹھہرا تے ہونگے اور بلبل کی آواز سنکر مجھ سوختہ بخت کا نام لیکر چلاتے ہونگے ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کل راہی عدم ہونگے نہیں معلوم شہریار کو خبر ہویا نہو اس پھڑکن میں زمین میں مبتلا ہیکر اس شب کو اسی شہر میں رہی محبت میں پوتی کی بیقرار کنیزوں کو مصاحبوں کو بھیجا کہ جاکر سمجھاؤ عشق سے اس فتنہ انگیز کے توبہ کرے میں خطا معاف کردوں ورنہ صبح کو جلاؤ نگی یہ جیسے پر چھریاں پھرنگی ضبط کرونگی اس ظالم نے ہم سب کو قتل کرانا چاہا کچھ خیال گھر کا نکیا کنیزیں سمجھاتی ہیں وہاں سے یہ نیل مقصود واپس آتی ہیں جواب سخت پاتی ہیں قید خانہ میں بہوت تنگی ہے جس کنیز نے جاکے سمجھایا جواب نہ پایا دیکھا بیٹھی ہوئی رو رہی ہے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہے **نظم**

دل مجروح قیس کا صدقہ — بہر درد دل شکستہ دلان
مرض الفت حبیب رہے — زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار — داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
دل میں ہو خون آرزو ہردم — اشک غم سے کروں وضو ہر دم
بلبلوں کا سبق ہو نالۂ دل — دل غم و رنج و درد کا گھر ہو
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل — خانہ برق کا چراغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو — دل پہ کوہ غم ہراس گرے
ہو جنون زا مرا فسانۂ عشق — داغ دل ہو چراغ خانۂ عشق
نامرادی ہو میری عین مراد — صفت بوے گل ہوں برباد
عالم علم عشق بازی ہوں — مفتی حکم جان گدازی ہوں

یا خدا روح قیس کا صدقہ
پئے سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے ہو جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے ہوں آزاد
علم دیوانگی پہ شہرت پائے

درس وحشت کو روح مجنون کے
کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پر
روح فرہاد سے قدم آگے

کوہ رنج والم کی ہون فرہاد
روح مجنون کہے مبارک باد
بے حجابی مرا شعار رہے

ننگ کے نام سے بھی عار رہے
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار
وحشیون کی ہون قافلہ سالار

جو کنیز آتی ہے ملکہ کو اس حال زار مین دیکھتی ہے پلٹ جاتی ہے اتنی نہین کسی کو مہلت ملتی کہ اُس مبہوت عشق سے بات کرے کنیزین ناچار ہو کر پلٹ جاتی ہین اگر کسی نے جبر کرکے کچھ کلام کیا تو اُس دیوانۂ عشق نے یہ جواب دیا کہ صاجواب اس کوچہ سے میرا نکلنا دشوار ہے دل مبتلا سے فراق آتش شعلہ زن کا دل مشتاق مجھکو جلا دے خاک کو باد فنا اُڑا دے تو بہت بہتر ہے کنیزین پلٹ آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ جوش وخروش ہے کہ کبھی ایسا کسی عاشق کا نہین دیکھا خود خواہش کرتی ہین کہ مجھکو جلا دین خاک کو اُڑا دین ناگاہ شعلۂ جوالۂ ماہ تابان بہ صد عظم وشان داخل تنور مغرب ہوا چنگاریان جو ثوابت وسیارگان کی اُڑ رہی تھین وہ بھی موقوف ہوئین آمد نیر اعظم نے گرمی دکھائی پیکر جادو سوار ہوئی میدان مین آکر پہونچی لاکھون من لکڑیون کا انبار لگا ہے اُن لکڑیون پر رال وغیرہ ڈال رہے ہین تمام خلقت کا میدان مین ہجوم ہے ہر طرف سے لوگ چلے آتے ہین آپس مین یہی چرچے ہین کہ دختر یاقوت مرجان ایسی حسین کو جلا دینے کا ارادہ ہے دیکھیے کیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ دیکھیے وہ مہ جبین کیونکر بچے بعض کہتے ہین اُسنے بھی تو غضب کیا لوح محفوظ لیکر طلسم کشا کو دیدی عشرت ایسے ہوشیار جادوگر کو کیونکر قتل کیا بعض کہتے ہین کہ مرجان سحر بھی نہین جانتی ایک کہنا ہے اُسکی آنکھون مین سحر ہے باتون مین سحر ہے نہین معلوم کہ اُس کمبخت کو کیا فقرہ دیا کیا بات سنائی کہ وہ دیوانی ہوگئی جان دینا اُسنے گوارا کی یاقوت بھی مع اسی ہزار جادوگرون کے سوار ہو کے آئی دو بیٹیان کہ جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ پہلو مین بیٹھی ہین نام پر مرجان کے طعن کرتی ہین کہتی ہین اے مادر مہربان افسوس ہے مرجان کو سحر نہ سکھایا اگر سحر یاد کرتی تو مرتبے کو سامری وجمشید کے پہونچتی اب قیدخانے سے بلوائیے ہم جاکر اپنی بہن کو سمجھائین پیکر نے اشارہ کیا اُس قیدی کو زندانخانے سے لاؤ کنیزین گئین دیکھا اُسی طرح مرجان بیٹھی ہے کھانا بھی نہین کھایا سودے مین یاد زلف عنبرین خسرو شیر دل کے پریشان آئینۂ رخسار پر حیرانی بکار ہے کہا اے شہریار یہ کنیز اپنی جان آپ پر نثار کرتی ہے میرے خون کا بدلہ ان ساحرون سے لیجیے گا نظم

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضہ دل کا ۔۔۔ بہت قریب جگر سے ہے فاصلہ دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خبر ۔۔۔ کہیں نہ طول پکڑ جائے عارضہ دل کا
ٹپک رہا ہے لہو ہیں مدتوں سے پہلو میں ۔۔۔ مسیح قابل نشتر ہے آبلہ دل کا
نوائے چغد سے ہیں گوش آشنا جنکے ۔۔۔ خوش آئیگا نہ انھیں زمزمہ عنادل کا
دو روزہ زندگی نے جان سے کیا ہے تنگ ۔۔۔ مجھے ہلاک کیا اُسنے ہو بُرا دل کا
سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ مجھو ۔۔۔ لگائیگا تجھے دھڑے یہ رہنما دل کا
ہر رنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہے غریب ۔۔۔ عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندے سے ۔۔۔ کیا ہے بحر بہ مشکل میں بار ہا دل کا
دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج ۔۔۔ معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر میں ۔۔۔ مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم ۔۔۔ نہیں ہے قابل اظہار ماجرا دل کا
عیاں ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے ۔۔۔ کرے بغور جو غافل مشاہدہ دل کا
یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت میں ۔۔۔ خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
مکین ہے ایک ہی دونوں مکان ہیں یکسے ۔۔۔ گرو نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

اشعار پڑھ رہی ہے چہرہ غصے سے سرخ آمادۂ مرگ وہ بیاسے قضا مبتلائے جور و جفا ہر مرتبہ زنجیر ہلاتی ہے خانۂ زنجیر میں غل ہوتا ہے کنیزوں نے آکر قدموں کو بوسہ دیا کہا واری چلیے آپ کی دادی آپ کو بلاتی ہیں **مرجان نیلم پوش** خوراداں جھاڑ کے اٹھی مبہوت بکتی ہوئی کہ ہم تو آگ میں جلائے جاینگے لیکن انشاءاللہ اتنے مہینے کے اندر یہ سب ساحر جلائے جاینگے قتل ہونگے میرا خون رنگ لائیگا بالا بالا نہ جائیگا ان ساحروں کو مزا دکھائیگا بیرون قلعہ اگر پہونچی صورت **مرجان** کی دیکھکر ایک ہنگامہ ہوا غیر بھی افسوس کر رہے تھے کف افسوس ملتے تھے ہر ایک کا قول تھا یارو یہ اپنے ہوش میں نہیں ہے جوش عشق میں مبہوت دیکھو کیا باتیں کہتی ہے پیکر نے باواز بلند کہا کیوں اے **مرجان** اب کیا کہتی ہے یہ سامنے لکڑیوں کا انبار ہے اسپر بٹھا کے تجھے جلا دونگی اور تمام اہالی طلسم کو تیرا حال عبرت مآل دکھاؤنگی **مرجان** نے پکار کے آواز دی او حرام زادی تو نے مجھکو شاہزادے

سے جدا کیا اب اس جبر کی خواہاں ہی میرا خون تیری گردن پر رہا اُس خسیر بیشہ جرأت کو خدا سلامت رکھے طلسم کو شکست کریگا تمہارا خود سب کا قول ہی کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی خدا اُسکو سلامت رکھے سطوت و صولت اُسکی بڑھائے طرف باغ ویران کے منھ کرکے آواز دی ای شہریار یہ کنیز اپنی جان دیتی ہی میرے خون کا بدلا لیجیے گا اس پیکر حرام زادی کو کہ جسنے مجھکو آپ سے جدا کیا فوراً قتل کیجیے گا آپ کو خدا کے سپرد کیا دونون بہنین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین یا تو پہلو مین یاقوت کے بیٹھی تھین یا تخت سے کود ین یہ کہتی ہوئی چلین کہ ہم اپنی بہن کو سمجھا لینگے محبت سے اُس شیر کی ہم انکار کرائینگے یہ کہتی ہوئی قریب آئین کہا ای حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق حقیقت مین ایسا عشق مین کوئی بہوت نہ ہوگا تو فخر مجنون و فرہاد ہوئی نل دمن کو بھلا دیا لیکن اب ہمارا کہنا مانو سامنے دادی کے توبہ کرو کہ تمھارے جرم سے درگذرے ہمارا کلیجہ جلتا ہی تمام عالم جمع ہی سب افسوس کر رہے ہین دوست دشمن مین یہی چرچا ہی کہ ایسا عاشق صادق ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا بڑی تمھاری تعریفین کر رہے ہین بس اب صبر کرو دل پر جبر کرو ان باتون کے کہنے سے کیا فائدہ سامنے بزرگ کے سر جھکاؤ یہ باتین زبان سے نہ نکالو یہ قول تیرا صادق ہی کہ تو دل و جان سے شیر عاشق ہی بے شک وہ شیر جرأت و شوکت مین بے مثل ہو بے نظیر ہو کیا تعجب ہی کہ طلسم کو فتح کرے لیکن اس طلسم مین بڑی آفتین ہین ہزارون قباحتین ہین خالہ اماں صاحب جو بادشاہ طلسم ہین اُن کا سحر مین کون نظیر ہی اگر سحر کرین تو زمین کے طبقے آسمان پر پہونچائین دَور انقلاب دکھائین کون اُن سے مقابلہ کر سکتا ہی کون اُنکے سحر کا جواب دیگا جب قلعے سے نکل کر سحر کرینگی آگ برساوینگی بس اب صبر کرو دادی کے سامنے چل کر سر جھکاؤ صاف صاف کہدو کہ ہمین خسرو شیر دل سے کچھ واسطہ نہین یہ سنکر **مرجان** نے کہا ای بہن اب مین کیا انکار کرونگی آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُس شیر کی پھر رہی ہی جی چاہتا ہی کہ جا کر آگ مین گر رون اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

اُس فتنۂ دوران سے یکایک جو لڑی آنکھ	دل پھنس گیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ
پرتو سے بنا تار نگہ سلک گہر صاف	اُسکے دُر دندان سے کئی دن جو لڑی آنکھ
برسات مین وہ گھر سے مرے جا نہین سکتے	تھمتا ہی اگر مینھ تو لگاتی ہی جھڑی آنکھ
لائیگی کہان سے ترے چہرے کی شرارت	کو دیکھنے کو ہو گئی آہو کی بڑی آنکھ

یہ لذت جگر آتے ہیں ہمدم گریہ اس چشم کا نظارہ تو مشکل ہے امانت	دل خون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آنکھ نرگس سے ترا یہ بھی دو چار گھڑی آنکھ

یہ اشعار جو چلا کر مرجان نے پڑھے سننے والے رونے لگے مجمع مین غل بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا ایسے عاشقان صادق نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر مجنون ہوتا تو اس عشق حقیقت کی داد دیتا فرہاد کو کیا لیاقت دم زدن تھی اسکے نخل عشق کی کوپل کون اس کو سمجھائے صاف صاف کہتی ہے بے شک اس کا قتل ہونا غضب ہوگا پیکر نے پھر لپکار کے پوچھا کیون مرجان کیا کہتی ہے مرجان نے آواز دی وا لگاتہ مجھے کیا پوچھتی ہے جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر بس پیکر نے اپنی کنیزون کو اشارہ کیا اسکو لکڑیون پر بٹھا دو کنیزین کشان کشان چلین مرجان نے کہا مجھے چھوڑ دو مین آپ ان لکڑیون پر چڑھ جاؤن گی کنیزون نے چھوڑا لکڑیون کو طے کر کے سر پر انبار کے پہونچی ہاتھ اٹھا کر کے دعائین مانگنے لگی نظم

ای محبت سبھی جنون کی قسم	قیس کے سر کی نل کے خون کی قسم	جان شیرین کوہ کن کے لیے
نالۂ بلبل چمن کے لیے	دل پروانہ کے لہو کے لیے	لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے	کشش صدق کہربا کے لیے	بہر اندوہ وامق و عذرا
ہان زلیخا کی روح کا صدقا	پئے سوز درون کبک دری	شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے	عشق پر جی سے نثار رہے	وحشت انگیز ہو یہ افسانہ
قیس ہو جائے سنگ کے دیوانہ	ضبط غم سے لہو لہو دل ہو	منتقل خون آرزو دل ہو
شیشۂ عقل پر پڑین پتھر	مثل بو جامہ سے رہون باہر	اپنے تن کی بھی مجھے خبر نہ رہے
ہوش کا سر مین کچھ اثر نہ رہے	سینۂ زخمون سے لالہ زار رہے	طوق ماتم گردن گلے کا ہار رہے
نگساری مین بھی ملال رہے	جسکا جی چاہے پائمال کرے	وحشیون کا سدا ہجوم رہے
میری دیوانگی کی دھوم رہے	تیغ عریان کرے جگر کا علاج	سر ہم قصون دار کے تو ہو معراج
زخم سے ٹپکے بادۂ انگور	خاک اڑ جائے بہت دل رنجور	خون افشانی کرے یہ دل کا قلق
صاف اڑ جائے رنگ روئے شفق	جب کبھی لے وقت مرگ خبر	ہو زبان پر مرے حبیب حبیب
جوش دل دیکھکر کہے فرہاد	مرحبا مرحبا خوشا فرہاد	اسطرح کے اشعار پڑھ کر

آواز دی اولاً [illegible] ہفت پیکر نے حکم دیا اے آگ لگاؤ وہ لوا لیکر کنیزون نے آگ لگائی اُسوقت حاضرین وقت میں ایک شور عظیم بلند ہوا گلپوش [illegible] معاملہ دیکھ رہی اور سر پیٹ لیا کہتی ہے کیا غضب ہوا جا کے شاہزادے سے اطلاع کرو [illegible] کیا تدبیر کرتا ہے شاہزادہ بست حال اپنا ابتر کریگا جب اسے جوش عشق ہے وہ بھی محبت میں مبہوت ہے غرض ایک آگ بلند ہوئی دھواں پیدا ہوکر آسمان پر گیا ملکہ مرجان دھوئیں میں چھپ گئی دوئین مرتبہ اُس دھوئیں سے آواز آئی پھر ثابت ہوا کہ جل بلا چکی کہ اُس کا حال انجام طلسم میں لکھونگا کہ اس حریق شعلہ آتش اشتیاق و غریق بحر فراق پر کیا گذرتی ہے ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس مبہوت عشق پر کیا گذری فلک نے کیا گردش دکھائی کیا سامان ہوا اہل شہر رونے پیٹنے پلٹے یاقوت دونون بیٹون کو ساتھ لیے ہوئے سب کی ہچکیان لگی ہوئین تصویر زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے ہفت پیکر جادو جلا کر اپنے مقام پر گئی یاقوت سے کہہ گئی خوب ہوشیار رہنا جو کہدیا اُس سے غفلت نہ ہو قلعہ نظر مردم سے مخفی رہے کوئی فتور ہونے نہ پائے غیر کو قلعہ مین آنے کا دخل نہ ملے گلپوش روتی ہوئی بھاگی یہان کہ پہنچی گلپوش نے پکار کر کہا او ننگ عشق تو زندہ ہے معشوق نے اپنی جان دی مردانہ وار جل گئی تیرے عشق سے ہاتھ نہ اٹھایا یہ سنکر شاہزادہ مثل مرغ نیم بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا پکارا اے ثابت قدم کوے الفت اے رازدار رموز محبت یہ کیا ستم ہوا مین نے یہ کیا خبر سُنی ہائے تو نے کیونکر نہ انکار کیا یون مردانہ وار جان دی یہ کہکر شاہزادہ الیا تڑپا کہ بیہوش ہوگیا دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان سے اُترا اُسپر ایک بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر پکارتے ہوئے اے سرشار بادۂ محبت وائے مبہوت وادی صورت اب صبر کر پھر تو اُسکو پائیگا اب وقت طلسم کشائی ہے کوہ بلا کی سیر کر وہ بلا سر سے دفع ہو صورت فتاحی پیدا ہو اس طرح تڑپنے پھڑکنے سے کیا فائدہ مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو جرأت پر قدم مارو زیادہ پریشان نہ ہو یہ فرما کر تخت غائب ہوا آنکھ جو شاہزادے کی کھلی اپنے کو بے تکلف اُسی باغ مین پایا گلپوش روتی ہوئی طرف صحرا کے نکل گئی کہ اسکا بھی حال تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ جو اُٹھا نہایت پریشان آئینہ رخسار پر جیسا خواب یا ورہا خیال مین گذرا کسی بزرگ دین نے ہدایت فرمائی اُس ہدایت پر کاربندی چاہیے شاید اسی سے کچھ مطلب نکلے شاہزادہ روتا ہوا تلاش مین کوہ بلا کی نکلا صحرا صحرا جنگل جنگل

پھر رہا ہی ہر طرف جاتا ہی جہان کوئی شخص ملا کسی ساحر کا سامنا ہوا اُس نے پوچھا کوہ بلا کس مقام
پر ہی کوئی جواب باصواب اُسکو نہین دیتا اگر جواب دیا تو یہ کہا کہ اے شخص ہمنے کبھی نام بھی کوہ بلا کا
نہین سُنا ایک ہفتہ شاہزادے کو اس پھرنے مین گذرا آٹھوین دن تھکا ہوا پأون پر ورم دل پر ہجوم
غم والم ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا داہنے پر ایک شہر معلوم ہوا بائین پر ایک باغ نگر دروازے پر
قفل لگا ہی حیران حیران شاہزادہ دیکھ رہا ہی تردد بڑھتا جاتا ہی کہ یکایک شہر سے کچھ لوگ نکلے بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا ایک بادشاہ بیتاج سر پر حیران و مضطر ایک مرکب تخت کے آگے گھوڑے
کے منھ پر سہرا بندھا ہوا ہاتھ پأون مین مہندی کہ دولھا کا گھوڑا معلوم ہوتا ہی گرد تخت کے مصاحب
وزیر مشیر کچھ نوجوان کچھ پیر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف اُس باغ کے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا
برات لیے جاتے ہین دولھا ساتھ نہین قریب اُس باغ کے وہ بادشاہ پہونچا قفل کھولا اندر باغ
کے گیا بعد تھوڑے عرصے کے روتا ہوا نکلا پکارتا ہوا ہاے نوجوان اے فرزند تجھ پر یہ مصیبت
ہم تجھے اس حال مین دیکھنے کو آئے تھے کہان تک اس حال زار کو دیکھین کیونکر صبر کرین کسطرح
دل پہ جبر کرین ہاے افسوس وہ ظالم نہین سنتا کاش مجھے موت آجاے بادشاہ جو روتا ہوا نکلا سب
ساتھ والے بھی صورت دیکھکر رونے لگے کوئی حال پوچھتا ہی کوئی خاک اُڑاتا ہی وزیر امیر سر برہنہ ہوگئے
شادی کے بدلے ہوے گئے تھے روتے پیٹتے پلٹے شاہزادہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا ان کو کس نے
لوٹ لیا دولھا کیا قتل ہوگیا دلھن کو کسی نے چھین لیا جب وہ لوگ قریب ہو گئے ایک ایک سے شاہزادہ
حال پوچھتا ہی کوئی حال نہین کہتا کئی مرتبہ شاہزادہ بادشاہ سے متوجہ ہوا پکار کر پوچھا کیون اے بادشاہ
خیر تو ہی دولھا کیا ہوا ساتھ بھی دولھا کو نہ لیگئے تھے کچھ ہمسے تو حال کہو یا وہ راحت یا یہ مصیبت
نوبت نقارے بجاتے ہوے گئے سر پیٹتے ہوے پلٹے ہر چند شاہزادے نے کہا وہ بادشاہ کچھ نہ
بولا شدت گریہ سے بیقرار انتہا کا اشکبار شاہزادہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اُس شہر مین
وہ لوگ پہونچے شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ داخل شہر ہوا جب وہ بادشاہ شہر مین آیا دوکاندار بنیے
آگے بڑھ بڑھ کے پوچھتے ہین کیون حضور کس حال میں دیکھا ہمسے تو بیان کیجیے ہم تو جال سنین بادشاہ کچھ
جواب نہین دیتا اگر بولا تو یہ بولا کہ یارو کیا پوچھتے ہو اُسی حال قدیم میں دیکھا کیا تم سے بیان کرون وہی
باتین قدیم نہ دوست نہ مونس نہ ندیم وہی مصیبت وہی آفت یہ سُن کر شہر والے اور زیادہ پیٹتے ہین

تمام شہر میں ہنگامہ برپا ہے بہت شاہزادے کو صدمہ گذرتا ہے گران لوگوں میں کوئی ساحر نہیں معلوم ہوتا شاہزادہ جب بارگاہ میں آیا دیکھا ہے بادشاہ سر جھکائے تخت پر بیٹھا ہے اور مشیر و وزیر جمع ہیں شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا وزیروں نے اُس شہریار کا منھ ہاتھ دھلایا تاج سر پر پہنایا مطمئن ہو کر بادشاہ بیٹھا تب شاہزادہ متوجہ ہوا پوچھا ای بادشاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ ہنستے ہوئے گئے روتے ہوئے آئے! اتنے عرصے میں کیا مصیبت پڑی شہر والے بھی روتے ہیں تمھارے ساتھ والے بھی گریاں و نالاں حیران و پریشان اُس بادشاہ نے کہا ای خیر مبشر جرأت ای صاحب شوکت و لیاقت تو کس وجہ سے ہم سے پوچھتا ہے تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہے گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو صورت زیبا پر شوکت و جلالت برس رہی ہے شاہزادے نے کہا میں بیٹا ہوں **صاحبقران** زمان کا بطن سے ملکہ دردانہ **گوہر پوش** کے طلسم **آفتاب نگار** میں آکر پھنسا ہوں تلاش میں **کوہ بلا** کی نکلا ہوں ایک معشوق پری چہرہ کو **پیکر جادو** نے جلادیا ایسی حسین و جمیل کو خاک میں ملادیا چاہتا ہوں طلسم مذکور فتح کروں لڑتا بھڑتا تابہ **آفتاب گرمخو** پہونچوں یہ سنکر وہ بادشاہ تعظیم کو اُٹھا قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ کے سامنے بیان کرنے سے شاید کوئی مطلب نکلے آپ فرزند صاحبقران ہیں ای شہریار میرا نام **لالان** شاہ ہے ایک فرزند پروردگار نے دیا تھا کہ **احمر گلگون پوش** اُسکا نام تھا جری بہادر صف شکن جسنے اُس سے جنگ کا ارادہ کیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا کئی پہلوان اُسنے مارے کئی اپنے مطیع کئے شہر کی رونق بڑھنے لگی میرے خیال میں آیا کہ اب بیٹے کی شادی کروں سن بلوغ سے گذرا مگر یہی خیال میں آیا کہ اگر کسی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کرونگا فرزند وہاں ضرور جائیگا میرے دل کو کیونکر آرام آئیگا آخر دختر وزیر سے شادی قرار دی جس باغ کو بیرون قلعہ آپنے دیکھا اُس باغ کو **ہمیشہ بہار** کہتے ہیں شہر والوں کی شادی اُسی باغ میں ہوتی ہے میرا فرزند دولھا بنکر اُس باغ میں جا کر اُترا **ماہتاب** میرا حقیقی بھائی ہے میں نے عرضی لکھی کہ فرزند کی شادی درپیش ہے آپ بھی اگر شریک ہو جیے اُس مغرور نے جواب لکھا تو میرا خراجگزار ہے یکہ غیر ساحر بادولت تیرے یہاں شادی میں نہ آئینگے مگر بیٹی کو اپنی ضرور روانہ کرینگے **سہیل خونخوار** اُسکا نام ہے تقریب عقد میں کچھ زمانہ باقی تھا کہ سہیل نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ نرگس چشم سرو قد خورشید خد عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خراماں خراماں آئی بیٹے کی جو نگاہ اُس کے

جمال جہان آرا پر پڑی دونوں آپس مین مائل ہوے وہ تو شرما کر چلی گئی اُسنے سہرا دغیرہ نوچ ڈالا کہا اب شادی نہ کرونگا یہ خبر ماہتاب کو پہونچی جھلا کر بیٹی کو سامنے بلایا کہا ہر چند کہ تو نے سحر نہین سیکھا لیکن تیری شادی کسی بڑے ساحر کے ساتھ کرونگا تو اُسپر مائل ہوئی کہ جو ہمارا دستنگر اور خراج گزار اور بیکار ہے خبردار وہان نہ جانا بیٹا اُسی باغ مین رہنے لگا سامان شادی کو بالکل ترک کیا آپس مین پیغام ہوے نامہ اُسے لکھا اُسنے جواب لکھا کہ مین مخفی تیرے پاس آؤنگی اُس کو محبت نے اس شیر کی ایسا پریشان کیا کہ صبر نہو سکا بیقرار ہوکر اُسکی ملاقات کو آئی دو چار مرتبہ آمد و رفت ہوئی اس در اندازون نے خبر پہونچا دی یہ سنکر اُس مغرور نے شرارہ جادو کو بھیجا شرارہ نے آکر آگ لگائی دونون کو ایک مقام پر گرفتار کیا معشوقہ کو تو نہین معلوم کیا کیا اب شرارہ خود اُسپر عاشق ہے اُس باغ مین ایک درخت سرو ہے اُسمین ایک صندوق لٹکا ہے اُس صندوق مین اُسکو قید کیا روز شبکو اُس جوان کو لیکر بیٹھتی ہے سوال وصل کرتی ہے اُس دلیر کو تا حال انکار ہے طرح طرح کی بدعنیین کرتی ہے اُس دلیر نے اب تک نہین مانا جب مین نے کئی عرضیان بھائی کو لکھین تب اُسنے حکم دیا کہ مین صرف ایک مہینہ بعد جاتا ہون ایسی مصیبت مین اُسکو دیکھکر آتا ہون وہ صندوق مین قید مثل مُردے کے پڑا ہے یہ حالت گریہ وزاری جو ہنستے ہوے جاتے ہین روتے ہوے آتے ہین نہ کلام کر سکتے ہین نہ حال پوچھ سکتے ہین یہ کہکر **لالان شاہ** بیقرار ہوکر رونے لگا خسرو شیر دل نے کہا اے عم نامدار اب کے رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ہم جاکر اُس کو رہا کر لاوینگے **لالان شاہ** نے کہا اے شہریار اب رہائی مین اُسکی وقت ہے پہلے جاکے **کوہ بلا** کی سیر کریے جب وہان سے پلٹ کے آئیے تب اُسے رہا کریے مین نے کاہن اور نجومی جو جمع کیے اُن سب نے حکم لگایا ہے کہ سیار **کوہ بلا** اُسکو رہا کریگا مین نے اکثر عقیل فہیم بھیجے جو **کوہ بلا** مین جاتا ہے وہ پلٹ کر نہین آتا نہین معلوم وہان کیا سحر ہے کہ اُس شہر مین بہوت ہوکر رہجاتا ہے اگر کوئی اُس شخص کو قتل کرتا ہے کئی جوان مین نے بھیجے کوئی بھی پلٹ کر نہین آیا شاہزادے نے کہا آخر **کوہ بلا** کہان ہے مین مدت سے اُسکی تلاش مین ہون **لالان شاہ** نے کہا بیرون شہر پانچ کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ ہے اُسی کو **کوہ بلا** کہتے ہین جو گیا وہ پلٹ کے نہین آیا شاہزادے نے کہا ہم جاوینگے ہمارے بزرگان دین نے ہمکو ہدایت کی ہے **کوہ بلا** کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع ہو **لالان شاہ** نے کہا اے شہریار مین آپ کو اُس مقام آفت مین نہ جانے دونگا آپ سے مجھے ایک

محبت ہوئی تاج و تخت بیچ ہے ہم گوشے مین بیٹھ کے عبادت پروردگار کرین اب آپ کو ملک و مال کا اختیار ہے خسرو نے کہا ای لالان شاہ ہم جائینگے باغ ویران سے مین اسی فکر مین نکلا ہون ایک ہفتہ گذرا کہ تمام صحرا چھان ڈالے آج نام تو کوہ بلا کا سنا ہم ضرور جائینگے دربار مین وزرا امرا سب رونے لگے صورت دیکھکر شاہزادے کی کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے افسوس کہ یہ سن وسال اور یہ حسن وجمال اور یہ ارادہ ہی کہ جس مقام پر اکثر لوگ گئے کچھ اُنکا حال نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری وہان کا آپ ارادہ رکھتے ہین شاہزادے کو دربار مین لالان نے چھوڑا روتا ہوا محل مین گیا اور اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا کہا صاحب آج نیا معرکہ گذرا فرزند صاحبقران جوش پر جوانی اپنے زمانے کا یوسف ثانی میرے بیٹے کا حال سُنکر کہتا ہی کل ضرور برائے رہائی جاؤنگا تاج وتخت دیتا ہون کیسی منتین خوشامدین کین مگر وہ شیر نہین مانتا فاتحی طلسم پر قدم مارا ہی کچھ تحفہ بھی اُسکے پاس ہی اُس کے بزرگون نے ہدایت کی ہی بموجب ہدایت کے جانے کا قصد ہی ریحانہ بانو یہ حال سُنکر بے اختیار رونے لگی کہا ایسے کے ماں باپ پر کیا گذری ہوگی جب یہ شیر جدا ہوا ہوگا ذرا محل مین بلاؤ مین بھی اُس کو سمجھاؤن شاید مان جائے لالان شاہ نے کنیزون کو بھیجکر شاہزادے کو اندر بلوایا تمام انیسین جلیسین حسن وجمال دیکھکر بے اختیار روتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای یوسف ثانی ہماری ملکہ کا کہنا مانو اس ملک ویران کو آباد کرو تیرے دیکھنے سے ان دونون کو تسکین ہوگی دونون میان بیوی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین غیر بھی ان کے حال کو دیکھکر رو رہے ہین جب ریحانہ بانو اور خسرو کا سامنا ہوا دونون ہاتھون سے بلائین لین کہا ای نور نظر ہم بڑھا بڈھے کے حال پر رحم کرو جیتے ہے تم کو دیکھکر جئین گے تسکین ہوگی ورنہ فراق مین احمر گلگون پوش کے نوبت بجان وکارد بر استخوان ہین ہم کو بچاؤ مُردون کو زندہ کر دو یہ سُنکر شاہزادے نے ہاتھ باندھکر کہا ای مادر مہربان میرا حال سُننے کے لائق نہین طلسم آفتاب والون نے وہ وہ ظلم مجھ پر کیا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا ایک حسین وجمیل نازنین مہ جبین کو آگ مین جلا دیا اُسکا خون کیا رنگ نہ لائیگا انشاءاللہ آپکی دعا سے اگر گھس کر آفتاب گر مجو کو نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا یا موت ہمکو طرف طلسم کے لیچلی ہی اب آپ بخوشی حکم دیجیے اور دعا کیجیے کہ مین کوہ بلا سے بخیریت واپس آؤن آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن آپ زن وشوہر دل شاد ہون

اسطرح بیقرار ہو کر خسرو نے بیان کیا کہ ریحانہ بانو رونے لگی محل مین شور و غوغا گریہ وزاری کا بلند ہوا
مشکل شاہزادے نے وہ شب وہان بسر کی صبح کو مسلح ہوے فرمایا اے مادر مہربان رخصت دیجیے
ریحانہ بانو روتے روتے بیہوش ہوگئی شاہزادہ باہر آیا ملک لالان شاہ مع چند رفیقون وزیرون
کے ساتھ ہوا شہر والے حال بے مثال خسرو کا دیکھکر روتے تھے بڑھ بڑھ کے سمجھاتے تھے کہ اے
شہریار جانے کا قصد نکیجیے یہ وہ مقام ہی کہ بڑے بڑے پہلوان گئے آپ بالکل یکہ و تنہا ہین شاطر بھی
تو آپ کے ساتھ نہین شاطر کا نام سنکر خسرو بیقرار ہوگئے کہا یار و عیار طرار ہمارا ہم سے ایسا جدا ہوا
کہ آج تک حال نہ معلوم ہوا ہماری رفاقت سے اُسنے منھ موڑا وہ اب تک ہوتا تو اسکی بھی کوئی
تدبیر بتاتا عقل و فطرت سے معمور عیاری مکاری اسکی ذات سے پیدا ہوتی ہی اُسی کی وجہ سے یہ
دن نصیب ہوا صحرا مین برائے شکار لایا شمشکل کی بارگاہ تک پہونچایا اُس ایسا بادشاہ عالیجاہ
میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو مین کیونکر کہون کہ وہ غافل بیٹھا ہوگا اسی جستجو مین ہوگا کہ مجھ تک پہونچے
وہ کسی فطرت سے ضرور آئیگا اُسکی ذات سے ہمین بڑی اُمید ہی ضرور وہ ہم تک آئیگا ساحرون
کو قتل کریگا ایسا جھٹ پٹ ساحرہ کو مار لینا ہی کیا کیا فقرے دیتا ہی حقیقت مین اگر ایک مرتبہ اُسکا
گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو کے طریقے دیکھ لے اور اپنے باپ سے ملے اُسکا باپ
بڑا نامی گرامی عیار ہی ہو خیر یا و نور افشان مین کیا کیا نام کئے کیسے کیسے کام کیے یہ کہکے
شاہزادہ یاد مین برق ثانی کی بیقرار ہوا سمجھانے والون کو جواب دیا آپ لوگ کیا ہمکو سمجھاتے
ہین ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ جو مقامات باطل پرستان دیکھے اُنکو مٹایا پاسکہ بٹھایا
پردہ دنیا مین صد ہا طلسم فتح کیے ہین زبان سے کہہ چکا اب قول سے پلٹنا مردان عالم کے
طریقے سے خلاف ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار آپ لوگ دیکھین انشاء اللہ
کوہ بلا سے پلٹ کر فرزند لالان شاہ کو رہا کرینگے بزرگون کی ہدایت ہی کوئی نہ کوئی مطلب ضرور
نکلے گا یہ کہکے بیرون قلعہ آئے پانچ کوس طی کرکے اُس صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ایک
کوہ فلک شکوہ نہایت شان و شوکت سے واقع ہی کہ سب درے بند گویا بندوبست ہی ایک درہ بیچ مین
مثل پھاٹک کے کھلا ہی وہی جانے کا راستہ ہی شاہزادہ سلاح سلیمانی سے آراستہ لالان شاہ سے بغلگیر
ہوا کہا اگر اے عم نامدار آپ کو خدا کے سپرد کرتے مین آپ مجھی حفظ خدا مین سپرد کیجیے فرصت جانیکی دیجیے

بہ خوشی فرمائیے کہ بسم اللہ جاؤ اُسوقت لالان شاہ کا جوش گریہ کیا بیان کرون کہ چیخین مار کر روتا تھا کہتا تھا کہ آج روز جدائی احمر گلگون پوش ہو کون سی ساعت تھی کہ باغ ہمیشہ بہار مین وہ جا کر رہے ہماری نظرون سے مخفی ہوے آج اُنکی جدائی تازہ ہوئی شاہزادے نے بہت سمجھایا حاضرین وقت رئیسان شہر ساتھ آئے ہین شاہزادہ اُن سب سے رخصت ہوا سب ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتے تھے کہ خدا آپ کو وہان مظفر و منصور کرے یہ پریشانی دل سے دور کرے شاہزادہ تیغہ سلیمانی ہاتھ مین لیے ہوے بسم اللہ کہکے داخل درۂ کوہ ہوا دیکھا انتہا کا اندھیرا ہی شاہزادہ اُس اندھیرے کو طے کرتا ہوا جاتا ہی لیکن لالان شاہ بعد جانے شاہزادے کے مثل فقیرون کے ایسے کوہ پر فرو کش ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا شاہزادہ اُس اندھیرے کو طے کرتا ہوا بعد دو تین پہر کے درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جابجا چمن بندی ہو رہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ساتھ موزونی کے آراستہ ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہکار رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین ہر مرتبہ یہی چہکارتے ہین کہ اے باغبان قضا و قدر تو نے چمن دنیا کو کس رنگ سے آراستہ کیا ہی چمنستان کی سیر سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی ہر چمن ہر ایک گلشن گویا جنت نظیر ہی کیا رنگ قدرت کی تحریر ہی جو خط جس مقام پر نصب کیا ہی رنگارنگ کی تحریر ہی سبحان اللہ کیا تیری صفت کرین ہر سمت طائر مصروف زمزمہ سرائی چمنہاے طولانی کی رعنائی زیبائی آمد بہار کے جوش مین تھالے درختون کے سبد گل فروش ہین ہر سمت ہنگامۂ آمد جوش بہار ہی ہر سمت نخل ہاے طولانی میوون سے لدے ہوے چمن ہرے بھرے شاخین نہال بلبل کا گلشن وصال سامنے ایک چھوٹا سا دریا چہ جوش مار رہا ہی مچھلیان تڑپ کے بلند ہوتی ہین نہنگان خونخوار شناوری کر رہے ہین دم محبت حاکم بردبحر کا بھر رہے ہین بیچ مین چمنستان کے ایک چبوترہ مدور مثل قرص قمر نہایت تکلف سے آراستہ ہی اُسپر چینی کے ناندے اُن مین نخلہاے سنبل ہیچان کو زلف محبوب سے توسل شاہزادہ اس جوش بہار کو دیکھکر محظوظ ہو گیا بند قبا کھولدیے سیر مین مصروف ہوا لیکن حیران ہی کہ کس شوقین نے اس صحرا کو آراستہ کیا کس تکلف سے پیراستہ کیا نہایت انتظام منظور رہا جسکے دیکھنے سے قلب کو سرور ہوا دن قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرے لے رہے ہین بعضے آشیانون مین پہونچے

طائر

بعض شاخ گل پر گرد بھولونکے بھر رہے ہین قطرات شبنم برگ ہاے درخت سے ٹپک ٹپک کے بیچ
گر رہے ہین شراب شبنم نے مستی کا سامان پھیلایا ہی ہوا نشۂ بادۂ محبت سے ٹکراتی ہر ہر مینا سے شجر
سے سرٹکراتی ہو پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہی کہ روے گل پر غبار نہ پڑے شاہزادہ ایک خرمنے
مین نخلستان کے اس خیال سے بیٹھا کہ جو اس صحرا کی رعنائی و زیبائی کا بانی ہوا ہو وہ یہان ضرور
آئے گا یہ سوچکر درختون کی آڑ مین چھپ کر شاہزادہ بیٹھا تماشہ گل و گلزار کا دیکھنے لگا ہر طرف نگاہ جو
کہ دیکھا دریا مین ایک کشتی مثل ہلال شب اول پیدا ہوئی انمین قوم کی بنگالنین لہنگے عمدہ
پہنے ہوے چندریان اوڑھے ہوے ڈاند مین سونے چاندی کی ہاتھ مین ایک شامیانہ بادلے کا
مروارید اُس کشتی پر استادہ ہین جو مین سنہری ٹودریان کلابتون کی مسند پر ایک نازنین چہاردہ
سالہ زیب مسند لباس فیروزی زیب جسم زیور پھولون کا جسم گلگون پر آراستہ گل سے عارض کمھلائے
ہوے چہرے پر اداسی آنکھین جو رشک نرگس شہلا ہین صاف ظاہر ہی کہ جوہری قضا و قدر نے
موتی کوٹ کوٹ کے بھرے ہین اشک ٹپک پڑتے ہین حسن یون بے مثال ابرو رشک ہلال
آنکھین محو دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال چپ بیٹھی ہی کلمات حسرت و یاس زبان پر بیقرار و
مضطرب یہ دیکھتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے اٹھا خیال مین آیا کہ کنارے دریا کے چلین قریب
سے کیفیت دیکھین پاؤن مین زور نہ پایا کہ وہان تک جائین اور کیونکر پہونچین شاہزادہ اُسی خرمنے
مین ٹھیرا ہا اُس نازنین کی کشتی کنارے پر آئی کنیزون نے پٹرہ ڈالا وہ مہجبین اپنے مقام سے
اُٹھی پٹرے کو خرامان خرامان طی کیا بہ سہولت اُس راہ کو طی کر رہی ہو خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین اپنی
بدنصیبی پر روتے ہین مثل نقش قدم دمبدم قدمون سے جدا ہوتے ہین اس حال کو شاہزادہ بہ نگاہ
یاس دیکھ رہا ہی وہ نازنین جب آہ کرتی ہو آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہی ہاے اُس قتیل
تیغ محبت نے مردانہ وار جان دی ہاے اُسکو کیونکر پائین اپنے کو کیونکر اُس تک پہونچائین باہم
منزل عدم کو طی کرین اُس محبوب تک پہونچین اپنا حال زار ظاہر کرین رانین جدائی کی تڑپ تڑپ کے
کاٹین نامہ بر بھی نہین جا سکتا خبر بھی کوئی اُنکی نہین لا سکتا کنیزین سمجھاتی ہین واری اب اُنسے ملاقات
غیر ممکن مسافران ملک عدم سے ملاقات کیونکر ہو وہ نازنین کہتی ہی جسکی محبت مین اُسنے جان دی
اُسکو کیونکر دیکھین کیسا معشوق ہی جس پر یون مبتلا ہو کر جان اپنی دی عشق سے ہاتھ نہ اُٹھایا اُس

ظالم کو کچھ خبر نہین افسوس مزار غریبان پر جاتا فاتحہ خیر پڑھتا مگر معشوق سنگ دل ہی ایسے کو کیا یاد کرین اپنی بہن کے واسطے فریاد کرین کنیزین سمجھاتی ہین واری آج کئی دن گذرے ہر وقت آپکو انھین کی یاد ہی اب اُس یاد کو فراموش کیجیے بیٹھ کر سیر گل و بلبل ملاحظہ فرمایئے دیکھیے بلبل کو گل سے کیا محبت ہی کیا پھول پھول کے پہلوے گل مین بیٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی کیسی پھولی ہی کیسا باد خزان کو بھولی ہی ہاے ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا ظاہر مین کہدیا ہوتا لیکن ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین کنیزین سمجھاتی ہوئین ہو بر اُس چبوترے کے لائین فرش مشجر کنیزون نے بچھایا ہی مسند عمدہ آراستہ اسباب عیش و نشاط مہیا گائین منتظر بیٹھی ہین کہ اشارہ ہو تو ہم گائین ایسی مہ جبین مضطر و بیتاب کو بہلائین ملکہ آن کر مسند پر بیٹھین سیر صحراے چمن و گلشن سے منھ پھیرے ہوے کنیزین تمام جنگل مین پھیل گئین کسی نے جھولا ڈالا [illegible] نے اُڑا رہی ہی کوئی مصروف گل چینی کسی کے پاس اسباب خود بینی کوئی اکڑتی پھرتی ہی اپنے حُسن و جمال پر ناز کسی کو نیاز قضاے کار پانچ سات کنیزین ہمراہ ہین ایک نے جھک کر دیکھا ایک کے جھنگی لیکر کہا ہوا دیکھو تارہ زمین پر پڑا ہی ایک نے کہا چاند کا ٹکڑا ہی ایک نے کہا او دیوانی بہ غور دیکھ اپنے زمانہ کا یوسف ثانی ہی ہم سے تو نہین ہو سکتا کہ ایسے جوان کو ستائین ایک نے کہا چلو قریب سے دیکھین ایک جلبشن بڑھی اُسنے ماتھا کوٹ کر کہا ارے تم سب کو کیا ہوا ہی یہ تو کوئی مرد اٹھا ہوا ہی ارے سب کو دیکھ رہا ہی مین اسکو درست کئے دیتی ہون یہان کیونکر آیا او شخص اُٹھ بھاگ ورنہ مارا جائے گا شاہزادہ نے نیچے جھکایا جلبشن نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو چمکایا گولہ پلٹ کر گرا جلبشن نے کہا ارے یہ تو جادوگر ہی میرے سحر کو باطل کیا مین اسے پکڑے لیتی ہون اب کہان جائیگا یہ کہکے بڑھی چاہا کلائی پکڑلون شاہزادہ نے جھٹکا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس زنکن کا اُڑ گیا جلبشن کا گرنا اور جادوگرنیان سحر کرنے لگین شاہزادہ تیغہ کھینچ کر اُن سب جادوگرنیون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی وہ عورتین بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین جب شاہزادہ لوح محفوظ چمکاتا ہی سحر اُنکے باطل ہوتے ہین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کے سر پر قبضہ مارا کسی کو اٹھا کے دے مارا جب پانچ سات جادوگرنیان مرین کنیزین فریاد کرتی ہوئین بھاگین پلٹ پلٹ کے سحر کرتی ہین سحر تاثیر نہیں کرتا جو سحر جس نے کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی سب جادوگرنیان مر کر گرین بھاگ کر قریب چبوترے کے پہونچین پکارتی ہین ای ملکہ عالم فریاد ہی اس جوان نے کتنی بہنون کو

ہماری مار ا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ایسے گرو کا مونڈا ہوا ہی کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو شیر بیشۂ جلالت یکہ تاز میدان شوکت تیغ خون آلود ہاتھ مین جادوگرنیون کو مارتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے سحر بڑھ بڑھ کے کر رہی ہین سحر تاثیر نہین کرتا انھین کا سحر انھین کو پامال کر رہا ہی لاشے پڑے تڑپ رہے ہین خون کا دریا بہ رہا ہی یہ شیر بچستی و چالاکی لڑتا ہوا آتا ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مچھلیان بھری ہوئین آثار جلالت چہرے سے ہویدا وظاہر جس کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سیکڑون لاشے گرا دیے ملکہ دیکھ کر حال جہان آرا کو مائل ہوئین اس شیر کا نہین یقین تھا کہ ان کاندھے پر کنیز کے ہاتھ رکھ کے اپنے کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای شمشیر زن ای صف شکن ان بیچاری غریبون کو کیون قتل کیا یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے میرے پاس اپنی بہن مرجان نیلم پوش کے پہونچو ہاے ظالم مرجان نے یون مردانہ وار جان دی اُس چاہنے والے نے خبر بھی نہ لی یہ سنکر خسرو شیردل نے ایک آہ کی معشوق کا نام سنکر کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی ای شاہزادی والا قدر ای آسمان خوبی کی بدر وہ ننگ عشق مین ہی ہون میرے واسطے اُسنے سب کچھ کیا اپنی جان دی مجھسے کچھ نہو سکا یہ سنکر وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے میری بہن کا معشوق آگیا کلیجہ تھرا گیا یقین ہو نہ اگر گردن جان دیدون یہ کہکے قریب آئی ہاتھ خسرو کا پکڑ کیا کہا ای شہریار ایک ہاتھ مجھکو مار دیجیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن خسرو شیردل نے آواز دی کشین وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تم کو نگاہ بد سے دیکھین آج نقشہ محبوب نظر آیا گویا مرجان کو دیکھا دونون مرجان کا نام لیتے ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا مرجان کا ذکر ہو رہا ہی لاکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین دونون شیدا ے یکدیگر آنکھون سے اشارے کر رہے ہین جانبین مین ترقی محبت ہر بات مین ذکر مرجان کا آتا ہی جب مرجان کا ذکر آیا شاہزادے نے ملکہ کے زانو پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شہریار مجھکو فرزانۂ فیروزہ پوش کہتے ہین بیٹی ہون آفتاب بگرمخوکی ہم اور مرجان ایک مکتب مین پڑھے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے سحر کے نام سے انھین بھی نفرت رہی اپنی یہ ہی کیفیت رہی سحر نہین سیکھا ساحرونکو دیکھا جو سحر یاد کرتے ہین منھ سے وہ بوے بد آتی ہی کہ اگر پاس اُنکے بیٹھو یقین ہی قی ہو جائے اسی وجہ سے سحر کے سیکھنے سے نفرت رہی مین نے جو خبر اُسکے جلائے جانے کی سنی کئی دن تو منھ پیٹے

پڑی رہی کئی دن کے بعد کنیزوں نے اٹھایا بمشکل اُٹھکر یہاں آئی یہ مراد پائی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ کہا اور پشت پر شاہزادے کی ہاتھ رکھ دیا کبھی گلے میں ہاتھ ڈالکر اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزیں ہٹ جاتی ہیں کبھی منھ پھیر لیتی ہیں ایک کنیز تہنیت بجرا اُسکا نام ہے جب رات ہوئی گائیں آکر سامنے بیٹھیں یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے	کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے
صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائر جان	کر گیا ذبح مجھے مرغ سحر کے بدلے
دولت عشق حقیقی نے کیا مستغنی	زردی رخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے
خرمن ہستی عاشق جو جلانا ہے اُسے	بجلیاں کان میں پہنی ہیں گہر کے بدلے
جان گئی میں خبر آمد جانان پہونچی	پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے
رات دن فکر مضامین میں گذرتی ہے قبول	خوب بکتی ہے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

اُدھر تو گانے کا ہنگامہ ڈومنی بتاتی ہے ہاتھ بڑھا بڑھا کے دامن شاہزادے کا تھام لیتی ہے مچل مچل کے بتاتی ہے حال شاہزادے کا دیکھکر بیسی جاتی ہے شیدا ہے یکدیگر کے آپس میں بوسہ بازی ہو رہی ہے تہنیت نے جو یہ معاملہ دیکھا جلگئی جی میں کہتی ہے اس شوخ دیدہ نے عاشق مرجان کو پہلو میں بٹھایا اگر یہ خبر پیکر جادو کو ہوئی انکو بھی مثل مرجان کے جلا دیگی ہم لوگوں پر بھی غصہ ہوگا اور کہے گی تم لوگوں نے نہ سمجھایا ہم لوگ کیا جواب دینگے ایسا نہو سبکو قتل کرے چلکر پیکر سے اطلاع کروں اس ستانی کو آکر وہ سزا دے اس عشق بازی کا مزا چکھاوے کیا کھل مل کے بیٹھی ہے حیلہ مرجان کے نام کا مقرر کیا اختلاط ہو رہا ہے یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کسی کنیز نے پوچھا ہوا تہنیت کہاں چلیں کہا میں برائے رفع حاجت جاتی ہوں یہ صحبت اس لائق نہیں جس میں بیٹھیے یہ کہکے تڑپتی ہوئی چلی اُس صحرا سے نکل مکان پیکر کا دریافت کر کے پہونچی وقت سحر ہے پیکر بیٹھی ہے کنیزوں سے کہہ رہی ہے ادرے یہ بھی دریافت کیا کہ باغ ویران سے قاتل شنگل کہاں گیا اُسکی تلاش واجب ولازم ہے اگر گرفتار ہو تو بہت بہتر اگر اسکے خلاف ہوا تو صاحب اقبال ہے اور شائد کوئی صاحبزادی اُس پر نگاہ ڈالیں وہ تو ایسا حسین وجمیل ہے کہ جس کی نگاہ پڑے ضرور عاشق ہو مرجان نے بے وجہ نہیں جان دی عشق میں اُسکے بہوت ہو رہی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کے

عرض کی در دولت پر کنیز ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کی حاضر ہے وہ کچھ عرض کرنا چاہتی ہے ہیکر نے کہا انکو بلاؤ ساحری وجمشید خبر کرین کہ تہنیت سامنے آئی دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی عرض کی ای ملکۂ عالم عجب معرکہ گذرا وہ مفتری قاتل شلکل کوہ بلا مین پہونچا ہی فرزانہ نے بڑا اُسکا اعزاز واکرام کیا ہی پہلو مین اسکو بٹھلایا مرجان کے ذکر مین باتین ہو رہی ہین ہر بات مین مرجان کا ذکر ہے بات بھر اختلاط ظاہری رہے ہین اور کیا عرض کرون یہ سنکر ہیکر جادو غصے مین کانپنے لگی کہا ابھی جا کر دونون کو مارتی ہون مرجان تو میرے کلیجہ کا ٹکڑا تھی مین نے اُسکو کس ناز ونعم سے پرورش کیا اُسکو تو مین نے سرمیدان جلایا ملکہ یاقوت کیسی بٹی کے و بسطے بیقرار ہوگی مین نے کسی کا خیال نہ کیا خود اُسکو جلادیا اس گیسو بریدہ کی قضا آئی ہو جانے نہی دونون کو پھونک دون گی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ہزبر آتشین پر سوار ہوئی پشت پر سو وقت کنیزین ہزبر آتشین اُڑا کر چلی یہان یہ شیدا یکدیگر ملے بیٹھے خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہی دونونکو نہ فکر دنیا اور نہ خیال عاقبت مست بیٹھے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان بڑا تو نے غضب کیا کیا حال مرجان نہ سُنا تھا تیری بھی قضا دامن گیر ہوئی ملکہ نے بدوا ہیکر جادو کی سنی اور دیکھا مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین ملکہ کو تو غش آ نے لگا اُسنے کہا او صاحب غضب ہوا ہم بھی برائے ملاقات مرجان جائینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ مزار پر ضرور آئیے گا جب فاتحہ خیر پڑھیے گا روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی کیا عجب ہے کہ قبر سے نکل اُڑون قدمون کو نکل کے بوسہ دون پکار اُٹھون ای شہریار یہ کنیز برائے قدمبوسی حاضر ہی اُسوقت اگر میری زبان سے یہ اشعار نکل جائین تو عجب نہین نظم

گر معالج مرا وہ عیسی دوران ہوگا	حق مین میرے یہ مرا درد بھی درمان ہوگا
بزم مین وا جو نقاب رخ جانان ہوگا	کوئی بے خود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا
دوست فریاد ہر اک قبر سے ہوئیگا بلند	گذرا اسکا جو سر گور غریبان ہوگا
کوئی غافل بھی ہے شاہ جو کسی نے پوچھا	بیدماغی سے وہ یہ کہنے لگے ہان ہوگا

یہ کہکر بہت روئی شاہزادے نے اشک حسرت دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ یہ کہکے تیغ کھینچ کے شاہزادہ بہ قہر وغضب تمام اُٹھا نعرہ کیا نعرہ منسو + منم خسرو شیر دل خوش لقب

منم نور عین امیر عرب ❊ مسخر کن ملک دیوان قاف ❊ بلرزند از خوف دیوان قاف
اگر تیغ کین برکشم از غلاف ❊ تزلزل فتد در میان مصاف ❊ نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا ایک
کنیز نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو جنبش دی وہ گولہ پھٹ کر گرا کئی کنیزوں نے
سحر کئے سحر انکے باطل ہوئے خسرو نے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے پیکر نے جو لاشے کنیزوں
کے دیکھے جھلا کر خسرو پر جا پڑی کئی تلواریں لگائیں خسرو اسکو روک رہے ہیں تلواریں برس
رہی ہیں لیکن کوئی تلوار جسم پر شاہزادے کے نہیں پڑتی دا ہنے بائیں گر رہی ہیں کوئی سحر تاثیر
نہیں کرتا شاہزادے نے ام ابھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا پیکر نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغ سلیمانی دست زبردست شاہزادہ والا قدر سے سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے
تلوار سر پر آئی تلوار نے کچھ کاٹا دو انگل کا زخم آیا تھا کہ پیکر نے اپنے کو زمین پر گرایا تڑپ کے
بلند ہوئی کنیزوں کو آواز دی لدے نکل جلو مرجان اسکو لوح محفوظ دے گئی ہے اسپر سحر تاثیر نہیں
کرتا جان بچاؤ اور تدبیر ہوگی جیسے ہی دیکھا شاہزادے نے کہ پیکر کے سر سے خون بہتا ہوا تڑپ
کے بلند ہوئی جاتی ہے آسمان میں ڈوبوں کہ شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر
یازدہ مشتی نکالا بحر کمان میں پیوست کیا سینہ پر کینہ پیکر کا تاک تیر کو رہا کیا عین سینہ پر پیکر کے تیر پڑا کہ
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا لہراتی ہوئی پیکر زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی مرنا پیکر کا کہ اندھیرا ہوا
سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من پیکر جادو بود کنیزوں نے جو یہ آواز سنی سر پیٹتی
ہوئی بھاگیں آپس میں کہتی ہوئیں ارے کس سے جا کر اطلاع کریں کون ہماری فریاد کو پہونچے اس
ظالم کو سزا دے آخر چند کنیزیں طرف قلعہ یاقوت نگار کے چلیں کہ چلکر ملکہ یاقوت جادو سے
اطلاع کریں وہ اگر اس کو سزا دیگی کنیزیں تو ادھر سے جاتی ہیں شاہزادہ کوہ بلا میں ساتھ ملکہ
فرزانہ فیروزہ پوش کے مصروف عیش و نشاط ہے اب حال یہانسے برق ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ
صحرا صحرا المدار امار ابھرتا ہے قضائے کار پھرتا ہوا بعد ہفتے عشرے کے ایک صحرا میں پہونچا ایک طرف
جھیل ہے ایک طرف غبار اڑ رہا ہے اس غبار میں کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ اندر غبار کے کیا ہے کچھ جگنو چمک
رہے ہیں برق ثانی حیران کہ یہ کیا مقام ہے علامت سحر تو معلوم ہوتی ہے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ
سحر کرنے والے نے کیا سحر کیا ہے صحراے وحشت خیز ہے اس سوچ میں ایک نخل کے سایہ

مین بیٹھا غبار کی جانب دیکھ رہا تھا کہ دیکھا ایک عقاب اُس غبار سے نکلا ایک نامہ بندھا ہوا گلے مین
پڑا ہی وہ عقاب غبار سے نکل کر جھیل کی جانب متوجہ ہوا کنارے باندھ کر جھیل پر اُترا منقار پانی
مین ڈالی پانی پینے لگا برق ثانی نے سر سے گوپھن کھولا پتھر لگا گوپھن مین رکھ تاک کر عقاب پر مارا
عقاب کا سر پھٹا برق ثانی نے دیکھا اندھیرا ہو گیا مرنے کی ساحر کے علامت بلند ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من عقاب جادو بود برق ثانی دوڑا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام کا لاشہ پڑا ہی گلے مین نامہ بندھا ہی برق ثانی لاش کو کھینچ کر کنارے لایا نامہ کو جو پڑھا اُسمین
طرف سے عنکبوت کے لکھا تھا مسمار جادو کو مضمون یہ تھا کہ اے والد نامدار آجکل قلعہ یاقوت نگار
مین کسی کو آنے جانیکا حکم نہین ہی عقاب جادو کو روانہ کیا ہی زوجہ کو ہماری ڈولی مین سوار کرکے
فلان جنگل مین رکھو پھر ہم تدبیر کرینگے اگر یہ نہ کروگے تو مین نے زوجہ کو چھوڑا کبھی نام نہ لونگا برق
ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا رنگ و روغن عیاری لگا کر عقاب کی شکل بنا مسمار کا گانون پوچھتا ہوا چلا
گانو مین مسمار کے آیا مسمار کاس کے باندون کی چارپائی پر بیٹھا ہی کھانا کھلا ہوا اسامیان جمع مین
عقاب نقلی نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا داماد کا نامہ دیکھکر خوش ہو گیا نامہ کو لیکر گھر مین گیا خوشی
خوشی زوجہ سے کہا لو صاحب تمھارے داماد نے تمھاری بیٹی کو بلایا ہی بیٹی کو اپنی ساس سے رنج
رہتا تھا وہ بڑھیا بھی مرگئی اب خالی گھر ہی زن و شوہر چین سے رہینگے بڑی تاکید لکھی ہی اگر تم کہو تو عقاب
کو ڈیوڑھی مین اُترنے کی جگہ دو ن سو نکالو اب تھوڑی نکالدو اب سو لیکر مسمار باہر آیا کہا اے عقاب
جب تک یہ کھاؤ انکو کھانا کھانا برق ثانی نے کہا ایک بات کا خیال رکھیے گا میرا مزاج [illegible]
ہی اگر مین اور کہین چلا جاؤن تو آپ ڈولی دلھن کی وعدہ گاہ پر رکھوا دیجیے گا مسمار نے قبول کیا یہان
برق ثانی آکر ڈیوڑھی مین اُترے گھر مین مسمار کے ڈھول وغیرہ بجنے لگا برق ثانی بیٹھے سنا کیے
دو پہر بجے سب گا بجا کے سوئے اب برق ثانی ڈیوڑھی سے نکلے پشت پر مکان کے آئے کمند مار کر
کوٹھے پر چڑھے دیکھا دلھن پڑی سو رہی ہی بہو لونکا زیور پہنے ہوے چاندی کا زیور موٹے موٹے کپڑے
چوڑیان ہاتھ مین جوانی کی نیند بیباک پڑی سو رہی ہی منھ کھلا ہوا بال چہرے پر پریشان سینہ پر کھار ابروے
خمدار مثل نیمچہ اصفہانی برق ثانی نے منھ پھیر لیا قریب پلنگ کے آیا داروے بیہوشی کپڑے مین نکالی ہوا بر
دماغ کے لگا دی وہ عورت یا تو سوتی تھی یا اب بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی برق ثانی نے اسکو

تو کو کمین مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر تیار ہوا اُسی عورت کی شکل بنا پلنگ پر آ کے سویا
صبح کو آکے ماں نے پاؤن پکڑ کے جگایا کہا بیٹی اُٹھو برائے گھر جانا ہی دن چڑھے تک نہ سویا کرو
شوہر نوکری پیشہ جب وہ اُٹھے تمھین جاگتا پائے اب تمھاری ساس بھی مر گئین اکیلے گھر مین جا کر
بیٹھوگی شوہر کو راضی رکھنا برق روتے ہوئے اُٹھ بیٹھے کہا اے مادر مہربان کیا بیان کرون جو دل پر
قلق ہی آپ کی جدائی کا بڑا ملال ہی ماں نے کہا بی عادتین بد نو اور عادتین اختیار کرو اب مین تمھاری
رخصتی کی تدبیر کرتی ہون اسیوقت شوہر سے کہا آج اسکو ٹھنڈے وقت رخصت کرو رات کے دن دھوپ
چڑھ آئی تھی آج تک جلتی رہی باپ نے جو بہلا درست کرایا اُسین دلھن کو سوار کیا کہارون نے اُٹھایا
اُسی جنگل وعدہ گاہ مین لاکر جو بہلا رکھا تھوڑے ہی عرصہ مین آسمان پر سناٹا ہوا عنکبوت بشکل طاؤس
آکر پہونچا تڑپ کے گرا نجہ رسیون مین دیکر ڈولی سمیت لے اُڑا باپ نے پکار کر آواز دی اے عنکبوت
یہ لونڈی خدمت کو دیتا ہون اسکا خیال رکھنا عنکبوت ہون ہون کرتا ہوا ڈولی کو لے اُڑا
قلعہ پر پہونچا ایک محلے مین مکان ہی اُس مکان مین اُتارا ڈولی سے پاندان صندوقچہ اُٹھا کے گھر مین
رکھا کہا صاحب اُترو اب مکان مین تنہائی ہی کس سے شرم کروگی ماں لے انتقال کیا برق ثانی
گھونگھٹ نکالے ہوئے اُترے پلنگ پر بیٹھے عنکبوت نے کہا میری نوکری کا وقت ہی مین دوپہر کو آؤنگا
یہ کنجیان حاضر ہین کوٹھریون مین سب اناج وغیرہ رکھا ہی یہ کہکے عنکبوت گیا برق ثانی نے اُٹھکر
دروازے مین کنڈی دی کوٹھریان کھولین سب سامان بھرا ہوا پایا ادہر کی کھچڑی نکال کے چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ڈالا کھچڑی نکال کے تخت پر رکھی گھی کی مٹیا قریب رکھدی چٹنی بھی پیس کے
رکھی سب سامان قریب رکھکے آپ پھر اوڑھ لپیٹ کے بیٹھ رہی دوپہر کو عنکبوت نوکری پر سے آیا تھکا
ماندہ چولھے مین دیکھا خاک اُڑ رہی ہی بہت پریشان ہوا سوچا کہ شرم کے مارے کچھ نہ پکایا کہا کیون
صاحب کنجیان ہم دے گئے تھے تمنے کچھ نہ پکایا برق ثانی نے دوپٹے سے ہاتھ نکال کے
اشارہ کیا اب عنکبوت نے تخت پر دیکھا سب سامان رکھا ہی خوش ہو گیا صراحی پانی کی بھی
رکھی ہی گھی کی مٹیا قریب چٹنی ایک ظرف مین خوش ہو گیا سوچا کہ گھر والی کی ذات سے بڑا آرام ہوتا
ہی کس سلیقہ سے کھانا رکھا ہی کھچڑی سے خوشبو آتی ہی خوب تنکے کھائی جب کھا چکا پانی پیا پیاس
نہین بجھتی ساری صراحی پی گیا پیٹ پھولنے پھولتے منھ کو آیا گھبرا کے کہا ارے صاحب مجھکو اُٹھ کر

پانی پلاؤ میرا پیاس سے دم نکلا جاتا ہی برق ثانی کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ میرے شوہر کو کیا ہوگیا ارے میرے وارث کا عجب حال ہی پھر کہا کہ کنوین کے پاس چلکر بیٹھو مین پانی بھر کے تمھین نہلاؤن جب یہ کنوین کے پاس آیا پانی بھرنے کے بہانے سے اُنھین قریب آ کے کنوین مین ڈھکیل دیا عنکبوت تڑپ تڑپ کے کنوین مین مرا اب برق ثانی عنکبوت کی شکل بنکر باہر نکلا راہ مین ساحرون سے بھی ملاقات ہوئی ساحرون نے پوچھا میان عنکبوت کہانسے آتے ہو آج تمھاری نوکری خاص در دولت ملکہ یاقوت پر ہی یہ پتہ پاکر برق ثانی در دولت ملکہ یاقوت پر آیا پہرے پر بیٹھا پہرا دینے لگا جمعدار وغیرہ بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ عنکبوت جادو کا چہرہ سُرخ ہوا بیقرار ہوکر چلانے لگا اور کہا یا لات ومنات مجھے بچاؤ ایسا نہو یہ کالی کالی صورت کے لوگ مجھے کھا جائین بلاکوئی اور آفت ہر پا کرین یہ کہکے غل مچانے لگا خبر ہوئی کہ عنکبوت کو کیا ہوگیا یاقوت خبر سنکر محل سے باہر آئی دیکھا کہ عنکبوت جادو دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہا ہی بدن اتنا گرم ہی کبھی اُٹھا کبھی گرا ملکہ یاقوت نے کہا اسکا تو قلب اُلٹ گیا چوک مین جو شاہی دار الشفا ہی وہان بھیجا کے اسکو رکھو حکم دو کہ حکیم اسکا علاج کرے ملکہ یاقوت تو یہ کہکر محل مین گئین ساحر برق ثانی کو کشان کشان اُس مکان مین لائے شہر والون نے دیکھا کہا اسکو وحشت ہوگئی ہی خلاف کلام کرتا ہی کسی کو دیکھکر مارنے دوڑا کسی کو گالی دی کبھی آسمان کی طرف دیکھکر پکارتا ہی لو یہ آئے دوئی خداوند آگئے ساھری جمشید بھی ساتھ ہین آخر کار لا کر اُس مکان مین برق ثانی کو داخل کیا حکیم نے نبض دیکھی کچھ نسخہ لکھدیا علاج ہونے لگا کبھی صحت ہوتی ہی کبھی عارضہ بڑھجاتا ہی اس طرح علاج ہو رہا ہی کئی مہینے برق ثانی کو اُس جگہ گذر گئے ایک دن برق نے دیکھا وزیر و امیر و شہر کپڑے عمدہ پہنے ہوئے بیرون شہر جاتے ہین رئیسان شہر بھی ساتھ ہین برق ثانی نے پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین لوگون نے کہا سال بھر کے بعد کوہ زنگار رنگ پر جشن ہوتا ہی اُسکا زمانہ قریب آیا ہی برق ثانی جی مین کہتا ہی کہ چلکر کوہ زنگار رنگ کو دیکھنا چاہیے کہ وہان تصویر خداوند کیا کرتی ہی وہان کے لوگون سے کہا کہ ملکہ یاقوت سے جا کر عرض کرو کہ عنکبوت کو کوہ زنگار رنگ پر بھیجے شاید زیارت خداوند سے صحت حاصل ہو لوگون نے جاکر ملکہ یاقوت سے کہا یاقوت نے کہا بہت ہی مناسب ہی جب ہم چلین تب ہمارے ساتھ چلے دوپہر کو ملکہ یاقوت سوار ہوئین کلیم و سلیم سے کہ گئین تم ہمارے بعد آنا وقت پر پہونچنا یہ کہ کے سوار ہوئین جب قریب

اُس مکان کے آئین حکم دیا کہ عنکبوت کو بھی ساتھ لیلو جادوگرون نے عنکبوت کو ہمراہ لیا ایک سواری پر سوار کر لیا اس طرح برق ثانی چلے ایک مقام پر شام ہو گئی ملکہ یاقوت اُتر پڑین اور فرمایا عنکبوت کو بلا کر دیکھا آج صحت ہے باتین بھی ہوش کی کرتا ہے پوچھا اے عنکبوت مزاج کیسا ہے کہا حضور فدوست خداوند مین چلتے ہین جنگل کی ہوا نے دل کو فرحت بخشی شب کو اُسی مقام پر رہے صبح کو پھر ملکہ یاقوت سوار ہوئین پہر دن رہے صحراؤن کو طی کر کے ایک مقام پر پہونچے دیکھا لاکھون آدمی خیمے بارگاہین استادہ جابجا میلے کے سامان ایک جانب بھنگیرون کی ہو کائین سند لگائے تختہ نازمیان مہ جبین سامنے سنہری حقے اُمبر لال پیچ ایک طرف آگ سلگ رہی ہے ایک طرف سے ایک جوان نے چوائی پھینکی کمانی ساقن صاحب ٹرہ سالجمان کا بلوا ئیے مگر بیڑہ پرکی ہو کر جوانو کو تستے ہون بھنگیرن نے چلم چرس کی چائی آگ اپنے ہاتھ سے رکھی جوان نے کہا ذرا منھ تو لگا دو ساقن نے ایک دم لگایا جوان خوش ہو گئے سامنے ساقن کے کھڑے ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

نہ زاہد کے دم میں کچھ دم ہے وہ سون کا زمزمہ نہیں	پیارے دم ہی کا تو فرق ہے مردون و زندون میں
نہ زاہد کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا چسکا ہے	بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی ڈرکا ہے

ایک جانب مداری تماشا کر رہا ہے ایک جانب مگتنین ناچتی پھرتی ہین اور ڈھول بج رہا ہے عجب رنگ ہے کہین چہار بیت ہو رہی ہے ایک جانب جوان جوان لوگ چہرے زرد منہا کے دبلے پتلے لیٹے ہین نگالیان منھ سے لگی ہین خوانچے روشن دھوئین آ رہے ہین معلوم ہوا چانڈو پینے والے پڑے ہین ایک پہاڑ نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر ایک حجرہ بنا ہے اُسکے دروازے پر گھنٹ نواز اور ناقوس نواز سیکڑون برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوئے ماتھون پر تلک سے لگے ہوئے پوتھیون کا جاپ کر رہے ہین یا سامری کا ہے برق ثانی نے یہ سب تماشا دیکھا حیران ہے کہ یہ کیا جال پھیلا ہے لوگون سے دریافت ہوا اِس حجرے مین ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے مثل انسان کے وہ تصویر باتین کرتی ہے تصویر سامری مشہور ہے برق ثانی خاموش ہو رہا رات کو اُسی مقام پر سو یا صبح کو ملکہ یاقوت مع وزرا و امرا گلستان جواہرات کی ساتھ لیکر طرف پہاڑ کے چلین پکار کر آواز دی کہ عنکبوت کو ساتھ لیلو برق ثانی بھی ساتھ ہوئے گھاٹیون کو طی کر کے بالائے کوہ پہونچے دیکھا پوجا پاٹ ہو رہا ہے نذر و نیاز سب چڑھا رہے ہین اندر حجرے کے ایک تصویر پتھر کی

مثل انسان کے باتین کر رہی ہی برق ثانی کا ایک جادوگر ہاتھ پکڑے ہوے ملکہ یاقوت کے ساتھ ساتھ ملکہ جب سامنے حجرے کے پہونچین کشتیان رکھوائین آپ واسطے سجدہ کے جھکین برق ثانی بھی دو انگلیون کی محراب بناکر واسطے سجدے کے جھکا جب سر اٹھایا تصویر سے آنکھ لگی تصویر نے آواز دی او یاقوت جادو کیسی غافل ہی طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی تجھکو اپنے گھر کی خبر نہین یہ جو تیرے برابر سنہری کپڑے پہنے کھڑا ہی عیار طلسم کشا ہی اسکو مارنے قدرت کو دم دینے آیا ہی یہ کہکر تصویر نے آواز دی ارے اسکو پکڑو برق ثانی نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا جو جادوگر ہاتھ پکڑے کھڑا تھا اسکو ایک خنجر مارا وہ ازکر مرا کے گرد اندھیرا ہوا برق ثانی تو کود کر بھاگا اندھیرے مین ساحر اٹھکر دوڑنے لگے برق ثانی پہاڑ سے نیچے کود گیا جادوگر ڈھونڈتے رہگیے برق ثانی نے اپنے کو ایک غار مین گرادیا ساحر ڈھونڈھ کے پلٹے کسی کو نہ پایا دن بھر زیر کوہ ہنگامہ رہا یاقوت پھر دن رہے رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے گئی برق ثانی نے غار سے دیکھا زیر کوہ سناٹا ہوا ان کے وقت غار سے باہر نکلا اپنی حماقت پر نادم ہوکہ ای برق ثانی اتنے عرصے تک شہر یاقوت نگار مین ہے کوئی کام نہ کیا جس دن چاہتے یاقوت کو پکڑ لیتے مگر قصد نہ کیا آج آن سب سے چھوٹے اب اس طرح شہر مین جانا نہایت دشوار ہی جھاڑ پونچھ کے غار سے نکلا کنارے کنارے کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک باغ معلوم ہوتا ہی یہ باغ باغ کنیزان سامری مشہور ہی ہر شخص یہ جانتا ہی اسمین کنیزان خداوند رہتی ہین برق ثانی بہشت بر باغ کی آیا کمند مارکے دیوار پر چڑھا گوشے سے دیکھا ایک ساحرہ سر چار مُنہ بہار و مسند پہ بیٹھی ہی اور جو اسباب دیر مین بطور نذر چڑھایا گیا تھا وہ یہان جمع ہی وہ ساحرہ کنیزون کو بھی دے رہی ہی برق ثانی حیران کہ یہ اسباب تو دیر مین چڑھایا گیا تھا وہ یہان کیونکر آیا معلوم ہوتا ہی یہی ساحرہ اُس تصویر سے آواز دیتی ہی مگر وہ ساحرہ کنیزون سے یہ کہہ رہی ہی برق ثانی عیار یاقوت جادو کے ساتھ آیا تھا مین نے پہچانا اسطرح تڑپ کے نکل گیا کہ ہزار ہا جادوگر تلاش مین گیا کسی نے اسکو نہ پایا یہ بھی برق ثانی نے سنا گوشے مین چھپا بیٹھا رہا محفل مین دورہ شراب کا ہوا ساحرہ جب نشے مین چور ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چھپر کھٹ پر گئی کنیزین اپنے اپنے مقام پر جاکے سو گئین اب برق ثانی اپنے مقام سے اٹھا تھرتھر کانپتا ہوا دل پر پتھر رکھ لیا قریب پلنگ کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دیکر اُسے بیہوش کیا گود مین اٹھا کر گوشہ باغ مین لایا زمین

اپنے ہاتھ سے کھودی اُسکو زندہ درگور کیا اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سویا صبح کو جو اُٹھا نہایت بدمزاج
جس کنیز نے آکے سلام کیا اُسکو خنجر مارا کہا سامنے سے دور رہو ہم تو ابھی سو کے اُٹھے ہین ہمکو سلام
کرتی ہے دوسری نے خوف کے مارے سلام نہ کیا اُسکو یہ کہکر خنجر مارا کہ ہم کو سلام نہین کرتی جب
دس پانچ کو مار ا کنیزین ہاتھ باندھ کے سامنے آئین عرض کرنے لگین حضور کو کس بات پر غصہ ہے صاف
صاف ارشاد ہو کیا منظور ہے برق ثانی نے کہا مابدولت دَیر مین جانا چاہتے ہین رستہ یا ذہین ہے
یا بدولت دیر مین جائینگے رستہ بتاؤ کنیزون نے عرض کیا سامنے زیر نخل سے نقب ہے اُسمین سے حضور
دَیر مین تشریف لیجاتی ہین یہ سُنکر برق ثانی خوب ہنسے کہا بس ہمکو یہی منظور تھا اب برق ثانی اُس
نقب مین داخل ہوا دَیر مین سر نکالا تصویر سنگ مرمر جو نصب ہے اُسمین بھی جوف ہے اُس جوف مین
برق ثانی داخل ہوا دروازہ دَیر کا کھولا سب برہمن دوڑے کہ آج خلاف وقت کیون دروازہ
کھلا دیکھا قدرت بہ قہر و غضب آواز دے رہے ہین کہ کیون بندگان خاص بالخاص مین جشن مین عیار
طلسم کشا دَیر کے قریب آیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا ہے شرط کہ سب کو جلا دون تمام طلسم کو خاک
مین ملا دون برہمن کانپنے لگے جواب دیا یا خداوند خطا ہوئی معاف فرمائیے کہا ایک کام کرو
نامے لیکر شاہان طلسم کے پاس جاؤ کل قدرت کا یہان جشن عالی ہے شراب کے مٹکے جمع کردو
قدرت آنپر اپنا نام لکھدین جو ایک جام پیے گا سو برس عمر اُسکی بڑھیگی یہ سُنکر برہمن خوشی کرنے لگے
رقعے قدرت کی طرف سے سب بندون کو لکھنے لگے کہ کل آکر سب جمع ہون قدرت اپنا فیض
جاری کرینگے یہ رقعے لیکر برہمن اول قلعۂ یاقوت نگار مین پہونچے یاقوت جادو کو رقعہ دیا
یاقوت نے رقعے کو آنکھوں سے لگایا دونون بیٹیان سلیم جادو و کلیم جادو نے کہا تیاریان کرو
کل ہم دربار خداوندی مین جائینگے اے نور نظر تم بھی آنا رات بھر تیاریان کین صبح کو روانہ ہوئین پہونچ
نے رقعہ آفتاب گرچنو کو بھی پہونچایا سب جگہ رقعے پہونچ گئے یاقوت بیٹیون سے کہکر روانہ
ہوئی پہلے آکے پہونچی دیکھا دیر کا دروازہ کھلا ہے مٹکے اور گھڑے جمع ہین اُنمین شراب بھری ہے
قدرت صحن دیر مین غل مچا رہے ہین کہ بندے ہمارے آئے یاقوت جادو نے آکر سجدہ کیا
برق ثانی نے آواز دی سجدہ ہمکو نہ کر جب طلسم کشا کو مار ڈالینگے عمر تمہاری بڑھائینگے تب ہم
تم سب سے سجدہ لینگے سب خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے مین دیکھا دَیر کا صحن سب بھر گیا

اب تو برق ثانی سمجھا کہ لوگ آگئے برہمنون سے اشارہ کیا بندون کو ہمارے شراب پلاؤ برہمنون نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کئے کچھ گھڑے مٹکے زیر کوہ بھی بھیجے دو کا ندارونکو بھی شراب ملنے لگی ایک تھوڑے ہی عرصے مین شراب پی کے حرکات ناشائستہ کرنے لگے کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی مُنھ کے بل گرتا ہی صحن دیر مین یاقوت بیٹھی ہی اُسکی انیسین جلیسین کنیزین سب سامنے جمع ہین برہمنون نے سبکو شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سب انجمن والے بیہوش ہوے سب کا بیہوش ہونا کہ برق ثانی تصویر سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق ثانی

منم برق ثانی خنجر گزار
ہمہ جا شود الامان الامان
کشم ساحران جہان را بدار
منم پور شاگرد خواجہ عمرو
درآیم اگر در صف کافران
زمین کافران ہمی کند الحذر

کافرون کو قتل کرنے لگا ئی سو جادوگرون کو مارا ہر مرتبہ چاہتا ہی یاقوت کے پاس پہونچ جاؤن اُسکو قتل کرون راہ مین دو جادوگرنیان مل جاتی ہین اُنکو قتل کر رہا ہی بہت چاہا کہ یاقوت کو قتل کرون مگر ممکن نہوا یاقوت تک نہ پہونچا کنیزون مصاحبون کو مارا قضائے کار کلیم و سلیم بیٹیاں ان یاقوت کی جو چلین راہ مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی ایک طرف سے ساحران یاقوت کے مرنے کی صدا آتی گھبرا گئین کہ ماں کی مصاحبون کو کسنے مارا دونون نے اپنے طاؤس آراستہ برسر کوہ زنگار رنگ آگر ٹھہرائین دیکھا ایک عیار طرار کسن نیمچہ ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہی یاقوت کو بھی قتل کیا چاہتا ہی زیر کوہ وبالائے کوہ سب بیہوش پڑے ہین دہن سے دونون نے کہا او مکار غدار خبردار ما در مہربان کو قتل نکرنا ورنہ آتش قہر و غضب مین پھونک دیئے جاؤ گے کلیم و سلیم برق ثانی نے سر اُٹھا کے دیکھا دو جادوگرنیان سر پر لہرا رہی ہین برق ثانی نے چاہا تڑپ کے بھاگون اُن دونون نے سحر کیا برق ثانی کے پاؤن زمین لے تھامے دونون زمین پر آئین یاران سحر پرسا یا سب ہوشیار ہوے یاقوت جو اُٹھی دریاے خون جاری دیکھا اپنے مصاحبون کے لاشے دیکھے گھبرا گئی بیٹیون نے سب حال بیان کیا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا دیکھا آفتاب گر تحو اگر پہونچی یہ حال جو دیکھا کہا ارے قدرت کی تو خبر لو اس ظالم نے قدرت کو مارڈالا جب تو اُنکے مقام پر آیا دیر مین گئی تصویر مین جوف پایا زیر تخت نقب دیکھی باغ مین پہونچی دیکھا لاشہ قدرت کا پایا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے کہ کیا معرکہ گذرا قدرت کو

کیونکہ ملکہ انھین کی شکل بنکر دربار مین گیا آفتاب نے سکو ہوشیار کیا اور رخصت ہوئی برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا کہا بوا یاقوت لیجاؤ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا طلسم کشا پر نہین معلوم کیا گذری ایکس مقام پر ہے ضرور اسکی طرف سے فتور برپا ہوگا قدرت کا مارا جانا ابھی صورت زوال ہم تصویر قدرت سمجھے تھے یہ ساحرہ تھی مذہب اسنے بگاڑا آفتاب گرچہ خود بہت جلالی مذہب کو برا بھلا کہنے لگی کہا سن یاقوت اب ہوشیار رہنا اسکی قید بہت اچھی طرح رکھنا دیکھو کوئی فتور نہ آنے پائے اپنے آقا سے یہ الگ تھا تو اسنے یہ قیامت برپا کی اگر یہ اس سے مل جائے تو نہین معلوم کیسا قیامت برپا کرے وہ طلسم کشا صاحب اقبال یہ عیار طرار مکار غدار اگر یہ اسکے ساتھ ہو تو آفت ہو یاقوت جادو نے برق کو لیکر شہر مین آئی یہ تو مشہور ہو کہ بیٹی کے غم مین ہے جب مرجان کا ذکر آتا ہے تو پہرون روتی ہے ایک دن برق ثانی نے یاقوت جادو کو کدر پایا پوچھا کیون ملکہ عالم کیسا مزاج ہے یاقوت نے رو رو کے حال بیٹی کا بیان کیا برق ثانی باتون مین بہلانے لگا اس لطف سے باتین کین کہ یاقوت خوش ہوگئی حیران ہے کہ کوئی مقام ایسا مقرر کرون کہ آٹھ پہر اس کی باتین سنا کرون بیٹیون سے کہا تم سلطنت کرو مین بیرون شہر باغ ہے اسمین جاکر رہون وقتاً فوقتاً آیا کرونگی بیٹیون کو شہر مین چھوڑا آپ آکر باغ مین رہی آٹھ پہر برق ثانی کا گانا سنا کرتی ہے اکثر قفس سے برق ثانی کو نکال لیتی ہو گانا سنا کرتی ہے آٹھ دن گذرے ہین کہ کلیم وسلیم تخت پر بیٹھی ہین اک رونے کی صدا بلند ہوئی گھبرا کر کلیم وسلیم نے کہا ارے یہ کون روتا ہے کنیزون نے عرض کی حضور کنیزان پیکر روتی پیٹتی آئی ہین اسقدر بیتاب وبیقرار ہین کہ کچھ جواب نہین دیتین کلیم وسلیم نے کہا اندر بلاؤ کنیزان پیکر اندر آئین پوچھا کلیم وسلیم نے ارے کیا معرکہ گذرا خون جسم مین بھرا ہوا ہے اسقدر بیتاب وبیقرار ہو کچھ حال تو بیان کرو معلوم ہوتا ہے کہین لڑائی ہوئی کیا معرکہ گذرا کنیزون نے سر پیٹ لیا کہا ای ملکہ عالم کیا پوچھتی ہو بی فرزندانہ فیروزہ پوش معشوق مرجان پر عاشق ہوئین کوہ بلا پر اسکو جگہ دی ہے پہلے آپ کی جدہ کو خبر ہوئی سمہ کے زور مین اسپر چاپرین نے ہاتھ تلوار کا مار دیا آپ کی دادی قتل ہوگئین لاشہ کوہ بلا پر پڑا ہے ہم نہ اٹھا سکے آپ سے اطلاع کرنے آئے ہین یہ سنکر کلیم وسلیم نے ایک عرضی یاقوت کو لکھی حال قتل پیکر لکھا اور یہ لکھا کہ ہم ابھی سے معاوضہ خون جدہ جاتے ہین مزاج مین آسکے تو آپ بھی آئیے ہم تو جاتے ہین یہ عرضی بھیج کر تیاری کرنے لگین

یاقوت کے پاس اُسوقت عرضی پہونچی کہ برق ثانی کا گانا سُن رہی ہو برق ثانی خوب تڑپ تڑپ کے گا رہا ہی بتانا ابھی جانا ہی یاقوت بہوت ہو رہی ہو عرضی کو تو پڑھ کے ڈالدیا کنیز دلسے کہا جا کو بیٹیسے کہنا تمھین اختیار ہی مین غم مین مرجان کے ہون مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مین بھی آؤنگی لیکن عرضی اسطرح پڑھی کہ برق ثانی نے سب حال سُنا اور زیادہ تکلف سے گانے لگا خوب تڑپ تڑپ کے گایا جی مین کہتا ہی برق ثانی فرزند صاحبقران صاحب اقبال ہی بادشاہ طلسم کی بیٹی سے عشق ہوا اب سلسلہ معقول ہوگیا عجب ہی کہ لوح بھی ملے بیے شک شاہزادہ جلد صاحب شوکت و لیاقت ہوا مین کیونکر اس تک پہونچون برق ثانی تو اسی فکر مین ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون یاقوت کو گرفتار کرون پھر سوچا کہ دیکھو وہان کیا انجام ہوتا ہی یہان تو یہ صورت ہی کلیم و سلیم دو ہزار جادوگر تیار کر کے طرف کوہ بلا کے چلین یہان خسرو پیکر کو مار کے پہلو مین بی فرزانہ فیروزہ پوش کو لئے بیٹھے ہین لیکن جب سے پیکر قتل ہوئی فرزانہ بیقرار ہی کہتی ہی اے شہریار پیکر بزرگ طلسم تمھی سب ساحر قصد کرینگے اس خیال مین آنکھون سے آنسو جاری دمبدم شاہزادے سے لپٹ جاتی ہی کہتی ہی اے شہریار بڑی ساحرہ قتل ہوئی اُسکے مرنے سے طلسم مین ہنگامہ ہوگا اگر خبر پہونچی تو کیا عجب ہی کہ افتاب بھی آنے کا قصد کرے اگر آفتاب آئی تو بڑی مشکل ہوگی سر اُٹھا کے دیکھتی ہی کہ کنیزین سب بھاگ گئین کوئی دوست و مونس باقی نہین فقط شاہزادہ ہو اور ملکہ پہلو مین بیٹھی ہی کوئی وزیرزادی نہین جلیس نہین باقی ہی صرف ملکہ شاہزادہ کے چلو مین بیٹھی ہین شاہزادہ ہر مرتبہ شک پاک کر کے فرماتا ہو ملکہ تسکین پروردگار مالک ہی انشاء اللہ اگر دس لاکھ ساحر آئینگے سب کو جواب دونگا شاہزادہ ہر چند سمجھاتا ہی ملکہ کی بیقراری نہین موقوف ہوتی دمبدم بیقراری بڑھتی جاتی ہی کہ آسمان پر ایک ابر اُٹھا ملکہ نے کہا لو صاحب کوئی آتا ہی ہر چند سحر نہین جانتی مگر علامت سے تو آگاہ ہون کوئی ساحر بڑا آتا ہی جا بیک ابر سے آواز آئی کہ او ننگ خاندان اس ظالم کو تو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال ہوتا ہی پیکر طلسم دادی کو قتل کر لیا لاشہ گم سکا یون پڑا ہی کچھ تجھکو فکر نہین اب جو دیکھا کلیم و سلیم دو ہزار جادوگرونسے اگر بیٹھین زمین پر آتے ہی لاشہ پیکر پر بیچلہ روئین پکار پکار کر کہتی تھین ہائے جدہ تم کس رنگ مین قتل ہوئین فلک نے کیا سامان دکھایا ہے تمھارا لاشہ دیکھا مادر مہربان غم مین مرجان کے نہایت بہوت ہین کل مردان طلسم تمھاری لاش پر آئینگے خوب بین کر کے ساحرونسے اشارہ کیا ارے تم دو ہزار ہو یہ مفتری اکیلا ہی بلو کر کے گرفتار کرلو سب

جادوگر اپنا اپنا کیکے چلے شاہزادہ تلوار کھینچ کر جا پڑا مثل شیر خشمناک لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیئے سو جادوگر تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہے ان افسرون کو بڑھکر قتل کرے ان کلیم وسلیم سامنے سے ہٹ جاتی ہین دور سے سحر کرکے دیکھا سحر بسبب لوح محفوظ کام نہین کرتا یا الٹا پلٹا یا جھٹ کر اسی مقام پر گرا کسی ساحر کا کام تمام کیا شاہزادہ شیر انہ ہنگامہ آرا ہے اسقدر ساحر ہین مگر بھاگتے پھرتے ہین بعض منھ کے بل زمین پر گرتے ہین بعض کا قول ہے اس شیر سے کوئی عہدہ برآ نہوگا کیسا پشت دہلوست آگاہ ہے کسی کا دھوکہ نہین کھاتا کیونکر گرفتار کرین کلیم وسلیم الگ کھڑی ہوئی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہین کلیم نے سلیم سے کہا کیوں بوا اب کیا ہوگا گرفتار ہونا اس کا دشوار ہے حقیقت مین یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشۂ جرأت ہے جب تو بزرگان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم آفتاب نگار ہے اگر ایسا دلیر نہوتا تو ایسا مقدمہ سخت وصعب کیون اِسکے نام قرار پاتا لیکن عقل کو دخل دینا چاہیے سلیم نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بوا کیا تدبیر کرین دونون نے آپس مین کچھ صلاح کی جادوگرون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہٹنے بھی شاہزادے کی اطاعت قبول کی ہم جابجا کتابون مین دیکھ چکے ہین کہ جو اس جوان سے ساتھ بُرائی کریگا بذلت مارا جائے گا اور جو اسکی دوستی کرے گا عیش وآرام پائے گا شاہزادے نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا اے کلیم وسلیم ہم تم کو مرتبہ اعلے دینگے تم ملکۂ عالم کی عزیزدار ہو دونون نے کہا حضور ہماری شرکت سے بڑا مطلب نکلے گا کل ہی پاس آفتاب کے پہونچا دینگے آپ قتل کرینگے آپ کے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگی یہ کہکر دونون دوڑین اور آکر ملکہ فرزانہ کے قدمون سے لپٹ گئین کہا حضور ہم آپ کی لونڈیان ہین ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش رونے لگین کہا بہن تمنے بڑا احسان کیا میرے وارث کی خیر وخوبی ہو کہا حضور کل ہی ہم آفتاب گر محو کو قتل کرادینگے آپ سب جادوگرون کو لیکر اسی صحرا مین بیٹھین کہا اے شہریار یہان سے قریب ایک باغ ہے شب کو چلکر اسی مقام پر رہینگے صبح کو آپ کو قلعہ آفتاب نگار مین پہونچا دینگے قلعے کے اندر ہی بلوہ کیجیے کہ آفتاب بھی دنگ ہو فوراً اُس کو قتل کیجیے طلسم یون ہی بڑا رہجائے جب بادشاہ مارا گیا پھر کسکی اتنی مجال ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے سب آپ کی اطاعت بدل وجان کرینگے آپ کا مذہب حق ہے یہ کہکر شاہزادہ اور ملکہ کو لیکر ایک باغ مین آئین

بارہ دری میں فرش بچھایا چھپرکھٹ آراستہ کیا آپ مثل کنیزوں کے خدمت کرنے لگیں پہر رات تک خدمت گزاری میں رہیں پہر رات سے گئے عرض کی حضور آرام فرمائیں کنیزیں برائے حفاظت موجود ہیں کیا مجال ہے کہ کوئی دشمن آسکے شاہزادہ و ملکہ **فرزانہ** چھپرکھٹ پر آئے دونوں نے باہم آرام کیا بخت خوابیدہ بیدار ہوا اپنے **کلیم و سلیم** قریب چھپرکھٹ کے آہن لوح گلے میں شاہزادے کے پڑی ہوئی **سلیم** نے فوراً مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا لوح تو جھولی میں رکھی پکار کر آواز دی او ہاکین خانمان ساحران عالم آنکھ تو کھول دیکھ تو کیا ہوا شاہزادہ اٹھا دیکھا دونوں جادوگرنیاں سر پر کھڑی ہیں گرد کنیزیں چاؤں چاؤں کر رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کیسی شکلیں بنا کر لوح محفوظ کا بڑا گھمنڈ تھا لوح لے لی شاہزادہ یہ باتیں سنکر اٹھا قصد کیا تلوار کھینچوں کلیم و سلیم نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے شاہزادے کے گری اکھڑا کے گرا شاہزادے کو گرفتار کیا ملکہ فرزانہ نے آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں مجبور و ناچار کھڑا ہے گرد کنیزیں گھیرے ہوئے ہیں پکار کر آواز دی بوا کلیم و سلیم یہ تمنے کیا کیا دونوں نے کہا یہ معاوضہ خون اہیکر جادو ہے تمنے بڑے بزرگ کو قتل کر دیا ہاے افسوس نہ آیا یہ کہکے ملکہ کو بھی گرفتار کیا رات بھر اسی باغ میں رہیں صبح کو تخت پر سوار کیا ایکطرف شہر **یاقوت نگار** کے چلیں چار سو جادوگر ساتھ ہیں بڑی دھوم دھام سے جاتی ہیں شہر **یاقوت نگار** میں آکر پہونچیں ایک عرضی **یاقوت** کو لکھی کہ آپ کی کنیزیں گئیں جا کے طلسم کشا کو گرفتار کر لائیں اب کیا حکم ہوتا ہے یا تو یہاں تشریف لائیے یا ہمکو اپنے پاس بلا لیجئے کنیز عرضی لیکر چلی **یاقوت** گانا سننے میں غرق ہے **برق ثانی** بیٹھا مل رہا ہے غزلیں ٹھمریاں سنا رہا ہے **یاقوت** بہوت بیٹھی ہو نفس سے **برق ثانی** کو نکال لیا **برق ثانی** نے بھی دم دیا کہ آپ ایسی قدردان مجھے کہاں ملیگی عمر بھر خدمت میں رہونگا میں نے طلسم کشا کو چھوڑا مسلمانوں کی محبت سے منہ موڑا مذہب **سامری و جمشید** مجھکو تعلیم کیجیے میں چاہتا ہوں **لات** پرست بنوں میری عقل میں آگیا کہ پونے دو سی کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کرنا یہ مسلمانوں کا کام ہے آپ کی صحبت میں رہا تو زنگ دل سے دور ہو اقلب کو سرور ہوا **یاقوت** کہتی ہے اے **برق ثانی** ہمارے ساتھ دغا نہ کرنا **برق ثانی** ہنس ہنس کے کہتے ہیں اے حضور میں آپ ایسی قدردان کہاں پاؤنگا کہ کنیز **کلیم** **سلیم** نے اگر نامہ دیا **یاقوت** نے پڑھا کہا اے **برق ثانی** سنا تمنے **خسرو** شیر دل گرفتار ہوے ملکہ فرزانہ بھی پھنسیں جسوقت بادشاہ طلسم سنیگی کہ میری بیٹی طلسم کشا پر مائل ہوئی کیا آفت برپا کریگی اب طلسم کشا

کو قتل کرنا چاہیے برق ثانی نے کہا حضور جلد قتل کیجیے فساد کا طلسم مین رہنا اچھا نہین آپکی بیٹیون نے بڑا کام کیا یہ ظالم قتل ہو جائے تو میرے دلکو آرام آئے آپ جشن کیجیے اُس جشن مین مین لات و منات کو سجدہ کرون تمام اہالی طلسم جان جائین کہ برق ثانی لات و منات پرست ہوا حال سب پر کھلا یاقوت نے کہا اب طلسم کشا کو یہان بلوائین یا شہر مین چلین برق ثانی نے کہا حضور وہان چلکے کیا کیجیے گا یہان بلوا لیجیے رات بھر چوکی پہرا دیجیے سویرے مجھکو حکم ہو مین اپنے ہاتھ سے خسرو کو قتل کرون یہ بھی سنا دون کہ اب ہم یاقوت کے تابعدار ہوے تینے ہماری کیا قدر کی اس رات کو بڑی حفاظت کرنا چاہیے سویرے عاشق و معشوق قتل ہون یاقوت باتونسے برق ثانی کی خوش ہو گئی کہتی ہے ای برق ثانی تجھ ایسا رفیق ملا طلسم کشا قتل ہوا جہان بانیان طلسم نے یہ لکھا ہی کہ خسرو طلسم کشا ہی یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر خسرو شیر دل کو قتل کیا تو پھر ہزار سال تک اس طلسم کو زوال نہین اب عمر بھر چین کرینگے برق ثانی ہنس ہنسکے باتین بنا رہا ہی کہتا ہی ای ملکہ یاقوت آپ کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے آپ کی بیٹیون نے کیا کمال کیا طلسم کشا کو کیونکر دم دیا لوح محفوظ کو چھین لیا کیونکر لوح لی کیا فقرہ دیا کہ قید کر لیا جواب عرضی کا لکھیے کہ قید طلسم کشا و معشوقۂ طلسم کشا یہان لیکر آؤ لیکن خبردار ساحر ساتھ رہین عمدہ لوگ جو معتبر قدیم ہین وہی ساتھ رہین اور کوئی دراندازِ ساتھ نہ ہو رات بھر یہان حفاظت کرین صبح کو قتل پر کمر باندھین یہ جواب کنیز کو لکھکر دیا یہان دربار مین کلیم و سلیم بیٹھی ہین دونون قیدی سامنے زنجیرون مین جکڑے ہوے بیٹھے ہین کلیم و سلیم کہ رہی ہین کیون ای طلسم کشا اگر ہم یہ دھوکا نہ دیتے تو تم کیونکر گرفتار ہوتے کیون بی فرزانہ پیکر کے قتل کا تمکو کچھ افسوس نہ ہوا بزرگ طلسم سب کی حاکم ساحرہ اس بلا کی وہ یون قتل ہو جائے اگر ساحرون سے لڑائی پڑتی دو لاکھ ساحر ایک طرف ہوتے پیکر ایک جانب ہوتی تو ان دو لاکھ کو مٹا تی اس طلسم مین کوئی اُسکا ہم نبرد نہ تھا یقین تھا کہ جسدن لڑائی پڑیگی ایک سحر مین لاکھون کو مٹا دیگی کون اُس سے مقابلہ کر سکیگا وہ یون چپکے چپکے قتل ہوئی آفتاب گرم خو آج تک سوگ مین ہی خسرو نے جواب دیا او مکارو کیا بیہودہ بکتی ہو ہم صاف باطن ہین نیک و بد کا حال معائنہ ہی دل صاف و شفاف آئینہ ہی جو تو نے کہا ہمنے قبول کیا ہم کیا جانتے تھے کہ مکر درپیش ہی اب کیا پس و پیش ہی قید سے چھوٹ جائینگے طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے کلیم و سلیم کہتی ہین ای فرزند صاحبقران اب رہائی ناممکن قتل کے اُمیدوار

اور یہ رات درمیان میں ہے صبح سامنا قتل کا ہے کہ کنیز جواب لیکر آئی کلیم و سلیم نے جواب پڑھا ساتھ والوں سے کہا سو جادوگر معتبر ہین او مادر مہربان کو ایسا مرجان کا غم ہے کہ سلطنت ترک کی باغ مین سکونت اختیار کی قتل طلسم کشا کو بھی یہان نہ آئینگی وہین ہمکو بلایا ہے یہ کہکر دونون محسن خسرو شیر دل و ملکہ فرزانہ کو مسلسل و مطوق ایک تخت پر سوار کیا کلیم و سلیم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے پشت پر سو جادوگر طرف باغ چلے یہان برق نے یاقوت کو بیہوش کیا اپنی صورت بناکر قفس مین بند کیا آپ اسکی شکل بنکر بیٹھا کنیزونکو کہا کہ تم دروازے پر ٹھہرو صرف دونون بیٹیان اندر آئین اور دونون قیدیونکو لائین کہ دونون مع سو جادوگروں کے دروازۂ باغ پر پہونچین دیکھا کنیزین پہرے پر کھڑی ہین پکارکر آواز دی ای ملکہ سلیم و کلیم آگئے نہ بڑھنا ملکہ عالم کا حکم نہین ہے ارشاد فرمایا ہے کہ دونون بیٹیان قیدیونکو لیکر اندر آئین کلیم و سلیم مع دونوں قیدیون کو لیا اندر باغ کے دونون آئین روشنی باغ مین ہو رہی ہے اور یاقوت جادو مسند پر بیٹھی ہے باغ پر نگاہ ہے کہ کلیم و سلیم قیدی لئے ہوے خسرو کی آکر پہونچین یاقوت نے اٹھکر بیٹیونکو گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزندو بڑا کام کیا اس ظالم کو تمنے پکڑ لیا ہی مرجان طلسم کشا بنا گئین لوح محفوظ دیدی ملکہ نے کہا لاؤ لوح محفوظ مجھے دو کلیم و سلیم نے دیکھا برق ثانی قفس مین بند سر ڈالے پڑا ہے کہا کیون مادر مہربان عیار کو بھی قتل کیجیے گا یاقوت نے کہا ای نور نظر یہ بڑا مدہ رفیق ہے مسلمانون سے بیزار مذہب لات و منات کا خواہان اسکو لات پرست کرینگے ہمارے پاس رہیگا اب مین بیٹھی اسی باغ مین رہون گی سلطنت تمکو مبارک ہو ای نور نظر مینے مرجان کے بعد سلطنت سے ہاتھ اٹھایا ایک جشن کرین خوشی قتل طلسم کشا کا اسی جشن مین برق ثانی لات و منات پرست ہوگا ہمین خوب خیال ہے یہ کہ کے کنیزون سے کہا باہر جاؤ ہم اور بیٹیان طلسم کشا کی حفاظت کرینگی رات بھر جاگین ایسا نہ ہو رات کو کوئی فتور پڑے کوئی معین و مددگار پیدا ہو شب قتل طلسم کشا ہے ہزار طرح کا انتظام چاہیے ای نور نظر اگر مین کوئی خلاف حرکت کرون تو مجھے بھی قتل کرنا تم سے کوئی حرکت خلاف ہوگی تو مین تمکو بھی قید کرونگی رات بھر کے لیے زبان بین سوزن دونگی صبح کو بعد قتل طلسم کشا چھوڑ دونگی دونون نے عرض کی آپ مالک ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے دونون قیدیونکو ستون سے باندھ دو قیدیون کو ستون سے باندھا اور دونون بیٹیون کو دو تلوارین دین لوح محفوظ تو پہلے ہی اپنے پاس رکھ لی کہا تم حفاظت کرو مین پلنگ پر بیٹھی دیکھ رہی ہون یکایک بیٹھے بیٹھے کہا چار کنیزین باہر سے بلالو سلیم گئی چار کنیزین باہر سے بلالائی آن

کنیزون سے کہا تم بھی حفاظت کے لیے بیٹھو آپ چارپائی پر بیٹھی بچھونا کھینچکر اپنے آگے رکھ لیا اسباب سحر رکھا ہوا چپکے چپکے اسماے سحر پڑھنے لگی یکایک دو پہر رات گئے آواز دی اری کلیم مین نے تیری حرکت دیکھی ہاتھ کیسا ہلاتی تھی ادھر میرے پاس آؤ کلیم تھرائی ہوئی سامنے آئی جیسے کلیم سامنے آئی کہا بیٹا مین نے تمھاری حرکت دیکھی تمنے طلسم کشا سے کیا اشارہ کیا مین نے دیکھ لیا کلیم نے کہا ای مادر مہربان مین تو خاموش بیٹھی رہی مین نے تو ہاتھ پاؤن بھی نہین ہلایا یاقوت نے کہا مین یہ کچھ نہین جانتی میرے دل مین شک آیا مین اب تمکو گرفتار کرونگی اگر گرفتاری نہ قبول کرو تو مجھسے مقابلہ کرو کلیم نے کہا ای مادر مہربان میری مجال ہے کہ مین آپ سے مقابلہ کرون کہا تو زبان نکالو دو پہر کی تکلیف ہے پھر صبح کو بعد قتل طلسم کشا کے رہا کر دونگی نہین تو مقابلہ ہو جائے کلیم نے سر جھکا لیا کہا میری کیا مجال ہے کہ آپ سے مقابلہ کرون یہ کہکے زبان نکالی یاقوت نے کلیم کی زبان مین سوزن دی ستون سے مروڑ کر مشکین باندھین سلیم تھر تھر کانپ رہی ہے جی مین کہتی ہے ہمشیرہ سے کیا خطا ہوئی کہ جو مادر مہربان نے قید کیا میرے نزدیک تو بیٹھی تھی یا مادر مہربان نے دیکھا ہو گا گھبرائی جادوگرنی ہے کوئی تو بات دیکھی سلیم سر جھکائے بیٹھی ہے سر نہین اٹھاتی اسواسطے کہ مین طرف طلسم کشا کے دیکھون کوئی خطا نکل آئے اس سوچ مین بیٹھی ہے یہان یاقوت چارون کنیزون سے بولی اری تم سوتی ہو ہوشیار رہکے بیٹھو نہین یہانسے نکل جاؤ کنیزون نے عرض کی جب حضور نے بیٹی کو قید کر لیا تو ہماری کیا حقیقت ہے کہا اپنی اپنی زبانون مین سوزن دو مین نے تم چارون کے قاعدے دیکھے یا مجھسے مقابلہ کرو کنیزون نے کہا ہماری کیا مجال ہے جو حکم ہو بجا لائین یاقوت نے کہا زبان مین سوزن دینگے اپنی اپنی زبانین نکالو کنیزون نے زبانین نکالدین یاقوت نے چارونکی زبان مین سوزن دی انکی بھی مشکین باندھکر ستون سے باندھا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کیون سلیم ہمنے تمھارے حرکات دیکھے میرے پاس آؤ اری تونے بھی ہاتھ ہلایا یہ کیا اشارہ کرتی تھی جلد میرے پاس آؤ سلیم کانپتی ہوئی سامنے آئی یاقوت نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا سلیم رونے لگی کہا مادر مہربان مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی مین نے ہاتھ پاؤن کچھ نہین ہلایا یاقوت نے کہا بیٹا مین نے دیکھا میرے دل مین شک پڑا مین ضرور تمکو بھی قید کرونگی یا مجھسے مقابلہ کرو مین لڑونگی سلیم نے کہا جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے یہ کہکے زبان نکالی یاقوت نے زبان مین سوزن دی اور سلیم کی بھی مشکین باندھین دوڑ کر قدمون سے خسرو کے

بیٹھ گیا اور کہا حضور نے غلام کو پہچانا میں برق ثانی ہی یاقوت کو پکڑ لیا قفس میں قید ہین غلام نے جو خبر سنی بیقرار ہوگیا مین نے گرفتار کیا انکار مین حضور کے تھا لوح محفوظ گلے مین خسرو کے ڈالی کہ ہتھکڑیان بیڑیان کنگر گرین ملکہ فرزانہ کو بھی رہا کیا قفس کو اُتارا اُس مین یاقوت بندھی یاقوت کو قفس سے نکالا زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن اب یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت کی جو آنکھ کھلی بیٹیونکو دیکھا کہ ستون سے بندھی ہوئی کھڑی ہین زبانون مین انکی بھی سوزن چارون کنیزون کی بھی زبان مین سوزن یاقوت گھبرا گئی برق ثانی نے صورت اصلی بنائی شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ڈالدی ملکہ فرزانہ کو تخت پر بٹھایا ہے پکار کر آواز دی ای ملکہ یاقوت قدرت خدا کو تینے دیکھا مجھ ایسے حقیر کو تمپر غالب کیا شاہزادہ قید سے چھوٹا لوح محفوظ گلے مین پڑ گئی ای ملکہ یاقوت اگر دل سے اطاعت کی تو بہا ورنہ قتل کرونگا یہ بخوبی مجھکو ثابت ہی کہ ہمارا شاہزادہ طلسم کشا ہی ضرور طلسم کو توڑیگا جو اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا اور تصور یہ ہی کہ شاہزادہ اسی لوح کی فکر کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوئی اور طلسم ٹوٹا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کرو ملکہ فرزانہ دختر بادشاہ طلسم کی ہی بادشاہ طلسم ہوگی ای یاقوت تینے کارخانہ قدرت خدا کا دیکھا کہ وہ مسبب الاسباب ہی شاہزادہ بھی اُٹھا کہا ای ملکہ یاقوت تم میری بزرگ ہو مرجان کے قتل نے دل توڑ دیا پیکر نے قتل کیا لیکن جن بزرگ نے مجھکو ہدایت کو وہ بلا کی ہی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مرجان سے ہوگے پروردگار کو اختیار ہو کہ مردے کو زندہ کرے خاک کو اُسکی جمع کردے اور روح تازہ عطا فرمائے اسوجہ سے امید ہی بزرگان دین نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ضرور ملاقات ہوگی شاید کوئی سبب پروردگار نے رکھا ہو مرجان کا ذکر جو شاہزادے نے کیا یاقوت بے اختیار ہو کے روئی اشارہ کیا کنیز کی آپ زبان سے سوزن نکالیے مین نے دل سے اطاعت کی برق ثانی کہتا تھا حضور سمجھ لیجیے یہ ساحرہ بہت زبردست ہی ایسا نہ ہو بگڑ جائے تو اسکو کون سنبھالے گا شاہزادے نے کہا پروردگار مالک ہی چہرے پر اسکے نور اسلام چمک گیا یہ کہکر زبان سے یاقوت کی سوزن نکالی یاقوت قدمون سے شاہزادے کے لپٹ کے بہت روئی مرجان کو یاد کیا کہا حضور اسکی نشانی ہین مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی دین پروردگار اختیار کیا شاہزادے نے کہا بیٹیونکو سمجھاؤ ایسا نہو یہ نہ مانین اور برق ثانی قتل کرے یاقوت ٹہلتی ہوئی دونون کے پاس آئی کہا ای نور نظر شاہزادے نے

کس لطف سے رہائی پائی اب اگر اطاعت نہ کروگی تو عیار کو اختیار ہے فوراً قتل کریگا اُسکو کون روکے گا مجھ جیسی ساحرہ کو اُسنے پکڑ لیا تمکو کس تکلف سے گرفتار کیا اب یہی مناسب ہے کہ دل سے اطاعت دین اسلام اختیار کرو تم ایک مرتبہ مکر کر چکی ہو شاہزادہ ایسا جلیل ہے کہ اُس خطا کا خیال بھی نہیں ہے بس اب بہتر یہ ہے کہ دل و جان سے اطاعت کرو ایسا نہ ہو برق ثانی قتل کر ڈالے اِس طرح **یاقوت** نے سمجھایا دونون بیٹیون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے کہ ہم زبان سے جواب دیوین **یاقوت** نے فوراً سوزن نکالی دونون کی دونون قدمون سے شاہزادے کے لپٹ گئین عرض کی اے شہریار ہماری خطا کو معاف فرمایئے جیسی خطا کی اُسکا معاوضہ پایا ہم بدل و جان حاضر خدمت فیضدرجت ہین جو مان نے ہماری اختیار کیا ہم بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتے مین کنیزون نے بھی اطاعت کی چار سو جادوگر جو باہر تھے اُنکو بُلایا اُنھون نے جو **یاقوت** کو مطیع دیکھا وہ بھی بدل و جان شریک ہوے اب **یاقوت** نے شاہزادہ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ **فرزانہ** کو تخت پر چوب وچاق ہاتھ مین لیکر ان بیٹیان ساتھ ہوئین باہتمام سواری کرتی ہوئین قلعۂ **یاقوت نگار** مین لائین شہر والون نے جو جمال جہان آرائے شاہزادہ دیکھا سب نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے لاکر دار الامارہ مین ملکہ کو تخت پر بٹھایا ملکہ **یاقوت** پہلو مین بیٹھین **کلیم و سلیم** آکر بیٹھین سب ساحرہ جمع ہین **برق ثانی** نے کہا کیون ملکہ **یاقوت** لوح طلسمی کیونکر حاصل ہو **یاقوت** نے کہا مہتر صاحب لوح طلسمی ضمن مین **پیکر جادو** کے بھی وہ قتل ہوئی اب لوح کا پتہ کون بتائے قدمون کی شاہزادے کے قسم کھاتی ہون کہ مجھکو نہین معلوم لوح طلسمی کہان ہے اب اسکو غنیمت جانیے کہ تابہ **یاقوت نگار** آپ کا قبضہ ہوا لوح محفوظ آپ کے قبضے مین ہے یقین ہے کہ **آفتاب** بھی آپ سے تعرض نہ کرے اگر تعرض کریگی سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا بس اب ارادہ نہ کیجیے ایک جادوگر مصاحبون مین تھا **کج طینت** اُسکا نام ہے اُسنے مکر سے اسلام اختیار کیا ہے ہنس کر کہا اے شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے شاہزادے نے کہا بزرگان دین نے ہدایت کی تا بہ **کوہ بلا** پہونچے آخر قلعہ **یاقوت نگار** قبضے مین آیا انشاء اللہ طلسم بھی قبضے مین آئیگا ہم روگردانی فتح طلسم سے نہ کرینگے **کج طینت** بول اٹھا اے شہریار وہ خواب آپ کا شیطانی ہوگا یہ سُنکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا ایک عصائے مرصع کار ہے کہ ہاتھ مین **پیکر** کے رہتا تھا وہ عصا بوجہ رعنائی برابر تخت ملکہ **فرزانہ** کے رکھا ہے وہ عصا شاہزادے نے

اٹھا کر سر پر کج طینت کے مارکر کہا دیجیا ارشاد بزرگان دین کو خواب شیطانی کہتا ہو کہ سر اسکا
پھٹا عصا ٹوٹ گیا ساحر تو واصل جہنم ہوا عصا جو ٹوٹا اُس سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا وہ کاغذ ڈر کر
برق ثانی نے اٹھایا سب ساحرون کو مرنے کی اُس ساحر کے خوشی ہوئی سب کو سرور ہوا کہ
ایسا کافر مارا گیا جو ہدایت بزرگان کو خواب شیطانی کہتا تھا برق ثانی نے جو اُس کاغذ کو دیکھا
نوشتہ پایا طرف سے بانیان طلسم کے لکھا ہو کہ اگر کوئی ارادہ طلسم کشائی طلسم آفتاب نگار کا کرے
تو لوح طلسمی پاس برقان دریانشین کے ہو طلسم کشا کو مناسب ہو کہ یاقوت جادو کو ساتھ
لیکر بیرون قلعۂ یاقوت نگار جاے پانچ کوس کے بعد ایک دریاچہ ملیگا کنارے دریا کے جا کے
یہ اسم جو لکھا ہو اسکو پڑھکر دریاچے پر دم کرے اور پکار کر آواز دے کہ اے برقان جلد آؤ اندر سے
دریا کے تہلکہ پیدا ہوگا ایک ماہی کلان پر ایک ساحر سوار ظاہر ہوگا جسم اُسکا شل برق کے چمکتا ہوگا
اُس سے سوال کرے کہ ہیکر جادو نے انتقال کیا یاقوت جادو مطیع ہوئی یہ لوح طلسمی کا
باعث ہو کہ جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہی بس لوح اُس سے حاصل کرے برق ثانی نے
وہ پرچہ شاہزادے کو دیا شاہزادے نے پڑھکر کہا ایّہا الحاضرین خدا کی قدرت کو دیکھو کہ لوح کا
سامان ہوگیا وہ بد اعتقاد مرا ورنہ اس عنایت پروردگار کو دیکھنا او ملکہ یاقوت چلو لوح طلسم
بیرون شہر یاقوت نگار ملیگی ملکہ یاقوت نوشتے کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا اے شہریار ہمکو اسکی بالکل
خبر نہ تھی آپ مؤید من اللہ ہین غیب سے سامان پیدا ہوا ہیکر جادو نے ہمسے کبھی ذکر نہین کیا نہ اس
پرچے کا حال ہمکو معلوم تھا کنیز آپ کے ساتھ چلے گی برق ثانی نے کہا اے شہریار اگر حضور تامل
کرین تو مین ایک عیاری کرون طلسم پڑا رہجاے ملکہ آفتاب کا سر اُتار لاؤن یاقوت نے
پوچھا وہ تدبیر کیا ہے برق ثانی نے کہا میرا ارادہ ہے کہ مین کلیم جادو کی شکل بنون اور دو گنہگارون
کو ایک کو بشکل ملکہ اور ایک کو بشکل حضور گرفتار کرکے قلعہ طلسمی پر جاؤن اور آواز دون
کہ خالہ امان مین قیدیون کو لائی ہون مان تو ہماری شریک مسلمانان ہوئی ہین نے شب کو
سوتے مین ان سب کو گرفتار کیا ایک حضور کے پاس آئی بس وہ ضرور بلالیگی اندر گھس کے قلعے
کے مارون کہا ہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین سر سرکار کے پاس لاؤن یاقوت نے
برق ثانی سے کہا خوب بات تجویز کی ورنہ سراسر خرابی تھی ہر چند کہ رتبے مین مرقوم ہو اگر برقان

نہ آوے یا لوح دینے سے انکار کرے تو کیا زور ہی یہ صلاح بہت معقول ہو سب حاضرین وقت نے
اِس صلاح کو منظور کیا **برق ثانی** نے دو گنہگار قیدخانے سے بلائے عورت کی صورت بہ شکل **فرزانہ**
بنائی ایسا رنگ و روغن لگایا کہ ماں بھی پہچان سکے ایک مرد کو بہ شکل خسرو شیر دل بنایا چار کنیزین
سحر کرنے کو ساتھ لین کہا تم سحر کر کے تخت اڑاتی ہوئی ایجلو **برق ثانی** بہ شکل کلیم جادو **دختر یاقوت**
بنی قیدیونکو ساتھ لیکر تخت اڑاتے ہوئے چار کنیزین پایۂ تخت کو سنبھالے ہوئے سحر کرتی ہوئی
ساتھ تھین پانچ سات کوس قلعۂ **یاقوت نگار** سے نکلکر داہنے پر ایک قلعہ بصورت عجائب و
غرائب دکھائی دیا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا منھ کھولکر آواز ہیہات ہیہات و افسوس دیتا ہی
اُسکے منھ سے چنگاریان آگ کی گرری ہین وہ خندق مین گرتی ہین خندق مین بجائے پانی کے آگ
جوش مارتی ہی شعلے بلند ہو کر ہوا پر پہونچتے ہین خندق سے بھی دھوان نکل رہا ہو ملکہ **یاقوت** نے
بتلا دیا تھا کہ ای مہتر والا گہر سامنے قلعے کے جاکر طاؤس سے آنکھین ملانا اور پکار کے آواز دینا
ای نگہبان طلسم خالا جان کو اطلاع کرو کہ وہ مجھے اپنے پاس بلائین قیدیون کو بھی لین ایسا
نہ ہو کوئی ساحر میرے تعاقب مین آتا ہو مجھکو خوف گرفتاری ہی وہ طاؤس اُڑ جائیگا جاکر **آفتاب**
کو اطلاع کریگا سُنتے ہی ملکہ دوڑی آوینگی جیسے ہی **برق ثانی** نے سامنے قلعہ دیکھا قریب قلعے
کے آیا پکار کر آواز دی ای نگہبان طلسمی ملکہ **آفتاب** سے خبر کرو کہ آپکی بھانجی قید طلسم کشا و دختر حضور
کو لیکر حاضر ہوئی ہی لوح محفوظ میرے پاس موجود ہی امیدوار شفقت بزرگانہ ہون کہ مجھکو اپنے پاس
بلوالیجے یہ سُنکر طاؤس نے پرواز کی **آفتاب** تخت پر بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ بیکر قتل
ہوئی قلعۂ **یاقوت نگار** قبضے مین طلسم کشا کے آیا **آفتاب گرم خو** کہہ رہی ہی ایک بہت
بڑی بات ہی کہ لوح اس طلسم کی مفقود ہی آجتک کبھی جدہ نے یہ نہین بیان کیا کہ لوح طلسم
کہان ہی کسکے پاس ہی لوح کسکے سپرد کی بی **یاقوت** بھی نہین جانتین کہ لوح طلسمی کہان ہی
کہ طاؤس آگر پہونچا بیان کیا کہ بھانجی حضور کی لوح محفوظ لیکر آئی ہی باغیون کو قید کر لائی ہی
تخت پر سوار پکار رہی ہی **آفتاب گرم خو** نے کہا قید مین کون کون ہی طاؤس نے دست بستہ
آفتاب گرم خو سے عرض کی دختر حضور و طلسم کشا چار لونڈیان ساتھ لیے ہوئے آئی ہین
حقیقت مین اُسنے بڑا کام کیا اُسکو بلا کر سرفراز کیجیے کہ دوسرون **کا** حوصلہ بڑھے تخت اُڑتا ہوا آیا ہی

آفتاب یہ سنکر خوش ہوگئی کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر میری بھانجی کو لاؤ دیکھو صاجو کیا زمانہ ہے مٹی
سے سوا بھانجی کو نہال ہوا کس مشقت سے گرفتار کرکے لائی چند مصاحبین گئین طاؤس سے
اشارہ کیا کہ راستہ کھول دے طاؤس بلند ہوا آواز ہیہات وافسوس دینے لگا جیسے ہی یہ آواز
دی شعلۂ آتش بیچ مین سے شق ہوے ایک سڑک تیار ہوگئی ایک پھاٹک دکھا گھلا ادہر **برق ثانی**
بصورت **کلیم جادو** قیدیون کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لیکن قیدی بیہوش ہین **برق ثانی**
نے اگر دربار مین **آفتاب** کو سلام کیا ملکہ **آفتاب** نے بھانجی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ اس نور نظر
بڑا کام کیا ایک تختی بصورت لوح محفوظ بنا کے لایا تھا وہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی **آفتاب** خوش ہوگئی
لوح محفوظ کو لیکر اپنے پاس رکھا بلکہ گلے مین پہن لی اب **کلیم** نقلی نے حال بیان کرنا شروع کیا
کہ اسی مادر مہربان مین جلدی مین سب کو لائی **برق ثانی** کو چھوڑ آئی **آفتاب** نے کہا کہ جس سے
غرض تھی اُسکو لائی اب کیا مشکل ہے لشکر کشی کرکے چلین گے بی **یاقوت** کو بھی پکڑ لائین گے قلعۂ
یاقوت نگار پر قبضہ کرینگے عیار ملیکا اُسے گرفتار کرینگے اگر نہ ملیگا بھاگ جائیگا طلسم من نہین آسکتا
کلیم نقلی نے کہا کہ خالہ امان آپ کو اختیار ہے جو مناسب جانیے وہ کیجیے مین اپنی جان دے کر
انکو لائی **آفتاب** نے کہا کہ بیٹا تمنے وہ کارنمایان کیا کہ تمسے امید ہوئی بیٹی کو بالکل خیال نتھا
مرجان کا حال سُن چکی تھین جان کا بھی اپنی پاس نہ ہو **برق ثانی** عرض کر رہا ہے کہ خالہ امان
مین نے کتاب مین دیکھا کہ اگر یہ طلسم کشا قتل ہوجائے تو ہزار سال تک طلسم پر زوال نہ آئیگا
اب ہزار برس کو چھٹی ہوگئی اب میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے سامنے کچھ گاؤن مین نے بڑی مشقت
کرکے حاصل کیا ہے گاؤن بجاؤن جشن کرون شراب چلے شراب پی پی کر بیہوش ہوئین پھر کل
لشکر کشی کیجیے گا کہ مادر مہربان کو بھی سزا ملے انکو بھی معلوم ہو کہ اطاعت طلسم کشا کا یہ مزا ملا
غنچۂ آرزو نہ کھلا سلطنت طلسم پر نازان ہین طلسم کشا نے وعدہ کیا تھا کہ تمکو بادشاہ طلسم
آفتاب نگار کرینگے **آفتاب** نے کہا کہ انکو قید مین مار ڈالونگی کیا چین لینے دونگی کل
ہی طلسم کشا کو قتل کرونگی دیکھو تو کیا آفت کرتی ہون **برق ثانی** نے کنیزون سے پکار کر آواز دی
کر اسے کنجی میخانہ کی مجکو دو شراب محل مین آئی **آفتاب** نے کنجی اپنے پاس سے دی
برق ثانی دوڑ کر میخانے مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین

دوڑین کلالیان پیتلے اٹھا کو پیاسے لگین اب تو جابجا ہنگامہ ہوا کہ آج بی کلیم شراب بانٹ رہی ہین سب کو شراب مل رہی ہی ہر طرف غریو بلند ہوا شراب چلنے لگی برق ثانی نے سو کلالیان ملا آراستہ کر کے کشتی مین لگائین بڑے تکلف سے شراب لیکر محفل مین آیا جو چار کنیزین ساتھ آئی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ کیا کلیجہ ہی کس طور سے شراب لایا برق ثانی نے پیشواز پہنی سامنے آفتاب کے گت ناچی آفتاب خوش ہو گئی کہا کہ اے میری بیٹی یہ کیونکر حاصل کیا برق ثانی نے عرض کیا کہ مادر مہربان ابھی کیا شنا ہی ذرا شرم تو میری دفع ہو برق ثانی نے گت ناچ کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

آسئینے کی طرف نہین آتا خیالِ دوست ... قربان شانِ حسن عدیم المثال دوست
بیچی ہوا ہو آنکھ کی اپنی خیال دوست ... یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے ... صورت دکھائے ہمکو فرخندہ فال دوست
حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز ... ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا ... کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
اُن ابرؤن کے حسن کی تعریف کیا کرون ... ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی ... شب کو رہا تصور روز وصال دوست
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم ... وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
دل پر یقین ہوتا ہی جسکو امین کا ہو ... جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
وہ قد ہی مثلِ سرو ہمیشہ بہار پر ... اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان ... بوسے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر ... ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان ... پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست
گڑگڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر ... گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست
انداز جو ہے یار کا سب ہے مصلحت دہی ... ایک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے ... تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہی کہا	خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

اس رنگ مین یہ غزل سامنے آفتاب گرمجو کے گائی کہ آفتاب گانا برق ثانی کا دیکھ کر کہی کہا بیٹا تم نے تو وہ کمال حاصل کیا ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا تمھارا تو گانے مین مثل نہین کہا حضور لاکھون روپیہ صرف کیے مشقت کی جو کمال آیا اسکی خاطر ومدارات کی اُن لوگون نے دل ٹھوکر بنایا ابھی حضور نے کیا سنا ہی مین آپکو خوب راضی کرونگی اور ایک کمال دکھاتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے آپکو شراب پلاؤن یہ کہہ کے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آفتاب کے آیا سر جھکا کے کہا کہ ایسے بزرگون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سر جھکایا آفتاب گرمجو نے ہاتھ بڑھا کے جام سر سے لیا چاہا کہ پی جاؤن اور برق ثانی عیار آنکھ سے آنکھ ملائے ہوئے تانین مار رہا ہے سب حاضرین وقت پامال ہین بیٹھے ہی آفتاب نے چاہا کہ جام پیے شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر شراب اڑ گئی تبلہ جو باز و پر تھا اُسنے آواز دی کہ ای آفتاب گرمجو یہ برق ثانی عیار ہے مکار وغدار شاگرد عمرو کا بیٹا اپنے کو اس سے بچانا آفتاب نے کہا کہ ارے تو کون ہے یہ کہہ کے ہاتھ جو ہلایا برق پیکر گری رنگ وروغن عیاری کا برق ثانی کے چہرے سے اڑ گیا پالون زمین نے تھام لیے وہ کنیزین چارون بھاگین کہ جا کر یاقوت سے اطلاع کرین کسی نے ہزار مین اُنکو نہ روکا آفتاب گرمجو نے کہا کہ ارے دیکھو یہ گنہگار کون ہین اب جو اُنکے چہرے دھلائے گنہگار نہ تھے اُنکو رہا کیا برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا پلٹ کر آواز دی کہ ذرا قلعہ یاقوت نگار کی خبر ہو کہ بی یاقوت کیا کرتی ہین یہ خبر سنکر دیکھیے کیا انتظام کرین یہان خسرو وشیر دل انتظار برق ثانی کر رہے ہین یاقوت کہتی ہے کہ ای شہریار ہے بڑی نادانی ہوئی اُسوقت خیال نہ آیا کہ اندر طلسم کے کیونکر عیاری ہو سکیگی خداوند کریم برق ثانی کی آبرو رکھے نہین معلوم اُسپر کیا گذری خسرو وشیر دل فرماتے ہین کہ ملکہ اُسوقت خیال نہ آیا کہ برق ثانی کو روکا جاتا حقیر تحریر کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزین روتی پیٹتی آکر ہو چین کہا کہ ای شہریار برق ثانی نے وہ رستمانہ کام کیا آخر مین پہچانا گیا برق ثانی گرفتار ہوا یہ بخدمت ناظرین وسامعین عرض کرنا منظور ہے ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ جب برق ثانی کی گرفتاری کی خبر آتی ہے اُس وقت معاملہ

ساحرہ کچھ طبیعت کھلتا ہی حال لوح معلوم ہوا ساحر مذکور مارا گیا اب آمادگی ہوئی کہ صحراے
نیرنگ سے چلکر لوح حاصل کرین بموجب ہدایت اُس کاغذ کے **یاقوت** نے تخت سحر تیار کیا
اُس تخت پر شاہزادے کو سوار کر لیا چند کنیزون کو ساتھ لیا لوح محفوظ **خسرو** کے گلے مین ہی
یاقوت تخت اُڑاتی ہوئی صحراے نیرنگ مین پہونچی دیکھا صحرا نہایت عمدہ نخل سرسبز و شاداب
صحرا اللہ جواب طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان قضا و قدر کی بھر رہے ہین
ایک جانب قمریان نخل سرو پر صداے کو کو بلند کرتی ہین ایک جانب فاختہ قلندر مشرب دلق
خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ دے رہی ہین فقیری لباس رازداران بہار زمزمہ سرائی
سنتے ہین عروسان چمن کی زیبائی صحرا کی رعنائی ہر طرف صحرا مین جوش بہار طائرون کی ہر سو پکار
چشمہ ہاے آب رواں مثل آئینہ صاف و شفاف موج مار رہے ہین ایک جانب دریا مین مچھلیان
تڑپ رہی ہین نہنگان خون آشام سر باہر کرتے ہین پھر غوطہ لگاتے ہین گھڑیال مگر انگنی نئی جال
لب دریا جا بجا پھر پڑے ہین صاف و شفاف **یاقوت** آکر اُتری شاہزادہ **خسرو** ایک جانب
کھڑے ہین **یاقوت** نے پکار کر آواز دی کہ اے **برقان دریانشین پیکر جادو** نے
انتقال کیا ہمکو اپنا نائب کر گئین **لوح طلسمی** لیکر جلد حاضر ہو ہمکو بتا گئی ہین کہ **برقان دریانشین**
سے **لوح** لینا اُسکو بہ حفاظت رکھنا اب **لوح** ہمارے پاس رہیگی تم حکومت کر چکے دریا مین
مخفی نہ ہو **لوح** لیکر جلد آؤ یہ جو ملکہ **یاقوت** نے آواز دی چھوٹی چھوٹی مچھلیان مثل برق کے
چمکتی ہوئی آئین منہ نکال کر **یاقوت** کو دیکھا پھر دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوئین ہزار ہا مچھلی
نکلی دیکھ کر چلی گئی اب دریا مین غرش دیکھی ایک ماہی کلان نے سر نکالا اُسپر ایک ساحر سوار
ہے مثل بجلی کے چمکتا ہوا سینہ اچھی طرح ثابت نہین ہوتا یہ ثابت ہے کہ سینے پر آفتاب
عالمتاب ہے جسکے دیکھنے سے دل بیتاب ہے سر دریا سے نکالتے ہی آواز دی کہ اے
یاقوت کیون مجھکو تکلیف دی **یاقوت** نے کہا کہ اے **برقان دریانشین پیکر جادو** نے
انتقال کیا حفاظت لوح کی مجھپر وصیت ہوئی لوح مین تمسے لینے آئی ہون آج کل طلسم مین
بڑا انقلاب ہے مشہور ہے کہ طلسم کشا کا اب داخلہ ہوگا مذہب طلسم بدلیگا ملکہ **آفتاب** بھی تمکو دربار
مین بُلائینگی تمسے بمقدمہ طلسم کشا صلاح ہوگی تمھاری راے پر اصلاح ہوگی کہ طلسم کو کون سا

ساحر روکے کہ آمد طلسم کشا نہ ہوسکے یہ سنکے **برقان** نے خوب قہقہہ مارکے ہنسا کہا کہ اے **یاقوت** سب حال مین نے سُنا کہ تو بادشاہ طلسم سے باغی ہوئی اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا اور وہ باتین نہ بنا بانیان طلسم نے اس تختے کا مجکو مالک کیا ہے مجھسے لوح کون پا سکتا ہے یہان تجکو قضا لیکر آئی ہے یہ باتین جو **یاقوت** نے سُنین قصد کیا کہ **برقان** پر سحر کرون جیسے ہی جھولی کی جانب متوجہ ہوئی **برقان دریانشین** نے ہاتھ ہلایا **یاقوت جادو** لڑکھڑا کے گری مچھلی پر سے **برقان** کودا کہ سر **یاقوت** کا کھینچ لون پہلو مین شاہزادہ **خسرو** شیر دل کھڑا تھا یہ معرکہ دیکھکر نخل کی آڑ سے نکلا للکارا کہ او **برقان** کیا کرتا ہے خبردار **یاقوت** پر ہاتھ نہ ڈالنا پلٹ کے دیکھا صورت زیبا شاہزادہ **خسرو** پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوگیا مگر اپنے سحر پر نازہ ہے ہاتھ ہلایا سمجھا کہ شاہزادہ سحر مین پھنس گیا شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ہے سحر نے تاثیر نہ کی شاہزادے نے ہاتھ بڑھاکر گردن **برقان دریانشین** کی زور سے پکڑی **برقان** سحر کے نازمین لپٹ پڑا پلٹتے ہی شاہزادے نے آکھیڑ کر **برقان** کو زمین پر مارا کہ استخوان **برقان** کے ریزہ ریزہ ہوے وہ انتہا کی تاریکی ہوئی کہ ہزارہا مچھلیان دریا سے تڑپ کر نکلین آوازین دیتی تھین کہ اے اہالی طلسم آج بڑا غضب ہوا کہ **برقان دریانشین** نگہبان لوح ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا دریا مین شور پیدا ہوا کنارے دریا کے غار ظاہر ہونے لگے اُن غارون مین دریا سمٹ کر گرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین دریا غائب ہوا مچھلیان جل کر خاک ہوگئین اندھیرا موقوف ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من **برقان دریانشین** بود پھر ایک صدا سے خوش آہنگ آئی کہ اے طلسم کشا مبارک ہو لوح ملی یقین کامل ہے کہ جسکے غم مین زیادہ ملول و حزین ہو وہ مراد بھی ملیگی شاہزادے نے چار جانب دیکھا آواز دینے والے کو نہ پایا قریب **یاقوت** کے شاہزادے آئے **یاقوت** کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی اُٹھ کر قدمون سے شاہزادے کے لپٹ گئی کہنی تھی کہ اے شہریار آپ نے کیا کارنمایان کیا کیا جلد ظاہر ہوے فوراً اُسکو مارا اب لوح تو لیجیے یہ کہ کے **یاقوت** قریب لاش **برقان** کے آئی اُسی طرح بدن اُسکا مثل **برق** کے چمک رہا ہے لوح طلسمی کا باعث تھا لوح طلسمی گلے سے اُسکے لوح کا جسم سے جدا ہونا تھا کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُستخوان چور چور صورت پُر غرور

لاشہ زمین پر پڑا ہے یاقوت نے لوح لاکر گلے میں شاہزادے کے ڈالی خوشی خوشی وہاں سے ساتھ صحرائے نیرنگ چھوڑا قلعہ یاقوت نگار میں آئی سب رئیسان شہر نے آکر مبارکباد دی کہ اے شہریار پروردگار آپ کی قوت وطاقت کو زیادہ کرے آج آپ نے کلید طلسم پائی اب طلسم پر قبضہ ہوگا برق ثانی کے گرفتار ہونے کا شاہزادے کو بڑا رنج ہے شاہزادے نے ملکہ فرزانہ سے کہا کہ کوچ کا لشکر کو حکم دیجیے لشکر کو قلعے سے باہر نکالیے فتح طلسم شروع ہو ملکہ فرزانہ رونےلگیں کہا کہ اے شہریار پروردگار عالم آپ کو مظفر ومنصور کرے آفتاب جادو بلائے روزگار ہے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ تامل فرمائیے اگر کسی مقام پر آفتاب ملجائیگی تو وار کیجیے کا طلسم تک جانا بہت دشوار ہے شاہزادے نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب تکلیف نہ پڑیگی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو اختیار ہے شاہزادے نے ملکہ یاقوت کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرکے بیرون قلعہ چلو دوسرے دن کوچ ہوگا برق ثانی کا گرفتار ہونا ہم پر بہت شاق ہوا انصاف یہ ہے کہ اسنے اپنی جان لگا دی کسی مقام پر کمی نہیں کی اگر آفتاب دھوکا کھا جاتی تو مار لینے میں اسنے کیا اٹھا رکھا تھا تا بہ طلسم پہونچیں اسکو صحیح وسالم پائیں جب اسکو قید سے چھڑائیں تب دلکو اطمینان ہو وہ بھی جانے کہ آقا نے ہمارے واسطے کوشش کی ساحران طلسم اسکے نام سے جلے ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ آفتاب اسکو قتل کرڈالے شاید ہماری آمد کی خبر سنکر تامل کرے اسی وقت یاقوت نے ڈیڑھ لاکھ ساحروں کا لشکر تیار کیا شاہزادہ سوار ہوا یاقوت جادو ساحروں کا انتظام کرتی ہوئی باہر نکلی ملکہ فرزانہ تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس جاہ وحشم سے لشکر بیرون قلعہ آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی رات کو جشن کا حکم دیا تیاری ہونے لگی تھوڑے عرصے میں شاہزادہ بارگاہ میں داخل ہوا ملکہ آکر تخت پر بیٹھیں تمام سردار آکر بیٹھے آخر صلاح یہ ہوئی کہ سامنے باغ ہے اسمیں ملکہ کو داخل کرو ملکہ فرزانہ مع کنیزان باغ میں داخل ہوئیں آتے ہی ملکہ نے روشنی کرائی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی یہاں تشریف لائیے شاہزادہ باغ میں آیا باغ نہایت پر بہار تھا سیر دیکھتا ہوا شاہزادہ بارہ دری میں آیا نازنین مہ جبین ومہ جبینان مرتکین آکر حاضر ہوئیں غرض ٹھمریاں اڑانے لگیں ایک مہ جبین نے سامنے بیٹھکر یہ غزل شروع کی

نظم

صورت شاہد اصلی کا جو ادراک کرے　　آئینۂ دل کا کدورت سے بشر پاک کرے
ہو جو حاصل تو تو انگر کو بھی کر دے یہ فقیر　　کیمیا کی ہوس اے دل کوئی کیا خاک کرے
کچھ تری دست درازی سے نہین دور اے شوخ　　شب وصلت مین جو تو جیب سحر چاک کرے
سیر کو آتا ہے وہ گل چمنستانون مین ہا　　کیون صیاد ورنہ اگر خس و خاشاک کرے
دست بردار نہ ہون قبر مین وحشت سے کبھی　　پنجۂ شل بھی گریبان کفن چاک کرے
منفعل ہو کے گناہون سے اگر روئے بشر　　دست قدرت سے خدا آنسوؤنکو پاک کرے
چشم روشن تری نرگس کو بصارت بخشے　　تیری بینی گل زنبق کو فرحناک کرے
تیر مژگان سے جو مارا ہو تو کیا ہو قاتل　　صید کو اپنے جو تو بستۂ فتراک کرے
خم سے شیشے مین سمجھ کر اسے لانا ساقی　　دخت رز کی نہ ہر اک رند کمین ناک کرے
حسن دیکھا تو کہا بھولے سے ماشاء اللہ　　دیکھیے کیا مرے حق مین بت بیباک کرے
مہر ساداغ عقیدت ہو مرے دل مین قبول　　کیون نہ بندہ مجھے اپنا شہ لولاک کرے

شاہزادہ شب بھر جشن مین رہا کوچ کی خوشی مین آرام نہین فرمایا بڑا اشتیاق ہے کہ **برق ثانی** کو خیر و عافیت سے پاؤن ایسا نہ ہو کہ ہمارے عیار کو کچھ تکلیف پہونچے سویرے سے بارگاہ مین آئے **یاقوت** سرداروں کو لئے موجود ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی تیاری لشکر کی ہو فرمایا جلد تیاری کرو دن نہ چڑھنے پائے کہ یہانسے کوچ کرین بڑی جلدی یہ ہے کہ **برق ثانی** رہا ہو یہ باتین تھین کہ کنیزان ملکہ **فرزانہ** روتی ہوئی آئین عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا ملکہ **فرزانہ** کے درد گردہ اٹھا ہے مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہین آپ کو بلایا ہے شاہزادہ گھبراکر پھر باغ مین آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی کہ حضور جلد بارہ دری مین جائین ملکہ نہایت بیقرار ہین شاہزادہ گھبرا کے بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مثل ماہی بے آب طپان فرش پر مثل مرغ بسمل غلطان شاہزادے کو دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہے اپنے دست حق پرست سے دفن کیجیے گا تا بہ قبر پہونچایئے گا رادہ سے ہلنے آیئے گا شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہو یہ کہکے شاہزادہ قریب آیا پاس ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کہ اے مسیح زمان آپ کے بیٹھنے سے درد کم ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ اٹھین

کہا کہ آپ کے آتے ہی درد جاتا رہا آپ کی زیارت پر درد موقوف تھا اب درد کا نام نہیں شاہزادہ ملکہ سے بیٹھا باتین کر رہا ہے کہ چند خدمتگار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ملکہ **یاقوت و کلیم و سلیم** و دیگر سرداران نامی درد مین تڑپ رہے ہین حضور جلد تشریف لے چلیں شاہزادہ ملکہ سے خدا حافظ کہکر اٹھا دوڑتا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سب سردار مبتلائے درد کمر وغیرہ ہین اسقدر بیتاب ہین کہ کوئی اپنے مقام سے اٹھ نہیں سکتا شاہزادے کو دیکھکر سب نے آواز دی کہ غلامان جانباز رخصت ہوتے ہین شاہزادہ قریب اُن سب کے آیا جیسے ہی قریب پہونچا اُن سب نے عرض کی کہ حضور کے آنے سے تسکین ہوگئی یہ کہکر فوراً سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے یہ لوگ اُٹھکر بیٹھے ہین کہ پھر کنیزان ملکہ **فرزانہ** روتی ہوئی آئین عرض کی کہ پھر ملکہ کے درد اُٹھا ہے شاہزادہ اُٹھکر دوڑا نصف راہ طے کی تھی کہ آسمان سے آواز آئی منم **شکل کش** او ظالم دیکھ مین لے ملکہ **فرزانہ** کو گرفتار کر لیا لیے جاتی ہون یہ سُنکر شاہزادے نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار کچھ تصویرین ہاتھ مین اُسپر کچھ لکھ رہی ہے اور ملکہ **فرزانہ** مع چند کنیزون کے گرفتار پکار رہی ہین کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے یہ **شکل کش** کنیز کو پاس **آفتاب** کے لیے جاتی ہے وہ میری خون کی پیاسی ہے شاہزادہ جھلا کر طرف ساحرہ کے دوڑا ساحرہ نے تخت **فرزانہ** اُسی مقام پر چھوڑا تڑپ کے اُنکی بارگاہ پر گری بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا اور نعرہ اپنے نام کا کیا **نعرہ شاہزادہ خسرو شیر دل**

منم **خسرو** شیر دل نوجوان | منم نور عینین **صاحبقران** | اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف | اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زگاو زمین بیخ و بن بر کنم
منم قاتل کافران جہان | ز تیغم شود الامان الامان | یہ نعرہ کر کے شاہزادہ قریب

بارگاہ کے پہونچا تھا کہ بارگاہ مین رونے کی آواز آئی سرداروں کی آواز تھی کہ اے شہریار کنیزون غلامون کو لیے جاتی ہے اب زندہ نہ بچین گے **آفتاب** ہم لوگون کی صورت سے بیزار ہے دیکھتے ہی قتل کریگی کنیزون کی حمایت کو پہونچیے گا شاہزادہ کیا کرے کہ وہ بلند ہوگئی ہے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اُتارے **شکل کش** اسقدر جلد بلند ہوئی کہ جا کر ملکہ **فرزانہ** والے تخت کو لیا پندرہ سردار نامی اُسمین **یاقوت و کلیم و سلیم** اور جو سردار بارگاہ مین

موجود تھے اُن سب کو دیکھا کل لشکر پر تصویرین پھینکین سب کاغذ کی تصویر ہو گئے ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین جب ہوا کا جھونکا چلا داہنے والے بائین کو گئے اور جو بائین پر تھے وہ داہنے پر اُڑتے ہوئے آگئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہے کبھی دوڑ کر کبیدانون رسالہ دارون کے پاس گئے کبھی سپاہیون کے پاس پہونچے جسکو آواز دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جواب دینے کے لائق نہین ہین شاہزادہ بیقرار ہوتا ہے ایک ملازم کسی اپنے کام کو بیرون لشکر گیا تھا وہ بچا تھا ہے اُسنے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہین شکل کش سب کو گرفتار کر کے لے گئی اب جب تک وہ ملعونہ قتل نہ ہوگی تب تک یہ لوگ صحت نہ پائین گے لوح تو ملاحظہ فرمائیے اُستاد تو آپکے پاس ہے آپ کو لوح ہدایت کریگی اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار پر کوئی صدمہ عظیم گذر جائے یہ جو اُس ساحر نے سمجھا کر کہا شاہزادے کو گویا ہوش آگیا فوراً چشمہ آب پر آ کے وضو کیا وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وہی سیارا این عجائبات اگر لوح طلسمی حاصل ہو تو ایک لمحہ بھر توقف نہ کرنا فوراً براے فتاحی طلسم جانا اگر شاید تامل کیا اور شکل کش نے اگر لشکر کو تصویر کاغذی بنا دیا تو جسوقت شکل کش قتل ہوگی یہ سب سردار پھر صورت اصلی پر ہو جائین گے فوراً براے فتاحی روانہ ہو سر اُٹھا کے فلک پر دیکھو سات ستارے معلوم ہونگے اُسی نشان پر جاؤ مقام پر فلان سے کے پہونچو گے جو شعبدے دکھائے فوراً لوح دیکھنا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤگے یہ دیکھ کر شاہزادے نے لشکر کو اُسی حال خراب مین چھوڑا آپ براے فتاحی طلسم روانہ ہوئے رات کو سر اُٹھا کے دیکھا ایک جانب سات ستارے چمک رہے تھے اُسی کے نشان پر چلے رات بھر راستہ طے کیا صبح کو قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہے یکایک باغ کے اندر سے رونیکی آواز آئی دیکھا کہ دو زنگی سیاہ رو تیرہ درون سلیم کلیم کو پکڑے ہوئے کشان کشان لاتے ہین سلیم کلیم چلا رہی ہین کہ اے شہریار کنیزون کو بچائیے آپکے جرم محبت مین قتل ہوتے ہین شاہزادہ نے تیغ کھینچ کر دوڑا اُس ساحر نے ایک مقام پر دونون کو بٹھا کے خنجر مارا کہ دونون کے سر کٹ کے زمین پر گرے شاہزادے نے کلیم و سلیم کے سر لوٹتے ہوئے دیکھے لاشے تڑپکر سرد ہوئے

شاہزادہ دوڑا کہ ہائے ان مطیعان اسلام کو یون قتل کیا چاہا کہ دوڑ کے سر اٹھاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے آپکی محبت مین کام تمام ہوا دیکھیے جلاد مجکو قتل کرتا ہی آپ کی زیارت بدی تھی کہ ہمنے کرلی ذرا ادھر پلٹیے وقت آخر آنکھین تو چار ہوجائین شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا کلاہ جلادی سر پر تیغہ بآب دار کھینچے ہوے ملکہ فرزانہ کو لیے جاتا ہی جب ملکہ رکتی ہین وہ قبضہ مارتا ہی سر سے خون جاری ہے کئی جگہ سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے چھوٹے ہوے خاک مین لتھڑے ہوے آنکھون سے آنسو جاری شاہزادہ ہائے ہائے جان جہان کہکے دوڑا نعرے کرتا ہوا کہ او جلاد صاحب بیداد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا ورنہ ساحر کا نام طلسم سے مٹا دونگا جان بچانا دشوار ہوگی شاہزادہ دوڑا ہوا جاتا ہی یہی چاہتا ہی کہ جا کر اس ساحر کو مارون ملکہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن کہ اُسنے جلدی سے تیغہ کھینچا ہوا جو ہاتھ مین تھا سر پر ملکہ فرزانہ کے مار دیا فرزانہ کا سر کٹ کے گرا ساحر تو رکھکر بھاگا شاہزادے نے دوڑکر سر اُس کشتہ حسرت و یاس کا اٹھایا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین چہرے پر موت کی اُداسی گلوے بریدہ سے خون بہ رہا ہی شاہزادہ خون چہرے پر ملتا ہی خیال مین آیا کہ ای خسرو ساحر کہینگے یہ ایسا بدنصیب ہی کہ دو معشوقین اسکی محبت مین قتل ہوئین اور یہ کچھ نہ کرسکا افسوس ایسی معشوق پری چہرہ کو اس ظالم نے قتل کیا اس جلاد کو رحم نہ آیا ہائے اس محبوب کو کیونکر پاؤن نہین معلوم کہ یاقوت پر کیا گذری وہ جو اپنی بیٹیون کا لاشہ دیکھیگی بیشک اپنی جان دیگی ایک بیٹی اُسکی آفتاب جمال جلادی گئی اس محبوب مطلوب کو یون قتل کیا بیٹیون کو اُسکی مٹایا کیا تدبیر کرون جان اپنی دون اب زندہ رہنا بیکار ہی یہ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا چاہا کہ اپنے مارون کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر اٹھاکے دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور آواز مثل انسان کے دیتی ہی کہ ای شہریار جان نہ دیجیے گا ورنہ پچتائیے گا یہ نمود بے بود طلسم ہی آپ کو شعبدہ دکھایا ہی اس لاشے پر لوح کا عکس ڈالیے حال کھلجائیگا یہ کہکے طوطی اڑگئی شاہزادے نے عکس لوح طلسمی کا جو لاش پر ڈالا دھوان نکلا دیکھا کہ لاش کے آٹے کا پتلا ہی شاہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی ایک فیل مست پر ایک ساحر سیہ فام ہفت سر

سات ہاتھ اُسکے ہاتھی کو اُڑائے ہوئے آتا ہی اور وہ فیل مست مثل پہاڑ کے ستک اپنی اُٹھائے ہوئے اُس ساحر کے ہاتھون مین سات حربے ایک ہاتھ مین نیزہ ایک مین گرز ایک مین خنجر ایک مین بڑی قرولی وہین سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او طلسم کشا کہان جائیگا اس مقام پر آفت مین آیا شاہزادہ جھپٹا اُس فیل سوار نے ساتون حربے مارے شاہزادے نے اپنے کو زیر نگل ہاے سپر غنچہ بنایا بمشکل اپنے کو بچایا جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا جھونڈا ہاتھی کا کٹا ہاتھی نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا فیل و فیل سوار اُس غبار مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھی اُسی طرح پر تیار ہوا جھونڈا اُسی طرح آراستہ گویا تلوار پڑی ہی نہ تھی اُس فیل سوار نے ہاتھی بڑھا کر پھر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کرکے الگ ہوا پھر لپک کے ہاتھ مارا ایک ہاتھ فیل سوار کا کٹا اُسی طرح اندھیرا ہوگیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ فیل سوار غبار سے نکلا دیکھا کہ ہاتھ اُسی طرح سالم موجود ہی ساتون ہاتھ بدستور ہین زخم تک اُسکے جسم پر نہین ہی کئی مرتبہ اُسنے حملے کیے شاہزادے نے کبھی ایک ہاتھ قلم کیا جب غبار مین چھپا پھر ظاہر ہوا زخم کا نشان نہ پایا بہت عرصے تک شاہزادہ فیل سوار سے لڑا اعضا فیل کے کٹتے ہین ہاتھ فیل سوار کے قلم ہوتے ہین جب غبار سے نکلتا ہی سب اعضا صحیح و سالم ہوتے ہین شاہزادہ نہایت بیتاب و بیقرار ہی فیل سوار نعرے کر کرکے حربے لگارہا ہی شاہزادہ جست و خیز کرکے اپنے کو بچاتا ہی لیکن حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ پھر آواز آئی کہ او طلسم کشا اُستاد تیرے پاس موجود ہی اُس سے صلاح نہین لیتا پلٹ کے دیکھا کہ وہی طوطی زرین بال آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ برائے خدا لوح دیکھیے لوح سے تدبیر قتل نکلے گی ورنہ آخر کو ہلاک ہو جیے گا اگر سات حربون مین ایک حربہ بھی پڑگیا تو تمام جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا تھکا کے ماریگا یہ کہ کے وہ طوطی اُڑ گئی فیل سوار حربے لیکر چلا کر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کرکے الگ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا یہ نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر **فیلان فیل پیکر** سات حربے لیے ہوے مقابلے مین آئے سات سر بھی اُسکے جسم پر ہونگے خیال کرکے دیکھو بیچ مین جو سر انسان ہی پیشانی پر خال سیاہ ہی اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُسی خال پر تیر مارو تل بھر کا فرق نہ ہو

اگر تیر اُسی خال پر پڑا بجاے خون شعلۂ آتش نکلین گے مع فیل جلکر خاک ہوگا یہ مقدمہ جو لوح مین دیکھا شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا بجر کمان مین تیر پیوست کیا خال کو فیلان کے تاکا تاک کے تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا قضا و قدر سے عین خال پر پہونچا پیشانی کو توڑ کر پار گذرا بجاے خون شعلۂ آتش نکلے سوار و فیل جلنے لگے جلکر خاک سیاہ ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مارکر اس ساحر کو لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ اس باغ مین جاکر ٹھہرو جو معرکہ گذریگا وہ دیکھو شاہزادہ باغ مین آیا بارہ دری مین آکے بیٹھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے ملک دیکھا کہ نخل مین ایک کنیز بندھی روتی ہے شاہزادہ بارہ دری سے آکر قریب اُس نخل کے گیا کنیز کو پہچانا کہ کنیز قدیم ملکہ فرزانہ کی ہے پوچھا کہ کیون گلشن تجکو یہان کون باندھ گیا کنیز نے کہا کہ شہیر جادو یہان کی حاکم ہے ملکہ کی قید اُسکے سپرد ہے اُسنے مجکو اس مقام پر باندھا ہے اب آتی ہوگی اُسی کے پاس قفس ملکہ ہے جب اُسکو قتل کیجیے گا تو ملکہ رہا ہوگی مجکو نہ کھولیے اسی مین بندھا رہنے دیجیے ورنہ وہ مجکو قتل کر ڈالیگی خسرو نے کھولا کہ ایک طرف سے کراہنے کی صدا آئی وہ کنیز جاکر بارہ دری مین بیٹھی شاہزادہ اُس کراہنے کی آواز پر متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی شخص بلک بلک کر رو رہا ہے آواز دیتا ہے کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک میرے ساتھ کجروی کریگا خدایا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے صدمات نہین اُٹھتے شاہزادہ اُس کمرے کے قریب آیا قفل کلان لگا تھا قفل کو توڑا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ رخسار آتش بہ دو قدرت رب ودود یعنے سبزہ آغاز نہین ہوا زمین پر چت پڑا ہے ایک پتھر چھاتی پر رکھا ہے اُسکے صدمے سے کراہ رہا ہے زندگی سے اپنی بیزار ہے زار زار و اشکبار شاہزادے نے اگر بجر اُسکے سینے سے اُٹھایا وہ جوان بیہوش ہو گیا خسرو حوض سے پانی لائے تلوے سہلائے منہ پر پانی چھڑکا تب اُسکو ہوش آیا شاہزادے کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ ای فرزند رشید صاحبقران وای طلسم کشا خدا نے آپ کو پہونچایا اگرچہ ساعت اور تشریف نہ لاتے تو غلام کو زندہ نہ پاتے کئی برس کا زمانہ اسی حال مین گذر چکا اصل یہ ہے کہ غلام آپکا

گشتہ حسرت و یاس ہو پیکر جادو نے مجھکو فرزند کر کے پالا سحر بھی تعلیم کیا جب یہ معاملہ آفتاب نے دیکھا اُسکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پیکر جادو شہرت جادو کو بادشاہ طلسم کر دے راہ گیر جادو کو حکم دیا شہرت کو جہان پاؤ گرفتار کرو ورنہ سلطنت طلسم ہاتھ سے جاتی راہ گیر میری فکر مین رہی ایک دن مین واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا وہ کو اور دیگر غلام کو قید کر لیا لیکن مجھپر عاشق ہوا اسی وجہ سے بڑی بڑی بدعتین کرتی ہی ابتک غلام نے اسکا وصل قبول نہین کیا ملکہ آفتاب کی مصاحب جب گلگونہ گلگون پوش مجھپر عاشق ہی اور مین بھی اُسپر جان دیتا ہون چھپکر قید خانے مین آتی ہی آپ بھی خدمت مین ضرور آئی تھی خسرو نے کہا ای شہرت دو مقام پر ایک طوطی زرین بال نے ایسی ہدایت کی کہ گویا جان بچائی شہرت رونے لگا کہا ای شہریار وہ گلگونہ ہو ہر مقام پر آپکی مدد کو آئیگی جو کچھ کوشش اُس سے ہو سکیگی اُٹھا نہ رکھیگی شہزادہ شہرت سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او مفتری تو کون ہی میرے معشوق کو رہا کر لیا میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا ایک سحر مین مٹا دونگی مجھے کسی ساحر کی پروا نہین ہی ایک ساحرہ سیہ فام کو دیکھا کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی آتی ہی دھم سے زمین پر گری شاہزادے پر گولسارا شاہزادے نے لوح کو جنبش دی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا راہ گیر خسرو پر سحر کرتی ہو سحر باطل ہوتا ہو تاثیر نہین کرتا ایک مقام پر خسرو تلوار کھینچکر دوڑے راہ گیر نے جب دیکھا کہ خسرو قریب آگئے سحر کر کے جست ہو کر پاس قریب شہرت کے پہونچی کہا کہ ای شہرت اب تجھکو طلسم مین قید کر دونگی یہ کہکے کمر مین پنجہ دبا یا خسرو پہلے کہ راہ گیر پر ہاتھ پڑے ون راہ گیر شہرت کو لیکر بلند ہو گئی جاتا تیر اور ون راہ گیر قندیل فلک ہوئی اُسوقت شاہزادہ پریشان ہوے شہرت کا جدا ہونا شاہزادے پر بہت شاق ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاہزادہ پلٹا کف افسوس ملتا ہوا حیران و پریشان کہ ای خسرو اب دیکھیے فلک کیا دکھائے لوح کو دیکھکر داخل باغ ہوئے دیکھا وہ کنیز جسکو رہا کیا تھا گلشن نام ایک نخل کے سائے مین بیٹھی تھی شاہزادے کو دیکھکر اُٹھی کہا ای شہریار اب تشہیر جادو کے آنے کا وقت قریب آیا یقین ہی ملکہ کو لیکر آئے یہ کہکے قریب شاہزادے کے بیٹھی شاہزادہ گلشن سے باتین کر رہا ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ایک ساحر قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے آیا اور دور سے دیکھکر شاہزادے کو للکارا کہ او برباد کن خانمان ساحران عالم یہان بھی تو آپہونچا تمہاری چہیتی کو قتل کرنے لائی ہون آفتاب نے حکم دیا دو دن سے اسکو لیے لیے پھرتی ہون مین نے دو دن سے جان بچائی یہ کہکے زمین پر آئی قفس کو زمین پر رکھا شاہزادے پر سحر کرنے لگی اول گولہ

مارا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا آگ برسنے لگی آگ نے بجھی اُس شاہزادے پر تاثیر نہ کی زمین پھٹ اسپنے کو گرا یا ایک شیر ببر کی شکل بنکر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادے نے نہ تو اُس ساحرہ کے مرنے کو دیکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ آواز نہ آئی دوڑ کر فوراً قفس اُٹھا کے کلیجے سے لگا لیا ملکہ فرزانہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے شہریار قفس کھولدیجیے تو مین قفس سے نکلوں مادر مہربان کا مجھپر سحر ہی کا بچہ بکر ٹھایا ہے لوح میرے سینے پر رکھکر ہٹ جائیے کہ مین لوح کو کلیجے سے مس کردن درد مٹے تسکین حاصل ہو کلیجہ کو کوئی مسل رہا ہے دم کبیرہ کا نکل رہا ہے شاہزادے سے نکڑی کی کھولی فرزانہ قفس سے نکلی شاہزادے نے دونوں لوحین لوح محفوظ و لوح طلسم سامنے رکھدین کہا آپ ذرا ہٹ جائیے شاہزادے نے منھ پھیرا تھا کہ ایک آواز مہیب آئی ادشقی برباد کن خانمان ساحران عالم اب تیری موت آئی منھ تشہیر جادو دیکھ یون آسانی لوح کو لیا اپنی ہمشیرہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا مین فرزانہ بنکر آئی پلٹ کے جو شاہزادے نے دیکھا کہان فرزانہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام لوحین ہاتھ مین لیے للکار رہی ہے شاہزادہ تلوار کھینچکر لپٹا تشہیر نے کہا اے موے مونڈی کاٹے اب یہ تلوار کیا کریگی یہ کہکے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری ایک دو تھپڑ زمین پر مارا اور ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہو شاہزادہ زمین پر گرا گوشہ ہاے باغ سے کئی ہزار جادوگرنیان پیدا ہوئین پکارتی ہوئین کہ اے ملکہ تشہیر بڑا کار نمایان کیا شاہزادہ بیکار ہو کر زمین پر گرا تشہیر نے کہا کیون اے خسرو دیکھا مکر اسکا نام ہے تمھارے عیار صاحب پاس ملکہ آفتاب کے قید مین دمکسیونت تنفس نہین چھوڑتین اسوقت وہ مکان ہوتا تو ان لڑکی کی تعریف کرتا شاہزادہ خاموش آنکھون سے آنسو جاری یہی خیال کہ لوحیں پاس دشمن کے ہوگئین اب زندگی کی کون صورت دیکھین اب فلک کیا دکھائے تشہیر نے جادوگرنیون کو جمع کیا لاکھ ہزار جادوگرنیون نے شاہزادے کو مسلسل و طوق کیا ماران سیاہ بدن مین لپٹا دیے اژدہے منھ کھولے ہوے گرد منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوے شاہزادہ اپنی زندگی سے بیزار جو ماران سیاہ جسم مین لپٹے تھے ہر مرتبہ منھ کھولتے ہین کہ بدن پر منھ مارین شاہزادہ منھ پھیر لیتا ہے اس حال مین شاہزادے کو تخت پر سوار کیا تشہیر جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسم کے چلی فخر کرتی ہوئی کہ مین نے کس لطف سے لوحین لین ایسا مکر کیا کہ لوحین خود آ گئین اور کے دیدین تھے کہ معشوق کو رہا کیا مین فرزانہ بنکر قفس مین بیٹھی اپنی ہمشیرہ کو قتل کرایا تب یہ سب ہاتھ آیا کنیزونکو بھیجا کہ جاکر آفتاب گرم خو بادشاہ طلسم سے اطلاع

کرو کہ تشہیر نے طلسم کشا کو پکڑ لیا جشن کی تیاری ہو مین پیکر طلسم کو آئی ہون آفتاب گرم خو تخت پر بیٹھی
برق ثانی ہر وقت سامنے رہتا ہے کنیز نے آکر خبر دی برق ثانی یہ خبر سنکر کیسا تڑپا فقرے کرنے لگا
کہ ای ملکہ عالم میرا کاتا سینے مین مسلمان سے بیزار ہون جاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون مذہب
مسلمانان ترک کیا سامری پرستون مین میرا بھی نام ہو آپ کی خدمت مین رہون عیاریان کرکے
آپکا طلسم بڑھاون گرد کے ساحرونکو گرفتار کردون ہر جگہ آپکا قبضہ ہو عملداری طلسم آفتاب نگار
کی بڑھے آفتاب نے کہا دلدار یہ باتین تیری یاقوت کو پسند آئینگی وہ گانا سنین گی مین بھاگا سنکر
گیا اپنی جان روون تیری عیاری تو سحر سے زیادہ ادہر یہ ساتھ یہ باتین نہ بناکنیز کو جواب دیا شہر کو آئینہ بند
کرانے مین تشہیر سے کہو قید کو لیکر آوے کنیز ادہر گئی آفتاب نے حکم دیا شہر آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب آراستہ ہو کردہ کانون پر بیٹھین قید طلسم کشا آتی ہی شہر والے خوش ہوگئے یا تو خوف
تھا کہ طلسم کشا انکو قتل کرے گا اب اطمینان ہوا کہ تشہیر نے سبکو بچا لیا مذہب بھی بچا تیاریان کرنے لگے
دوکانین رنگی گئین شہر آئینہ بند ہوا دوکانون پر تماشہ بینون کا ہجوم ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی کہ طلسم کشا کی
قید آتی ہی بڑے بڑے ساحر سنتے مارے پیکر جادو کا قاتل ہی کہ تشہیر قید کو لیے ہوئے داخل شہر
ہوئی جسطرف سے نکلی لوگ تشہیر کی تعریفین کر رہے ہین کہ بی تشہیر تمہاری وجہ سے مذہب بچا
ورنہ طلسم کشا سب کو قتل کرتا آفتاب کو مناسب ہی کہ تمکو اپنا نائب کرے اہتمام کل طلسم تمہارے
سپرد رہے تشہیر سب کو سلام کرتی ہوئی گئی ہی جو میرا کام تھا وہ مین نے کیا ہی ہر گلی کوچے والے
اس سے حال پوچھتے ہین یہ ایک سے حال اپنی چالاکی کا بیان کرتی ہوئی شہر کو طے کیا دربار عالی
پر پہونچی آفتاب نے وزیر امیر استقبال کو بھیجے باعزاز تشہیر کو سامنے آفتاب کے لائے
آفتاب نے ہاتھ بڑھا دیے تشہیر کو گلے سے لگایا کہا او تمنے بڑا کام کیا اب تمہین سلطنت کا بانی
گوشہ نشین ہونگی سب اہل شہر وزیر و امیر یہی کہ رہے ہین کہ تشہیر نے مذہب بچا لیا کس لطف سے
طلسم کشا کو گرفتار کیا تشہیر نے دو لونڈیان بطور نذر پیش کش کین تشہیر نے کہا اب لوح طلسم کا
انتظام کیجیے برقان تو مارا گیا کہ دریا مین مخفی رہتا تھا اب لوح کسکے پاس رہے آفتاب نے
کہا یہ سب انتظام تمہارے سپرد ہی قید طلسم کشا تو اندر لاو تشہیر نے خسرو کو اندر بلایا برق ثانی
نے قفس سے دیکھا کہ عجب سختی مین شاہزادہ ہی ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے چہرہ زرد ہو رہا ہی

خاموش سامنے آفتاب کے کھڑا ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے پکار کر
کہا ابھی یہ دعوی باقی ہو خسرو نے کہا انشاء اللہ قید سے چھوٹین گے طلسم آفتاب نگار کو لوٹین گے
اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور رہنا چاہین دعوی مذہب کیا دل سے گیا ہی جسطرح بنے گا تجھکو
قتل کرینگے آفتاب ہنسی کہا دیکھو اس پسر حمزہ کی باتین کہ گرفتار کھڑے ہین ہمارے قبضے مین ہین دو
اسپر یہ باتین ای تشہیر جادو قید طلسم کشا تمھارے سپرد ہی بیرون بارگاہ جا کر بیٹھو ہم دوسرے طرز
سے اسکا انتظام کرین گے سب وزیر و امیر خوش بیٹھے ہین لیکن ملکہ گلگونہ گلگون پوش عاشق
شہرت جسوقت سے قید شاہزادے کی آئی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے انتظام و احکام
دیکھ رہی ہی پہلے ہی اسنے دیکھا تھا کہ راہ گیر قید شہرت لیکر آئی کہا ای ملکہ عالم غضب ہوا تھا طلسم کشا
نے اسکو چھڑا لیا کھڑے ہوے خوشی خوشی باتین کر رہے تھے کہ مین پہونچی لڑائی کا سامان کیا طلسم کشا
کو ان سے الگ کیا انکو لیکر بھاگی طلسم کشا کو انتہا کا قلق ہوا ای گلگونہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تشہیر
کی آج بڑی عزت افزائی ہی آج انکی بڑی خاطر ہی کیا تدبیر کرون کہ لوح طلسمی ان تک پہونچاؤن کیونکر
لاؤن لوحین یا اُن سوچ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کہ آفتاب نے پکار کر کہا ایہا الحاضرین
ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی دیکھا تمنے تشہیر نے کیا کام کیا ورنہ یہ جوان لڑکا ہو اتا طلسمی آتا
اب لوح کی کیا تدبیر ہو لوح محفوظ تو خیر ایک تحفہ ہی حفاظت کی اس سے ایک صورت ہی لیکن لوح طلسمی کی
حفاظت واجب و لازم ہی بانیان طلسم نے کیا تدبیر معقول کی تھی کہ لوح طلسمی برقان کے سپرد ہوئی وہ دریا
مین رہتا تھا کوئی اس تک نہ جا سکتا تھا ان لوح اپنے پاس رکھے گا اسکے بھائی اسکے بھتیجے اسکا باپ سب
سعت تکن وغیرہ اسکے قتل کی خبر سنکر آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی اسی کی فکر کرین گے تمام طلسم اُسیکا
دشمن ہوگا پس مین تو اپنے پاس لوح نہ رکھونگی اور جن صاحب کے مزاج مین آئے لوح اپنے پاس رکھین
بخوبی حفاظت کرین لوح کا انتظام نہ بھولین اگر لوح مین ذرا فتور پڑا اسکے بھائی بند ضرور آئین گے
اب برسون جنگ رہیگی بڑی بڑی مشکل پڑیگی کیا تدبیر کرین کہ لوح غائب ہو جائے سب ساحرون نے
عرض کی اگر حضور لوح اپنے پاس نہین رکھتین تو ہم مین کسکو لیاقت کہ لوح اپنے پاس رکھے اور
تدبیر مین کیسے تو عرض کرین کہ لوح معدوم ہو جائے نہ لوح ہوگی نہ کوئی طلسم کشا پائیگا اگر مناسب
ہو تو لوح کی یہ تدبیر کیجیے کہ کوئی ساحر تیز پر معتبر کیجیے وہ ساحر لوح کو لیکر چہار موجۂ سلیمانی پر جائے

وہان دریاے قہار اسکیسی موجین اٹھ رہی ہین برابر قصر البحرین کے طبقہ زمین کا ٹوٹا ہوا ہے اُس مقام پر لوح پھینک دی جاے کوئی مچھلی نگلجائیگی لوح معدوم ہو جائیگی نہ لوح ہوگی نہ طلسم کشا پائیگا سب نے اس صلاح پر آفرین کی کہا اے شہیر خوش تدبیر کیا خوب بات کہی یہی مناسب ہے ورنہ لوح جسکے پاس رہیگی سب اُسکے دشمن ہون گے پس لوح کا رہنا بہتر نہین سب نے اس صلاح کو قبول کیا آفتاب نے کہا کوئی ساحر تجویز ہو کہ وہ لوح لیکر جائے لوح کو پھینک آئے کہ لوح دنیا سے معدوم ہو عقاب جادو ایک جادوگر ہے کہ اُسکو اپنی تیز پری پر بڑا ناز ہے اپنے مقام سے اٹھا دست بستہ عرض کی لوح غلام کو دیجئے آج ہی جاد بحر اور آج ہی پھینک آؤنگا لوح محفوظ تو آفتاب نے اپنے پاس رکھی اور لوح طلسمی عقاب جادو کو دی عقاب جادو نے لوح کو جھولی مین ڈالا آفتاب کو سلام کرکے رخصت ہوا شہیر جادو طلسم کشا کو بیرون بارگاہ لائی اور ایک چبوترے پر لا کر بٹھایا ایک گولہ مار دیا گرد آگ بیچ مین شاہزادہ سامنے ایک سکرہ تھا اُسمین کنیز ڈنکو لیکر بیٹھی شہر اجواری کرنے لگی گلگونہ یہ معرکہ دیکھ اپنے مقام سے اُٹھی سوچتی ہوئی کہ اے گلگونہ اگر لوح طلسمی گئی اور عقاب جادو نا بہ چہار موجہ پہونچا اور لوح کو پھینک آیا دریا مین کون جستجو کریگا کیونکر لوح ملیگی ابھی عقاب کا تعاقب کر دن راہ مین جاکر اسکو مارون یا جان اپنی دون اس کشاکش سے جان کا جانا بہتر ہے طلسم کشا اس مصیبت مین شہرت اس آفت مین ہین کیونکہ زندگی کردن طلسم کشا پر نثار ہو جاؤن طلسم کشا نے جاکر اسکو رہا کیا اُسکی تقدیر مین قید تھی راہ گیر پھر پکڑ لائی زندان طلسم مین اگر قید کیا اب جان دینا ہی بہتر ہے یہ سوچ کے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دربار سے اُٹھی آفتاب نے پوچھا اے گلگونہ تم زیادہ پریشان معلوم ہوتی ہو گلگونہ نے کہا حضور کی پریشانی ہم لوگون کے لیے حیرانی ہے آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ زوال دولت ہو رہا ہے جو حضور نے تدبیر کی یہ مناسب پڑے کہ لوح چہار موجہ پر پہونچے عقاب جادو گیا ہے یہ خیر و عافیت پلٹ کے آئے یہ کہکے باہر آئی دیکھا عقاب جادو کبوتر بنا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہے کنارے اُسکا ایک بازو سنکھ کا بنی تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب اسقدر تیز پر ہے کہ لاکھ گلگونہ چاہتی ہے کہ مین برابر اُسکے پہونچوں مکر کرکے اُسپر گردن اسکے دو ٹکڑے کرون لوح لیلون تیز پرواز ی کرتی ہوئی جاتی ہے مگر عقاب آگے بڑھتا ہوا جاتا ہے پھر بہ ہوی کی آخر بارہ روز مین دریا سے ہوسے لگا سامنے پہاڑ دیکھا اُسپر اترا ٹھنڈا پانی پیتے کو جھکا چاہتا ہے کہ پانی پیون کہ گلگونہ پہونچی دیکھا عقاب جادو شکل کبوتر پانی پیا ریہ۔۔ یا چاہتا ہے

سوچی کہ اے گلگونہ اگر یہاں سے اٹھا تو چہار موجہ ہی پر جاکے ٹھہریگا پھر مقابلہ پڑیگا یہ سوچ کر پہاڑ پر تھرتی کا دہ سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکے جب پہاڑ پر آئی نعرہ کیا او عقاب منم گلگونہ گلگون پوش عقاب پلٹا کارد اگرچہ اُس سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب ٹکڑے ہوکے گرا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی حرز نام من عقاب جادو بود گلگونہ ہوا سے زمین پر آئی دیکھا لاشہ عقاب کا تڑپ تڑپ کے سرد ہوا جھولی سے اسکی لوح نکالی لوح کو رومال میں لپیٹا جھولی میں رکھا رات ہوگئی تھی گلگونہ سوچی رات ہی رات چلنا چاہیے بی تشہیر کو قتل کرون یہ سوچتی ہوئی چلی یہاں تشہیر جادو خسرو شیر دل پر بدعت کر رہی ہو کہ شراب پیکر درد شاہزادے پر چھینکتی ہو شاہزادہ اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی او ملعونہ ایک مرتبہ ایک خنجر مار دے کہ خاتمہ ہو اب کشاکش ہمسے نہیں اٹھتی تشہیر جواب دیتی ہی او طلسم کشا تو نے کس حسرت سے ساحرون کو قتل کیا کبھی خنجر لیکر دوڑتی ہو کنیزین ہاتھ تھام لیتی ہین کہ دار ہی قتل کیجیے صبح کو طلسم کشا پر بدعت کیجیے گا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوگی وہان آپکو اختیار ہی کہ گلگونہ آسمان سے اگر زمین پر اتری طرف طلسم کشا کے چلی تشہیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہو یہ راستہ نہیں ہی یہاں طلسم کشا کی قید ہی ادھر سے ہٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا ہرچند تشہیر پکاری مگر گلگونہ کب سنتی ہی جب تو تشہیر اپنے مقام سے اٹھی آواز دی ارے آنے والے جواب نہیں دیتا لاکھ منع کیا مانتا نہیں یہ کہکے گولہ مارا گلگونہ نے لوح کو آگے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا تشہیر نے آواز دی ارے کوئی بڑا ساحر ہو کہ میرے سحر کو یون دفع کیا یہ کہکے دوسرا گولہ مارا گلگونہ نے پھر لوح دکھا دی پھر گولہ بیکار ہوا اور پلٹ کر قریب پاسے تشہیر کے پہونچا تشہیر گھبرا گئی کہتی ہی ارے یہ کیا شے دکھا دی کہ گولہ پلٹ کے میرے پاس آتا ہو کیا شے اسکے ہاتھ مین ہی جب گلگونہ قریب آگ کے پہونچی آگ بجھنے لگی تو تشہیر گھبرائی آواز دی ارے آگے نہ بڑھنا اس آگ مین جل جائیگا اس آگ سے امان نہ ملے گی گلگونہ قریب طلسم کشا پہونچ چکی تھی برقع چہرہ سے اٹھایا پکار کر آواز دی منم گلگونہ گلگون پوش اور لوح طلسمی گلے مین طلسم کشا کے ڈالدی تمچہ کمر سے نکالکر ہاتھ مین دیا جیسے ہی لوح گلے مین طلسم کشا کے آئی ماران سیاہ جلکر گر سے اژدہا جو سامنے خسرو کے منہ کھولے بیٹھا تھا وہ پانی ہوکر بہ گیا طلسم کشا اپنے مقام سے اٹھے گلگونہ نے بھی کہا ای شہریار اب یہ وقت شمشیر زنی ہی مگر اب لوح سے ہوشیار رہیے گا شاہزادہ

نعرہ کرکے اٹھا نعرہ خسرو	منم خسرو شیر دل نوجوان	منم نور عینین صاحبقران

اگر تیغ کین بر کشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم — اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

تلوار کھینچکر شاہزادہ غول پر جادوگرون کے گرا گلگونہ سحر کر رہی تھی جب گولہ مارا صدہا سو کے سر اڑ گئے کنیزین اشکر اسکے گرین گلگونہ نے کئی سو کنیزون کو قتل کیا اہالی شہر دوڑے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کیسا گولہ چلنے لگا اگر دیکھا طلسم کشا لوح گلے مین ڈالے ہوے شمشیر زنی کر رہا ہی گلگونہ پشت پر سحر کر رہی ہو اور آواز دیتی ہو ای ساکنان قلعۂ طلسمی شاید تمکو یاد نہ ہو کتاب مین لکھا ہو کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صدہا ساحر طلسم کشا کے شریک ہو نیلگے گلگونہ آواز دیتی ہو مدد کرو طلسم کشا کی شرکت کرو تشہیر بھاگتی پھرتی ہو خسرو چاہتے ہین اسکو قتل کرون اسنے بڑے صدمے پہونچائے تشہیر نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے مین بچا دشوار ہو یہ سوچکر زمین پر گری بازبنکر چلی گلگونہ نے آواز دی ای شہریار تشہیر جاتی ہو شاہزادہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر کو کمان مین پیوست کیا تاک کر سینہ پر کینہ تشہیر پر مارا تشہیر کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا تشہیر کا لاشہ زمین پر گرا تشہیر ایسی جادوگرنی کا مرنا اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین پھر صدا آئی کشتی مرا نام من تشہیر جادو بود یہ آواز کان مین آفتاب سے پہونچی یا تو تخت پر بیٹھی جشن کر رہی تھی نشے مین شراب کے مبہوت ہو رہی تھی تشہیر نے بڑا کام کیا کہ کان مین پہنچی تشہیر کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا ارے یہ کیسی آواز آئی تشہیر کو کسنے مارا کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی دا ہی طلسم کشا لڑ رہا ہی گلگونہ پشت پر کئی ہزار جادوگر شریک ہو چکے تشہیر کو طلسم کشا نے مارا گھبرا کر پوچھا طلسم کشا کو لوح کسنے دی کنیزون نے کہا سننے مین گلگونہ سے جا کے عقاب دیکے مارا اب ہزار ہا جادوگر طلسم کشا کے شریک ہوتے جاتے ہین یہ حالات سنکر آفتاب نے منھ پیٹ لیا کہا یارو بڑا غضب ہوا میری قوت بازو قتل ہوئی چلکر طلسم کشا کو مار لوکئی لاکھ جادوگر لیکر باہر نکلی دیکھا شہر مین غدر ہو گیا گلی کوچہ مین تلوار چل رہی ہو آفتاب جادو نعرہ کر کے بڑھی پکارتی ہوئی ارے گلگونہ کو پکڑلو گلگونہ نے آواز دی او ملعونہ مجھے کون قتل کرے گا مین کنیز طلسم کشا ہون آفتاب تین لاکھ جادوگر دنکو لیکر آئی سحر کرتی ہوئی آنسا برساتی ہوئی بڑھی ہر طرف ساحر دنکا بلوہ گلگونہ نے دور سے دیکھا ایک مکان مین شہرت قید ہی راہگیر بھہر نگہبانی طلسم کشا کو اشارہ کیا خسرو چاپڑے راہگیر نے اٹھکر سحر کیا آگ برسنے لگی راہگیر بڑھی تھی

کہ طلسم کشا نے تیر مارا راہ گیر مرکر گری گلگونہ نے بڑھکر شہرت کو قید سے رہا کیا شہرت جو تڑپ کے
اُٹھا لرکی کرسی سے گرنے لگا ہزارون ساحرون کو تہس نہس کیا یاقوت و کلیم و سلیم بھی قید سے چھوٹین
شکل کش پیچھے دوڑی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ آفتاب جادو یاقوت و کلیم و سلیم نے رہائی پائی اُلٹی
ہوئی آتی ہین شاہزادے نے شکل کش کو بھی تیر سے مارا اسکے مرنے کی جو آواز آئی آفتاب
گھبرا کے کہتی ہے صاحبو غضب ہوا شکل کش قتل ہوگئی میرے بزرگون کا وزیر اعظم ساحر زبردست
بختیار جادو گنبد جالینوس پر حاکم ہے مین وہان جاتی ہون جسکے مزاج مین آئے وہان چلے ہین
وہان جا کر شکست درست کرون گی اور طور سے لشکر کشی ہوگی یہان کا رنگ تو بگڑ گیا قدم اُٹھے ہوئے
نہین رُکتے ساحر بھاگے جاتے ہین آفتاب جادو نے غلطک مار کر پرواز پیدا کیے لیکن برق ثانی
کا پنجرا ہوا تو ہین ہو شاہزادے نے چاہا کہ برق ثانی کو رہا کرون نہ رہائی ہوئی آفتاب پنجر سمیت
بلند ہوئی شاہزادے نے چند تیر مارے آفتاب نے آتش سحر سے جلا دیے ساحرون نے دیکھا کہ
آفتاب بلند ہوئی وزیر و امیر بلند ہونے لگے تھوڑے عرصے مین تین لاکھ جادوگر اور شہر والے
بکہ اہل فوج ساتھ آفتاب کے پہونچے تھوڑا دن چڑھتے چڑھتے فتح ہوگئی چادر جلنے لگی ہر طرف
سے آواز الامان بلند ہوئی شہرت و گلگونہ جو ملے سالہا سال کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ
معشوق نے جو عاشق کو دیکھا سر جھکا لیا کنیزون نے حجاب دفع کرایا گلگونہ کہتی ہین اے شہرت
ہمین زندگی سے یاس ہوئی تھی ہمین یقین نہین تھا کہ اب تمسے زندہ ملینگے پروردگار نے اپنا فضل
کیا شاہزادہ دار الامارہ مین آیا رفیقان جان نثار آکر بیٹھے یاقوت جا کر فرزانہ کو لائین پر دخت
جنگ یہ خود نکلی تھی فرزانہ کو چھوڑ آئی تھی فرزانہ جو آئین شاہزادے نے حکایت شکایت ہجران
کی شاہزادے نے عذر کیا کہ بخدا گلگونہ کے ہم شکر گزار ہین جس مقام پر فیلان فیل پیکر نے
تمہارا مردہ دکھایا آمادہ اپنے قتل پر ہوئے تھے خنجر نکالا تھا کہ اپنے کو ذبح کرین مگر اسوقت اسکے
ایسے لطف سے ہمکو آگاہ کیا کہ مین قتل سے اپنے باز رہا اور کس لطف سے کہا کہ لوح کو
ملاحظہ کیجیے لوح جب دیکھی تو معلوم ہوا نمود بے بود طلسم ہے ساحر نے شعبدہ کیا خدا نے یہ دن
دکھایا کہ قلعہ طلسم فتح ہوا گلگونہ اور شہرت کو عہدۂ جلیل عطا ہوا شاہزادہ تو یہان مصروف عیش
دونین۔ دوسری بہن آفتاب کی سرہنگ بد باطن مکر سے مسلمان ہوئی ہے لشکر مین ہے

اگر کسی طور سے طلسم کشا کو لیجاؤن یہان تو یہ صورت ہو آفتاب یہ شکست خوردہ بھاگی گنبد جالینوس پر
پہونچی گنبد قریب گیا تھا کہ بختیار کو خبر پہونچی کہ ملکہ آفتاب شکست کہا کے آئی ہین بیقرار ہوکر بہرِ
استقبال نکلا آکر آفتاب سے ملاقات کی آفتاب نے بختیار کو دیکھا کہا ای وزیر اعظم تم تو یہان آکر
بیٹھے ہمارا ملک تباہ ہوا مرحلہ جات مٹے اور مین یہ کہتی ہون کہ طلسم کشا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑے گا
کہ مین برق ثانی کو لیتی آئی ہون بختیار نے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کون شخص ہو آفتاب نے کہا ای
بختیار یہ بلاے روزگار ہی مگر جیسے گرفتار کیا رہائی نہین پائی روز مجکو دھوکے دیتا ہی مگر مین ایسی بھولی
ہون کہ اسکو بات نہین کرنے دیتی شہر یاقوت نگار اسکی ذات سے فتح ہوا بختیار یہ سنکر اعزاز و اکرام
سے آفتاب کو گنبد مین لایا تخت زبرجدی نکلوایا اُسپر آفتاب کو جگہ دی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے
بختیار نے کہا ای ملکۂ عالم مین ایک بات عرض کرون خلاف رسے اقدس نہو خداوند قدیم کو آپنے چھوڑا
اور مذہب سامری وجمشید کا اختیار کیا جبھی سے رنج و ملال آپ پر گذرنے لگا یہانتک مجکو نوبت
بہم پہونچی کہ مین تو ہر سال جاتا ہون کئی مرتبہ خداوند نے فرمایا کہ اہالی طلسم آفتاب نگار کہان ہین مین بند
کردیا کرتا ہون ایکی مرتبہ فرمایا تھا کہ رنج اُٹھاکر آفتاب آئیگی قدرت کو بڑا خیال ہوا ای بختیار کہدینا
کہ عابد دولت کا اعتقاد کرد سامری وجمشید کون گئے تھے برنج و ملال اُٹھاکر آئی تو کیا اب قدرت اسکو
کسی بلا مین پھنسائینگے لہذا مین سامان پوجہ پاٹ کا مہیا کرتا ہون جاگتی جوت کے خداوند کو یاد کیجیے
کہ یا خداوند جمشید خود پرست جو کچھ مین نے کیا وہ معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ضرور امید
بر آئیگی آئینہ اقبال مین صورت فتح و ظفر نظر آئیگی آفتاب نے کہا ای وزیر اعظم حقیقت مین کہ مجھے
بڑی خطا ہوئی مین بیشک توبہ کرونگی اور عہد کرتی ہون کہ ضرور ایکی جشن مین جاکر شریک ہونگی میلہ بھی
وہان کا دیکھونگی اسوقت بختیار نے اشیاے پوجہ پاٹ کے مہیا کیے آفتاب نے بیٹھ کے پوجہ
کیا اور جمشید خود پرست سے فریاد کی رات کو تو یہ معاملہ درپیش آیا وہان جو سرہنگ بدباطن آئی ہوئی تھی
لشکر مین رہتی تھی ایک شب کو دیکھا شاہزادے سے مع ملکہ فرزانہ بالاے بام آرام کیا سرہنگ
نگہبانون کو بیہوش کرتی ہوئی بالاے بام پہونچی دیکھا دونون آپسمین لپٹے ہوئے سو رہے ہین اسنے
جھولی سے مقراض نکالی پہلے ڈورا لوح کا کاٹا جب لوح قبضے مین کرچکی تو پکار کر آواز دی اے طلسم کشا
کہانتک سوئیگا بیدار ہو اپنا حال دیکھ منم سرہنگ بدباطن بڑے افسوس کا مقام ہی کہ سیمر

یمن کی سلطنت سے بیٹھے اور اُسکے تخت پر بی فرزانہ مہجبین گھبرا کے جو عاشق و معشوق سے آنکھ کھولی سرہنگ کو پایا لوح قبضے سے نکل چکی چاہا اُٹھین اُسنے فقط ہاتھ ہلا دیا ہاتھ پاؤن دونون کے بیکار ہوئے اُسیوقت دونون کو لیکر تخت پر ڈالا لوح طلسمی جھولی مین رکھی ایکطرف گنبد جالینوس کے چل یہان صبح کو سب بیدار ہوئے عاشق و معشوق کو تلاش کرنے لگے آخر معلوم ہوا کہ سرہنگ بدباطن لیگئی یاقوت نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو مع فرزانہ سرہنگ بدباطن لیگئی اب کیا کیا جاے دیکھیے آفتاب گرم خو کیا آفت برپا کرے بختیار جادو ساحر قدیم آفتاب کا ندیم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ ملکہ عالم سلطنت طلسم پر بہ لطف قبضہ کیجیے درِ اندازون کا دخل ہونے پائے ورنہ بڑی خرابی ہوگی اب وہ اُسی کے پاس گئی ہے وہان صلاحین ہو رہی ہونگی اُسی صلاح مین ہم بھی حرامزادی طلسم کشا کو لیکر پہونچی شہرت اور گلگونہ نے عرض کی اے ملکہ عالم نہ گھبرائیے وقت بدلوی گنبد جالینوس بھی آ گیا لشکر تیار کیجیے لشکرکشی کرکے چلیے ہرچند کہ وہ بادشاہ طلسم ہے تحفہ جات طلسمی پاس موجود ہین سحر مین طاق شہرۂ آفاق لیکن تدبیرین کرینگے جنگ بھی عیاریان بھی شاید پروردگار کوئی تدبیر کر دے غافل بیٹھے رہنا مناسب نہین سب نے صلاح گلگونہ کو پسند کیا لشکر تین لاکھ ساحرون کا تیار ہوا کوئی سلطنت قبول نہ کرتا تھا تخت دیکھ دیکھ کر رو دیے سمجھے کہ ہاے یہ مقام ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کا اسیر کسی ادر کو کیونکر دیکھین کیونکر دل کو آرام آئے آخر صلاح کرکے ملکہ یاقوت کو تخت پر بٹھایا کلیم و سلیم بعہدۂ وزارت گلگونہ و شہرت منتظم لشکر ہوئے تین لاکھ ساحرونکا لشکر تیار کرکے اس شوکت و شان سے بیرون قلعہ نکلے رئیسان شہر بھی ساتھ آئے جب پانچ کوس قلعے سے آگے بڑھکر اُترے ارادہ ہوا کل یا پرسون کوچ کرین لیکن آفتاب گرم خو رات بھر توجہ کرکے صبح کو تخت پر بیٹھی ہے بختیار جادو کہتا ہے کچھ ظہور قدرت ہو اچھا ہے یہ ذکر تھا کہ چند جادوگرنیان دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ سرہنگ بدباطن طلسم کشا آپ کی صاحبزادی کو قید کر لائین لوح طلسمی لیلی آفتاب نے حکم دیا بلاؤ بختیار کہہ رہا ہے کیون ملکہ عالم مین یہ عرض کرتا تھا کہ ظہور قدرت ہو اچھا ہے ایسے خداوند سے کیونکر کوئی برگشتہ ہو آفتاب بھی مثل گل شگفتہ ہوگئی سرہنگ اندر بارگاہ کے آئی کہا ہمشیرہ صاحب مین نے اپنی جان لگا دی دونون کو گرفتار کیا ہی گلگونہ و شہرت شریک طلسم کشا ہوے آٹھو پہر حفاظت کرتے تھے یہ کیکے

طور تدرو اس طرح لیکر ذہن نے جھولی مین رکھی کہا اے بختیار اب میلے کے خداوند کے یہان کو ون باتی ہین کہا ابھی ہفتہ عشرے مین اور قدرت کے سامنے چلکر اسکو پیش کیجیے بیٹی کے سر سے سحر مسلمانان اُتارین گے سب لوگ راہ پر آجائینگے سب آپکی اطاعت کرینگے لیکن اول اُن باغیون کو چلکر گرفتار کروئین سب کو پکڑ کے خدمت خداوند مین پیش کرین اور آپ اپنے نہ حاضر ہونے کے عذرات کیجیے یا جی چاہے آپ نہ جائیے مین جاکے سبکو پکڑ لاؤن بختیار جادو کے ساتھ بڑا لشکر گیا بختیار بمقابلہ یاقوت لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا یہان ملکہ یاقوت وغیرہ پانچ کوس پر قلعے سے بڑھکر اُتری ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا آگے گینڈے پر بختیار جادو پشت پر لشکر ساحران خدا ہر یے زد و شور سے آکر پہونچا پہلے یاقوت کو خوب سمجھایا یہ سب آمادۂ مرگ دہیا ہے قضا ہین جو اب سخت دیے کہ جو سمجھے ہوسکے تصور نکو جواب مُنکر بختیار نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا چاہے رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بختیار آگے بڑھا ہوا لشکر کو ترغیب دیتا ہوا میدان مین آکر پہونچا ملکہ یاقوت تخت پر سوار قلب فوج مین دونون بیٹیان برابر کھڑی ہین گلگونہ و شہرت لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے بختیار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے گلگونہ یہ سنکر جا پڑی آپس مین سحر ہوے بختیار نے پکار کر آواز دی ای خاک پا ر لینا یہ کہکے زمین پر ایک لات ماری جہان گلگونہ کھڑی تھی اسقدر خاک اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسنے اُس غبار کو شق کیا دیکھا گلگونہ بیہوش پڑی ہی چاہا جھپٹ کے اُٹھالون شہرت جا پہونچا گلگونہ کو اُٹھانے سے بچایا آپ لڑنے لگا تھوڑے عرصے تک آپس مین سحر ہوے ایک مقام پر بختیار نے وہی آواز دی ای خاک پا ر لینا اسقدر غبار بلند ہوا کہ شہرت اُس غبار مین بیہوش ہو گئے مگر بختیار نے ان دونون کو اُٹھا لیا لشکر یاقوت جا پڑا ملکہ یاقوت بیٹیون کو ساتھ لیکر لڑائی مین مصروف ہوئین ہزارہا ساحر لشکر بختیار کے مارے گئے لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ایک مقام پر بختیار نے یاقوت و کلیم و سلیم کو دیکھا وہی آواز دیتا ہوا اُڑھا غبار بلند ہوا تینون مان بیٹیان بیہوش ہو گئے گرین بختیار نے اُٹھا لیا افسرون کو تو یون پکڑا سارے لشکر پر سحر کر دیا کہ ایک سے ایک بات نکرے لشکر والے اسباب سحر پھینک کر مبہوت ہوے سر جھکا کر اُسی مقام پر بیٹھ گئے

ان سب کو اس حال میں چھوڑا مال اسباب اپنے قبضے میں کیا جب مال بھی قبضے میں کر چکا اسیوقت کوچ کیا
شترو سردار جن نامی اپنے ساتھ ہے زبانوں میں ہیکے سوزن گرفتار رنج و محن اہی زور و شور سے
کوچ کیے ہوے جاتا ہی آفتاب گرم خو کو خبر پہونچی کہ وزیر چار سرداروں کو گرفتار کر لایا گنبد سے
باہر آکے اُتری سب سردار ذکو مع فرزانہ الگ قید کیا طلسم کشا کو علاوہ قید کیا برق ثانی کو ایک
خیمے میں قید کیا رات کو حکم دیا کل کا دن درمیان دوسرے دن کوچ ہوگا طرف قلعہ جمشیدیہ سے کے
چلیں سگے خبریں منگوالیں کہ زمانہ میلے کا قریب ہو برق ثانی نے قید خانہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ جب
چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے بھی ایک تان عاری جمعدار نے کہا ارے قیدی تو بھی گانا جانتا ہو کہا
حضور یہاں کے خوف سے رونا ہوں گانا کیا جانوں ذرا مجھکو قریب بلا ئیے تو میں اپنا گانا آپکو سناؤں
جمعدار کی شامت جو آئی برق ثانی کو اپنے پاس بلا یا چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے چکارہ
میں آواز ملا کر وہ تانیں لگائیں کہ جمعدار بیقرار ہو گیا کہا میاں تم تو خوب گاتے ہو جب تو برق ثانی
نے کہا ذرا ہاتھ کھول دیجیے تو گانا سناؤں کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا جمعدار نے ہاتھ کھولدیے برق ثانی
نے بجانا شروع کیا جمعدار ویکھ دیکھکر بیقرار ہو اجاتا ہو تعریفیں کر رہا ہی برق ثانی نے اشارہ
کرکے جمعدار کو اندر قید خانے کے بلا یا باتیں کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے
جمعدار کو بیہوش کیا اُسکو اپنی صورت بنایا جمعدار کو قید خانے میں ڈالدیا آپ جمعدار کی شکل بنکر باہر
نکلا ساتھ والوں سے کہا چوکی پہرے سے ہوشیار رہنا میں ابھی آتا ہوں یہ کہکے برق ثانی نکل گیا
لشکر تو بے انتہا اُترا ہوا ہو ایک دوکان پر جاکے پڑ رہا یہاں صبح کو لشکر تیار ہوا آفتاب نے
کوچ کیا جب آنکھ کھلی جمعدار غل مچانے لگا کہ ارے مجھے کسنے قید کیا ہے آفتاب کو خبر پہونچی کہ جو
وہ قیدی نئے نقرے بگھار رہا ہو آفتاب نے کہا بکنے دو نگہبانوں نے کہا حضور وہ اپنی جان
دینے پر آمادہ ہی آخر آفتاب خود آئیں دیکھا برق ثانی رو رہا ہی سر سر زنجیر پروے دے مارتا ہو
آفتاب کو دیکھکر پکارا حضور مجھے کسنے قید کیا اور وہ ٹھگ کہاں گیا آخر نجتیار ۔ اُنجتیار نے کہا اسکا
منہ دھلاؤ جب منہ دھلایا تو مفصل حال کھلا پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ٹھگ مجکو اپنی صورت بناکے
چلا گیا جمعدار کو تو قید سے رہا کیا حکم دیا اب کوچ ہو برق ثانی نے ایک سردار کی نوکری کر لی دس دن
رہتا ہی دن بھر منزل چلتے ہیں شام کو کسی مقام پر اُترتے ہیں برق ثانی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون

اگر شاہزادے کو مہاکیا جو پاس **آفتاب** کے ہو گیا تدبیر کرون کچھ نہین پڑتا ایسی باتین سوچتا ہوا لشکر کے ساتھ ہو امنزلین **آفتاب** کے ساتھ طے کین آج ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ بنا ہوا ایک پھاٹک سامنے اور چھ دروازے تین طرف دست راست کے تین طرف دست چپ کے نہر من پانی کی جاری ہین انسان کا نام نہین **برق ثانی** نے ایک سے پوچھا اس قلعے کے دروازے بہت ہین اُسنے جواب دیا یہی سات دروازے ہین ہر ایک دروازے کے آگے بازار آراستہ ہوگا مقام پر ان دروازون کے کل دیکھنا جس رنگ کا جو دروازہ ہو اُسی رنگ کے اہالی بازار ہون گے اُسی رنگ کا لباس پہنے ہوئے داروغہ ہوگا دو دن مین میلہ جمے گا تیسرے دن جلوس خداوندی ہوگا لوگ زیارت کو جائین گے اپنی اپنی مراد پائین گے ہزار ہا کوس سے آنیوالے آتے ہین سب طرح کی مراد پاتے ہین بڑے بڑے تاجدار بڑے بڑے سردار اس میلے مین شریک ہون گے کیا تم کبھی اس میلے مین نہین آئے **برق ثانی** نے کہا مدت ہوئی ہین بہت چھوٹا تھا اپنے باپ کے ہمراہ آیا کرتا تھا اُسوقت کی باتین یاد نہین رہین اب بہ احتیاط دیکھونگا یہ باتین سُنکر **برق ثانی** اُسی خیمہ مین آیا جسکا ذکر تھا اُس سے بھی کچھ باتین پوچھین پہردن رہے سے آمد شروع ہوئی شام کو برق آکر اپنے سونے کے مقام پر لیٹا خیال ہین شاہزادے کی قید کے کب نیند آتی ہے پڑا تڑپ رہا تھا آوازین نوبت نقارے کی کان مین آتی ہین رات بھر یہی ہنگامہ سُنا کیا جی مین کہتا صبح ہو تو دیکھون کون کون آیا صبح کو جو اُٹھا حاجت وغیرہ سے مہلت پا کر اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام میدان دامن قلعہ آدمیون سے بھرا ہوا ہے جو دروازہ کلان ہے اُسکے آگے کرسی بچھی ہر دروازے کا سُرخ رنگ ایک جوان **یاقوت پوش** کرسی پر بیٹھا اپنے میلے کا انتظام کر رہا ہے ایک دروازے پر **زمرد پوش** بازار زمرد پوشان کے انتظام مین مصروف ہے ایک دروازے پر **مروارید پوش** کہ وہ بازار سفید پوشان ہے انتظام کر رہا ہے ایک طرف **نیلی پوش** ایک طرف **صندلی پوش** اپنے اپنے بازار دینکے رنگ مین مصروف ہین اور پہلوے قلعہ پر ایک نہر جاری ہے مثل دریا کے جوشان وخروشان کنارے کنارے اُس کے ہزار ہا آدمی جوان صحرا بھر رہے ہین جس بازار مین جو کوئی دزدی کرتا ہے کوتوال اُس دزد کو گرفتار کر کے سامنے داروغہ بارگاہ کے لیجاتا ہے داروغہ کوتوال کو حکم دیتا ہے اسکو لیجا کر نہر مین نہلاؤ وہ لوگ اُس گنہگار کو نہر پر لیجاتے ہین جبر اُسکو جھیل مین نہلاتے ہین نہا کے نکلا اور آدم ہو گیا قید بند سے اُسکو رہا

کرکے اُسی صحرا میں چھوڑ دیا کنارے کنارے نہر کا رہا آہو پھر رہا ہی کنارے پر نہر کے جو گھانس لگی ہی وہی اُگی ہو رہا
ہی برق ثانی اُٹھا کہ بازار زنگی اسیر کرون اول کے کوچے پر بازار زرین پوشان ہی اُس بازار میں آیا دیکھا
کرسی زرنگار پر ایک نازنین نہایت حسین بہ کبر و نخوت بیٹھی ہی عدل و انصاف میں مصروف برق ثانی
کھڑا ہوا ورنگ اُس مہ جبین کو دیکھا کیا دوسرے بازار میں آیا وہ بازار نیلی پوشوں کا ہی ایک زنگی
قوی تن قوی من پہلوان کی وضع میں بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی جو گرفتار ہو کر زنگی کے سامنے آیا تیغہ کھینچکے
اُٹھا اُسکو قتل کیا کوتوال سے اشارہ کیا اُسکو نہر عدالت میں پھینک دو ہمراہیان کوتوال نے لاشہ اُٹھا کر
لیگئے جا کے نہر میں پھینکا کچھ چھیلوں نے لاش کو نوچا ایک نہنگ پیدا ہوا لاش کو اُس مقتول کی نگل گیا
کنارے پر آکے اُسی لاش کو اُگلا ہو وہ جوگی بہ شکل آہو وہی مقتول جست کرتا ہوا آہوون میں جا ملا یہان
سے برق ثانی بازار صندلی پوشان میں آیا دیکھا ایک صندلی پوش کرسی پر بیٹھا ہی برق ثانی ایک
تاجر کی دوکان پر کھڑا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہی تاجر نے کہا میاں صاحب بیٹھ جاؤ برق ثانی
نے کہا میں اچھا کھڑا ہوں اُس تاجر نے بحسرت برق ثانی کو دیکھا اپنی دوکان سے کسی حیلے میں
اُتر کو کوتوال کے پاس گیا کہا میری دوکان پر ایک شخص نوعمر بحسرت کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی جلد چلکے
گرفتار کریں جس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص کبھی اس میلے میں نہیں آیا کوتوال پیادون کو
ساتھ لیے ہوئے نرسنگھا پھونکتا ہوا جیسے ہی اُسکی دوکان کے سامنے آیا برق ثانی نے جو کوتوال
کو آتے ہوئے دیکھا ایک جانب چاہا بھاگ جاؤں یہ سوچکے ایک خیمے کی آڑ پکڑی کوتوال نے تاجر
سے پوچھا وہ گنہگار کہان گیا تاجر نے کہا وہ خیمے کی آڑ میں کھڑا ہی لوگون نے آکر برق ثانی کو گرفتار
کر لیا ہر چند برق ثانی چیخا چلایا کچھ نہ سُنا کوتوال کہتا ہی کہ اے شخص تو ہمکو دیکھکر کیون بھاگا صاف ثابت
ہوتا ہی کہ تو یہان نیا آیا ہی کبھی اس میلے میں نہیں آیا تھا ہر چند برق نے عذر کیا کوتوال نے کچھ
نہ سُنا برق ثانی کو کشان کشان سامنے داروغہ صندلی پوش کے لایا داروغہ نے پوچھا کیون کوتوال
اسنے کیا خطا کی کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ شخص جو ہمکو دیکھکر بھاگا داروغہ نے جواب دیا
اسکو پاس داروغہ نیلی پوشان کے لیجاؤ کوتوال کشان کشان برق ثانی کو سامنے داروغہ بازار نیلی پوشان
کے لیکر گیا کہ داروغہ وہان کا حبشی زنگی ہی تیغہ خون آلود چمکا رہا ہی برق ثانی داروغہ کی
صورت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا کہ داروغہ بازار میں نے کوئی خطا نہیں کی بلا وجہ مجھے گرفتار کیا ہی

کوتوال نے کہا بیشک یہ بیچارا ہے لیکن ہمکو دیکھکر بھاگا چور رہکو دیکھکر بھاگتا ہے ہم اسکو گنہگار سمجھے گرفتار کرلا ئے اب سزا دینا خیرہ کا سرکار کو اختیار ہو زنگی نے حکم دیا ہے بیچارا دادر لیجا کر نہر عدالت مین نہلادو برق ثانی نے فریاد کی ای دادرد نہ تیرے عدل و انصاف کے ٹھہرے ہین مین نے کوئی خطا نہین کی ہو بلا وجہ مجھکو گرفتار کیا ہو امیدوار ہون کہ رہا کیا جاؤن زنگی نے حکم دیا ای کوتوال اسکو چھوڑ دے لیکن اس اقرار سے کہ یہ نگاہ حسرت بازارون کو نہ دیکھے اور نہ تم لوگون کو دیکھکر بھاگے برق ثانی کو اُسنے چھوڑ دیا کہا جاؤ اگر مفتی بازار کے پاس جاتے تو تمھارا انصاف ہوتا برق ثانی سلام کرتا ہوا بھاگا اور بازار زمرد پوشان مین پہونچا دیکھا ایک جوان زمرد پوش کرسی پر بیٹھا ہو اس بازار پر بڑی گہما گہمی اور صراف بزاز جوہری بازار نہایت تکلف سے بزازون کے تھان کھلے ہوئے خرید و فروخت ہو رہی ہو دلال پکار پکار کے کہرہے ہین سیٹھ جی دوکاندار صاحب ہکو وعیلہ روپیہ دیجیے گا ہم زیادہ نہین لینگے گاہک ہمارا پرانا ہو بے ہمارے کبھی سودا نہین خرید تا ہم بھی اپنے گاہک کو سودا سستا دلواتے ہین کیسے کیسے دوکاندار گلبدن پیرے رشک چمن بیچتے چرا ماہ گاہک کو آواز دیتے ہین میان مچھ کپڑے کی خریداری منظور ہو تو ہمارے پاس آئیے ایک طرف جوہری بیچے چنی لعل دہنا لال والا یاقوت کھرے سے کھرے سودا بیچے والے کوئی خریدار جو آیا ڈبہ جو کمر مین باندھے تھے وہ کھولا جواہرات دکھائے دیکھنے والا جواہرات دیکھکر محو ہو گیا گفتگو خرید و فروخت کی ہونے لگی ایک جانب سر اٹھا کے دیکھا بھانڈ بھگتیئے بازار مین اپنا رنگ جمار ہے ہین گاتے پھرتے ہین جب کسی بھگتن نے کسی نوجوان کو دیکھا دامن پکڑ لیا کچھ دو چار پیسے لے تب جانے دیا ایک جانب فرش بچھا ہو رئیسان شہر دوستون آشناؤن کو ساتھ لیے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین ایک جانب دیکھا پالین رنگ برنگ کی استادہ ہین اُسکے نیچے نازنینان مہ جبین گوری گوری صورتین جوڑے ترچھے بندھے ہوئے مسند پر بیٹھی ہین سامنے سنہرے حقے دھرے نیچے چلمین ایک جانب دھری ہو آگ روشن جاہنے والونکے جو جنکو زیادہ تقرب ہو وہ تخت پر بیٹھے ہین چلمین اُڑتی چلی جاتی ہین کوئی جوان اکڑتے ہوئے آئے جیب سے چونی نکالکر پھینکی پکار کر کہا کہ ساقن صاحب کوئی تڑے سا الجھان کا پلو اپنے ساقن نے سر ہلایا کمر سے چلم مانگی وہ شاطرہ جا کر لایا بھٹیارن نے کمر سے ٹوڈ نکالا اُسمین سے چرس نکالکر جمائی کہا او میان اب نشہ ہو جائیگا آگ رکھکر حقہ بڑھایا جوان نے کہا ذرا منھ بھی لگا دیجیے بھٹیارن نے بڑی

مشکل سے اس بات کو مانا دم لگایا کہ چلم ٹوٹنے کا ڈر پیدا ہوا بالشت بھر کی لو نکلی کہا لو یاران دم لگا چکا ہون تم حقہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی پیارے ذرا جوانون سے تو آنکھ ملاؤ پنفلین جو ان کی یاد رکھنا جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی اپنا تو یہ قول ہی فرزند آزاد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا اولاد مین + پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین + دس برس کی عمر مین گھر سے نکلے اسی چرس کے واسطے مان باپ سے برے ہوے تسمے آنکھ لڑانے کا شوق ہی قطار کی قطار بھنگیرون کی اس مقام پر ہی سب طرف دم پڑ رہے ہین دھوان بلند ہی بازار دھوان دھار ہو رہا ہی ایک جانب فرش بچھا ہوا جوان بیٹھے ہین ایک کا سر ایک کا پاؤن چہرے زرد خود نیچے مین روشن نگالی ہاتھ مین چھینٹے جا کر مرار ہے ہین دو کا ندار کو دم ہی دم مین آواز دیتے ہین چھ ماشے اور بھیجو دوکاندار نے جواب دیا ابھی چار ماشے کا تیہ بھیجا ہی خانصاحب آپ بہت پیتے ہین خانصاحب نے جواب دیا بھائی آجکل دو توے کا دورا ہوتا ہی شام سے جو آتے ہین چانڈو خانے سے بارہ پر ایک بجے جاتے ہین خورمہ چپاتیان تیار ملتی ہین ایک روٹی شوربے مین ڈبو کر کھا لیتے ہین برق ثانی نے ایک سے پوچھا یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا یہ لوگ چانڈو پینے والے ہین زرد ہو کر رہ گئے ہین خون جسم مین باقی نہین ہی برق ثانی میلہ دیکھتا پھرتا ہی ہر بازار مین دوکاندار مرفہ حال خرید و فروخت انتہا کی ہو رہی ہی ساتون بازارون کی برق ثانی نے سیر کی ہزار ہا گنہگار گرفتار ہوے آہو بنایا اور چھوڑ دیا وہ آہو ہو کر نگاہ حسرت بازارون کو دیکھتے ہین کنارے کنارے نہر کے چرا کرتے ہین دو دن برق ثانی نے بازارون کی سیر ہو کے سیر کی کوئی پیشہ ور ایسا نہین ہی کہ جو ان بازارون مین نہو تیسرے دن سویرے قبل از طلوع آفتاب بڑے بڑے تاجر تحفہ جات کی کشتیان لیے ہوے بڑے پھاٹک کے اندر جاتے ہین بازارون مین ہلڑ ہو کہ وقت جلوس خداوند قریب آیا برق ثانی اُن سب مین ملکر دروازے کے اندر آیا دیکھا ایک میدان وسیع سامنے ایک دروازہ عالی کھلا ہوا دروازے پر چند نگہبان بیٹھے ہین کسیکو آمد و رفت سے نہین روکتے یہ تاجدار سردار تاجر جو سب ملکر گئے تھے اُنکے ساتھ برق ثانی بھی دروازے کے اندر داخل ہوا دیکھا ایک باغ پُر بہار عروسان چمن کا نکھار درخت قطار در قطار عندلیبان چمن کی پکار پھولون کا رنگ ہل سایہ دار انبار پنچے جھک رہے ہین طائر چہک رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

ہن پر غزلین گا رہی ہین نظم

اڑکے وان پہونچے گا حال شوق شہپر ہو گیا — گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہو گیا
جب اڑائے اپنے منھ سے پھونک کر اُس طفل نے — جان اُنمین آگئی سر پر کبوتر ہو گیا
ہے ید بیضا نہین ہر ہاتھ مین جام بلور — معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا
ای بہار عمر آخر آگیا وقت خزان — یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہو گیا
قطرہ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے — دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا
ملگئے سب خاک مین کہنے کو دو دن کیلیے — کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا
آفتاب حشر کا اب ای متین کچھ ڈر نہین — سر پہ میرے سایہ ساقی کوثر ہو گیا

ہر طرف جوش بہار ہی تمنہاے طولانی نہرون مین آب صاف وشفاف نہرین چھلک رہی ہین پانی کی روانی صاف وشفاف پانی حباب مثل چشم معشوق بہ حسرت سمت گلشن نگران آب آئینہ مثل آئینہ حیران برق ثانی سب کیفیت دیکھتا ہوا اسکے ساتھ وسطباغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ وسیع گرد اُسکے ہزار ہا سیڑھیان علاوہ برسر چبوترہ کے سیڑھیون پر درجہ بدرجہ فرش بچھا ہوا اور بالاے چبوترہ ایک ممبر سونے کا رکھا ممبر کے پہلو مین ایک کُرسی جواہر نگار اور کُرسیان اُس کرسی سے الگ الگ بچھی ہین لیکن یہ کُرسی جو قریب ممبر کے ہے نہایت تکلف سے آراستہ سونے کی کُرسی اُسمین جواہرات جڑا ہوا اور کُرسیان چاندی کی ہین چند کُرسیان دست چپ پر چند دست راست پر ممبر کے بچھی ہین برسر چبوترہ بھی صدہا تاجدار دنگل دمنبر پر بیٹھے ہین نیر اعظم نکلا تھا دھوپ ساتھ زردی کے ظاہر ہوئی کہ سب تاجدار کھڑے ہو گئے دیکھا سامنے سے ایک جوار ظاہر ہوا ہوا اوپر ایک مرد پیر باریش سفید تاج بھاری سر پر پہنے ہوے لباس سفید جسم مین کمار ہوا دارکو مثل ہوا اڑا سے چے لاتے ہین تاجدارون مین ہنگامہ ہوا قدرت آگئے وہ ہوادار قریب سیڑھیون کے لاکے رکھا وہ پیر اُترا تاجدار اُسکو ہاتھون ہاتھ بالاے چبوترہ لائے وہ جو کُرسی مکلل بہ جواہر بچھی تھی اُسپر آکے بیٹھا سب نے اُسکو سجدہ کیا اسکو ہنس ہنسکے جواب دے رہا ہو کہ برق ثانی نے دیکھا بختیار جادو مالک گنبد جالینوس پہلو مین آفتاب گرم خو لباس بھاری پہنے ہوے مصاحب ورفیق ساتھ ساتھ اور چہار جانب سے دیہا دار دغہ لوگ جو سازاردان مین کُرسیون پر بیٹھے تھے آکر بیٹھے کُرسیون پر بیٹھے

کہ بختیار نے آفتاب کو لاکر سامنے پہونچایا آفتاب نے سجدہ کیا جمشید خود پرست نے پوچھا ای آفتاب کئی سال سے کہاں تھیں کیوں نہیں آئیں بختیار نے حال بربادی طلسم کہنا شروع کیا جمشید خود پرست نے جواب دیا قدرت کو سب معلوم ہوا بعد اختتام جشن بیان کرنا غیدیوں کو بھی ہمارے سامنے لانا سب کا علاج ہو جائیگا یہ کہکے جمشید خود پرست ممبر پر آیا کہ سب تاجدار پھر کھڑے ہوگئے دیکھا ایک نقابدار یاقوت پوش سراپا دریائے جواہر میں غرق تاج یاقوتی بر فرق مرکب باد رفتار اڑاتا ہوا گھٹنا چست پڑھا جوا گانی بندھی ہوئی اندر سے نقاب کے نور کی نکل رہی ہو اس نقابدار کو دیکھکر سب کھڑے ہوگئے جمشید ممبر پر بیٹھا ہو وہ نقابدار سیڑھیوں کو طی کرکے بر سر چبوترہ آیا جمشید نے آواز دی ای نور چکیدۂ خالص قدرت اپنے مقام پر آکے بیٹھو وہ کرسی مکلل بجواہر جو بچھی ہو اس کرسی پر آکے بیٹھا وہ نازنین جو بازار میں دار وغہ تھی وہ پشت پر آکے مگس رانی کرنے لگی جمشید ثانی نے کتاب کھولی پکار کر آواز دی آہا والحاضرین طلسم آفتاب نگار میں زمان انقلاب ہی ہمارے بندوں کے واسطے پیچ و تاب ہو لیکن ہماری دختر بلند اختر کے طالع میں وہ ستارہ آکے واقع ہوا ہی کہ سب پر حاکم ہو گی لیکن انقلاب سے مابدولت سبکو بچائینگے گھر نہیں یوہیں پاٹ کر دیا ہو ہماری فراموش نہو قدرت تمکو نہ بھولینگے یہ کہکر چند فقرات زبان سنسکرت میں پڑھے اسکا ترجمہ یہ تھا کہ مذہب سامری و جمشید باطل ہمارا مذہب مثل آفتاب روشن رہے گا طلسم کو بربادی سے بچائینگے سب کی مدد کو وقت پر آئینگے ایسے فقرات پڑھکر ممبر سے اترا شہزادی ٹاؤس میں آئی اسپر کچھ فقرے پڑھے ممبر سے اترکر تخت پر بیٹھا اب آفتاب اپنے مقام سے اٹھی جمشید نے کہا تمھاری بربادی کا حال معلوم ہی قیدیوں کو بلواؤ مگر اپنی بیٹی کو بعد لانا پہلے اپنے سردار دنکو لاؤ آفتاب نے پلٹ کے اشارہ کیا یاقوت وغیرہ آئیں اُنکی جانب بنگاہ قہر دیکھا کہا کیوں ای یاقوت وای کلیم وسلیم بربادی طلسم منظور ہوئی خبردار آج سے بدل وجان آفتاب کی اطاعت کرنا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا سکے شہر۔ یاقوت پھر اسنے جمشید کو سجدہ کیا قدموں پر آفتاب کے گرین کہا ہم سحر میں مبتلا تھے اسوجہ سے اُنکی دشمنی کی اب عمر بھر تمھارے حکم سے گردن تابی نکرینگے یاقوت وغیرہ مع تلذ سردار پشت پر آکے بیٹھیں جمشید نے حکم دیا ہو طلسمی کہاں ہو آفتاب نے حجرہ سے نکالی جمشید کو نذر دی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گلگون پوش وہ جو دار وغہ بارگاہ گلگون پوشان

تھا وہ سامنے آیا جمشید نے لوح سکو دی اب جمشید نے اشارہ کیا فرزانہ فیروزہ پوش کو لا دو دیکھا
فرزانہ فیروزہ پوش لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ اشعار زبان پر لائی نظم

دیتا ہوں دل نثار محبت میں ہار کے — دھاگون مین آگیا بت زنار ور کے
چھپتے نہین ہین ہوش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور رکھو اب کی سال تُہیرے ہین ابہار کے
مانند گرد باد کے نقشیں گے ہم سب تجھے — آ نا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے
نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم — جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہو خلیل — پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے پہ تار کے

مبہوت اب پر یہ اشعار عاشقانہ کبھی پکارتی ہوا ئے خسرو جبرو دل مقام افسوس ہی ہم تمھارے دیدار سے
محروم رہے آج کتنے دن کا زمانہ گذرا کہ صورت زیبا دلطافت جہان آرا نہین دیکھی کا شکلے میلو نشین
مرجان کا ہوتے مرجان نے خوب مہلت پائی دنیا سے ناپایدار کو چھوڑا ہم ایسے موت طلب
ہین کہ کسیطرح روح جسم خاکی سے نہین نکلتی آفتاب نے کہا یا خداوند دیکھیے یہ حال ہے
کہا اسے دو جو کہتی ہو کہنے دو ابھی ہوش مین آجائیگی ارے شیشہ آب رحمت کا حاضر کر فوراً
ایک نقابدار ٹھکر شیشہ کیوڑے کا لایا وہ نقابدار یاقوت پوش جسکو نور چکیدہ قدرت کہنا ہو سلسلے
پیرہ عطا سے ایک جام مین لبریز کرکے وہ جام آفتاب کو دیا کہا جسطرح سے بنے منہ کو پلا دو منہ کو بہن
سے فرزانہ کے لگایا جیسے ہی قطرہ اسکے حلق سے اترا الٹرا کے گری بیہوش ہوگئی ہاتھ پانون زمین
مین مارنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے ہوشیار ہوئی اٹھتے ہی جمشید کو سجدہ کیا اور سلیقے سے دیکھا
مان سے کہا ای مادر مہربان یہان مجھے کون لایا ہتھکڑیان کیون پہنائین آفتاب نے ہتھکڑیان ہاتھ
سے اتارین قید دور کی مان کے پہلو مین سر جھکا کے بیٹھی باتین ہوش کی کرنے لگی جمشید نے آفتاب
سے اشارہ کیا اسکو رخصت کردو یاقوت سے آفتاب نے کہا فرزانہ کو لیجا دیا یاقوت
اپنے ہمراہ فرزانہ کو لیگئیں شاہزادہ بالکل فرزانہ کو یاد نہین برق ثانی حیران حیران یہ معاملہ
دیکھ رہا ہوکہ جمشید نے کہا ای آفتاب طلسم کشا کو بلاؤ بدلا قائل کرینگے تخت طلسم پر بعہدہ سلطنت
بیٹھین اور قاعدے سے آگاہ نہ ہوں مین طلازمان آفتاب جاکر طلسم کشا کو لائے برق ثانی نے
دیکھا شاہزادہ مسلسل مطوق زیور آہن مین غرق ہتھکڑیان ہاتھو مین بیڑیان پانون مین بھلون مین

تھا وہ ارشو باہون پر چوڑے فولاد کے رانون پر بھی چوڑے چڑھے ہوئے اُسکے کسنے کی طاقت نہین اکڑتا ہوا شاہزادہ آتا ہی سامنے جمشید کے آکر پہونچا تھا بدر ایاقوت پوش جو جواہر نگار کرسی پر بیٹھا تھا جمال جہان آرا سے شاہزادہ دیکھکر بسینہ آگیا قلب تھرایا لیکن سر جھکا لیا شاہزادے نے مثل اہل اسلام کے سامنے جمشید کے صاحب سلامت کی جمشید نے کچھ جواب نہ دیا پکار کر آواز دی کہ ای تاریک جادو طلسم کشا کو زندان عشرت مین لیجا یہ سنتے ہی ایک ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا آیا کمر شاہزادے کی پنجہ دیکر سے اڑا اب جو برق ثانی پلٹا شاہزادے کو محفل مین نہ پایا گھبرا کر لوگون سے پوچھا شاہزادے کو کون لیگیا لوگون نے کہا تاریک جادو داروغہ زندان خانہ عشرت ہو وہ شاہزادے کو لیگیا برق ثانی نہایت شرمندہ کہ افسوس اب مین کیا کرون زندان خانہ کیونکر تلاش کرون لیکن مجبور ہو ناچار فرزانہ کو سردار لیکے شہرت و گلگونہ سب نے اطاعت آفتاب کی جمشید یہ شعبدے کرکے اپنے مقام سے اُٹھا جلسہ برخاست ہوا اب برق ثانی باہر آیا دیکھا تمام بازارین ویران پڑی ہین جا بجا سناٹا بارگاہین اُکھڑ گئین برق ثانی حیران ہوا جسکا نوکر تھا وہ بھی چلا گیا آفتاب نکلتے ہی طرف طلسم کے روانہ ہوئی برق ثانی سوچا کہ اب مین آفتاب کے ساتھ جاکے کیا کرون شاہزادہ اس ہوائی مین مجھے وہان سے کیا کام ہر طرف تلاش کرنے لگا کبھی زیر دیوار قلعہ دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی سر ٹکرا کے جاتا ہی کبھی جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی نام لیکر شاہزادہ خسرو کا پکارتا ہی ای آقاے نامدار آپسے فلک نے یون جدا کیا کہا ڈھونڈھون کہان تلاش کرون کبھی زیر کوہ آتا ہی پتھرون سے سر ٹکراتا ہی درہ ہاے کوہ مین گھس جاتا ہی چیخین مار کر روتا ہی کہ ای آقاے نامدار اگر جان جاؤن کہ آپ اس پہاڑ مین ہین تو جان شیرین کو مثل فرہاد تلف کردون پہاڑ کو خنجر سے کاٹون ہوے شیر بہا دون پھر دوڑ کر اس قلعے کے سامنے آتا ہی وہان سناٹا پاتا ہی وہ نہر وغیرہ سب غائب ہو گئی ہی ہو کا نکا پتہ نہین دروازے قلعے کے بند درختون سے سر ٹکراتا ہی برق ثانی تو اس حال پُر ملال مین ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر کرونگا اب حال پُر ملال شاہزادہ خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی کمر مین پنجہ دیکر تاریک جادو جو بلند ہوا شاہزادے کی آنکھ تموج ہوا سے بند ہو گئی نہین معلوم لاتا کس راہ سے لایا کتنی دیر اُڑا اب جو آنکھ کھلی عجب مقام عشرت خیز مین اپنے کو پایا گرد باغ پر بہار درخت سرسبز و شاداب میوہ شاخون مین لاجواب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان

از قضا و قدر کی امر رہتے ہین خار بھی انگلیان اٹھاتے ہین کہ ای بانی بناے باغ عالم تو یکتا ہو حقیقت ہین تو لا شریک ہو یہی اعتقاد سب کا ٹھیک ہو طفلان غنچہ و ہم شاخ پر جھول رہے ہین چہرۂ گل کو دیکھکر بھول رہے ہین رنگ گل ہین چہرۂ محبوب سے زیادہ رعنائی شاخ پر میوہ کی زیبائی اپنے کو شاہزادے نے بارہ دری مین پایا صد ہا صحنچیان کھا نا سب طرح کا میز دن پر چنا ہوا ڈالیان میوے کی پر رعنائی رکھی ہوئی ہین نارنگیان رشک پستان محبوب جنکو دیکھکر دانت کھٹے ہون کوے سُرخ سُرخ مثل عذار معشوق اپنی رعنائی دکھار ہے ہین اُسی صحنچی مین مگدر ڈنڑ پیلنے کی نالی بنی ہوئی سپر شمشیر گرز موزے رکھے ہیں چار آئینہ پلنگ کسا ہوا سفید چادر کلابتون کی ڈوریان سیجبند سنہری لٹک رہے ہین تکیے نرم ایک جا گل تکیے ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہوا ہو سامنے بارہ دری ایک مولسری کا درخت نہایت سایہ دار اُسکے نیچے ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہو طاق مین سہرا بندھا ہوا ہو شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہو اُن سب جوانون نے جو جمال شاہزادہ دیکھا سب اپنی اپنی صحنچی سے اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے ایک صحنچی مین ایک شاہزادے کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا سر نگون بیٹھا ہو آنکھون سے آنسو جاری وہ قریب شاہزادے کے نہین آیا ایک سن کی جوان شاہزادے ادیر زادے تا جر بچے سب خاندان عالی سے شاہزادے کے پاس آکر بیٹھے سب نے بہ محبت پوچھا آپ کسو بہ مین قید ہوے شاہزادے نے کہا قید تم ہونے ہو گے یہ قید خانہ ہو کہ عیش خانہ سب نے کہا کہ ای شہریار یہان کا قیدی تا بہ قید حیات نہین چھوٹتا یہ جو اکھاڑا سامنے ہو اور بلندی پر چبوترہ بنا ہو اس چبوترے پر نازنین گلگون پوش خون چہرے سے برستا ہوا آکے تخت پر بیٹھی ہتیار ریک جا دو ایک ساحر سیہ فام اکھاڑے مین آکر کودتا ہو جسکا معاد کا دن ہوا آسے بلاتا ہو کہتا ہو اگر مجکو زیر کر دو تو اس قید خانے سے رہائی ملے اگر مین زیر کر دونگا فوراً قتل کر ڈالون گا ای شہریار کیسے کیسے پہلوان کیسے کیسے شاہزادے صف شکن اُس رو سیاہ کے مقابلے مین گئے بڑی کد وکوشش کی مگر وہی سیاہ رو غالب آتا ہو چھاتی پر بیٹھ کے سر کاٹتا ہو سامنے اُس محبوب کے بیٹھا تا ہو وہ پانچون اُنگلیان اپنی اُسکے سر کے خون سے رنگین کر لیتی ہو اور ایک اُنگلی سے ٹیکا ماتھے پر دے لیا لاشہ اُس کشتۂ حسرت و یاس کا بیرون فیلخانہ پھینک دیا صد ہا آدمی جوان خوش رو خوشخو ہمارے سامنے قتل ہوے وہ شاہزادہ جو صحنچی میں بیٹھا ہو اور رو رہا ہو نمبرہ اُسی عالم یاس

کل ممکنی ہماری ہے اسی وجہ سے کلام نہین کرتا شاہزادہ ٹھٹکا اس جوان کے قریب آیا کہا ای یار دلگیر کیون ملول و حزین ہو ہمنے حال سنا کل تمھاری باری ہی اسقدر ملول نہ ہو نام نامی تو اپنا ظاہر کرو یہ سنکر وہ جوان اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار کیا نام اپنا ظاہر کرون اجل سر پر چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہون اپنی موت کو یاد کر کے رو رہا ہون ایسی بلا مین آگر پھنسے کہ لاش کو دفن و کفن بھی ممکن نہ ہوگا شاہزادے نے قسمین دیکر پوچھا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ موت قریب ہو لیکن یار و ہم ایک تدبیر بتائین ایک کا ایک ملال نہ دیکھے ہم تمھارے بدلے مقابلہ کرین سب ملکر لپٹ پڑو اسکا منھ بند کر دو کہ سحر نہ کرنے پاے سب ملکر مار ڈالین سب نے کہا ای شہریار خدا معلوم کیا آفت برپا ہو مشہور ہو وہ تائین جو آتی ہی ملکہ نرگس خونریز اُس کا نام ہو مرد کے نام سے بیزار جاہتی ہو دنیا مین کوئی مرد نہ رہے نام بھی مردون کا مٹادون جب آدمی کے خون کا ٹیکا وہ لگالیتی ہو تب جا کے مقصود ھوتی ہی سالہا سال سے یہی طریقہ مقرر ہو صدہا جوانان خوشرو اُسنے قتل کر ڈالے نہ معلوم کیا آفت برپا ہو وہ دختر ظالم مشہور ہی شاہزادے نے کہا ارے بھائیو جان دینے سے زیادہ اور کیا آفت ہی لیک ایک کا رنج اُٹھانے سے ملال اُٹھانے سے تو چھوٹو گے دس پانچ دن جس کے ساتھ رہے اُسکا ساتھ ہم سے نہ چھوڑا جائے گا خیر تم لوگ اگر نہین مانتے نہ سہی لیکن ای جوان ہم تیری جانب سے مقابلہ کرین گے تجھکو قتل نہ ہونے دین گے ہم تیرے بدلے جان دین گے اُس جوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای شہریار آپنے کہا گویا جان بچالی کوئی کسی کے واسطے کب جان دیتا ہی آپنے جو فرمایا احسان کیا اس رات بھر آپ کے ساتھ ہین صبح کو ہماری باری ہی خسرو نے کہا ہم تمھارا رنج نہ دیکھین گے مگر یار دلات و منات پر لعنت کر دو دین خداپرستی اختیار کر دیہی اعتقاد ٹھیک ہی کل خدا ہون مین نشکیک ہی سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھکے کھانا کھایا شاہزادے کی باتین سُن سُنکر بعض نے کلمہ پڑھا بعض کہنے ہین ہمارے بزرگ بیوقوف نہ تھے جو کیا وہ کیا شاہزادہ اُنکو سمجھا رہا ہو اُن کے سوال کا جواب دیتا ہو چار پہر رات ایک ہی مقام پر سب بیٹھے رہے صبح کو وہ جوان روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار آگاہ رہیے کہ مین مسلمان ہوا ایسے شخص کا تابعدار ہون کہ اگر وہ میری گرفتاری سُن پائین تو طلسم کو آگ دردم ہم کرین خسرو نے کہا وہ کون صاحب ہین اُس جوان نے کہا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان جب شہر دمشق کو

اُنھوں نے فتح کیا اسکندر رفرخ لقا میرا نام ہو مجھکو صاحبقران نے بادشاہ دمشق کیا برائے شکار نکلا ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھا کے غائب ہوا مگر وہ آہوش انسان کے آواز دیتا ہوا گیا کہ یا خداوند جمشید خود پرست بچائیے اس ظالم نے بیخطا مجھے تیر مارا کہ یکایک ہوا چلی ایک پنجہ آکر میری کمر مین پڑا مجھے اُٹھا کر لیگیا تموج ہوا سے آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانہ مین پایا خسرو نے گلے سے لگا لیا ای سکندر مین اُنہین صاحبقران کا بیٹا ہون نام صاحبقران سنکر سکندر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ نشانی ہین آقا ے نامدار کی مگر اب باہر چلیے وہ نازنین خونخوار اور وہ پہلوان آیا چاہتے ہین شاہزادے نے ہر چند کہا کہ یار و جو ہم کہتے ہین وہی قبول کر و یک کا دنع ایک ذ اُٹھا دے مگر کسی نے نسنا سکندر ملول و حزین باہر نکلا قریب اکھاڑے کے آکر کھڑا ہوا سب جوان سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے کھڑے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہ نازنین تہرو جبین تخت پر سوار تاج سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد چند کنیزین وہ پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تخت آگوجیو ترے پر قائم ہوا وہ پہلوان جھومتا ہوا اکھاڑے مین آیا گیارہ ڈنڑ پیلے مٹی بازو ون پر ملی پکار کر آواز دی آج کس جوان کا دن ہے اگر سب مجھسے مقابلہ کرے اور مجھکو زیر کرے تو قید سے رہائی ہو اگر مین غالب آیا تو فوراً قتل کر دن گا ملکہ نرگس خونریز اسکے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائینگی تب جاکے منہ دھوئینگی ایک مرد کا خون جب پیشانی پر اپنی مل لیتی ہین تب منھ دھوتی ہین یہ سُنکر سکندر اپنے مقام سے اُٹھا تھا کہ شاہزادہ غول مین سے جوانون کے نکلا نرگس خونریز نے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال کلاہ زرین سر پر لباس معقول زیب جسم الا غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو لبصورت ہلال ادھر سے شاہزادے کی نگاہ اُس نازنین مہر تمکین پر پڑی عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر غنچہ ابرو رشک مشک تتار گیسو خال ہندو چشم جادو ۔ فرد ۔ بہر خندہ کز لب بر انگیختہ ﴿ نمک بر دل خستگان ریختہ ﴿ دیگر زلف معنبر برمہ رویت تیرہ شب است ﴿ وادی موسیٰ ﴿ جامہ صبر م در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ﴿ دیگر بت مین اللہ کی قدرت کا تماشہ دکھا وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی بجاے ہوش ﴿ غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق ﴿ زیور زر مہ غازیب بدن گوہر پوش ﴿ کان کی کلیون مین تابش برق اسر طور ﴿ اختر بخت عیسےٰ ان

تھا کہ انجم در گوش ہے روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح ہے بہرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش ہے وہ جبین جسکی محبت کا دل بدن مین داغ ہے خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش ہے حلقہ چشم سیہ یا در میخانہ ناز ہے مردمک آنکھوں مین یا غنچہ بادہ فروش ہے متحرک لب نازک تھے برنگ گل برگ ہے تبسم صفت غنچہ دہان تھی خاموش ہے شیشہ میکدہ حسن گلوے زیبا ہے جبین مغرور نزاکت کی شراب اسر جوش ہے حور آئین بد قمر طلعت آئینہ جمال ہے نسترن پیکر شمشاد قد وگلگون پوش ہے کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ہے بیجا یا نہ کبھی جلوہ نما گہ رد پوش ہے جنبش لب کا ارادہ ہے کہ کچھ بات کرے ہے نازکی کا اشارہ ہے کہ بس بس خاموش ہے سرو قدسی بالا حسن و جمال مین یکتا سینے پر دو حقے نور کے یا دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش جنسے ظاہر مانگ پن شکم صاف وشفاف کو تختہ نور کہیے کمر نازک ساق بلوری جسپر بنا ہے قصر تن قائم نقش پا تاج سر عاشقان حضرت عشق سے دونون کی آگے پیشوائی کی تحفہ حسن و عشق پیش ہوا ادھر ملکہ لڑکھڑائین پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آیا شاہزادہ لڑکھڑایا قریب تھا کہ گرے لیکن اپنے کو سنبھالا جھپٹ کے اکھاڑے مین کود پڑا جوش جرأت مین ہاتھ اُس سیاہ رو کا تھام فرمایا اسکے بدلے ہم تجھسے مقابلہ کرتے ہین اگر زیر ہون تو قتل کرنا اور شاید تیری قضا ہمارے ہاتھ سے ہو تو ہم بھی زندہ نچھوڑین گے ملکہ نے کاندھے پر اپنی وزیرزادی کے سر رکھدیا خاموش عشق کا جوش ہر چند سنبھالتی ہین دل نہین سنبھلتا کہ اُس پہلوان سیاہ رو نے پکار کر آواز دی اے قاتل مردان عالم آج یہ نئی بات ہے کہ اُس جوان دمشقی کے بدلے یہ مجھسے مقابلہ کرتا ہے ملکہ نے سر اٹھا کے دیکھا آنکھ شاہزادے سے چار ہوگئی ملکہ نے اشارے سے کہا دانت کے نیچے انگلی دبائی اشارہ یہ تھا کہ او ظالم کیا کرتا ہے ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے اس سے مقابلہ نہ کرنا اگر تو اپنے زمانے کا رستم ہے تو بیکار یہ وہ شخص ہے کہ کوئی اسیر غالب نہ آئیگا اگر رستم و سہراب ہو تو یہی غالب آئے شاہزادے نے پکار کر کہا دلنازنین کیون اشارے سے منع کرتی ہو ہم ضرور مقابلہ کرینگے اس جوان دمشقی کا داغ نہ دیکھینگے ملکہ نے ہنسکر وزیرزادی سے کہا یہ جوان تو بالکل بیوقوف ہے کہا لت پسند غیر کے واسطے اپنی جان دیتا ہے ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے مین تو اشارے سے منع کرتی ہون وہ مچل جاتا ہے چار آدمی ستے ہین اس سے مقابلہ کرسکے اسیر غالب آئیگا وزیرزادی نے کہا ارے میں سمجھا دون شاہ [illegible] وہ تاریک پہلوان سے تکرار کر رہا ہے کہ وزیرزادی سے پکار کر

کہا اے جوان ایک دو باتین ہماری سُن سے تو مجھکو اختیار ہو شاہزادے نے کہا کہو وزیرزادی نے کہا اے جوان یہان کا یہ دستور نہین ہے اس مقام کا نام ہے زندان عشرت ابھی تو نے ایک شب مین کیا کھایا اور کیا پیا ہے کیا جب تیری باری آئیگی تب مقابلہ کرنا اپنے زور پر ناز نہ کر اگر رستم ہو اور اسفندیار تو اس سے مقابلہ نہ کرسکے بڑے بڑے دنگو اس نے مارا بس اب معاف کرو اکھاڑے سے باہر جاؤ اُسکو چھوڑ دو تو خود راضی ہو دو کئی مہینے سے یہان قید ہو زندان عشرت کے مزے اُٹھا چکا کھانے عمدہ عمدہ کھا چکا ہے ابھی کچھ عیش نہین اُٹھایا جفا اپنے اوپر نہ اُٹھاؤ تمھاری خبرین مشہور ہین کہ طلسم آفتاب نگار مین شنگل ایسے پہلوان کو تخت پر سے جھٹکے مارا وہ مقام اور تھا یہ مقام اور ہے کئی مہینے کے بعد تمھاری نوبت آئیگی خسرو نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ پہلوان سیہ مدتو یہان رہتا ہے ایک کو مار کر چلا جاتا ہے ہم اسکو ٹھائین جھگڑا صاف ہوجائے نرگس نے پھر آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے جوان اپنے حال پر رحم کر شاہزادے نے کہا تم تو خون کرنے کی مردون کی خواہان ہو تم کیون منع کرتی ہو نرگس خونریز نے شرما کر سر جھکا لیا پہلوان سے اشارہ کیا یہ جوان زبردستی کرتا ہے اگرچہ خلاف قاعدہ ہے لیکن مقابلہ کر پہلوان سے اشارہ کیا کہ ساتھ سختی کے مقابلہ نہ کرنا بس پہلوان مثل برق کے چمکا کہا اے جوان آ مقابلہ کر تجھکو اپنے زور و بازو کا بڑا ناز ہے یہ کہکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑا اب جو شاہزادہ کشتی مین مصروف ہوا بدن اس پہلوان کا اسقدر گرم ہے کہ جب لپٹتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کندۂ جہنم سے لپٹ گئے جب اچھی طرح لپٹ نہین سکتے پیچ کون باندھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ کسینے سارے بدن کا زور نکال لیا بمشکل تھوڑی دیر تک پہلوان ریل کرسکے وہ ڑا پیچھے ہٹتے ہی چلے آتے ہین زور و طاقت کسینے جسم سے نکال لیا آخر اسنے کمرین ہاتھ دیکے گو اُٹھا لیا زمین پر دے مارا شاہزادہ چت گرا کود کر چھاتی پر آیا خنجر کمر سے نکال چاہا سر کاٹ لے اُسوقت جو نرگس خونریز نے اس حال پر ملال مین شاہزادے کو دیکھا کہ بےبس زمین پر پڑے ہین آنکھون کو گردش چہرہ زرد ہاتھ پاؤن زمین پر مارتے ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے نرگس خونریز اپنے مقام سے اُٹھی تخت سے کود پڑی پہلوان چاہتا تھا خنجر پھیر دے نرگس خونریز نے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا اے پہلوان کیا کرتا ہے آج زندانخانے مین نیا مصرکہ ہوا کوئی کیسے واسطے نہ لڑتا تھا کبھی ہنستی کبھی آنکھون مین آنسو بھرکے طرف خسرو کے اشارہ کرتی ہے کیون ہو جانِ اپنے زور کا امتحان کیا شاہزادے

وہی کیسے جاتا ہی کہ ہم اپنے سامنے کسیکو قتل ہونے دین گے اس قتل کرتے والے کو شائین گے من تمنے کیا سمجھا کل ہم پھر مقابلہ کرین گے نرگس خونریز نے کہا مقابلہ کرو گے تو سزا پاؤ گے خسرو نے کہا ہم سزاہی کے مشتاق ہین ملکہ تخت پر سوار ہوئین پہلوان کو ساتھ لیا راہ مین سمجھاتی ہوئی کہ اگر وہ اسکو قتل کرتے تو طلسم مین فرق پڑتا باداجان فرماتے تم نے کیون خلاف قاعدہ کیا کیون نیمچہ کو ٹوٹنے دیا پھر آج مین یونہی منہ دیکھا کرونگی ایک مردہ قتل ہوا نہ سہی یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی بیتاب و بیقرار وزیرزادی سے کہتی ہو کیون وزیرزادی تمنے کچھ گستاخی اس جوان کی دیکھی خوف جان کا بالکل خیال نہین نہین معلوم اسنے طلسم آفتاب نگار مین کیا کیا وزیرزادی نے کہا وہان لوح طلسم وہ لوح حفاظت کرتی تھی کوئی ساحر دست انداز نہ ہوسکا دہی گھمنڈ ہی یہ نہین جانتے کہ یہ مقام اور ہی وہ مقام اور تھا یہان قاعدے کے خلاف ہونا آج باداجان سے اپنے ذکر نہ کیجیے گا ورنہ وہ خفا ہون شاید حکم دیدین یا یہ فرمائین کہ جو لڑا تھا اُسے قتل کیا ہوتا یہ سنکر نرگس خونریز نے منہ بیٹ لیا کہا اے وزیرزادی مجکو ہر طرح مشکل ہو بکلت اس نوجوان کی دیکھکر دل گھبراتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو دیکھیے کیا ہو کیونکر اسکو اس مصیبت سے نکالون اور اسکی جان بچے وہ تو ہر وقت سر ہتیلی پر رکھے ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے وزیرزادی نے کہا اری کیا گزارش کرون مجکو بھی بڑا تردد ہی آپ کو اس حال مین دیکھتی ہون نرگس خونریز نے کہا کیا کہون کہ کیا انتشار ہو دل خود بخود بے قرار ہو پھر اس خیال کا بہت ستاتا ہو نقلی شاعر نظم

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کیونکہ قفس مین چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب مٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے
خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق و ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلو گور مین شاید رہین آرام سے ہم

عاشق تمکین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین بر نام سے ہم

پانی بھی قسمت نے لب خشک کو نہ دیے تر
آ کے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم

ساغر بادہ الفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اُسی جام سے ہم

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ وزیر زادی نے کہا واری بس اب اور ذکر کیجیے آپ کی باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہی آپکو تو بڑا جوش و خروش ہوا آپ کو تو مرد کے نام سے نفرت تھی اس رغبت کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا ای دلپذیر اس شخص کو دیکھکر ایسی بیقرار ہون کہ دل نہین مانتا ملکہ نرگس تو اس ذکر مین ہین وہان شاہزادہ سب کو لیکر اکھاڑے سے پلٹا گویا سب کے افسر ہین سب کے آگے آگے فرماتے ہوے کیون جوان دمشقی جو ہمنے کہا تھا وہی کیا تمھاری بھی جان کی ہم بھی بچے جوان دمشقی قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ فرزند صاحبقران ہین جو کچھ آپسے نہ ہو کیا عجب ہی لیکن آپ جہانت نظر ایسے کل غلام مقابلہ ضرور کریگا خسرو نے کہا ہم جو کچھ کہ چکے ہین وہی کہ نکلے تھیں اسکے مقابلے کو نہ جانے دینگے اور جوان بھی منع کرتے ہین شاہزادہ جواب دیتا ہی ای برادران اس مقدمہ خاص مین دخل مدہیم کسیکا کھانا مانین سگے سبھون نے آکر ساتھ کھانا کھایا ابھی اچرچے ہات بھر رہے کہ سب شاہزادے کو سمجھاتے ہین شاہزادہ ایک ہی بات کہے جاتا ہی ناگاہ قیدی زندان فلک چہارم زنجیر پاے ضیا شعاع کی جگڑا ہوا بالاے آسمان آیا شاہزادے نے اٹھکر نماز پڑھی ان سبھون کو بھی نماز پڑھائی وہ لوگ کہتے ہین کیون حضور نماز کے پڑھنے سے قید سے رہا ہون گے شاہزادہ کہتا ہی اپروردگار سے دعا کرو کہ مین آج اسیر غائب ہون اس ملعون سیاہ رد کو ماردون کئی سو سال سے یہی حرکت کر رہا ہی اور نازنین عورت بڑی ظالم ہی خون مرد کا جب پیشانی پر لگاتی ہی تب اپنے مقام سے اٹھتی ہی مرد کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگاتی ہی شاہزادہ ٹہل رہا ہی سب شاہزادے کی باتون پر ہنستے ہین کہ دیکھا آسمان سے تخت پیدا ہوا نرگس خونریز تخت پر وزیر زادی چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے مثل دیو کے جھومتا ہوا تخت آکر چبوترے پر قائم ہوا پہلوان اکھاڑے مین کودا اور خم ٹھونک چلنے لگا نرگس خونریز نے سر اٹھاکر دیکھا آگے شاہزادہ پشت پر سب جوان جمے ہوے گویا افسر کی پشت پر فوج ہی ملکہ نے کہا کیون وزیر زادی کیسا اسنے سبکو تسخیر کر لیا ہی دیکھیے کیسے خوش خوش کھڑے ہین سب پشت پر جمے ہین آج بھی اسی امر پر آمادہ ہی کہ مین لڑون جوان دمشقی بھی آمادہ ہی وہ نوکل سے چاہتا ہی اپنی جان دون خدا اوسکو بچائے کہ پہلوان نے آواز دی ای گرفتاران زندان عشرت خبردار قاعدے کے خلاف نکرنا جسکا دن ہو وہی آکر مقابلہ کرے ملکہ نے آج خداوند سے پوچھا ہوگا ملکہ نے بھی سب کے سنانے کو سر ہلا دیا مراد اس اشارے سے یہ تھی کہ مین نے باوجان

سے پوچھ لیا حکم ملکہ کا کہ جو کوئی مقابلہ کرے اسی کو قتل کرو جوان دمشقی اپنے مقام سے بڑھا تھا کہ شاہزادہ ملکہ کے ہین کو دیا کہا ارے بیچارہ سپاہ مرد ہم سے مقابلہ کر اس سے کیا کام ہے ہمین کو قتل کرنا لیکن آج تجھپر غالب آئین گے یہ کہکے ہاتھ پہلوان کا پکڑ لیا پہلوان نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کل والا جوان ہم مقابلہ کرتا ہے اسکو منع کیجیے ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلوان کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہے پکار کر کہا اے جوان تو کیسا جاہل ہے کل اپنا امتحان کر چکا اب آج کیا ضرور ہے آج نہ بچو گے خسرو نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ ہمکو قتل کرے ہم کیسکا داغ نہ دیکھین ہمارا داغ سب اٹھا وین ملکہ سیاست پر ہنس پڑین کہا اے شخص یہ کیا جہالت کی باتین ہین آج غضب ہوگا مین نے قدرت سے پوچھ لیا خسرو نے کہا وہ خداوند کیا ملعون ہے اسکا حکم کیا دھرا تو وہ اپنی جان بچائے ہم اسکے قتل کی فکر مین ہین ملکہ بہت ہنسین کہا او زبر زبردی اور کیفیت دیکھیے یہ قدرت کو قتل کرین گے وہ جاگتی جوت کے خداوند ہین لات و منات وغیرہ قدرت کے ماتحت ہین مذہب سامری و جمشید کسقدر زور پکڑے ہوے تھا سامنے ان کلام خداوندی کے وہ مذہب منسوخ ہوا اب کوئی نام بھی نہین لیتا نہین معلوم یہ جوان کیا سمجھتا ہے خسرو نے جواب دیا کوئی مکار حیلہ ساز ہے دام مکر پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے سبکو مطیع کیا مین نے تو اسکے منہ پر بھی کہا تھا مرادیہ تھی کہ قتل کا حکم دے ملکہ نے کہا خداوند عادل و منصف ہین جو قیدی اگر زندان حشرت مین قید ہو کھانے پیے اسکے بعد سپردست اندازی ہوتی ہے تو سنے ابھی یہان کا کیا دیکھا اپنی جان پر رحم کر ایسا نہ ہو یہ پہلوان تم کو قتل کرے قواعد کی پابندی سے کل چھوڑ دیا آج نہ چھوڑے گا خسرو نے کہا جو ہم غالب آئے تو کیا حال کرین پہلوان نے کہا تم کو قید سے رہا کر دین گے یہ سنکر شاہزادہ پہلوان سے لپٹنے لگا جب تو پہلوان جھلا کر پلٹا اب تو ملکہ نے بھی پہلوان کو اشارہ کیا شاہزادے سے اور پہلوان سے کشتی ہونے لگی سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ اپنی جان سے عاجز ہے شاہزادہ الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے وہ پہلوان ایک مقام پر ریل کرنے دوڑا سویں بارھوین قدم پر سا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے جب دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ ڈال کے شاہزادے کو اٹھا لیا زمین پر مارا شاہزادہ چت گرا پہلوان خنجر کھینچ کر چھاتی پر آیا خنجر سے چاہا سر کاٹے نرگس خونریز خنجر بیتاب ہو کر تخت سے کود پڑی گلے پر شاہزادے

سکے ہاتھ رکھدیا پہلوان سے کہا مین نے خداوند سے نہین پوچھا ہی قواعد کے خلاف ہوگا آج بھی اعانت
کرپہلوان نہ مانا تھا ملکہ نے غصے مین کہا اسے مدت سے یہ قاعدہ مقرر ہی قاعدے کے خلاف ہوگا
مین سمجھتی ہی کہ یہ شخص اپنا امتحان کرچکا اب ایسی حرکت نہ کریگا اسنے پھر گستاخی کی آج اسکو ضرور خداوند
سے پوچھونگی دیکھون خداوند کیا حکم دیتے ہین پہلوان سینے سے شاہزادے سکے اُترا ملکہ نے ہاتھ کھڑا کر ٦
شاہزادے کو اُٹھایا کہا کیون جاہل اپنا امتحان کیا شاہزادہ بھی اس پر جان دیتا ہی مسکرا کر جواب
دیا صاحب تم کیون بیقرار ہوئی جاتی ہو اُسنے ہمکو زیر کیا وہ ہمکو قتل کرے تم کا ہیکو بچاتی ہو ملکہ نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تیری جوانی پر مجکو رحم آتا ہی اے جان بخدا چندے کے یہی معاملہ درپیش
ہوگا خبردار اب ایسا ذکر نا خسرو نے کہا ہم تو باز نہ آئینگے ملکہ نے دانت کے نیچے انگلی دبائی
کہا ارے زندان عشرت مین چین کرے پھر یہی سامنا ہوگا خسرو نے کہا جب جان جانا واجب ولازم
ہی جیسے کل جان دی ویسے آج وزیرزادی نے کہا حضور آپ بھی کس جاہل کو سمجھاتی ہین اپنی نیکی کو بدی
جانتا ہی آج ضرور چلکر خداوند سے پوچھیے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین تخت پر سوار ہوئین پہلوان نے پایہ تخت پر ہاتھ
ڈالا ملکہ آج قید خانے سے روتی ہوئی گئی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی مکان پر آئی عرصے تک سر جھکائے
بیٹھی رہی کہا کیون وزیرزادی اس مقدمے مین کیا انتظام کرون وزیرزادی نے کہا اپنے باپ سے پوچھیے
ملکہ آراستہ ہو کر اپنے کو سنبھالتی ہوئی پاس جمشید کے آئی کہا بابا جان جس قیدی کو آفتاب دیکھنے ہوسنے
توڑا تھو ربر پایا دو دن سے دیکھتا ہی جوان مشقی کو نہین لڑنے دیتا دو دن مین سے قتل نہین ہوتا ہی
اب جیسا حکم دیجیے ویسا کیا جائے جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا ای نورنظر کتاب مین صاف صاف
لکھا ہی بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ اس شخص کی ذات سے فتور ہوگا زندان خانہ ٹوٹنے گا ہر ایک
قیدی چھوٹنے گا تو نے دو دن کیون بچایا اگر کل بھی ویسی ہی حرکت کرے تو قتل ہونے دینا
اگر وہ زندہ رہا تو بس میری سلطنت برباد ہی یہ خانہ طلسم آفتاب نگار ہی اگر یہ قتل ہوجائے
تو مجکو جان کا خوف مٹے ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہون کہ آفتاب کیا بلا میرے یہان چھوڑ گئی
دیکھیے کیا آفت برپا ہو بزرگون نے بہت کچھ لکھا ہی اصل مراد یہ ہی کہ کسیطرح طلسم کشا قتل ہو خبردار
خبردار سمجھا کے کہے دیتا ہون اگر وہ ذرا بھی خلاف قاعدہ کرے برابر قتل کرانا اگر یہ قتل ہوگیا تو میری
خدائی رہی ورنہ مجھے خدائی کا خوف ہی لاکھون آدمی آتے ہین جاگیرین مقرر ہین دیکھیے اس

شخص کی ذات سے کیا ہوتا ہی ملکہ وہان سے پلٹی آکر وزیرزادی سے کہا کہ اے وزیرزادی قدرت تو اُس شخص کے مقدمہ مین بہت پریشان ہین کہتے ہین اگر یہ شخص زندہ ہی تو خدائی مین فرق آئیگا حکم قطعی دیا ہی کہ فوراً اُسکو قتل کرو اُسنے جاکر زندانخانہ مین فتور برپا کیا یا اب ضرور فتور برپا ہوگا کیون اے وزیرزادی کیا کرون کیونکہ اُس ظالم کو سمجھاؤن اپنی تو عجب کیفیت ہی بقول شاعر **نظم**

دنیا تمامت ہین پیغام سفر دیتی ہی — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زال دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر — مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہی
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو — تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
دیکھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی — کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
آپ دل شمع کی جب کم ہوئی تب ناچار — اُسکو کافور سفیدی پہ سحر دیتی ہی
کوئی غمخوار نہین میری طرف سے اے ذوق — کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

وزیرزادی نے عرض کی حضور آپ اپنے کو سنبھالین مین دیکھتی ہون کہ آپ کا دلولہ بڑھتا جاتا ہی ملکہ نے آہ کی کہا اے وزیرزادی آج خداوند کے فرمانے سے بڑا تردد ہوا یہ کلیجے چھیر کٹ پڑتی ہی گھبرا کے اُٹھتی ہی اگر وزیرزادی کو جگاتی ہو کہتی ہی دلپذیر مجھے نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی چین نہین ہائے کم رو رون ہائے اُس شہریار پر یہ مصیبت قتل سے اُسکو کیونکر بچاؤن تاریک جادو اُسکی جان کا دشمن وہ قتل پر آمادہ ہی یہ تو یہان تڑپ رہی ہی شاہزادہ جو اکھاڑے سے پلٹا آکر بارہ دری مین بیٹھا سب نے کہا حضور کھانا کھائیے خسرو نے کہا کیا خاک کھانا کھاؤن تم لوگون کی بیوقوفی نے کلیجہ خون کر دیا ارے یارو جو تم سب لوگ آمادہ ہو جاؤ تو اُسکی کیا حقیقت ہی جسوقت وہ آکر دروازے مین تو اُسکے مقابلہ مین جاؤن تم لوگ چہار طرف سے آکر گھیر لو مُنہ اُسکا بند کرو کہ سحر نہ کرنے پائے مین ایک گھونسہ ماردون کہ سر ملعون کا پھٹ جائے ہزارہا بندگان خدا کے خون اُسکی گردن پر ہین اُسکا قتل کرنا تو نہایت بہتر ہوگا وہ بیچارہ قتل ہو تو بڑی بات ہی تم لوگ تامل کرتے ہو ورنہ ابتک مار بھی لیا ہوتا ملعون کی خاک بھی نہ ملتی افسوس تم لوگ بڑی نامردی کرتے ہو سب نے کہا اے شہریار عجب کیفیت ہی جان کا خوف آتا ہی خسرو نے کہا یارو جان تو یون بھی نہ بچیگی میعاد پر قتل ہو گے لہذا کل بلوہ کرو مین وعدہ کرتا ہون اگرچہ وہ نازنین منع کرتی ہی مین نہ مانونگا مین اُس سے مقابلے کو لپٹون تم سب

ٹوٹ پڑے ایک ایک ہاتھ میں دس دس آدمی لپٹو ایسا عاجز کر دو کہ منھ سے بول نہ سکے سب نے کہا کہ اے
شہریار ہم راضی ہیں جو آپ ارشاد فرمائیں وہی بجا لائیں شاہزادے نے سب سے عہد واثق لیا ترکیب بتائی
کہ میں جب اسکا ہاتھ پکڑ دوں اور ہاں بھائیو لینا کہوں چہار جانب سے آجاؤ کہا قاتل جلاد کو گھیر لو منھ ایسا
دباؤ کہ بول نہ سکے سب نے عہد کیا شاہزادے نے کہا اب کلمہ پڑھو اعتقاد و عبادت خدا میں مصروف
ہو لات و منات پر لعنت کرو ایک سو کئی جوان شاہزادے کی جرأت و شوکت پر دلدادہ ہوئے
سب نے عہد واثق کیا مسلمان بھی ہوئے کلمے پڑھتے چار پہر رات جاگتے رہے عہد و پیمان ہوئے
چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہ زریں آفتاب نے خنجر برہنہ ضیا ہاتھ میں لیا
بعدہ جلاد فلک نیلوفری پر آیا شاہزادے نے سبکو نماز پڑھوائی ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے عرض کی
اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز سب ایک دلی رہیں جو ارادہ کیا ہے اسکو پورا کر اس جلاد کو موت دے
بندگان خدا کو بے خطا قتل کرتا ہے سب نے آمین کہی شاہزادے سجادے سے اٹھا سب کو ساتھ لیا
یہ بھی بتلا دیا کہ تم دس آدمی ہاتھوں میں لپٹنا تم میں کہیں آدمی پیرہن میں لپٹنا چند کس منھ میں رکھ کے ہاتھ
ڈالدیں کہ زبان نہ ہلا سکے سب کے عہد سے قائم کیے چست ہو کے باہر نکلے قریب اکھاڑے کے
آئے صف باندھ کر کھڑے ہوئے سب کے آگے شاہزادہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے تخت نرگس خونریز
کا ظاہر ہوا پہلوان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مجسم ظاہر ہوا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ شاہزادہ سب کے
آگے کھڑا ہے وزیرزادی سے کہا لو وہ جہالت پسند صف باندھے کھڑے ہیں اور وہ شیر بیشۂ جرأت
یکہ تاز میدان جلالت سب کے آگے افسر بنے ہوئے کھڑے ہیں حماقت زدہ بیوقوف بقول شخصے سیدھے
سپاہی جان دینے پر آمادہ ہیں وزیرزادی نے کہا آج تو سب آمادہ کھڑے ہیں سب کو سمجھا کے
لائے ہیں دیکھو اقبال اسکا نام ہے جسدن سے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی قیدخانے میں آیا سب اسی کے
ساتھ رہتے ہیں جو کہتا ہے وہ کرتے ہیں دیکھو کیسے یہ سب بنے ہوئے کھڑے ہیں غرض تخت چبوترے پر
آیا پہلوان اکھاڑے میں کود پڑا ٹہل رہا ہے شاہزادہ قصد کرتا ہے کہ اس پر جا پڑے دن دن جن لوگوں پر جو جو
تعلیم کیا ہے چپکے چپکے یاد کر رہے ہیں دس تو کہ رہے ہیں ہم ہاتھ ڈالے ہیں ہمکو ہاتھ سپرد کیے ہیں پیٹ کو رہے
ہیں ہمیں پاؤں کی خدمت ہے دس پانچ کہ رہے ہیں ہم بولنے نہ دیںگے ہمکو منھ بند کرنے کا حکم ہے ملکہ
وزیرزادی سے کہتی ہیں آج یہ کیا چپکے چپکے بک رہے ہیں وزیرزادی نے کہا آج خداوند خیر کریں

نہایت مستعد آمادہ ہیں جیسے ہی پہلوان ڈھیل کر سیدھا ہوا پکار کر آواز دی جسکا دن ہو وہ آئے شاہزادہ جھپٹ کے کود ملکہ نے پکار کر آواز دی ارے جاہلوں کے پیشوا آج ارادہ مکر نا تدبیر ہو گئی ہو شاہزادے نے کہا آج بخوبی صورت تدبیر ہو گئی ملکہ نے ہنسکر کہا ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قدرت سے تمھارا ذکر ہوا حکم صادر ہو چکا کہ یہ ابد اسکو قتل کرنا میری مجال نہیں کہ میں بچا سکوں شاہزادے نے ہنسکر کہا آج یہ تدبیر ہو گئی کہ اس جلاد کو مار ڈالینگے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا او شخص کیا جہالت کی باتیں کرتا ہو آج اگر یہ ہوا تو غضب ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ آج زیر بھی نہ ہوں گے ملکہ نے منھ پیٹ کر کہا او شخص زبردستی اپنی جان دیتا ہو شاہزادے نے کہا آج اسکی جان لینا ہی منظور ہو ملکہ نے دیکھا کہ ہر چند شاہزادہ رات کا جاگا ہوا آنکھوں میں نیند بھری ہوئی چہرہ زرد مگر ہاتھ پکڑ کے پہلوان کا کھینچ لیا دین ملکہ نے جھلا کر پہلوان سے کہا ای تاریک تو جان تیرا کام جانے میں مجبور ناچار ہوں ادھر تو یہ معرکہ ہوا کہ میں شرمندہ ہوئی دو دن بچا یا انکے خیال میں نہیں آتا خیر ہم بھی جان دینگے پس پہلوان نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا آئیے مقابلہ کیجیے ادھر تو ہاتھ سے ملا خسرو نے پکار کے آواز دی ہاں بھائیو ہاتھ دہلوں پاؤں دالوں زبان نہ ہلنے پائے یہ جو شاہزادے نے کہا مستعد تو تکڑے تھے جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے ایک ہی کوئی جوان بلوہ کرکے اکھاڑے میں پھاندے دوڑ کر تاریک کو پیٹے جیسے آدمی تو ہاتھوں میں بیٹھا تھیں پاؤں میں دش سے منھ پر ہاتھ رکھا دس بیس آدمیوں نے پکڑ کے اسکا منھ سلا زبان پکڑ کے کھینچی یہ ہر چند چاہتا ہو کوئی فقرہ سحر کا پڑھوں اسطرح بیکار کیا چونٹیاں گویا پٹ گئیں اس حال میں خسرو نے ایک گھونسہ سر پر مارا سر اٹھا سکا پچھاڑا نگیں پکڑ کر پھیر ڈالیں جوں جوں شاہزادہ اسپر قبضہ کرتا ہو ملکہ سر پیٹ رہی ہیں پکارتی ہیں ای شاہزادہ یہ کیا کیا ہو اسے ان سبھوں کو سکھا دیا وزیر زادی نے کہا وہ تو پہلے ہی کہتے تھے کہ ہم تدبیر کر چکے ہیں وہ یہی تدبیر تھی اب جو تاریک جادو مرا اندھیرا ہو گیا ملکہ نے وزیر زادی سے اشارہ کیا ارے تخت اڑا دو غضب ہوا تاریک جادو ایسا پہلوان مارا گیا بڑا اندھیرا ہوا دلپذیر نے تخت اڑا یا تخت بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود ادھر تو آواز آئی ادھر دروازہ قیدخانہ کا کھل گیا باہر چٹیل میدان جہاں انسان نہ حیوان شاہزادے نے ساتھ والوں سے کہا نکل چلو سب نے اپنے اپنے ہتھیار اٹھائے زرہ پہنی چار آئینے لگانے کو تھا ہتھیاروں کا

یہاں تھا اُسکو توڑ کر گرز وغیرہ لیا آگے آگے شاہزادہ پیچھے سب جمع ہوے بارہ دری سے نکلے ملکہ نے
آسمان سے پکارا ارے تم سب نکلکر کسی مقام پر جا کے چھپو پر ملکہ پریشان ہو رہی ہیں تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی قضا کے
کار صندل جادو جو افسر اعلیٰ اس قید خانے کی تھی اُسکے کان میں تاریک کے مرنے کی آواز پہونچی
چند کنیزیں ساتھ میں تراپو بیٹ لیا کہا ارے اندھیر ہو گیا تاریک کو مارا ہائے طلسم کشا کیونکر
چھوٹا آفتاب بڑے فسادی کو چھوڑ گئی تخت پھیر اُسوقت آکر پہونچی دیکھا ملکہ کا تخت ہوا پر اُڑ رہا ہے اور
قیدی سب جمع ہو کر چلتے ہیں قید خانے سے نکلے ہیں ملکہ گھبراہٹ میں پکار رہی ہیں کہ ارے خبردار دروازے کے
باہر نہ نکلنا ورنہ بڑی آفت میں پھنسو گے صندل قریب آکے پہونچی کہا کیوں ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے
کہا ارے غضب ہوا بڑی رونے کی جگہ ہی صندل جادو کیا بیان کروں کہ کیا معرکہ گذرا کہ ان لوگوں
نے ملکر اس حال سے تاریک کو مارا کہ بیان نہیں کر سکتی سب ملک لپٹ گئے منھ اُسکا بند کیا سحر نہ کرنے
پایا آخر کتے کی موت مارا گیا وہ دیکھو لاشہ پڑا ہی صندل نے جو لاشہ تاریک دیکھا بہت بیقرار
ہوئی کہا داری اگر حکم ہو وے تو ان سب کو مار ڈالوں ملکہ نے کہا مار ڈالنے سے کیا فائدہ راستہ
ان سب کا روک دے کوئی جانے نہ پاوے صندل نے بڑھکر سحر کیا سحر کرتے ہی صندل کے پھاٹک
قید خانے کا بند ہوا اور ایک گولہ گرا گرد ان سب کے آگ ہو گئی نخل جلنے لگے ہتھیار ہاتھ سے
چھوٹ گر گرے اب وہ عالم بھی وہاں صندل نے جلا دیا مکان بھر میں پانی کا نام نہیں بیچ میں یہ سب
کے سب کھڑے ہیں نخل و دیوار سے آگ نکل رہی ہو زمین دہکنے لگی زمین آثار کر جسم سے جھلکیں
صندل نے یہ حال کر کے ملکہ سے کہا اب آپ چلیے جو کیا اُسکا بدلہ پاوینگے تین دن میں یہ سب جل جلکر
مر جائیں گے بھوک پیاس کا صدمہ کیونکر اُٹھاوینگے بعد ان لوگوں کے مر جانے کے قدرت سے اطلاع
کر دینگے کہ ان لوگوں نے یہ حرکت کی تاریک جادو کو ملکر مار ڈالا قتل نہیں کیا اسطرح سے راستہ
روک دیا اب نکل نہیں سکتے بھوکے پیاسے مرینگے یہ کہکے صندل روانہ ہو گئی ملکہ بھی طرف اپنے باغ کے
چلی راہ میں دلپذیر وزیرزادی سے کہتی ہوئی کہ کیوں اے دلپذیر اب کیا ہوگا عجب مصیبت میں شاہزادہ
ہیں کیوں اے دلپذیر یہ کیا سوجھی سب کو ایک راے کر لیا مار کرتے ہی غضب ہوا صندل [illegible] اور
یہاں سے یہ نکل جاتے تو میں کوئی تدبیر کرتی اب دیکھیے کیونکر کریں عجب مصیبت میں ہیں [illegible] دیکھا اور
رنج میں شاہزادہ گروہ سب گھبرے ہوے کیا سب کو پڑھا دیا کہ جو سب تابعدار [illegible] کیا

وزیرزادی عرض کرتی ہی کہ صبر نہ کرنے دیا اس میں سے منھ بند کیا اسیوجہ سے مارا گیا اس حال پُر ملال مین
ملکہ روتی پیٹتی باغ مین آئی کنیزون کو الگ کر دیا آپ چھپر کھٹ پر بیٹھ کے رونے لگی کبھی نام لیکر پکارتی ہی
کبھی آہ آہ دیتی ہی ای شہریار اس آتش شعلہ خیز مین آپ پر کیا گذری آب و دانہ بند بیقرار دردمند نہ کوئی ہمدم
نہ غمگسار کیا گذرتی ہوگی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہو کبھی گھبراتی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتی آنکھیں روتے روتے
سوج گئیں اسقدر پریشان ہی کہ جسکی انتہا نہیں یہان شاہزادہ عجیب حال مین مبتلا ہی سب ہوا جلتی ہی شعلے
بھڑک کر جسم پر گرتے ہین دامن گریبان جلا ہوا خاک سینے پر پڑی ہوئی ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے
ہم اسیواسطے کہتے تھے کہ پہلوان کو قتل نہ کیجیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا شاہزادہ کہتا ہی ای برادران
نمستہ کیا کہون تم سب نے نکلنے مین دیر کی عندلیب جاوہ تم آن پہونچی اُسنے آ کر سحر کر دیا آگ
سے مکان کو بھر دیا اب اسیطرح تڑپ تڑپ کے مرینگے ای برادران اس طرح تڑپ تڑپ کے مرنے
سے تو بہتر ہی کہ رو رو کے وہ ہمیا ایک کو قتل کرتا تھا اگر ہم طلسم کشا ہین تو پروردگار کوئی سبب پیدا کریگا
اس آفت سے رہائی پائینگے اس مکار کی خدائی مٹائینگے ہم اور خیال مین تھے کہ یہ مقدمہ درپیش
ہوا ایسا بیس دہ پیش ہوا سارا دن اور ساری رات اسی آفت میں گذری یہان ملکہ روتے روتے بیہوش
ہوگئیں وزیرزادی نے صبح کو اپنے مقام پر کہا ارے صاحبو آٹھ پہر گذرے نہیں معلوم ملکہ پر
کیا گذری ہی چلکر خبر لو ہم تو چلکر دیکھیں کس حال مین ہین اگر خدانخواستہ انکے جسم پر کوئی ادا آگئی تو بڑی
مشکل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھیں کہا ارے کھانا لیلو کنیزون نے کہا حاضر تیار نہیں سب کنیزون
کو ساتھ لیکر دلپذیر بارہ دری میں لائی دیکھا ملکہ بیہوش پڑی ہین عجب چہرے پر اداسی ہی دلپذیر بیقرار
ہوگئی سرہانے بیٹھی سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے آواز دی داری آنکھیں کھولیے لونڈی
گھبراتی ہی منھ سے بولیے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ملکہ نے آنکھیں کھولیں وزیرزادی کو اپنے پاس
پایا گھبرا کر کہا کیون دلپذیر خیر تو ہی کہا زادی آٹھ پہر گذرے آب و دانہ بالکل موقوف کیا ہی کیسر گھبرا کر
آئی آپ کو عجب حال مین پایا حضور بیہوش تھیں ملکہ نے کہا ای دلپذیر مین تو اپنے مکان مین ہون اس
کشتہ حسرت دیاس پر رونا چاہیے کہ جسکا کوئی مونس نہ ہمدم گرفتار زندان رنج والم اس پر کیا گذری ہوگی
مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گرد شعلہ ہاے آتش درخت جل رہے ہین دیوار و در سے شعلے
آتش کا نکلنا ہیچ مین وہ مقید گروہ سب جوان یہ سنکر دلپذیر نے سر جھکایا فسرین ونستران ...

کنیزین ہاتھ باندھے سامنے آئین کہا اے ملکۂ عالم آپ تشریف لے چلیے کنیزین سحر صندل کا تماشا دیکھی ملکہ خوش ہو کر مع تعین اُن دو نون کنیزون سے جھولی اسباب سحر کی لی ملکہ کو تخت پر سوار کیا طرف قید خانے کے چلین یہان شاہزادے کی عجیب نوبت ہے تخت اُڑا یا اُسوقت پہونچین کہ شاہزادے نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار رہا کہ اے معین مددگار اس آفت سے بچا لے عجیب مصیبت ہے تیرے نزدیک آسان کرنا کیا بات ہے اس آتش شعلہ ور سے جلد نجات دے نظم

تو ہی شاہنشہ وحدت تو ہی فرمان دہ کثرت — تو ہستی خالق خلقت تو ہستی کاتب قدرت
تو ہی والی تو ہی حاکم تو ہی صاحب تو ہی مولے — تو مدار ہر ملک و ولایت خاص ملکیت
تو معبودی تو مقصودی تو مسجودی و موجودی — تو ہستی قاسم قسمت تو ہستی والی نعمت
تو ستاری و غفاری تو جباری و داداری — تو ہستی معدن شفقت تو ہستی منبع رحمت
تو رحمانی تو سلطانی تو سبحانی تو سبحانی — تو ہستی صاحب عزت تو ہستی لایق عظمت

پشت پر سب کھڑے ہوئے آمین کہہ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ پروردگار اس آفت سے بچا کہ سامنے آکر ملکہ پہونچین نسرین و نسترن نے دیکھا رو ئی جھولی سے نکالی چند قطرے آب سحر پانی کے ڈالے سحر کر کے اُسکو اُڑایا ان سب گرفتاران مصیبت نے دیکھا ایک ٹکڑا ابر سیاہ اٹھا شاہزادے نے کہا لو دیکھو رحمت مجید ہوئی جاتی ہے کہ ابر اور قریب آیا آکے اُسی باغ کو گھیر لیا رعد گرجا برق چمکی پانی برسنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گلستان کو سرسبز و شاداب کیا تھا لے درختون کے پانی سے بھر گئے دیوار و در ٹھنڈے ہونے لگے شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا سب کے جسم مین طاقت آئی دیکھا سامنے سے ملکہ نرگس نمونہ آتی ہین مگر چہرہ زرد ہے آگے شاہزادے کا ہاتھ تھاما کہا تخت پر سوار ہو جیسے شاہزادے نے کہا اے ملکۂ عالم جہان تمھنے یہ احسان کیا دروازہ کھولو کہ یہ سب بھی نکل آئین ملکہ نے نسرین و نسترن سے اشارہ کیا ان دونون نے دروازہ بھی کھولدیا شاہزادے نے کہا او بیلا نکلو سب گھبرائے ہوئے خدا حافظ ای شہر یار کہکے باہر نکلے ملکہ نے شاہزادے کو تخت پر سوار کر کے طرف اپنے باغ کے لے چلین راہ مین پوچھتی جاتی شاہزادہ کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم عجب سانحے گذرے ہزار حیا اوس سے جدا ہے ملکہ لیکر شاہزادے کو باغ مین لائین دروازہ بند کرادیا کنیزون پر تاکید کی کوئی خبر نہ آنے پائے شاہزادے کو لا کر مسند پر بٹھایا باغ مین رونق ہوئی ایک قطعہ باغ بہشت بنا ہوا تھا

گل بوستان خوبی جو داخل ہوا اور زیادہ باغ مین بہار آگئی عندلیبان خوشنوا گل عارض کو دیکھکر وجد مین چہکارین
مین کوئل کی کوک دلکو بہاتی ہے پپیہے کی پہکار پی پی کہکے پکارتا دل سودا زدہ دن کے بیچین ہوتے ہین
عاشقان صادق صدا اُسکو رد کرتے ہین شاہزادہ مسند پر آ کے بیٹھا پہلو مین نرگس خونریز بیٹھی ناچ سامنے
جو رہا ہوا ڈومنیان جان دیتی ہین ملکہ نے روپیہ اشرفی شاہزادے پر سے نثار کیا پھل سونیکے لٹ رہے
ہین جام مرار غوانی گردش مین ہے صدائے جو شاہوش ونوشانوش بلند کنیزین گرد حاضر ہین شاہزادہ تو
اس جوش وخروش مین ساتھ ملکہ نرگس خونریز کے مصروف عیش ونشاط ہو کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا
لیکن حال مختصر برق ثانی گذارش ہوتا ہو کہ صحرا مین مارا مارا پھرتا ہو ایک دن برق ثانی خاک
اُڑاتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ہوا سے سرد آئی سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی برق ثانی نے سر
اُٹھاکے دیکھا سامنے ایک باغ ہے دروازہ اسکا کھلا ہوا لیکن دروازے پر حاجب دربان برائے
نگہبانی بیٹھے ہین باہر سے درختون کی سرکشی معلوم ہوتی ہے جب ہوا اُدھر سے آتی ہے دل خوش ہوجاتا ہے
آخر اسیطرف چلا پشت پر باغ کے آیا پہلو مین باغ کے ایک درخت چنار سر بفلک کشیدہ ہے بذریعہ
کمند برق ثانی اُس درخت چنار پر چڑھ گیا جو دیکھا تو عجب معرکہ نظر آیا برق ثانی گھبرا گیا دیکھا بیچ مین
باغ کے ایک چبوترہ دلبادلکا اُسپر جمشید خود بیٹھا ہے گرد مصاحبان جانباز اور رفیقان ہمراز بیٹھے ہین صحبت
شراب وکباب ہے برق ثانی کل سے اُترا زیر دیوار جھجک سب جپنے لگا کہ ای برق ثانی اس گرگ
باران دیدہ کو کیونکر دام مکر مین لاؤن خواجہ عمرو کا نام لیکر رونے لگا کہ استاد آپ نظر کردہ ہفت پیغمبران
ہین میرے باپ تھے آپ سے تعلیم پائی ہے مین اب تک زیارت سے مشرف نہین ہوا اگر انشاء اللہ شاہزادے
کو لیکر بجاہ وجلال تمام حاضر ہون گا یہ کہکے آنکھین بند کرکے بیٹھا یکایک آنکھ بند ہوئی دیدہ
ظاہری بسند دیدہ باطنی کھلے دیکھا سامنے استاد کھڑے ہین برق ثانی نے قدمون کو بوسہ
دیا عرض کی استاد کوئی تدبیر بتایئے کہ جمشید کے پاس جاؤن دام مکر پھیلاؤن آپ نے سر ہلا دیا
اور پشت پر برق ثانی کے ہاتھ رکھا ایک تدبیر بتادی برق ثانی خواب مین خوب ہنسا
چاہتا تھا کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھتا ہو کہ استاد کہان گئے جب کہین
نہ پایا سمجھا کہ عالم رویا مین آئے تھے تدبیر بتا گئے اسی تدبیر سے چلو بروزگار عمر کرینگا دین پر
بیٹھے بیٹھے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک پریزاد کی شکل بنکر تیار ہوے موے مشکین چہرہ زیبا

٨

پر چھوتے ہوئے دیکھنے والا کہے کہ صبح شام گلے ملتے ہیں ایک تھال سنہرا نکالا پر یاقوت کے بازوؤں پر لگائے
تھال میں چند سیب رکھے اس صورت پر نخل سے چڑھا حال میں ہو اسطور سے اُن دونوں کو دیکھنے والے
جانیں کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی پریزاد آئی ہو ایک لنگا بہت بھاری پہنے ہوئے چوٹی پر نخل کی آیا تھال
ہاتھ میں لیکر پر کھول دیے اسطور سے اُن پھندنوں کو لگا کر اترا نعرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت خداوند جمشید
اب جو کنارے پر اترا دیکھا جمشید ثانی بیٹھا ہو جمشید ثانی کی نگاہ پڑی پریزاد سبزہ رنگ زلفیں چھوٹی
ہوئی جس سے بوئے عنبر آتی ہو بقول شاعر فرد سبز رنگ بخدا سبز مرا کرد اسیر کہ دام ہم رنگ زمین بود
گرفتار شدیم جسکی نگاہ جمال بے مثال پریزاد پر پڑی پسینہ آگیا محو مطلق ہو گئے سراپا کو دیکھنے لگے جسکی نگاہ
پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہر گیا سینے پر بہار دو ستانیں ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں آنکھوں کی گردش
قتل عاشقاں کی کوشش ہر شخص حیران جمال خود دیدار ہوا جمشید خود پرست یہ نگاہ محبت دیکھنے لگا پریزاد
نے جھک کر سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی اس ناز و نیاز سے سلام کیا کہ جمشید نے کہا اے پریزاد
قدرت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پریزاد نے دست بستہ عرض کی اے جاگتی جوت کے خداوند سال
بھر کا زمانہ ہوا میں تخت پر سوار اس طرف سے جاتی تھی اور آپ کے یہاں جشن تھا میں نے دریافت
کیا لوگوں نے بیان کیا خداوند جمشید خود پرست کا دربار ہے میں پردہ نشیں قاف کی رہنے والی ہوں
میرے بزرگوں کی سلطنت از حضرت سلیمان نے ہمارے بزرگوں کو ایک باغ عطا کیا تھا کہ جسکے
سبب قاف میں شاداب ہیں کئی سال سے وہ خشک ہو گیا آپ آگاہ ہوں گے کہ اسی باغ پر ہماری
وجہ معاش تھی اب معاش میں تنگی ہونے لگی لات و منات عزادند راس الشیاطین کو اُن کی خدائی
قاف میں ہر ایک [illegible] ہو [illegible] [illegible] یہ غیبی کی مثل انسان کے باتیں کرتی ہو بڑے
اعزاز و اکرام سے اُس کو دربار میں تصویر سے عرض کی کہ ہماری معاش میں تنگی ہے روپیہ سلطنت کا اکتفا
نہیں کرتا امیدوار ہوں ارشاد ہو کہ باغ پھر سرسبز ہو جائے تصویر نے ارشاد کیا وہ باغ اب سرسبز ہوگا
دن بدن تماشا ہی جائے گا قدرت تقدیر دیکھئے وہاں سے میں مجبور ہو ناچار پہنچی پھر سامری و جمشید
سے عرض کی ہماری التجا سنی [illegible] کی خداوندی کا حال سنا التجا کی کہ اگر باغ سرسبز ہو تو کچھ پھل
سکے وہ کے چڑھاؤں اور سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلا دوں جائے ہی مراد پوری
ہوئی بہت سیب پیدا ہوئے تمام مردمان قاف مشتاق ہو کر آئے یہ خواہش حضور بجا

بنینگے تب مجھکو نذر خداوندی یاد آئی ہین سونے چاندی کا نخل بنوایا چند سیب بطور تحفے کے لائی ہون اب خدائی آپ کی پردہ قاف مین بھی مشہور ہوگئی ہر جگہ مینے مشہور کیا کہ خداوند جمشید خود پرست نے اس باغ کو سرسبز وشاداب کیا لاکھون دیو و پریزاد مین جمال قدرت کی مشتاق ہین سب خدمت مین آیا چاہتے ہین اپنی اپنی التجا کرینگی ترے قدرت کے نذر دشور ہون گے ہر جشن مین دیوزاد و پریزاد آیا کرینگے اور میرے پردے کا تو کوئی سبب نہ باقی رہے گا کہ خدمت مین نہ آئے یہ سنکر جمشید پھول گیا کہا اے پریزاد قدرت آؤ قدرت پہلے ہی تمہارے آنے کا سبب سمجھ گئے تھے جب تمنے دعا مانگی ہو تو قدرت سن رہے سے ابر رحمت کو حکم دیا کہ جاکر اسی باغ پر برسو آخر مراد ظاہر ہوئی آؤ بیٹھو نام تمہارا کیا ہے پریزاد نے عرض کی مجھکو یاقوت پریزاد کہتے ہین جب مین ماں کے پیٹ مین تھی اسوقت سے معتقد ہون جب ماں پر میری پیدائش کی مشکل ہوئی کئی دن برابر دردزہ رہا ماں نے بیقرار ہوکر کہا جو خداوند اصلی ہون وہ اسوقت آکے میری امداد کرے نہ یہ کٹھن آسان ہو فوراً مین پیدا ہوئی ماں کا بیان ہے کہ مین جیسے ہی زمین پر آئی چھینک آئی مین نے یا خداوند جمشید کہا ماں کہتی کہ یہی سامری و جمشید ہوتے ہین ایکو بیٹی نے یاد کیا جب مین سن تمیز کو پہونچی تو روز کہا کرتی تھی کہ خداوند جمشید خود پرست کہاں ہین آخر آج مشرف ہوئی اب حسب ارشاد ماں سے پلیٹون کی تو خداوندی کا ذکر کرونگی فوراً دیوزاد پریزاد وہ ترین سکے جو اونگا لاکھون نذرانہ لیکر ہے جائیگا اور جواہرات تو ہمارے پردہ قاف مین مثل کنکر و پتھر کے ہو مصاحبان خداوند نے کہا اے پریزاد قدرت وہ جواہرات یہان لاؤ قدرت کو کھاؤ قدرت بسند فرمائیگی تمہاری آبرو بڑھائیگی پریزاد نے عرض کی اب مین امیدوار ہون کہ اپنی نذر پوری کرون سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جمشید نے ہنسکر کہا اے پریزاد تمہاری سب عرضین قبول ہین سب راز دنیا حصل ہین آج شب کو قدرت تمکو جانے نہ دینگے آج شب کو پاس قدرت کے رہو اور عجائبات قدرت دکھائین گے عرش اعلی پر تمکو لیجائین گے وہان کے تماشے تمکو دکھائین گے پریزادنے بڑھکر گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین سیب تھالی سے اٹھاکر ترا شا جمشید نے منہ کھولدیا پریزادنے سیب کا ٹکڑا منھ مین دیا جب جمشید شانی کھا چکا تو کہا مصاحبان قدرت کو بھی کھلاؤن سب مصاحب بول اٹھے ہم سب راضی ہین قدرت کو کھلایا تو ہمین بھی کھلاؤ پریزاد نے سب کو کھلانا شروع کیا اتنے سیب تھے کہ سب نے کھائے سب تو سیب تھے کہ جینے کھائے سیب تہ آسیب نے پریزادنے

دست بستہ عرض کی کچھ قدرت کے سامنے گاؤں جمشید سنتے میں جھپکائی آنکھیں خفا سی کچھ آئین کہا ہاں ای پریزاد گانا سناؤ سازندے آئے ساز ملائے پریزاد نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے جمشید ثانی کے گانا شروع کیے

نظم

لب پہ وقت نزع آہوں کے شرارے رہ گئے
اشک حسرت آکے مژگاں کے کنارے رہ گئے

صف میں کشتوں کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے
چل چکے تھے منزل ہستی سے پارے رہ گئے

بالا پن اس طفل کا گذرا بڑھے سن کے طور
کان میں بالے نہیں پر گوشوارے رہ گئے

شکر ہو کرنے لگا یا شانہ ان زلفوں میں عبیر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

بزم خوبان دوسکے جانیسے ہو آنکھوں میں سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر تو تو
ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

رائض گلگون نوئی کو خراماں دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہ گئے

اور ہی کترے ہیں گلہ دیوں نے اب کلیدنمین گل
سادے سادے پائجاموں کے غرارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے
دیدہ گریان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

اس رنگ میں یہ غزل پریزاد نے گائی کہ جمشید بہت خوش ہو دل سے باتیں کرتا ہی کہ ای جمشید کیا پریزاد دستیاب ہوئی نور قدرت اسکے پیٹ میں اُتارین گے اب پریزادین آیا کرین گی قدرت سب کو مشرف کرینگے گانا سنکر یکایک بلبلایا کہا ای پریزادو دیکھو ہمارے بھائی سب آئے ہیں پریزادو ستے کہا سب کو بلاتے ہے جمشید ایسا نشے میں چور تھا کہ اپنے مقام پر سے گت بھرتا ہوا اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا مصاحب وغیرہ لپٹا لپٹا کیکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے میں سب بر لب فرش فرش ہو ہوئے اب برق ثانی سوچنے لگا کہ اسکو کیا کرون خنجر کھینچا کہ اسکو قتل کرون پھر سوچا شاید اس سے کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر زبان میں سوزن دی دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی ایک صندوق کلان رکھا تھا اوسمین جمشید کو بند کیا جمشید کی شکل بنکر مسند پر چادر دمان کے سو یا صبح کو حسب ہوا ٹھنڈی چلی مصاحبون کی آنکھ کھلی دیکھا قدرت سو رہے ہیں قدمون پر ہاتھ رکھا قدرت آنکھین ملتے ہوئے اُٹھے اُٹھتے ہی پوچھا پریزاد کہاں گئی سب نے عرض کی قدرت نے

کچھ اور ارادہ کیا تھا وہ اپنے کو بچا کے چلی گئی اب برق ثانی بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی لوگون سے پوچھتا ہی قدرت سے لوح طلسمی کہان رکھی سب نے کہا قدرت نے یاقوت سرخ پوش کو دی تھی وہ جا کر مر گیا وہی اُسکے عزہ بردن کی آئی تھی قدرت نے ملاحظہ فرمائی تھی اب برق ثانی کو تردد ہوا اِس فکر مین بیٹھا تھا کہ مصاحبون نے عرض کی نور حکیدہ خالص قدرت آتی ہین سمجھا برق ثانی کہ جس نقاب دار کے پاؤن دھلا کر پلائے تھے وہی اُسکی بیٹی ہی سنبھل کے بیٹھا یہ بھی مصاحبون سے سُن چکا ہو کہ طلسم کشا قید خانے سے غائب ہو گیا کہ سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آئی برق ثانی نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا سینے پر اُبھار پایا آنکھین جھپی ہوئی مست مئے محبت سر ڈالتی ہو کین پڑتا ہو کین ملکہ کو نگاہون مین تولا گیا نرگس نے آکر سلام کیا جمشید نقلی نے اُسکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا نرگس کانپنے لگی سر جھکا کے بیٹھی جمشید طرف مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو ہم تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین بجو بی جانتے ہین طلسم کشا کو لیگیا بڑا کلیجہ کیا کچھ قدرت کا خوف نہ ہوا ہم خاموش ہین لیجانے والا خود آکر کہدے کہ ہمارے پاس طلسم کشا ہی ورنہ ہم ظاہر کر دین گے برق ثانی نے دیکھا نرگس کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دو چار باتین اِسیطرح غصّے مین کہین نرگس سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ کیون اے نور حکیدہ خالص قدرت ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین نرگس نے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون مین آنسو بھر آئے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ پھر حاضر ہونگی برق ثانی نے رخصت کیا اب سوچا کہ آج شب کو اِسکے مکان پر چلین وہان حال سب کھلجائیگا غرض برق ثانی نے کام تا شام کو کہا ہوا دار لاؤ قدرت بیٹی کو دیکھنے جائینگے یہ کہکے ہوادار پر سوار ہو کہا روانہ کہا ہماری دختر کے مکان پر لیچلو یہان جو نرگس آئی کانپتی ہوئی حیران پریشان شہزادے نے پوچھا کہا ای شہریار کیا عرض کرون آج قدرت نے مجھ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ہم کیا تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جو طلسم کشا کو زندانخانۂ عشرت سے لیگیا ہم بخوبی جانتے ہین میرے تو ہوش اُڑ گئے شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اُسنے آمد سخن مین کہدیا تلاش تو کر رہا ہی تمھارے مکان پر کوئی نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ مجلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور قدرت آتے ہین ہوادار پر سوار ہین چند مصاحب ساتھ ہین نرگس خونریز کے یہ سُنکر ہوش اُڑ گئے شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار برائے خدا چند ساعت یہان سے ہٹ جائیے

شاہزادہ ناچار ہوکر سامنے کمرہ تھا اسمیں چلا گیا صحبت آراستہ تھی عاشق و معشوق بیٹھے تھے شراب و کباب گزک سب چیزیں موجود تھیں۔ اور ڈالیاں پھولوں کی کس کس چیز کو اُٹھائے چند چیزیں اُٹھانے پائی تھی کہ کنیز نے آکر خبر دی قدرت باغ میں آگئے نرگس نونزیر برائے استقبال اُٹھی کہ جمشید نقلی سامنے سے آیا دیکھا چبوترے پر باغ کے اشیائے عیش و عشرت آراستہ ہیں کل سامان عیش و نشاط رکھا ہے برق ثانی ہوگیا کہ ہزار درجے تو شاہزادہ ہمیں ہے ہمراہ لائی ہو بیٹھتے ہی ہاتھ نرگس کا پکڑ لیا کہا کیوں نور نظر تمنے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا طلسم کشا کو جلد حاضر کرو ابھی میں تمہارے واسطے ستری اک ورنہ ابھی تقدیر کرونگا کہ خود طلسم کشا دوڑا ہوا چلا آئے دیو اسکو بناد دن ہے بطن مادر میں نو مہینے جگہ دی اور اسکی حفاظت کی یہ ہم نہیں جانتے کہ قید خانے سے کون لیگیا نرگس نے گھبرا کر سر جھکا لیا اور کہا قدرت کو اختیار ہے میں نہیں جانتی طلسم کشا کہاں ہے اگر میرے ذمہ ہے نکلے فوراً مجھے قتل کیجیے میں یکھو عذر نہ کرونگی شاہزادے سے نے کہہ سے یہ معاملہ دیکھا کہ جمشید نرگس کا ہاتھ پکڑے ہوے کچھ یہ غصہ کہ رہا ہے نرگس سر جھکائے بیٹھی ہے کچھ جواب نہیں دیتی شاہزادہ سوچا کہ ایسا نہو ہاتھ تلوار کا مارے اور یہ نازنین قتل ہو جائے تو منہ دکھانے کی جگہ نہ رہے اس سے بہتر یہی ہے نکلو اسپر حملہ کرو یہ خیال کرکے خسرو شیر دل کمرے سے نکلا اور نعرہ کیا اوبے ادب جمشیدہ بازور ادھر متوجہ ہو مردان عالم سے آنکھ چار کر نعرہ خسرو منم خسرو شیر دل نوجوان منم نور عینین صاحبقران اگر تیغ کین برکشم از غلاف تزلزل فتد در میان مصاف اگر تیغ بر سنگ خارا زنم زگاو زمین بیخ و بن بر کنم تلوار کھینچکر طرف جمشید کے دوڑا برق ثانی قہقہہ مار کے ہنسا کہا کیوں او مفتری آفتاب کا گھر برباد کیا میرے یہاں بھی آکے یہ فتور برپا کیا منم خداوند جمشید خود پرست تلوار کو پھینک کے قدموں کو بوسہ دے ورنہ ابھی دیوانہ بنا دونگا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہیں قریب سر کے پہونچے جمشید نقلی کود کے الگ ہوا کہا علیحدہ رہ پاس کہاں گھسا آتا ہے اور ملکہ کانپ رہی ہے شاہزادے کو اشارے سے منع کرتی ہے ارے وہ اشارہ کریگا تو دیوانے ہو جاؤگے کیوں قریب گھسے جاتے ہو الگ رہو شاہزادہ بھاگنے سے جمشید کے دلیر ہوا جمشید بھاگا بھاگا پھرتا ہے جدھر جمشید جاتا ہے اُدھر شاہزادہ پہونچتا ہے برق ثانی جست کرکے الگ ہوتا ہے ایک مقام پر برق ذرا رکا تھا کہ شاہزادہ تیغ بکف قریب پہونچا برق ثانی نے بائیں آنکھ کا تل دکھا یا تل کے

دیکھتے ہی شاہزادہ سمجھا یار وفادار کہکے لپٹ گیا ایام ہجر یاد کر کے دونوں چیخیں مار کر روئے ملکہ سمجھیں
شاہزادہ دیوانہ ہو گیا لپٹ کے جمشید سے رونا ہی شاہزادے نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مبارک ہو میرا
عیار طرار ای کیون ای برق ثانی دا ای یار وفادار جمشید ثانی سے کیونکر ہیں آئے کہا مدت رہیں اسکو گرفتار
کر چکا ہون آج کئی دن سے اسکی شکل پر انتظام کر رہا ہون مگر ای شہریار لوح طلسمی کا پتہ نہین ملتا یاقوت
سرخ پوش کو لوح دیگئی تھی وہ جا کر مر گیا لوح کا پتہ نہین ملتا اب جمشید کو مین لاتا ہون اگر تم سنے
اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا شاید لوح کا پتہ ملے شاہزادے نے کہا جمشید کو لاؤ ملکہ حیران ہو گئین
برق ثانی نے صورت اصلی دکھائی سب حیران تھین کہ اتنے بڑے شخص کو کیونکر گرفتار کیا برق ثانی نے
سب حال بیان کیا کہ یہان غلام حبشن کے روپ سے آ وارد ہوا تھا [illegible] سکے ملغ کا پتہ پایا پریزاد
بنکے بین لے گرفتار کیا صندوق مین بند ہو یہ کہکے برق ٹھہر رہی صورت [illegible] پر سوار ہو سکے
اُس ملغ مین آیا صندوق کو اٹھوایا جمشید ثانی کو لیکر باغ [illegible] ملکہ [illegible] آیا شاہزادہ برق ثانی کی
عیاری پر وجد کرتا ہی ملکہ کہتی ہو دیکھون باپ کیا کہے شاہزادے کا کہنا [illegible] انے برق ثانی
نے جمشید کو صندوق سے نکالا ایک ستون سے باندھا [illegible] شاہزادہ [illegible] ملکہ
کو سامنے بٹھایا آپ بصورت اصلی بنا جمشید کو ہوشیار کیا [illegible] جمشید [illegible] کو گرفتار
پایا شاہزادے وملکہ کو پہلو بہ پہلو پایا حیران ہو کیا کہ مین کس [illegible] سا برق ثانی نے
پکار کر آواز دی ای جمشید خود پرست تو نے خدائی کا [illegible]
تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر [illegible] بیٹھا ہو سب
معبود سامنے بلائیگا درصفت جباری وقہاری دکھائیگا [illegible]
دے کا سامنا کر دسگے ملکہ نرگس نے جو باپ کو دیکھا [illegible] بابا جان آپ کو
یہ شرت کیا کم ہی کہ مین طلسم کشا کی کنیز دان ہون [illegible] اگر [illegible]
ہاتھ کھینچیے شاہزادے نے بھی اٹھکر دلائل مذہب بیان کیے [illegible]
جمشید کانپنے لگا بے اختیار پکار اٹھا ای شہریار اب [illegible] کرتا ہون [illegible] ابلیس [illegible]
نہ ہوگی اسقدر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ کے رویا کہ [illegible]
خائف ہوا کہ دمبدم عرض کرتا تھا [illegible] بڑی نا [illegible]

اُسکے سوال کا جواب کیا دونگا کہا ای شہریار غلام کو کلمہ پڑھائیے شاہزادے نے تامل کیا طرف
برق ثانی کے دیکھا برق ثانی نے کہا ای جمشید سوچو ابھی معرکہ عظیم باقی ہی تلاش لوح طلسم تمھارے
ذمے ہی اگر آفتاب سرکشی کرے تو کون جواب دیگا جمشید نے کہا ای برق ثانی مجھپر ایک ایک لمحہ
اور ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہی بے توبہ بیرون دنیا پرست اُٹھون اور پیدا کرنیوالا سوال کرے
کہ کیدن اور نادان تو تے ہماری برابری کی سوا سر جھکانے کے کیا جواب دونگا اب مجھکو تائب
ہو لینے دیجیے آفتاب پر نہین ظاہر ہوگا حضور کی لوح ملنے کی تدبیر کر دونگا اب صاحب اقبال ہین فوراً
جانتے ہی لوح ملیگی آفتاب کو خبر نہ ہوگی بڑی خبر تو آفتاب کو ایک وجہ سے ہوگی کہ اُسکی بیٹی ہوش
مین آئے اُسکے سردار اُس سے باغی ہون وہ سب میرے تصرف مین میری زندگی مین وہ ہوش مین نہ
آئین گے اب حضور میرے باغ مین چلیں مین ساحر دنکو بلوا کر قدمون پر گرادون سوزن وغیرہ پہلے ہی نکال
لی تھی بیٹی کو جمشید نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری وجہ سے یہ پیوند ہاتھ آیا یہ گوہر بیبہا سے
صاحبقرانی مجھے دستیاب ہوا لکونی بیٹی کو کھایا اب جمشید ثانی دل و جان سے مطیع و منقاد ہوا کلمہ
پڑھا سحر سے تائب ہوا شاہزادہ وہ برق ثانی کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آیا جو حاضر وقت تھے اُن کو
قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور نامہ لکھکر صندل جادو کو بلایا صندل نے آکر نیا دربار دیکھا
کارخانہ خدائی کے مست رہے ہین جمشید کو رباعی یاد وان مکانون سے ایک مکان مثل عبادتخانے
کے بنا دو کہ اُسمین بیٹھکر عبادت کرون اور پھر توبہ مین مصروف رہون صندل نے آکر قدمون کو بوسہ
دیا جمشید نے صندل کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور کہا ای صندل ہین اب اپنی اصل و
حقیقت کو دیکھ چند قطرات نجس سے جسکی پیدائش ہو وہ دعوی خود پرستی کرے مین تائب ہوا تم
ایک کام کرو اول تو شاہزادے کی اطاعت مین بدل و جان مصروف رہو جو انکی اطاعت کریگا وہ
آرام پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صندل جادو مطیع ہوئی کہا مین کنیزی سے سر نہ اُٹھاؤنگی جہان
حکم ہو دیان شاہزادے کو لیجاؤں یا جو حکم ہو خدمت بجا لاؤن کہا اول شاہزادے کو شہر لالانیہ پر پہونچاؤ
وہ شہریار وہان لالان شاہ بادشاہ احمر گلگون پوش اُسکا بیٹا باغ مین قید ہی شرارہ جادو وہان
متسلط ہی اُسکو مار اسلام پہونچائیے گا جب لالان پر احسان ہوا در وہ خواہان ہو کہ جو حکم دیجیے
وہ بجا لائے اُس سے کہیے گا کہ مجھے تا یہ گنبد جہان نما پہونچادے گنبد مذکور مین جب پہونچیے

جو آرزو دل میں ہو اندر گنبد کے جاکر اظہار کیجیے دیکھیے لوح کہان دکھائی دیتی ہی جبا نکا پتہ ملیگا تو جاکے لوح حاصل کیجیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ رنج والم ولسے دور کرے بخوبی شاہزادے کو سمجھایا کچھ کان مین مخفی بھی کہا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہوا صندل جادو نے شاہزادے کو تخت پر سوار کیا جمشید نے دو تعویذ لکھکر شاہزادے کو دیے اُسکے موقع اور مقام تعلیم کر دیے برق کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ تخت پر سوار ہوکر صندل جادو شاہزادے کو لیچلی اب ملکہ دار الامارہ مین داخل ہین جمشید خود پرست عبادت خانے مین آٹھ پہر توبہ توبہ کیا کرتا ہی کہ خطا میری معاف ہو اُسکا حال تو وقت پر لکھا جائیگا حال شاہزادہ کا تحریر کرتا ہون کہ صندل جادو لیے ہوے شاہزادہ کو قریب لالاتیہ پہونچی لالان شاہ کو خبر ہوئی براے استقبال نکلا شاہزادے نے پہچانا کہا ای لالان شاہ ایسی کثرت کارتھی کہ تمھارے مقدمے کو بھولے مگر پروردگار نے سامان مہیا کیا اب باغ مین چلو اور تماشہ دیکھو صندل جادو کو رخصت کیا آپ لالان شاہ کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آئے ایک زرنغے مین چھپکر لالان شاہ کو ہمراہ لیے ہوے آکر بیٹھے تعویذ دیا ہوا جمشید کا بیچ نخل مین گاڑا رات کو اُس باغ مین روشنی ہوئی صندوق خود بخود نخل سے اُترا جس بیچ مین تعویذ گاڑا تھا اُس بیچ سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی ہماری بیٹی کی فکر مین کون آیا ہی لیکن شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر ستارہ ہوا شرارہ جادو آکر پہونچی آتے ہی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ملک احمر کو رہا کرو شرارہ نے صندوق سے احمر گلگون پوش کو نکالا احمر نے آکر شاہزادے کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ سالہا سال غلام مبتلاے مصیبت رہا امیدوار ہون کہ محبوب سے ملون شاہزادے نے شرارہ سے کہا شرارہ معشوق کو لائی لالان شاہ بیٹے اور بہو کو لیکر شہر مین آیا شاہزادے کو لاکر دار الامارہ مین پہونچایا عرض کی کہ ایسا احسان ہوا کہ تا عمر اداے نہ ہونگا امیدوار ہون کچھ خدمت کو ارشاد ہو کچھ خدمت بجالاؤن شاہزادے نے کہا کوئی کام تمسے ہمارا نہیں ہی لیکن لوح طلسمی ہمارے قبضے سے گئی اُسکا دریافت کرنا تمھاری کوشش پر موقوف ہی لالان شاہ نے کہا مین جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون فرمایا کہ ہمکو گنبد جہان نما مین پہونچا دو لالان شاہ نے کہا ای شہریار گنبد جہان نما مسکن ساحران جلیل ہی وہان جاکے کیا کیجیےگا شاہزادے نے کہا ہماری تو یہی ضرورت ہی

عرض کی اے شہریار اگر ساحرون پر ثابت ہوا کہ ملک لالان شاہ کسی مسلمان کو لایا ہی تو درپے قتل
ہون گے شاہزادے نے کہا ہم ضرور جائینگے اگر ساتھ نہ چلو تو فقط رہبری کردو یا کسیکو ہمراہ
کر سکے ہمکو بیان ضرور بھیجدو واحمر نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار اگر آپکے کام ہماری جان
بھی آئے تو حاضر ہیں باپ کو بھی سمجھایا کہ اگر انکے واسطے جان بھی جائے تو شرف حاصل ہو انکو جلد لیجلیے
شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملک لالان شاہ و احمر مع بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہوئے منزلین طے
کرتے ہوئے چلے کوہ و دشت سے جو گذر ہوا تو بڑے بڑے تاجدار انکو دیکھا کہ صحرائے ویران مین اُترے
وہین لالان نے بیان کیا کہ حضور یہ سب مراد مندمین گنبد جہان نما پر جاتے ہین وہین ان سب سے
ملاقات ہوگی شاہزادے کو راہ مین بہت تاجدار بہت زمیندار بہت سے تاجران جلیل ملے لالان شاہ
شاہزادے کو دکھاتا ہوا منزلین طے کر رہا ہی لبعد کئی دن کے ایک صحرائے آباد نظر آیا کہ ہزارہا خیمہ و بارگاہ استاد
ہر سامنے ایک گنبد کے دروازے پر اُسکے نگہبان مراد مند اندر جاتے ہین مراد پاکے آتے ہین لالان نے
شاہزادے کو اشارہ کیا کہ یہ مقام آپکے اندر جانیکا ہی اندر جاکے بخورات روشن کیجیے تو اہش دریافت
مقام لوح مین مصروف ہو جیسے شاہزادہ تجدید وضو کرکے نہایت تکلف سے دروازے پر اُس مکان
کے آیا بسم اللہ کہکے اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان عجب پُر فضا ہی بخورات جا بجا روشن دیوار و در
مین اسمائے الٰہی لکھے ہین شاہزادے نے بیٹھکر خواہش کی کہ دریافت مقام لوح مین مصروف ہون
کہ خیال اُس گُشتۂ آتش حسرت سوختۂ گرمیٔ الفت کا آگیا خیال مین آیا کہ اے خسرو دل حال
مرجان نیلم پوش دریافت کرون معلوم ہو کہ وہ کس مقام پر ہی یہ جو خیال آیا آنکھون مین آنسو بھر
آئے پہلے یہی نیت کی کہ اے گنبد جہان نما بحق اسمائے الٰہی مجکو معلوم ہو کہ مرجان نیلم پوش
کس حال مین ہی یہ جو نیت کی آنکھ بند ہوئی دیکھا ایک صحرا مین جاتا ہون کہ اُس صحرا مین کبھی گذر نہین ہوا
تھوڑی دیر مین صحرا کو طے کیا اور دروازے پر ایک باغ کے پہونچے اندر باغ کے داخل ہوئے باغ سرسبز
و شاداب چمن ہائے لاجواب گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون باغ کو طے کرکے بارہ دری
مین پہونچے دیکھا ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے ایک قفس آہنی رکھا
ہی اُسمین مرجان نیلم پوش کو پایا شاہزادے نے پکار کر آواز دی اے سوختۂ آتش عشق و مبتلا
و اے افروختۂ نار مصیبت کس حال مین ہو مرجان نے کہا یہ ملعون مجھکو گرفتار کرکے لایا خواہان وصل ہی

کنیز نے بڑی بیوفائی کی اب تک اُسکا کہنا قبول نہیں کیا لیکن یہ بے حیا مجھکو قتل کریگا اب زندہ کیونکر ملوں کیونکر قدموں تک پہونچوں شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا چاہا کہ قفس کو اُٹھا لوں میں فرش کی ٹھوکر لگی شاہزادہ منہ کے بھل گرا آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا لالان و احمر جو دروازے پر تھے آواز سنکر اندر آئے دیکھا شاہزادہ زمین پر تڑپ رہا ہے دونوں نے آکر شاہزادے کو اُٹھایا اور کہا اے شہریار خیر تو ہے کیا مصر کہ دیکھا کہ آپ اسقدر بیقرار ہوئے شاہزادے نے حال پُر ملال ملکہ مرجان نیلم پوش بیان کیا بابا پٹوں نے عرض کی اے شہریار مطمئن رہیے ملکہ کو زندہ پایئے گا معلوم ہوا وہ آگ میں کہیں جلیں کوئی ساحر اُٹھا کے لے گیا اُسی کے قبضے میں ہیں اب حصول لوح کو دیکھیے شاہزادے نے نیت کی کہ اے گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی معلوم ہو کہ لوح کس مقام پر ہے پھر آنکھ بند ہوئی ایک صحرا دیکھا کہ گھانس وہاں کی مثل ریشم کے نرم ہو اور نخل چھوٹے چھوٹے اُنپر گلہاے زعفرانی کمال تکلف سے آراستہ اُس صحرا کو شاہزادے نے طے کیا قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا اُس کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے ہیں فقیر فقرا ٹھہرا رہا جمع ہیں سدا برت بٹ رہا ہے سائلوں کو دیتے ہیں چند گئے اور چند آئے یہی آمد و رفت لگی ہے شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا خیال میں گذرا باغ بھی چلکے دیکھوں اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا عروسان چمن کے بنائے عندلیبان زمزمہ سرا پہلو سے گل میں بیٹھی ہیں بگولی بھول کے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں

نظم

موئے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہے
ملایا خاک میں لیکن غبار باقی ہے

رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمدم
بس ایک قبر میں یہ یار غار باقی ہے

یہاں تو ہستی موہوم سے ہیں نشتہ ہر دن
تجھے ابھی وہی حاصل خمار باقی ہے

اُڑا ئیں وامن صحرا کی دھجیاں دیکھو
کہاں ہمارے گریبان میں تار باقی ہے

تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا
اِس ایک غزال حرم کا شکار باقی ہے

عدم وجود برابر ہے ملک ہستی کا
فنا جہاں کو ہے پر دردگار باقی ہے

اُڑائی خاک یہ مقتل میں آکے کشتوں کی
نشان تک نہیں ایسا مزار باقی ہے

خدا کا ڈر ہے تو ڈر جور ظلم عاشق سے
کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہے

کسیکی حسرت دیدار میں موا رعنا
کھلی ہے آنکھ ابھی انتظار باقی ہے

شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایک نخل کے پہونچا ماحسان کی چھڑتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ سے کہتا ہے

نوجوان تو لوح طلسمی کی تلاش میں تھا اسی نخل کے بیچ میں وہ ہو شاہزادے نے خنجر سے زمین کھودی ایک صندوقچی نکلی اُس صندوقچی میں لوح طلسم آفتاب نگار تھی شاہزادے نے دیکھ کر لوح کو بڑی خوشی سے جیب میں رکھا لوح لیکر پلٹے تھے تو سنا باغ میں آکر شاہزادہ ایک مقام پر گرا آنکھ کھل گئی اپنے کو اسی گنبد میں پایا لالہ لالان واحمر نے شاہزادے سے حال پوچھا شاہزادے نے سب حال بیان کیا لالہ لالان نے کہا وہ صحرائے آبرِ لشیم گیاہ ہے اور وہ باغ یاقوت سرخ پوش کا حضور کو وہاں جانا ہوگا وہ شاہزادے کو لیکر شہر میں آئے کئی دن مہمان کیا بعد کئی دن کے شاہزادہ طرف صحرائے آبرِ لشیم گیاہ کے روانہ ہوا جب اُس صحرا میں پہونچے تو پہچانا کہ یہ وہی صحرا ہے جہاں خواب میں گذر ہوا تھا اُس صحرا کو طے کر کے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا فقیر دنگو مدارت بٹ رہا ہے ہزار ہا ساحر دروازے پر جمع ہیں شاہزادہ سوچا کہ اگر دروازے سے باغ میں جاؤنگے نگہبان ضرور روکینگے دن کو تامل کیا شب کو پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ میں اُترے اُس نخل کو تلاش کرتے ہوئے چلے وسط باغ میں اُسکو پایا بیخ نخل کو کھودا صندوقچی نکلی لوح پائی شاہزادے نے لوح گلے میں ڈالی تھی کہ آشیانوں سے ہزارہا طائر نکلکر غل مچانے لگے کہ یارو دوڑو طلسم کشا لوح لیے جاتا ہے گوشہ ہائے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیکر پہونچے شاہزادے پر سحر کرنے لگے بسبب لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہیں کرتا شاہزادہ رستمانہ لڑ رہا ہے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک جانب دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی من سحر بھی کر رہا ہے اور سب کو ترغیب دیتا ہے کہ یارو دست ملک طلسم کشا کو لیٹ جاؤ لوح طلسم آفتاب نگار لیلو طلسم کشا نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس باغ کا باغبان جبتک قتل نہ ہوگا مہلت۔ بلکہ خسرو نے اُسی جانب رُخ کیا ساحر روکنے لگے دمبدم ساحر زیادہ ہوتے جاتے ہیں گوشہ مانند سے چلے آتے ہیں طائر بو غل کر رہے تھے وہ زمین پر گرے فلک مارے ساحر بیک تیار ہوئے طلسم کشا پر حربے لیکر متوجہ ہوئے اُس ساحر تک نہیں جانے دیتے سارا باغ ساحروں سے بھرا ہوا طلسم کشا نے جو یہ مجمع دیکھا پریشان ہوئے کہ اُس مجمع کو کیونکر جھیلوں ایک قتل ہوتا ہے تو دس اُسی مقام پر آ جاتے ہیں پلٹ کے دیکھا لاشے نہیں معلوم ہوتے حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہے ہزاروں کو میں نے قتل کیا لاشہ ایک کا نہیں معلوم ہوتا بیتاب ہو کر دعا کی کہ اے خالق بے نیاز وائے رب کارساز اس بلا سے نجات دے بیتاب ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا

ایک نقابدار بادلہ پوش تاج سر پر رکھے ہوئے اُس کلغی تاج کی جھلکتی ہوئی عکس تاج کا زمین پر پڑتا ہو کہ زمین گلنار ہو جاتی ہے وہین سے نعرہ کیا اے فرزند صاحبقران نہ گھبرانا مین آپہونچا ان سب بیمادُن سے سمجھونگا قریب آکے تلوار کھینچی بارہ ہزار جوانون سے آگر گرا شاہزادے کو اشارہ کیا اے شیر بیشہ صاحبقران ماشاء اللہ کیا کہنا اس کمسنی مین کیا کار نمایان کیا اس طلسم کا فتح کرنا تمھارا ہی کام تھا بڑی سختیان اُٹھائین پروردگار ان سختیون سے تمھین نجات دے شاہزادے نے یہ مہربانی جو نقابدار کی دیکھا اشنا ہو قریب آیا کہا اے برادر تو کون ہے تیری باتون سے مہر پدری کا مزا ملتا ہے نقابدار کے زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے کہا اے برادر نام کیا بتاؤن عزیزون سے جدا آوارۂ دشت ادبار صاحبقران زمان اس آفت مین مبتلا ہین کہ خدا اُنکو غالب کرے مقام طلسم ہفت پیکر مین مع جملہ سرورا ر مبتلاے بلا ہین رستم ایسا شمشیر زن کیسا پریشان ہو رہا ہے گرفتار بپاے ساحران کے ابتار لگا دے خدا اُنکو لوح طلسمی دلائے تاج طلسم مین معروف ہون ہفت پیکر کو جا کر مارین ہفت پیکر بہت بڑا شعبدہ باز ہے خدا اُسکے عجائب و غرائب سے اہل اسلام کو بچائے باطل کی جو خدائیان ہین اُسکے نمونے اپنے دروازے پر دکھائے ہین کہ دیکھنے والے اُسکا اعتبار کرین خدائی کو اُسکی برحق جانین چاہتا ہے عجائب و غرائب دکھا کر صاحبقران ایسے جلیل کو تسخیر کرے مگر وہ جانتے ہین کہ شعبدہ باز نیرنگ ساز ہے اُسکے شعبدون سے خدا بچائے جلا تھا کہ دہانی خبر لون تمھاری خبر پائی دل بیقرار ہو گیا اُدھر آ گیا تمکو اس بلا مین دیکھا آکے شریک ہو مجھے اپنے نیاز مندون مین تصور فرمائیے جس مقام پر پہونچ جائیگے خدمتگزاری کرونگے بعد مدت مدید ارادہ ہوا کہ جا کر فرزندونکو دیکھیے بزرگونکی زیارت سے مسرت ہو جیسے زمانۂ خروج تورج بدرگ حرامی قریب ہے ہم بھی سر ہتھیلی پر رکھکے اُسکے مقابلے کی فکر مین ہین اُسکے ہاتھ سے خدا شاہزادگان والا قدر کو صحیح و سالم رکھے شر سے اُس ظالم کے بچائے بہت بُرے حال اُس بیچارے کے ہوتے ہین اسکا ذکر کرنا بیکار ہے خود آنکھون سے دیکھو گے اب معروف جنگ ہو یہ جھگڑے کہانتک بیان کرین گے یہ کہکے نقابدار پہلوے خسرو سے شمشیر زنی کرنے لگا مجمع ساحران متفرق کرتا ہوا بارہ ہزار جوان بھی مصروف شمشیر زنی ہین جب یہ بارہ ہزار گرے مجمع ساحران متفرق ہوا نقابدار جنگ کرتا ہوا خسرو کو سامنے اُس ساحر کے لایا کہا لیجیے اب اس سے مقابلہ کیجیے آپ طلسم کشا ہین آپ ہی کے ہاتھ سے اسکا قتل زیبندہ ہے خسرو اُس ساحر پر

بجا پڑے اُسنے کئی گولے مارے خسرو نے لوح کو جھکایا پھر اُسکے باطل ہوے کئی سو ساحر دنکو مل کر کے
قریب اُسکے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کسیکو پشت پر خسرو کی نہیں آنے دیتا جو پشت
یا پہلو پر آیا اُسکو مارکر گرا دیا لاشے پھڑک رہے ہیں شاہزادے نے اُٹھا دے سے ہاتھ نکال کے
تیغہ برق خاطف سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُس ساحر کے شعلہاے
آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے میں آواز آئی کشتی ہوا نام من باغبان جادو ہو داب
شاہزادے نے دیکھا تمام محل جلگئے چمنستان پامال ہوے دیوارین گرگئین لاشہ نہرا سا گرد پڑا ہوا ہی
نقابدار نے کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اب لوح طلسمی مشکل آپ کو ملی ہی دو دن اسکے ملاحظہ کے
کوئی کام نہ کیجیے گا ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو چار شمشیرزنی رستم کی دیکھین
بھائی صاحب سے ملین یہ کہکے نقابدار نے بارہ ہزار جوان اپنے جمع کیے خسرو سے رخصت ہوکے
ایک جانب روانہ ہوگئے خسرو کھڑے شوکت و شان نقابدار کو دیکھا کیے نہایت تردد ہوا کہ نقابدار
کیون مدد کو آیا کس شوکت سے نکلگیا نقابدار غائب ہوا خسرو نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا طرف مشرق
سکے جاؤ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ اُسیطرف روانہ ہوا اب حال آفتاب کا عرض کیا جاتا
ہی کہ یہ خوش خوش بیٹی کو اور سردارونکو ساتھ لیے ہوے قلعۂ طلسمی میں آئی سلطنت کر رہی ہی یکایک
خبر پہونچی کہ جمشید خودپرست مسلمان ہوگیا طلسم کشا کو لوح کی ہدایت کی طلسم کشا لوح پاگیا یہ سنکر
آفتاب گرم تو جلگئی کہا ارے یہ مکار مکر سے خدائی کرتا تھا ہاتھ پر طلسم کشا کے مسلمان ہوا خداے
نادیدہ کا اعتقاد کر لیا بختیار جادو کو بلایا کہا ای بختیار جاکے دیکھ تو کہ اب جمشید کیا کر رہا ہی اُسکا
سزا کو پہونچا ہمارا مذہب یہ خراب ہا تصویر میں بیٹھکر ایک ساحر نے دھوکا دیا یہ جمشید بھی بغیرہ
سامری مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز تھا طلسم کشا کے کہنے سے مسلمان ہوا بختیار نے ایک طاؤس
بنایا اُسپر سوار ہوکے چلا اُس قلعے پر آیا بشکل عقاب بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا جمشید ایک مسجد مین
بیٹھا ہو تسبیح حق میں تہلیل ہوگیا ہی اُٹھ پھر سجدے کرتا عذر بدرگاہ بے نیاز صحیفہ خوانون سے صحبت ہی
صحیفہ آگے رکھا پڑھ رہا ہی بختیار نے وہین سے للکارا او مکار ریا خدائی کرتا تھا یا خداے نادیدہ
کی اطاعت کی اب سجدے کر رہا ہی جو تیڑا و نیچے کرتا ہی سر کو زمین پر گھستا ہی یہ کہکے بختیار کو دو جمشید
خود پرست نے پکارکر آواز دی او بختیار میرے قتل سے نفع پائے گا طلسم کشا سے جا کر

بچھ سے لیکن بختیار تیغہ برہنہ ہاتھ میں کھینچے ملازموں پر گوسے مارتا ہوا قریب جمشید کے پہونچا جمشید سے سر صحیفہ پر رکھا آواز دی اگر میرے سر سے کچھ مراد حاصل ہو تو سر کاٹ لے بختیار ملعون نے کچھ صحیفے کا بھی پاس نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹکر اس دیندار کا صحیفے پر گرا یہ خبر ملکہ نرگس سے سنی برق ثانی گھبرایا ہوا آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد نے مردانہ جان دی بختیار نے قتل کیا شہر ویران کر رہا اب یہاں سے نکل چلیے یہاں رہنا باعث خرابی ہوگا ملکہ نے کئی خواصوں کو ساتھ لیا ایک خواص کی شکل بنکر برق ثانی بھی ساتھ ہوا ملکہ تو نکلکر شہر سے بھاگیں لیکن آفتاب تخت پر بیٹھی تھی فرزانہ فیروزہ پوش کا کا ہیچیعت بیبیا قوت وغیرہ کرسی پر بیٹھے تھے جسوقت بختیار نے جمشید کو مارا یہ سب سردار زمین پر گرے ایڑیاں رگڑنے لگے آفتاب نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیز یہ میری بیٹی کو کیا ہو گیا کنیزوں نے کیوڑا گلاب چہرہ کا ہوشیار کیا گویا اپنے ہوش میں آنکھ کھولی پریشان آفتاب کی شاہزادے کو سب یاد کر کے رونے لگے فرزانہ بیقرار ہوکر پکارتی ہوا آفتاب شاہزادے کو کیا کیا مجبر کیا کہ کیا تھا کہ میں تیری اطاعت کرتی تھی ہائے کیا ستم ہوا میں نے اطاعت سے اس شاہزادے کی جب منہ پھیرا ہوگا اور شاہزادے نے دیکھا ہوگا کیسا قلق طبع اقدس پہ گذرا ہوگا ہائے میں کس بلا میں پھنسی افسوس اب تو یہ کیفیت ہو نظم

جاؤں کیا بلبل مجھے سینے بہار آیا کرے ۔ ہجر میں گلشن سے مجھ کو کیا بہار آیا کرے
مرمٹا تیری اطاعت میں نہ دیکھا تیری سمت ۔ اب نہ جھپکے گی پلک اپنی غبار آیا کرے
آگ لگتی ہے لگا میں جو رقیب اے شعلہ رو ۔ گرم ہو مجبر تمھیں وہ اعتبار آیا کرے
ہوں وہ مجذوب اسکی پلکوں کا تصور گر کروں ۔ تن میں چھبنے کو ہر اک جنگل کا خار آیا کرے
اپنے کوچے میں نہ لاشے کو پڑا رہنے دیا ۔ کیوں نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کرے
مصحفی تیری گلی میں چاہتا بیکار ہے ۔ میں نہ آؤں اور رقیب نابکار آیا کرے
تازہ مضمون کے ثمر میں گو قلم میں نخل خشک ۔ اسطرف کا فیض کیونکر نہ بار آیا کرے
میں جو کہتا ہوں سگے لگ ہے بہت الفت کا جوش ۔ ناز سے کہتے ہیں وہ چل دور چار آیا کرے
دور اس گل سے رہوں لکھا تھا یہ تقدیر میں ۔ گلشن دل ہو خزاں جسدم بہار آیا کرے
حسن جاناں سے شب بخت سیہ روشن نہ کی ۔ شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کرے

آندھیاں اُٹھا کرین سہر روز کوے یار سے	اُڑ کے سارا میری آنکھوں مین غبار آیا کرے
وہ ہی شکلیں ہین ہماری زندگی کی ای قبول	یا بلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

آفتاب نے جو یہ حال بیٹی کا دیکھا گھبرا گئی گل سردار اُسی حال مین آفتاب ٹھہرا رہی تھی کہ جلیبیا آکر پہونچا اُسنے کہا ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جمشید بالکل بیکار ہو گیا تھا اُسنے سحر کا نام نہ لیا ہن سنے جاکر اسکو عین عبادت مین قتل کیا خون اُسکا صحیفے پر گرا یہی باعث ہی کہ یہ سب اُسکے سحر مین تھے وہ قتل ہوا یہ سب ہوش مین آگئے ان سب کو قید کیجیے ورنہ اپنی جان دینگے آخر ہتھکڑیان بیڑیان منگوا کے سب کو پھر قید کیا قید خانے مین بھیجدیا زنجیرون سے سر ٹکرا رہے ہین چاہتے ہین اپنی جان دیدین یہ سب اس حال مین ہین مگر شاہزادہ تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا آگے گنبد کے فرش بچھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین فرش تیار ہوا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین تخت پر بیٹھی ہی گرد نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین تھوڑے عرصے مین اُس فرش پر آکے ہزار آدمی جمع ہو گئے کوئی رقص کرتی ہی کوئی غزلین گا رہی ہی عجب طرح کا ہنگامہ ہی شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہی بعد تھوڑے عرصہ کے دیکھا وہی نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی اور باہر نکلی سب نے دور تک گھیر لیا وہ نازنین سب کے بیچ مین کھڑی ہو کے گرد... ناچنے لگی اس زور و شور سے گت ناچی کہ تمام اہل محفل وجد مین آگئے تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین جو جو اس پیشے کی تھین اُٹھ اُٹھ کر ہاتھون کو بوسہ دیتی ہین گرد سکے پھرتی ہین اور ہر ایک کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ اُستاد فن ہین آپ کا مثل نہین ہم لوگ آپ سے تعلیم لیتے ہین اگر آپ کا قدم ہو تو ہم لوگ ناقص رہین وہ نازنین ناچتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی کھڑی ہو کے ناچنے لگی اس اس طرح بتاتی ہی کہ اہل محفل کے دل لبھا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی ہی اس طرح چلتی ہی کہ دل کو مسلتی ہی کبھی اشارہ کرتی ہی شاہزادے نے پرتلے سے تلوار نکال کر دیدی دوبارہ جو آئی اشارہ کیا شاہزادے نے دوش سے سپر اُتار کے دیدی جب وہ نازنین ناچتی ہوئی آئی ہو در اشارہ کرتی ہی شاہزادہ ہر شی اُتار کے دیدیتا ہی تیسری مرتبہ جھک کر آئی اسطرح بتایا شاہزادے کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین گردش کر رہی ہی سر گھوم رہا ہی بقول شاعر رباعی تصنیف مصنف کیون زر کی طلب مین دربدر پھرتا ہی ظالم کچھ تو سوچ تو کہ سر پھرتا ہی اللہ رے پھیری مین تلاش دنیا تھک جاتے جب پاؤن تو سر پھرتا ہی شاہزادہ ... اسکے

چاہتا ہوں مگر اُٹھ نہیں سکتا اُس نازنین نے بتاتے بتاتے چپکے سے دامن شاہزادے کا اٹھا اور لوح کی جانب اشارہ کیا شاہزادے نے بلا تکلف نکل گئی گلے سے اُتاری اور رہا تھ مین بے تکلف اُس ظالم کے دیدی جیسے ہی لی اُسکے ہاتھ مین گئی لوح کو جھولی مین رکھا جمک کے سامنے سے اُٹھی پکار کر آوازدی اوطلسم کشا اسی منہ پر دعوی تھا طلسم آفتاب نگار ہی یون لوح لیلی چیخ مارتے ہی اُس نازنین کے غبار اُڑا کہ اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحر سیاہ رد تیرہ درون تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ سامنے مسلسل و مطوق کھڑا ہی زنجیر کو ہلا رہا ہی پکار کر اُس ساحر نے آواز دی منم رقاص جادو دیکھا یون لوح لے لیتے ہین اب تمھاری قید پاس آفتاب گرم خو کے ہونگی اب تمھارا خاتمہ ہوگا طلسم کشائی کرچکے بڑے بڑے ساحر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے اب تمھاری بھی ساحرون کے ہاتھ سے قضا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر مضطر و حیران یقین ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی اب زندگی دشوار ہی دلسے شاہزادہ دعا مانگ رہا ہی کہ ای مسبب الاسباب کوئی اسباب پیدا کر ای سامع الدعوات رحم اپنا شریک کر عجب بلا مین پھنسے ہین اس سے بچائے **نظم**

دارد از حالات ہر بندہ خبر بندہ نواز	بندہ را می پرورد شام و سحر بندہ نواز
را می از بندہ نمی گردد بغیر از بندگی	بندہ بر در خالق جن و بشر بندہ نواز
بندہ را محروم نگذارد ز فضل عام خویش	بر صلاحش ہر زمان دارد نظر بندہ نواز
ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند	مہربان گردد برین بندہ اگر بندہ نواز
بر عطاے ذات حق ہر آدمی دارد امید	ہست اطمینان ہر یک بندہ بر بندہ نواز
گشت سہہ بندگان را بر طریق بندگی	لطف خود بر خاکیان کرد اینقدر بندہ نواز

شاہزادہ بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی رقاص جادو کا ارادہ ہی کہ قید شاہزادے کی لیکر طرف آفتاب گرم خو کے روانہ ہو قضاے کار ملکہ نرگس خونریز کہ ہاتھ سے بختیارک کے بھاگی تھین اسوقت ادھر آکے پہونچین چند کنیزین ساتھ ایک مرکب پر سوار ایک کنیز کی شکل بنا ہوا برق بھی ساتھ ہی دور سے اُس گنبد کو دیکھکر کہا چلو اِس گنبد مین چھپین برق ثانی نے کہا اگر اِس گنبد مین رہنے کی جگہ ملے حضور کو اس مقام پر چھوڑ کے مین آقا کو تلاش کر لاؤن ملکہ گھوڑا ام ڑا کر

چلیں جب سامنے گنبد کے پہنچیں ایک ساحر کو دیکھا بیٹھا ہے سامنے شاہزادہ مسلسل و مطوق کھڑا ہے دوش و حواس پراگندہ ہو گئے رقاص سنے جو ملکہ کو دیکھا مدت سے عاشق ہو اپنے مقام سے اٹھکر دوڑا پکار کر اے دارزوی ای ملکہ عالم آئیے برق ثانی نے پاؤن مین چٹکی لی اشارے سے کہا چلیے ملکہ اندر گنبد کے آئین رقاص خوش ہو رہا ہے کہ آج ملکۂ عالم بعد مدت کے میرے مکان پر آئین اب کیا جانے دونگا وصل حاصل کرونگا تخت سے اٹھا تخت پر لاکر ملکہ کو بٹھایا کہا حضور کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے کہا برائے شکار آئی تھی برق ثانی بڑھکر بولی اے میان ساحر صاحب تمہارا نام کیا ہے اسنے کہا غلام کو رقاص جادو کہتے ہین برق ثانی نے کہا میان رقاص صاحب ہمیشہ ملکہ تمہارا ذکر کیا کرتی ہین فرماتی ہین کہ ہمارا ایک چاہنے والا اس طلسم مین ہے کہ جسکا رقاص جادو نام ہے ملکہ آج راہ مین فرماتی تھین آج صحرا مین آئے ہین اے نسرین اپنے چاہنے والے کے پاس بھی چلیں گے ملکہ خود تشریف لائین اس بات کو سنکر رقاص جادو پھولا سماتا تھا کہتا تھا اے ملکۂ عالم مین تو غلام ہون نسرین نے کہا اس برباد کن خانمان ساحران عالم کو کیونکر گرفتار کیا اپنے سارا طلسم مٹا دیا رقاص جادو نے کہا حضور مین نے دام مکر پھیلا یا میرے قبض مین یہ تعریف ہے کہ آدمی اپنے ہوش مین نہین رہتا لوح مین نے میلی کرنا کیا اب اسکو لیکر آپ کے ساتھ خدمت خداوندی مین چلونگا قدرت کو اختیار ہے کہ اسکو قتل کرین یا بخشین برق ثانی بشکل نسرین بنا ہوا یا مین چمک دمک کے کر رہا ہے لوح کو اٹھا لیا کہا کیون اے رقاص اس مین کیا لکھا ہے کہ ساحر گھبرا جاتے ہین رقاص نے کہا ای نسرین اسے نہ اٹھاؤ اسکی چمک سے ہم سحر بھولتے ہین برق ثانی نے ہنسکر کہا ہم ضرور اسکو تمہارے سامنے چمکائین گے جسمین تم سحر بھولو بلکہ گلے مین طلسم کشا کے ڈالدین جس مین تمھین قتل کرے رقاص نے کہا ای نسرین ایسا نہ کہو برق ثانی لوح کو چمکانے لگا رقاص ہان ہان کرتا ہے برق ثانی نے جھپٹ کے لوح گلے مین خسرو کے ڈالدی تید ٹوٹ کر گری سحر شاہزادے سے اتر گیا رقاص نے نسرین کو پکڑا نسرین جھپٹ کے پشت پر شاہزادے کے آئی شاہزادہ اٹھکر رقاص پر جا پڑا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر رقاص کا اڑ گیا مر نا رقاص کا گنبد گرا شاہزادہ ملکہ کو ساتھ لیکر باہر آیا تمام صحرا جلنے لگا جا بجا ہوئی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن رقاص جادو وجود کئی سیجوان اس مقام پر قید تھے

اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب مسلمان ہوئے ایک بارگاہ اعلیٰ بھی نکلی بارگاہ جھکڑے پر لوح دانی
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اب قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہزادہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسمی
کے چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی وہ جوان جو قید خانے سے نکلے وہ بھی آگر شریک
ہوئے شاہزادہ ان سب کو لیکر سامنے قلعہ طلسمی کے آکر پہونچا لشکر والون نے آفتاب جادو کو خبر
پہونچائی کہ طلسم کشا آپہونچا ساحرون نے جو یہ خبر سُنی دو دو کر جمع ہوئے اور قلعے سے نکل بھاگے خدمت
مین طلسم کشا کے حاضر ہوئے آفتاب نے جو یہ سحر کو دیکھا ہر چند روکا پر کوئی نہین رُکتا ہزار ہا چلے جا گر
نکل گئے طلسم کشا کے پاس جماؤ ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین پندرہ بیس ہزار جادوگر آکر پاس
شاہزادے کے جمع ہوگئے شاہزادہ سوار ہو طرف قلعے کے چلا آفتاب نے جو سُنا کہ شاہزادہ
آتا ہی گھبرا گئی بختیار سے کہا کیا قصد ہی اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی یہ ذکر تھا کہ ایک
طرف سے نعرہ شاہزادے کا ہوا نعرہ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ؏ منم نور عینین صاحبقران ؏ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ؏ تزلزل فتد در میان مصاف ؏ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ؏ زنگار در زمین پیچ و من
برکنم ؏ قلعے کے اندر ملو ار چلنے لگی آفتاب گرم تو بارگاہ سے نکلی دیکھا شاہزادے نے قیدخانہ
توڑا یاقوت کلیم و سلیم و گلگونہ و شہرت لڑتے ہوئے نکلے یاقوت نے نکلکر وہ سحر کیے کہ
زمین ہلا دی مکانون مین آگ لگا دی ہزار ہا مکان جلنے لگے ملکہ فرزانہ کو تخت پر سوار کیا بختیار لڑتا
بڑھتا بڑھا ہوا آتا ہی شہرت جادو کو جو بختیار جادو نے دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام کہان جاتا ہی
بختیار نے چاہا شہرت کی کمر مین پنجہ ڈال کر اُٹھا لیجا وے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا پشت پر سے کارد
سحر مار دی سینے کو توڑ کر پار گذری بختیار لڑکھڑا کے گرا آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام من بختیار جادو
بود آفتاب نے جو یہ سُنا گھبرا گئی ساحرون سے کہا ارے خبر لو میرے قوت بازو کو کسنے مارا
ہرکارون نے خبر دی کہ گلگونہ نے قتل کیا آفتاب تڑپ کے گری کہ بلکجاؤن پر پرواز پیدا کرکے
اُڑی گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آفتاب نکلی جاتی ہی اگر نکل جائیگی تو بڑا فساد برپا کریگی
شاہزادے نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تمن بھال کا تیر بھر کمان مین جوڑ کر مارا تو وہ سینے پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا جلکر خاک ہوئی گلگونہ نے پکار کر آواز دی صاحبو کیون جان دیتے ہو کیون اپنا
خون اپنی گردن پر لیتے ہو سب نے اطاعت کی رئیسان شہر معرفت گلگونہ کے حاضر ہوئے سب

مطیع اسلام ہونے شاہزادے نے سب کو دامن پناہ دیا، بیرون شہر اُترے گفتگو نہ وشہرت دونوں بڑی سرگرمی سے منتظم لشکر ہیں

دو کلمۂ داستان اُس حریق آتش اشتیاق و لجۂ فراق مرجان نیلم پوش کا ذکر منظور ہے

کہ جب ملکہ مرجان نیلم پوش کو بیگہ نے آگ پر بٹھایا بلک بلک کے رو رہی تھی جب بارہیرم میں آگ لگائی اور شعلے بلند ہونے لگے عقاب جادو ایک سرحد کا حاکم سامان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جمال بیمثال پر جو پڑی بیقرار ہوگیا حیران تھا کہ یہ کون ظالم ہو کہ ایسی محبوبہ معشوقہ کو جلاتا ہو کیسے سنگدل ہیں انکو کچھ خیال نہیں جب دُھواں بلند ہوا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ میں لا کے سامان عیش وعشرت مہیا کیا خواہان وصل ہوا ملکہ نے بہ قہر وغضب تمام جواب دیا اور جھیا کیا بیہودہ بکتا ہو تو ہیں کیرن اُٹھا کے لایا اگر یہ ارادہ ہو تو قتل کر جب کئی دن اسیطور سے گذرے کنیزوں نے کہا حضور یہ کسی پر عاشق ہی اُسکا نام لے لیکر روتی ہو عقاب نے کہا اُسی کوٹھری میں بند کر دو اور دیا ہم سے سُنو کسکا نام لیتی ہو کنیزوں نے دبی کیا کوٹھری میں بند کیا جب ملکہ اندھیرے میں بند ہوئی بیقرار ہو کر پکارنے لگی ای فرزند رشید صاحبقران ای شاہزادہ خسرو شیر دل طلسم کو فتح کیا ہوگا ہمارے خون کا بدلہ لیا ہوگا کنیزوں نے آکر عقاب سے اطلاع کی کہ خسرو شیر دل فرزند صاحبقران پر عاشق ہی اور وہ فتاح طلسم آفتاب نگار ہیں اُنھیں کا نام لیکر روتی ہو کنیزوں سے اسنے صلاح کی اسکے معشوق کو اسکے سامنے لاکے قتل کروں تو ضرور میرا وصل قبول کریگی ابھی تو اسکو بڑا گھمنڈ ہو کہ میرا معشوق آئے گا مجھے چھڑا کے لیجائیگا جب سامنے لاکے قتل کر دوں تب اسکو تسکین ہو سب نے کہا بیشک جائیے عقاب جادو چلا جس شب کو شاہزادے نے طلسم فتح کیا عقاب لشکر میں شاہزادے کے آیا لوح شاہزادے نے خزانے میں رکھدی بارگاہ میں آکر آرام کیا عقاب نے آکر لشکر میں دریافت کیا لوگوں نے بتلایا فلاں بارگاہ میں شاہزادہ ہی نقب سحر دیکر عقاب بارگاہ میں شاہزادے کی پہونچا شاہزادہ سو رہا تھا عقاب نے سحر کرکے بیہوش کیا پنجہ دیکر لے اُڑا اپنے باغ میں لایا صبح کا وقت ہو ملکہ قفس میں بند عقاب نے پکار کر آواز دی لو ملکہ یہ تمھارے چاہنے والے کو لایا اسکیے واسطے جلائی گئی تھیں آج اسکو تمھارے سامنے قتل کرتا ہوں ساحران طلسم

آفتاب نگار اسکے شریک ہوئے اُنھون نے یہ آفت کرائی کہ طلسم فتح کرا دیا مطمئن ہو کے قلعۂ طلسم پر اُترے تھے اس جوان کی موت میرے ہاتھ تھی ملکہ یہ دیکھکر سر پیٹنے لگی کہتی تھی ای عقاب اگر اسکا موے جسم بھی کم ہوگا تو تڑپ کے جان دیدونگی مجھے تیرے ہاتھ سے آیندہ قتل کر کے اس شیر کو کیا پائیگا جب عقاب جادو نے ملکہ کو بیقرار سا پایا دیکھا ملکہ قفس سے سر ٹکرا رہی ہین عقاب نے شاہزادے کو بھی قفس مین بند کیا آپ حیران پریشان اُٹھا دریاے پر ایک بنگلہ پڑا تھا اسمین آکر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ای عقاب کیا کرون دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک ضعیفہ سانولی صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوے محمودی کی چادر سر پر ہر چند کہ سینے پر اُبھار تھا مگر چادر محمودی کی اُسپر دُہری کر کے ڈالے ہوے جوتا زردوزی بال بالکل سفید کچھ سیاہ بھی دو چار بن ایک نخل کے نیچے بیٹھکر چادر منھ پر رکھ کے ہاے ہاے فرزند کہکے رونے لگی عقاب کا دل دُکھ گیا کوٹھے سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب بڑھیا کے آیا قریب آکر پیٹھ پر چادر کے ہاتھ ڈال کے کہا مادر مہربان کیون اسقدر روتی ہو بڑھیا نے منھ کھول کر جو عقاب کو دیکھا بلائین لینے لگی کہا بیٹا آٹھ دن سے کہان تھے مین تمھارے فراق مین صحرا نوردی ماری ماری پھرتی ہون عقاب نے کہا مین اس صحرا کا حاکم ہون تمکو روتے دیکھا چلا آیا بڑھیا نے کہا ای فرزند فلان علاقے کے تعلقدار کی زوجہ ہون چالیس فرزند ہوے سب مر گئے عصاے پیری بس ایک فرزند تھا آج آٹھوان دن ہوا اسنے انتقال کیا اُسکی یاد مین جنگل جنگل روتی پھرتی ہون آج صورت کو دیکھا بالکل ہی صورت زیبا ہی طلعت جہان آرا دل کو ڈھارس ہوگئی فقط صورت دیکھنا چاہتی ہون جو خواہش ہو مجھسے تو کیسی کیسی عورتین مین ڈھونڈھکر لاؤن گی تجھسے ملاؤن گی جو جو بہو بیٹیان میرے قبضے مین ہین اُنکو لا کے اپنے بچے سے ملاؤنگی عقاب جادو نے ٹھنڈا سانس لیا اور کہا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون آج مہینہ بھر سے ایک عورت کو لایا ہون قفس مین بند کیا سب تدبیرین کین مگر وہ مجھکو نہین قبول کرتی بڑھیا نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے وہ کون عورت بیہودہ ہے تو تجھ ایسے کو نہین قبول کرتی نہین معلوم تو نے کیا حرکت کی ورنہ تو ایسا جوان ہے کہ عورت دیکھکر دیوانی ہو جائے ذرا مجھے دکھا دے ایسی چار باتین سُناؤن کہ مثل تیرے خواہش کرے لیکن میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا عقاب نے جواب دیا مادر مہربان تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرون گا عقاب

بڑھیا کو لیکر باغ میں آیا کنیزوں سے کہا مادر مہربان کو قفس اُس نازنین کا دکھاؤ کنیزوں نے لاکر قفس دکھایا
بڑھیا نے کنیزوں کو ہٹا دیا قفس میں مُنھ ڈالکے باتیں کرنے لگی کنیزوں نے دیکھا ملکہ نسرین بڑھیا سے
گھل مل کے باتیں کر رہی ہیں بڑھیا نے کہا بی بی لونڈی کو پہچانا تو ملکہ نے کہا میں نے تمہیں پہچانا کہا غلام
آپ کا **برق ثانی** شاہزادے سے طلسم فتح کیا **آفتاب** کو مار کر قلعے پر سے اُترے سمجھے کہ
بستر خواب سے غائب ہوئے میں تلاش میں نکلا ملکہ **یاقوت** و**کلیم** و**سلیم** ملک **شہرت** و ملکہ **گلگونہ**
سب تلاش میں شاہزادے کے نکلے ہیں میں تمکو بلانے آتا ہوں اتنا کہہ دینا کہ میری خود جان جاتی ہے تونے
ابتدا سے ایسا ظلم کیا کہ مجھکو نفرت ہوگئی ملکہ نے کہا بھیا یہ مجھ سے نہ کہا جائے گا تمہارے آنے سے
بڑی ڈھارس ہوئی **برق ثانی** نے کہا میں ابھی اسے لیتا ہوں یہ تو کہنا کہ بڑی بی جو کہیں گی وہ
قبول کرونگی ملکہ نے کہا بہتر **برق ثانی** پاس **عقاب** کے آیا کان پکڑ کے دو طمانچے مارے
کہ نگوڑے وہ خود تجھ پر جان دیتی ہے معشوق پر کوئی ایسا ظلم کرتا ہے جلسہ آراستہ کرو اسیوقت **عقاب**
کو مسند پر بٹھایا گلابیاں شراب کی اُلٹ پلٹ کے رکھیں چنگیر چوگھڑے پاندان اُگالدان عطردان
سب اسباب محفل میں رکھا قفس منگوایا قفس سے ملکہ کو نکالکر پہلو میں **عقاب** کے بٹھایا ملکہ شرمائی
کرتی ہیں بھیا یہ کیا کرتے ہو میری عصمت کا خیال رکھو ذرا بھی فرق آئیگا تو جان دونگی **برق**
نے فوراً پایان بجا کے اس لطف سے غزلیں سامنے **عقاب** کے گائیں کہ **عقاب** کہتا جاتا
ہے ای مادر مہربان کیا کہنا حقیقت میں بیتاب کر دیا مصرع دل کو فوج غم والم سے بھر دیا بڑھیا کہتی ہی
بیٹا ابھی کیا سنا ایسی تمہاری خدمت کرونگی کہ تا بہ ہنگام یاد کروگے یہ کہکے جام بھرا ہاتھوں میں ملکہ کے
دیا کہا لو اپنے عاشق کو پلاؤ ایسے مرد کسکو ملتے ہیں تم بڑی صاحب نصیب ہو ملکہ نے شرما کے جام مُنھ
پر رکھدیا بڑھیا نے کہا میاں پی جاؤ **عقاب** اُٹھا کر جام پی گیا بڑھیا نے سب کنیزوں کو بلایا جب سب
پی چکے ایک دو شعر تھرک تھرک کے گائے ہاتھ بڑھا کر کان **عقاب** کا پکڑ کر دو طمانچے مار دیے
کہا اے نگوڑے معشوق عاشق حلال ملی خوب تیرے ایسے گذرے گی یہ تیری جان لیگی دیکھو فت
خداوند کے آئے ہیں اُنکو بھی محفل میں بلاؤ **عقاب** اپنے مقام سے اُٹھا چار قدم پر جا کے گرا
برق ثانی نعرہ کر کے جا پڑا خنجر مارا سر **عقاب جادو** کا اُڑ گیا مرنے کی آواز جو اس ساحر کے
بلند ہوئی **گلگونہ** و**شہرت** آسمان پر اُڑ رہے تھے آکر پہونچے ساحران باغ کو قتل کیا ملکہ نے شاہزادہ کو

لیکر قلعہ طلسم پر آئے وہان سے شاہزادہ شہر مہرانیہ مین آیا مرنے سے آفتاب کے سب نے اُسکے سحر سے مہلت پائی بصورت اصلی ہوئے شاہزادے نے خزانہ سنگدل کا کھلوایا ساٹھ ہزار زنگنان مرصع نگار نکلین مع اسباب مرکب در رکب ساٹھ ہزار جوان مرصع پوش تیار کیے سب مال و اسباب لیکر اس قلعے پر آئے مان دیکھکر بہت خوش ہوئی کہا اے فرزند تم صاحب اقبال ہو شاہزادے نے کہا اے مادر مہربان اب مین طلسم ہفت پیکر پر جاؤنگا وہان قبلہ و کعبہ کا داخلہ ہے ہر چند مان نے منع بھی کیا خسرو نے نہ مانا تخت تیار کر کے چار سو ترہ ہاے دیو سے کہا ہمکو طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین پہونچا دو بیرقین مرصع نگار دیو زادون کے ہاتھون مین دین ساٹھ ہزار مرصع پوشون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ ذکر ان کا بھی وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیل تن کہ تلاش زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جگر مین چلے ہین و خواجہ عمرو دبرق فرنگی صاحبقران سے رخصت ہوکر بخدمت رستم چلے ہین کہ ذکر ان کا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر جام جم
کہ خاموش ہے بلبل بہوش ہے
سارنگ سلامت کی ہے دھوم جلو
نہ شیرین کی ہرگز کرے آرزو
کبھی بخدا کا اسکو جلوہ دکھا
کہین ناظرین رنگ پھر گم گیا
نہالان گلشن کو بھی وجد ہو
کہ حرفون کا بھی بانکپن دیکھنا
ہوا عندلیبان گلشن مین شور

کرون داستان مرصع رقم
ہلال مضامین چمکنے لگے
ترانام ہو کلک شیرین کلام
چل اے لیلی کلک جادو رقم
یہ ہو محمل کرے لیلی پارسا
عروس مضامین کا دیکھین نکھار
کرین بلبلین اس چمن کو بھی طے
ہر اک سطر ہو سلک گوہر فشان
تماشا ہو آج رقصان ہین سور

یہ تحریر کا کلک کو جوش ہو
کہ طائر چمن مین چہکنے لگے
جو فرہاد سن لے تری گفتگو
کہ مجنون بنے قیس سا محترم
جمال مضامین کی صورت دکھا
یہ ہین حرف یا صاف رنگ حنا
بہار عروس چمن دیکھنا
کہ موتی کی قربان ہوئی ہین عیان
الٹتا ہو سر و چمن ملخ مین

کہ سوزش ہوئی اوسکے دل مین
قمر کلک کا زور مشہور ہے
کہ بیتابی عاشقان بڑھ گئی
مجھے نشہ مے کی خواہش ہوئی
کہ ساقی مین تھی جام سے عار بھی
سو مضمون لکھا ناظرین نے سُنا
مضامین تو لطف سے سب لکھے
ہر اک ملک مین اُسکی شہرت ہوئی
مضامین عمدہ ہوے ہین بہم

کہا قمرون نے بصد شد و مد
کمال مضامین سے کیا دور ہے
قمر دور جام کا وقت ہے
کہ ساقی کی پھر آج خواہش ہوئی
کھلا حال عاشق کا معشوق پر
کہا اے قمر مرحبا مرحبا
رہا ہوش ایسا فسانہ لکھا
اسی وجہ سے اپنی شوکت ہوئی
یہ ہے ہفت پیکر کی اب داستان

کہ اے باغبان ازل کر مدد
کہین کھنچ گئی شکل معشوق کی
سمجھ لو کہ یہ نام کا وقت ہے
ہوے جمع رندان میخوار بھی
چمن مین صبا کا بھی ہوگا گذر
تری نثر کے خوب دریا بہے
کہ سامع کو دل سے پسند آگیا
کیا فتنہ نور افشان رقم
کرین وجد اسے دیکھکر ناظران

یہ چہرہ تحریر داستان شوکت بیان رستم پیل تن دکھانا دفتر مصیبت خیز رنج و محن شعر مصنف نگارندۂ داستان عجیب ڈھنگ سے حقیقت نگار و کلک غریب ہے کہ رستم پیل تن صحرا سے. حیثو سوادین فزوکش تھے کہ مہک نے آکر خبر دی کہ قید خانہ سے صاحبقران وغیرہ چھوٹے فرستادگان حضور بڑے تکلف سے بیونچے صاحبقران صحراے گرداب خیز کی جانب جاتے ہین اور آپ کے سردار ابھی آتے ہین رستم نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے دوسرے دن بوقت سحر دیکھا کہ مطیعان بادشاہ اسلام و مطیعان رستم صحرا سے بہ شوکت پیدا ہوے جب قریب گلستان پہونچے درختوں پر جو طائر بیٹھے تھے زمزمہ سرائی کرنے لگے سرداران مذکور نے جو زمزمہ سرائی طائرون کی سُنی گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملی دیوانہ وار صحرا مین پھرنے لگے خدمت مین سرداران سب حاضر ہین کہ ملکہ سیماب نے جو ساحرہ بہت زبردست ہے اور رازدار ہفت پیکر ہے یہ معرکہ دیکھکر عرض کی اے شہریار یہ سردار آنے والے جو آگے آتے رُک گئے طائر دنگی آواز سکر دیوانے ہوے اس صحرا کا جو حاکم ہے اُسکا یہ سحر ہے کسیز ابھی جاتی ہو اس تاثیر کو جاکر مٹائی ہو یہ کہکے سیماب اپنے مقام سے اُٹھی طائر جو درختوں پر اُڑتے پھرتے ہین انپر سیماب نے سحر کیا کچھ طائر مر کر گرے ایک باز پیدا ہوا طائرون کو منقار مین دبا کے لیجاتا ہے بیرون صحرا چھوڑتا ہے کسی طائر کو پنجون سے پکڑا اور چیرڈالا وہ باز مارنے سے طائرون کے بازنہیں آتا سیماب دستکیں دیتی ہے جب

خون اپنا گوشت کاٹ کے پھینکتی ہی باز کو اور جوش وخروش زیادہ ہوتا ہی سیکڑون طائر چیر کر پھینک دیے زیر نخل طائرونکے مردے پھڑک رہے ہین سیماب مصروف سحرخوانی جون جون سحر کرتی ہی باز کی قوت بڑھتی جاتی ہی باایک طائر کو یکہ تا تھا یا چار چار طائر پنجون مین پکڑ کر چیر ڈالتا ہی اور خون پی لیتا ہی سرداران دیوانہ کو ہوش آنے لگا قصد کیا سیماب کو آواز دین کہ یہ معشوقہ انکو نہین آنے دیتی اس معشوقہ کو ہٹاؤ تو ہم تم تک پہونچین مجبور رہ جاتے ہین بیتاب و بیقرار ہین سیماب نے سبکو قریب بلایا کسیکے مونھ پر ہاتھ پھیرا کسی کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن سب کو ہوش آیا سیماب کے ساتھ آکر کھڑے ہوے سیماب چاہتی ہی ان سبھون کو لیکر خدمت رستم مین آئے رستم دیکھ رہے ہین باز سر پر سیماب کے سایہ فگن ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بلند پرواز یلکہ عقاب کے سر پر ایک تاج جھپٹ کے باز پر گرا باز دو عقاب سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن عقاب جب پنجہ مارتا ہی باز کے پر گر نے ہین اور باز جو منقار مارتا ہی تو عقاب تاج پر روکتا ہو باز جاہتا ہی تاج کو نوچکر پھینکدے دن عقاب تاج کو بچاتا ہی ایک مقام پر باز کی پلک جھپکی تھی کہ عقاب نے جھپٹ کر پنجہ آنکھون مین باز کی مارا آنکھین باز کی نکال لین باز جو نابینا ہوا پر مارتا ہی عقاب نے دونون پنجون سے دونون پاؤن باز کے پکڑ کے چیر ڈالے سیماب کے سر پر خون جو گرا سیماب نے گریبان پر ہاتھ ڈالا کہ ۔ بیان پھاڑ پھاڑ رستم ستانی عقاب کی دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے قریب سیماب کے آئے آواز دی اے سیماب ہوشیار ہو گریبان کیون چاک کیا کوئی ایسا گھبرا تا ہی وہ سرور رہو ہوش مین آئے تجھے تمھارا دیوانہ پن دیکھکر پھر دیوانہ پن کرنے لگے گریبان چاک کرنے ہین خاک مونھ پر ملتے ہین رستم نے جو سیماب کو سمجھایا سیماب بے اختیار پکار اُٹھی اے شہریار میرے دل کے اب حال سے آگاہ نہین کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی کنیز کا عجیب حال ہی قالب پر ہجوم غم و ملال ہی اصل کیفیت یہ ہی کہ نالین سیان کر سکیے ہین نظم

لو ۔ مونٹھون کا شب وصل وہ کہا دیتے ہین	انقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین
فلک الوت مین عشاق کے حق مین یہ حسین	جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین
کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا	ایک ٹھوکر سے یہ مردون کو جلا دیتے ہین
نہ سہی گہ تنک نہ نگین جسم کے نگاہ	خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

شام جب ہوتی ہے ہم اُنکو دعا دیتے ہیں	مدہوشی نمایاں ہوئی گو زلف رسا تک رعنا

یہ اشعار جو سیماب نے پڑھے عقاب تڑپ گئے کلاہ ہفت گوشہ جو سر پر رستم کے تھی وہ اتاری پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُس نے کلاہ ہفت گوشہ عقاب سے عقاب کی لیلی لیکر غائب ہوا رستم کے پاؤں زمین سے تھام لئے عقاب نے جو اپنا عکس رستم پر ڈالا رستم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہر چند دل کو سنبھالتے ہیں دل نہیں سنبھلتا اور وہ طائر جو کلاہ لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے پیدا ہوا عقاب سے کچھ اشارے کیے عقاب نے طائر کو اشارہ کیا وہ طائر تڑپکے گرا رستم کی کمر میں پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا اب یہ تمام سردار مع سیماب دیوانہ دار جو لشکر میں آئے کل اہل لشکر دیوانہ وار گریبان چاک کرنے لگے اور خاک منھ پر ملنے لگے جو سردار لشکر میں نہ تھے اُنھوں نے یہ حال جو دیکھا کل لشکر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ایک ایک کی زبان سے نکل رہا ہی کہ ہم عشق میں یار جانی کے مضطر و بیقرار ہیں وہ سردار جو باہر آئے ہیں سحر سے طائر و عقاب کے سبب سے ہیں ارستم کو جو نہ پایا بیقرار ہو کر بیکار دعائیں مانگتے تھے کہ ای خالق بے نیاز و ای معبود چارہ ساز ہمارے آقا کو ہم سے ملا ای خالق ارض و سما کس اوج پر لشکر تھا افسر کا غائب ہونا ہم لوگوں پر آسمان ٹوٹ پڑا ای گلزار خیزان پر خزاں آگئی اس آفت سے نجات دے نظم

مثل قمری تا نگردد ہم زبان عندلیب	کی کند اہل زبان شرح بیان عندلیب
میشود بر لامکان آخر مکان عندلیب	گل بہ بند درخت از بن گلزار لجا تہ چند روز
باغ ویران گرد و بردار سم جان عندلیب	گل چو گلچین کرد در گلزار از گلبن جدا
کی بماند در چمن باقی نشان عندلیب	خاک این بستان رود برباد چون وقت خزان
سوخت جسم و جان و مغز استخوان عندلیب	مشتعل شد آتش از رخسار گل در چون چمن
چون خزان آمد برفت از تن توان عندلیب	گل چو شد پردہ نشین بلبل چو غنچہ لب بہ بست
حالت سوز دل و راز نہان عندلیب	کس نمیداند درین گلشن بغیر از باغبان
نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب	ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان

جو ہوش میں ہیں وہ دعائیں مانگ رہے ہیں جن جن پر عکس طائر و عقاب کا پڑا دیوانہ وار غل مچاتے پھرتے ہیں سارا لشکر اس مصیبت میں لیکن خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی جو تلاش میں

رستم کی چال تھی راہ مین آکر خواجہ نے کہا دیکھو ریلے میرے ساتھ نہ چل رنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ برق نے کہا آپ کے ساتھ کون چلتا ہے یہ کہکے برق ایک جانب چلا خواجہ جو تنہا چلے سامنے ایک گانون دکھائی دیا دیکھا ٹھون پر اکثر زمیندار گنوار دھوتیان باندھے ہوے مرزائی کاٹھے کی پہنے ہوے اُس گانون کی طرف جاتے ہین خواجہ نے بڑھکر اُنسے پوچھا اس گانون مین آج کیا ہے سب نے کہا پینٹھ دن بازار ہوتی ہے ہم لوگ برائے خرید و فروخت جاتے ہین خواجہ رنگ و روغن عیاری سے لگا کر ایک اُسترہ ہاتھ مین لیکر گانون مین داخل ہوے وہ ایک چوک کے لگانے سب دوکان تھیل لیا جسکی دوکان پر گئے اُسترہ جھکایا اُسنے پیسہ پھینک دیا سب دوکانین تھیلیں کے گانون سے نکلے پیسے کی جوار بھنائی اُسکے پھنکے لگاتے ہوے راہ لی مگر برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین ایک صحرا مین گذر ہوا تمام صحرا پُربہار طلائر مثل انسان کے باتین کرتے ہین غنچون کے چٹکنے سے رنگون کی خون خان کی صدا آتی ہے نرگس شہلا کی انکھون کی گردش نظارگیان گلشن کو آنکھیں دکھانے کی کوشش سنبل ہے موے مشکین کھولے دام بچھانے کی خوشی ہے کہ مرد سان چمن کو پھنساؤن ہر پھول شگفتہ ہر گل سرسبز شاداب بہار لاجواب برق فرنگی سیر پھولونکی دیکھتا ہوا اُس جنگل سے نکلا لیکن پلٹ پلٹ کے بہار صحرا کو دیکھکر مسوت ہورہا ہے جب صحرا سے نکلا سامنے دیکھا دروازہ ایک باغ کا خوش عاشق کھلا ہے برق ایک جادوگر کی شکل بنا دروازے پر باغ کے آیا ساحرون نے پوچھا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ یہ نامہ پاس رنگین گلشن آرا کے لیجاؤ مین مقام پوچھتا پھرتا ہون ساحرون نے کہا اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین جیسے ہی برق فرنگی اندر باغ کے آیا طائر غل مچانے لگے اور یہ صدا دینے لگے کہ ہمارے دماغ مین مسلمان کی بو آتی ہے رنگین گلشن آرا بارہ دری مین بیٹھی تھین طائرون کی آواز سُنکر اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے پوچھا آج یہ طائر کیون غل مچاتے ہین کوئی باغ مین نیا آدمی آیا ہے اُسکے آنے سے طائر غل مچارہے ہین کنیزون نے عرض کی ایک ساحر فرستادہ خداوند آیا ہے اُسوقت سے طائر غل مچارہے ہین کبھی اپنے مقام سے اُڑتے ہین سر پر اُس ساحر کے سایہ ڈالتے ہین وہ ساحر آپ کا ہوا ہو ملکہ نے حکم دیا

بلا لاؤ کنیز نے آکر برق فرنگی سے کہا چلو تمکو ملکہ عالم بلاتی ہیں برق فرنگی جھپٹ کر سامنے ملکہ کے آیا کہا غلام حاضر ہے نامہ سر سے لگا کر دیا رنگین گلشن آرا نے پڑھا لکھا تھا اے گلشن آرا طلسم کشا اصلی قلعہ لالہ زار سے گذر گیا صحرائے مینو سواد میں پہونچا زرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جوہر کی فکر میں جاتا ہے کلاہ ہفت گوشہ اسکے سر پر ہے فوراً گرفتار کرلو اور اسی ساحر کی معرفت روانہ کرو رنگین نے کہا اے ساحر مجھے اچھی طرح حال طلسم کشا کا دریافت نہیں کلاہ ہفت گوشہ اُسنے کیونکر پائی لیکن طائر تمکو دیکھکر کیوں غل مچاتے ہیں برق نے کہا میں کیا جانوں میں لشکر مسلمانان میں ہوتا ہوا آیا ہوں ان کا عکس مجھ پر پڑا شاید یہ خرابی ہو رنگین نے کہا سچ کہتے ہو تم ٹھہر جاؤ میں اپنی بہن مینو سواد گلگون پوش سے دریافت کروں کہ اس صحرا کی وہی حاکم ہے اُسنے کچھ تدبیر کی ہوگی یہ کہکے برق کو بارہ دری میں لائی آپ مسند پر بیٹھی نام جو برق کا پوچھا برق نے کہا اسی کاغذ میں لکھا ہے رنگین نے دیکھا راز دار جادو نام لکھا ہے صحبت میں رنگین کی گانا ہونے لگا دیکھا تو راز دار جادو منھ پھلائے ہوئے بیٹھے ہیں کسی گانے کی تعریف نہیں کرتے رنگین نے کہا اے راز دار کیسی کیسی گائنیں گاتی ہیں استاد فن جمع ہیں ہم جانتے ہیں تم صحبت خداوند میں رہتے ہو بڑی بڑی گانوں کو سنا ہوگا برق نے کہا ایک چیز میں گاؤں شاید پسند آئے یہ کہکے سامنے رنگین کے آبیٹھا ساز کے ساتھ گنگنایا اور یہ غزل شروع کی

نظم

جی تم پہ فدا کرتے ہیں بیجا نہیں کرتے　　رنج آپ ہمیں دیتے ہیں اچھا نہیں کرتے
پھر وہ نکلے چلے آتے ہیں پیغام شب و روز　　ہم وہ ہیں کہ ان باتوں کا چرچا نہیں کرتے
ہم ملتے ہیں تم کہتے ہو ہرگز نہ ملیں گے　　ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہیں کرتے
اے رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو کو　　کشتہ ہوں تمہارا کبھی زندہ نہیں کرتے
گھونگھٹ کو اٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا　　اے جان شب وصل ہیں پردا نہیں کرتے

اس مزے سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ سب گانیں تعریفیں کرنے لگیں رنگین نے کہا یہ صحبت خداوند میں رہنے والے ہیں برق فرنگی خوب خوب گایا رنگین نے ایک نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا کہا بہن کے پاس جاؤ جواب لیکر جلد آؤ وہ کنیز نامہ لیکر گئی صبح ہونے لاکر ہاتھ میں رنگین کے نامہ دیا رنگین نے نامہ پڑھا خوش ہوکر کہا اے راز دار بہن نے کلاہ ہفت گوشہ

چھین لی طلسم کشا پاس مینوسواد کے قید ہین پاس قدرت کے بجانے کو ہین مین نے جو تمہارا حال
لکھا وہ غلط نہین اب جب مین جاؤن تب وہ قید لیکر جائین برق نے کہا چلیے مین قید لیکر طلسم کشا
کی جائے نگاہ ہفت گوشہ جو پہونچے ہفت سپہر جادو کے پاس بھیجدی بجائے رنگین تخت
پر سوار ہوئی برق فرنگی ساتھ ہوا چند کنیز دنکو بھی رنگین نے سوار کر لیا طرف مینوسواد کے
چلین تین پہر تخت اڑا یا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا کہ مثل برق کے چمک
رہا ہو جب ہوا چلتی ہے تو قصر ہلتا ہو بلکہ کل قصر مین جنبش ہوتی ہے صاف ظاہر ہو کہ قصر کو اڑ جانے کی
کوشش ہو برق فرنگی نے پوچھا کیون ملکہ رنگین یہ قصر کیسا ہے رنگین نے کہا ہمشیرہ صاحبہ
نے اسوجہ سے ایسا قصر بنایا ہو کہ اگر کوئی عیار مکار آئے تو قصر کو جنبش ہو جان جائین کہ عیار آیا ہو
برق فرنگی نے عرض کی مین لشکر سلامان مین ہو کر آیا ہون مخبر مکس سلامان پڑا طائر باغ کے غل
مچاتے تھے میرے آنے سے قصر کو بھی جنبش ہوئی رنگین نے کہا مین قصر کو روکے دیتی ہون
یہ کہکے کچھ ماش کے دانے قصر پر پھینکے قصر کی جنبش موقوف ہوئی برق فرنگی کو لیکر رنگین گلستان آئی
اُس قصر مین آئی مینوسواد نے استقبال کیا تعجب سے نکال کر نگاہ دکھائی کہا مین نے طائر
بناکر بھیجا اُسنے سر طلسم کشا سے کلاہ اُتاری پھر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ای رنگین تم کو یہ بھی
معلوم ہو کہ اس جوان نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اول تو بیٹا اسکا شاہزادہ خاور سپاہ
جس نے دس برس کے سن مین طلسم افراسیاب توڑا بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار پائین
اس شوکت سے لشکر صاحبقران مین آیا ہو کہ کوئی بیٹا امیر کا اس شوکت و شان سے نہ آیا تھا
پوتا اس جوان کا ایرج نوجوان کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی لڑتا بھڑتا تا بقلعہ
ذوالامان پہونچا ہر روز قلعہ فتح کرتا تھا سرداران حمزہ سبحان والے فرداً فرداً آتے تھے اپنی
جان دیتے تھے ایرج کو ہٹا دیتے تھے یہ وہ شیر دلیر ہو کہ اسکی اولاد سب کی سب جری بہادر
صف شکن تیغ زن ہوا اب آخر مین سکندر زرین علم بطن ملکہ برآن دختر ملک کوکب رشنیغم
صلب ایرج نوجوان سے وہ شیر پیدا ہوا کہ جس نے طلسم نور افشان مین چہار طرف کھلبلی ڈالی ہے
زرین پوش خنجر زن علم لقب پایا اسد کا بیٹا بطن مہ جبین وہ صلب اسد نوجوان فتاح طلسم ہوشربا سے
شاہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوا افسانہ نور افشان مین ان سب کے ذکر بالتصریح ہین و ولاد

حمزہ سب جری و بہادر ہیں قید خانہ سے ہیں آٹھ پہر زنجیرین ہلاتا ہے نگہبانون کی نیند حرام ہو گئی چاہتا ہے قید توڑ کے نکل جاؤن کہ رنگین۔ سے ارزوا کو پیش کیا کہا ہین یہ پاس سے قدرت کے نامہ لایا ہے اسکے قید حوالے کر دو مینوسواد نے کہا ہین ہین سے نے قصر بھی ملاحظہ کیے ہین سب پسران حمزہ کو حال معلوم ہے دختر ہین سب حالات لکھے ہین ہین فوج اسکے ساتھ کر دون گی کلاہ ہفت گوشہ کسیکے ہاتھ مین دونیا ... یا ہیے ایسا نہ ہو مسلمانون سے میل کرے کوئی خرابی پڑے تو جان و ایمان کسی طرح سے نہ بچے نامکر سرحد داران ہفت پیکر شریک مسلمانان ہوئین فرزندان حمزہ پر عاشق ہو گئین اب خوف آتا ہے قید سپرد کرنے کہ ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور پڑے خداوند نے بڑے احتیاط سے فرمان بھیجا تھا کہ تمھارے جنگل مین طلسم کشا اترا ہے بہت جلد گرفتار کرکے روانہ کرو مین نے سامنا ابھی طلسم کشا کا نہین کیا بیٹھے بیٹھے سحر تیار کرکے بھیجا سیماب جادو نے وہ سحر دکھائے کہ صدہا ساحر مجبور ہو کر مارے گئے آخر مین نے طائر سحر سامری بھیجا اُسنے جاکے سب کے ہوش اُڑائے اُسنے کلاہ ہفت گوشہ سر طلسم کشا سے اُتار لی اور طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اس مشقت سے تو مین نے گرفتار کیا اُس کو مین یون بے انتظام حوالے کر دون برق فرنگی سب گانون مین ٹھیکر سامنے مینوسواد کے بجی گایا ایک ٹھمری جو گائی اُس مین ایک لفظ کہنا یا چھوٹ جائے اس لفظ کو سو سو طرح بتایا کبھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور رہ رہ کے کہنا پیا چھوٹ جائے کبھی اپنی کستی کا اظہار کرنا اور کہنا پیا چھوٹ جائے کبھی ویرانہ مکان دکھانا کبھی کلیجہ مسلنا کبھی وحشی بننا جنگلون مین پھرنا کبھی رات کو گھر سے نکلجانا اور کہنا پیا چھوٹ جائے کبھی بیمار پڑ نا غرضکہ ہر طرح سے اس لفظ کو بتایا کہ مینوسواد رونے لگی کہا ہے رازوار کلیجہ پر چھریان پھر گیئن نقشہ کھینچکے دکھا دیا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی دروازے پر ایک کلاونت مصیبت زدہ طنبورہ کاندھے پر لیے ہوئے دعائین دے رہا ہے اور پکارتا ہے کہ غلام کو اندر بلوا لیجیے دو چیزین میری بھی سُنیئے تو آپکو لطف ملے مینوسواد نے کہا بلاؤ دیکھا ایک مرد ضعیف گرتا جکن کا جسکا تانا غارد کہ کیڑے کھا گئے بانا موجود تھا مشروع کا پائجامہ زردوزی جو ایسا کہ جسکا کام اُڑ گیا صرف زرد سوت ظاہر ہے جیسے ہی بڑے میان صاحب اندر بارہ دری کے آئے مینوسواد کو سلام کیا مینوسواد نے دیکھا قصر کو

تو دمحو جنبش ہوئی کلاہ **ہفت گوشہ** جھولی سے نکل پڑی محفل مین اُچھلنے لگی **مینوسو اد** بہت گھبرائی کہتی ہوئی **رنگین** اس بڈھے کے آتے ہی قصر ہلنے لگا **رنگین** نے کہا ہر بن پہنگو رہا جب میرے یہان آیا طائر غل مچاتے تھے یہان جب سامنے قصر کے آیا تو قصر کو جنبش تھی یہ گفتگو سنکر رازدار جادو چونکا ہوکر اُٹھا ہی کہ رہا ہی کہ ملکہ عالم اگر غلام پر کوئی شک ہو تو نکالو یہ بڈھا بھی یہی کہ رہا ہی **برق** جاکر پہلو مین ایک جادوگر کے کہ کھڑا ہوا **مینوسو اد** نے چاہا کہ رازدار پر سحر کرے **برق** نے اُس جادوگر کو خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ برق فرنگی**

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کس کی	در سطوت ذیل شاگرد ہی
دو رنگ پر سے ابھرا رہا	تڑپ سے مری چرخ بھی ہارا رہا	بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی		

خواجہ نے بھی ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین دونون بھاگے پھر دن ہلا نکل گئے مگر جانین کیونکر سن چکے ہین کہ رستم یہان قید ہین جب روشنی ہوئی **مینوسواد** نے **رنگین** سے کہا کیون بوا **برق** کو اپنے ساتھ لائین **رنگین** نے کہا بوا کل ایسے میرے گھر مین بلا تکلف آکے نامہ خداوند دیا مین حیران ہون کہ یہ خداوند کی مہر کہان سے لایا کسی شی مین فرق نہ تھا تمھارے قصر کو بھی سامنے آتے ہی ایک مرتبہ جنبش ہوئی تھی مین نے سحر کرکے ساکت کیا سارا یان زادے کی شامت آئی کہ گویا بن کے گھس آیا نہیں معلوم دونون ملک کیا آفت برپا کرتے خداوند **ہفت پیکر** نے بچایا ان عیارون کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا لیکن خداوند **ہفت پیکر** کو آٹھ پہر اپنے بندون کا خیال ہی **مینوسواد** نے کہا مین نے قصر پر اسیواسطے یہ شعبدہ بنا رکھا ہی کہ جب غیر آئیگا قصر مین جنبش ہوگی مکان گر پڑے تو عجب نہین کنیزون کو حکم ہوا اب باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کسی کنیز کو پکڑلیں اُسکی شکل بن کر آئیں عیار بلا سے روز گار رہین ہزار طرح کی عیاریان کرتے ہین یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی **برق فرنگی** قریب ایک غار کے پہونچا اندر غار کے اُتر گیا وہان بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین آٹھ پہر وہان رہا عیاری خالی گئی اندر غار کے بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحرہ کی شکل بنا کہ ایسا نہ ہو پہچانا جاؤن اب غار سے نکلا طرف باغ کے چلا تنگبا تو ن سے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہی بڑھکر پوچھا بی **صندل**

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملحوظ ناظرین رہے کہ یہان سے قریب ایک قریہ ہو صندل [illegible]
وہان کی حاکم وناظم ہو برق اُسکی صورت بنکر آیا ہو صندل کہنے پر حیران ہوا حیران ہوکر آپا
میان نگہبان صاحب تمنے مجھے کیونکر پہچانا نگہبانون نے کہا اکثر آپکے گاؤن مین جاتے ہین
سودا وہان سے لاتے ہین وہان آپکی حکومت دیکھی ہو صندل نقلی نے جواب دیا آج دو شخص
ہمارے گاؤن مین آئے ایک مہاجن کہ دس بیس ہزار کا مقدور رکھتا ہو اُسکے ہاتھ جاکے
چاندی سونے کا اسباب بیچا وہ بیٹھا رو رہا ہو فریاد کرتا ہو سب اسباب بیچ دیتا ہے کو میرے
خیال مین آیا چلکے ملکہ مینو سواد سے اطلاع کرون کہ آپکی عملداری مین عیار آئے ہین ملکہ کیا کری
ہین جاکر اطلاع کرو کہ در دولت پر صندل جادو آئی ہو یا اُسکو بلائیے یا خود تشریف لائیے اب
شہر والے آپکے لئے گئے کنیزون سے جاکر اطلاع کی مینو سواد سنتے ہی باہر آئی صندل نقلی
نے سلام کیا عرض کی حضور آپ کی حوالی مین دو عیار آئے ہین وہ رعایا کو لوٹتے پھرتے ہین
انکا جلد انتظام کیجیے میرے گاؤن مین تشریف لے چلیے مین گرفتار کرا دون مینو سواد نے
کہا وہ کیونکر گرفتار ہون دو طرے چلتے ہین اپنا نام خود بتا دین دم شمشیر برگلا رکھین برق
لگاکر مینو سواد کو بہلا خواجہ ایک سائے مین کل کے چھپے تھے انھون نے دیکھا کہ برق فرنگی
ملکہ کو لگا کر لے چلا خواجہ نے رنگ وروغن عیاری کا نکالا مینو سواد کی شکل بنکر کھڑے ہو رہے
جب دیکھا کہ برق مینو سواد کو لیکر طرف گاؤن کے گیا خواجہ بشکل مینو سواد دوڑ کے
سامنے آئے جادوگرون نے کہا حضور اسباب لٹوا دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسباب لیکر
وہ لوگ نکل گئے اب اُنکا ملنا دشوار ہو ہم ابھی جاکے طلسم کشا کو قتل کرتے ہین یہ کہتے ہوئے باغ
مین آئے کنیزون نے دیکھا سمجھین کہ ابھی گئی تھین ابھی تشریف لے آئین رنگین بارہ دری مین
بیٹھی ہو کلاہ ہفت گوشہ اُلٹ پلٹ کر رہی ہو کہ مینو سواد نے آتے ہی اُسکے ہاتھ سے
کلاہ لی کہا یون تمنے ایسے نامی عیار کو میری سرحد مین لا کر چھوڑا کہ اُس نے سارا گاؤن ویران
کر دیا ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہین کہین فقیر بنتے ہین کہین اپنے کو چور بناتے ہین
ہر طرح صاحب خانہ کو لوٹ لیجاتے ہین مین نے بہت تلاش کیا مخبر نے خبر دی کہ وہ بڑی دور
نکل گئے پھر پھر کے یہان ضرور آئینگے سن گئے ہین کہ تم یہان قید ہین مجھسے آئینگے [illegible]

رستم کو قتل کرنی یہان کنیزون سے کہا کہ قیدی کو لاؤ دس پانچ کنیزین گئین رستم جس مقام پر قید تھے زنجیرین
ہلا رہے ہین کنیزون نے زنجیر کو تھاما کہا چلیے ملکہ بلاتی ہین آپکے قتل کا وقت آگیا عیار ذالیسا
حیران کر گئے کہ انکو بھی کدھر ہوئی رستم کنیزون کے ساتھ جھومتے ہوے چلے یہان مینوسواد
نقلی نے رنگین سے کہا بولو دیکھو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا ہے کوئی ساحر زبردست آتا ہے جیسے ہی
رنگین اسطرف پلٹی خواجہ تو برابر کھڑے تھے کوکھ پر خنجر مارا رنگین کا شکم چاک قصہ پاک سیکار کر
کہا یہ دشمن بہن تھی عیار کو نامہ دار بنا کر لائی پیر تھی حویلی مین چھوڑا اسنے تمام گانون لوٹ لیا
گانون والے رو رہے ہین فریاد کرتے ہین منع کیا انکو جواب دون گھر سے روپیہ دونگی انکے
لیے یہی مناسب تھا دہی نیچہ کھینچے ہوے رستم پر جا پڑی کنیزین دیکھ رہی ہین کہ نیچہ مارا رستم کی
ہتھکڑی کٹی کلاہ ہفت گوشہ سر پر پہنا دی رستم نے نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ؏
کیست علمشاہ چو رستم لقب ؏ دگیر علمشاہ رومی خنجر نیل زور ؏ کہ بر تخت مرز دق انگندہ
شور ؏ جس کنیز نے سحر کیا الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا ہشت کو توڑ کر پار گزرا اب عمرو نے
زنبیل سے حقۂ آتش بازی نکالے ساحرون پر مارنے لگے سیکڑون کنیزین جلین عمرو نے
کئی حقے آتشبازی کے دہنے دہانے [illegible] کئی سو جادوگرنیون کو مارا رنگین کے مرنے کی
صدا بلند ہوئی یہان [illegible] برق لیے ہوے مینوسواد کو جاتا ہے کہ مینوسواد نے گھبرا کر کہا ارے
کسی نے رنگین میری بہن کو مارا میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے دیکھو آواز بھی آئی برق نے کہا دیکھیے
وہ سامنے گھٹا اٹھی ہے مینوسواد پلٹی برق نے خنجر مارا مینوسواد کا شکم چاک قصہ پاک برق عقل
سے سمجھا استاد نے رنگین کو مارا ہے اسکے ساتھ آیا استاد کی دہان بن پڑی ہو گی ہین مینوسواد
کو یہان لگا لایا اسی کی شکل بنکے گئے ہونگے یہ سوچکر برق بلا اسوقت آکے پہونچا
کہ کنیزون سے مرنے کی صدائین بلند ہین یہان مینوسواد جو مری دہان سیماب وغیرہ کو ہوش
آیا سب لشکر دلوانے پن سے بری ہوا سیماب تڑپ کے بلند ہوئی اسوقت آکے
پہونچی کہ رستم سنگ رستمانہ زنی مین مصروف ہین خواجہ حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کئی ہزار
کو جلا کے گرا دیا سیماب بھی آ کے شریک جنگ ہوئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مارا کئی
سو [illegible] جادوگرنیان ہاتھ باندھکر سامنے سیماب کے آئین عرض کی ہماری خطا طلسم کشا سے

معاف کرا دیجیے سیماب نے سب کو قدموں پر رستم کے گرایا ساتوین دن وہ لڑائی ختم ہوئی بارہ ہزار جادوگر مطیع ہوئے اُسی باغ مین مقام کیا سیماب سے پوچھا ہفت سر جادو کہان ہے سیماب نے عرض کی صحراے مینوسواد سے راستہ ہو لشکر مین چلیے اُسیطرف سے راستہ ملیگا یہ جو دو چار قتل ہوئین متعلقین ہفت سر جادو سے تھین ابھی راہ مین روکنے والے بہت ملینگے آپ کے انتہاے اقبال و دورود اقبال کی خبر ہفت سر جادو کو پہونچ گئی اُسنے حاکمان دربند کو لکھے ہین رستم نے کہا ایسا ہی ہوگا نوین دن باغ مینوسواد سے سوار ہوے خواجہ نے خوب باغ کو لوٹا دمڑی کی شے نہ چھوڑی اب رستم سوار ہوے بارہ ہزار جادوگر جو نئے مطیع ہوئے ہین وہ ہمراہ سیماب رہبری کرتے ہوے چلے چار منزلین طے کرکے پانچوین دن ایک صحراے ریگستان مین پہونچے لشکر والے حیران ہین کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طلسم کشا تشریف لاتے ہین سب سردار مسلح ہوکر سوار ہوے سمک بن عمرو نے اپنے آقا کی خبر سنتے ہی گھوڑا شاہزادے کا تیار کیا تحفہ کنیزان بھی لیا سردار استقبال کو نکلے راہ مین آکر آقا کو لیا سیماب اُڑتی ہوئی آئی تھی ابر سے نکلی سردار اپنے آقا کو دیکھکر بہت خوش ہوے قدمون کو بوسے دیے سیماب نے عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا بڑے مکارون کے دام سحر مین پھنستے تھے ان دونون کے سبب سے کوئی اس سرحد سے نکل نہ سکتا تھا راستہ بند تھا اب کل کوچ کیجیے رستم نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا آکر داخل بارگاہ ہوے سب سردار بیٹھے تھے برق و خواجہ نے کہا ذرا ہم لشکر کی سیر کر آئین تنظور سے وغیرہ آراستہ کرکے سیر کو نکلے لشکر سے نکل گئے صحرا مین پھر رہے ہین پہر رات ڈھلی ہے رستم بارگاہ مین تھے کہ یکایک بارگاہ کو جنبش ہوئی زمین ہلی رستم نے کہا اے سیماب دیکھتی ہو کہ بارگاہ کو جنبش ہے زمین ہل رہی ہے میرا اسوقت جی گھبراتا ہے یہ کہتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سارے لشکر مین ایک ہنگامہ ہے اہل لشکر غل مچا رہے ہین رستم نے دیکھا گرد لشکر کے ایک دیوار خشتی کھنچی ہوئی ہے دیوار مین روزن ہین اُن روزنون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین جس خیمے پر چنگاری گری آگ لگ گئی وہ خیمہ جلا اُس خیمے مین جتنے آدمی تھے وہ گھبراکر اُٹھے نہ اُٹھ سکے جلکر راکھ ہوگئے بندگان خدا جلکر رہ گئے دیوار دن سے شعلے نکل رہے ہین بندگان اللہ ہین مشعل

ہنرہم خشک جل رہے ہین فریاد کی صدا ہر طرف سے آتی ہی بعض بلبلا بلبلا کے دعائین مانگ رہے ہین پکار رہے ہین اے پروردگار وائے کریم و رحیم وائے سمیع و علیم رحمت اپنی شریک کر اس عذاب الیم سے بچالے اس جلنے کی بلا سے نجات دے رستم یہ آوازین سن رہے ہین پیرون بارگاہ کھڑے ہین سیماب کو آواز دے رہے ہین بعد نکلنے شاہزادہ رستم کے سیماب بھی اٹھی اور چھو لی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ گرد ن جہان پر کھڑی تھی وہ زمین شق ہوئی ایک پنجہ نکلا کمر مین سیماب کی پنجہ دیا اور پکارا کہ اے زمین تو ار لینا رستم نے جو یہ خبر سنی بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوے کہ اے سیماب کیا ہوا کون تمکو لیگیا سیماب تو ڑکر زمین کو نکل گئی پسینے پسینے چہرہ زرد اس عالم یاس حجولی شانے پر سے گر گئی معلوم ہوتا ہو کسی سے لڑ کر آئی ہو گھبرائی ہوئی نکلتے ہی ایک گولہ زمین پر مارا گولہ جو پھٹا شعلہ ہائے آتش نکلے اُس شعلۂ آتش سے پنجے پیدا ہوے ایک پنجے نے سیماب کی دستگیری کی اور ایک نے رستم کو اُٹھا لیا دونون کو اُٹھا کر آسمان پر لیگئے اور ساحرون نے جو اپنے آقا کو جاتے دیکھا گویے مارے ماش کے دانے پھینکے جتنے جو سحر کیا اُسی سحر سے سنہرے پنجے پیدا ہوے اُن ساحرون کو بھی اُٹھا لیا آگے سب کے وہ دونون پنجے رستم و سیماب کو اُٹھائے ہوے پشت پر چالیس پنجے آہنی چالیس ساحر ونکو لیے ہوے طرف صحرا کے جاتے ہین جنگل مین برق و خواجہ پھر رہے تھے اُنھون نے لشکر کا حال سنا پھر اسکے بعد سنا کہ ملازم محل مجار ہے ہین کوئی آقا کو لیے جاتا ہو برق و خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ سنہرے پنجے کمر دن مین پڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین خواجہ و برق تعاقب مین چلے کہ دیکھین رستم کو کہان لیجائین تین چار کوس راستہ طے کر کے ایک باغ مین پنجے اُترنے لگے خواجہ نے برق سے اشارہ کیا برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کا رنگ کا بنکر تیار ہوا خواجہ بھی ایک سازندے کی شکل بنے ڈھول گلے مین پڑا ہوا ٹکڑے ڈھول کے مانند ملتے ہوے برق تانین اُڑاتا ہوا نزد دیوار باغ سے گذرے کہ باغ سے آواز آئی ارے گانے والو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ تمکو بلاتی ہین دیکھا سامنے سے ایک آ ہوا آتا ہو سامنے ان دونون کے آ کر گرا غلملک مار کر ایک جادوگرنی کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین دیکھا گرد باغ کی دیوار کے آگ جل رہی ہو عمرو نے گھبرا کر کہا کیونکر چلین اُس جادوگرنی نے

بڑھکر اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ شعلۂ آتش بیٹھے برابر راستہ پیدا ہوا دیوار باغ کی گری اور تی جادوگرنی بھسم کر کے آگ کہ دکھا نگی اُسطرف جاکے آوازدی بڑے میان صاحب آئیے خواجہ مع برق اندر آئے ساتھ اُس جادوگرنی کے چلے چمن ہائے طولانی کو طے کر کے دیکھا ایک بارہ دری اُس مین ایک ساحر مسند پر بیٹھا ہے تاج سر پر ہے ستم ایک جانب مسلسل و معلق پڑے ہین ایک جانب چالیسون جادوگر پڑے ہین فرش خاک پر تڑپ رہے ہین وہ جادوگرنی جو خواجہ و برق کو لائی تھی اُسنے بڑھکر عرض کی کہ مین گانے والون کو لائی ہون ای ملکہ تزلزل جادو آج آپ نے بڑا کار نمایان کیا ہین بھی وقت پر آگئی جیسے آپ نے آواز دی مین فوراً بیٹھے سے نکل آئی کہ مین نے انکو روکا یہ حیران تھے کہ باغ مین کیونکر آئین مین نے راستہ بنا دیا آپ کے سامنے پہونچا دیا خواجہ ششکے ڈھول بجانے لگے برق فرنگی نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی	منھ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوند جو پڑتی ہے آبلے پڑ جاتے ہین	قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رُلوا تو برس کر مجھ کو	رگ گھٹا میرا لہو اور رگھٹا جاتا ہی
چھینٹے دینے مجھے اُس شوخ کے یاد آتے ہین	کس بہانے سے مجھے ابر رُلا جاتا ہی
دیکھیون لگتی ہو یہ ساون کی جھڑی بھی کبتک	میرے بھی آنسو و بھی تار بندھا جاتا ہی
دم گھٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھاتی ہی	دل پر ابر غم فرقت ہوئین چھا جاتا ہی
خوف اغیار سے مجھکو نہین زنہار قبول	دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

برق نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تزلزل جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا بڑے میان لڑکے کو خوب تعلیم کیا اور بہ فخر خداوند ہفت پیکر نے دیا ہی کہ خوش آواز ہی بڑے میان نے کہا اس لڑکے نے ایک کمال خوب حاصل کیا ہی ساقی گری خوب کرتا ہے تزلزل نے کہا ساقی گری کیا بڑی بات ہی عمرو نے کہا حضور یہ منھ سے گائے ہاتھ سے بتائے پاؤن سے ناچے سر سے شراب پلائے اگر دس لاکھ آدمی ہون تھوڑے عرصے مین سب کی خدمت کرے انتہا یہ ہی کہ گانے مین ترمیم کا علاقہ دیتا ہی مگر یہ ساقی گری مین بے نظیر ہی مین نے قصد کیا مجھسے نہین ہو سکتا تزلزل نے کہا میان صاحب ہرے یہ کمال

ہمکو بھی دکھاؤ لڑکے نے کہا کنجی میخانے کی مجھے دیجیے سب کنیزون کو بلا کر اپنی صحبت مین بٹھایئے تزلزل
نے آواز دی چار کنیزین بھاری جوڑے پہنے ہوسے گلے مین گھوریان دبی ہوئین آئین بدمعے پر اور لڑکے
پر پھبتیان کہنے لگین تزلزل نے منع کیا اور کنجی میخانے کی نکالکر لڑکے کو دی لڑکا اٹھکر طرف
میخانے کے دوڑا جاتے ہی آواز دی یار و ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا گلابیان کنیزین لیکے سب
لیکر بھاگنے لگے باغ مین ساٹھ ہزار جادوگر رہتا ہے سب آکے شراب لیگئے بلکہ جسنے اٹھایا برق نے
کہدیا ہمین پچاس آدمیون کا حصہ ہے جسنے کنیز لیا برق نے کہدیا ہمین چار آدمی شریک ہین جب
شراب لیکر جاچکے برق نے اتنی گلاہان بہت عمدہ چنین الماس نگار و یاقوت نگار انہین موتی
بھری گھڑے انکے تمامی سے باندھے اس تکلف سے دو کشتیان دونون ہاتھون پر رکھیں عجب
انداز سے محفل مین لیکر آیا تزلزل تعریفین کرنے لگی کنیزون سے کہتی ہے دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب
لاو لگا رہ رہ کے بھی دیکھ رال ٹپک رہے ہے برق آکر محفل مین بیٹھا کہا ایک پیشواز منگوا دیجیے تزلزل جادو
نے بلوا بھیجا لڑکوا اسکا کہ پیشواز تزلزل کے پہننے کی لاکے دی برق نے وہ پیشواز پہنی دوپٹہ
بھاری اوڑھا چوٹی سنگھر پاؤن مین باندھے خواجہ ڈھول بجا رہے ہین یکایک دیکھا دس بارہ
کنیزین آسمان سے اترین ساحر عبار کے لشکر طلسم کشا کا آفت مین پھنسا دیا گر دریا بیچ مین وہ
لوگ اسمین ساحر بہت ہین جو ساحر کفر کرکے چاہتے ہین کہ نکلین دریا سے مچھلی نکلتی ہے پکڑ کے اُس ساحر کو
وہ لیجاتی ہے دریا مین گر کر وہ ڈوبتا ہے ہزار ہا ساحر دریا مین ڈوب کر مر گیا باقی جو خاموش بیٹھے ہین وہ مبتلا
بلا ہین تزلزل نے کہا بیٹھو کنیزون نے عرض کی زمین بھی وہان کی کانپ رہی ہے برق جی مین کہتا ہے ایسا
نہ ہو ہزار در ہزار مسلمان ضایع ہوجائین جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا ہر مقام پر توڑے
لیتا ہے بدن کو جنبش بھی ہوتی ہے لیکن کیا مجال ایک قطرہ بھی شراب کا جام سے گرے ، سطر رسے
برق تڑپتا ہوا اشعار مضمون مین شراب کے گاتا ہوا سامنے تزلزل کے ہوچکا سر جھکایا کہا اس شہزادی کو
سر سے شراب پلانا چاہیے تزلزل نے ہاتھ بڑھا کے جام ہاتھ سے برق کے لیا موتیون کا مالا گلے سے
اتارا برق کے گلے ڈالدیا خواجہ سمجھے یہ برق فرنگی عیار رنگی ہے موتیون کا مالا لیکر بھاگ جائیگا
ناصبر ہے ہوے ، موتی کی اک قدر شناس یہ بیچیا لکسن موتیونگی آبرو نہ جانے گا برق کہتا ہے نہین بلوا دیان
مین اینٹ احتیاط سے رکھو بیچ خواجہ چاہتے ہین مالا لے لون برق نہین دیتا تزلزل کے جام ہاتھ

ہین اور کہہ رہی ہی ارسے کیون آپس مین تکرار کرتے ہو نگاہ جو پڑ گئی اسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ منبر پر رکھا تھا
گلدستہ مرجھا رہا ہی جام زمین پر رکھدیا آواز دی ای خمارشکن شراب پیون یا نہ پیون ایک شعلہ بھڑک کے
گرا اُسنے شراب کو جلادیا جام سے کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تزلزل نے کہا ارے تو کون ہی برق
نے چاہا خنجر پکڑ کے جا پڑے دونو نکے پاؤن زمین نے تھام لیے ایک شعلہ بھڑک کر دونو نکے
چہرے پر گرا رنگ روغن عیاری کا اُڑا دیا تزلزل نے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا
ضرور عیار آئین گے مجھے آج یقین نہین تھا مگر یہ گمان غالب تھا کہ عیار ضرور آئینگے ہفت سر کی تلاش مین طلسم کشا
مین علیمو سواد رنگین قتل ہوئین راستہ کھل گیا مین جانتی تھی میرے قلعے پر ضرور آئینگے مین دشت ازلال
سے نگذرنے دونگی جب دشت ازلال مین وہ لوگ آکر مرے خیر تو ایمان و دولت نے یہی بھایا تھا کہ
مسلمانون سے جو بگڑا وہ مارا گیا دیکھو چھیڑنا اچھا نہین اگر اسوقت گلدستے پر نگاہ نہ پڑتی کاہکو بیدار ہوتی
گلدستے کو دیکھا مرجھایا ہوا پایا دلکو کھٹکا ہوا خمارشکن کو پکارا خمارشکن میرے بیر کا نام ہے اُسنے آتے ہی
شراب کو ناٹر اویا جام کا آغاز انجام بگاڑا پاؤن ان ظالمون کے زمین نے تھام لیے ان دونو نکو پاس
خداوند کے روانہ کرون ارے تم مین کوئی ایسا ہوشیار ہی کہ قید کو انکی بہ حفاظت لیجائے قصر سحر نگار پر
ان دونون کو پہونچا دے سب کنیزان نے دست بستہ عرض کی کہ واری ہمکو خوف آتا ہو شاید یہ راہ
مین کوئی فتور نہ برپا کرین تزلزل نے کہا کیا مجال ہی کیا اسکی پابند ہون کہ تمھین لیجاؤ مین روانہ کر سکتی
ہون یہ کہکے دو قفس منگوا نے سحر کیا دو ٹکڑے ابر کے آسمان سے پیدا ہوئے ایک ٹکڑا ابر پر دونون
قفس رکھے ایک ٹکڑا ابر ڈھانکا پکار کر آواز دی ای سحاب دریا بار قدرت قصر سحر نگار مین ہو کے کر
ہفت پیکر پر دیکھ لینا اگر قدرت وہان ہون تو وہین اُتار دینا یہ کہکے دو کاغذ لکھے ان سب کا
حال لکھا ایک کاغذ قفس عمرو مین باندھا اور ایک کاغذ قفس برق مین باندھا سحر کیا ابر دونون
قفسون کو لیکر چلا قفس دونون ابر پر رکھے ہین چرخ مارتے ہوسے جاتے ہین قضائے کار راہ مین
باغ فرتوت جادو ہی جو مصاحب ہفت پیکر ہی چاندنی رات تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین جمع
ہین گانا سامنے گا رہی ہی جام مے ارغوانی گردش مین ادھر خورد و کلان عیش و نشاط کی کوشش مین کہ
ایک کنیز کی نگاہ دُم اٹھ گئی کہا واری دیکھیے چاندنی رات مین ٹکڑا ابر ایک نیچے اور ایک اوپر بیچ مین دو
چیزین کالی کالی ہین کسینے کسی پر سونٹھ پھینکی ہی سحر جاتا ہی واری حضور تکلیف نہ ہو تو اسکو روک لیجیے

کسی بندۂ خدا کی جان نہ جائے **فرتوت** نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو بھی نہ سکے لیتی ہوں چھڑی **یاقوت** کی آگے رکھی تھی اُٹھا کے زمین پر مار دی ناگاہ ابر نے قفسوں کو چھوڑ دیا دیکھا دو قفس آہنی لہراتے ہوئے چلے آتے ہیں کنیزوں نے عرض کی کہ داہی یہ تو کچھ پتہ نہ ہوا ناگاہ ابر الگ ہو گیا دو قفس باہر آگئے یہ تو ملاحظہ فرمایئے لگا برزمین کوئی ساحر مخفی ہی **فرتوت** نے چھڑی اُٹھائی اشارہ کیا اے تو کون ہی جوان قفسوں کو لیے جاتا تھا آخر تو کسکا بھیجا ہوا ہی یہ قیدی کون ہیں یہ کہکے چھڑی ہلائی برق تڑپ کر ابر پر گری کہ ابر کے دو ٹکڑے ہو گئے پہلوے ابر سے ایک ساحر سفید کپڑے پہنے ہوئے گال پھولے پھولے گلوری کلّے میں دبی ہوئی چاندی کے کڑے چاندی کے چھڑے چاندی کا طوق پہنے ہوئے ہنستی ہوئی نمایاں ہوئی پکارا کہ اُس ساحرہ کو آواز دی بی **فرتوت** تمنے کیوں تکلیف اُٹھائی کیوں رنج رو کی یہ دو نو عیار ان اسلام ہیں **برق و عمرو** انکو ملکہ **تزلزل** نے گرفتار کر کے خداوند کی خدمت میں بھیجا تھا میں نے روک لیا اب انکو بہ حفاظت خدمت میں خداوندی پہونچا دیجیو یہ دو بلائے روزگار ہیں کہ **تزلزل** ایسی ہوشیار کو دام مکر میں جھنسا یا تھا طلسم کشا طلسم میں آگیا **تزلزل** نے سب کو گرفتار کر لیا اسنے پھر اسے نہیں گذرنے دیا حکم **قدرت** ہی کہ اپنے اپنے دربند سے ہوشیار رہو **فرتوت** نے **عمرو و برق** کو گرفتار کیا کہا اے **تزلزل** کو کیونکر خبر پہونچے کہ تیرے قیدی میرے پاس ہیں وہ گھبرائیگی کہ میرا سحر جاتا تھا کسنے روکا ہیں اب انکو خدمت خداوندی میں روانہ کرونگی **عمرو** نے کہا ای ملکہ عالم میں کوئی بیچارہ آپ لوگوں سے ہم مانگ کے کھاتا ہوں گانے کو آیا تھا **تزلزل** خفا ہوئیں حکم کیا کہ رات بھر گاؤ رات بھر گانے خوب بنایا حاضرین وقت کو خوش کیا تو صبح کو جاتے پیسے دیتی تھیں ہمنے انکار کیا انھوں نے گرفتار کر کے روانہ کر دیا ہم دہی گانے والے ہیں آپ کے سامنے گائیں ابھی رنگ جمائیں تو ہمارا کمال آپ کو معلوم ہو **فرتوت** اپنے مقام سے اُٹھی انتہا کا غصہ آیا ایک طمانچہ مارا **عمرو** طمانچہ کھا کے گرا زمین میں ایڑیاں رگڑنے لگا مُنہ سے کچھ نیلا نیلا پانی نکلا **فرتوت** نے دیکھا کہ یہ ایکی آنکھیں الٹ گئیں کان کی لوئیں لٹکیں ناک کا بانسہ پھرا **برق** چینیں مار کر رونے لگا کہا آپ سے لیے میرے باپ کو مار ڈالا میں خداوند **ہفت پیکر** سے فریاد کرونگا **فرتوت** نے کنیزوں سے یہ کہا کہ مر ہی جانا اسکا بہتر تھا یہ وہ شخص تھا کہ جسنے صدہا ملک ساحران برباد کیے لاش اسکی کھینچتی ہوئی لیجاؤ بیسہ دن بانع پھینک آؤ

جوبن

کنیزون نے ٹانگ پکڑ لی کھینچتی ہوئی لیچلین گلشن نام ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ لاش پر لاتین مارتی ہوئی کبھی پتھر اُٹھا کے ماردیتی ہو خواجہ دیکھتے ہین کہ عیاری تو کی تھی مگر یہ مار ڈالیگی کئی لاتین ماریں جاتی ہو پتھر سے سر توڑون جب جنگل مین پہونچی اور کنیزون نے لاشہ اُسی مقام پر ڈال دیا گلشن نے کہا تم جاؤ مین اسکو دیکھون گی ہر مرتبہ ہاتھ پاؤن ہلتے ہین اسنے عیاری کی دم روکا ہو مین پتھر سے اسکا سر توڑون گی سب لوٹ چلی گئین گلشن ایک بڑا سا پتھر لائی سمجھ گئی کہ پتھر سے سر توڑون جیسے ہی ارنے پتھر پر سر مارا خواجہ نے سر اُٹھا لیا بول اُٹھے اری کچھ دیوانی ہوئی ہو گلشن جھجک کے پیچھے ہٹی خواجہ ہو کہکے اُٹھ بیٹھے گلشن کانپنے لگی خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے کہ اری چل تجھ کو ودامہ نے بلایا ہو دیکھ وہ سامنے کھڑی پکار رہی ہو جیسے ہی گلشن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور رحباب مار دیا کپڑے اور زیور اُسکا اُتار لیا رنگ روغن عیاری کا لگا کے گلشن کی شکل بنے دوڑے ہوئے باغ مین فرتوت کے آئے کنیزین دروازے پر ملین اُنھون نے پوچھا کیون بوا گلشن کیا ہوا کہا ساربان زادے کی لاش پر ساحرون کا ہجوم ہو ایک طرف سے ودامہ آئی ایک طرف سے مشمش آیا آپس مین لڑ رہے ہین منہ کھول کے میرے پیچھے دوڑے تھے کہتے ہین تجھکو کھا جائینگے مین جان بچا کے بھاگی تم سبھون کے پاس آگئی اب مجھے ملکہ فرتوت کے پاس لیچلو وہ ساحرہ زبردست ہین اُن جادوگرون کو مار کر بچائیگی میری تو اُنکو دیکھکر جان نکلتی ہو وہ کم کرکے اُنکو مٹائینگی ورنہ وہ سب یہان گھس آئینگے مجھکو پکڑ لیجائینگے کنیزین گلشن کو ساتھ لیکر اندر آئین مگر گلشن انتہا کی بیقرار ہو فرتوت نے کہا ارے یہ کیسا ہلڑ ہو ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی گلشن نے لاش عمرو پر مشمش و ودامہ کو دیکھا وہ رونی پیٹتی آئی ہو کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اُسکو صبر نہین آتا فرتوت نے کہا ارے میرے سامنے لاؤ کنیزین جو گلشن کو سامنے لائین گلشن دوڑ کر فرتوت کے قدمون سے لپٹ گئی اسقدر روئی کہ پاؤن فرتوت کے تر ہو گئے سر اُٹھا کے کہا اری مجھ سے مفصل بیان کر کیا معرکہ گذرا گلشن نے کہا لاش پر عمرو کی بڑے بڑے ساحرون کا ہجوم ہو ذرا چلکر ملاحظہ تو کیجیے فرتوت نے کہا ان ساحرون کی کیا حقیقت ہو کہ ہماری لونڈی کو ستائین مین چلکر سب کو جلا دونگی گلشن نے کہا میرے ساتھ چلیے تو فرتوت گلشن کے ساتھ چلی کنیزون کو باغ مین چھوڑا گلشن فرتوت کو ساتھ لیکر جنگل مین

آئی گلشن بیہوش پڑی تھی برہنہ اُسے کر دیا تھا کہ دیکھیے وہ لاشہ عمرو کا پڑا ہے مشمش دو دمامہ بھی کھڑے ہیں جیسے ہی فرتوت اُدھر پلٹی حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اور زنبیل کر دیا فرتوت کی شکل بنکر باغ میں آئے کنیزوں سے کہا مجھ کو پاس ترلزل کے لیچلو کہ سب ماجرا اُس سے بیان کروں اس قیدی کو بھی لیچلو اُس سے کہدینگے عمرو عیار مرگیا اب اطمینان سے بیٹھو کوئی عیاری کرنے والا نہ رہا کنیزوں نے ملکہ فرتوت نقلی کو تخت پر سوار کیا میدان ترلزل مع کنیزان میں بیٹھی راہ کو رہی اسی اپنے میرے سحر کو روک لیا قید اُنکی خدمت خدا وند میں نہیں ہوگی کہ سامنے سے ابر نمایاں ہوا دیکھا فرتوت تخت پر سوار چند کنیزیں ساتھ برق بھی اُسی تخت پر قیدی ترلزل کھڑی ہوگئی کہا بوا آ ڈ تمنے برق کو کیونکر پایا فرتوت نے سب حال بیان کیا کہ بہن ٹھیک ہیں کر عمرو کا خاتمہ ہوا مشمش دو دمامہ اُسکو لے گئے اب وہ انہیں کے ساتھ رہیگا بہان جائینگے فوج کی فوج ساتھ ہوگی جس پر جا گرینگے اُسکا ملک تباہ کر دینگے اب بیٹھ کے تذکرہ کرو روح عمرو قبضے میں آئے کنارے آؤ ہم تم صلاح کرکے سحر تیار کریں یا ہاتھ پکڑ کے ترلزل کو کنارے لائی ایک انگیٹھی میں آگ سلگائی لوبان پاس سے نکالا کہا بوا اسے آگ پر ڈالو یہ نگاہ غور دیکھو معلوم ہوگا کہ عمرو سادر دنکے ساتھ پھر رہا ہو دیکھ تو وہ کسقدر مجمع ساتھ ہی عمرو کو پکڑا لو یہ احتیاسا ہی ترلزل نے لوبان آگ پر ڈالا دھواں جو بلند ہوا ترلزل کانپی اور تھرا کے گری خواجہ نے اُسکو بھی زنبیل میں ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے لیلی دوڑے ہوے باہر آئے کنیزوں نے کہا ہمارے ملکہ کہاں ہیں فرتوت نقلی نے جواب دیا برائے گرفتاری روح عمرو گئی ہیں روح عمرو کو لیکر آئینگی تم سب بیٹھو میں تمکو گانا سناؤں سب کنیزوں کو بٹھایا سازندوں سے کہا ساز درست کرو جب ساز درست ہوے تو یہ غزل گائی نظم

جب کہ وہ شعلہ پڑ کے بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا	دل شعلہ وار اُنکا دھڑکا اور دھڑک کر رہ گیا
حسرت اُس مذبوح پر تیرے کہ قاتل کوئی دم	زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا
پھر گیا کون آنکر در پر ترے خانہ خراب	شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہ گیا
سُنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر	آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہ گیا
ہر نفس اُس دامن مژگاں کی جنبش سے ظفر	دل میں اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

اس رنگ مین یہ غزل فرتوت نے گائی کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین اے فرتوت کیا کہنا تم تو عمرو سے بہتر گاتی ہو فرتوت نعلی نے کہا اب شراب پیو یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی اور شرابے دیگر سب حوالے کیے کہ سب ملکر پیو سب کنیزون نے شراب پی سب کو بیہوش کیا رستم کے سر پر کلاہ ہفت گوشہ پہنائی چالیسون جادوگرون کو مع برق کے اٹھا لیا اب نکل چلو ساحرون سے خواجہ و رستم کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر کے چلے گرد لشکر جو دیوار کھنچی تھی وہ دیوار گری کہ سب کو ہوش آیا باعث یہ ہوا کہ دونون زندہ ہین مگر کلاہ ہفت گوشہ رستم کے سر پر آئی رستم داخل لشکر ہوئے ترلزل و فرتوت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا سامنے رستم کے ان دونون کو ستون سے باندھا سوزن دونون کی زبان مین تھی نکال کر آواز دی کہ اے ترلزل و فرتوت تمنے اپنے سحر کی حفاظت بھی کی لیکن احکام قضا و قدر سے مجبور ہوئین ہین تم کو گرفتار کیا بہتر ہے کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کر ڈالونگا دونون قدمون پر گرین اطاعت دین اسلام قبول کی دربار مین رستم کے دیکھا سیماب جادو و دیگر ساحران زبردست موجود ہین سمجھین کہ یہ جوان صاحب اقبال ہے ان دونون کو بھی دنگل بیٹھنے کو ملے مصاحبین ہونے لگین فتاحی طلسم کی تدبیرین سب کرنے لگے ہفت سر قلعہ ہفت جوش مین بیٹھا ہے کہ چند طائر آکے پہونچے ترلزل اور فرتوت کا مطیع طلسم کشا ہونا بیان کیا ہفت سر نے کہا اسیطرح طلسم کشا اثر تا ہوا فتح کرتا ہوا ہمارے ملک مین بھی آجائیگا مگر انھون نے بڑا سر اٹھایا ہے کوئی ایسا ہو کہ جاکے سب کو گرفتار کر لائے بہن ہفت سر کی ملکہ سنبل ہفت گیسو نہایت حسین و جمیل ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہ اے برادر قلعہ ترلزل و قلعہ فرتوت قبضے مین طلسم کشا کے آئے مگر چند قلعے بیچ مین ہین انہیر خوب تلوار چلے گی بعد قلعہ فرتوت نوجوان زردر آور کہ نہایت پہلوان زبردست ہے جب اسکی سرحد مین پہونچیگا طلسم کشا کو اپنے زور پر ترانا ہے جب اس سے مقابلہ پڑیگا سر میدان زیر کرلیگا وہ شکین باندھ کے بھیجیگا اسکے نام فرمان مرحمت ہو کہین جا کر اسکو آگاہ کردین کہ طلسم کشا اب تیرے قلعے پر آئیگا ہفت سر نے فرمان لکھکر اپنی بہن ملکہ سنبل ہفت گیسو کو دیا سنبل طاؤس پر سوار ہوئی چار سو کنیزونکو ساتھ لیا بر سیاد تیار کیا اور اس ابر مین چھپ کر چلی نوجوان زردر آور اپنے قلعے مین بیٹھا ہے ذکر ہو رہا ہے کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہے قلعہ فرتوت و ترلزل تسخیر ہوگیا اب طلسم کشا کا اسطرف رخ ہے نوجوان کہہ رہا ہے اگر طلسم کشا کی قضا ہے تو ضرور

اسطرف آئیگا اور اگر ادہر آئیگا تو چیر کر پھینک دونگا پوچھونگا تمہارا رستم کسنے نام رکھا تھا بس نام بدلو اسی مین بہتر ہی اگر اُسنے میرا کہنا مانا تو بہتر سمجھتا ہون منجھلا بھائی اور اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قدرت سے کہکر خطا معاف کرا لونگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو سر کھینچکر پھینکدونگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مین ساحر نہین ہون کہ کلاہ ہفت گوشہ سے ڈرون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک نوجوان دیکھ رہا ہی کہ ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو سراپا خوب معشوق مرغوب پیشانی تھی نور ہفت گیسو شب دیجور رسا اُن کا کلین پشت پر پڑی ہین معلوم ہوتا ہی سات ناگنیان بل کھا رہی ہین گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی گلوری جو کھائی رشتہ سُرخی پان کا گلے مین یون معلوم ہوتا ہی گویا تار ریشم سُرخ شیشہ بلورین مین چمک رہا ہی سینے پر اُبھار جس سے معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو چمن مین ثمر آیا شکم صاف و شفاف ہمات ثابت ہوتا ہو کہ تختہ سیم ہی موے میان کو تار نظر کہون وہم کا مضمون کیونکہ ایسے خاموش رہنا بہتر ہی ایسی حسین مہ جبین نازنین کو نوجوان دیکھکر بیتاب ہو گیا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی تشریف لائیے مین نہایت مشتاق تھا ملکہ نے اس لفظ کا خیال نہ کیا نوجوان تخت سے اُٹھا اور نہایت عجز سے کہا تشریف لائیے اور بے اختیار پکار اُٹھا نظم

نازم آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است — بوالہوس خشین کہ آن بدخو سراپا آتش است
تا نسوزد خویش را پروانہ منشین بر پاے — مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است دگر بود ماہی فراج — در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
زد چنان چخماق محبت آتشے در دل مرا — کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اس طور سے نوجوان زور آور سے یہ غزل پڑھی کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بہت ناگوار ہوا سامنے اُسکے کرسی پر آ کے بیٹھی مگر تیور پر بل پڑے ہوے فرمان اپنے بھائی کا یاد تھا مین دیا نوجوان زور آور خوشامد کرنے لگا کہ آپ تشریف رکھین مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤن آپ گرفتار کرکے بجائیے مین دل سے راضی ہون لیکن یہان دو چار روز تشریف رکھیے مین جلسہ آپکے لیے آراستہ کرون گا گانون کو بلاؤن ملکہ نے بگڑ کر جواب دیا ذرا سنبھلکر باتین کرو ہوش اپنے درست کرو تم کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو ہمارے مزاج کے خلاف گذرے اگر بھائی صاحب

ان باتون کو سنتے تو بہت بدمعاغ ہوتے لیکن ملال پہونچا مجھل سکے کلام کرو آپ سے باہر نہ ہو ایسا نہ ہو بھائی صاحب کو خبر پہونچ جائے فوراً بگڑ جائین سگے بڑے بڑے بادشاہون نے نامے لکھے بھائی صاحب نے نامے پھاڑ ڈالے اور جواب صاف دیا کہ ہم اپنی بہن کی شادی نکرین سگے تم سر دربار ایسی باتین کہتے ہو شعر بھی دو چار ٹوٹے پھوٹے یاد سکھے پڑھ دیئے پکار پکار سکے یہ بھی کہتے ہو کہ دو چار دن نہ جائیے مین برائے انتظام طلسم کشا آئی ہون جا سکے گرفتار کرا دونگی یا جان دینے جاتی ہون طلسم کشا کا حسن عابد کش زاہد فریب مشہور ہی کئی شاہزادیان اُس سکے دام الفت مین پھنسین کہ اُنکا نکلنا دشوار ہی کوچہ تاریک مین بھٹکتی ہین یہ کہکے اُسیوقت اُٹھی طرف طلسم سکے روانہ ہوئی بیان رُستم نے کوچ کیا ہی قلعہ نوجوان پر آتے ہین سیماب نے ذکر بھی کر دیا کہ اب آگے وہ قلعہ ہی کہ جسپر پہلوان نوجوان زور آور حاکم ہی کہ اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی گرد اپنی عملداری سکے پہلوان نہین رہنے دیتا جسنے اکھاڑا کھو دیا فوراً اُسکو زیر کر لایا ایک صحرائے سبزہ زار مین طلسم کشا آکر اُترے مین شب کا وقت ہی شب ماہ مین جو گھبرائے وسط صحن مین بارگاہ استادہ کرائی سمک ایسا عیاز کین کا ساتھ مسند پر آ کے رُستم بیٹھے ایک جانب ملکہ سیما اور ایک طرف لالہ عذار اور ایک جانب سیمتن یہ عاشقان جمال رُستم کو گھیرے بیٹھی ہین سمک سے فرمایا کچھ گاؤ سمک نے چنگ مرصع نکالا اور غزل گا نا شروع کر دی نظم

ثنائے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی   سخن سکے وصف کا دل مین قیام رہتا ہی
مشام جان مین پہونچی ہی تیری بوائے گل   ہوا سے کون سا خالی مقام رہتا ہی
نقد مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل   تری گلی مین بڑا ازدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دل مین رہتی ہی   نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین داغون کی عدد سے فقط   مدام ہاتھ مین سبز جام رہتا ہی

اُسوقت کا سناٹا شب ماہ رُستم مسند پر بیٹھے ہین چند کس مصاحب عاشق جمال بیمثال بیٹھے نظارۂ جمال کر رہے ہین کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کا جو اُسطرف گذر ہوا صدا گانے کی کان مین پہونچی طاؤس پر سوار ہو کے آئی تھی ابر مین طاؤس چھپا ہوا تھا اشارہ کیا ابر پھٹا زمین پر آ مین در بارگاہ پر ٹھہرین گانا سُن سکے اور زیادہ شوق ہوا کہ اس جلسے کو دیکھون رُستم کا نام سُن رہے

ہین دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک مہ جبین چھڑی یاقوت احمر کی ہاتھ مین حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی اندر آئی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شمع روشن ہی چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی معلوم ہوتا ہی پیدہ ابر سے چاند نکل آیا بندے کان مین زمرد نگار کشت حسن کو سرسبز کر رہے ہین عکس جو عارض پر پڑا گل مہتاب پھولا سرسبز و شاداب ہوا رستم کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی سمک نے ہاتھ روک لیا رستم نے کہا آئیے وہ مہ جبین مسکرائی براقی دانتون کی ایسی کہ برق چمک گئی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا رستم نے فرمایا تشریف لائیے آپ خیر ان حیران کیا دیکھ رہی ہین سنبل نے جواب دیا صاحب ہم محل صحبت ہوئے ہم گانا سننے آئے تھے سمک نے کہا آئیے تشریف رکھیے کرسی پر سنبل بیٹھ گئی سمک نے جنگ مرصع کو پھر درست کیا آنکھین سنبل سے ملا کر پھر گانا شروع کیا سنبل گانا سنکر مبہوت ہو گئی ہوش و حواس باختہ لب پر مہر سکوت سمک کا گانا تو سن رہی ہی مگر دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی جاتی ہی کہ تیغہ کیتیان سپر سامنے رکھا ہی قبضہ اسکا زانو پر زرہ پہنے ہوئے جس سے نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی گرد چہرے کے ڈاڑھا مانند مہر کے گویا سورج کے گرد کرن ہی یا چاند گہن ہو ایک ایک عضو کو دیکھ رہی ہی کہ جوان تو ی تن قوی ہمت شیر پیکر رشک قمر ہی رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ سیماب وغیرہ کو یہان سے لیجاؤ سمک نے پاؤن مین سیماب کے گدگدی کی آنکھ سے اشارہ کیا کہ باہر جاؤ سیماب مجبور ہو کر اٹھی لالہ عذار ٹھٹھکی بیٹھی ہین اگر اٹھین کہ شاہزادی دل قدر ہین ناگوار ہو اسمک کا اشارہ کرنا سمجھین کہ شاہزادے نے کہا پلٹ کے سنبل سے پوچھا حضور آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کہان سے تشریف لائی ہین ہمین بھی بڑی خوشی ہی کہ آپ نے ہمین سرفراز کیا جتنا زنیان مہ جبین بیٹھی ہین سب پروانہ شمع جمال ہین لیکن آپ کا تشریف لانا باعث افتخار ہوا ہم کسی کار ضروری کو جاتے ہین ان باتون پر سنبل پریشان ہو گئی کہا بی بی تھین یہ شمع مبارک ہم تو اتفاق سے ادھر آئے گانا سنکر توجہ ہوئی چلے آئے تمھاری خوشی ہو تو بیٹھین ورنہ چلے جائین رستم سمجھے کہ لالہ عذار رشک سے باتین کر رہی ہو خلاف مزاج اس حور وش کے نہ ہو لالہ عذار سے اشارہ کیا کہ آپ باہر چلکر بیٹھین ہم نام و نشان پوچھ لین گے لالہ عذار باہر گئی سیماب بھی باہر گئی ستین بھی اٹھ گئی سب شاہزادیان باہر آئین مگر گرد بارگاہ پھر رہی ہین یہ بڑا خیال ہی کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو شاہزادے پر

دست اندازی کرے روزن سے جھانک رہا ہے جب سب جا چکے سمک بیٹھا ہے رستم نے ہر چند
سمک سے اشارہ کیا لیکن یہ اپنے مقام سے نہ اٹھا اسکو برا خیال ہوا رستم نے پلٹ کر پوچھا اے شمع
بزم رعنائی و اے آفتاب آسمان زیبائی تمھارا نام نامی کیا ہے کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا سنبل نے کہا
نام تو میرا سنبل ہفت گیسو ہے ہفت سر جادو کی بہن ہون کہ جو مالک تیغہ ہفت جوہر و
زرہ ہفت جوش ہے خداوند کی اسپر بڑی عنایت ہے خداوند کا فرمان آیا کہ طلسم کشا آتا ہے اسکا انتظام
کرو اگر تمھاری سرحد مین آئیگا تو فتور پڑیگا لہذا اپنی سرحد مین نہ آنے دو بھائی صاحب نے مجھکو تجویز
کیا کہ تم جاکر انتظار کرو مین برائے انتظام آئی تھی یہان گانا سنکر ایسا مزہ اٹھایا کہ سوچ رہی ہون کیون
آئی اپنے کو بیگانہ کیا بوقت شب مردانی صحبت مین آنا اسطرح صورت دکھانا ہمارے طریقے سے
خلاف تھا مگر اس عیار کے گانے نے دلکو بیقرار کر دیا اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا اقرار یہ کرآئی تھی کہ طلسم
کو لائی ہون وہ نہ ہی بلکہ اسیر دام گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی آپ اپنا نام بتائیے رستم نے کہا یہ صید
بے حقیقت آپ پر کیا موقوف ہے جسقدر ساحر طلسم کے ہین سب اسی فکر کے ہین کہ اس حقیر کو گرفتار
کرین مگر میرا مالک مجھکو بچاتا ہے اگر تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش دستیاب ہو تو لوح طلسمی
کی تلاش کرین قاعدہ جاننے والون نے کہدیا کہ جبتک یہ تحفہ جات نہ ملین تلاش لوح غیر ممکن ہے ملکہ
سنبل نے کہا آپ صاحب اقبال ہین ضرور آپکو یہ اشیا ملینگی لوح کا حال بتائے دیتے ہین کہ جب
جسطرح ان اشیا کا پتہ ملتا جاتا ہے اسیطرح سے لوح کا نشان بھی ملیگا آپ حسین و جمیل اپنے ساتھ والون
کے کفیل ہین لوح طلسمی کے ملنے مین بڑے جھگڑے ہین لوح ایسے شخص کے پاس ہے جسکو لحاظ نہ پاس نہ
مروت اور نہ انسانیت ساحر بلا ہے ... اقلیم مین جانا دشوار ہوگا اور تیغہ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوش کا ملنا سہل ہے ضرور پا جائیے گا پہلے یہان سے قلعہ پہلوانان ملیگا نوجوان زور آور
کہ اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہے وہ حضور کا سد راہ ہوگا اگر آپ نے اسکو زیر کیا اور زور مین اسپر
غالب آئے تو وہ خود راہبر ہوگا ما بعد قلعہ ہفت سر پہونچا دیگا وہان پہونچکر تدبیر ملنے اشیائے مذکور
کی بن پڑیگی ملکہ جب اٹھنے کا ارادہ کرتی ہے رستم کہتے ہین فرماتے ہین اب رات کم ہے جگو جائیگا
سنبل بیٹھی رہی شاہزادے نے کہا اب ہمارے بھی لیٹنے کا وقت ہے رات بھر بیدار رہے گیا کا
گانا سنا تم بھی پریشان ہو رہی ہو آنکھون پر نیند طاہر ہے گھڑی دو گھڑی آرام کرے صبح چلی جائیے گا

مگر وعدہ آنیکا فرما کے جائیگا ہمکو دم بدم اشتیاق رہیگا یہ کہکے رستم دنگل سے اُٹھے اور ساتھ سنبل کا ہاتھ
لیا سنبل انکار نکرسکی سر جھکا کے اُٹھی پلنگ پر رستم آکے بیٹھے سنبل تھراتی ہوئی چاہتی ہی زمین
الگ بیٹھون رستم نے اپنے پاس بٹھایا آپ بیٹے سنبل کو بھی پاس بٹھالیا سنبل شرم سے کانپ
رہی ہی کبھی کہتی ہی اے شہریار ایسا نہو میرے بھائی کو خبر پہونچ جائے وہ پہلوان وضع نہایت صاحب
شرم وحجاب ہی فوراً درپئے قتل کا ہو گا کئی شاہون نے تلنے سکھے انکو جواب سخت دیا رفقانے جو
سمجھایا کہ حضور بیٹی کو کوئی گھر مین رکھ نہین سکتا اُسپر اُسنے یہ جواب دیا کہ فنون سپاہگری مین بس طلسم
مین مشہور ہون یہ مجھسے نہو سکیگا کہ کسی شاہ کا سالا کہلاؤن بلکہ جب یہ کسی مرد سے اشارہ کریگی
اسے اور اُسے دونون کو مار ڈالونگا مجھکو تو اس کا بڑا خیال ہی رستم نے کہا دیکھا جائیگا اور ہاتھ بڑھا کر گود
مین لیا سنبل منھ ہٹاتی ہی کہ ایسا نہو لوے بد دماغ مین آکے رستم نے چاہا بوسہ لون سنبل نے
اسطرح منھ کو چھپایا کہ رستم کو خود حجاب ہوا کہا کیون اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان اسقدر
منھ کو چھپاتی ہو کیون شرماتی ہو کیا میری صورت سے نفرت ہی کہا اے شہریار دل کو رغبت
ہی کہ آپکے پاس بیٹھون لیکن بھائی بلاے روزگار ہی آپ کی بھی جان کا خوف آتا ہی اپنا اُس
خیال سے قلب تھراتا ہی قدرت اُسپر بڑی رحمت فرماتے ہین طلسم مین یہ انقلاب ہی کہ ساحرون کا
اعتبار اُٹھ گیا خواہ مرد ہو خواہ عورت جو آپ تک آیا آپ کا شریک ہو گیا مگر خداوند کا قول ہی کہ ہفت سر
جان دیگا تحفہ جات کا اُس سے ملنا دشوار ہی مجھکو بھی بڑا تردد ہی ہر چند کہ یہ سبب پیدا ہوا ہین تکدد کا دش
کرونگی لیکن نہین معلوم اُسنے تحفہ جات کہان رکھے ہین کسی وزیر وامیر کو آگاہ نہین کیا اُسکو انہی تحفہ جات
پر بڑا ناز ہی کئی سو برس سے اسی خاندان مین تحفے چلے آتے ہین کبھی اس خاندان سے گھر اہی
نہین ہوئی انھین حکایتون شکایتون مین رات گذری صبح کو اُٹھکر بیٹھے باتین ہو رہی ہین سنبل
یہی چاہتی ہو کہ پاس بیٹھی رہون باتین اس شہریار سے کیے جاؤن یہ سماں ہی لالہ عذار بھی تیمن
دیکھا ای سنبل ملی دلی بیٹھی ہین عارض پر نشان بوسہ کے دوپٹہ مسکا ہوا کرتی تھی آب رو ان کی
جابجا سے مسکی ہوئی سمک طشت وغیرہ لایا منھ ہاتھ ملکہ کا دھلایا جب دن چڑھا سنبل
نے عرض کی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مہلت ملے گی تو شب کو آؤنگی شاہزادے نے
کہا اللہ حافظ سنبل طاؤس پر سوار ہو کے چلی قضاے کار نوجوان زور آور ملکہ کے آنیکے بعد

نہایت بیقرار ہوا گوشے میں آکر تنہائی میں رونے لگا عیار اسکا سلیم تیز رو جانم ہوا آقا کو جو پریشان دیکھا بہ محبت پوچھا کیوں آقاے نامدار آپ کیوں اسقدر بیقرار ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا کوئی راز و نیاز دیسا ہی کہ غلام کو آگاہ نہ کیجیے نوجوان زور آور نے رو رو کر عاشق ہونا سنبل پر بیان کیا اور کہا میں نے بیقراری میں چند حرکتیں خلاف مزاج کیں وہ رنجیدہ ہوکر میرے سامنے سے اٹھی ظاہر میں تو یہی کہہ گئی کہ میں طلسم کشا کو لینے جاتی ہوں حسن و جمال طلسم کشا سارے طلسم میں مشہور ہے ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ وہاں جاکر دام گیسوے طلسم کشا میں پھنسیں یا نہیں رات بھر کہاں رہیں اگر یہ کہوں کہ سحر کے زور سے اپنے قلعے پر پلٹ گئیں تو وہ بعد تعظیم جو وہاں وہ نہیں جاسکتیں پھر شب کو کہاں رہیں سلیم تیز رو نے کہا میں ابھی جاکر خبر لاتا ہوں سلیم قلندر ہار ے زنبیلی لگاکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلا فقیر بنا ہوا لشکر میں پھرتا ہوا قریب بارگاہ رستم کے آیا دیکھا سنبل خیمے سے نکلیں سلیم نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیار طلسم کشا کا گا رہا تھا شب بھر گانا سنا سلیم وہاں سے پلٹا ملکہ سنبل قلعہ نوجوان پر آئیں دیکھا نوجوان پریشان بیٹھا تھا تخت سے اٹھا بڑے استقبال چند قدم آگے بڑھکر ہاتھ میں ہاتھ چاہا ڈالدوں ملکہ کو اسکی صورت سے نفرت ہی ہاتھ کھینچ لیا نوجوان کبھی ہاتھ باندھتا ہے کہیں ملکہ عالم آخر غلام سے آپ کیوں رنجیدہ ہیں میں آپکا تابعدار ہوں میرا تو آپ کی مفارقت سے عجب حال ہے دل پر ہجوم غم و ملال ہے یہ سنکر ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ سالا یہ شخص تو میرے بھائی کے مزاج سے آگاہ نہیں ہے کہ جسنے بڑے بڑے شاہان جہان کا پیغام پھیر دیا اور جواب صاف دیدیا کہ اگر اب کبھی ایسا پیغام کرو گے تو میں تمپر لشکر کشی کرونگا مقابلے میں اسکے کوئی پہلوان ٹھہرتا نہیں سنبل تو بگڑ بگڑ کے یہ باتیں کر رہی ہیں مگر نوجوان ہاتھ باندھے کھڑا ہے ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ میں تو آپکا تابعدار ہوں اگر سرکشی فرمائیے گا عاشق صادق کو زندہ نہ پائیے گا یہ ذکر تھا کہ سلیم عیار آکر پہونچا سلیم الگ بلا کر لیگیا نوجوان سے سب حال کہا کہ ملکہ عالم لشکر میں طلسم کشا کے گئیں شب بھر وہیں رہیں میرے سامنے انکی بارگاہ سے نکلیں آپ پوچھیے اسلیے طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیجیے گا یا میں لشکر کشی کروں طبل جنگی بجوا کر سر میدان لوگوں اور یہ بھی کہدیجیے کہ میں کسی کی مدد کا خواہاں نہیں طلسم کشا کی میرے نزدیک کیا حقیقت ہے اگر ایسے چار جوان ہوں تو میں چاروں کو زیر کردوں دو تو فقط اکیلے ہیں انکا بھی زیر کرنا کچھ

مشکل ہو مین یہ خواہان نہین ہون کہ تم میری مدد کرو تم جس واسطے آئی ہو اُس کام مین مصروف رہو
نوجوان غصے مین باہر آیا کہا شب کو پاس طلسم کشا کے جانا اور رہنا اب نہایت غصے مین بلبلا
باہر آیا ملکہ کو الگ بلایا کہا کیون ملکہ عالم ہے تو یہ اُنکا ہو کہ جسپر خداوندی کی نظر رحمت رہتی ہو اور مغضوب
درگاہ خداوندی کے سامنے بلا تکلف چلی گئین رات بھر وہین رہین یہ جو ہمین نے سُنا کہ معشوقان طلسم کشا
تمسے رنجیدہ ہین بہتر یہ ہو کہ مجھکو قبول کرو ورنہ فساد برپا ہوگا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ او احمق ہمنے تجھ سے
روز اول بھی کہا تھا کہ اپنے کو سنبھال تو نے کہنا ہمارا نہ مانا ملکہ صاف صاف ہم سے کہتا ہی مین
ان مقدمات سے نابلد ہون بھائی کو مین نے اقرار نامہ لکھکر دیدیا ہی کہ اگر کبھی مین مرد کا نام لون تو وہ
مجھکو قتل کرنا میرے جاینگی جو تمنے خبر پائی اُرک سبب تھا اختیار ملکہ چنگ مرشتی بکلایا تھا اُس نے دامن
سے دل کھینچا مین واسطے گانا سننے کے گئی اور طلبہ وقت یہ کہ آتی تو اب اپنا لشکر یہان سے اُٹھایئے
ورنہ فساد برپا ہوگا نوجوان نے یہ باتین سنکر کہا ۔۔۔ ملکہ عالم اگر میرا کہنا نہ قبول کیجیے گا مین بھی
بھائی پر لشکر کشی کرونگا میرا کوئی ہم نبرد [illegible] نہین ہو جاتا قلعہ [illegible] لونگا سحر کا ہنگامہ خیال ہو اکناف
مین میرے جو ساحر رہتے ہین وہ میرے [illegible] جب مین کوچ کرونگا وہ میرے ہمراہ ہونگے معرکہ کا
بریکار ۔۔۔ مین میرا کوئی ہم نبرد نہین ۔۔۔ آگے یہ سنکر کہ اب تحت [illegible] مین بیشک قصور نکر دیجیے
ملکہ طاؤس پرست اور جو ۔۔۔ نہ تھا ۔۔۔ ملک کے پاس گئی ۔۔۔ ہر چند کہ فراق رستم شاق ہی دل دیدار کا مشتاق
پلٹ پلٹ کے طرف لشکر طلسم کشا کے دیکھتی جاتی ۔۔۔ یہ کہ ۔۔۔ سے جا کر کیا کہون پردہ بھی رہے
اور ۔۔۔ مطلب ۔۔۔ ہو جاتی ہو ۔۔۔ سر پہونچی ۔۔۔ سر جادو تخت پر بیٹھا ہی رفیقون سے
کہ رہا ہو کہ مین میرے ۔۔۔ طلسم کشا کو لاتی ۔۔۔ گو استنبل آکر ہو ۔۔۔ چہرہ اداس ہو ہفت سر نے
پوچھا کیون اے فرزند کیا ہو تم ملول ۔۔۔ کیون ۔۔۔ ہو سنبل ۔۔۔ تمام کیفیت نوجوان کی بیان
کی کہ مین گئی تھی وہ لشکر کشی کرے گا ۔۔۔ کر ۔۔۔ ہے میرے جانے ہی وہ
باتین تھیین ۔۔۔ نے بڑھکر ہفت سر سے
عرض ۔۔۔ اسکو رقعہ کا نامہ دار
اندر آیا ۔۔۔ تمہاری بہن پر عاشق ہوا
۔۔۔ جادو وزن وشوہر سا ۔۔۔ ہین سحر کا

گھمنڈ نہ کرنا قلعہ تمہارا ویران کردونگا ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھاؤ بطور ڈولے کے اُسے پیش کش کرو تمہارے نام کے ڈنکے بجینگے طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کردونگا نامے مین درج کردونگا کہ ہفت سر نے گرفتار کرکے بھیجا ہی تمھین کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائیگی سب بار جنگ وجدل مین اپنے ذمے لونگا آپکی جرأت وشوکت مشہور ہوجائیگی اگر تامل کیا اور بہن کو مجھے نہ دیا تو وہ آفت برپا کردونگا کہ بہت پچھتاؤ گے سرحد چھوڑکر بھاگ جاؤ گے زور مین میرا کوئی مثل ونظیر نہین بہتر اسی مین ہی کہ معشوقہ گل اندام کو روانہ کرو اور تامل وتساہل جا بدولت پر شاق ہوگا دل میرا صورت زیبا وطلعت جہان آرا کا اگر مشتاق ہوا اور ظلم عشق سہا تمکو کیا نفع ہوگا ہم آخر کو آفت برپا کرینگے اگر خداوند کو لکھون وہ بھی منظور کرین خود بلوا کے شادی کرادین علاوہ اسکے تمھارے ملک کا نگہبان ہون جو کوئی تمھارے ملک کا قصد کریگا اُسکو روکونگا تمھارے قلعے تک نہ آنے دونگا ہر وقت جانبازی مین مصروف رہونگا جفائے عشق نہ سہونگا یہ نامہ پڑھکر ہفت سر نے ساحرونکو اشارہ کیا کہ نامہ دار کی گردن مین ہاتھ دو نامہ کو پھاڑ کر گلے مین ڈالدو اُس جہا سے کہنا کیون شامت آئی ہی وہ آفت برپا کرونگا کہ تجکو دیوانہ سودائی بنادونگا اس خیال محال سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے ساحرون نے نامہ دار کو نکالدیا نامہ دار روتا ہوا سامنے نوجوان کے آیا سب کیفیت بیان کی نوجوان نے جو حال سُنا سردار الدو سے اپنے حکم دیا لشکر تیار کرو جا بدولت ہفت سر پر لشکرکشی کرینگے چار لاکھ کا لشکر تیار ہوا گینڈے پر سوار ہوا ایک نامہ حلب محتشم واحتشام کو لکھا ایک منزل چلا تھا کہ گرد اُڑی ابر سیاہ پیدا ہوا زن وشوہر ساحر ہزار جادوگرون سے آکر پہونچے زن وشوہر نے حال پوچھا سب کیفیت نوجوان نے زن وشوہر سے بیان کی زن وشوہر نے کہا ای نوجوان نہ گھبراؤ وہ سحر کرین کہ ہفت سر کو دیوانہ بنا دین اور بہن کو اُسکی نکال لائین تمھارے ساتھ شادی کرین برات مین ہم بھی شریک ہون محتشم واحتشام اپنے زور دکھاتے ہوے ساتھ ہین نوجوان نے اپنے بھائی کمیل نیزہ باز سے کہا کہ تم چلکر قلعے پر ٹھہرو طلسم کشا کو نہ آنے دو کمیل نیزہ باز بالائے قلعہ آیا ہرکارے پرانے خبر طلسم کشا روانہ کیے یہان طلسم کشا کو لیجانے سنبل ہفت گیسو کے پریشانی ہوئی سر دربار فرمایا کیون ای ملکہ سیماب ہمارا ارادہ ہی کہ تا بہ ہفت سر پہونچین سیماب نے کہا حضور کو متغیر پاتی ہون سنبل کیا فکر گئی اُس روز سے حضور نہایت پریشان ہین ابھی راہ مین بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی پہلوان

نوجوان نرد ہے اور بری فکر کرے گا دباؤ ڈالے گا کہ حضور پلٹ جائیں رستم نے اسیوقت حکم دیا لشکر تیار ہو اسیوقت لشکر تیار ہوا سیماب سے کہا تم الگ الگ آؤ سیماب سے ایک ار تیار کیا لالہ عذار دسیمتن وغیرہ اس ابر مین مخفی ہوئیں اور آفتاب فلک سپر کا ہن تیرا غلم بنکر بالاے آسمان چمکتا ہوا چلا زیر ابر لشکر طلسم کشا روانہ ہوا یہان کمیل نیزہ باز بالاے قلعہ بیٹھا ہو کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اور صحرا سے گرد اڑی دیکھا طلسم کشا آ گئے آگے نشست ہو دالاکا لشکر پہلوان گنبد دان پر سوار نیزہ وار نیزے چمکاتے ہوئے اس گرد سے لشکر ہویدا ہوا کمیل نامدار لشکر رستم دیکھکر کانپ گیا قلعے سے باہر نکلا مقابلے مین طلسم کشا کے آکر اترا طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا پکار کر آواز دی طلسم کشا کو اپنی جرأت پر نازہی میرے مقابلے مین آئین تو حال معلوم ہو رستم نے گھوڑا نکالا مرکب استر مائل کبود زیر ران طرارے بھرتا ہوا نیزہ ہلاتے ہوئے مقابلے مین کمیل کے آئے کمیل نے جمال دیکھکر عرض کی آپ لائق مقابلہ بھائی صاحب تھے لیکن حربہ کیجیے اگر مین زیر کر دونگا تو آپنے لشکر کا بادشاہ کر دونگا رستم نے کہا ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پر درگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے کمیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چالیس ضربین ردوبدل ہوئی تھیں کہ رستم نے کاٹھکر تمپڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے کمیل کے نکل گیا کمیل نے قبضے پر ہاتھ رکھا ضرب اسکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لین کمیل نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوئے گھوڑون سے اور گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی رستم نے دنگ کر دیا جب پکڑ کے دو تین گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوئی ناک سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے کمیل چاہتا ہو چت ہو جاؤن اس مصیبت سے بچون ورنہ طلسم کشا مار ڈالیگا پہر دان رہے کشاکش کے زور ہونیکے رستم سے وڑے پندرہ قدم ریل کر لائے ہلا کے ہگ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کر دن حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہو دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بنا نو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا گھیر کر مارا چارون شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا حالا درشا گفتن پروردگار چہ میگوئی کمیل نے کہا جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرون کمیل کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اہالی فوج سے

پکار کر آواز دی یارو مین نے اطاعت کی جسکو مذہب لات و منات کی خواہش ہو وہ میرے
لشکر سے نکلجائے نہین خدائے نادیدہ کو سجدہ کرے سب افسر و ڈر پڑے سب نے بدل و جان اطاعت
کی رستم کو کمیل لیے ہوئے قلعے مین آیا تین دن رستم اُس قلعے مین رہے عملداری قائم کی چوتھے دن
کمیل کو اُسی مقام پر چھوڑا کمیل نے کہا مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے کہا تمھارا قلعے پر رہنا
مناسب ہی کمیل کو یہین چھوڑ انکے سوار یہان سے سے لیے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا بہ فر فریدونی
و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوئے یہان نوجوان زور آور محتشم و احتشام کو ساتھ لیے ہوئے
قریب قلعہ ہفت سر پہونچا ہفت سر نے جو سنا چار لاکھ فوج لیکر باہر آیا طبل جنگی بجوایا یہ بھی کہلا
بھیجا کہ اے نوجوان تجکو قضا لیکر آئی ہے دیوانہ کرکے چھوڑ دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوا کر دونون سردار
بارگاہون مین بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی طلسم کشا بھی آکر پہونچے ایک طرف لشکر طلسم کشا کا اُترا ملکہ
سنبل ہفت گیسو جو بارگاہ مین بیٹھی تھین طلسم کشا کو جو دور سے دیکھا تاب صبر نہ رہی بھائی صاحب
کے سامنے سے اُٹھین بھائی نے پوچھا بھی کہ بی بی کہان چلین دیکھو تمھارے واسطے یہ فساد
برپا ہو نوجوان نے مجھپر بالاعلان لشکرکشی کی ملکہ نے کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون نوجوان کو
میرا سر کاٹ کے دیدیجیے اگر لڑائی بڑھی تو ایسا پچھتاوٴگے کہ روتا پیٹتا گھر جائیگا یہ کہکے ملکہ اُٹھکر
چلین چند مصاحبین بھی اُٹھین ملکہ نے اُنکو اشارہ کیا کہ بیٹھو ایک مصاحب شیرین نژاد کو سر
قیس و فرہاد عاشق مزاج معشوقون کے سرکا تاج یہ سمجھ گئی اپنے ساتھ نہ چھوڑا جب ملکہ قصر مین آئین
شیرین نژاد نے پوچھا اری جسوقت سے لشکر طلسم کشا آیا اسیوقت سے آپ کو پریشان پایا اگر
اپنے مقام پر انصاف کیجیے تو نوجوان بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ ہی اگر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا چیر پھاڑ
کے پھینک دیگا ملکہ نے کہا تو کیا جانے ذرا نوشیروان نامہ دیکھ کہ لندھور کو زیر چرخ کون
مع ہاتھی اُٹھایا تھا وہ زور کیا کہ باپ انکے صاحبقران فرماتے تھے کہ ایسا زور مینے کبھی نہ دیکھا تھا
ہر چند کہ صاحبقران اٹھارہ برس کے سن مین بردہ قاف گئے دیوزادون سے لڑے
بڑے بڑے دیو نامی مارے مگر انھون نے یہ فرمایا کہ ایسا زور مینے کبھی نہ کیا تھا سات قدم تک لندھور
کو اُٹھا کر لیگئے فیل میمونہ پر وہ سوار تھے اٹھارہ سو من کا گرز نواحی مین تھا پچاسی گز کا قد و
قامت گویا تین پہاڑ جنبش مین تھے وہ سب لگا دُور کیا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جاکے

کرتے ہین ایسا کوئی معرکہ نوجوان کو بھی پڑا کسی مقام پر اپنے برابر کے پہلوان سے لڑا کم زور سلے اُنکو زیر کرلیا مین بچہ سے شرط بدتی ہون کہ اگر رستم سے مقابلہ پڑا نوجوان کو جان بچانا مشکل پڑیگی یہی ارادہ کریگا کہ جان بچا کر بھاگون شیرین نژاد نے کہا داری کتابون کی باتون کا کیا اعتبار ہی شاعرون نے جو چاہا لکھدیا ملکہ نے کہا تو رخ راست نویس مع سے یہی چاہتے ہین کہ معرکہ اصلی لکھین جو گذرا ہو اُس سے قدم نہ ہٹائین علامہ فیضی وغیرہ مصاحبان شاہ دہلی اُن دفتر دنکے مصنف ہین سات ہم مثل فیضی اِن دفاتر کے مصنف ہین وہ بھلا خلاف لکھینگے یہ باتین تھین کہ لشکر سے نوجوان کے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی شیرین نژاد نے کہا دیکھیے تین لشکر مقابل ہین کسیکا حوصلہ نہ پڑا مگر اسی نے طبل جنگی بجوایا اب خبر ہفت سکہ کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا اُدھر رستم نے زبانی سمک کے سنا اُنھون نے نوازش طبل کو حکم دیا شیرین نژاد نے کہا اگر آپ رضامند ہون تو مین جا کر نوجوان کو روک دون ہم لوگون کے پاس سے پیام بھیجا تھا کسی مصاحبان خاص ہو کہ ملکہ کو نہین سمجھاتین جب میدان مین لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا دفعتہً قتل ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سمجھا کر سے آؤ کل جو میدان مین آؤ نگا حصول مطلب واپس نہ ہونگا اگر مناسب جانیے اُسکو سرفراز کیجیے ملکہ نے آہ کی کہا شیرین نژاد تو کیا جانے تجھے ان باتون مین کیا دخل ہی فسانہ فرہاد و قیس سنا معلوم ہوا کہ عاشق کو آرام نہین ملتا دیکھی کیفیت ہی تو ہمارے پاس سے جا جو ہمارے دل مین آئے گا وہ کرینگے بچارا دیپر قابو نہین دیکھین یہ کمبخت کیا کراتا ہی انجام اسکا کیا ہو شیرین نژاد نے کہا مین جاتی ہون کہیے رستم کے پاس جاؤن کہ نوجوان کے پاس ملکہ نے کہا تجھے اختیار ہے جہان تیرا جی چاہے وہان جا مین تجھے پیام نہین دیتی ہون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

یاد گھر مین تجھے کیونکر کوئی مضطر نہ کرے ۔۔۔ اے پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نہ کرے
تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو ۔۔۔ اور بے خود مجھے فصاد کا نشتر نہ کرے
صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھولے وہ پری ۔۔۔ آئنہ سامنے جبتک کہ سکندر نہ کرے
از جو انو یہ مصیبت ہی کسی عاشق کی ۔۔۔ آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی ۔۔۔ دل کو شیرین کی طرح سے کوئی پتھر نہ کرے
کامیاب اور رہوے ہم رہے محروم قبول ۔۔۔ کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اس طرح ردو رد کر ملکہ نے شعر پڑھے شیرین نژاد ہر چند کہ سخت دل تھی مگر بے اختیار رونے لگی
کہا کہ واری آپ کی باتوں میں تاثیر ہو ہیک ایک کلمہ تیر ہو لونڈی پاس رستم کے جاتی ہو حال آپکی
بیتابی کا اُن تک پہونچاتی ہو آئندہ صبح کو جیسا ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے دل کو یقین ہو کہ وہ
شیر اس فیل پیکر پر غالب آئے بچے شیر کے فیل کو دھڑو کے مار کے بھگا دیتے ہین
سب جانور تسخیر ہو سکتے ہین مگر شیر کسی کے قابو مین نہین آتا یہ شیر بیشہ جرأت ہو شیرین نژاد
اُڑ کر چلی لشکر طلسم کشا مین پہونچی رستم دربار مین بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہین سمک دربار گاہ پر بھی
فکر مین ٹہل رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک نازنین طاؤس اُڑاتی ہوئی آسمان سے
آتی ہو دربارگاہ پر آکر اُتری سمک نے بڑھکر سلام کیا شیرین نژاد نے پوچھا کہ آپ کو
طلسم کشا سے کیا توسل ہو سمک نے کہا کہ مین غلام قدیم شاطر اس شہریار کا ہون یہ سنکر شیرین نژاد
نے کہا کہ ہماری طرف سے جاکر آداب عرض کر دو اور کہو کہ ایک کنیز حضور کی مشتاق ہو سمک
نے جاکر عرض کی رستم سمجھے کہ شاید ملکہ آئین خود اُٹھ کھڑے ہوئے دربارگاہ پر ٹہلتے
ہوئے آئے شیرین نژاد نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی اسم
گرامی کیا ہو کہا کنیز کو شیرین نژاد کہتے ہین ملکہ سنبل ہفت گیسو کی مصاحب ہون حضور
ملکہ کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو پیغام لیکر آئی ہون اگر حضور تکلیف کرین چند ساعت
کے لیے تشریف لے چلین رستم نے کہا کہ ہم تو ساتھ چلنے کو موجود ہین مگر وہ کیون نہ آسکین
شیرین نژاد نے کہا کہ اول تو خوف نوجوان زور آور دوسرے بھائی صاحب اُنکے نہایت
بدمزاج ہین یہی خیال رکھتے ہین کہ کہان جاتی ہو دمبدم دریافت کرتے رہتے ہین اسوجہ سے
کنیز کو بھیجا ہو شیرین نژاد نے ایک تخت تیار کیا اُسپر رستم کو بٹھا لیا لیکر چلی لیکن نوجوان جو
بہت بیقرار رہا محتشم جادو نے کہا کہ آپ بیقرار رہون مین جاکر ملکہ کو اُٹھا لے لاتا ہون یہ کہکر
محتشم جادو نوجوان سے رخصت ہوا اُڑتا ہوا آسمان پر چلا راہ مین اُسنے دیکھا طلسم کشا
تخت پر سوار ایک نازنین تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہو وہین سے اسنے للکارا کہ ای طلسم کشا
اجل تمھاری گریبان گیر ہو منہ محتشم جادو یہ کہکے جھپٹ کر قریب آیا اور ایک گولہ رستم پر مارا
شیرین نژاد نے بڑھکر گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا شیرین نژاد خاموش ہوئی زبان

بند ہو گئی اب تخت طرف زمین کے چلا محتشم سوچا کہ اگر یہ زمین پر گریگا تو ہاتھ پانوں ٹوٹ جائینگے
اپنے بڑھکر پایۂ تخت کو سنبھالا لیکن شیریں نزاد پردہ سحر کیا تھا کہ یہ طرف زمین کے چلی ہر چند چاہتی
ہوا اپنے کو روکوں مگر نہیں رک سکتی محتشم جھپٹکے کر آسمان سے اترا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کلمات سحر کہتا ہوا قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر کلائی
طلسم کشا کی پکڑی رستم نے بائیں ہاتھ سے اُسکا ہاتھ تھاما داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا پانچوں
اُنگلیاں جو پڑ گئیں رستم کا دست زبردست مع چنبر گردن سے محتشم کا اُڑ گیا شیریں نزاد بھی
قریب آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا کہ شہریار دشمن کو آپ نے خوب مارا میں تو زمین پر گرتی ہائیں
پسلیاں چور ہو جاتیں رستم خاموش ہو رہے لیکن لاشہ محتشم زمین پر گرا احتشام اُسکی زوجہ ادھر
سے آتی تھی لاشہ شوہر کا دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا تڑپ کر بلند ہوئی شیریں نزاد کو دیکھکر بیتاب ہوکے
گری کہ شیریں نزاد کے دو ٹکڑے کیے طلسم کشا کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے بربادکن
خاندان ساحران عالم تو نے میرے شوہر کو مارا یہ کہکر گولہ مارا پہلو سے ایک سنہرا پنجہ پیدا
ہوا پنجے نے اُس گولے کو تھپکی ماری گولہ زمین پر گرا جو سحر احتشام کرتی ہے اُسکا دفعیہ پیدا ہوجاتا
ہے پانچ چار طور سے اپنے گولے مارے کوئی گولہ تا بہ طلسم کشا نہیں پہونچا اٹلا جو ہوا ہفت سر
اپنے نقرے سے نکل آیا زمین پر لاشہ شیریں نزاد محتشم دیکھا سر تھامکے دیکھا احتشام طلسم کشا
پر سحر کر رہی ہے اور سحر تاثیر نہیں کرتا جب قریب طلسم کشا کے پہونچا ہے ماش کے دانے جلتے
ہیں گولہ اگر مارتی ہے سنہرا پنجہ پیدا ہوتا ہے گولے کو ہٹا دیتا ہے ہفت سر نے آواز دی کہ اے احتشام
زمین پر طلسم کشا کو گرا دے مابدولت چیر پھاڑ کر کھا جائیں احتشام برق بنکر چمکی چاہا کہ تڑپ کر
گردن تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو طلسم کشا زمین پر گرے پہلو سے آواز آئی کہ خبردار اور ایک
جال پڑا کہ جال میں احتشام پھنسی وہ جال بلند ہوا یہ ثابت ہوا جال کسی نے مارا ہفت سر
نے ایک گولہ مارا کہ جال کو آگ لگ کر جل گیا احتشام بھوئی چاہا کہ کڑک کر گردن تخت توڑ دوں
اس خیال سے چلی کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے آواز آئی کہ او گیدی یہ طلسم کشا کو بے وارث
سمجھی ہے غلام اُنکے حاضر ہیں منم آفتاب فلک سیر دس پانچ خنجر احتشام نے توڑے
ایک خنجر مثل برق کے تڑپا گلوگاہ پر پڑا سر کٹ کر اُسکا زمین پر گرا آفتاب پایۂ تخت پر ہاتھ ڈال کر

اُتنے عرصے مین تخت کو لے بھاگا کہ احتشام کے مرنے کا اندھیرا ہو گیا تھا ہفت سر نے دیکھا کہ لاشۂ احتشام زمین پر تڑپ رہا ہی اور تخت غائب ہو گیا الغرض شیرین نژاد اُٹھوا کر ہفت سر لایا ملکہ سے دریافت کیا کہ طلسم کشا کو یہ کیدن بیٹھی گئی تھی ملکہ نے کہا کہ شاید شیرین نژاد جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی کمین سیے جاتی تھی زن دشوہر نے راہ مین گھیرا کاہن طلسم کہ ساحر زبردست اور بھائی طلسم کشا کا ہی وہ لڑ بھڑ کر نکال لے گیا بھائی کے سامنے انکار کیا کہ نہین معلوم یہ لشکر طلسم کشا مین کیونکر گئی اور کیون گئی مین نہین جانتی ہرچند ہفت سر نے دریافت کیا راز کی بات نہ کھلی مشیرون نے عرض کی دن چڑھ آیا لشکر میدان کارزار مین آنے جاتے ہین اور نوجوان بڑے زور و شور سے اکڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکارتا ہو کہ مین دونون لشکرون کو جواب دونگا طلسم کشا کہ دشمن خدا دند ہو اس باعث سے اسکو قتل کرونگا اور ہفت سر تو خاص حریف ہی یا اپنی بہن کو دیگا یا قتل کرونگا مگر زن دشوہر کے مارے جانے سے مکدر ہی ملکہ نے کہا کہ بھائی صاحب ایسے رذیل سے دور ہی رہنا بہتر ہی آپ ملاحظہ کر یگی مین دور سے سحر کرونگی آپ ملاحظہ فرمائیے گا اُسوقت ہفت سر سوار ہو ملکہ طاؤس زرین بال پر گئی لاکھ ساحر پشت پر بھر رنگ بجر نگ کرتے ہوے گولے اُچھالتے ہوے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے نوجوان آیا ہو صفین جما رہا ہی رستم کو جو کاہن لیکر آیا رستم کاہن پر خفا ہوے فرمایا کہ ای برادر ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو ہمکو بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای شہریار ساحر دغیر ساحر سے بڑا فرق ہی اگر غلام مصروف نہ ہوتا بندگان عالی کے واسطے بڑی مشکل تھی خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ دونون حریفون کے لشکر میدان مین آگئے رستم نے زرہ اسلاح ذات پر آراستہ کیے لشکر ساحران دغیر ساحران کے آگے آگے سمند رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے میدان مین آکر پہونچے دیکھا کہ ایکطرف لشکر زور آور اور ایک جانب لشکر ہفت سر لیکن زور آور نے جو طلسم کشا کو بہ این شوکت دشان دیکھا جل گیا گینڈے کو بڑھا کر سرا پا میدان کا دکھایا نیزہ ہلایا گیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم نوجوان زور آور اگر ارادہ کرون تو پہاڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دون مگر زمین میری فوج کا بار نہ اُٹھا سکے سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے مرکب نکالا کاہن نے کئی مرتبہ عرض کی کہ غلام جائے لشکر ساحران جما کھڑا ہی ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سحر کرین تو باعث

نہ مانی جو رستم نے نہ مانا فرمایا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ قانون نہیں جسکو حریف بلائے وہی میدان مین جائے
اب ہم مرکب نکال چکے ہمکو نہ روکو یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا گھوڑے نے کنوتی بدلی آنکھیں ابل پڑین
فر فر نتھنون سے صدا اسپند طرار سے ٹھیرتا ہوا آتا جو ملک نے جو دیکھا کہ طلسم کشا برائے مقابلہ نوجوان
آپہونچے یہ نگاہ غور دیکھنے لگین آگے نکا ورزن ہوے پانچ قدم گینڈا نوجوان کا اور تین قدم رستم کا
گھوڑا پیچھے ہٹا ملکہ خوش ہوگئین زور آور ہے جو جمال رستم دیکھا خجل گیا جی مین کہتا ہے کہ یہ تو خود
معشوق ہے کیون نہ اسکو نازنین چاہے ہم پہلوان سپاہی وضع لیکن لازم یہ ہے کہ سامنے معشوقہ کے اسکو
زمین پر کر پھینک دون کہ معلوم ہو سپہ گری یہ چیز ہے یہ کہکر طرف لشکر ہفت سر کے دیکھا نیزہ طلسم کشا پر
مارا طلسم کشا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر دیکھ رہے ہین اور ملکہ سنبل
بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ دیکھو طلسم کشا نے زیادتی کی کیا لطف سے بند نیزے
کے کھول رہے ہین ہر مرتبہ خانہ زرہ مین سنان نیزہ رکھ دیتے ہین جسم سیاہ اسکا مثل سپر قطرہ خون کا نہ
آتا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تختہ آہن پر سرخ نقطے دیتے جاتے ہین دیکھنے والے تعریفین کرتے
ہین ہر ایک کا قول ہے یہ فرزند صاحبقران فنون سپہ گری مین طاق علوم و فنون مین شہرہ آفاق اسسے
کون سر بر ہو سکتا ہے چالیس طعنین رد و بدل ہوئین اکتالیسوین طعن پر وہ پیچھے ہٹ گیا رستم نے
نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اسنے پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا یہ وہ تلوار ہے کہ اگر پہاڑ
پر مارون ٹوٹ جائے بیچ کا ٹون یہ کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا ملکہ خوش ہو کر
اچھل پڑین بے اختیار منہ سے نکل گیا فنون سپہ گری انکے ملازم ہین کیا روکا ہے الجھا ہے سے
ہاتھ نکال کر آواز دی کہ او مغرور خبردار ہاتھ تیغہ کپتیان کا مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ
کپتیان ساتہ سو من کا تیغ دست زبردست رستم سے سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود و
دو ملفہ و چینی زرہ ٹوپ کو کاٹ کر سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندلی سینے
سے مانند سیماب اتر کے بنائے فساد کو ویران کر کے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ملازم اسکے چار پانچ
لاکھ لاش اپنے آقا کی دیکھکر تلوارین کھینچکر رستم پر آپڑے سحر کرتے ہوے جو یہ لوگ بڑھے سیماب بن کے
گری ایک طرف سے کاہن نے بڑھکر گولہ مارا کئی سو کے سر چھٹے ملازمان نوجوان بہ جانبازی لڑ رہے
ہین چاہتے کہ طلسم کشا کو کمین ساحرون نے آکر رستم کو گھیر لیا ملکہ سنبل نے بھائی سے کہا کہ اگر تمھاری خوشی ہو

تو ہم باغی کے لشکر کو تباہ کریں ہفت سر نے کہا کہ ایسا ان بچاؤں کو مار لو ملکہ طاؤس آگے بڑھ کر بیچ غول میں فوج کے پہونچیں چار طرف چار گولے بارود کے بھر گولے میں دس پانچ کے سر بچے اور سو دو سو کے سر اڑ گئے قلب فوج میں انقباد جادو کہ سپہ سالار لشکر ہو فوج کو ترغیب دیا ہوا اغلہ اور کو بڑھاتے ہوئے آتا تھا جہاں علم ٹھہرا وہاں اسی نشان پر خروج جم بانی ہوا انقباد بھی جم کے سحر کرتا تھا ہزار ہا غیر ساحر ذکو اسنے مار اجیب گولہ پھینکا کہ اس سے دعوان نکلا سو دو سو نابینا ہوئے زیر کوہ سر نگا کر مر گئے رستم ملازمون کے مرنے پر کف افسوس ملکر رہتا ہے ہیں چاہئے ہیں کہ جا کر انقباد کو قتل کر دن نوجوان کا م اسکے ساتھ جاؤ ہو ایک پلٹن کو ہٹا یا۔ سہ ہزار سالہ آکر جم گیا ایک ۔ رسالہ ہٹا دو پلٹنیں آکر جم گئیں تا انقباد پہونچنا دشوار ہو ملکہ نے جو کئی مرتبہ دور سے اسکی بدعت دیکھی اور رستم کو کبیدہ دیکھا بہت ناگوار ہوا ملکہ نے للکار کر آواز دی کہ او نامرد ساحر پر سحر کر غیر ساحرون کو قتل کر کے بہت پھولا ہی شوکت پر گھر کر کے اپنے کو بھولا ہوا اسنے گولہ ملکہ پر مارا ملکہ نے اس گولے کو ہاتھ پر روک لیا اپنا قطرہ خون کا اسپر ڈالا آواز دی ای باغ دبہار رنگ بہار دکھا دے جیسے ہی گولہ مارا گولہ جا کر پھٹا گل ضد سے سر سبز نکلے پتون نے تالیان بجائیں رخ گل پر سرخی آئی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرنے لگے گولہ جو پھٹا اس سے دھواں جو نکلا ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا ابر سیاہ سے تلوارین برسنے لگیں اس ابر سے آواز آئی کہ ای انقباد صاحب بیداد ذرا سر اٹھا کے دیکھو اسنے سر اٹھایا دیکھا لگہ ابر پھٹا ایک ماہ زمین مہ جبین سے سرکا لالا کھا ہونٹون پر جما ہوا اسپر سرخی خون عاشق ہونٹون سے مسیحائی ظاہر دندان گوہر آبدار بلکہ آب گوہر پانی بھرے دہن غنچہ گلزار خوبی قد سرو باغ محبوبی کاکلیں چہرے پر لہرا رہی ہیں یہی چاہتی ہیں کہ دل عاشق کو ڈسیں یا زنجیریں ہیں کہ چاہنے والے کو اپنی کسیں انقباد گھبرا کر بے اختیار پکار اٹھا نظم

اسکا مقتول ہون میں جسکا بدن دُہرا ہی	گو اکہرا ہی مرا جسم کفن دُہرا ہی
ہے اقرار تھا آنے کا گیا غیر سے گھر	تجھسے شکوہ ہے مجھے ای عہد شکن دُہرا ہی
رنگ ہی یہ دو چند درد دہ بو تجھ میں	فرق ہی ان زانون کو ای مشک ختن دُہرا ہی
کرے ہے جانان میں زخمی گیا ہی تو علاج کا ہی کو	روح ایک ہی در سفر ای اہل وطن دُہرا ہی
باغ میں سیر رخ یار کی ہی مدت بعد	آج پھولا ہی نظر دن میں چمن دُہرا ہی

بکھری زلفون مین جو ہین چاند سے دونون عارض ہم سمجھتے ہین کہ یہ چاند گہن ٹھہرا ہی
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش ایک ہی پر مژہ سبب ذقن ٹھہرا ہی
قدموزون سے مگر بار رخ ایست پا یا آج تو کس لیے ای سرو چمن ٹھہرا ہی
کان تک پہونچا تو عارض سے ملی اور چمک آب مین آ گئے سے اب دُرِ عدن ٹھہرا ہی
خار غم سینے مین اور پاؤن مین صحرا کے خار غم یاد وطن و اہل وطن ٹھہرا ہی
کوے جانان کی فضا ہی نہ بیابان ہجانان ہی دشت غربت مین غم ای اہل وطن ٹھہرا ہی
شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہی قبول گو کہ رہ ہر تلے پنہان وہ بدن ٹھہرا ہی

جب اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار انقباد کے سُننے ہنس کر آواز دی کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی ساتھ والون کو ساتھ لے دیکھ صحرا کس بہار پر ہی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سُن رہا ہی کیا کیا غزلین گاتی ہین خاص تجھی کو سُناتی ہین تو کتنی فوج کا افسر ہی انقباد نے آواز دی ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہون اُس نازنین نے کہا کہ ان سب کو ساتھ لے اپنے قلعے پر چل کیل نیزہ باز سے جنگ کرنا لیکن جو کام کرنا ہماری یاد رہے بھول نہ جانا ہم ہنرلون سے تیرے مشتاق ہوکر آئے تجکو بھی کچھ خیال رہے یہ کہتا تھا کہ انقباد نے گینڈا پھیر اُپکار کر آواز دی کہ بھائیو آؤ اب اس کشاکش سے نکل چلو افسر نے ناحق جان دی طلسم کشا کو کیا سمجھا تھا طلسم کشا حقیقت مین رستم ہی دیکھو کس زور سے لڑ رہا ہی جس غول پر گیا افسر ہی کو تاک کر مارا فوجون کو بے سردار کر دیا لاشون سے افسرون کے میدان بھر دیا اب اس جوان سے مقابلہ کیا ضرور اپنے قلعے پر جا کر سمجھلین گے ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر آئے علم فوج بھی ساتھ ہو سب کو لیکر طرف قلعے کے چلا جب نظر دن سے سبکی وہ نابود ہوا ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ اور وہ نازنین غائب جنگل مین پھر خاک اُڑنے لگی رنگ رویہون کے متغیر ہفت سر نے طبل امان بجوایا رستم بھی اپنی فوج لیکر بیٹھے کاہن ہنستا ہوا حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار آج جنگ مین ملکہ سنبل ہفت گیسو نے کیا کارنمایان کیا کہ انقباد کو دیوانہ کر کے طرف قلعے کے روانہ کیا اب وہ قلعے پر جاکر آفت برپا کرنگا رستم نے کہا کہ وہ قلعہ تو اسلام آباد ہی کاہن نے عرض کی کہ جو کچھ ہو وہ اب پھیرے تو پھیرے ملکہ جو پلٹ کر آئین بھائی سے کہا کہ آپ نے دیکھا مین نے انقباد کو کہان روانہ کر دیا اب جاکر قلعہ ویران کریگا یہ سُنکر

ہفت سر نے کہا کہ طلسم کشا برائے حصول زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر آیا ہی اسکے لیے کیا تدبیر کرون ملکہ نے کہا کہ آپ بیٹھیے ہم اسکی بھی تدبیر کرلین گے یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوئی طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان رستم بیٹھے ہین کہ ملکہ آکر بیٹھین رستم نے کہا کہ ای ملکہ عالم تمنے القباد کو طرف قلعے کے روانہ کردیا وہ جاکر وہان آفت برپا کریگا وہان کمیل نیزہ باز ہی وہ مسلمان ہوچکا ہی ہم اس قلعے کو فتح کرائے دیتے ہین اگر ہوسکے تو اُسکو روکو ملکہ نے کہا کہ کنیز ابھی روکتی ہی یہ کہکے ایک گولہ اسطرف پھینکا اور آواز دی کہ ای بہادر پیر القباد کو چھوڑ دے وقت وہ تھا کہ القباد سامنے قلعے کے پہونچا تھا چاہتا تھا کہ قلعے پر یلغار کرے کہ ایک ہوا سے سر وجلی القباد رک گیا کمیل کے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ تمھارے آقا نے مجکو بھیجا ہی مین تمھارے ساتھ قلعے کی حفاظت کرونگا کمیل و القباد قلعے مین رہنے لگے انتظار مین اپنے آقا کے بیٹھے ہین ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کردیے کہ دیکھو آقا کس مقام پر ہین ہرکارے روانہ ہوگئے یہان ملکہ نے بعد انتظام القباد و رستم سے عرض کی کہ آپ لشکر کو لیے فروکش رہین ہفت سر کو خوف پیدا ہوا ہی اور کنیز فکر مین ہی نہین معلوم اُسنے زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کہان رکھا ہی اس قلعے مین نہین ہی اور ہفت سر آپکے آنے سے کانپ رہا ہی جسدن اُسنے مجکو بتایا مین لاکر حاضر خدمت کرونگی کیا مجال ہو کہ کوئی اس مقدمہ خاص مین دخل دے یہ کہکے ملکہ رخصت ہوئین اپنے قصر مین آئین اسباب سحر رکھ کے باہر نکلین ہفت سر نے پوچھا کہ ای نور نظر کہان گئی تھین ملکہ نے کہا کہ کہین نہین مگر بھائی صاحب آٹھ پہر اسی فکر مین ہون کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون سیماب و کاہن آٹھ پہر اُسکے ساتھ رہتے ہین لیکن بھائی صاحب یہ تو بتائیے کہ آپنے تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش کہان رکھی ہی اگر مجکو معلوم ہو تو مین بھی آٹھ موکل مقرر کرون وہان کوئی نہ جاسکے ہفت سر نے کہا کہ ای نور نظر یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعہ لقمان ثانی کہتے ہین لقمان بُردبار وہانکا حاکم و ناظم ہی اُسکے قبضے مین تیغہ ہی اور زرہ ہفت جوش وہان سے آگے بڑھکر بارہ کوس پر ایک اور قلعہ ہی اور قلعہ زنار اُسکا لقب ہی ملکہ زنار بلا افگن وہانکی حاکم و ناظم ہی جب یہ دونون قلعے فتح ہون تو یہ اشیا ملین مگر تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا تمام طلسم مین مشہور ہو کہ ہفت سر حاکم اشیاے مذکورہ ہی طلسم کشا آیا ہی پڑا رہیگا آخر مجبور ہوکر چلا جائیگا مجھسے ان اشیا کو کیونکر پائیگا ملکہ سنبل ہفت گیسو یہ سنکر خاموش ہو رہین کہ

بھائی صاحب بھلا مین ذکر کرونگی سحر روانہ کرتی ہون قلعۂ لقمان ثانی پر کہ قلعے کو گھیرے رہے جو کوئی جانے کا قصد کرے اُسے روکے قلعے مین نہ جانے دے جس روز یہان یہ معرکہ درپیش ہوا لقمان بُردبار کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچ گیا بعد استیصال ہفت سر طلسم کشا اسلاف کا رُخ کریگا اسنے چند نقاش مقرر کیے کہ طلسم کشا کی تصویر لاؤ نقاش روانہ ہوے لشکر رُستم مین آئے ایک نقاش بہزاد نامے نہایت دلیر اور کاردان ہر وقت دربار بارگاہ طلسم کشا مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون سرکار کی تصویر کھینچون تمام طلسم مین تصویر آپ کی بھیجی جائیگی کہ تمام شاہان دربند دیکھین اور تصویر دیکھکر خائف ہون رُستم نے کہا کہ کھینچ لو بہزاد نے تصویر کھینچی تصویر کھینچ لے گیا لاکے لقمان بُردبار کو دی لقمان تصویر لیے ہوئے اُٹھا بیٹی اسکی شعلۂ جوالہ نہایت حسین ہو اسکو دیکر کہا ای نور نظر اس شکل کے آدمی کو جو کوئی لائے قدرت پر احسان ہوگا شعلۂ جوالہ نے وہ تصویر ہاتھ مین لی بغور دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت رُستم شوکت تخت زرین پر بیٹھا ہی تیغہ کمر مین قریب تخت زرین پشت پر ایک عیار شل گلدستے کے کھڑا ہی مگس رانی کر رہا ہی گرد بڑے بڑے ساحر تصویر زیبا دیکھکر شعلۂ جوالہ بہت جھڑکی مگر کیا جواب دے دل پر صدمہ لیا رات بھر جاگی تڑپا کی اسی خیال مین کہ اس شیر تک کیونکر پہونچون آخر خیال مین آیا کہ سنبل ہفت گیسو قلعۂ ہفت سر پر موجود ہی وہ ہماری دوست ہی اُس سے چلکر بیان کرین وہ نہایت عقیل ہی شاید کوئی تدبیر بتائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی طرف قلعۂ ہفت سر کے چلی یہان ملکہ سنبل ہفت گیسو اپنے قصر مین بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سامنے سے پیدا ہوا ملکہ سنبل کھڑی ہوگئین رفیقون سے کہا کہ ہماری بہن آتی ہین استقبال کرکے شعلۂ جوالہ کو مسند پر بٹھایا بعد شراب و کباب پوچھا مزاج کیسا ہی شعلۂ جوالہ نے آہ کی کہا کہ تم ہمارے رنج و راحت کی شریک ہو ہماری عجیب کیفیت ہی ابتو یہ صورت ہی

نظم

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون ... یار آنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

[illegible] کرتا ہون اور دو نکے فسانے مین بیان ... نام محبوب پوچھنے مین صاف مکر جاتا ہون

[illegible] ہی نوید دن کی سبے استقبال ... سر کبھی کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

[illegible] تو جانون کہ ہو آج وصال ... کب شب ہجر کے آنیسے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہو قاصد نہ پھرا — سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون
نہ ملا مجکو کہین عالم امکان مین پتہ — اب عدم ڈھونڈھنے کو اُن کی کمر جاتا ہون
ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اُنسے کچھ کم — بوسے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار — خود مین چشمون کی نظر دن سے اُتر جاتا ہون
رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون — کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون
قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دین گے — منزل عشق مین مین اُنسے گذر جاتا ہون
جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت — توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون
شب معراج مجھے ہوتی ہو رعنا شب ہجر — روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

اس طرح سے یہ اشعار **شعلۂ جوالہ** نے پڑھے **سنبل** تو خود چوٹ کھائے ہوے تھی یہ اشعار سنکر بیقرار ہو گئی کہا کہ کیون **شعلۂ جوالہ** اسقدر گرم مزاج ہو رہی ہو کہ باتون مین دہن سے دھوان نکلتا ہی شاید کلیجہ جلتا ہی کس ظالم پر مائل ہو مین کسکے تیغۂ ابرو کی گھائل ہو مین ملکہ نے بغل سے تصویر نکالکر سامنے **سنبل** کے پیش کی کہا کہ اس ظالم نے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹا **سنبل** نے دیکھا کہ تصویر طلسم کشا ہی گھبرا گئی مگر سمجھی کہ طلسم کشا تو اپنے زمانے کا یوسف ہی جو دیکھیگا وہ عاشق ہوگا لیکن یہ دختر **لقمان** بُردبار ہی جو تنگنے کا حاکم ہی اسکی ذات سے بہت سے بلے گا یہ سوچکر کہا کہ دیہان دربار یوسفی ہی جسوقت چاہو چلی جاؤ وہان روک ٹوک نہین کئی عاشق پہلو مین بیٹھے ہین ملک و مال چھوڑ کر ساتھ دیا سلطنت چھوڑی طلسم کشا بھی اُنپر مہربان ہین تم بھی چلی جاؤ دیکھو اُمین سفارش نامہ لکھدون **شعلۂ جوالہ** نے کہا کہ کیا اُنکو طلسم کشا پہچانتے ہین **سنبل** نے کہا کہ تحریر سے آگاہ ہو جائین گے تمکو بھی پہچانین گے **سنبل** نے رقعہ لکھا کہ ای برورد و صدرنجہ ! ذی وغزال صحراے سبے اعتنائی زاد اللہ حسنکم **شعلۂ جوالہ** طالب دید از فیض آثار حاضر خدمت فیضدرجت ہوتی ہین زیارت سے اُنکو سرفراز فرمائیے ذرہ ہفت گنج کا انسے پتہ ملیگا انپر سرفرازی فرمائیے گا راقمہ رقیمہ نیاز **سنبل** ہفت گیسو عاشق جمال یہ رقعہ **شعلۂ جوالہ** کو دیا کہا کہ لو بہن اسکے ذریعہ سے جاؤ **شعلۂ جوالہ** طاؤس پر سوار ہوئی رقعہ لیکر چلی یہان دربار مین **رستم** بیٹھے ہین کاہن سے باتین کر رہے ہین یہ ذکر درپیش ہی کہ دیکھیے زرہ ہفت جوش کیونکر ملے کہ برق چمکی **شعلۂ جوالہ** آکر بہوچکی زمین بوس ہوئی طلسم کشا کو دیکھا کہ دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین یا تو

تصویر دیکھی تھی یا صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا رعب و دبدبہ دیکھکر بے تسلیم خم ہوئی رستم نے بھی جمال بیمثال شعلۂ جوالہ کا دیکھا کہ عارض رشک قمر ہے سیمبر سمن عذار سرو قد خورشید خد شیرین گفتار دلربا رفتار دانت گوہر لبوں میں مسیحائی سراپا کی رعنائی و زیبائی دیکھکر فرمایا کہ اے محبوب دلنواز کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شعلۂ جوالہ نے وہ رقعہ پیش کیا رستم نے وہ رقعہ پڑھکر کاہن کو دیا کاہن نے بڑے اعزاز و اکرام سے شعلۂ جوالہ کو بٹھایا جب شعلۂ جوالہ بیٹھ چکی کاہن نے کہا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے والد نامدار زرہ ہفت جوش کے حاکم ہیں ہو سکتا ہے کہ زرہ ملے شعلہ نے کہا کہ طلسم کشا میرے ساتھ چلیں میں بیرون شہر ایک پہاڑ ہے اُسپر اُنکو ٹھہراؤں جا کے دریافت کر دن جہاں ہے زرہ ہفت جوش لا کر شاہزادے تک پہونچاؤں اور تتیۂ ہفت جوہر کی بھی تدبیر کر دونگی طلسم کشا تتیغہ ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے اپنے ہمراہ طاؤس پر سوار کر لیا سمک نے بھی اُچک کے طاؤس کی دم پکڑی شعلۂ جوالہ نے کہا بھی کہ تنہا آپ چلیں کاہن نے کہا کہ آقا کو اکیلا نہ جانے دینگے مقام خوف ہو ہم بھی ساتھ چلیں گے لالہ عذار نے کہا کہ میں بھی چلوں سیماب جادو وغیرہ یہ سب ہمراہ طلسم کشا ہیں شعلۂ جوالہ نے طاؤس اُڑایا اور عقب میں یہ لوگ بھی چلے ایکطرف سے کاہن اور ایک طرف سے لالہ عذار اور ایک طرف سے سیماب اور ایک طرف سے سیمتن روانہ ہوئیں شعلۂ جوالہ کوہ عجائب پر آئی طلسم کشا کو لا کر مع عیار کوہ عجائب پر اُتارا سمک ساتھ ہی شعلۂ جوالہ طرف قلعے کے گئی لقمان بُردبار بیٹھا تھا کہ بیٹی آ کر پہونچی کہا کہ کیوں والد اب طلسم کشا جب قلعۂ ہفت سر کو تسخیر کریگا اور وہاں زرہ ہفت جوش نہ پائیگا تو پھر اسطرف کا ارادہ کریگا اس وقت مشکل پڑیگی زرہ ہفت جوش آپ نے کہاں رکھی ہو لقمان نے کہا کہ اے نور نظر تیری باتوں سے مجھے کھٹکا ہوتا ہو نازنیناں مہ جبیناں نے ملک شاہ کے ہیں نہ بتاؤنگا ملکہ شعلہ خاموش بیٹھی ہیں باپ کی بات کا جواب نہیں دیتیں کہ وزیر اعظم لقمان بُردبار کا آیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو خزانے سے زرہ کو نکال لاؤں ہر چند لقمان نے اشارہ کیا وزیر یہی کہے جاتا ہے کہ خزانے میں رکھنا ایسے تحفۂ نایاب کا مناسب نہیں شعلۂ جوالہ نے وزیر سے پوچھا وزیر نے صاف کہدیا کہ زرہ ہفت جوش خزانے میں ہے آپ اُسکے لانے کا حکم دیں تو میں وہاں سے اُٹھا لاؤں لقمان تو خاموش ہو رہا وزیر اعظم چلا کہ زرہ نکالوں ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ زرہ

ہمارے پاس لاؤ باوا جان کی عقل میں فتور آ ہوا اور یہ بات عقل سے سراسر دور ہے کہ زرہ ہفت جوش ایسے ہنگامے میں کسی اور کے پاس رہے وزیر نے جاکر زرہ نکالی پاس ملکہ کے آیا عرض کی کہ غلام زرہ نکال دیا ملکہ نے زرہ لے لی کہا کہ لشکر میں جاؤ لشکر کا انتظام کرو فوجیں ہر وقت تیار رہیں وزیر فوج میں گیا سرداروں کو ہوشیار کرتا پھرتا ہے کہ یارو ہوشیار رہو جتنی فوج جسکے سپرد ہو شاہ کا حکم ہے کہ وہ تیار رہے اب ملکہ سے زرہ پائی خیال میں آیا کہ چل کر رستم کو دیدیجیے یہاں رستم جس گوشے میں ملکہ بٹھا گئیں وہیں بیٹھے ہیں سمک پھرنے لگا گلستان کو دیکھتا پھرتا ہے قضاے کار عجائب جادو جو اس کوہ کی حاکم ہے اسکی کنیز صندل نامے کسی کام کو نکلی تھی اسنے دیکھا کہ ایک عیار وضع قطع رذیلی سے آراستہ بالاے کوہ پھر رہا ہے اسنے سحر کیا سمک چلتے چلتے رکا سمک کو پکڑ کے پاس عجائب جادو کے لیگئی کہا کہ حضور یہ مکار کہاں سے آیا آپ کے پہاڑ پر پھر رہا تھا خوف صاف ظاہر تھا کہ یہ پہاڑ کے حاکم ہیں عجائب نے پوچھا کہ اسے تو کیسے ساتھ آیا اس کوہ عجائب پر کہ کمند وہم وخیال بھی نہیں پہونچتی تو کیونکر پہونچا سمک نے کہا کہ ملکہ شعلہ جوالہ بیٹی لقمان بردبار کی آسمان پر اڑا کے لائیں آقا کو بھی پہاڑ پر اتارا میں انکا عیار ہوں سمک بن عمرو میرا نام ہے وہ زرہ لینے گئی ہیں ہم انکا انتظار کرتے تھے اسوجہ سے پہاڑ پر پھر رہے تھے پوچھا اسنے کہ آقا تمھارے کہاں ہیں سمک نے کہا کہ وہیں پہاڑ پر بیٹھے ہیں چلکر گرفتار کرو عجائب جادو اٹھی آکے دور سے دیکھا کہ ایک جوان حور مثال آفتاب جمال مثل شیر کے بیٹھا ہوا ہے قضاے کار عجائب نے ایک گوشے سے چھپکر دیکھا کہ گھاٹی سے کوہی ایک شیر ببر نکلا دھاڑ کا مار کر رستم پر آیا دونوں پنجھا ہے کہ گوشت جسم کا نوچ لوں رستم نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونوں اگلے ہاتھ شیر کے اڑگئے منھ کے بل زمین پر گرا رستم نے اٹھکر دوسرا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر کو مار کر پھر با اطمینان بیٹھے عجائب جادو اس جرأت پر عاشق ہوگئی اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوئی نظارۂ جمال دور سے کرنیلگی اسی عرصے میں شعلہ جوالہ زرہ لیے ہوے آئی لاکر رستم کو دی رستم نے کہا کہ عیار ہمارا کہاں ہے شعلہ جوالہ پہاڑ پر ڈھونڈھتی ہوئی چلی عجائب نے دل میں کہا کہ اگر یہ میرے مکان پر پہونچ جائیگی وہاں اسکو قید دیکھیگی تو برہم ہوگی میں اسکو سحر کرکے گرفتار کروں رستم نے زرہ کو پہن لیا عجائب نے پشت پر آکر سحر کیا شعلہ جوالہ رکی ایک نخل کے سائے میں شعلہ کو روکا

آپ یہاں سے بھاگی جاکر لقمان بُردبار سے خبر کی کہ آپ کی بیٹی نے غضب کیا طلسم کشا کو لائی طلسم کشا زرہ ہفت جوش پہنے ہوے بالا ے کوہ بیٹھے ہیں عیار اُنکا میرے مکان پر قید ہی لیکن وہ شیر نہایت صاحب جرأت و شوکت ہی آپ کو چاہیے کہ مجکو سحر کرکے بصورت ملکہ شعلہ جوالہ بنایئے میں زرہ و کلاہ ہفت گوشہ اُنسے لوں تب آکے گرفتار کریجیے لقمان نے یہی کیا کہ سحر کرکے عجائب کو شکل شعلہ بنادیا عجائب سامنے رستم کے آئی کہا کہ اے شہریار ابھی تک عیار کا پتہ نہیں لگا زرہ ذرا مجھے دیجیے میں باپ کو بھی گرفتار کرلوں رستم نے بلاتکلف اُتار کے دیدی کہا کلاہ بھی براے چند ساعت دیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ بھی دیدی دونوں چیزیں لیکر اُسنے للکارا کہ اے طلسم کشا تمھاری قضا نہیں لیکہ یہاں آئی تھی بی شعلہ جوالہ بھی گرفتار ہوگئیں میں عجائب جادو عجائب کی آواز سنکر لقمان بُردبار بھی آیا لقمان نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی زمین نے پاؤں تھام لیے لقمان نے عجائب سے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو اُٹھالے عجائب نے سحر کیا کہ آگے آگے عجائب پیچھے پیچھے رستم چلے مگر دعائیں مانگتے ہوے کہ اے رب پاک ذات اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آپ بھی زرہ لینے پر گرفتار ہوے اب نہیں معلوم کہ یہ کہاں لیجائے تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی **نظم**

میرسد آخر بگوش حق صداے مستغیث
مرحبا گوید خداوند ابر نالہ ہاے مستغیث

کوہ گرد د کاہ از سوز صداے مستغیث
موم گرد د سنگ خارا از نواے مستغیث

حاکم از حال دل محکوم میدارد خبر
قاضی الحاجات داند مقتضاے مستغیث

یا رسے یا بد بجز سائل بدربار شہان
کے رسد بر درگہ والا صداے مستغیث

نشنود کس استغاثہ جز شہ فریاد رس
کس بجز منعم نہ گردد آشناے مستغیث

آنکھوں سے آنسو برسے ہیں یہاں سمک مکان عجائب میں بیٹھا تھا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے کنیزیں گرد گھیرے ہوے صندل ہر مرتبہ تڑپ تڑپ کر مارتی کہتی ہی دیکھ تھوڑی دیر میں آیا رے آقا بھی گرفتار ہوکر سستے ہیں زرہ و کلاہ بھی لے لیا بیگی بی شعلہ نے بڑی آگ لگائی جو سمک کچھ بولتا تو صندل مارتی ہی سمک اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کنیزیں چاؤں چاؤں کررہی ہیں کہ لالہ عذار کا اُدھر سے گذر ہوا سمک کو قید دیکھا سحر کیا کہ بجلی گری کنیزوں کے سر اُڑنے لگے تھوڑے عرصے میں خاک لالہ عذار نے سب کو مار کر ڈالدیا سمک یلداقی کو رہا کرلیا سب حال جو گذرا تھا

سمک سے بیان کیا اللہ عذار نے سمک کو اٹھا لیا کاہن جھومتا ہوا چلا دور سے دیکھا ایک ساحرہ اشارے کرتی ہوئی آتی ہے رستم چلے آتے ہیں کاہن دیکھکر جل گیا للکارا ارے تو کون ہے کہ جو ہمارے آقائے نامدار کو یوں لیے جاتی ہے اب کہاں جائے گی یہ کہکے کارد سحر کھینچ ماری لقمان بردبار نے جو پشت تھا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا ایک ساحرہ نے عجائب جادو کو مار لیا رستم کو رہا کر لیا رستم فرماتے ہیں ای کاہن زرہ کی تلاش میں کلاہ بھی گئی اسی ملعونہ کے پاس ہے کاہن نے اسکے پاس تلاش کیا زرہ و کلاہ کچھ نہ پائی کہا کوئی اور بھی یہاں ہوگا لقمان بردبار ایک نخل کی آڑ میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عجائب جادو قتل ہوئی ایک ساحرہ زبردست چہار طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ رہا ہے لقمان یہ سب سحر ہے دیکھکر پر پرواز پیدا کرکے اڑا کہ قلعے میں جاؤں جیسے ہی سرحد کوہ سے باہر نکلا دیکھا ایک ابر سیاہی گھرا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے رستہ بند ہے دوسری جانب سے چاہا نکلوں دیکھا چند پتلے چاندی کے نیچے لیئے کھڑے ہوئے ہیں پکار رہے ہیں ارے آ اسطرف سے نکلیو یہ سمجھا کہ یہ سحر خداوند کا ہے یا کسی مددگار کو بھیجا ہے پتلون کی جانب چلا چاہا کہ اسی جانب سے نکل جاؤں پتلون نے اسے گھیر لیا نیچے پڑنے لگا لقمان بیتاب اور بیقرار ہے کہ کدھر سے نکلوں پیچھے ہٹ کے بلند ہوا چاہتا ہے اپنے قلعے میں پہونچوں بلند ہوکے دیکھا کہ افسران فوج تیار کھڑے ہیں اسنے پکار کر آواز دی ارے برائے خداوند ہفت پیکر مجھکو آکر ان ساحروں سے بچاؤ یہ سب افسر دوڑ پڑے دیکھا ابر سیاہی گھرا ہے کدھر سے جائیں ساحروں نے آکر ابر پر گولے مارے ابر پھٹا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار ابر کے اندر سے ظاہر ہوئی پتلون کو اشارہ کر رہی ہے جو پتلہ سامنے لقمان کے جاتا ہے لقمان گولہ مار دیتا ہے کسی کا سر پھٹ لیا کسی کے سینہ کو توڑ کر پار گذرا کہ پہلو سے آواز آئی منم آفتاب فلک سیر آتے ہی کارد سحر ماردی لقمان لڑکھڑا کے گرا لاکھ کارد کو روکا مگر وہ لذر کی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نامم لقمان بردبار جادو بود شعلہ جوالہ جو سحر میں عجائب جادو کے مثل تھی ایکا ایک پہاڑ کانپا اور شق ہوا کہ کان میں آواز باپ کے مرنے کی آئی اور عجائب جادو کے مرنے کی صدا پہلے ہی سن چکی تھی سحر بیرے وضع ہو چکا تھا ارادہ تھا کہ چلکر طلسم کشا سے ملوں باپ کے مرنے کی آواز سن کے اور زیادہ ہوشیار ہوئی آکر طلسم کشا سے ملی اور افسران فوج لقمان کے مرنے کی صدا سنکر بھاگے شعلہ جوالہ نے آکر رستم سے عرض کی کہ آپ صاحب اقبال ہیں مجھکو بدل لیا تھا اور عجائب میری شکل پر تھی آپ کے

ساتھ کے ساحرون نے سب کو مارا اسی کے پاس زرہ ہوگی رستم نے کاہن سے کہا کاہن نے آکر
لنگ لقمان کی تلاش کی جھولی سے زرہ و کلاہ نکلی لاکر رستم کو پہنائی کلاہ سر پہ رکھی جاکر قلعے مین
بلند پکار دیا کہ لقمان مارا گیا طلسم کشا آتا ہے جو استقبال کریگا وہ آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا
عجیب طور سے زرہ انگو ملی کسی کا احسان اٹھانا نہ ہوا لاکھون ساحر واسطے استقبال کے نکلے طلسم کشا پشت
مرکب پر سوار زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر انور سمک بن عمرو قنطور ہاے
زر لیے ہوے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا پشت پر آفتاب فلک سیر ایک جانب لالہ عذار ایک طرف
سیماب جادو اس کروفر سے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا رئیسان شہر نے جھکر قدمبوس ہوے قضائے کار
مضمار ابلق سوار بھائی لقمان بردبار کا اسنے جو خبر سنی کہ بھائی میرا مارا گیا طلسم کشا قلعہ مین آگیا
تلوار کھینچکر چلا جب سحر کیا آگ برسادی دس بیس جل گئے برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے کاہن نے
بڑھکر اس سحر کو روکا بلکہ سحر الٹا پلٹا دیا مضمار تین لاکھ ساحر سے آتا تھا چلا کر آواز دی اے آتش افروز
یہ کیا بے ادبی ہے کہ میرے ساتھ والے قتل ہوتے ہین کیسی گرمی دکھائی تجھکو بھی بن آئی کاہن نے
جو دیکھا مضمار آتا ہے نعرہ کرکے جا پڑا سردار بھی لڑنے لگے رستم نعرہ کرکے جا پڑے لالہ عذار نے بڑھکر
سحر کیا چراغ لالہ روشن ہوا اس روشنی سے ساتھ والے مضمار کے نابینا ہونے لگے بڑھکر مضمار نے
طلسم کشا کو تاکا گینڈے کو مہمیز کرکے قریب آیا کچھ سحر کیے سحر نے تاثیر نہ کی جب تو اسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے تیغہ کپتیان پر روک کے ہاتھ مارا دیا کہ مضمار کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے کام تمام ہونا کہ آندھی
سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام
من مضمار جادو بود جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی رستم کو سب لیکر دار الامارۃ شاہی مین آئے
رستم تخت پر بیٹھے مال یہان بہت کچھ ملا اس لشکر کو نامہ لکھا کہ تم سب لوگ یہان چلے آؤ ان سب نے
بارگاہ و کارخانہ لادا یا ہفت سر نے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین ہم نہ جانے دینگے افسران نے
کہا ہمارے آقا نے جاکر قلعہ لقمان فتح کیا ہمارے پاس نامہ آیا جہان آقا وہان ملازم دن کو تو
ہفت سر خاموش رہا رات کو آکے شبخون مارا ساحر و غیر ساحر کی لڑائی کیا لشکر رستم تباہی مین پڑا
اژدر سنبل ہفت گیسو بیدار ہوئی پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے کنیزون نے عرض کی آپکے بھائی صاحب نے
لشکر طلسم کشا پر شبخون مارا ہے سنبل اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی بالائے آسمان

آئی دیکھا لشکر طلسم کشا گھرا ہوا ہے ساحر غیر ساحرون کو قتل کر رہے ہین سنبل نے آکر سحر کیا ملکہ ابھی چھکا یا گروہ لگا اب سحر ساحرون کا اپنے اوپر لیتا ہے کبھی ابر سے لپٹی برق چمکتی ہے اور ایسے سحر ہوتے ہین کہ ہفت سر کو خوف پیدا ہوا ہے برقین اسکے آگے پیچھے ٹوٹ رہی ہین ابر سر پر اہل اسلام کے سایہ فگن ہے اگر پہلوان آکر سامنے ٹوکتے ہین کہ او ہفت سر یہ گستاخی ہمکو ملکہ عالم نے بھیجا ہے اپنی جان بچا پلٹ جا ورنہ مشکین باندھکر سامنے ملکہ کے لے جائینگے ہم چنانکہ اسی عہدے پر مقرر ہین کہ تجھکو ذلیل کرین رات بھر واسطہ قلعہ میں تا دار جلی ہفت سر مشکین دیگران پہلوانون کو ہٹاتا ہے صبح ہوتے ہی چاہا لشکر کو الگ کرون کہ آسمان سے ایک صداے مہیب ناک آئی دیکھا آفتاب فلک سیر زمین سے نعرے کرتا ہوا آتا ہے ان ساحرون کو مار لو ملکہ سنبل تمنے بڑا احسان کیا غیر ساحرون کو ان ساحران غدار کے ہاتھ سے بچایا طلسم کشا نے ہمکو بھیجا ہے کہ ہمارا لشکر لاؤ یہ کہتا ہوا آتے ہی ایک گولا مارا کئی سو ساحرون کے سر پھٹے چاہتا تھا کہ ہفت سر پر جا پڑے ون کہ بیچ مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اجل گرفتہ کہتا ہوا آیا کہ اے آفتاب مجھے قدرت نے بھیجا ہے کہ کاہن کی مشکین باندھکر لاؤ یہ کہکے زنگی نے ہاتھ مارا کاہن نے روکے کے جھولی سے کارد سحر نکالی زنگی پر کھینچ ماری زنگی تو مرا اور ساحرون پر برقین گرین کہ ہزارون کے سر پھٹے مگر ہفت سر نکل گیا کاہن نے بڑا افسوس کیا ملکہ سنبل سے بڑھکر کاہن نے پوچھا کہ پوچھا کہان بھاگ کر نکل گیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ اب یہ پاس زنار بلا نکن کے جائیگا تیغہ ہفت جوہر کو خفی کرائیگا ہزار ہا ساحر مسلمان ہوے کاہن و سنبل سب کو سرفراز کرتے ہوے قلعے مین آئے تین روز یہان قیام کیا تین دن مین انتظام کر لیا ملکہ کو آٹھ پہر رستم کی یاد ہے دل مائل فریاد ہے فرماتی ہین اے کاہن اب جلد چلو دل گھبراتا ہے فراق مین طلسم کشا کے عجب کیفیت ہے جو لائق بیان کے ہے نظم

فرقت مین مری آکے دل آزار خبر لے	ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا	ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین ترے ہجر مین دن رات	دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سن سن کے تری گرمی صحبت	جی جلتا ہے اے غیرت گلزار خبر لے
دکھلاوے مجھے خدا اب مین اُس ماہ کی صورت	بیچین ہے دل طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہے نزع مین رعنا	یا شیر خدا اکل کے مددگار خبر لے

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ سُننے والے رونے لگے لشکر تیار ہوا کاہن کل کا قسر بنا ملکہ کو ہوادار پر
سوار کیا کاہن کو ملکہ کا بڑا پاس ہے راہ میں ذکر کرتا ہوا کہ بی شعلہ جوالہ طلسم کشا کو لے گئیں کوہ عجائب پر
جا کے بٹھا دیا عجائب جادو وہاں کی حاکم تھی اُسنے گرفتار کیا مگر لالہ عذار عین وقت پر پہونچیں اُنھوں نے
جا کے سمک کو رہا کیا وہ لقمان بردبار کو بلا لائی تھی اب سب کو لیکر روانہ ہونگی بھی کہ ہلوں پہونچ گئے
آفتا کو رہا کر لیا زرہ ہفت جوش آقا کو دستیاب ہوئی اب تیغہ ہفت جوہر کی فکر ہے وہ
انشاء اللہ قلعہ زناریہ پر پہونچیں تو اُسکی بھی فکر ہو یہ باتیں کرتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے تیسرے
روز رستم نے فرمایا اے آفتاب فلک سیراب کیا کرنا چاہیے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہاں سے کوچ
کیجیے رستم کا ارادہ ہے کہ اب کوچ کریں کل لشکر اس قلعے میں جمع ہے لیکن ہفت سر جو ہےگا اسکے ساتھ
کوئی نہیں پہونچا اکیلا جاتا ہے یہ خیال ہے کہ زناریہ بلا افگن کا شریک ہوں وہ کچھ طلسم کشا پر آفت
برپا کرے مطلب نکلے زنار بلا افگن اپنے قلعے میں بیٹھی ہے سحر سے اسکو خبر ملی ہے کہ طلسم کشا کا رخ ان
قلعہ جات کی طرف ہے کر دیکھا آسمان پر برق چمکی ہفت سر جو آن کر سامنے گرا کہا اے شیر زادہ صاحبہ قلعہ حصار
برباد ہوا ان چھوکریوں نے آفتیں برپا کیں جسنے طلسم کشا کو دیکھا وہ عاشق ہو گئی زرہ نکل گئی طلسم کشا
کے پاس پہونچ گئی زنار کا دربار جمع ہے پکارا کہ آواز دی تم میں کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو مع ساتھ
والوں کے گرفتار کر لائے اشفاق فیل کن پہلوان اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ غلام جا کے سب کو
لاتا ہے مگر میرا خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ وہاں جا کر کوئی اُفتاد پڑے اور آپ خبر نہ لیں زنار نے کہا
میں فوراً فوج بھیجونگی ایسے مقام پر طلسم کشا کو پھینکوں کہ موت کا مزا لے ساربان زادہ بھی نہ پہونچ سکے
اسکو بڑا دعوی ہے منسوبات طلسم کشائی میں بھکر رہا ہے ہر ہر مقام پر گیا جادوگرنیوں کو مارا حوصلہ اسکا بڑھ گیا
اب میں پہلے طلسم کشا کو گرفتار کروں اور صحرائے خارستان میں پھینکدوں تب مجکو اطمینان ہو اشفاق
اُسی وقت چار لاکھ فوج لیکر روانہ ہوا تیسری منزل ہے ایک صحرائے خارستان میں پہونچا دیکھا ایک
بارگاہ استادہ ہے اسی ہزار جوان گھوڑے اُنکے چھوٹے ہوئے دہانے چڑھے ہوئے جنگل میں چرا کرتے
ہیں اور جا بجا درختوں کے نیچے جوانان خوشرو بیٹھے ہیں دائرے ہاتھ میں غزلخوانیاں کر رہے
ہیں کسی مقام پر دیہاتنیں ناچ رہی ہیں اسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب
فرد کش ہیں یہ صحرائے خارستان اُس میں یوں بہ اطمینان آئے ہیں ناچ ہو رہا ہے

اس اطمینان سے لوگ بیٹھے ہین ساحر آیا ایک جوان سے پوچھا کہ ہمارے افسر صاحب دریافت کرتے ہین کہ آپ کون لوگ ہین جو اس صحراے خارستان مین یون بہ اطمینان فروکش ہین کوئی تردد نہین ہے جب ساحر نے پوچھا اُسنے کلائی پکڑکے ایک جھٹکا مارا کہا اب یہ بتا کہ تیرا افسر کون ہے کچھ مال بھی لے کے نکلا ہے ہم قزاق لوگ جہان چاہتے ہین وہان اترتے ہین ہمین کون روک سکتا ہے ساحر کو اپنی جان کے بچانے کی فکر پڑگئی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اشفاق بڑا پہلوان زبردست ہے چار لاکھ ساحر کی جمعیت سے براے گرفتاری طلسم کشا جاتا ہے یہ سنکر اس قزاق نے ساحر کو گرفتار کیا اور کہا سامنے آقا کے چلو گرفتار کرکے اسکو ایک بارگاہ مین لاے ساحر نے دیکھا ایک لڑکا بالکل کمسن مقام صدر پر بیٹھا ہے قزاق نے جاکے سب کیفیت عرض کی پہلو مین اُس جوان کے ایک بوق ترکی رکھا تھا اسنے اُٹھاکر بجایا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جنگل سے دوڑے اپنے اپنے مالک کے پاس جاکے کھڑے ہوگئے سر جھکاے کھڑے ہین راکب سے اشارے کررہے ہین کہ زین ہم پر کسیے سوار دوسری آواز کے مشتاق ہین کہ دوسری آواز آئی سوارون نے مرکبون پر زین ڈالے تیسری صدا مین سب تیار ہوے در دولت پر آقا کے آئے کہ دیکھا اندر سے افسر صاحب نکلے گھوڑے پر سوار ہوے مرکب طرارے بھرنے لگا ایکمرتبہ بوق ترکی بجایا اس مین آواز نکلی ای قزاقان بزنید و ببندید و بکشید آگے آگے سردار پیچھے پیچھے پیدل و اسوار طرف لشکر اشفاق کے چلے اشفاق اپنے گینڈے سے اترا ہوا ٹہل رہا ہے ساتھ والون سے کہ رہا ہے ساحر بے خبر گیا تھا پلٹ کے نہین آیا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی ایکجوان کمسن گھوڑے پر سوار اُسکے ساتھ کے قزاق گرتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگے سائیسون نے فتیلے باروت کے خیمون پر پھینکے خیمے جلنے لگے خیمون مین آگ لگائی اور لوٹ لیا دم بھر مین سارا لشکر لٹنے لگا خیمے جل جل کے گرے قزاقون نے وہ آفت مچائی کہ ساحر اپنی جان سے تنگ ہین سحر کرنا بھولے اشفاق یہ معرکہ کھڑا دیکھ رہا ہے جب دیکھا اسنے کہ نصف لشکر ختم ہوچکا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ میرا باقی لشکر بھی قتل ہوجائیگا کوئی ساحر مہلت نہ پائیگا گینڈے پر سوار ہوا گرگنا تا ہوا چلا ای افسر قزاقان کیا تم خداوند ہفت پیکر کو نہین پہچانتے مین زنار بلا افگن کا مصاحب ہون براے گرفتاری طلسم کشا چلا ہون میرے لشکر پر یہ کیا مصیبت ہے مین نے کیا خطا کی کس بات پر آپ خفا ہین کیون

غصہ آیا مین نے ساحر کو دریافت حال کیواسطے بھیجا تھا کیا اُس سے کچھ خلاف ہوا جو مجھے حکم ہو وہ بجالاؤن یہ کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے نیزہ چمکایا اشفاق جا پڑا غضنفر نے نیزہ بلا گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتر گیا گینڈے نے بلبلا کے جست جو کی اشفاق نے ہرچند چاہا کہ اپنے کو پشت کرگدن پر قائم رکھون آخر زمین پر گرا گرتے ہی اسکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے کو دتے ہی برس پڑے اسقدر ملوارین مارین کہ آخر اشفاق اُٹھکر بھاگا تین کوس تک غضنفر نے بھگایا اشفاق کئی جگہ راہ مین گرا اور پھر اُٹھکے بھاگا اتنے عرصے مین قزاقون نے تمام لشکر کو لوٹ لیا خزانے پر قبضہ کیا ایک ایک توڑا اُٹھا کر اپنے اپنے گھوڑون پر رکھ لیا بنیے بقالون کے ہاتھ کاٹ لیے کہ اُنکے ہاتھون مین کڑے تھے عورتون کو گرفتار کیا زیور اسباب چھوڑا عورتون کے ہاتھ باندھ دیے جب غضنفر پلٹ کے چلے آئے اشفاق لشکر مین آیا یہ تباہی دیکھی چار لاکھ مین دس ہزار جوان بچے ایک عرضی اسنے زنار کو لکھی کہ مین صحرا سے خارستان مین آکر لٹ گیا چار لاکھ مین دس ہزار باقی ہین زنار نے یہاں سنتے برہمن جادو کو تین لاکھ فوج سے روانہ کیا اشفاق ابھی موجود تھا کہ برہمن جادو آکر ہو پچا کہا ای پہلوان دوران مین تمہارے ساتھ ہون وہ کون ایسا گستاخ تھا جسنے تم ایسے پہلوان کو لوٹ لیا اسنے پشت گے زخم دکھائے برہمن نے کہا کیا مجال کہ وہ قزاق اس طرف رخ بھی کرین اگر وہ آجائین تو سبکو گرفتار کرون ایک سحر مین جائی کو بھائی گرفتار کریگا اُنھین کے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین راہبر رہزن ہو جائین اس حال سے اس لڑکے کو گرفتار کرون کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو بعد سالات و آداب کرکے اشفاق کو سوار کرایا تین منزلین طے کی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ساٹھ ہزار جوانون سے آگے ہونچا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان مین آکر آواز دی تم لوگ کون ہو کس پر لشکر کشی کی کہا طلسم کشا پر جاتے ہین نقابدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج تلوارین کھینچکر لشکر ساحران پر آپڑی نقابدار کے مقابلے مین برہمن جادو نکلا ایک گولا مارا نقابدار گلے مین ایک تختی پہنے تھا اسکو چمکا دیا بجلی چمکی گولا پلٹا پائون پر برہمن کے پڑا کہ پائون زخمی ہوا جب سحر کیے وے زخم کھائے آخر تلوار کھینچکر جا پڑا اُسکے ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے تختی کو چمکا دیا آنکھون مین برہمن کی

اندھیرا آگیا حیران ہو کر جا بیٹھے ہتون لقابدار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمکی
ہو کر گری سپر کو کاٹ کر مع گھوڑے برہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر ساحران کو فوج والون نے
تباہ کر دیا اشفاق نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او لقابدار تو نے برہمن کو مارا مجھسے تو مقابلہ
کر لقابدار اشفاق پر جا پڑا اشفاق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے لقابدار نے ہاتھ خالی دیے
برق شمشیر چمکا کر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے ساتھ والون کو لوٹ لیا یہان
زنار بلا افگن اپنے مقام پر بیٹھی ذکر کر رہی تھی کہ مین نے ایسے وقت پر شکست کھائی کہ
اشفاق ایسا پہلوان تا بطلسم کشا نہین پہونچا اب مین نے برہمن کو بھیجا ہے وہ طلسم کشا
کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی ہمراہیان برہمن لاشہ برہمن کا و ہمراہیان اشفاق
لاشہ اشفاق کا لیکر آئے سامنے لا کر دونون لاشے رکھدیے کہا حضور ایک لقابدار یہان لڑنے
آیا اور راستے مین آکے گھیرا پہلوان بھی قتل ہوا اور برہمن کو مع لشکر مٹایا ہم چند کس بمشکل بچے
ہوا خواہان طلسم کشا جا بجا جنگلون مین پھیلے ہوئے ہین راہ مین گھیر لیتے ہین ایسے زبردست
ہین کہ اشفاق ایسے پہلوان کے بیک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کئے خزانہ لوٹ لیا ہم لوگ بمشکل
بھاگ کے نکلے یہانتک جان بچا کے آئے اب سرکار کو اختیار ہے اول مرتبہ قزاقون نے لوٹا دوبارہ
لقابدار نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر زنار اپنے مقام سے اٹھی کہا اب مین خود جاؤنگی
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤنگی بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے ساتھ جمع ہین ساحر و غیر ساحر
سب انکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت سر نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ملکۂ عالم آپ قصد نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ قزاق آکے مل جائین تو جان بچانا مشکل
ہوگی زنار نے کہا قزاقون کو ہم آپ لوٹ لینگے مگر اے ہفت سر تمہارے کہنے سے رکتے ہین
مجکو انتہا کا قلق ہے کہ دو سردار میرے مارے گئے جنکا مثل نہ تھا ارے اب کون چلے گا سلطان زنجیر شکن
زنجیرین ہلاتا ہوا صف سے سردارونکی اٹھا کہا غلام جائیگا سب کو باندھ لائیگا جسپر جو بدست مار دنگا
پر اٹھا ہو جائے میان قزاق سترون بھاگ جائینگے یہ کہکے دیوانے نے ایک چیخ ماری لاکھ دیوانے آکے
جمع ہوئے زنجیرین ہلاتے ہوئے سر برہنہ ننگے پاؤن کمر مین لنگر باندھے ہوئے سامنے صف جما کے کھڑے
ہوئے افسر نے زنار کے سامنے بڑا عجز کیا کہا اب غلام کو رخصت کیجیے چرتھے ... ن پلٹ کے آؤنگا

طلسم کشا کو کیسے زندہ لاؤں یہ کہکے مردہ زنار نے کہا اختیار ہے دیوانے رخصت ہو کے چلے سب جستیں کرتے ہوے غل مچاتے ہوے شاہزادہ غضنفر ایک گانوں کو لوٹ کر چلے ہیں اسی صحراے خارستان میں اترے ہیں کہ کان میں آواز دیوانوں کی آئی سر اٹھا کے فرمایا ہمارے جنگل میں کون دیوانہ غل کر رہا ہے کہ عیار نے خبر دی سلطان سربرہنہ کو ملکہ زنار نے براے مقابلۂ طلسم کشا بھیجا ہے وہ سب اسی صحرا میں اترے ہیں غل مچا رہے ہیں غضنفر نے حکم دیا ہاں یارو تیار ہو جاؤ چلکے دیوانوں کو ہوشیار کرو کہ وہ بھی جانیں شہنشاہ قزاقان ایسے ہوتے ہیں اسی وقت سب تیار ہوے غضنفر گھوڑے پر سوار ہوے نعرہ کرکے جا گرے دیوانوں کو قتل کرنے لگے وہ بھی بلاے روزگار ہیں چوبدستیں لیکر اٹھے دیوانوں سے جو غضنفر والوں سے مقابلہ پڑا عجب یہ چوبدست مارتے ہیں وہ جست کرکے الگ ہو جاتے ہیں چوبدست زمین پر جو پڑی غبار بلند ہوا اسی غبار میں بڑھکر چوبدست مار دی دیوانہ پر اٹھا ہو کے رہگیا دوسرا بھائی اسکا قریب آیا اسنے آواز دی بھائی اٹھو کیون زمین پر پڑے ہو اپنے ہم صورتوں سے اٹھکر لڑو اسکے ہاتھ پانوں ٹوٹے ہوے گردن کا منکا شکست ہوا جواب نہ دیا اسنے اوپر سے ایک چوبدست اور مار دی تڑپ کے اسکا کام تمام ہوا اندھیرے میں اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے ہیں آپس میں لڑنے لگے دھڑا دھڑ چوبدستیں پڑ رہی ہیں سلطان سربرہنہ نے جو یہ معرکہ دیکھا چوبدست لیکر اٹھا کہتا ہوا ہم دیوانوں پر کون آیا ہے چوبدست ہلاتا ہوا بہت سے دیوانوں کو مارا دیوانوں نے آواز دی اے افسر ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی جو ہمکو چوبدستیں مار رہا ہے دیوانہ رکا اب دیکھکر لڑنے لگا کہ سامنے غضنفر کے پہونچا للکار کر آواز دی او آفاے سرخ تو کون ہے کہ ہم سے دیوانوں سے مقابلہ کیا یہ خود دیوانہ مزاج جاہلوں کے سرکا تاج آواز دی او بھیا ہم شہنشاہ قزاقان میں یون ہی سبکو قتل کرتے ہیں اسی میں ہماری وجہ معاش ہے اگر یہ کام نہ کریں تو ہماری بسر کیونکر ہو بتا تیرے ساتھ کچھ خزانہ بھی ہے سربرہنہ نے کہا کئی لاکھ روپیہ ساتھ ہے وہ جو سامنے بارگاہ استادہ ہے اسمیں روپیہ بھرا ہے غضنفر نے بوق میں آواز دی اسکے قزاقوں نے پھریری لی اور دوڑکر اس بارگاہ پر جا پٹے سب روپیہ لوٹ لیا اپنے اپنے گھوڑوں پر دو دو توڑے رکھ لیے طرف اپنے لشکر کے چلے غضنفر سے اور سربرہنہ سے مقابلہ ہوا اسنے چوبدست لگائی غضنفر نے جست کرکے خالی دی جیسے ہی وہ چوبدست مار کر پلٹا لپک کے ہاتھ مارا اسنے سر آگے کر دیا تلوار ایسی پڑی کہ ناک تک گذر گئی

بارگاہین خیمے اُسکے اُٹھوا لیئے اور لدوا کے اپنے مقام پر لائے قریب ایک قصبہ تھا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو ہماری دعوت کرو ہم تھک کر گئے ہین زمیندار نے اسی وقت کھانا پکوایا جانتا تھا
کہ اگر نہ بھیجا ؤنگا یہ شہنشاہ قزاقان ہین آپ ہی ٹیکے خوان کسوا کر لایا حکم ہوا کہ رنڈیان ہین بلائے ہمارے
قزاقون کو ناچ دیکھنے کی عادت ہی زمیندار نے کہا رنڈیان دوسرے گانون مین رہتی ہین حکم ہوا کہ تم
رنڈیون سے کہلا بھیجو کہ شہنشاہ قزاقان فروکش ہین فوراً دوڑی آئینگی زمیندار نے یہی کیا پاسی سے کہا
جاکے پکار آ کہ شہنشاہ قزاقان کی اس گانون مین دعوت ہی جس رنڈی کے کان مین آواز پہونچی نکلین
سنتی ہوئی اُٹھی ماما چاچا جو سارنگی طبلہ بجانے والے تھے اُنکو جگایا تیار ہو کر سو دو سو رنڈیان حاضر ہوئین
طبلہ ٹھنکنے لگا دوسرے دن غضنفر وہان اُترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی عیار کو بھیجا دریافت کرو
کون آتا ہی عیار نے خبر دی کہ طلسم کشا جاتے ہین رستم کو خبر ملی کہ میان غضنفر یہان اُترے ہوئے
ہین ناچ ہو رہا ہی رستم سوار ہوے عیار کو لیکر لشکر غضنفر مین آئے غضنفر نے خبر سنی کہ ماموں جان
آتے ہین واسطے استقبال کے نکلے آکے سلام کیا پوچھا ای فرزند یہان کہان اُترے ہو
غضنفر نے مارنا برہمن جادو و اشفاق و ملطان سر برہنہ کا بیان کیا رستم نے کہا تمنے کیون
روکا ہم تک گئے تو مقابلہ پڑتا غضنفر نے کہا وہ ایک چوبدست مین ٹکڑے اُڑا دیتا بھلا آپ اس سے
کیا لڑ سکتے جب چوبدست اُسکی زمین پر پڑتی تھی باجی نکل آتا تھا رستم نے کہا کیا ہمارے مسروق
دیوانہ سے زیادہ زبردست تھا اُسکو تو سمجھا لیا غضنفر نے کہا مین نے بیک ضرب
شمشیر دو پرکالے کیے رستم نے کہا اب ہمارے ساتھ چلو غضنفر نے کہا مین کسی کے ساتھ
نہین جاتا مین وقت پر آجاؤنگا تین دن رستم یہان اُترے رہے غضنفر کو سمجھایا کیے کہا اے
فرزند ہم تم ملکر طلسم ہفت پیکر مین چلین ہم جاکر ہفت پیکر کو مارین تم دربند فتح کرنا منسوبات سے
ساحر جمع ہوئے پامُگن تیسرے دن رستم غضنفر کو اپنی بارگاہ مین لائے بڑی خاطر کی کہا ای
فرزند تمہارے باپ سنینگے تو شکایت کرینگے کہا ماموں جان زمانے مین ہوش ربا کے مین آیا اور
قبلہ و کعبہ ہوش ربا پر لڑا کیے مین نے سارے قریے لوٹ لیے کوئی قریہ ہوش ربا مین ایسا نہین
جہان ہم نہ پہونچے ہون نورافشان کے زمانے مین نانا جان طلسم مین رہے بڑے بڑے
شاہون کو لوٹا ہر چند رستم نے غضنفر کو سمجھایا غضنفر نے نہ مانا یہی کہا کہ ہم ایسے وقت پر آئینگے

جب آپکو زندگی سے یاس ہوگئی آخر رستم چوتھے دن لشکر تیار کرکے طرف قلعہ زناریہ کے چلے تیسری منزل تھی رات کو ایک صحرا مین اُترے جب کھانا وغیرہ کھاکے لوگ بیٹھے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور لشکر پر رستم کے محیط ہونے لگا رستم باہر آئے سب ساحران زبردست ساتھ مین کہتے ہین حضور ابر گندہ بہار ہے اس سرحد مین برستا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد بوندیان پڑنے لگین اور ہواے تیز چلنے لگی برق چمک کے گرتی ہی ہر اہل لشکر کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو کاٹ کے نکل جائے گی بہ مشکل بچ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے منھ تیز ہوا برف پڑنے لگی جب گری سل گری سو دو سو اسکے نیچے دبے فریاد فریاد کی صدائین بلند کر رہے ہین مگر مجبور ونا چار جدھر بھاگ کر جاتے ہین سل برف کی گرتی ہی اسکے نیچے دب جاتے ہین ہزارون بندگان خدا زیر برف دبے رستم افسرونکو ساتھ لیے ہوے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین چاہتے ہین بارگاہ اُکھڑوا وون شاہزادیون کو نکال لیجاؤن اب جو بارگاہ اُکھیڑی ہر کوئی اُٹھانے والا نہین آخر یہ ٹھہری رستم نے کہا تین طرف سے ہم بارگاہ کو اُٹھاتین ایک طرف سے تم لوگ ہاتھ لگاؤ تین طرف کے ستون رستم نے شانون پر رکھے اور ایکطرف جلدی سے اہیان نے ہاتھ لگایا شاہزادیان مع کنیزونکے کھڑی ہین ملک ملک کے دعائین مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار عالم ہمارے وارث کو بچالے ایسا زور کیا کہ تین طرف کے ستون کاندھے پر رکھ لیے لباس پارہ پارہ ہوگیا جوشن جو بازو وغیرہ پہ بندھے تھے اُنکے دو رسے ٹوٹ گئے ملکہ شعلہ جوالہ و ملکہ سنبل ہفت گیسو نے ابر پر ایک گولا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اندر سے ابر کے ایک تخت نمایان ہوا دیکھا تخت پر ایک جادوگرنی سحر کررہی ہے ایک تاج سر پہ رکھے ہوے ملکہ سنبل نے للکارا او مکارہ ظاہر مین آکر مقابلہ کر یہ چورون کیطرح شب تیرہ و تار مین کیا سحر کررہی ہے ایک طرف سے سنبل نے اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے ایک طرف سے سیماب نے ایکطرف سے لالہ عذار نے گولے مارے تخت اس ساحرہ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یقین تھا کہ تخت پر سے گیے کر برق بنکر وہ آسمان کی چمکی وہان سے جاکے گولے پھینکنے لگی جب دستے گولا پھینکا ایک سل برف کی گری سو دو سو اُسکے نیچے دبے کاہن نے کہا اے ملکہ سنبل مین اسکو جاکر گراتا ہون تم سب اسکو گھیر کر مار لو ورنہ یہ آفت دفع نہ ہوگی سنبل نے کہا اگر ہمارے سامنے آجاے تو کیا اسکو زندہ چھوڑین کاہن پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اسقدر اونچا ہوا کہ اُس جادوگرنی سے سو گز بلند ہوگیا وہان جاکر ایک سل

برف کی پھینکی کا مذمت پر ساحرہ کے بڑی قریب تھا ٹھنڈی ہو کر سل کو توڑ کر کاہن پر گولہ مارا کاہن نے گولہ کاٹا پھر نکلا برف کا اُس پر گرا یا تین ٹکڑے برف کے اس پر گرائے چوتھی مرتبہ خود تڑپ کے گرا تلوار کا ہاتھ مارا سر ساحرہ کا زخمی ہوا سر سے جو قطرے خون کے گرے خس خیمے پر پڑے برف پانی ہو کے بہ گئی جو اسکے نیچے دبے تھے کلمہ پڑھتے ہوئے نکلے ہزارہا بندگان خدا اُس آفت آسمانی سے محفوظ ہوئے ساحرہ بھاگی بھاگی پھرتی ہے کاہن اسکے تعاقب مین ساحرہ ایک طرف ایک نخل کی آڑ مین آئی شاخون مین چھپنے لگی شاخ نخل پر ایک طاؤس رقص کر رہا تھا پکار اٹھا ای برف بار کیون بھاگی بھاگی پھرتی ہے خداوند ہفت پیکر کو پکار یہ سنتے ہی برف بار تڑپ کر پکار اُٹھی یا خداوند اس کاہن کو اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچایئے تک کر جو برف بار جادو نے دعا کی کوہ زمرد پر تصویر سنگی مین بیٹھا ہفت پیکر یا مین کر رہا تھا تصویر کے منھ سے دھوان نکلا طرف آسمان کے چلا جو چرخ ن بلند ہوتا ہے محیط ہوتا جاتا ہے تھوڑے عرصے مین رستم نے دیکھا دھوین نے سارے لشکر کو گھیر لیا اُس دھوین کا ابر بنکر تیار ہوا ابر کا گرجا ہر چند کاہن چاہتا ہے برف بار کو پکڑے برف بار پر سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کرتا ہے وہ اُلٹا پلٹ آتا ہے کئی سحر کے سب اُلٹے پلٹے سیماب نے جو دیکھا تڑپ کے برابر کاہن کے پہونچی کہا آفتاب کیا سبب ہے جو سحر تاثیر نہین کرتا تم ہٹ جاؤ مین گرفتار کیے لیتی ہون کاہن پیچھے ہٹا سیماب کو منظور ہوا اسکو کشتہ کرد ن یہی سحر اکسیر ہوا اب اپنے جھولی سے کارد نکالی انگلی کو تراش کر اسپر خون ڈالا برف بار کے سینے پر جا کر کارد پڑی توڑ کر پار گذری اس طاؤس نے آواز دی کیا خداوند ہفت پیکر کو مردہ زندہ کرنیکا اختیار نہین ای برف بار اُٹھ ظہور قدرت اس بہ سے ظاہر ہو گا رستم بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ برف بار کا لاشہ یا زمین پر آتا تھا یا زندہ ہو کر تڑپی آواز دی یا خداوند ہفت پیکر تونے مجھکو دوبارا زندہ کیا مین دیکھ رہی تھی کہ یا تو روح جسم سے نکل کے طرف ملک عدم کے جاتی تھی یا آواز آئی ای ملک الموت قدرت اسکو زندہ کرینگے وہ فرشتہ جو روح کو لیے جاتا تھا اسنے لا کر روح بدن مین ڈال دی مین زندہ ہو گئی اب مجھے کون مار سکتا ہے طلسشاہ کھڑے تھے سمک تماشا دیکھ رہا ہے کہ ابر سے ایک پنجہ گرا سمک کو اٹھا لے گیا بعد تھوڑی دیر کے رستم نے دیکھا سمک سامنے آتا ہے پکارتا ہوا آقا ادھر آئیے تماشا دیکھیے رستم اسطرف بڑھے پاس سمک کے آئے سمک نے کہا اسوقت زرہ ہفت جوش اُتار دیے اور کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے زرہ جسم سے اُتاری اور کلاہ سر سے

دونون چیزین سمک کو دین سمک نے نعرہ کیا ای رستم منم برف بار جادو ان دونون تحفون پر کچھ بڑا ناز تھا رستم برف بار کے پیچھے دوڑے اسی ابر سے ایک پنجہ نکلا رستم کو اٹھالے گیا تھوڑے ہی عرصے مین پیچھے آسمان سے گرنے لگے آفتاب و سیماب و لالہ عذار و شعلہ جوالہ و سنبل و سمن تن کو اٹھالے گئے سارا لشکر بے سردار ہو گیا تھوڑے عرصے مین لشکر رستم نے دیکھا کہ برف بار آسمان سے اتری کئی لاکھ جادوگر ساتھ ہین سرداران اسلام مسلسل و مطوق کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش برف بار کی جھولی مین سب سرداروں کو ارابے پر سوار کیا لشکر والون نے چاہا بلوہ کرکے اپنے سردارون کو چھڑالین برف بار نے طرف آسمان کے اشارہ کیا آسمان سے برف گرنے لگی جسپر برف گری وہ بیہوش ہو کے گرا تھوڑے ہی عرصہ مین سارا لشکر بیہوش ہو گیا برف بار نے سب کو گرفتار کر لیا ایک ایک ارابے پر دو دو سو کو سوار کیا سردارون کو آگے ارابے پر رکھا آپ سب کے آگے ہوئی طاوس پر سوار ہو پر رستم نے جو پلٹ کر دیکھا سب سرداران نامی ہمارے گرفتار ہین سب کی زبانون مین سوزن بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوئے اپنی زندگی سے بیزار ہین رستم نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے پکارا ای رحیم و کریم اپنا فضل و کرم ہم پر نازل کر نظم

کی شود در باغ دل از نور حق روشن چراغ — تا نہ گردد دل چو لالہ از محبت داغ داغ
مائل صورت نہ گردد مرد معنی حق پرست — زانکہ جلوہ مید ہد بر پوست رنگ اندر باغ
ہر زمان در چشم مردم می نماید تازہ رنگ — ہست آن صباغ ہر دم مشتغل در نہ بلاغ
کی شود موصول در قرب وصال ایزدی — تا نہ دنیا دار از دنیا کند حاصل فراغ
دل صفا دارد چو آئینہ ز ہر گرد و غبار — مرد صافی سینہ و روشن دل و روشن دماغ
حق ادا کردہ است در تبلیغ حکم بندگی — بہر تادیب گروہ بندگان شرط بلاغ
بشکنند مینا ہمان ساعت شود ساقی خموش — چون لبالب از شراب زندگی گردد ایاغ
گرد از دل ہر کہ ترک لذت دنیاے دون — کی نشیند بر سر مردار مانند کلاغ
دیدہ عبرت کشا و قدرت قادر ببین — در بہار گل چو بلبل سیر کن در باغ و راغ
بندہ کا رہرو چو در راہ محبت گشت گم — باز شد ظاہر نشان در عالم فانی سراغ
باعث تفریح طبع خلق ہندی نظم تست — زانکہ در وے ہست ہر مضمون شگفتہ مثل باغ

سب سرداروں سے زیادہ سنبل ہفت گیسو پریشان ہوئی ستم کو دیکھ دیکھ کر سردار دلسے کہتی ہو کہ شاہ زبردستی گرفتار ہو اسب سردار گرفتار ہو گئے کیا کہوں پہلے میں اس مضمون کو نہ سمجھی ورنہ اس سحر کو دفع کرتی یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ برف بار کو زندہ کر کے دکھایا تا کہ دیکھنے والوں کو اعتقاد ہو مقام افسوس ہو اگر یہ تحفے پاس ہفت پیکر کے پہونچ گئے تو پھر انکا ملنا دشوار ہوگا اس خیال سے عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کہوں کہ دل کی کیفیت کیا ہو میری تو عجب کیفیت ہے یہ نوبت ہو **نظم**

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہو مجھے
کیا کہوں کیا غم پنہاں نے دکھایا ہو مجھے
آتش شوق نہانی نے جلایا ہو مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہو مجھے

چہرۂ زار سے پردہ نہ اٹھاؤں کب تک
تو غم پردہ نشین ہو یہ چھپاؤں کب تک

تاب پرخاش ستمہاے نہاں کی حد بھی
کچھ فریب دل بے تاب و تواں کی حد بھی
قوت کشمکش آہ و فغاں کی حد بھی
ضبط سوزاں نفس شعلہ فشاں کی حد بھی

کیونکہ خالی نہ کروں جی کہ بھرا آتا ہو
پیش چلتی جو نہیں غصہ چلا آتا ہو

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کب تلک لب نہ شرر ریز شکایت ہووے
کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے

کچھ زبان بھی تو نہیں زور کرے چل ہی نہ سکے
غم کچھ ارمان نہیں ہو کہ نکل ہی نہ سکے

جب سے عاشق ہوے ہم رنج نہ پائے کیا کیا
کیا کہیں آہ کہ خاطر میں نہ لائے کیا کیا
لب پہ آئے نہ گلے جی میں گرآئے کیا کیا
جب تلک تاب رہی ناز اٹھائے کیا کیا

پر نہیں حوصلۂ ہم ستم بھی اب تو
ہو فنا ہاے موے جاتے ہیں ہم بھی اب تو

یہ چند بند پڑھ کر ملکہ بہت روئیں کہا صاحبو دعا کرو یہ تحفہ جات تا بہ ہفت پیکر نہ پہونچیں سب سرداراور جملہ اہل فوج ملک ملکہ کے دعائیں کرنے لگے برف بار نے جو سب کو روتے دیکھا جلادونکو طلب کیا

چند جلاد با خنجر لیے بہتہ حاضر ہوے آواز دی پہلے رستم کا سر کاٹ لے ایک جوان زنگی تلوار کھینچے ہوے قریب رستم کے آیا آواز دی اے جوان بیکار کیا نام ہے جلد عمر تیرا لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا تجھکو کچھ جو کھانا ہو وہ کھالے ہم منگا سکتے ہیں اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو بلا دین چونکہ تم قتل ہوتے ہو جو کہو وہی کرین دم بھر مین لاشہ تمھارا خاک و خون مین غلطان ہوگا ہمارے ہاتھ سے قتل کا سامان ہوگا رستم نے کہا او بیحیا ہمین کوئی خواہش نہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جو تیرے مالک نے حکم دیا وہ بجا لا یہ کہنا تھا کہ پشت سے برق بار نے آواز دی او جلاد صاحب بیداد فوراً سر کاٹ لے ایسے باغی سے کیا پوچھتا ہے اس سے باتین نہ بنا یہ سنتے ہی جلاد نے ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی ہتھکڑی سر پر جلاد کے مار دی کہ جلاد کا سر پھٹا رستم نے بیڑیان اور طوق توڑا اچھیٹ کر نعرہ کیا نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک نہ دارم ز دار چوب ستون من است

گرمی بازار عشق از اثر خون من است
خانہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

ابر سردار فنا خانہ غوغاے من
بشکنم این بند را وقصہ جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا جلاد کی تلوار اُٹھالی لڑنے لگے کئی جوان اس مقام پر مارے لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہین ہلہلجو برق بار نے دیکھا پلٹ کے آواز دی اے سب جاؤ مین سب کو گرفتار کرونگی جھولی مین ہاتھ ڈالا کہ اسباب سحر نکالون رستم پر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان بوق رستم کی بجاتا ہوا معلوم ہوا ہے کہ صور اسرافیل پھونکا زمین کانپنے لگی گھوڑے الف ہونے لگے ساحر کانپنے لگے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر اسی ہزار دیوانون سے آکر پہونچے بوق سونے کا کمر سے نکالا بجا دیا کرائی قزاقان بزنید و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑا ے لشکر ساحران پر آ پڑے جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر پڑھے دوسرے نے تاک کے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار نکل گیا کسی نے پہلو سے خنجر مارا کسی نے جھپٹ کر نیزہ مارا شاہزادہ غضنفر لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ماموں جان آداب عرض ہم عین وقت پر آگئے ورنہ آپ قتل ہو جاتے لیکن سب دست چپ غیرت نہین رکھتے ہمیشہ دست راستی معصیت مین دست چپ والونکی مدد کرتے ہین ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان ہر مقام پر غالب رہے قاسم کی بہترتی کی حد ہے کہ اسمین شک رکھتے ہین یہ کہکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے ایک سوار کو بڑھکر مارا وہ گھوڑا رستم کے سامنے پیش کیا عرض کی اسپر سوار ہوجیے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے کہا تیرے دیے ہوے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوے ڈر معلوم ہوتا ہے تو ہر جگہ ذکر کریگا غضنفر نے کہا ماموں جان آپ قاسم کو منع کر دیجیے کہ وہا بنام دنگل رستم کا ہر گز نہ لین

اُسکو مینے اسیواسطے اُسکے بچایا ایک دن بیٹے سامان دعوت کیا ہی وہین جاتا تھا راہ مین آپکی خبر ملی آپڑا یہ کہکے
قریب سنبل ہفت گیسو کے آیا زبان سے سوزن نکالی کہا میرا نام شاہزادہ غضنفر ہے ہمیشہ دعائین دیتا کہ تمکو خدا
سلامت رکھے جب مصیبت پڑے تمہین کام آئینگے یہ کہکے اور سردارون کی زبانون سے سوزن نکالی رستم کو بڑا
قلق ہے کہ یہ دیوانہ احسان کر رہا ہے جابجا ذکر کریگا کہ رستم کو مین نے رہا کیا اسکے احسان سے خدا بچائے
مگر غضنفر اسپ باد پا کو اُڑاتا ہوا قریب برف بار کے پہونچا برف بار نے خوب برف برسائی اُس برف سے
اسی کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے برف کے انبار ہو گئے لیکن غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر گھوڑا اُڑاتا
ہوا قریب پہونچا برف بار نے جب دیکھا کہ اس شیر دلیر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہر چند برف برسائی کچھ نہ ہوا تلوار
کھینچکر چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے غضنفر نے بھی تیغ روئین شکاف کا ہاتھ مارا کہ برف بار کے دو ٹکڑے ہوے
ہوتے ہی برف بار کے سب لشکر نے ربائی بائی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے لشکر ساحران ہفت پیکر کا نام لیتا ہوا
بھاگا کہ یہان ہفت پیکر جادو کوہ یاقوت پر ہے زیر کوہ لاکھون آدمی جمع ہین مرادین مانگ رہے ہین غلغلہ
کر رہے ہین یا خداوند بیمار مین صحت دیجیے اک برق چمک کر اسپر گرتی ہے یا تو ڈولی مین پڑکے آیا تھا اور یا ہاتھ
پیرون مین طاقت آگئی بعض پکار رہے ہین یا خداوند زوجہ میری جو میرے ساتھ ہے اسکے یہان لڑکا ہو تب
مجھے اعتقاد ہو ایک برق چمکی وہ عورت برق مین چھپ گئی اب جو ظاہر ہوئی تعریفین خداوند ہفت پیکر کی کرنے
لگی پکار کر آواز دی صاحب مجکو پورا مہینہ ہے دیکھو پیٹ مین لڑکا پھر رہا ہے شوہر خوش ہو گیا تصویر یہ شعبدے
سب کو دکھا رہی ہے سب کو مرادین مل رہی ہین یکایک تصویر کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار
جادو ہو تصویر میگھے شکل انسان کے پکار اٹھی کہ برف بار جادو قتل ہو گیا اے ضیغم تم اپنے کو صحرا سے
نیستان مین پہونچاؤ وہان بڑی خونریزی ہوئی طلسم کشا کو پکڑلاؤ کوہ شق ہوا ایک شیر ظاہر ہوا شیر پر ایک
ساحر عجیب بہ شکل مہیب سوار تیغہ خون آلود ہاتھ مین آواز دی کہ یا خداوند غلام جاتا ہے اور طلسم کشا کو
گرفتار کر کے لاتا ہے یہ کہکے وہ شیر ہوا سے کودا دُرہ کوہ سے بارہ ہزار شیر نکلے ہر ایک کی پشت پر ایک ایک ساحر
سوار بے تحاشا جست و خیز کرتے ہوے یہ بارہ ہزار ساحر چلے یہان رستم لڑائی فتح کر کے زرہ ہفت جوش جسم
کی چکے اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھ چکے اسی صحرا مین اُتر پڑے خود بارگاہ مین آئے ہین سردار اپنی اپنی
بارگاہ مین استراحت کر رہے ہین کہ صحرا سے بارہ ہزار شیر منھ کھولے ہوے آکے لشکر پر گرے لشکر مین رستم
کے ہنگامہ ہوا سمک نے آکے رستم کو خبر دی کہ بارہ ہزار شیر سوار آپ کے لشکر پر آ گرے ہین

تمام لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی کاہن کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر کوئی مراد نہین حاصل ہوتی ساحر جو سحر کرتے ہین شیر سوار نہین ٹلتے سنبل ہفت گیسو آگ برسا رہی ہی مگر اُنکا لشکر ہٹتا ہوا دامن مین ایک پہاڑ کے آگیا اور کوہ سے ایک شعلہ بھڑکتا ہی جو شیر سوار مارا گیا وہ لاشہ اُس شعلہ مین غائب ہو جاتا ہی صد ہا شیر سوار مارے گئے لاشہ شیر سوار کا نہین معلوم ہوتا رستم تلوار کھینچکر جا پڑے جس شیر سوار کے ہاتھ مارا اسکی مع شیر دو ٹکڑے ہوے رستم سب کو قتل کرتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے آواز دی ای فوج خداوندی طلسم کشا وہ آ پہونچا سب ملکر اسے گرفتار کر لاؤ دیکھا سب شیر سوار سمٹکر اُسی مقام پر آلے سنبل نے دیکھا طلسم کشا ہنگامہ ہی چاہتے ہین کہ لپٹ جائین رستم نے کسی کو گھونسہ مارا کسی پر قبضہ مارا گرد شیر سوار دنگے لاشے بیچ مین رستم اڑ رہے ہین سنبل نے سردارون کو آواز دی آفتاب فلک سیر کاہن وغیرہ آگے جب سحر کیا گولے مارے دو چار شیر سوار مرے رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے آواز دی او نامرد سامنے مردون کے آ افسر قریب آیا اسنے کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے جواب دیا ٹھہر جا دیتے ہین شیر سوار نے کہا ابھی لونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کپتیان پر کانٹا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا افسر کے مع شیر چار ٹکڑے ہوے ان سب کا افسر جو مرا اندھیرا ہوا دیر تک آگ برسی آواز آئی کشتی مرا نام مین شیر سوار جادو بود لاشے مین شیر سوار کے غبار لپٹا ہوا طرف کوہ یاقوت کے اُڑتا ہوا چلا کوہ یاقوت پر خدائی کے سامان ہفت پیکر کی درست ہو رہے ہین مراد مند جمع ہین ہر طرف سے آوازین بلند ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے جو مراد مانگی وہ ہی حاصل ہوئی ہوائین سرد چل رہی ہین اور پھول برس رہے ہین جتنے کھڑے ہین سب جھوم رہے ہین کہ یکایک آسمان سے آگر شیر سوار کا لاشہ پہاڑ پر گرا لاشے کا پہاڑ پر گرنا تھا تو سب کے سامنے پر شیر درہ کوہ سے نکلے اور ڈکارتے ہوے روانہ ہوے تھے یہ لاشہ جو آکر گرا سب نے حیران ہو کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا ایک غل بلند ہوا سب پکار اُٹھے یا خداوند یہ نقص قدرت ہی کہ جسکو تو روانہ کرے وہ یون مارا جاے آپ کیا زندہ نہین کر سکتے ماں کے پیٹ مین نطفہ فوراً عطا کرتے ہین تصویر سنگی نے آواز دی ای شیر سوار زندہ ہو اپنے قاتل کا نام بیان کر یکایک وہ شیر اور شیر سوار غلطک مار کر اُٹھے سامنے تصویر کے کھڑے ہوے پکار کر آواز دی یا خداوند کیا دریافت کرتے ہین طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہین اگر کسی پہاڑ پر آپڑین تو زمین ہلا دین لشکر مین نہین دبا اُن سب پر سحر کیا مگر کسی کو قتل نہین کر سکا اور لشکر طلسم کشا کے لوگ بہت سے مارے گئے اور وہین اُنکی

بیٹھین

پیٹ مین ہمارے پھڑک رہی ہین جب کسی ساحر نامی کے سامنے گیا اُسنے ایسا سحر کیا کہ مین منھ پھیر کر بھاگتا تھا آخر کیا چار ہو کر طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے جسم مین زرہ ہفت جوش بھی سیر کچھ زور نہ چلا آوازائی ہو گذرا وہ گذر را اپنے مقام پر جا وہ شیر سوار پہاڑ سے پھاندا درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا حاضرین وقت کو بڑی حیرت ہوئی ہر ایک کا قول تھا مسلمان بڑے زبردست ہین جبسے قدم مسلمانون کا طلسم مین آیا کوہ نیرنگ تک صاحبقران پہونچ گئے تصویر کو توڑ ڈالا اگر کسی دن قدرت کی موجودگی مین کسی پہاڑ کے اوپر آگئے تو قدرت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا وہ صاحب اسم اعظم محرم مجسم ہین جب اسم اعظم پڑھتے ہین ساحر کے ہونٹھ بند ہو جاتے ہین شاید ایسا ہو کہ کوئی ساحر زبردست تصویر مین آکر بیٹھا ہو اپنے کو خداوند بنایا ہو زرہ ہفت جوش و کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا پا چکا ابتہ ہفت جو ہر باقی ہے مشہور ہے کہ زنار بلا کن کے کیسے کیسے ساحر جیسے ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے بعضے طلسم کشا تک پہونچ بھی نہ سکے سلمان سارے طلسم مین پھیلے ہوے ہین ایک لڑکا کمسن اُسکے ساتھ اسی ہزار دیو آتے ہین تمام قریات اسنے لوٹ لیے جب ان پہاڑون پر گذر ہوگا تو ہم لوگ کہان جائینگے کہین ہمارے جانیکا ٹھکانا نہین ہے قصبے والے بھاگ کر جنگل مین چلے جاتے ہین یون جان بچاتے ہین ہم لوگ کہان جائینگے لاشہ شیر سوار دیکھکر اعتقاد مین فرق آگیا آپس مین یہ باتین کرتے ہوے اپنے اپنے گھرون مین آئے ملک یاقوت شاہ جو اپنے گھر مین آیا تخت پر آکے بیٹھا وزیر امیر جمع ہوے یاقوت شاہ نے بھی مقدمہ پیش کیا سب نے عرض کی ہم سب کو تردد ہے جو خداوند قدیم تھے دس مین کس سے انکو چھوڑا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ان خداوند کی خدائی مین بھی فرق معلوم ہوتا ہے مسلمانون نے آکے گھیر لیا یاقوت نے کہا سلطنت کیونکر بچے جب بادشاہون کو طلسم کشا نے گھر انکے ملک لے لیے جو لوگ انکے شریک ہین انکو سلطنت دیتے ہین سیکڑون ملک قبضہ مسلمانان مین آگئے اسلام آباد ہوے کوئی وہان ہفت پیکر کا نام بھی نہین لیتا اگر تم سب کی صلاح ہو قبل از فتح ہونے طلسم کے طلسم کشا کے جا کے شریک ہون انکے ساتھ شریک لشکر کسی ہین طلسم کشا شاید ہمارا ملک و مال نہ لے اور ہمین کو سلطنت دے آج خوب ظاہر ہو گیا ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہے کہ اسنے اپنا باندھ لیا ہے ہفتے مین سات دن ہوتے ہین تصویرون مین آکر سحر سے قدرت نمایان کرتا ہے آج جو حال کھلا کر شیر سوار اسی وقت گیا اُسی وقت اسکا لاشہ آیا یہ بھی شعبدہ تھا کہ آواز دیکر اسے زندہ کیا اور کہدیا کہ اپنے مقام پر جاکر سکونت اختیار کر نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہے آفتاب فلک سیر

ایسا ساحر زبردست ہے نجوم جیسا جانتا ہے کیسا جاکر طلسم کشا کا شریک ہوا سنتے ہیں کہ طلسم کشا اسکی بڑی خاطر کرتے ہیں اور تقاضائے جرأت یہ ہے کہ ہر وقت منع کرتے ہیں سحر نہ کرو ہم سحر کے خواہان نہیں ہیں ہم پچھوٹے ساحر ہیں خداوند بڑے ساحر ہیں جس دن طلسم کشا آجائیگا جاتے رستہ ملیگا زرہ ہفت جوش کلاہ ہفت گوشہ پاچکے اب صرف تیغہ ہفت جوہر لینے کو باقی ہے پھر یقین ہے کہ ناکر لوح کریگا صاحب اقبال ہے جو نشان لوح جانتا ہوگا وہ جاکر بتا دیگا لوح لے لینگے لوح ملی اور طلسم کشا ہم لوگون کو شریک بھی نہ کریگا وزیرون نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیا کوئی بادشاہ کی بات کا جواب نہ دے سکا بعض نے یہ بھی کہا کہ جو حضور فرماتے ہین یہی ہماری بھی رائے مین آتا ہے کہ حضور کی تدبیر سے تیغہ ہفت جوہر حاصل ہو اور طلسم کشا کے پاس لے کے چلین یاقوت نے کہا مین اپنے گھر مین ذکر کرون میری زوجہ سے اور زنار بلا افگن سے دوپٹہ بدلا ہوا ہے وزرا سے صلاح کرکے گھر مین آیا زوجہ اسکی الماس جادو اس سے اسنے سب حال بیان کیا زوجہ نے کہا مین زنار کو بلا بھیجون اسکو مار کر تیغہ ہفت جوہر لے لیجیے یاقوت بہت خوش ہوا کہا صاحب نامہ لکھو زنار آوے اسکی دعوت کرو تیغہ ہفت جوہر لے لو الماس نے اسی وقت نامہ لکھا ہمشیرہ زنار تمکو مدت سے نہیں دیکھا لہذا آؤ اگر سبب ہو تمہارے پاس تیغہ ہفت جوہر ہے طلسم کشا تمہاری فکر مین ہے ایسا نہ ہو کہ اس سے تمہارا سامنا ہو جائے ہم تمہارے دیدار سے محروم رہین کل سرداران طلسم کشا تمہاری فکر مین ہین ایسا نہ ہو کوئی سردار تمکو دھوکہ دے خبردار کسی کے یہان مہمان نہ جانا یہان جو آنا تیغہ ہفت جوہر لیتی آنا ایک شب کی یہان تکلیف ہوگی یہ نامہ لکھکر ماہیار نامے کنیز کو دیا اسنے جھولی مین رکھا اڑتی ہوئی طرف قلعہ زنار یہ کے پہونچی قضائے کار ملکہ سنبل ہفت گیسو شیر سوار کی لڑائی سے فراغت کرکے داخل بارگاہ طلسم کشا ہوئی بیٹھے بیٹھے گھبرائی عرض کی اے شہریار کنیز کا اسوقت دل گھبراتا ہے دل کرتا ہے اگر کنیز فکر کرے کیا عجب ہے کہ تیغہ ہفت جوہر کا پتہ مل جاے رستم نے کہا ملکہ ہفت پیکر کے سردار تمہاری فکر مین ہونگے ایسا نہ ہو لشکر سے نکلو اور کسی بلا مین مبتلا ہو سب مین مشہور ہے کہ سنبل ہفت گیسو نے زرہ ہفت جوش دلوائی باپ کو قتل کرایا سنبل نے عرض کی کہ کنیز کی جان تک سرکار کے کام پر نثار ہے یہ شیر سوار وغیرہ جو آئے ہفت پیکر کے بھیجے ہوئے تھے یہ کہکے باہر آئی آتے ہی ایک طاؤس تیار کیا اسپر سوار ہوکے چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری ماہیار نامے جو نامہ لیکر چلی تھی اڑتے اڑتے تھک گئی خیال مین آیا اس پہاڑ پر اترون چشمے پر پانی پیکر اپنے کو

تر و تازہ کرون ایکی ہوا اُڑ گئی تو قلعہ زناریہ مین جا کر ٹھہرونگی یہ سوچ کر اُسی پہاڑ پر اتری چشمہ پر پانی پیا اور ٹہلنے لگی زیر نخل ملکہ سنبل بیٹھی تھین اُنھون نے دیکھا ایک ساحرہ آکے پانی پی کر ٹہلنے لگی طرف قلعہ زناریہ کے منھ کرکے دیکھ رہی ہے ملکہ کو گمان غالب ہوا کہ کسی کی بھیجی ہوئی ہے کار دنخر جھولی سے نکالی اسپر اسم سحر پڑھا جب ہاتھ سے چھوڑا کارد مثل شعلہ جوالہ کے چلی ملکہ نے پکار کر آواز دی او ساحرہ ہوشیار ہو جا وہ پلٹی کارد سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ باری برف باری ہونے لگی خار اس کوہ کے پردون سے سر پیٹ رہے ہین ملکہ چاہتی ہین کہ یہ ہنگامے موقوف ہون تو مین اسکی نعش کی تلاش لون جب تھوڑی دیر مین ہنگامہ رفع ہوا قضائے کار اس کوہ کے حاکم شقائق جادو و حقائق جادو در کوہ مین پڑے ہوئے سوئے ہین کو دیر ہوا دونون بیدار ہوئے شقائق نے حقائق سے کہا کون ساحر ایسا زبردست آیا کہ جسنے ہمارے پہاڑ پر آکر یہ ہنگامہ برپا کیا آنکھیں ملتے ہوئے دونون تعشدہ کو دیکھا کہ دیکھا ایک مہ جبین قمر طلعت گاتی دوپٹے کی باندھے ہوئے ایک نازنین کا لاشہ برابر اسکے پڑا ہوا ہے حقائق نے کہا اے برادر مین اس مہ جبین کو پہچانتا ہون اسقدر جانتا ہون کہ طلسم کشا کی طرفدار ہے ایک طرف سے تم سحر کرو اور ایک طرف سے مین سحر کردون ورنہ یہ تڑپ کے نکل جائیگی یہ بڑی نامی ساحرہ ہے حقائق و شقائق دونون آپس مین صلاح کرکے چلے سنبل نے دیکھا بیچ مین سے کوہ شق ہوا دو ساحر داہنے بائین سے پیدا ہوئے آواز دیتے ہوئے او نازنین کہان جاتی ہے ایک نے داہنے پر سے گولہ مارا ایک نے بائین پر سے ملکہ نے داہنی طرف کا گولہ روک لیا بائین طرف والا گولہ جو چھٹا دھوان اسکا آنکھون مین لگا وہ گولہ جو ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا اشقائق کا سر پھٹا بائین طرف سے دھوان جو لگا ملکہ غش کھاکے گرین حقائق نے گرفتار کر لیا اگر اُس کنیز کی تلاشی لی جھولی مین سے نامہ نکلا الماس زوجہ یاقوت کا لکھا ہوا سوچا کہ یہ گنہگار ہے سنبل کی کمر مین بنچ دیا لے اُلطاف قلعہ زناریہ کے چلا یہان رستم گھبرائے جب سنبل کو عرصہ ہوا گھبرا کر سمک سے فرمایا نہین معلوم کہ سنبل کو کیون عرصہ ہوا ذرا جاکر تلاش تو کرو جس وقت سے وہ گئی ہین مین گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب کیفیت ہے نظم

ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا جوش ہے	پیرہن تن پر مرے گرمی کہین بالا پوش ہے
دور ہون یکجائی پر بھی صورت فانوس شمع	ہے بغل مین یار یہ خالی مرا آغوش ہے

گلشن خوبان مین گو زیست دونون ہین خراب
جان جاتی ہے و لیکن آہ دل کرتا نہین
کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
عاقل اتنے تو یہ کار خویش ہم دیوانے ہین
حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
روتے روتے پانی ہو کر بہ گیا آخر کو مین
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسا کا خم
درد دل کہنے کی خو مجھکو نہ سننے کی آپ سے
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جسکو زندگی
موت کا سامان ہے فرہاد سامان نشاط
اور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو

بار خاطر زندہ ہے مردہ وبال دوش ہے
ناقہ لیلی رواں ہے پر جرس خاموش ہے
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے
موسم گل تک گریبان پھاڑ نیکا ہوش ہے
نیم راضی کا نشان یعنے لب خاموش ہے
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب اشکا جوش ہے
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے
عہد مین تیرے زبان نایاب و عقل و گوش ہے
طوق کا حلقہ پری کا حلقہ آغوش ہے
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے
باندھا مضمون غیر آتش ہوئی پاپوش ہے

رستم کو جو سمک نے بیقرار پایا عرض کی غلام اُنکی تلاش کو جاتا ہے یہ کہکے رستم سے سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس پہاڑ کے آیا دیکھا ایک مرد کا لاشہ پڑا ہے اور ایک عورت کا لاشہ پڑا ہے ساحر بنکر پھرنے لگا کہ درہ کوہ سے دو چار جادوگر نکلے سمک نے اُنسے ملاقات کی صاحب سلامت کرکے پوچھا اس کوہ کا حاکم کون ہے ساحر رونے لگے کہا شقائق و حقائق دو بھائی تھے ایک کو سامری و جمشید نے بلا لیا ایکطرف قلعہ زناریہ کے گیا ہے اب تو سمک نے باتون مین سب حال دریافت کیا پوچھا کہ اب یہان کا حاکم کون ہے کہا زفیل جادو سمک نے کہا میان زفیل کو ہم دیکھ بھی سکتے ہین ان ساحرون نے کہا اندر درہ کوہ کے بیٹھے ہین صورت زفیل کی پہچان کر سمک آگے بڑھا ایک مقام پر چھپکر زفیل کی شکل بنا قلعہ زناریہ پوچھتا ہوا چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا اُسی شکل سے داخل قلعہ ہوا پوچھتا ہوا حقائق جادو کہان ہے یہان حقائق ملکہ سنبل کو لیے ہوے پاس ملکہ زنار کے آیا زنار سنبل کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا تو طلسم کشا کے بہت بڑے دوست کو گرفتار کرکے لایا حقائق نے کہا ایک کنیز نامہ لیے ہوے تمہارے پاس آئی تھی سنبل نے اسکو مارا میرے

کان مین جو آواز آئی ہم دونون بھائی جا پڑے ایک بھائی کو تو اسنے مار لیا مین نے گواز حرکا پھیدکا میرے گولے سے بیہوش ہوئی ہر چند کہ خیال اسکا دیکھتے ہی مین بیتاب ہو گیا مگر دل نے کہا کہ اسکی صورت ظاہری پر مائل ہونا اچھا نہین خدمت مین زنار کے لیچلو لہذا زنار اسکو سزا دیگی زنار نے رات کو قید کیا صبح کو دربار مین آکر بیٹھی حقائق سے باتین کر رہی ہو زنار کہ رہی کہ اسکے قتل سے طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا اسکے قاتل کو بچنا دشوار ہو جائیگا کہ ساحرون نے آکر خبر دی اے حقائق تمہارا ملازم زقیل جادو دروازے پر آیا ہے اسنے گھبرا کے کہا بلا لو سمک بہ شکل زقیل اندر آیا پہلے زنار کو سلام کیا پھر حقائق سے متوجہ ہوا کہا حضور ساحرہ کو یہان لیکر چلے آئے طلسم کشا کو نہین معلوم کیونکر خبر ہوگئی کاہن کو بھیجا سیان آفتاب نے آکے گرمی دکھائی پہاڑ کو اڑا دیا نوکرون کو آپکے قتل کیا مین پہلے ہی بھاگ آیا تھا بیرون کوہ سے سب معاملہ دیکھا کیا جب وہ قتل و غارت کرکے پلٹ گئے تب مین نے کہا جاکر مالک کو اطلاع دون ابھی اسکو قتل نہ کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا ش باہے مین برائے خبر چلے لشکر طلسم کشا مین گیا سنا کہ طلسم کشا کو اسقدر ملال ہو کہ خاصہ نوش نہین فرمایا اور سب صاحب تلاش مین اسی ظالم کی نکلے مین کہ جہان ملے اسے لاؤ اگر میرے نام حکم ہو تو مین اسے قتل کرون وعدہ کرتا ہون کہ سرکا سامنے طلسم کشا کے لیجاؤن بڑے لطف سے سر ہوجاؤن بعد اسکے آپ لوگون کو اختیار ہو اپنے کو بچے عقل کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا آپ لوگون کو پا جائے زنار نے کہا ہم ایسے مقام پر چھپینگے کہ طلسم کشا تو کیا ہے کیسا خیال نہ پہونچ سکے جو اس مقام پر آئے مارا جائے سمک نے پوچھا اپنے تیغہ ہفت جوہر کمان رکھا ہے اسنے دکھلا کہا تیغہ ہر وقت کمر مین رہتا ہے کسکی مجال ہے کہ تیغے پر نگاہ ڈالے سمک پنجہ کھینچکر اٹھا ملکہ سنبل سے اشارہ کیا وہ گنہگار سر جھکا کر پھر حقائق تو حال قتل اپنے عزیز و نکا سنکر خاموش ہو بہی جوش ہو کہ بدلہ اسکا طلسم کشا سے جاکر لون کہ سمک پنجہ کھینچکر سر پر سنبل کے آیا سر زنجیر کو تھام کر جھٹکا مارا کہا اپنے غلام کو پہچانتے مین ہون سمک بن عمرو آپکی زبان سے سوزن نکالون آپ نکل جائیے گا سنبل نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو لیجاؤنگی بارگاہ مین آگ برسا دونگی سمک پینترے بدلنے لگا پکار کر آواز دی معشوق طلسم کشا کو قتل کرتا ہون زنار و حقائق نے اشارہ کیا ارے سرکاٹ لے اسی کی وجہ سے زرہ ہفت جوش ملی اگر طلسم کشا بہر کوشش کرتا تو زرہ نہ ملتی سمک نے باتون مین زنار و حقائق کو لگا کر زبان سے سنبل کی سوزن نکالی سنبل کے سوزن نکلتے ہی اشارہ کیا کہ ماران سیاہ جو جسم مین لپٹے تھے وہ جل کر گرے تڑپ کے بلند ہوئی ایک گولہ مار دیا بارگاہ مین زنار کی آگ لگا دی سمک کو جو ساحرون نے گھیرا سمک پنجہ کھینچکر لڑ رہا ہو گئی

ساحر اسکے مارے سنبل نے دیکھی زنار کھینچکر سمک پر چلی سنبل سمجھی کہ اب سمک قتل ہوجائیگا جھولی پہ ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ کاغذ کا پھینکا وہ سنہرہ پنجہ بنکر اڑا کر مین سمک کی پڑ گیا لیکر بلند ہوا اب سنبل اڑتی ہی جاتی ہے اور پیچھے ہٹتی آتی ہے اور وارے پر لاکھون جادوگر تھے انھون نے سحر کی آگ برسائی تلوارین گرائین یہی چاہتے تھے کہ سنبل کو زمین پر گرائین لیکن سنبل آتش سحر سے مثل شعلہ جوالہ نکلتی ہے تلوارون سے یون نکلی گویا جوہر تیغون کا ظاہر ہوا کوئی حال سے اسکے نہ ماہر ہوا اڑتی ہوئی بیرون قلعہ پہونچی ہزارون جادوگر مارے گلی کوچون مین لاشہ ہاے ساحران کا انبار کردیا مکان سیکڑون گرادیے اسمین بھی ساحر دبے مرنے سے جو ساحران کے اندھیرا ہوا سنبل بیرون قلعہ آئی اب سنبل کر سحر کر رہی ہے مطلب یہ تھا کہ زنار کو قتل کرون مگر پنجہ قابض نہ ہوتا تھا کیسے کیسے سحر زنار وغیرہ نے کیے مگر سنبل نہ رکی اڑتی بھرتی نکلی چرخ مارکر ہوئی ستارہ بنکر آسمان مین ڈوبی وہان سمک کو پنجہ لئے ہوے جاتا تھا لمعان سحر بند کوہ لمعان پر بیٹھی ہو جہ کر رہی تھی کہ اسنے دیکھا ایک سنہرہ پنجہ ایک عیار کو لئے جاتا ہے لمعان نے سحر کیا سمک زمین پر گرا سمک نے گرتے گرتے آواز دی بیٹا دلبر سے سجان مبارکباد شد لمعان نے پوچھا ارے تو کون ہے کہا حضور کا ہجک گویا ایک ساحر نے رات کو واسطے مجرے کے بلایا صبح کو خوش ہو اسیر دیا تھا مین نے انکار کیا ایک کاغذ میری کمر مین لپٹا دیا کہا جا کے کسی جنگل مین اسے چھوڑ آ یہ غلام کی کیفیت ہے صبح کا وقت ہے کچھ بھیرون سناؤن یہ کہکے بایان کھینچا یہ معاً ٹھیکا مجرے لگا لمعان سے آنکھیں ملا کر یہ غزل عاشقانہ کا نا شروع کی

نظم

یدقدرت لقب ہے تیرہ بر کلک گوہر افشان کا	بہار صبح اک سادہ ورق ہے میرے دیوان کا
مری باد نفس سے گر ہو تیران بر دہ غفلت	ستر فرقہ کے پیش نظر ہو نور عرفان کا
ریاض قدس بر ڈالی مرے صحن سرا کی ہے	بہار انس گلدستہ ہے میرے طاق ایوان کا
سحابہ کاکب جان ان کرمے سون کشت ہائے ان کا	روان ہو جوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا
دون مین شاعرون سے جو ہر معنی ہے پیدا ہون	ٹپکے گر صدف مین انکے قطرہ ہیرے نیسان کا
نہین پیدا ہون مین اس لیے دو خاک و آب و آتش سے	کدو رکرچار عنصر سے ہے باہر میرے ارکان کا
بشر کے قالب خاکی ہے جو مین جلوہ فرما ہون	تماشا دیکھنا منظور ہے نیرنگ امکان کا
سے زیر قدم ہے تخت شاہی جس ولایت مین	وہان کے دام و دد کو عار ہے منصب سلیمان کا

رہا میں دہر میں اندیشۂ آسیب سے ایمن — ٹھہر کو گیا خطرہ نظرہ دریائے عمّان کا
جسے کہتے ہیں سب فردوس پا میں باغ ہو میرا — مجھے ہر سمت ٹھہرے ہیں نظارہ حور و غلمان کا
مری خاک قدم سے تاج خسرو استقامت ہے — مری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا
ثنا فی الرتبے کے رمز سے ہو جسکو آگاہی — مقام اس شخص پر ہے کشف میر عرش شان کا
سو دشمن کو میر عقیدت سے سو سو لگتا خود ہوں — شہید ہی منقبت خوان تجھ بن جناب شاہ مردان کا

یہ غزل سمک نے اس رنگ میں گائی کہ لمعان رونے لگی گلے سے موتیون کا مالا اتار کر دیا کہا اسے تو تو اس لائق ہے کہ تجکو تعویذ بازو بنائے ایک کنیز نے عرض کی وادی اسکے دام کرم میں نہ آئیے گا یہ طلسم کشا کا عیار ہے اسنے قلعہ زنار میں جاکر قیامت برپا کی ملکہ سنبل کو جاکر رہا کیا ہے ایک عزیز وہان نوکر تھے انکے سامنے یہ سب معرکہ گذرا یہ ملکہ سنبل کا تھا اسکو عارف اپنے لشکر کے لیے جاتا تھا سمک نے کہا حضور اصل کیفیت یہ ہے کہ میں نہیں جانتا زنار یہ کہان ہے لمعان خنجر لیکر اٹھی کہ ٹکڑے ٹکڑے میں تجھے قتل کرونگی کنیزین انھیں عرض کی وادی آپ قتل کیون کرین کنیزین قتل کرینگی ایک کنیز خنجر کھینچکر سر پر آئی چاہا کہ ہاتھ مارے کہ آسمان پر سنبل ہفت گیسو چمکی دیکھا سمک زیر تیغ بیٹھا ہے ایک کنیز چاہتی ہے خنجر مارے اور لمعان جادو اشارے کر رہی ہو کہ جلد اس مکار کو قتل کر اسکا زندہ رہنا بہتر نہیں وہین سے سنبل نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کنیز کا سر اڑ گیا اگلے کے جو گری کئی سر اڑا دئے لمعان نے سحر کیا گولا اٹھا کر مارا سنبل نے گولا کاٹا اس سے ایک برق چمکی کئی کنیزون کے سر اڑ گئے لمعان نے دوسرا گولا مارا قریب سنبل کے گولا پہونچا سنبل نے منھ سے دھوان چھوڑا گولا پھٹا چلکر گرا ایک برق چمکی سامنے لمعان کی آنکھون کے برق آئی ایک ہکی چمکی اس عالم میں سنبل نے زلف کو ہلایا ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی لمعان کے سر پر پڑی کہ سر لمعان کا پھٹ گیا مار کر لمعان کو بہار کو ویران کیا خزانہ لوٹ لیا سمک نے پہلے روپے لوٹے جب اشرفیان دیکھین روپے پھینکے اشرفیان اٹھائین کمر میں رکھین سنبل نے سمک کو اٹھا لیا لیکر لشکر میں آئین یہان طلسم کشا پریشان بیٹھے تھے سنبل نے آکے سلام کیا سمک کو حاضر کر دیا رستم بہت خوش ہوئے مگر وہان زوجۂ یاقوت ماہیار کنیز کو جو روانہ کر چکی تھی جب گئی دن گذر رہے یاقوت نے آکر کہا کیون صاحب جواب نامے کا نہ آیا یاقوت نے کہا اور نامہ روانہ کرو الماس نے اور نامہ لکھا اشقاقل نامے کنیز نامہ لیکر چلی صبح کا وقت ہے ہوائے سرد چل رہی ہے جنگل پر عالم بہار گل خودرو سے جنگل میں گلشن ہے تجمل سرسبز و شاداب نہرون میں پانی لاجواب اشقاقل ہر جگہ ٹھہرتی ہوئی جاتی ہے کبھی کسی چشمہ پر ٹھہر گئی

کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی شخص بھیرون کے سرون مین اس غزل سے بدن کو گا رہا ہی **نظم**

مرا خون اپنے تا ثابت ہو مکار روتا ہی — مجھے مارا ہی پر ظاہر مین وہ عیار روتا ہی
مین اس صحرائے وحشت مین ہون گشتہ اب ای دلبر — کہ چشم آبلہ سے ہر قدم اک خار روتا ہی
بلا بھیجا ہی محبوب حقیقی نے چلا ہون مین بہ — ہنسی آتی ہی مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہی
مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہ ہو ناصح — مسلسل چشمہ ہو جاتا ہی یہ آزار روتا ہی
مری گردن جھکا دینے سے رحم آتا ہی قاتل کو — وہ خود سر خم کیے کھینچے ہوئے تلوار روتا ہی
بہت اس کوچے مین نالان رہا لیکن یہ پوچھا — کوئی آفت رسیدہ آ گیا پس دیوار روتا ہی
ہمیشہ ہجر کا غم ہی تصور وصل کا کا ہے — جو دل کیا ز بند یا ہی تو سو بار روتا ہی
مری حالت یہ دل بگڑا ہی تیور مین مگر کرتے — ہر حمر سے گلے ملتا نہین پر یار روتا ہی
ترے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے — مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہین ناچار روتا ہی
مقابل ہو کے روتا ہی تو پھر تھم تھم کے کیون روؤن — ہمارے کھیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی
دعائین مانگ کر ہنسنے پر اسکے موت مانگی تھی — خدایا اب جلا مجھکو مرا دلدار روتا ہی
قبول اس ہر کو غفلت کدہ جادہ زن خوش منا — جو غافل ہو وہ ہنستا ہی یہان ہشیار روتا ہی

یہ غزل سنکر شقاقل طرف صدا کے متوجہ ہوا دیکھا ایک نازنین ایک نخل کے سایہ مین لباس پر زر پہنے ہوئے بیٹھی ہی پھولون کے زیور مین لدی ہوئی آسن مارے ہوئے تن تن کے یہ اشعار گا رہی ہی طائر ہر مرتبہ زمزمہ سرائی کرتے ہین گانے پر محو ہو رہے ہین شقاقل قریب پہونچی جھک کر اسکو سلام کیا اس نازنین نے اشارے سے سلام لیا اشارہ کیا بیٹھ جاؤ شقاقل بیٹھ گئی گلتے گاتے اس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا درخت سے پھول برسنے لگے شقاقل کے آگے انبار ہو گیا اشارہ کرکے اس نازنین نے پھول اٹھا کر سونگھے شقاقل نے بھی مٹھی مین پھول اٹھائے اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی آنکھین سرخ ہوئین چکر آ گئی اکھڑا کر گری اس نازنین نے اٹھکر شقاقل کا سر کاٹ لیا جھولی سے نامہ نکالا نعرہ کیا منم سنبل ہفت گیسو مارکر اسکو نامہ اسکی جھولی سے لیا خدمت مین رستم کی آئی عرض کی کہ حضور کوچ کرین اور کو دیا قوت کو تشریف لیجلین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت جادو آپکے ملنے کا خواہان ہی دو کنیزین اسکی زوجہ کی بھیجی ہوئی آتی ہوئین دونون کے پاس اسی مضمون کے نامے نکلے رستم نے بلا کر مقدمۃ الجیش کو حکم دیا کہ بموجب حکم ملکہ سنبل کے اُلالا بارگاہ کا

طرف کوہ یاقوت کے روانہ ہو دوسرے دن سے پشیر و لشکر طرف کوہ یاقوت کے ملکہ الماس جادو زوجہ یاقوت سے جو وہ نامے بھیجے اور جواب ایک کا بھی نہ پایا حیران ہوکر کنیزون سے کہنے لگی کہ مقام حیرت ہی کہ دو دیکر ان معتبر حیثیت رہا لاکھ کہ ہم ہی یہ پاک گئین اور پلٹ کرنا مین میں خود جاؤن شوہر کو بلا بھیجا ملک یاقوت سے سب حال کہا یاقوت نے کہا صاحب تمھین جاؤ ہم ہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا سے لین مگر یہ آبرو لین سائے طلسم مین آبرو ہو کر شاہان ہفت کوہ مین سے ملک یاقوت شاہ بادشاہ کوہ یاقوت شریک طلسم کشا ہوا الماس اسی وقت روانہ ہوئی بادشاہ کوہ یاقوت کی زوجہ دریائے جواہر مین غوطہ زن سحر و ساحری مین یکتا لباس معقول پہنے ہوے روانہ ہوئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک لشکر کی آمد ہی اور سب آگے آفتاب فلک سیر گھوڑے پر سوار پشیر و لشکر ہی سات ہزار سوار پرے اسکی پشت پر جمائے ہوے اور وردیاں برنگ مختلف پہنے ہوے اس ساز و سامان سے سامنے سے گذر گیا اس لشکر کو دیکھ کر الماس حیران ہوگئی بعد اسکے دیکھا سیماب جادو سات ہزار ساحر اسکی پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے سے گذر گئین اسکے بعد ملکہ لالہ عذار ساٹھ ہزار فوج سے یہ بھی گذر گئین اسکے بعد سنبل ہفت گیسو تخت پر سوار گرد ڈیڑھ لاکھ عورتین اسکے تخت کو گھیرے ہوے سقا آب پاشی کرتے ہوے کہ گرد نہ اڑے ایسا نہ ہو کہ عارض انور پر گرد غبار پڑے آئینہ رخسار مکدر ہو سب شاہ و شہر یاری کے تخت کو گھیرے ہوے اسکے ساتھ بیحساب فوج ہی اندرون بارگاہ کے لدے ہوے اژدر منہ سے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہی اسکے بعد دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ و کتین بڑے زور و شور سے ہمراہ لشکر گران گذر گئین اسکے بعد دیکھا کہ جہاں عالم انبوہ خلائق علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ایک سردار شل دیو کے جھومتا ہوا علم زرنگاری کی چھڑ کاندھے پر سائے مین علم کے ایک جوان رعنا بلند بالا خود سر پر رکھے ہوے زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہزار ہا نقیب آوازین دیتے ہوے کہ یار و ادب سے چلو یہ جوان کہ حسن و شوکت مین یکتا ہی طلسم کشا ہی اسکی سواری مین خوش آواز نقیب دعائین دیتے ہوے پشت پر بہیر بنگاہ بازارین لشکر کی جمی ہوئی منزلون تک آثار لشکر طلسم کشا کا ہی جہان تک نگاہ جاتی ہی علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے یہ شوکت و شان دیکھ کر ملکہ الماس کو پسینہ آگیا دل بیقرار ہو گیا آنکھین فصل برسات کا ابر بنگئین جی مین کہتی ہی اے الماس یہ لشکر جس ملک پر جاکر گریگا کوئی ذیحیات کا ہیکو بچیگا حقیقت مین یہ شاہزادہ بان بڑے عیش مین ہین یہ مجمع عام ساحران زبردست طلسم کشا

جری و بہادر انکو کون روکیگا اب کون روک سکتا ہی اجماع لشکر پر ثابت و سیارہ کو سکتا ہی کیا لشکر ہوا اور کیا تاجدار ہی جاکر شوہر کو بچھاؤن ایسا نہو کوئی افتاد ہو الماس اب مین قلعہ زنار یہ پر جاؤن یا اپنے قلعے مین جاؤن اس فکر مین حیران کھڑی ہی آخر یہ سوچی کر زنار کو جاکر لاؤن طرف قلعہ زناریہ کے چلی مگر چوٹ کھائی ہوئی آہ آہ کی صدا دل سے بلند کرتی ہوئی کبھی بیقرار ہوکر پکار اٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ **نظم**

ٹھوکرین ماس کے مردون کو جلاتے نہ چلو　　رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو
آنکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہو صدا　　فتنۂ حشر کو بد خواب جگاتے نہ چلو
باغ مین آئے ہو ساتھ انکے بھی پھر لو دو گام　　کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو
برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی　　راہ کو کاٹتے جادے کو جلاتے نہ چلو
سائل بوسہ سے منھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ　　نیک طینت ہو تو بد ذاتی پہ آتے نہ چلو
گرتے پڑتے ہین کنوین اور گڑھون مین اکثر　　ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو
دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان انکے　　یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو
گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے　　طفل غنچہ ہی غریب اسکو ڈراتے نہ چلو
پر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دو گام　　کوسون دریا کو پسینے سے بہاتے نہ چلو
منھ چھپا کر یہ تمھارا ہی نکلنا اندھیر　　رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی　　کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤ گے　　قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو
اپنے ہاتھون سے نہ انداز ہو ٹکا کلا کٹوا دو　　یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو
کہے معشوق ہین اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ　　یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو
اسنے کہدو کوئی آگے مین جو یہ لکھا ہی　　چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی الماس زوجہ یاقوت قلعہ زناریہ مین پہونچی ملکہ زنار بلا افگن کو خبر ہوئی بڑے استقبال نکل آئی آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن کیونکر اینکا اتفاق ہوا الماس نے کہا مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ مینے ایک کنیز کو بھیجا نامہ اپنا مہری دیا امین یہ مرقوم تھا کہ بہن ہمین سرفراز کرو حال نہ کھلا کہ اس کنیز پر کیا گذری زنار نے کہا تمھاری کنیز کو سنبل ہفت گیسو نے قتل کیا حقائق و شقائق مالک اس کوہ کے

نکلے سنبل پر سحر کیا سنبل نے شقائق کو مارا حقائق نے سحر کرکے سنبل کو گرفتار کرلیا گرفتار کرکے یہان لایا عیار طلسم کشا بھی برابر ہوپہنچا آگر اسنے سنبل کو رہا کیا اس دن دس بیس ہزار ساحر عیار لشکر مارا گیا مگر دو کنیز اور عیار کو بھی لے گئی دوسری کنیز کا حال نہین معلوم غرضکہ استقبال کرکے الماس کو بارگاہ مین لائی الماس نے تعریف لشکر طلسم کشائی شروع کی اور کہا ایسے ایسے ساحر شریک طلسم کشا ہین کہ زمین ہلا دیتے کائنات طلسم مین زنار کہتی ہے بوالعجم تو اسقدر تعریفین کرتی ہو کہ انکے آگے قدرت کی کچھ حقیقت نہین ہو ایسے لشکر قدرت نے سالہا سال مشقت کی تب ممکن ہوئے جسدن ارادہ کرینگے ایک دن مین لشکر طلسم کشا مٹا دینگے منھ سے اف کرین سارا جنگل دھوئین سے بھر دین کون قدرت کا سامنا کرسکتا ہے باتین کرتے کرتے الماس نے جام و صراحی کو اٹھایا ایک جام آپ پیا دوسرا زنار کو دیا کہا لو یہ جام پیو جیسے ہی جام زنار نے ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی شعلہ بنکر اڑی زنار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون الماس یہ کیا حرکت تھی الماس کانپنے لگی کہا بوا مین نے کچھ نہین ملایا یہ کہکے ہاتھ چھڑا یا اٹھکے بھاگی زنار نے کہا لینا یہ جانے نہ پائے ہزار ہا جادوگر پیچھے الماس کے چلا جب دَر قلعہ پر پہونچی چاہا خندق کے پار جاؤن خندق سے ایک شعلہ آتش بھڑکا برابر منھ کے آکر بیٹھا کہ اس شعلے سے دھوان نکلا بیہوش ہوکر الماس گری ساحرون نے گرفتار کرلیا سامنے زنار کے لائے زنار نے زبان مین سوزن دی سلسل و طوق کیا مار ان سیاہ جسم مین لپٹا کر کہا انکو لیجاکر قیدخانے مین قید کرو مین انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی الماس کو جب کئی دن گذرے یاقوت شاہ فراق زوجہ مین گھبرایا شکار کے حیلے سے صحرا مین آیا گل و لالہ کو دیکھکر عارض محبوب یاد آئے بیقرار ہوکر گھوڑے سے کود ا یاد مین اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہین اس خردسال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے

مضمون فشگان ہے طبیعت کو اپنی تنگ
اگا یک نہو وین ہم کبھی مرنے کے مال کے

شان و شکوہ نے ہمین برباد کردیا
مثل حباب اڑگئے خیمے نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہین مجھے
پیتا ہون مین شراب مین بھی نون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ
سنکر مقر ہوے ہین تمہارے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
ٹوٹے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی — ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے مٹے جو لوگ — آتی ہوئی بلا سے گئے سر سے ٹال کے

اس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف — اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے

افعی ہے زلف خال ہے افعی کی مہرہ سک — عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر نگین — سرمہ بنے جو پیسے ہوئے تیری چال کے

اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہیے — یوسف کی فکر میں جو پھرین گرگ بال کے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر — تصویر شعر کھنچنے لگی تیرے خیال سے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہیں مجھے دیدے غزال کے

خشک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوکے جو اے صنم — پنجے میں آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف — حیران کار ہم بھی ہیں آتش کے حال کے

یاقوت بیقرار کھڑا ہوا ہے زوجہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے زیر نخل اتر پڑا شکار وغیرہ موقوف کیا یاد مژگان میں دل پر تیر چل رہے ہیں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی بجی آواز آئی یاقوت دیکھنے لگا پشت مرکب باد رفتار پر ایک جوان باشوکت و شان سطوت و صولت مثل ملازم ہمراہ رکاب گرد ساحران لاجواب کاہن طلسم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ملکہ سنبل ہفت گیسو و سیماب لالہ عذار و ملکہ شعلۂ جوالہ و سمیتن وغیرہ گرد گھیرے ہوئے شاہزادے کو گویا گرد نجوم ثوابت دسیارگان بیچ میں وہ ماہتاب تابان پشت پر فوج ظفر موج علمہائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے آیہ نعت الٰہی و نعت رسالت پناہی اسپر مرقوم آمد فوج کی دھوم یاقوت حیران حیران دیکھ رہا ہے رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک تاجدار جلیل پریشان پریشان ایک نخل کے سائے میں کھڑا رو رہا ہے ہچکی لگی ہوئی ہے آنکھوں سے دریا جاری ہے رستم نے گھوڑے کو دوڑایا رحم دل انتہا کے ہیں رونا اسکا دیکھ دل بیتاب ہو گیا صاحب سلامت کی تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا رستم نے ہاتھ پکڑ کے بلایا کہا اے کشتۂ تیغ حسرت و یاس کیوں اسقدر ملول و حزین ہے اس تاجدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا دل کو سنبھال کر جواب دیا اے شہریار کیا حال بیان کروں مقام شرم و حجاب ہے دل کو پیچ و تاب ہے اگر حضور علیحدہ ہوں تو کل کیفیت عرض کروں رستم ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے یاقوت نے رو کر کہا اے شہریار جس روز شیر سوار

مارا گیا اعتقاد مین ہزارون کے فرق آگیا عجب معرکہ گذرا ہی مین نے اسوجہ سے صلاح کی کہ تیغہ ہفت جوہر
نے تولیا اگر طلسم کشا کو دین اس حیلے سے اُس شہر یار سے طین زوجہ نے کہا زنار سے اور مجھے بڑی سستی
ہی دو کنیزون کو نامہ دیکر بھیجا تھا ایک کا حال تو مجملاً کھلا ایک کا بالکل نہ معلوم ہوا شوق ملاقات طلسم کشا
دل مین بھرا تھا وہ خود یہان سے گئین کہ مین اسکو مع تیغہ ہفت جوہر لاؤن مکان پر لا کے دعوت
کرون تیغہ لیکر طلسم کشا سے ملون آج کئی دن کا زمانہ گذرا وہ واپس نہین آئی اگر قید خانے مین ہسکی قضا ہی تو
مجبور ہون سوچ رہا ہون کہ طلسم کشا کے پاس کیونکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر تیغہ ہفت جوہر ملتا
تو غنچہ آرزو کھلتا فلک نے نہین چاہا رستم نے کہا مین خود جاؤنگا زرہ ہفت جوش زیب جسم ہو اور کلاہ
ہفت گوشہ بالاے سر ہو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رہا کر کے لاؤنگا لشکر طرف کوہ یاقوت کے چلتا ہی مین
الماس کو رہا کر کے لاتا ہون تم اگر مناسب جانو لشکر کے ساتھ رہو یا الگ رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو
مین وقت پر آجاؤنگا بمنت وخوشامد رستم یاقوت کو بارگاہ مین لائے آپ مرکب تیار کرایا فرمایا بھائی
تم لوگ طرف کوہ یاقوت کے چلو ہم قلعہ زناریہ سے ہو کے آتے ہین آفتاب فلک سیر اپنے مقام سے اُٹھا
عرض کی حضور یہ کیون تکلیف اُٹھائین مین جاتا ہون ہرچند رستم نے منع کیا لیکن یہ پر پرواز پیدا کر کے
طرف قلعہ زناریہ کے چلا سنبل ہفت گیسو بھی اپنے مقام سے اُٹھین یہ کہتی ہوئین اوکا بن ٹھہرو مین بھی
آتی سمک قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپ تامل فرمائین مین جاتا ہون جسحال مین اسکی زوجہ ہوگی اسی رنگ سے
لاؤنگا یہ کہکے سمک نے قطورہ عیاری لگائے یہ بھی چلا یہان زنار نے دوسرے دن الماس کو ارابے پر
سوار کیا طرف ہفت پیکر کے لیچلی کہ خدمت خداوند مین اسکو پہونچا دن اسکو سزا ملے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نکرے
خود بھی طاؤس پر سوار ہو کر ساتھ چلی بارہ ہزار ساحر بھی اپنے ہمراہ لیے زنار قید الماس کی لیکر چلی قلعے
سے بارہ کوس پر ایک مقام پر چاہ پختہ تھا وہان لشکر لازم اسکے ٹھہرنے لگے زنار بھی ٹھہری کوئی پانی بھرتا ہی
کوئی نہار ہا ہی کہ ایک افسر نے پانی بھرا دوسرے افسر نے ڈول اُٹھا لیا آپس مین تلوار چلنے لگی زنار نے دیکھا پیادے
سوارون پر جا پڑے اور سوار پیدلون کو مار رہے ہین تھوڑے عرصہ مین لفت فوج تمام ہوئی زنار چنید
غل مچاتی ہی کہ ارے کمبختو کیون آپس مین لڑتے ہو لاکھ کہتی ہی مگر کوئی نہین سنتا دیکھا زنار نے چھ ہزار مر گئے
لیے چھ ہزار باقی ہین زنار افسرون کو ہوپ ترپ کے روکتی ہی افسر اسپر سحر کرتے ہین جتنا دہلاتے کہ جاتی
وا آتا ہی افسر بلوہ کر گئے چاہتے ہین کہ اسکو پکڑ کر قتل کرین کہ آسمان پر سر اُٹھا کے دیکھا چھوٹا سا لکہ ابر ہوا مین سے

بوندیاں گر رہی ہیں جسکے سر پر وہ بوندی گری اُسکو زنار سے دشمنی زیادہ ہوئی جب زنار نے دیکھا کہ آسمان پر جو ابر ہوا اُسسے قطرات آب گر رہے ہیں وہی قطرات جوش مزاج سرداران بڑھا رہے ہیں اٹھا کے ایک گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین تاج سر پر رکھے ہوئے پشت پر وزیرزادی مگس رانی کر رہی ہے ایک جوان سبز رنگ خود سر پر جھولی بائیں ہاتھ پر سحر کر رہا ہے زنار ان ساحرون کو دیکھکر گھبرا گئی اس جوان نے للکارا کہ او زنار مجھے پہچانتی ہے میں آفتاب فلک سیر ایک مہ جبین نازنین نے آواز دی میں سنبل ہفت گیسو جس نازنین کے سر پر تاج تھا اُسنے آواز دی میں شعلہ جوالہ ان سب نے آکر زنار کو گھیرا آفتاب لپٹا ہوا برابر ارادے کے پہونچا کے الماس کو رہا کیا الماس جو اُٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی سے کے سر اُڑا دیے زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دیکھا کہ سب بیکس کے خواہان ہیں نکل بھاگی دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوگئی یہ سب سردار فتح کرکے الماس کے پاس گئے الماس رونے لگی کہا کہ اے سرداران نامی مجھکو خود بخود طلسم کشا سے محبت پیدا ہوئی میں نے چاہا تھا جا کر زنار کو قتل کروں اور تیغہ ہفت جوہر لاؤں نہیں معلوم وہ کیونکر آگاہ ہوئی شراب کا یہ انجام ہوا کہ جام سے شعلہ نکلکر اُڑ گئی اُسنے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں تڑپ کے اُڑتی ہوئی چلی بیرون قلعہ آکر گرفتار ہوئی اب پاس ہفت پیکر کے چلی تھی آپ لوگوں نے آکر رہا کیا اب میں پاس شوہر کے جاتی ہوں ہسکو لیکر آپ لوگوں کی خدمت میں آتی ہوں ہسکو غیرت ہے کہ کیسی تدبیر سے پاس طلسم کشا کے جاؤں کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ یاقوت ایسا شخص شریک ہوا کاہن نے کہا اے شاہزادی یہ خیال محال ہے دل سے نکال ڈالو طلسم کشا پر کوئی احسان نہیں کر سکتا طلسم کشا پر خدا مہربان ہے ہر مشکل آسان ہے آپ تشریف لیچلیں آپکے شوہر بھی وہاں موجود ہیں الماس بھی ان سبکے ساتھ ہوئی یہ سب سردار طرف لشکر طلسم کشا کے چلے رستم یاقوت کو تھوڑی دور لیکر آگے تھے کہ یاقوت نے عرض کی کہ جس منزل پر آپ اُترینگے یہاں سے بارہ کوس کے فاصلہ پر کوہ یاقوت ہے اگر گھڑی دو گھڑی رات سے آپ کوچ کریں تو کل کا دن اُسکا عجائب و غرائب دکھا سکتا ہے مجھکو رخصت کیجیے میں آپکے آنیکا اہتمام کروں فوج کو آپکی ملازمت پر ترغیب دوں جسوقت آپ پہونچیں میں بھی شریک ہوں طلسم کشا نے یاقوت کو رخصت کیا یاقوت شہر میں آیا افسران فوج کو بلایا اُنسے بیان کیا کہ اب وقت زوال ہفت پیکر آ گیا طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہے زرہ ہفت جوہر زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اور ساحر عمدہ اسکو محکن ہو گئے ہیں کل کوہ یاقوت پر ہنگامہ ہوگا یا تو آپ لوگ میرا ساتھ دیں یا مجھکو جواب ملے سب نے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہیں جس سے آپ لڑینگے ہم بھی لڑینگے۔

یاقوت مطمئن ہوا ایمان یہ سروسامان مذکور الماس کو ساتھ لیے ہوے خدمت طلسم کشا مین آئے سب کیفیت بیان کی طلسم کشا نے الماس کو بھی رخصت کیا کہا اب جاؤ جاکر شوہر سے ملو شوہر تمھارا بہت بیقرار ہے اسکو تمھاری جدائی شاق ہے اہتمام میلے کا کر لینا ہم کل عین وقت پر پہونچین گے گھبرانا نہین الماس بھی طلسم کشا سے رخصت ہوئی وعدہ کرکے پاس اپنے شوہر کے آئی دیکھا یاقوت اسباب طلسمی نکال رہا ہے اور تحفہ جات جلسہ پر آراستہ کر رہا ہے زوجہ نے آکے سب کیفیت بیان کی یاقوت اور زیادہ محجوب ہوا کہ طلسم کشا نے احسان کیا اگر تم گرفتار ہوکر سامنے اس مردود کے جاتین نہین معلوم کیونکر پیش آتا کل ہم ساتھ طلسم کشا کے جانبازی کرینگے کہ تصویر کا حال کھلے یہ مکار بندگان خدا کو اپنی پرستش پر ترغیب دیتا ہے دیکھین کیا ہو اس رات بھر دیر کوہ میلہ جمع ہوا یاقوت نے صبح کو اٹھکر زوجہ کو تخت پر سوار کرلیا اول بالاے کوہ آیا تصویر کے سامنے کھڑا رہا غصے مین سجدہ نہ کیا برہمنون کو دیر مین مقرر کیا تصویر سے آواز آئی کیون اے یاقوت آج تمھارا مزاج کیسا ہے تنے قدرت کو سجدہ نہین کیا یاقوت نے جواب دیا دل سجدہ کر رہا ہے ظاہرا سجدہ کیا نہ کیا برابر ہے اب یاقوت کوہ سے اترا فوج کو جماکر قاعدے سے کھڑا ہو انتظار طلسم کشا کر رہا ہے مراد مند حاضر ہونے لگے مرادین سب کی ملنے لگین جو جو کچھ مانگتا ہے وہی مراد ملتی ہے یاقوت فوج کو لیے ہوئے انتظار کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی آمد لشکر طلسم کشا شروع ہوئی آگے آگے سب کے کاہن فوج کو ترغیب دیتا ہوا سب ساحر ایک تخت پر طلسم کشا پشت مرکب پر یاقوت آگے بڑھا کاہن سے کہا آمد فوج کو اپنے چھپائیے تصویر پر ظاہر نہ ہو مین طلسم کشا کو بالاے کوہ لیے جاتا ہون کاہن نے نشان فوج مخفی کرائے تا یہ نہ کوئی کہ سکے کہ لشکر طلسم کشا آیا بارہ کوس تک جماع عالم انبوہ خلایق اسی جاؤ مین لشکر طلسم کشا بھی ٹھہرا یاقوت نے قریب آکر کہا کیون شہریار کچھ مراد مانگیے گا طلسم کشا نے سر ہلادیا یاقوت نے طلسم کشا کو ساتھ لیا راہ مین لوگون سے کہتا ہوا یہ سوداگر بڑی دور سے آئے ہین مراد مانگین گے جو مانگین گے وہ ملیگا قدرت کا فیض جاری ہے داہنے پر خود بائین پر طلسم کشا کے الماس زوجۂ یاقوت وزیرزادیان الماس کی گرد طلسم کشا کے جمال بے مثال دیکھکر دل ہی دل مین کہتی ہین کوئی آہ کرتی ہے کوئی واہ کرتی ہے وزیر بھی یاقوت کی پشت شاہزادے کے ساتھ ساتھ سمک بھی آتا ہے کاہن نے تڑپ کے اپنے مقام پر کہا اے ملکہ سنبل تم انتظام لشکر کرو مین پاس طلسم کشا کے جاؤن وہ اکیلے پہاڑ پر جاتے ہین غیر لوگ ساتھ ہین ایک تو اپنا ملازم خاص ساتھ ہو سنبل نے کہا مین جاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا مین جاتا ہون سب شاہزادیونکو

آگاہ کرکے کہ آفتاب اسوقت قریب طلسم کشا کے پہونچا کر پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں یاقوت راستہ بتاتا ہوا
لاتا ہی گھاٹیوں کو طی کر رہے ہیں کہ آفتاب آکر پہونچا سلام کرکے پشت پر ہو لیا سمک بن عمرو سمجھاتا ہوا اے
شہریار جب تصویر پر ہاتھ ڈالیے گا کلاہ سے بہت ہوشیار رہیے گا کسی ہی طرح کے فتور کریگا چاہیگا کہ
کلاہ ہفت گوشہ آپکے سر سے لے لون آفتاب کہتا ہی بہتر صاحب یہ سب حفاظتین میرے سپرد ہین
بہت اچھے دن آئے ہین ساعت بھی نیک ہی انشاءاللہ کوہ یاقوت پر قبضہ کرتے ہین رستم گھاٹیان طی
کرکے بالائے کوہ پہونچے جب سامنے دیر کے پہونچے کشتیان جواہرات کی سامنے تصویر کے رکھین
یاقوت نے آواز دی یا خداوند یہ تاجر بڑی دور سے آیا ہی تصویر نے بہ قہر و غضب آواز دی او یاقوت
قدرت کو دھوکھا دیتا ہی طلسم کشا کو ساتھ لایا ہی ابھی اسکو پتھر کا کردون طلسم کشا نے یہ آواز سنتے ہی تلوار
کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد او لاد امیر عرب مالکیت علمشاہ جو رستم لقب نعرۂ دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | اگر تیغ کین برکشد از غلاف
تو زلزل فتد درمیان مصاف

سرداروں نے سحر کرنا شروع کردیے تصویر نے منھ کھولا صدہا طائر
اُسکے دہن سے نکلے گرد طلسم کشا کے پیچ مار رہے ہین چاؤن چاؤن کر رہے ہین علمشاہ نے جو تیغ کو ہلایا
طائروں کے سر کٹ کے گرنے لگے یہان زیر کوہ جو سرداروں نے نعرے کی آواز اپنے آقا کی سنی فوراً
برابر لڑنے لگے فوج یاقوت کی لڑ رہی ہی بالعب کوہ آگ برس رہی ہی آفتاب فلک سیر جب ماش کے
دانے مارتا ہی طائر جلکر گرتے ہین یاقوت حالماس ہرچند کہ صداے طائران سے کانپ جاتے ہین
لیکن یاقوت سب کے آگے بڑھا ہوا کہنے تصویر پر مار رہا ہی کہ او ازائی او مکار اب کیون فتور کرتا ہی جلد
قدرت کو سجدہ کر قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تو طلسم کشا کو لیکر آیا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ زنار جو اس مجمع
سے نکلی تھی چھوٹن پہاڑ پر گئی سناکہ ظہور قدرت کوہ یاقوت پر ہی اسی وقت آکر پہونچی دیکھا اُدہ وقت ہی
کہ طلسم کشا لڑتے ہوے برابر تصویر کے پہونچے ہین لیکن وہ جادو ہی کہ سانس لینا مشکل ہی آخر ہاتھ بڑھا کر
تلوار ماری وہ جو طائر اُڑ رہے تھے انھین سے ایک طائر کلان قریب تصویر کے آیا پکار کر آواز دی یا
خداوند مجکو زندہ کیجیے گا آواز آئی تجھکو زندۂ جاوید کیا ہی تجھے کون مار سکتا ہی طائر نے گلا اپنا دم شمشیر پر
رکھدیا رستم نے ہاتھ مارا کہ سر طائر کا کٹ کر گرا سر تو غائب ہو گیا لیکن طائر کے حلق بریدہ سے دھوان نکلنے لگا
بسقدر دھوان نکلا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا رستم نے آفتاب کی طرف دیکھا آفتاب نے آواز دی

ای ساکنان صحرا سے شعلہ خیز جلد حاضر ہو تامل نہ کرو چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیکر حاضر ہوئے مشعلون کی روشنی سے سارا دیار روشن ہو گیا آفتاب اڑنے لگا طلسم کشائی کی ہاتھ تصویر پر لگائے طائرون نے اپنے سر کھولے سر تصویر کو بچایا جب طلسم کشا تلوار کھینچکر قریب پہونچے مین زمین کانپی ہر پاؤن جمتا نہین ہاتھ جھکتا ہے بشکل ہاتھ مارتے مین طائر مر مر کر پڑتے ہین آفتاب فلک سیر نے طرف یاقوت کے دیکھا یاقوت نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا اسکو بشکل عقاب کاٹا پکار کر آواز دی ای عقاب جان گیران طائرون کو لینا کئی عقاب تیر پر آکر حاضر ہوئے طائرون پر گرے چیر کر پھینکنا شروع کیا طائرون کا خون جو پہاڑون پر گرا پتھر بیٹھنے لگے وہ صدائے ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی صدہا آدمی بہرے ہو گئے یہ جو آفتاب نے دیکھا کہ وزیر اور وزیرزادیان اشارے کرتی ہین کہ ہمین سنائی نہین دیتا کاہن نے دو پتھر زمین پر مارا پایا تو دریائے خون جوش مار رہا تھا یا وہ دریا کا کم ہونے لگا غرا نا مارکے انھین پتھرون مین غائب ہونے لگا طائر عقابون کے خوف سے چیخ مارتے ہوئے بھاگے آسمان مین ڈوب گئے عقاب بیطرح اڑتے پھرتے ہین تصویر جب منھ کھولتی ہے طائر اسکے دہن سے نکلتے ہین وہی عقاب شکار کر لیتے ہین برہمنون نے بڑھکر تصویر کے سامنے فریاد کی یا خداوند مراد مسند قتل ہوئے زیر کوہ اہل سپاہ قتل ہو رہے ہین قدرت انکو بچا میں تصویر نے آواز دی ارے برہمنو دیکھتے ہو کہ قدرت کی جان پر بنی ہے طلسم کشا تو تاہو اکثر اکی تلوار کے ہاتھ مارے خیرخواہان دولت نے بچایا ورنہ اتنک قدرت کا خاتمہ ہوا تھا یہ جو یاقوت نے سنا ہنس کر برہمن سے کہا او صاحب سند یہ کیسے قدرت کہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ مذہب باطل ہے یاقوت والماس کو ایک جوش ہوا جھکر اڑنے لگے جب گولا مارا وس کے سر اڑ گئے طلسم کشا کو ساتھ لیکر اڑتے ہوئے سامنے تصویر کے گئے تصویر نے آواز دی او یاقوت کیون تیری قضا آئی ہے ابھی پتھر کا کردونگا یاقوت نے کہا او مکار تو اپنی جان بچا یہ کہکے ایک گولا مارا کہ تصویر کا سر پھٹ گیا سر سے تصویر کے دھوان نکلا وہ دھوان بلند ہوا دیکھا ایک جوان سیہ فام نعرے کرتا ہوا بھاگا جاتا ہے مگر ہاتھ جو ہلاتا ہے ہاتھ سے برقین گرتی ہین سیکڑون کے سر اڑ گئے سیکڑون پہاڑ پر سے گر پڑے آواز دیتا ہوا وہ جوان بھاگا جاتا ہے کہ ای بگان من اپنے کو سرداران طلسم کشا سے بچاؤ یاقوت تاجدار علمشاہ کے ساتھ اڑتا ہوا ایک طرف نکا ہی شل شیر کے جھومتا ہوا پہاڑ سے یہ سب اترے مین کہ پہاڑ پھٹا تین لاکھ سوار و پیدل اسمین سے تلوار کھینچے ہوئے نکلے رستم کو سب نے گھوڑے پر سوار کر لیا سمک نے حقہ آتشبازی مارے رستم

سینہ کھینچکر گرے غول مین انکے جا کر گرے بڑھکر افسر کو مارا فوج والے فریاد کرتے ہوے چاہتے ہین درہ کوہ مین گھس جائین مگر رستہ نہین ملتا یہان ملکہ سنبل و لالہ زار و یقین و سیماب و شعلہ جوالہ وغیرہ نے میلے مین ہنگامہ ڈالدیا وہ کامین لٹنے لگین سارے میلے کو قتل کیا سنبل نے ساتون گیسو ہلاے ساحرون کی آنکھون مین اندھیرا آجاتا ہو نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین سنبل نے ہاتھ ہلا دیے برق چمکی اندھون کے سر اڑ دیے ملکہ لالہ عذار جس غول پر آئین عارض انور مثل ماہتاب کے چمکے ہزار ہا دیوانے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین

نظم

کافی بس اسکو نشہ ہو بوے شراب کا — ہو تو جو جیسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے — نقش قدم ہین طور پہ چشم پر آب کا
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر — بالاے سرو پھول کھلا ہو گلاب کا
دیکھی جو اسکی زلف ہوا محو داغ دل — ہوتا ہو وقت شام غروب آفتاب کا
آتا ہو رشک ای دل پر آبلہ سے مجھے — کیا جلد پھوٹتا ہو پھپھولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہو دور مئے — محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہو خشک و تر سے مہکتی ہوے زلف یار — ہو مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہو غیر پر — ابلیس اب نشانہ ہو تیر شہاب کا
ہیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح — گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
آتا ہمین ہو دنکو بجز شب وہ اندنون — بدلا ہو شپرہ سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اڑانے گلون کے رنگ — ذرات جوش باغ مین ہو ماہتاب کا
مارا ہی چشم مست نے میرے سوم ہیں ان — نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامہ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی تعجب — جو تھا فلک ہو ایک ورق آفتاب کا
سیر تری مین کی جو سکندر کی نہنے دید — تھا سر یہ نقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل یہ آپ مین لکھتا ہون غزل — دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

اشعار عاشقانہ پڑھتے اور درہ کوہ مین پہونچے پتھرون سے سر ٹکرانے لگے بعض تھرک کے جھیل مین گرتے ہین اور نام لیکر پکارتے ہین ای ملکہ لالہ عذار جمال اپنا ہمکو دکھا دم بھر کو نگاہ کے سامنے آ و عاشق جہان

بیشاں ہین ہم لوگ محو جمال ہین کسی بات پر چند کس بھاگے جوش محبت مین جھیل مین جا کر گرے شعلہ جوالہ نے
ایک سحر کیا کہ نخل جلکر گرے انبار ہیزم ہوئے جس غول کو اشارہ کر دیا ہزار ہا اس آگ مین گر پڑے رستم
آگر مجمع مین پہونچے تیغ کھینچا ہو، ہاتھ مین جسکے ہاتھ مار دیا اسکا سر اوڑ گیا آفتاب فلک سیر نے
دستک دی نیر اعظم کی گرمی بڑھی بھیجے دماغ سے نکلنے لگے مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے چار جانب سے
ان ساحر دن نے سحر کی بوچھار کر دی نستعین کا دریاے سحر جوش مار رہا ہے جو قریب دریا پہونچا
مچھلیان تڑپ کے نکلین جسکے سینے پر پڑین تو ڑ کر لشت کو پار گذرین بعض جوش دریا دیکھکر گرد
ڈوبنے کو بچا نہ پڑے صاف ظاہر کر حباب لب دریا مثل چشم معشوق اشارے کرتے ہین کہ جا رے پاس آؤ
جو قریب گیا وہ گرفتار سحر ہوا پانچ چھ شاہزادیان و آفتاب فلک سیر و یاقوت و الماس کے سحر سے
پناہ نہین ملتی یاقوت و الماس تاک تاک کے گولے پہاڑ پر مار رہے ہین اور سنبل عنبرہ کو تعلیم کرتے
ہین کہ اس پہاڑ سے متعلق ہفت پیکر کی جان ہے اسکو صدمے پہونچتے ہونگے تین پہر ایک طور پر جنگ
ہوئی بڑا روکنے والا ہمارا اُنکا یاقوت تاجدار تھا وہ شریک طلسم کشا ہوا جس مقام پر تصویر گری
تو پتھر کی تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی مگر ایک مقام کو گھیرے ہوئے ہے ہاتھ پھیلائے تو قاعدے سے
پانون پھیلائے تو قرینے سے یاقوت نے اگر چاہا تصویر کو ہٹاؤن اس مقام کو کھدواؤن
شاید کچھ عجائب و غرائب طلسم نکلے گھنٹ نواز ناقوس نواز جو اس مقام پر مقرر تھے وہ دوڑے
ہوئے آئے کہا ای یاقوت تم بادشاہ ہو کر قاعدے کے خلاف کرتے ہو جب طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اور ان مقامون کو مٹائیگا تب تحفہ جات نکلین گے آثار سحر اور کسی شے سے دفع نہو سکنگے
جب تک کہ لوح طلسمی کا عکس نہ پڑے بس اب حیلہ برباد کر چکے بار ہا گوس تک آدمی انہین معلوم
دیتا ہے وہ کانین لٹی ہوئی پڑی ہین لاکھون لاشے پڑے ہین اب طلسم کشا کو بلنا لیجا کو یاقوت نے
نہ مانا برہمنون کو ہٹایا چاہا دیر کی دیوارین توڑین بت جو چھوٹے رکھے تھے انکو اٹھا مین کہ ایک
صدائے ہیبتناک ایسی بلند ہوئی کہ زمین کانپ گئی آواز آئی او یاقوت کیا قضا دامنگیر ہے ایسے مقام پر
قیمہ کر دن گا کہ اب وداع ممکن نہوگا کاہن یاقوت کے ساتھ ہوا کاہن و یاقوت و الماس مکر
بتون کو اٹھانے لگے جسم سے ان بتون کے زنجیرین لوہے کی نکلین ایک گردن مین یاقوت کے
ایک گلے مین الماس کے ایک گلے مین کاہن کے یہ تینون زنجیرین پڑ گئین کاہن کے اتنے حواس بجا تھے

کہ آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے رستم یہ صدا سنکر دوڑے ایک زنجیر انکی جانب بھی چلی لالہ عذار نے آواز دی ای شہریار اپنے کو بچائیے طلسم کشا نے زنجیر پر ہاتھ مارا تیغ گیتیان کا وار کیا اور کلاہ ہفت گوشہ کو گردش دی خود بخود نکلا پر ہاتھ پڑ گیا وہ زنجیر تڑپ کے گلے مین حمک کے پڑی چارون زنجیرین چارون آدمیون کے گلے مین پڑین اور لیکر طرف آسمان کے غائب ہوگئین اور پہاڑ پھٹکر گرا وہ صداے مہیب پیدا ہوئی اور برق چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھین کھلین اپنے کو اس مقام پر نہ پایا دیکھا ایک صحراے وسیع بارگاہین رفیع اژدرونکی پشت سے گری ہوئین اژدر مرے ہوے سب لشکر ہمراہ طلسم کشا اسی مقام پر گر کھوے کھڑا ہے بعض جوان نخلستان کے سایے مین فروکش طلسم کشا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سردار بھی اگر بیٹھے طلسم کشا نے ملکہ سنبل سے کہا یہ کیا سحر گذرا وہ پہاڑ وہ قلعہ سرخ پوشان جسمین یاقوت تاجدار رہتے تھے وہ سب مقام کیا ہوے سنبل نے عرض کی حضور زنار بلا افگن ابھی دشت پر آئی تھی تو یہ ہنگامہ دیکھکر نکل گئی تصویر جو توڑی ہفت پیکر اسکے سر سے نکلا جاکر اسنے انتظام کیا اس صحرا مین آپکو پہونچایا اس صحرا کی جو حاکم ہے بہار لالہ پوش وہ ملعونہ اب سرکار کے ستانے کی کد وکوشش کرے گی وہان سے اسنے ہٹا دیا اس صحرا مین آپکو اتارا ہے بہار لالہ پوش کے شعبدے چلینگے چارون سردار جو آپکے قید مین میرے نزدیک تو یہ صورت ہے کہ بعد فتح طلسم وہ لوگ چھوٹینگے اور اگر کوشش ہو جائے کہ بہار لالہ پوش پر قبضہ ہو تو کیا کہنا دس صحرا میں رہنا جادو یہ کیا عجب ہے کہ بہار لالہ پوش آپکو دیکھکر مائل ہو اور اپنی خوشی سے آکر ملے اب مصنف تحریر کرتا ہے کہ حقیقت مین جب ہفت پیکر تصویر سے نکل اور بالاے آسمان پہونچا تو اسنے جبکر سحر کیا کہ اتنے بڑے لشکر کو بارہ کوس پر پھینکدیا کہ طلسم کشا پر کراست ظاہر ہو بہار لالہ پوش کا اسی صحرا مین ایک باغ ہے کہ بہار کا داغ ہے اس باغ مین بیٹھی تھی کہ ایک آواز کان مین آئی ای بہار لالہ پوش ہوشیار رہ جاو تمہارے صحرا مین طلسم کشا کو بھیجا ہے چار سرداران قیدی پہونچتے ہین بہار لالہ پوش یہ صدا سنکر گھبرائی سر اٹھا کے جو دیکھا ایک زنجیر مین بندھے ہوے یاقوت و الماس ایک مین سمک و آفتاب فلک سپہر کا ہین آسمان سے اترے بہار لالہ پوش نے حکم دیا ان چارون گنہگارون کو ہمارے سامنے لاو کنیزین گلستان کشان چارون کو سامنے لائین بہار لالہ پوش نے اپنے ہاتھ کے گجرے سے چار پھول نکالسے

چارون کے سر پر ڈالدیے اور کہدیا کہ جاؤ جنگل کی سیر کرو چارون ہو حق کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے
باغ سے نکلے جا بجا نخلستان مین ٹھہرتے ہین اور اشعار عاشقانہ اپنی اپنی دھن مین پڑھ رہے ہین **نظم**

بخش ہو زاہد کے گلرنگ کا جام ایسا ہی
یا علی تھام لو ہاتھ اپنے اس افتادہ کا
خدمت حیدر صفدر ہوئی قنبر کو نصیب
راز پوشی کی ہے امید دل وحشی سے
بے خطر ہے وہ گلی تیری کہ کہتے مین جری
مین تری زلف کا کیا وصف کرون اے خوشخط
عشق ہے سارے زمانے کو تری زلفون سے
کیسی نادر ہے زمین جیسے گذرتے ہین سب
مہر و مہ عارضون کی یاد مین تڑپا کئے ہین
رکھدے سر پہلے در حیدر صفدر پہ قبول

ہو گیا زہد حلال اب یہ حرام ایسا ہی
لب کافر سے نکلتا ہے یہ نام ایسا ہی
کہیئے آقا جسے سبکا وہ غلام ایسا ہی
دیکھیے کیا ہو سیر دایسے کے کام ایسا ہی
عین جرأت ہے جو بھاگین یہ مقام ایسا ہی
چشم حافظ کو ملے نور یہ لام ایسا ہی
پھنستے ہین طائر جان جس مین یہ دام ایسا ہی
غصہ کھا لیتا ہے عالم یہ حرم ایسا ہی
رنگ و صبح کا ہے جلوہ شام ایسا ہی
سب اماموں سے ہے اول وہ امام ایسا ہی

یاقوت تاجدار ایسا زوجہ کا عاشق زوجہ کو نگاہ بھر کے نہین دیکھتا اس خیال مین ہے نہین معلوم کہ زوجہ کس حال مین ہے گریبان چاک چہرے پر خاک دیوانہ وار پھر رہے ہین کاہن عاشق زار نام طلسم کشا کا ہے مگر سمک سے کہتا ہے مین تجھے قتل کرونگا سمک سامنے سے کاہن کے بھاگ جاتا ہے جہان سامنے آیا کاہن ڈھیلہ لیکر دوڑا سمک پھر بھاگتا ہے اسطرح یہ چارون پھر رہے ہین اکثر نظارون نے خبر دی کہ اے شہریار چارون سردار آپ کے جنگل مین پھر رہے ہین ایک کو ایک کی خبر نہین رستم نے سامنے آکے دیکھا کہ چارون دیوانہ وار پھر رہے ہین سمک کا حال بہت ابتر ہے کہ کاہن نے ڈھیلے مارے ہین سر سے خون بہتا ہوا لباس پھٹا ہوا جنگل مین دوڑا دوڑا پھرتا ہے ہر چند رستم نے پکارا سمک انکی آواز پر متوجہ نہ ہوا جو سامنے سے گذرا اسے بمحبت رستم نے پکارا کسی نے جواب نہ دیا رستم خاموش ہو رہے جنگل سے پلٹے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو برق سامنے سے آتے ہین رستم نے خواجہ کو سلام کیا بارگاہ مین لائے تمام کیفیت جنگ کوہ یاقوت کی بیان کی اور کہا چار سردار دیوانہ وار جنگل مین پھر رہے ہین انکا علاج کیجیے عمرو نے کہا اے نور نظر

افلاس مین کوئی کام نہین ہو سکتا مثل مشہور ہی فرد کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے پیٹ ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ہای فرزند مین تو پریشان ہون چاہتا ہون زمانہ تنخواہ کا قریب آیا خدمت مین آقاے نامدار کی پہونچون ہرچند تنخواہ کے ملنے سے رفع عسرت نہ ہوگی چند ساعت کی تسکین ہی تم خود پریشانی مین ہو رستم نے کہا واداجان سب کچھ موجود ہی مگر کام کرنے پر ہو سردار میرے میرے قبضے مین آئین مین دس ہزار روپی حاضر کر دونگا خواجہ نام روپیون کا سنکر ہنس پڑے کہا ای نور نظر مجھے تھالے کام سے کیا انکار ہی مگر رقم منگوا دو رستم نے دس توڑے کے بدلے پندرہ توڑے کی قیمت کا جواہرات ایک خیمہ مین رکھدیا کہا یہ سرداروں کو لاکر مجھسے ملایئے یہ جواہرات حاضر ہی لیجایئے اور اگر وہ ہوش مین نہ آئین تو اسکو چھو نہ سکیے گا مین یہان چوکی پہرہ مقرر کرتا ہون آپکا فرزند جبتک مبتلاے مصیبت ہی خواجہ نے کہا وہ میرا فرزند نہین پڑ وہی دعوے کرتے ہین مین تو چار پیسہ کی وجہ سے اس کام کو جاتا ہون برق یہ سنتے ہی بھاگا خواجہ نے کہا دیکھو یہ جاکر انکو ہوشیار کردیگا برق چھپتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان یہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہین برق نے انکا پیچھا کیا دیکھا ایک عندلیب خوش نوا آتی ہی ان چارون کے گرد پھرتی ہی اشعار عاشقانہ سُناتی جاتی ہی **نظم**

لیجلی تھی الفتِ احباب محفل کی طرف ۔۔۔ کھینچ لائی آرزوے قتل قاتل کی طرف
ای جنون ہی کون اسمین غیرت لیلی سوار ۔۔۔ مثل مجنون دل کھنچا جاتا ہی محمل کی طرف
تیغ ابرو خنجر مژگان سے مین دونون نثار ۔۔۔ اکر پہلو کیجیے یا دیکھے دل کی طرف
حلقہ کاکل سے الفت زلف پیچان سے ہی ربط ۔۔۔ طوق کو یارب مین دیکھون یا سلاسل کی طرف
کہکشان کو طاق پر رکھدے ابھی پیر فلک ۔۔۔ ای قمر دیکھے اگر تیری حمائل کی طرف
پھر گئی آنکھون مین اُسکے گردشِ نجم زحل ۔۔۔ جس سیہ رخ نے نظر کی آپکے تل کی طرف
کیا عجب مقصود حاصل ہو کمال شاعری ۔۔۔ ہو رجوع قلب اک اُستاد کامل کی طرف

برق نے دیکھا عندلیب نے چارون کے گرد سیر کر کے اشعار پڑھے اور غائب ہوئی چارون کی وحشتین ترقین ولولہ جنون کی زیادتی ہوئی غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے دن بھر برق انکے پیچھے پیچھے پھرا اکثر مرتبہ عندلیب آئی اور گرد سرانکے پھری شام کو دیکھا وہی عندلیب آئی اور گرد سرانکے پھری اور پکی آواز دی ای وحشیو چلے آؤ برق نے دیکھا آگے عندلیب جاتی ہی پیچھے چارون قیدی چلے جاتے ہین

خاک اڑاتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے آتے یہ چارون سردار زیر سایۂ دیوار ایک باغ کے آکے پہونچے برق نے سُنا کہ اندر گانا ہو رہا ہے دیوار باغ شق ہوئی چارون باغ مین داخل ہوے اندر کے دیکھا ایک چبوترہ پر فرش بچھا ہے ایک نازنین تاجدار مسند پر بیٹھی ہے ایک کنیز نے اٹھکر عرض کی چارون قیدی حاضر ہین اُس تاجدار نے سر اُٹھا کر کہا دیکھو گل اندام خوش نوا کہان ہے ایک کنیز نے آواز دی سامنے نخل تھا اُسپر سے عندلیب اُتری غلطان مار کر مثل انسان کے بنگئی ہاتھ باندھکر سامنے اُس تاجدار کے آئی عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے تاجدار نے حکم دیا اپنے دیوانون کو لیجا کر قید خانے مین قید کرو اُس نازنین نے اشارہ کیا ایک نخل کے سائے مین چارون کو لائی شاخ شجر پر ہاتھ ڈالا چارون قیدی غائب ہوگئے صاحب صحبت نے کہا صاحبو قدرت نے طلسم کشا کو اس صحرا مین بھیجا ہے مراد یہ ہے کہ سزا و تکلیف پہونچا عاجز کر کے گرفتار کرو سب کنیزین اُٹھین وہ خوشنوا یہ کہکر چلی کہ مین جاکر ابھی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرتی ہون جیسے ہی یہ چلی برق بھی اسکے پیچھے چلا اور کئی کنیزین اسکے پیچھے تھین برق فرنگی اُنکے پیچھے پیچھے صحرا مین آیا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا جب وہ کنیز قریب آئی کہا دیکھو پہلوے صحرا سے ہزار ہا آہو کے مین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو کنارے لایا چاہا اسکی شکل بنون کپڑے اُتارے اُسی کنیز کی شکل بنکر دوڑتا ہوا پاس گل اندام کے آیا کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا اکیلا آتا ہے آپ چلیے تو گرفتار کرلین گل اندام نے کہا صدہا طلسم کشا کے رفیق مین اکیلا اسے کون آنے دیتا برق نے کہا آپ میرے ساتھ چلین مین آپکو دکھا دون گل اندام نے کہا نرگس کچھ دیوانی ہوئی ہے مجھے تجھپر شک ہوتا ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا مُنھ پر برق کے ہاتھ پھیر دیا برق کا رنگ و روغن عیاری اڑگیا گل اندام نے دریافت کیا کہا پاس ملکہ بہار لال پوش کے لیجاؤ کنیزین کشان کشان لیچلین تین کنیزین ساتھ ہین برق کو مارتی ہوئی لیے جاتی ہین کوئی کہتی ہے او انگریز ہمارے ساتھ یہ مکاری ایک کہتی ہے کہ یہ عمرو کا شاگرد رشید ہے اُسنے اسکو عیاری سکھائی برق نے توبڑہ گلے سے اُتار کے پھینکدیا کہا مین نے عیاری ترک کی مجھکو بہار لال پوش کے پاس لیکر چلو اب آج سے عیاری نہ کرونگا کنیزون سے توبڑہ کھلا دیکھا مٹھائی ترکاری دھری ہے برق نے کہا یہ ترکاری اُستاد نے میرے منگائی تھی ایک ایک نارنگی تینون کنیزون نے اُٹھالی چھیل کر کھانے لگین برق نے کئی مرتبہ پکار کر کہا ہماری

سرکاری نہ کھاؤ مجھے اُستاد اسکی بھیجے لیکے کنیزون نے ضمانا نارنگیان کھائین کھاتے ہی گرین برق نے اُنکو قتل کیا کہ سامنے سے گل اندام آگئی برق ایک جانب بھاگا گل اندام دوڑی تو مگر برق کو نہ پایا موسے سر توڑ کر پھینکا برق بھاگا جاتا تھا ایک مقام پر جھنانے کی آواز آئی دیکھا زنجیر آکے گردن مین لپٹ گئی کشان کشان برق کو لیچلی گل اندام کے پاس برق کو پہونچایا گل اندام نے کہا یہ زنجیر سحر موسوم بہ زلف آرا یہان برق کو کہان لائی پاس اُنھین چارون کے لیجا اُس زنجیر سے تڑاقا ہوا ایک ساحرہ بالی سر کے بڑے بڑے زمین پر لٹکتے ہوئے پیدا ہوئی برق کو موے زلف مین باندھ لیا کشان کشان لیچلی تو بڑہ برق کا دیکھکر راہ مین زلف آرا نے پوچھا ارے اسمین کیا ہے برق نے کہا وجہ معاش کا ٹھیکرا ہے ذرا اسے ملاحظہ فرمایئے اُسنے جو تو بڑے کو کھولا ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی چمکتی ہوئی نکلی زلف آرا نے چاہا اسکو کھولون برق نے منع کیا کہ اسکو نہ کھولو زلف آرا نے نہ مانا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی زلف آرا بیہوش ہوکر گری برق نے اسکا بھی سر کاٹا ایک جانب بھاگا پھر گل اندام کی فکر مین چلا گل اندام آتی ہے چاہتی ہے طرف لشکر طلسم کشا کے جاوے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے گل اندام قدرت کو دیکھے گل اندام پلٹی دیکھا ایک نخل بیچ سے شق ہوئی ہے اسمین ایک شخص کھڑا ہے سر سے پانگ برقع پوش لال برقع اُس سے جسم کو چھپائے ہوئے گل اندام قریب پہونچی ایک طرف برقع ہٹایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نتھ بڑی سی ناک مین پڑی سوئی رسیلی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا وہ حسن وجمال ہے کہ ہاتھ پاؤن مین دیکھکر رعشہ آگیا اُس نازنین نے اُدھر سے نقاب ڈال لی دوسری طرف کا چہرہ دکھایا ایک جوان آفتاب مثال کھڑا ہے تیغہ کرے لگا ہے آنکھ مثل برق کے چمک رہی ہے کہ آنکھ ملانے سے خوف آتا ہے قلب تھراتا ہے گل اندام نے پکار کر آواز دی آپ کون بزرگ ہین لونڈی سے جمال دونون طرف سے دکھایا آواز دی ہم تمھارے پرانے خداوند سامری ہین ہفت پیکر کو سجدہ کیا اتنے بندے ہمارے ہمسے چھوٹے اسی صحرا مین رہتے ہین خوراک ہماری یہ بیج نخل تھی تھوڑا تھوڑا کرکے ہی کو کھا گئے ہفت پیکر پر مسلمانون کا خروج کرادیا وہ بے مارے اسکو نہ چھوڑینگے ہر کسی مدد مسلمانان کو جاتے ہین اگر تمسے ہوسکے تو بہر حال بیمار لال پوش کو سمجھا دو کہ بہ صدق دل اطاعت مسلمانان کرے خداے آسمان سے اور ہمسے معاملہ ہوگیا جتنے نئے بندے ہمارے اُسکو سجدہ کرینگے لقدف سجدہ

ہم لینگے لعنت خداے آسمانی ہر بات مین آدھے آدھے کا فیصلہ ہو گیا لعنت رزق ہم دیتے ہین لعنت خداے آسمان یہ کہکر آواز دی کیا تو نے برق کو گرفتار کیا تھا ہنسے جا کر مدد کی ایک مرتبہ آسنے تین کنیزون کو مارا ایک مرتبہ ایک کو مارا برق ہمارا بندۂ خاص ہی عمرو تو اب بڈھا ہو گیا اس سے کچھ نہین ہو سکتا پہلو کی جانب اشارہ کیا کہ کابل مین ہمارا ایک بندہ مرگیا تھا اسکے عزیزون نے نذر دلوائی تھی قدرت ایک طباق حلوے کا اٹھا لائے اب تو اسکو اٹھاے یہ تیرا حصہ ہی ساحرہ جھکی دیکھا چینی کی قاب مین حلوا ہے گرم رکھا ہی دھوان نکل رہا ہی گل اندام نے اٹھا لیا آواز آئی اسکو یہین رکھو کچھ تھوڑا سا کھا لو گل اندام نے کنیزونکو دیا جب کھا چکی تو آواز آئی جاؤ جب قدرت کو ڈھونڈھوگی اسی مقام پر پاؤگی گل اندام چلی چند قدم پر جا کے گری اس برقع پوش نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کہ مین ہون عیار صاحب قران
سر تیغ پر رکھتا ہون گر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون
ڈرے کرے کا پتا ہی جہان
مصاحب کرین کہا ہی ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون
جگر تشنۂ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
زمانے مکار و عذار ہون
نہ پاے مری گرد پاپوش کو

یہ کہکے خنجر مارا کنیزون کے کپڑے اتارے یہان تو عمرو نے انکو قتل کیا وہان برق عیاری کر کے کنیز بنا ہوا پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا ہو گانے کا رنگ جما ہی برق کی بھینی بھی بابان کھینچا سیدھا شیشہ کا تا ہو گلے مین ہاتھ ڈالکے کہتا ہی کہ اس شمع جمال کا کوئی پروانہ نہین یہ حسن کا چکور نہین ملکۂ عالم مجھکو بڑا قلق ہی بہار لال پوش کیسی ہی اے نرگس آج تجھے کیا ہو گیا ہی اپنے جوبن پر مٹی پڑتی ہی قدرت کے سامنے چلون تو تیری لیے شوہر تجویز کر دان کہ مرنے کی گل اندام کے کان مین آواز آئی بہار لال پوش سر پیٹنے لگی کہا ارے میری مصاحب خاص کو کسی نے مار لیا چاہتی ہی اپنے مقام سے اٹھے انتظام کرے گل اندام کرے کر سامنے جو محل تھا اسکی جڑ مین سے آگے آفتاب فلک سیر ایک طرف یاقوت ایک طرف الماس پشت پر انسب سمک بن عمرو آفتاب نے اپنے نام کا نعرہ کیا یاقوت و الماس نے لپک کے کوسے مارے بہار لال پوش نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے انکو مارو کنیزین سب اسباب تحر لیکے چلین آپ اڑ کے بلند ہوئی شل ہوے کل کے نکل گئی آفتاب نے کنیزون کو قتل کیا یہان رستم جیج کا وقت ہی بارگاہ سے نکلے ہین کرسی پر بیٹھے ہین سردار گرد کہ پہلے نعرۂ خواجہ کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا ہمارے عمرو نامدار نے کسی کو مارا کہ آسمان سے آگ برسی دیکھا تینون سردار

سمک کو نیچے مین دبائے ہوے آگے پہونچے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ خواجہ و برق مگر برق منھ چھپائے ہوے آگے پہونچے رستم نے پوچھا کیون میان برق سناٹے مین کیون ہو عرض کی غلام نے راستہ پیدا کیا چار کنیزون کو مارا مگر نہین معلوم خواجہ کیونکر پا گئے جھپٹا پٹ مار لیا خواجہ نے کہا ہماری دغا میان برق پتہ تو خوب لگاتے ہین کہا حضور جب یہ سردار نکلے ہین تو مین پہلو مین بہار لال پوش کے بیٹھا تھا اگر تھوڑی دیر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو بہار لال پوش کو مار لیا تھا اُستاد نے جلدی کرکے معاملہ بگاڑ دیا روپیہ آدھا انکو ملے اور آدھا مجھے ملے آفتاب نے بھی گواہی دی کہ بیشک برق فرنگی پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا تھا رستم نے کہا آدھا آدھا روپیہ بانٹ دو نصف برق کو اور نصف عمرو کو دو جب تو خواجہ بگڑے کہا اے رستم ابھی بڑے معاملے باقی ہین تیغ شہ هفت جوہر کا ملنا تلاش لوح مین سرگردان رہوگے کبھی تمہارے لشکر مین نہ آؤنگا اپنے خزانہ سے برق کو دلوایئے رستم نے خواجہ کو تو پندرہ ہزار روپے دیے برق کے لیے حکم ہوا کہ دو ہزار روپیہ ہمارے خزانے سے دو برق نے بہت اشارے رستم سے کیے کہ اُستاد کے سامنے نہ دیجیے اور خواجہ نے کہنا شروع کیا بیٹا تم وہ دو ہزار بھی اور یہ پندرہ ہزار بھی لے لو جانتا ہون کہ تمہارا خرچ بڑا ہے برق نے کہا اُستاد اب ہمین سے ایک پیسہ نہ دونگا خواجہ فرماتے ہین بیٹا برق روپیہ پاس رکھوگے چار دشمن پیدا ہونگے گنتے تمہارے پاس آئینگے وہ لگا کے رنڈیون کے پاس لیجائینگے میرے فرزند ہو یہ زنبیل سکو لے گی چالاک سے مجھے رنج رہتا ہے مین زنبیل تجھی کو دونگا ایسے دم دیے کہ وہ دو ہزار بھی برق سے لے لیے کہا جب گھر جاؤ کے تمکو دیدونگا برق نے کہا لیجیے یہ حاضر ہین مین تو جانتا تھا کہ آپ کے سامنے روپیہ کیونکر ہضم ہوگا اب بھلا آپ کیا دینگے رستم نے دیکھا خواجہ نے روپے برق سے لے لیے خدمت مین حاضر ہین کہ رنگ صحرا دگرگون ہوا چشمے خشک ہوے نخل سوکھنے لگے پھول درختوں کے مرجھا کر گرے پتے بشکل مدقوق زرد ہوکر درختون سے گرے ہر نخل کے نیچے زر دیتے اٹھکے پھر گئے مین عمرو نے کہا اے شہریار یہ صحرا متعلق بہ صحراے گل اندام تھا اسکے مرنے سے رنگ صحرا بدل گیا اب یہان سے کوچ کیجیے رستم نے آفتاب کو اشارہ کیا لشکر تیار ہونے لگا رات بھر لشکر مین کمربندی ہوئی صبح کو یاقیمت کو تخت پر سوار کیا سردار فرداً فرداً اپنا اپنا لشکر لے کر چلے ایک صحراے خارستان مین آگر اترے مگر بہار لال پوش جو باغ سے بھاگی سوچی کہ پاس زنار بلا افگن کے چلون

دیکھوں وہ کس فکر میں ہے یہ پرواز پیدا کرکے اُڑی اُڑتی ہوئی قلعہ زنار یہ پہ آئی دیکھا زنار بہت ہو رہی ہے کہتی ہے بوا تم حقیقت میں بہار لال پوش ہو کوئی عیار تو نہیں مگر تمہاری صورت نہیں آیا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہے بہار لال پوش نے کہا سحر کردہ حال کھلیگا جب زنار نے بہار لال پوش کا امتحان لیا تب باتیں کرنے لگی مگر کھٹکا دل میں لگا ہے بہار لال پوش نے شراب مانگی زنار نے گلابی ہٹا دی کہا بوا تم پیو میں تو نہ پیوں گی بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم نہ پیوگی تو میں بھی نہ پیوں گی اصرار کرکے دونوں نے شراب پی آپس میں باتیں ہونے لگیں بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم تم چل کے طلسم کشا کو گرفتار کرلیں گل اندام کے مرنے کا مجھکو داغ ہے میری مصاحب خاص سحر میں دی شریک ہوتی تھی اسکا قتل ہونا مجھے بہت شاق ہے سحر صحرا اُسنے اپنے ذمے لیا تھا قید سرداران اسی سے متعلق تھی زنار نے کہا بوا چلو بہار لال پوش اور زنار بلا افگن دونوں نے اپنے اپنے سحر تیار کیے بتلاش لشکر طلسم کشا چلیں پہلے اس صحرا میں آئیں دیکھا رنگ صحرا بدل گیا بہار لال پوش بہت روئی کہا بوا میر زور رہا تار رہا میں آگے بڑھوں تم صحرا کو دیکھتی ہوئی آؤ زنار تو سیر صحرا کرنے لگی بہار لال پوش ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنکر چلی بارہ کوس راستہ طے کیا کر رہی جنگل کا نشان کا ملا دیکھا سارا صحرا آباد ہے عندلیب ایک نخل پر آکے بیٹھی صبح کو دیکھا لشکر طلسم کشا میں کمر بندی ہونے لگی عندلیب دیکھا کی جب نیر اعظم برآمد ہوا دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی تمام صحرا گونج گیا بہار لال پوش اڑ کر دوسرے نخل پر آئی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے دیکھا ایک جوان بارگاہ سے برآمد ہوا شیر صولت رستم ہیبت ایک شبدیز پری پیکر پر سوار ہوا **کلاہ ہفت گوشہ** سر پر **زرہ ہفت جوش** زیب جسم سپر مدور پشت پر مثل قرص قمر تیغ زیب کمر نہایت حسین و جمیل سب سردار گھیرے ہوئے **سنبل ہفت گیسو** رکاب پر ہاتھ لگائے ہوئے ایک جانب **سیماب جادو** آگے مرکب کے آفتاب چمکتا ہوا اسباب سحر ہاتھ میں چہار جانب دیکھتا ہوا ایک طرف **لالہ عذار** سب عاشق تن گھیرے ہوئے حملہ کیدان رسالہ دار مرکب کو گھیرے ہوئے **سمک بن عمرو** اسباب عیاری آراستہ کیے ہوئے نگاہ جو بہار لال پوش کی پڑی جمال بےمثال رستم دیکھکر پسینہ آگیا ہاتھ پیر دن میں رعشہ پڑا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا بیقرار ہوکر پکار اٹھی فرد مرا کشتی و تدبیرے نگفتی بعجب سنگین دلی اللہ اکبر۔ لشکر طلسم کشا چلا یہ بھی اڑتی ہوئی نظارہ بازی کرتی ہوئی چلی آتی ہے **زنار بلا افگن** سیر صحرا کرکے بڑھی پشت لشکر طلسم کشا پر پہنچی

دیکھتے ہی ساحر نے سحر کرنا شروع کیا ایک لکۂ ابر نمایان ہوا ہاتھ سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا لشکر مین طلسم کشا کے تلاطم ہوا بہار لال پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے قریب ابر کے آئی پھولون کا گجرا ہاتھ سے اُتار کر مارا ابر پھٹ گیا جنگل مین جا کر برسنے لگا زنّار نے جو بڑھ کے دیکھا کہ بہار لال پوش میرے سحر کو مٹایا چاہتی ہی پکار کر آواز دی او بہار لال پوش مین تھوڑے ہی عرصے مین لشکر مسلمان کو مٹائے دیتی ہون دیکھو کئی ہزار لاشے تڑپ رہے ہین بلکہ ابھی سحر کامل نہ ہوا تھا ابر بلند ہو رہا تھا تھوڑے عرصے مین محیط ہو کر برستا اکیلا طلسم کشا رہجاتا بہار لال پوش نے کہا ہوا مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہی ہون دیکھو کون کون سردار ساتھ مین جب اپنے جال کھلتا اس ابر کو اشارون مین مٹاتے آفتاب فلک سیر کیسا ساحر زبردست ہی سنبل کراگز لقعہ عنبرین کو ملا دے زمین کو آسمان پر پہونچا دے انھیں سب سردارون کی مدد سے کوہ یاقوت کو لوٹ لیا کوئی زندہ نہ بچا اگر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ آؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤ گی یہان بعد دفع ہونے ابر سحر کے آفتاب نے کہا ای شہریار یہ کسی کا سحر تھا مگر کسی نے بڑے لطف سے مٹا دیا دیکھیے ابر جنگل مین جا کے برسا نخل سبز و شاداب ہوے چشمے جوش مار کر لاجواب ہوے ابر برس رہا ہی سحر کرنے والا اسی حوالی مین ہی یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اسکے پہلو مین ایک حسینہ آپس مین باتین کرتی ہوئی اڑی ہوئی جاتی مین آفتاب نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر حسینہ پر مارا گولہ قریب آکے پھٹا ایک خنجر دھوین سے نکلا سر پر حسینہ کے پڑا حسینہ کا سر اُڑ گیا لاشہ اُلٹتا پلٹتا ہوا چلا کمر مین تیغ ہفت جوہر بہار لال پوش نے جھپٹ کے تیغ کمر سے زنار کی لیا لیکر بلند ہوئی آفتاب نے یہ سب معاملے دیکھے حیران ہو گیا رستم سے عرض کی نہین معلوم یہ حسینہ کون تھی اور عندلیب کون ہی کمر مین حسینہ کی تیغ تھا کہ دیکھا لاشہ ایک عورت کا زمین پر گرا سردارون نے پہچانا یہ لاشہ زنار بلا افگن کا ہی آفتاب نے کہا ای شہریار یقین ہی کہ عندلیب خیر خواہ دولت ہی کیا عجب ہی کہ تیغ آپکو پہونچے تیغ اُسنے گرتے ہی کہ لے لیا اور آسمان مین دو بہ گئی مگر بہار لال پوش تیغ لیے ہوے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری اس انتظام مین کہ شام کو جہان لشکر طلسم کشا کا اُترے گا رات کو جاکر تیغ نذر گزرونگی مین بھی سردارون مین منسوب رہونگی ہفت پیکر نے کوہ زبرجدی پر آکے اپنا انتظام کیا میثاق جادو

[illegible]

پہلو مین بیٹھتا ہی اسکو حکم دیا کہ جاکر زنّار بلا افگن کو بلا لاؤ کہ تیغ کو بہ انتظام رکھا جائے ایسا نہو طلسم کشا لیلے میثاق آسمان پر اُڑا ہوا جاتا ہی نگاہ اسکی جمال باکمال بہار لال پوش پر پڑی دیکھا ایک مہ جبین سایہ نخل مین بیٹھی ہی مگر سرنگون کلیجہ غم سے خون دل اُداس عالم حسرت و یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہار جانب دیکھ رہی ہو ایک تیغ سامنے رکھا ہو دل سے یہی باتین کر جب شام کو لشکر طلسم کشا کسی مقام پر اُترے مین جاکر حاضر ہون اور تیغ بہ تکلف نذر دون میثاق جو اُلگ کر گرا تیغ اُٹھا لیگیا اور پکار کر آواز دی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان مین کوہ زبرجدی پر جاتا ہون یہ تو تیغ ہفت جوہر ہی جسکی فکر مین طلسم کشا ہے نامور ہو معلوم ہوتا ہو تونے زنّار کو مارا اور تیغ اس سے لیا طلسم کشا کے پاس جانے کی فکر مین تھی اگر پرستار خدا وند ہی تو خدمت مین آکر حاضر ہو کیا عجب ہو کہ خداوند سرفراز کرین ورنہ مین تیری سفارش کرونگا یہ کہتا ہوا ایک گولہ بہار پر پھینکتا ہوا بھاگا وہ گولہ جو پھٹا اندھیرا ہوگیا آنکھون کے نیچے بہار لال پوش کی تاریکی کی ٹٹولنے لگی پہلے تیغ ہی کو ڈھونڈھا تیغ نہ پایا کلیجہ پر چھری پھرگئی گولہ جو زمین پر پڑا تھا اُسے اُٹھایا دیکھا پوچھا تو کسکا سحر ہو آواز آئی کہ مین سحر ہون میثاق جادو کا وہی تیغ اُٹھا کر لے گیا اب تو بہار لال پوش غصے مین آئی کہ میثاق کو کیا مطلب تھا کہ نیرے ساتھ کی تیغ اُٹھا کے لے گیا جہان ملیگا وہان اُسکو مارونگی بڑا افسوس ہو بہار لال پوش کو کہ مین نے زنّار کے ساتھ کیا حرکت کی اُسکو ناحق مارا مین نے کسی بات کا خیال نہ کیا صرف تیغ لیا یہ سوچ کر تلاش مین میثاق کی چلی لیکن فراق مین طلسم کشا کے بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگی **نظم**

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین
جیسے آتے ہین نظر تر کے کنول تالاب مین

اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان
لال ہوجائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کسنے چہرے سے اُٹھائی ہو لب دریا نقاب
کوندتی ہین بجلیان لہرون کے بدلے آب مین

استغاثہ و سخت دل کیا دل گداز ون سے کرے
کب قائم ہوا اگر برسون رہے سنگ آب مین

اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہی
کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین

جلوہ مینی ہی یون محراب ابروے کے تلے
شمع روشن جس طرح رکھدے کوئی محراب مین

دانے مین انگیا کی چڑیا کو بنت کی مچھلیان
پلتی ہی بالے کی مچھلی موتیون کی آب مین

رشک کے معنی یہ ہین سوگئے ہین جیسے میرے بخت
سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھیں خواب مین

خط نظر آتا ہو گرد اُسکے ذقن پر کیا عجب	جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین
چشم تر مین ہو تصور روے جانان کا مدام	پھنس گیا ہو عکس یہ خورشید کا گرداب مین
بھگے ہین کور اگر اعدا عدو سنتے تو کیا	نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

بہار لال پوش تو اس حال مین جاتی ہو کہ میثاق کو تلاش کرون ملتے ہی اسیر بھر کرون۔ مگر میثاق جو چلا گھبرایا ہوا کہ تیغ ہفت جوہر میرے پاس ہو کہان جاکر ٹھہرون آخر سوچا کہ زنہار جادو کہ میری قدیم آشنا ہو وہ دریا کے بیچ مین رہتی ہو وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ سوچکر دریا پر آیا آواز دی کہ ملکہ زنہار جادو کیا کرتی ہین بیچ دریا مین ایک قصر ظاہر ہوا دیکھا زنہار جادو مسند پہ بیٹھی ہو گرد کنیزین اسباب عیش مہیا آواز دی ای میثاق آؤ میثاق اُترا زنہار نے پوچھا اسوقت گھبراے ہوے کیون ہو میثاق نے کہا بہار لال پوش تیغ ہفت جوہر لیے جاتی تھی اُسکی صورت ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ اسکو تو نہ قتل کیا تیغ ہفت جوہر اٹھا لایا ہون یہی خوف ہو کہ اب وہ بیدار ہو کر میری تلاش مین آئیگی ساحرہ زبردست ہو ایسا نہو مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن اسی لیے گھبرایا ہوا تمھارے پاس آیا تم نے قصر اپنا ظاہر کر دیا ظاہر مین بیٹھی ہو ایسا نہو بہار لال پوش آجاے زنہار نے کہا کیون اسقدر گھبراتے ہو وہ آئیگی تو کیا ہم اُس سے سحر مین کم ہین آئیگی تو مقابلہ پڑیگا تمکو لیجا نہ سکیگی اور تیغ تو میرے قبضے مین ہو اب تیغ کون لے سکتا ہو میثاق نے کہا تیغ مین لایا اور تم کہتی ہو کہ تیغ میرے قبضے مین ہو اسکے کیا معنی زنہار نے کہا یہ وہ تیغ ہو کہ کل طلسم کے بسنے والے اسکی فکر مین ہین جو طلسم کشا کو دیگا بڑا مرتبہ پائیگا پھر مین تیغ لیجانے دونگی مین طلسم کشا کو دیکر اپنا مرتبہ بڑھاؤنگی اپنی جان بچاؤنگی بھلا یہ مجھے کب گوارا ہو کہ تیغ تم میرے سامنے سے لیجاؤ یہ کہکے زنہار نے تیغ اٹھا لیا اور کہا کہ اب تو تیغ کا نام لو اسی تیغ کا ایک ہاتھ مار دون اگر سامری و جمشید بھی ہون تو اس تیغ سے نہ بچین یہ تیغ وہ بلاے روزگار ہو میثاق جھلا کر اٹھا اُسنے تو ادارا زنہار نے پکار کر آواز دی ای ماہیان دریا و ای نہنگان خون آشام یہ ایک شخص مجھپر ظلم کرتا ہو تم سب دریا سے دیکھ رہے ہو اسکو مار نہین لیتے میثاق نے دیکھا دریا مین کھولن ہوئی ہزارون مچھلیان و نہنگان کلان منھ کھولے ہوے دریا سے نکلے آوازین دیتے ہوے ای ملکہ زنہار ہم حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین زنہار نے اشارہ کیا کہ میثاق کو مار لو مچھلیون نے لپکے میثاق کو گھیرا مثل آدمیون کے مچھلیان غل کر رہی ہین

کہ میثاق کو مار لو میثاق پر جو سب گرین تمام بدن اسکا غربال کردیا میثاق حیران ہو کر کیونکر جان بچاؤن
اور کیا کرون سامری جمشید کو پکارتا ہے اپنا تیغہ مارتا ہے جان اپنی بچا رہا ہے کبھی گوندا رہتا ہے صدہا مچھلیان
مرکر گرتی ہین مگر دریا سے تار بندھا ہوا ہے ایک مچھلی مرتی ہے تو دس مچھلیان نکلتی ہین میثاق پہ حملہ کرتی ہین
میثاق بھاگتا ہے حیران ہے کہ مین کس آفت مین آکر پھنسا قضائے کار بہار لال پوش ساحرون کی
صدا سنکر آسمان پہ آکر جھکی دیکھا میثاق مچھلیون سے لڑ رہا ہے مچھلیون نے اسکے بدن کا گوشت نوچ کر
پھینکدیا ہے اور تیغہ مسند پر زنہار کی رکھا ہے اب بہار لال پوش تڑپ کے گری تیغہ اسنے اٹھالیا
میثاق زنہار اسکی جانب دوڑے مچھلیون نے بھی اسکو گھیرا ہے بہار لال پوش نے تیغہ نیام سے
کھینچی تیغہ کو جو جنبش دی تیغے سے برقین چمکنے لگین برقین مچھلیون پر گرین مچھلیان کٹ کٹ کے دریا
مین گرنے لگین ان دونون نے چاہا مگر بہار لال پوش نے تیغے کو جنبش دی دو طائر
دونون کے سامنے پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ دونون طائر دن کی آواز پر متوجہ ہوگئے
بہار کا تعاقب نہ کرسکے بہار لال پوش خوش ہوکے نکل گئی جب بہار لال پوش نکل گئی تو میثاق
نے کہا کیون زنہار ہم تو مقام محفوظ سمجھکر تمھارے پاس آئے تھے یہ فساد برپا کیا کہ تیغہ ہاتھ سے کھویا
اب مین کیا کرون بہار لال پوش اڑی ہوئی جاتی ہے ایک صحرا مین دیکھا ایک نہر جوش مار رہی ہے جیسے ہی
قریب نہر کے پہونچی نہر نے حبابون کی آنکھین لگائین موجین خنجر شکین گرداب چرخ مارتے تھے
ناگاہ دیکھا ایک ساحر گرداب سے نکلا پکار کر آواز دی کہ اے بہار لال پوش کیا تحفہ تیرے پاس ہے
دل کو میثاق ہوئی مین گھبرا کر نکل آیا منم گرداب دریا نشین اگر خداوند سے باغی ہوئی ہے تو آ مجھسے
مقابلہ کر اگر موافق ہے خداوند سے تو حال مفصل بیان کر ورنہ مین تجھکو جانے نہ دونگا بہار نے کہا
ای گرداب کیون دیوانہ ہوا ہے مین نہین معلوم کہان سے آئی ہون کہان جاتی ہون میرا سدراہ نہ ہو
ورنہ بہت پچھتائیگا گرداب نے کہا مین ایسا نہ آب بیقرار ہوا کہ نکلکر باہر آیا اب مجھے کہان تامل ہے
اب مین لڑونگا یہ کہکے بہار لال پوش بڑھی کہ نکل جاؤن گرداب نے نہر پر اشارہ کیا ہزارون مچھلیان
سدراہ ہوئین پانی نہر کا بڑھنے لگا بہار لال پوش نے تیغہ کھینچا پکار اٹھی ای تیغہ ہفت جوہر مجھے
اس ظالم کے روکنے سے نجات دے کہ مین تا بہ طلسم کشا جاؤن یہ کہکے جو تیغہ کو جنبش دی عکس تیغہ کا
نہر مین جو پڑا ایک سناٹا ہوا نہر سمٹ کر اپنے شکم مین آئی ہر چند گرداب اسکا لے کر تا ہے حبابون سے

آنکھین لڑاتا ہی کچھ نہین ہوتا تیغہ ہفت جوہر سے ایک برق چمکی کہ نہر بالکل خشک ہوگئی وہی برق تڑپ کر
گرداب پر پڑی کہ گرداب دریانشین کے دو ٹکڑے ہوئے گرداب کا مرنا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا
قضائے کار ہفت پیکر آج تین دن سے کوہ زبرجدی پر ہی لوگ حیران ہین کہ قدرت آٹھوین دن سیلہ
کہتے تھے آج کیا ہی کہ تین دن سے اسی مقام پر ٹھہر ہی ادھر گرداب مرا تصویر سنگی کا سر شق ہوا کوہ زبرجد
والون نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تصویر سنگی کے سر سے نکلا یہ کہتا ہوا چلا کہ ارے غضب بہار
لال پوش نے گرداب جادو کو مارا تیغہ ہفت جوہر لیے ہوے پاس طلسم کشا کے جاتی ہی
بہار لال پوش گرداب کو مار کر آگے بڑھی ہو کر دیکھا ایک پہاڑ بیچ مین حائل ہی رستہ نہین ملتا جدھر
جاتی ہی ادھر پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہی اپنے تیغہ ہفت جوہر چمکایا پہاڑ بیچ مین سے شق ہوا بہار لال پوش
کو راستہ ملا پہاڑ سے نکلنا پہاڑ ہو گیا پہاڑ سے آواز مین آتی مین اے بہار لال پوش کہان جاتی ہی
یہ سحر قدرت کا تھا ہمکو قدرت نے تیرے روکنے کو بھیجا تھا تو نے غضب کیا بہار نے دیکھا سامنے
لشکر طلسم کشا اترا ہی سنبل ہفت گیسو طلایہ پھرا رہی ہی انتظام لشکر کر رہی ہی بہار نے پکار کر آواز دی
اے سنبل یہ تیغہ ہفت جوہر لائی ہون بڑی بڑی آفتین اس تیغے کے لیے اٹھائی ہین یہ سنتے ہی
سنبل نے جھپٹ کے چاہا بہار لال پوش سے تیغہ لون کہ ہفت پیکر آسمان سے گرا ہاتھ پر
بہار کے ایک تھپکی ماری کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے نکل گیا سنبل تڑپ کر گری کہ تیغہ اٹھا لون
ہفت پیکر نے آواز دی او نمک حرام بد انجام خبردار تیغہ نہ اٹھانا یہ کہکے ایک چیخ ماری آفتاب
فلک سیر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اپنے گھبرا کے کہا ارے ہفت پیکر آ گیا بارگاہ سے گھبرا کے نکلا
دیکھا سنبل ہفت گیسو گیسو ملا رہی جب گیسو ہے سات برتن جھک کر ہفت پیکر پر گرین ہفت پیکر
ان ساتون برتون سے بچا ہی چاہتا ہی تیغہ اٹھا لون مگر سنبل کا سحر محیط ہو رہا ہی کہ ٹل گیا آفتاب کا
جنگل مین روشنی ہوئی ہفت پیکر چار جانب دیکھ رہا ہی آفتاب نے تیغہ اٹھا لیا مگر جس مقام پر
کھڑا ہی وہان سے بڑھ نہین سکتا ہی سنبل بھی سحر کر رہی ہی ہفت پیکر ہاتھ ملتا ہی آواز دیتا ہی
اے آفتاب کیون بغاوت پر کمر باندھی ہی ارے طلسم تباہ ہو جائیگا طلسم کشا کا ایک مذہب
ہو جائیگا میرا تو کیا خداوندان قدیم سامری و جمشید کا کوئی نام نہ لیگا گھر بار تم سبھون کے تمام
کھد جائینگے دیکھ تیغہ نہ لیجا آفتاب تیغہ لیے کھڑا ہی طلسم کشا جھپٹ کر قریب آفتاب کے آئے آفتاب نے

تیغ پھینکا پکار کر کہا لیجیے طلسم کشا نے چاہا جھپٹ کے تیغ اٹھا لون مگر تیغ پر ہاتھ نہ پڑا ہفت پیکر نے ہاتھ چمکایا برق گری کہ بہار لال پوش کے دو ٹکڑے ہوے بہار لال پوش کا مرنا کہ آفتاب تھرا گیا ہفت پیکر تڑپ کر گرا تیغ اٹھا لیا برق چمکائی آفتاب کا سر زخمی ہوا سنبل ہفت گیسو نے کیسے کیسے سحر بیے لالہ عذار جبیں آئین جمال بے مثال اپنا ہفت پیکر کو دکھایا ہفت پیکر جھوم گیا مگر آفتاب فلک سیر زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ہفت پیکر نے موے گیسو توڑ کر آفتاب کی جانب اشارہ کیا زنجیر آہنی گلے مین آفتاب کے پڑی تیغ تو ہاتھ سے گرے لگا یا آفتاب کو لٹکاتا ہوا لے اڑا سنبل نے چاہا اسکا پیچھا کرون طلسم کشا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای سنبل ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اس سے مقابلہ دشوار ہی اسکے پیچھے نہ جاؤ ہفت پیکر تیغ ہفت جوہر و آفتاب فلک سیر کو لیے ہوے جاتا ہی قریب کوہ ہفت جوش کے ہوا یکا ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش بناؤ کیے ہوے بیچ مین کنیزون کے بیٹھی تھی کہ ایک اندھی سیاہ چلی دیکھا ہفت پیکر تیغ کمر مین آفتاب فلک سیر زنجیر آہنی مین لٹکا ہوا بسرعت تمام لیے آتا ہی ہفت رنگ گلگون پوش واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی یا خداوند تقدیر یکا کہ آپکا ادھر گذر ہوا چند ساعت کو یہان تشریف لایے اس قیدی گنہگار کو میرے سپرد کیجیے اس نازنین دنیا زیب ہفت رنگ گلگون پوش نے کلام کیا کہ ہفت پیکر بیقرار ہو گیا آواز دی ای بندی خاص الخاص قدرت نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسوقت تمکو دیکھکر اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب معاملہ آب در سخن کا	دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہی نخل ماتم ہر ایک جو ہی پر آب دیدہ	جو زخم گل میرے باغ کا ہی تو داغ پتہ ہے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو رو دون مجنون کی یاد مین جب	جو دیکھون شیشہ تو سر کو پھوڑون خیال ہر جا گے گوہکن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا افسون سے گویا	لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم مژگان یہ رنگ محفل کرے دگرگون	وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوار وکی انجمن کا
خراب بستی نہ ہو کسی کی کوئی نہ مر دوو دوستان ہو	جدا ہوا شاخ سے جو پتہ تو غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق مین ہی وہی محبت مین عالم دل	وہ شمع فانوس کا ہی کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو بخت صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اسپر	ہجیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو	نہ بوے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجکو لگا کفن کا

نہ یہ نزاکت یہی ہوگی ہو وہی یہ نزاکت ہوش	جو بار پھولون کا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزارون کا

ہفت رنگ گلگون پوش ان اشعار کو سنکر ہنسی کہا یا خدا وند یہ شعر ابھی نظم کیے آپ نے تشریف لا بیٹے ہفت پیکر نے کہا ای جان جہان واے آرام دل مشتاقان آج قدرت بصورت صلی ہین کبھی کسی بندے نے قدرت کو اس صورت سے نہین دیکھا اسوقت قدرت دٹھہر گئے ہفت رنگ گلگون پوش نے عرض کی اب تو کنیز جمال قدرت دیکھ چکی کنیزون کو بٹھادون ہفت پیکر نے اشارہ کیا تنہا قصر مین چلو تو قدرت آئین ہفت رنگ گلگون پوش ایک کمرے مین آئی ہفت پیکر اُتر پڑا تیغہ ہفت جوہر دکھایا کہا قدرت اِسکے واسطے گئے تھے بہار لال پوش کو مار اس ظالم کو پکڑ لایا تیغہ ہفت جوہر لیا اب کوئی نہ پاسکیگا اصل یہ ہو کر دو تحفے طلسم کشا پا گیا تیغہ ہفت جوہر اگر نہ ملیگا تو پھر دہ دونون تحفے ناقص رہینگے ہفت رنگ نے گلابی اُتاری جام شراب پلایا دو تین جام پی کے ہفت پیکر اُٹھا کہا ای ملکہ اب تمھارے یہان قدرت ہو چلے تیغہ اپنے پاس رکھو لیکن ای ہفت رنگ خبردار تیغے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اس قیدی کو بھی احتیاط سے رکھنا یہ کہکے ہفت پیکر تو روانہ ہوا ہفت رنگ ٹہلتی ہوئی قریب آفتاب کے آئی کہا کیون ای آفتاب مقام افسوس ہو کہ تم ایسا ساحر ہشیار یون شریک طلسم کشا ہو آفتاب نے کہا ہی ملکہ عالم طلسم کشا خلق مین اخلاق مین حُسن مین جمال مین یکتا ہی طلسم کشا نے وہ آبرو کی اپنے ایک ایک خدمتگار کے واسطے کد و کوشش کی زنار کیواسطے کیا کیا نکر ہوئی سانبل گرفتار ہوگئی عیار کو بھیجا شب کو خاصہ نوش نہ کیا جب تک سنبل نہ آلین اُس شیر دلیر کا ارادہ تھا جب سنبل آئین عیار رہا کر کے لایا تب خاصہ نوش فرمایا کتاب ہفت پیکر تو تمھارے پاس بھی ضرور ہوگی اس مین صاف صاف قدرت لکھ چکے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہو عمر طلسم تمام ہوئی رستم بیٹا صاحبقران کا آکے طلسم کو فتح کریگا ساحران نامی شریک ہونگے جنکو قدرت اپنا دوست سمجھینگے وہی قدرت کے دشمن ہونگے جسکو راہبر گمان ہو وہ راہزن ہوگا طلسم کشا لوح طلسمی پائیگا اس مزے سے لسنے اوصاف طلسم کشا بیان کیے کہ ہفت رنگ بھی مشتاق ہوئی کہا ای آفتاب اصل یہ ہو کہ جواُکے ہفت پیکر پرست ہوے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ وہ سوا ہفت پیکر کے کسی کا نام نہین جانتے بڑی مشکل کی بات ہی طلسم کشا کو کیونکر دیکھون آفتاب نے کہا آجکل سفر مین ہین کسی پہاڑ پر جا کے ٹھہر دا مد لشکر دیکھو دیکھو کون کون سے معشوقان پری چہرہ ساتھ ہین

ہفت رنگ

ہفت رنگ نے کہا میں نہایت مشتاق ہوئی بیشک جاکر دیکھونگی ہفت رنگ ایک طاؤس پر سوار ہوئی واسطے دیکھنے طلسم کشا کے روانہ ہوئی کوہ زبرجد پر آئی زبرجد جادو اپنے شہر میں تھا تھوڑے عرصے تک ہفت رنگ ٹھہری وہاں سے آگے بڑھکے کوہ گلگون پر زیر نخل ٹھہری ذرا دن چڑھا تھا کہ گل آفتاب چمن چرخ نیلگون میں شاخ ضیا و شعاع پر پھولا عندلیبان خوش نواز مزمہ سرائی کر رہے ہیں کہ ہفت رنگ نے دیکھا نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب کے آگے سنبل ہفت گیسو باہتمام سواری کرتی ہوئی ایک طرف نکل گئی پھر دوسری گرد اڑتی دیکھا ملکہ سیماب اسی ہزار کنیزیں پشت پر اہتمام کرتی نکل گئیں اسکے بعد لالہ فام طاؤس زرین بال پر سوار ساٹھ ہزار کنیزیں پشت پر یہ بھی نکل گئیں اسکے بعد دیکھا خوب نوبت نقارہ بجے بیچ میں طلسم کشا اور دیگر سردار عاشق وغیر عاشق گلچینی گلشن جہاں کی کرتے ہوئے سامنے سے گذرے علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے انپر تعریف الٰہی و نعت رسالتپناہی مرقوم غرضکہ پندرہ لاکھ ساحر وغیر ساحر کا لشکر پشت پر صحرا تمام گلزار ہوگیا ہفت رنگ کی جو نگاہ جمال جہاں آرائے طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہوگئی بے اختیار پکار اٹھی **نظم**

اسکے کوچے میں مسیحا ہر سحر جاتا رہا	بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوئے جانان میں بھی اب اسکا پتہ ملتا نہیں	دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو میں تو کوہ کن	اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق میں پاتا ہوں عاشق میں جذبہ	کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ ای اندھیر بہر روشنی شہر مصر	دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشہ ہی میں پاآئی میکشوں کو موت ہے	کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا
اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا	درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کھو کر آشنا ہمسے ہوا وہ نونہال	پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
بیخ دنیا سے فراغ ایذا دہندوں کو نہیں	کب تپ شیر اتری کس دن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پہ یار	دو ہی دن میں پاس الفت اسقدر جاتا رہا

اسی وقت ایک صحرائے سبزہ زار رشک کو ملا بلکہ سنبل نے عرض کی کہ کئی دن کے بعد صحرائے سبزہ زار

طاہر لشکر کو اسی مقام پر اُتارے ایک دن تو لشکر کو آرام ملے ایسا نہ ہو کسی مقام پر کوئی حریف آجائے اور لشکر کو لڑنا پڑے ایسے گھبرائے ہوئے ہین کہ فوراً قدم اُٹھ جائینگے رستم نے کہا بہتر ہے اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی سردار اُترنے لگے ہفت رنگ اپنے مکان پر آئی پہلے اُسنے آفتاب کو رہا کیا اور گوشے مین لاکے کہا ای آفتاب ہماری طرف سے جاکر طلسم کشا سے سفارش کر مین تیغ ہفت جوہر لیکر حاضر ہوتی ہون آفتاب نے کہا ملکہ ہمارے ساتھ چلو کہا تیغ مین نے خزانے مین رکھا ہے وہان سے نکالون اب جو مین آؤنگی آپ ہی کے ساتھ رہونگی وہ وہ شاہزادیان ساتھ لشکر کے دیکھین کہ دل کو تسکین ہوگئی جو اُنپر گذرے گی وہ ہمپر گذرے گی آفتاب رخصت ہوا یہان ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش خزانے مین گھسی اپنی ہم شبیہ پتلیان جواہرات کی تھین انکو اپنی پھلواری مین رکھا جابجا سے تحفہ جات اُٹھاتی ہوئی اس مقام پر آئی جہان تیغ ہفت جوہر رکھا تھا تیغ اس مقام پر نہ پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای ہفت رنگ یہ کیا ستم ہوا تیغ کون لے گیا وہان سے جھلاکے باہر نکلی کنیزون کو بلایا کہا ارے تم مین سے کسی نے تیغ ہفت جوہر اُٹھایا ہے اُنھون نے کہا واری ہمارا خزانے مین کب گذر ہو سکتا ہے کنیزین تو کبھی جاتی بھی نہین اگر ہم لوگون کے ذمے ثابت ہو تو گردن از مو باریک تر اسی وقت قتل کیجئے ہفت رنگ ناچار ہوئی سوچی کہ مین آفتاب کو رہا کر چکی اگر قدرت آکر پوچھین تو مین کیا جواب دون اب یہان نہین رہ سکتی یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا سارے گھر کو تم سب لوٹ لو ہم جاتے ہین لیکن دریاے سحر مین ڈوبی ہوئی ہے ہم شبیہ پتلیان جواہر کی پھلواری مین پڑی ہوئی ہین اشیاے سحر ذات پر آراستہ طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی تیغ ہفت جوہر پر یہ معرکہ گذرا کہ ہفت پیکر کوہ زبرجدی پر کئی دن سے ساکن ہے اسکو معلوم ہوا کہ ہفت رنگ طلسم کشا پر عاشق ہوئی سوچا کہ ابھی تیغ ہفت جوہر جاکے دیدے گی دو پہر رات گئے تصویر سے نکلا زیر کوہ آیا سحر کرکے غرق زمین ہوا زمین کو کاٹتا ہوا خزانے کے اندر آیا زمین سے نکلا تیغ اُٹھا لیا اسی طرح نقب سے نکلکر شب ماہتی آسمان پر چلا ہوا کو کاٹتا ہوا آتا ہے کہ باغ مین بوے خوش آئی معلوم ہوا کہ عطار رضوانے قرابے عطر کے لنڈھا دیے جون جون آگے بڑھتا ہے خوشبو بڑھتی جاتی ہے دیکھا ایک باغ جنت نظیر اسمین ملکہ رنگین بہار پیراستہ ہے مین ایک چبوترہ ڈالیان اُسپر جھوکی لگی ہوئین اُن ڈالیون مین گلہاے رنگارنگ خوشبودار ایک جانب اودین اودے نیر گجرے اور بدھیان

نہایت شگفتہ ہیں انھیں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہو رنگین بہار پیرا باغ میں بوے گل سے دماغ معطر کیے ہیں نسرین و نسترن و غنچہ دہن اپنے اپنے مقام پر پہنچی ہیں ہو رسامنے تصویر ہفت پیکر پھولوں میں لدی ہوئی رکھی ہو کہہ رہی ہو اے خداوند میری مرادیں پوری ہوں تو آپکو پھولوں میں تولوں ہفت پیکر نے جو اعتقاد رنگین بہار پیرا کا دیکھا مبہوت ہو گیا سمجھا کہ یہ ہماری بڑی چاہنے والی ہو اور نازنین پریچک چہرہ رشک قمر اسنے اشارہ کیا تصویر باتیں کرنے لگی ہر مرتبہ کہتی ہو کہ اے رنگین بہار پیرا تیری کل مرادیں حاصل ہیں جو مانگ وہ دلوا دوں مراد دلی تیری پوری کردوں کبھی کسی وقت تجھکو رنج و الم نہ ہو بہار تیرے باغ میں ساکن رہے تو اسم باسمے ہو رنگین بہار پیرا تیرا نام بہار کا اسی باغ میں رہنا کام ہو یہ باتیں تصویر کو کرا کے ہفت پیکر خود آترا آواز دی اے رنگین اسوقت اس خضوع و خشوع سے تصویر سے باتیں کیں کہ فرشتوں نے عرش اعلی تک پہونچائیں دیکھ جب زمین پر آئے تو دوست دشمن کو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہفت رنگ نے طلسم کشاے عشق کیا ہو آفتاب فلک سپیر باغی قدیم کو اسنے رہا کیا اب فکر میں تھی کہ تیغ ہفت جوہر لیکر جاؤں اسی کے ذریعے سے ملوں قدرت نے تیغ اسکے خزانے سے نکال لیا لو یہ تیغ اپنے پاس رکھو قدرت تمکو بالاے عرش بلائینگے رتبہ معراج عطا کرینگے وہ مرتبہ دینگے کہ سارے طلسم شاہ و شہریار رشک کریں یہ کہکے تیغ پاس تصویر کے رکھدیا کہا بس زیادہ قدرت کا ٹھہرنا مناسب نہیں جہاں قدرت وابستہ ہے عرش متزلزل اور متحرک ہوتا ہو ڈر ہو کہ یہی قدبوسی کی ہوس میں زمین پر نہ آجاے یہ کہکے ایک سحر کیا کہ نظروں سے رنگین بہار پیرا کی غائب ہو گیا کوہ زبرجدی پر پہونچا اور میں تصویر سنگی ہو اس میں داخل ہو گیا گھنٹ نواز و ناقوس نواز گھنٹ و ناقوس بجانے لگے بلند ہوا ظہور قدرت ہو گیا میلہ جو دیر کو وجع تھا مرادیں مانگنے لگے کہ ہفت رنگ گلگوں پوش جو مکان اپنا شاکر نکلی کنیزوں کو بلایا سب لوازمے لوٹ لیا اب ہفت رنگ طاؤس پر سوار ہو کر انتہا کی بلند ہوئی سر جھکا کے دیکھا ایک باغ پر بہار ہیں ایک نازنین گلگوں پوش سندر پر بیٹھی تصویر ہفت پیکر سے باتیں کر رہی ہو ہفت رنگ نے جو تیغ دیکھا شگفتہ ہوا جھولی سے پتلی ہم شبیہ اپنی نکالی یہ کہکے پھینکا کہ اے ہم شبیہ اس نازنین کو اپنی طرف الیا متوجہ کر کہ میں تیغ لے لوں پتلی زمین پر آتے آتے ایک نازنین چہار دہ سالہ بنکر تیار ہوئی

مرطاقی ہوئی سامنے رنگین بہار پیرا کے آئی آواز دی کہ بی بی واری جاؤن شاہزادی رنگین مزاج ہو پھولون کے سر کا تاج ہو ذرا ادھر متوجہ ہو یہ کہکے غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا ۔ قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین برجبین نہ ای بت چین رہ غرور سے ۔ تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند سے چال یار کی ۔ سن لیجیو پانون کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون ۔ سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو بیری طرح سے قمری نے آہ سرد ۔ جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوے پرویز و کوہکن ۔ شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین ۔ اس بت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد بہار اہوا دوچند ۔ مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا ۔ کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

پہونچا حجاز سے جو حقیقت کی کنہ کو ۔ یہ جان لے کر راستہ مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی دغا کی ۔ شمع حیات گل ہوئی اندھیر پڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی ۔ حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشونکو عاشقون کے نہ اٹھوا گلی سے یار ۔ بستی کا بھرنا کانون نہین جب اجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش ۔ ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے ۔ افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال ۔ جھنڈا قلم کا اپنے درخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو کو وصل مین ۔ دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح ۔ منزل مین زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا ۔ سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

اس نوع سے اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین ناچنے لگین رنگین بہار پیرا بان بان کرتی ہد کتی ہے ارے کیون دیوانی ہوئی ہو دیکھنا چاہتین مگر وہ نازنین اس طرح سے اشتنا ۔

اگری ہوکر کنیزین پائون بجانے لگیں مین آخر اپنے مقام سے رنگین بہار پیرا بھی اُٹھی کنیزون کو گالیان دیتی ہوئی اونا لائقو بے تمیز و اسکا رنگ مثاق ہو مین دیکھو بتاؤن جس طرح وہ پائون زمین پر رکھتی ہی اسی طرح پیر رکھو دیکھو نقش قدم اسکا تاج سر گلعذاران ہی عندلیب چمن مثل آئینہ حیران ہی یہ کہکر ناچنے لگی گرد کنیزین بیچ مین رنگین بہار پیرا آگے سب کے وہ پتلی ہی یہ تو سب ناچ مین مصروف ہوئے ہفت رنگ گلگون پوش جو تڑپ کر گری تیغہ اٹھا لیا لیکر ڈوب گئی ہفت رنگ گلگون پوش تیغہ ہفت جوہر لیکر بھاگی رنگین بہار پیرا کو ایک عندلیب نے آواز دی ای رنگین بہار پیرا ایسی غفلت تیغہ ہفت جوہر کیا ہوا ذرا خیال کرکے دیکھو یہ کیکے پھڑکی سر پہ اُس پتلی کے سایہ ڈالا برق گری پتلی کے دو ٹکڑے ہوے رنگین بہار پیرا کو اب ہوش آیا دیکھا تصویر خداوند سر پیٹا رہی یہ کہتی ہی ہی شاہزادی اللہ دشمن نے اپنا کام کیا تیغہ لے گئی ہفت رنگ کے دل مین آتش عشق شعلہ ور ہی طلسم کشا کے پاس جا پہنچی ہو کہ پہونچے یہان طلسم کشا بر سر راہ مین ایک مقام پر لشکر کا سنبل نے بڑھکے عرض کی حضور ٹھہر جائین ایسی خوشی ہوئی چاہتی ہی کہ حضور تلاش لوح کرین رستم نے آفتاب سے پوچھا کہ سنبل کیا کہتی ہی آفتاب نے ورق جیب سے نکالا ہنستا ہوا سامنے آیا کہا تیغہ ہفت جوہر ابھی آتا ہی طلسم کشا گھوڑے سے اترے سب سردار گرد آ گئے لیکن ہفت رنگ جو چلی راہ مین ایک مقام پہ دیکھا جنگل مین ایک نخل بلند و مرتفع اس مین جھولا پڑا ہی بارہ تیرہ نازنینان مہ جبین تانے لگا رہی ہین پینگ بڑھ رہا ہی ایک نے تان لگائی دوسری اُس سے بڑھ چلی تیسری نے کہا بوا جسکے سینے یہ شقت کی وہ آیا ہوگی چوتھی نے لنگنا کے عارض پہ ہاتھ رکھا گورے گورے ہاتھ عارض رشک قمر یہ اشعار عبرت خیز گانے لگی نظم

تیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو	جو برقِ طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
نکلتا ہی نہین آئینہ خانے سے باہر	غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہی مشتاق	کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور گھوتی ہی تعلیم خاکسارون کی	اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
کیا زرا لیا ان دل دشمن کی بھی شکستہ نہین	ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہی	وہ زہر ہی یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

برابر اسکے کھڑا ہو کے سرو اگر تاہی	الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے	وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

سب اس نازنین کی تعریفین کرنے لگین ہفت رنگ کھڑے ہوکے تماشہ دیکھنے لگی کہ تیغہ کو یکایک جنبش ہوئی ہوش مین آگئی سوچی کہ ای ہفت رنگ اس مشقت عظیم سے یہ تیغہ حاصل ہوا ایسا نہ ہو کہ شعبدے مین رہجاؤن اور یہ تیغہ ہاتھ سے جاتا رہے ان گانے والیون کی جانب سے منھ پھیرا ہر چند کہ گانا انکا دل کو کھینچ رہا ہی قدم وہان سے نہین اٹھتا اور حیران ہی کہ مشرق و مغرب جنوب و شمال کس طرف جاؤن کہ طلسم کشا کو پاؤن اور نذر پیش کرون شاید قبول ہو آخر ایک جانب چلی گانے والیان آواز دیتی تھین اے ہفت رنگ ہمارا گانا تو سن لے مقام افسوس ہی کہ ہم ایسی گانے والیان کہ جنکا گانا قدرت سنتے ہین کوئی فلک کو ہمارے گانے پر سکتا ہی کسی سے ایسا کمال کیا ہو سکتا ہی ہفت رنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا تیغہ نیام سے نکالا چمکاتی ہوئی چلی جیسے ہی تیغہ چمکا وہ جو پریشانی اسکے قلب پر تھی وہ دفع ہوئی اب ایک جانب چلی یہان رستم ٹہل رہے ہین لشکر اسی صحرائے سبزہ زار مین اترا ہی کرنین سب کی کھل رہی ہین آفتاب فلک سیر قریب کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ تیغہ ہفت جوہر حضور کے پاس آیا چاہتا ہی بڑی تیغ پر کد پڑی مگر آپ صاحب اقبال ہین ہفت رنگ تیغہ لاتی ہی اب انشاء اللہ تلاش لوح مین مصروف ہو جیسے گا یہی قواعد مین درج ہی کہ معرفت ہفت رنگ گلگون پوش کی تیغہ سرکار کو ہو چکیگا سرکار کو تیغہ ملا اور فتاحی طلسم کی تدبیرین ہوئین ہر طرح لوح بھی آپ کو غیب سے ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہوا سے سرد چلی آفتاب نے کہا یہ علامت آمد آمد ہفت رنگ ہی سب شاہزادیان نام ہفت رنگ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئین اور براے استقبال بڑھین آپس مین کہتی تھین کہ ہفت رنگ کیا صاحب اقبال ہی کہ جسکا احسان طلسم کشا پر ہوگا کہ دیکھا ملکہ طاؤس زرین بال پر سوار مہ سے مشکین چہرۂ زیبا پر پریشان تیغہ کھینچے ہوئے اسکو جنبش دیتی ہوئی تیغہ سے برقین چمکتی ہوئین وہ برقین ہفت رنگ کو گھیرے ہوئے گرد ماہ تابان جیسے ہالہ ہوتا ہی پہلے سب سے ملنے مہ جبین ... بڑھی با اگر وہ طاؤس کے بدنے لگی اور کہتی تھی کہ میری ہزار جان تیرے نام پر نثار ہو کر تو تیغہ ہفت جوہر لائی ہفت پیکر ہماری فکر مین ہی ایک ہفتہ اسکو گذر را کہ کوہ زہر جد ہی سے نہین ملتا وہین سے بیٹھے بیٹھے فکرین کر رہا ہی ہم لوگون کی گرفتاری کی فکر مین ہی

الغرض خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے جس مقام پر جو قید ہوا تھا نکلا متاحی طلسم اُنکی رہائی کی تدبیر کی تھی سمک برابر
ہو پہنچے خواجہ ثمر و دبرق بھی اسی لشکر مین تھے پائیہ طاؤس پر ہو تو ڈالا سب شاہزادیون نے آکر گھیر لیا
آفتاب فلک سیر قریب آیا آفتاب کا سر پہ سایہ کیا اس اعزاز و اکرام سے ہفت رنگ کو ساتھ طلسم کشا
کے لائے ہفت رنگ نے جو قریب سے جمال رستم کو دیکھا باعوپاؤن مین رعشہ آگیا دست انگارین پر تحفہ
رکھکے مسکرا کر کہا کنیز کی نذر قبول ہو کنیز نے بڑی بڑی جفا اٹھائی انکا اقبال تھا کہ آپ تک پہونچی پروردگار آپ
مبارک کرے طلسم کشا نے تیغہ کمر سے لگایا اب شاہزادیون کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی عارض
مثل قرص قمر آنکھین نرگس شہلا صاف ثابت ہوکر رعب و دبدبہ تہور و شجاعت سطوت و صولت مثل
جاگران کمترین حاضر خدمت ہین سب ترقی حسن و جمال و جاہ و جلال کی دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا اس آفتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری کا سایہ ہم سب کے سر پر رکھے
ہفت پیکر کی شعبدہ بازیون سے خدا بچائے روز سیاہ نہ دکھائے قضائے کار آفتاب فلک سیر کا
ایک غلام ہو کر گیا دبد باطن اسکا نام ہے جاہ و جلال طلسم کشا دیکھکر جل گیا چار سے سردار جو گرد
دیکھے جاہ و جلال انکا دیکھکر آتش رشک مین پھنکا خیال مین آیا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ طلسم کشا
فرزند مجاور خانہ کعبہ اس جاہ و جلال پر ہو اور خدائی ہفت پیکر کی ٹے مین جاکر قدرت سے اطلاع
کرون یہان تو لشکر مین مبارک سلامت کی صدا بلند ہو گیا دبد باطن کنارے آیا پر پرواز پیدا کرکے
طرف کوہ زبرجدی کے چلا ہفت رنگ کی زبانی سن لیا تھا کہ قدرت ایک ہفتہ سے کوہ زبرجدی پہ جسم
تصویر مین سمایا ہوا بیٹھا ہے مراد مند جمع مین تقدیرین نکھار رہا ہے زبرجد شاہ جو یہان کا بادشاہ ہے اُسکے
وزیر و امیر گرد تصویر کے جمع ہین غلغلہ کر رہے ہین قدرت نے کرامت دکھائی جو جسطرح کی آرزو رکھتا ہے وہی
مراد ملتی ہے دیکھو پانچ عورتون کے لڑکے ہوے جو قدرت سے باغی ہوگا سنگ سیاہ ہو جائیگا آرام نہ پائیگا
اور جو طلسم کشا کے پاس جائیگا دیوانہ ہو جائیگا اپنے ہوش مین نہ رہنے پائیگا زبرجد شاہ سامنے
ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا گیا دبد باطن آکر پہونچا کہا اے زبرجد شاہ قدرت سے
عرض کرو کہ جلد کوئی تقدیر کرین کہ تیغہ ہفت جوہر پاس طلسم کشا پہونچ گیا اسوقت لشکر مین شادی
خوشیان ہو رہی ہین اور بی ہفت رنگ کی بڑی خاطرین ہین بڑی آبرو پائی زبرجد شاہ آگے بڑھا
دست بستہ ہو کر عرض کی یا خداوند قدرت آگاہ ہون تیغہ ہفت جوہر ہفت رنگ نے طلسم کشا کو جا کر دیا

لشکر طلسم کشا مین بڑے ہنگامے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ اسی طرح لوح بھی بیلکی تصویر نے آواز دی اے زبرجد
شاہ مسلمانون کو ایسی سزا ملے گی کہ کبھی مسلمان جنگ کا نام نہ لینگے اور ابھی لشکر جلیل مقابلۂ
طلسم کشا مین پہونچا ہے طلسم کشا آرام نہ پائیگا اُس پہلوان کو بھیجا ہے کہ جس سے طلسم کشا مہلت نہ پائیگا
فیلان مردار خوار اُسکا نام ہے وہ جاتے ہی آفتین برپا کریگا اور اے زبرجد شاہ کیاد بد باطن کو اپنا
وزیر کرو اور تین لاکھ فوج اِسکے ساتھ جو عیاری کے بانے اسکو دو مقابلۂ طلسم کشا مین جائے کیاد
یہ احکام سنکر پھول گیا کہا اے زبرجد شاہ مین عہدۂ وزارت جب لونگا کہ طلسم کشا کو نے آؤن فوج میرے
ساتھ ہو کر جاتے ہی آفت برپا کرو ن طلسم کشا کو مع بی بی ہفت رنگ کے لاؤن زبرجد شاہ کیاد کو ساتھ
لیے ہوے شہر مین آیا تین لاکھ فوج جمع کی تخت طاؤس خزانہ سے نکلوایا اسپر کیاد کو سوار کیا تاج جو
سر پر رکھا گیا کیاد پھول گیا اکڑنے لگا وزیر زبرجد کے گرد آ کر بیٹھے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلا
کہتا ہے سب سردارون کو پکڑ لاؤنگا اور بی ہفت رنگ کے ہاتھ کاٹونگا اور بی سنبل کے ہفت گیسو
قلم کرونگا دیکھو اصحاب کا کیا حال کرتا ہون ایک ایک کو قتل کرتا ہون اس زور و شور سے کیاد چلا وہان
سنکر سلام مین صداے مبارک سلامت بلند تھی طلسم کشا نے فرمایا تین دن کا لشکر مین جشن ہو بڑی خوشی کرنا
ملکہ ہفت رنگ نے بڑا احسان کیا مگر زیادہ جشن کی مہلت نہین ہے تین دن مین سب درجے جشن کے طے ہون
جشن لشکر مین ہو رہا ہے جہان ایک سپاہی کا بستر ہے وہان بھی ایک ناز نین ناچ رہی ہے ہر مقام پر صحبت جشن
وعیش آراستہ ہے طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین معشوقان پری چہرہ گرد بیٹھی ہین گلچہری گلشن جمال کی کرسی
ہین سنبل ہفت گیسو کہتی ہین دیکھین کیا تدبیر ہو طلسم کشائی کیونکر ہو اور فرمارہی ہین اس جشن مین خواجہ
عمرو و برق نہین ہین سمک تلاش کرا و سمک عرض کرتا ہے کل سے تشریف نہین رکھتے برق نے
جو رو پا لیے ہین خواجہ اسی فکر مین ہین اگر ہفت پیکر کو پا جاؤن تو اُسے بھی پکڑ لاؤن رستم یہ باتین کرتے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار ایک ران کسی جانور کی ہاتھ مین لیے چباتا ہوا
اسقدر اُسمین بو ہے کہ خود منھ بناتا ہے مگر بڑی چرچر چبا رہا ہے پشت پر دو اڑھائی لاکھ پہلوان گینڈون پر
دور کابے مرکبون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے جھکاتے ہوے مقابلے مین طلسم کشا کے
آکے پہونچے اُترتے اُترتے اُس پہلوان نے آواز دی منم فیلان مردار خوار اے طلسم کشا
اِس ذلت سے قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے طلسم کشا نے فوراً سامان جشن موقوف کیا

فیلان نے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ بجاے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو فیلان مردار خوار گردن مست پر سوار فوج کو لیکر میدان مین پہونچا طلسم کشا نے اپنے لشکر کے ساٹھ ہزار آدمی پندرہ لاکھ مین سے غیر ساحر چھانٹے انکو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین کہ صحرا سے گرد اڑی آفتاب فلک سیر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ایک گھوڑے پر سوار سپر شمشیر لگی ہوئی پشت پر تین لاکھ فوج لشکر اسلام سے ایک طرف آکے ٹھہرا کہ فیلان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر پہونچا نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ جو اسنے للکارا کیا دیو باطن مقابلے فیلان مین آیا فیلان نے آواز دی او غلام بد انجام تو کیا سمجھ کے نکلا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر ملا تو آفتاب کے پیر دباتا تھا پانی پلاتا تھا خدمتگاری مین رہتا تھا اب یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کیا دیو نے کہا مین نے خبر قدرت کو پہونچائی یہ عہدہ ملا برائے قتل طلسم کشا آیا ہون تو نے یہ کیسے پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجکو ناگوار ہوا یہ سنکر فیلان نے ایک نیزہ مارا کیا دیو نے سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ اسکا توڑ ڈالا فیلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کیا دیو گھوڑے سے کود پڑا اچھلکر پالت کا ہاتھ مارا کہ چارون پیر گینڈے کے کٹے فیلان گینڈے سے گرا اوپر سے کیا دیو نے ہاتھ مارا گلوگاہ پر پڑا کہ سر فیلان مردار خوار کا کٹ کر گرا کیا دیو نے اپنی فوج کو اشارہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے فوج پر فیلان کی جا پڑا تمام فوج کو تہ و بالا کیا بارگاہین خیمے لوٹ لیے فوج والے شکست کھاکے بھاگے دور تک کیا دیو نے پیچھا کیا تلوار سے خون ٹپکتا ہوا پلٹ کر آیا طلسم کشا کے لشکر کو آواز دی اے آفتاب جنگ کو میری دیکھا مجھے قدرت نے سرفراز کردیا زور عطا کیا فنون سپاہ گری بتلاے اب مجسے کون لڑ سکتا ہے یہی تم سبھو نکا حال کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو دیکھا تمنے مین نے اس مغرور کا کیا حال کیا لشکر طلسم کشا کی بھی یہی کیفیت کرونگا اتفاق صحرا سے شیرون کی آواز آئی جھلا کے کہنے لگا کہ بندگان خداوند ہفت پیکر جو اس طرف آتے ہونگے شیرون کے ہاتھ سے کیونکر امان پاتے ہونگے اسباب صید و شکار تیار کرو بدولت واسطے شکار کے جائینگے شیرون کے کان پکڑ کے لائینگے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو یہ کہکے سوار ہوا واسطے شکار کے صحرا مین آیا طائران پرند کا شکار کھیل رہا ہے جدھر کو شیر ہین ادھر نہین جاتا ہے ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کر

بیٹھا صحرا کی سیر کرنے لگا کان مین رونے کی آواز آئی پھر آواز آئی کہ کوئی قہقہے مار رہا ہے اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے نظم

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا	جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا
منہ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو	چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا
مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین	عشق غارت گر نے میرے دل کو گورستان کیا
نالۂ جان کاہ نے پتھر کو پانی کر دیا	مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
جلد نہلا مجکو میرے خون سے اے شمشیر یار	دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر	آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
اے فلک مرہون احسان تو نہین تیرا ہوا	شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو	نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا
آتش دل خستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا	قطرۂ ناچیز کو دریاے بے پایان کیا

اسنے گھبرا کر ہیلیون سے کہا ارے یہ کون ہے کبھی رونے کی آواز آتی ہے کبھی ہنسنے کی آواز آتی ہے اشعار کیا غضب کے پڑھے ہین کہ دل پر تاثیر کر گئے کوئی پریزاد ہے مگر جو کوئی ہے ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہے وہ سب ہیلیے تلاش کو چلے تھے کہ دیکھا نخلستان سے ایک نازنین برہنہ آوارہ و سرگشتہ دیوانہ وار وحشی مثال پائچے ہر گرد پڑی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا گرتی آب روان کی مثل بہتی ہوئی آئی کیا دکو دیکھکر دوڑی پکار کر آواز دی اے ظالم گم شدہ کہان تھا آج کیون صورت دکھائی تجھکو شرم نہ آئی ذرا میرے پاس آ کلیجے سے لپٹ جا دل کی دھڑکن موقوف ہو دل ترد د منزل عیش وصل مین مصروف ہو یہ باتین سنکر کیاد دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا اس نازنین نے بہ نگاہ غور اسکو دیکھا چیخ کھا کر زمین پر گری ایڑیان رگڑنے لگی بغل سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا اسکو اٹھا کر کیاد نے دیکھا میری ہی تصویر ہے اسکے نیچے لکھا ہے خداوند ہفت پیکر نے یہ عاشق و معشوق قرار دیے کہ دونون آپس مین ملین ایک مہینے مین تیس لڑکے پیدا ہون ان دونون کے نام کا ایک شہر بسے سال بھر مین اسی تعداد کا تصور کیا جائے عورت کسی دن مہلت نہ پائے کیاد یہ معاملہ دیکھکر سامنے ہیلیون کے آیا لہایا۔ و دیکھو یہ معشوقہ خوبرو قدرت نے مجھکو مرحمت کی ہے تقدرت پر ہفت پیکر کی ناز کرتا ہون

تم لوگ بتلاؤ مین اپنی معشوقہ کو اٹھاؤن سب ست گئے فرش خاک پر اسنے جھکر سر اُٹھا کر زانو پر رکھا جھکر
رونے لگا اشک گرم جو عارض پر پڑے اُس ماہ رخسار نے آنکھ کھولدی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا
سر کو عرش اعلی پر پہونچا پایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھی کیا دلنے پوچھا صاحب تمہارا کیا نام ہے کس ملک کی رہنے
والی ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے اُسکو
خورشید نگار کہتے ہین خورشید وش میرا نام ہے اپنے قصر مین سوتی تھی کہ خداوند ہفت پیکر
تشریف لائے تم ساتھ تھے مین دیکھکر مائل ہوئی تصویر تمہاری قدرت نے مجھکو دی اور یہ مضمون لکھدیا
اور مجھسے کہا جا کر صحرا مین تلاش کر مین آوارہ ہو کر نکلی جنگل جنگل ڈھونڈھتی تھی آج یہ شرف ہاتھ آیا کہ تمکو پایا
قدرت تمہاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہمارا بندہ خاص الخاص ہے رستم جو اپنی بارگاہ مین آئے تو قصد کیا کہ صحرا
مین جا کر اُسکی گردن لون بہرق نے منع کیا کہا حضور نہ جائین مُکاسر آتا ہوگا اُستاد فکر مین گئے ہین کہتے ہونگے
سر اُس خود سر کا لاتے ہونگے رستم انتظار مین بیٹھے ہین یہان اُس نازنین نے کیا دل دے کہا او نامرد میرا
اشتیاق دیکھتا ہے جا کر ایک گلابی شراب کی لا نہین تو مین خود جاؤن دو پٹہ گرو رکھکر شراب لاؤن
کیا دیو یہ سنکر طرف بھٹی کے دوڑا کورے لوٹے مین شراب لایا لا کے سامنے رکھدی کہا لو جان جہان
اُس نازنین نے شراب اُلٹ پلٹ کر کے جام لبریز کیا کہا پہلے تم پیو کیا دل جام پی گیا اور دو تین جام پے در پے پیے کہا کہو
اب کیا معلوم ہوتا ہے کیا دل نے کہا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے اس نازنین نے کہا ذرا اُٹھکے تم ٹہلو سامنے دیکھو تو رستم
آتے ہین اشارون مین تحسین بلاتے ہین کیا دل بلبلا کے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے

نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے کر پیدا ہوا	مرے نام پر غدار شیدا ہوا
مرا اکبر ہو گلشن نبیل وقال	مری چال سے ہر عیار پامال
مرا افسر ذیحشم تاجدار	امیر عرب باشیر پروردگار

میرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو ذیحشم ہے متقران
اُڑاتا ہون کفار کے تن سے جان	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہ تو
فلک کی جو گردش گلستان ہوا	نشان عماری گرد اپوش کا
ہے فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کرا تا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کر کے خنجر مارا سر کیا دل کا کاٹ لیا کپڑے اُتار لیے رومال مین باندھا لیکر بھاگے بعد تھوڑی دیر کے بہلیے
قرادمون نے کہا چلکے اپنے آقا کو لائین اتبو معشوق سے وصل حاصل کر چکے ہونگے آ کے دیکھا دریاے
خون جاری لاشہ برہنہ پڑا ہے سر کوئی کاٹ لیگیا بہلیون نے لاشہ اُٹھا لیا کانون ست چارپائی لا سے
لاشے کو اُس چارپائی پر ڈال کے لے کے چلے جہان لشکر اسکا پڑا تھا وہان لیکر آئے سبکو معلوم ہو گیا

بھاگنے لگے پھر ایک کا یہی قول ہوکر افسر مارا گیا جو اٹھا وہ بھاگا آخر یہ سب نے صلاح کی چلکر قدرت کو خبر کرین آپکے بندۂ خاص کو کسی نے مارا لاکھ سوار و پیدل ایک جگہ ہوکر کوہ زبرجدی پر آئے اور روکر فریاد کی کیا غضب ہوا افسر ہمارا جنگل مین بے سبب مارا گیا پہلے دن تو اس جرأت سے لوگ فیلان مردار خوار کو مارا اور کتا تھا یہی حال طلسم کشا کا کرونگا جنگل مین واسطے شکار کے ... ایک ... جو بھیجے جاکے دیکھا تو لاشہ بے سر پایا تصویر سے آواز آئی چونکہ اُسنے فیلان کو مارا اسکے بدلے مین اور کو اسپر مسلط کیا عمرو نے اُسکو شراب پلاکر مارا لیکن عمرو ... جنگل مین آوارہ گردی اُسکو راستہ نہین ملتا زبرجدے کہو گل خیز جادو کو روانہ کرے وہ جاکے پکڑ لائے جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی زبرجد شاہ نے آواز دی اے گلخیز صحرائے اسپان مین جا عمرو وہان مارا مارا پھر رہا ہے جاتے ہی پکڑ لا گلخیز جادو چلی پرپرواز پیدا کرکے کنارے پر صحرائے اسپان کے آئی دیکھا ہزارون گھوڑے گھوڑیان جنگل مین پھر رہی ہین تلاش عمرو مین چلی عمرو کا حال اسطرح سے عرض کرتا ہون کہ جبتک خواجہ نے گیادکو مارا ایک دنکا تا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا حرکت کی اب اس جنگل سے کیونکر نکلیگا یہین مارا مارا پھریگا قدرت نے تجھپر راستہ بند کیا ہی خواجہ جدھر جاتے ہین گھوڑے گھوڑیان ملتی ہین اور وہ گھوڑے اُنپر دوڑتے ہین گھوڑیان چاہتی ہین گردن پکڑکے اٹھا لین کبھی قصد کرتے ہین چبا ڈالین خواجہ نے جیب سے گھانس نکالی اکثر گھوڑے گھانس کھلاکے مارے اگر چار مارے تو دس اور پیدا ہوے خواجہ ایک مسافر کی صورت بنے ہوے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک آندھی سیاہ اٹھی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی دوڑتی ہوئی آئی کرم جو اُسکا پڑھتا تھا آمد و شد نفس سے یہ آندھی چلی ہی خواجہ کو دیکھکر قریب آئی کہا اے مسافر تو اس جنگل مین کیونکر آیا خواجہ نے جواب دیا گنیا آج تیسرا دن ہی اس جنگل مین بھٹک کر آگیا اب جدھر جاتا ہون گھوڑے اور گھوڑیان ملتی ہین ایک نیا معرکہ دیکھا جب وہ سامنے ہو ... ایک شخص دبلا سا آکر بیٹھا خدا اور ہفت پیکر لکر پکارنے لگا کہ آسمان سے ایک سنہری پتلا آیا اس پتلے نے آکر پوچھا کہ عمرو عیار تو ہی ہی عمرو نے اول تو انکار کیا لیکن اسکے سوچا کہ شاید قدرت نے بلایا ہو پتلے نے پھر کہا تیرا عمرو عیار نام ہی یہ کہکر اس پتلے نے کاندھے پہ سوار کیا اور لے بھاگا آسمان پر جاکے آواز دی منم فرستادۂ قدرت یہ ... گلخیز جادو یہ کہکر ...

کہ قدرت ابھی لغو مین مجھکو تو روانہ کیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤ اور پتلے کو بھیجکر یون بلوا لیا جا کر قدرت سے شکایت کرونگی یہ کہکے بلند ہوئی عمرو وہان سے اُٹھکے اوطرف جا بیٹھے گلچہرہ اڑتی ہوئی کوہ زبرجد پر آئی شام قریب ہے دو کاندار اُٹھ رہے ہین تصویر کے سامنے زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہو قدرت مرادین دے رہے ہین کہ گلچہرہ آکے پہونچی غل مچانے لگی کہ یا خداوندا تو نے عجب فریب کیا مجھکو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا اور عمرو کو پتلہ بھیجکر بلوا لیا تصویر سے آواز آئی او نادان کیون اپنے اعتقاد مین فتور ڈالتی ہے جس سے تو نے جاکے پوچھا وہی عمرو عیار تھا سیکڑون گھوڑے اپنے مار ڈالے ابھی اُسی جنگل مین ہے کسی سے پوچھنا نہین اُس جنگل مین کبھی انسان کا گذر نہین ہوا گلچہرہ پھر تڑپکر بلند ہوئی صحرائے اسپان مین پہونچی کہ یکایک کسی کے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی مصیبت کا مارا وحشت غربت کا آوارہ یہ اشعار پُر بہار رو رو کے گا رہا ہے اس کنائے مین حال دل سنا رہا ہے نظم

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا | سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا | صلب کافر سے بھی ہوتا ہے مسلمان پیدا
دل کے آئینہ مین کر جوہر پنہان پیدا | در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا
خار دامن مین اُلجھتے ہین بہار آئی ہے | چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اُس دست نگارین سے نہین کچھ اشکو | یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے | آب انگور نے کی آتش پنہان پیدا
باغ سنسان نہ کر انکو پکڑ کر صیاد | بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد | مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
روکے آنکھون سے نکالون مین بخار دل کو | کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
نعرہ زن کنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح | آب آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا
نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا | میرے نخو مین ہوے تھے کسلیے دندان پیدا
خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے | گاؤ خر ہونے لگے صورت انسان پیدا
روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے | جسم خاکی مجھے اسکو جو ہو زندان پیدا
سمجھا ہون کا گر شہر اقلیم عدم | دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ حیران پیدا

موجد اسکی ہے یہ روزِ سیہ ہماری آتش	ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شبِ ہجران پیدا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گلچہر بیتاب ہوگئی اُسی صدا کی جانب چلی آگے دیکھا ایک نخل کے سامنے بین
ایک جوگن بیٹھی جنگلہ گارہی ہے گلچہر بیٹھکر سننے لگی جوگن نے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھ سے بین کو رکھدیا
اور گلچہر کو دیکھکر خاموش ہوئی گلچہر نے کہا بی جوگن اس صحرا بین تم کیونکر آئین جوگن نے کہا ہم
وحشت پیما صحرا نورد ہین ادھر بھی آنکلے ہین اب چلے جا بیٹھے یہ کہکے خواجہ اُٹھے اُٹھتے ہی گلیم
اوڑھ لی گلچہر پکارنے لگی بی جوگن صاحب کہان گئین صورت تو دکھاؤ خواجہ نے گلیم اُتاری
دیکھا میرے پہلو مین کھڑی ہے کہا ای گلچہر تو عمرو کے واسطے آئی تھی دیکھ عمرو کو وہ قدرت کیسے جاتے
ہین عمرو کیسا تڑپ رہا ہے دعائین کرتا ہے کہ قدرت مجھکو رہا کرین اور مین صحراے اسپان سے نکلون
گلچہر نے کہا کہان عمرو نے کہا وہ دیکھو جیسے ہی گلچہر نے عمرو کو برابر کھڑا تھا ایک خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک آندھی سیاہ اُٹھی چہار طرف سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من گلچہر جادو
بود کوہ زبرجدی پر شام کا وقت ہے لوگ رخصت ہو رہے ہین میلہ برخاست ہوا چند دوکانین
باقی رہین کو توال اُٹھواتا پھرتا ہے یہ دیدے غل مچا رہے ہین ارے دوکانین اُٹھاؤ قدرت اب
آسمان پر جاتے ہین زبرجد شاہ سامنے تصویر کے کھڑا ہے جو ہر اسبات جسقدر ملازم چڑھا ہی
سمیٹ رہا ہے جس وقت جو ہو آسمین بھر رہا ہے کہ زمین شق ہوئی ایک طاقتور کوہ پیکر زمین سے پیدا ہوا
آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند گلچہر جادو کو عمرو نے مار ڈالا اُس کے سر مین میرا مقام سکونت تھا تصویر نے
...... ای سرسام جادو ... اگر پکڑو ... سرسام اسی طرح غرق زمین ہوا صحراے اسپان
مین پہونچا عمرو کو ڈھونڈھنے لگا ... راستے کی آواز آئی ہمراہی کے تیز ل دو ڈا اس صدا پر
سرسام چلا پانون مین تو یا کسنہ بند ہوئی تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا ایک جوان دیوانہ وار زیر درخت
بیٹھا ہوا شکوے فلک کے کر رہا ہے ... ہفت پیکر سامری و جمشید
ولات و منات سکو چھوڑ آپکا مذہب اختیار کیا میرے دیان فرزند کو میرے مجھسے ملانے
جمال میرے لو ... دکھاتے اس طرح سے بلک رہا ہے تڑپ رہا ہے کہ سرسام جادو
آیا ہے مولین کہا اے شخص تیرا کیا نام ... مصیبت مین مبتلا ہے مفصل حال بیان کر اس شخص نے
پوچھا آخر تو کس فکر مین ہے سرسام نے کہا میرا سرسام جادو نام ہے مجھکو براے گرفتاری عمرو خانہ

بیدرد

ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی مجکو گلچہر نے اپنی سرحد مین جگہ دی تھی اُسکو عمرو نے مارا مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون نوجوان نے کہا قدرت نے پچاس برس کے سن تک اولاد سے محروم رکھا پچاس برس کے سن مین ایک اولاد عطا کی مین ایک قریے کا حاکم تھا قدرت سے حکم ہوا کہ اسکا نام منصور زرین کمر رکھو مین نے منصور نام رکھا قریب میرے گانون کے شہر تھا غونہ فردوس اسکا نام تھا بادشاہ وہانکا خلد مکان ہیر افرند چالیس پاسی ساتھ لیکر اس ملک پہ چڑھ گیا بادشاہ کو مار ملک پر قبضہ کیا کئی دن بعد اُسکے محلات مین گیا اُسکی بیٹی خلدانہ ناہرو اُسپر عاشق ہوا اُسنے شرط کی صحرائے اسپان فتح کر تو میرے ساتھ شادی کر وہ اس جنگل مین آیا میینون ان گھوڑون سے نہ اصد ہا مرکب قتل کیے ایکطرف سے مرکب کو دسرین کو دکھل پیدا ہوا یہ گھوڑے پر جا پڑا اُسنے اِسکو مٹھو مین دبا لیا لیکر آسمان اُڑ گیا مین اُسکی تلاش مین بیتاب و بیقرار ہون خداوند ہفت پیکر سے دعا کرتا ہون کہ وہ مرکب کون تھا کہ ایسے شیر دل کو لیگیا پتہ نہین ملتا اس وجہ سے مین مضطر و حیران ہون اور مثل زلف محبوب پریشان ہون خداوند میری نہین سنتے دعا کرتے کرتے زبان گھس گئی کیا کیسے دعا کرون سرسام نے یہ حال سنکر کہا اے جوان نہ گھبرا اگر مجھکو عمرو ملجائے تو مین تجھکو سامنے خداوند کے لیجاون قدرت کے قدمون پر تجھکو گرادون جوان نے کہا عمرو عیار سامنے جو جھاڑیان ہین اُسی مین چھپا ہے مسافرون کو لوٹتا ہے آپ سحر تیار کرکے میرے ساتھ چلیے مین بتلادون سحر کرکے گرفتار کر لیجیے مجکو اُسکو دونون کو خدمت خداوند مین لیچلیے سرسام نے کہا بڑا احسان ہو جو ہمکو بتادو جوان نے کہا آئیے تھوڑی دور آکر کہا وہ دیکھو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہے سرسام جُھکا جوان نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالکے آواز دی اے عمرو کو دیکھا یہ کہکے جھٹکا مارا سرسام منہ کے بھل گرا خنجر مارا شکم چاک کیا قصہ پاک آواز آئی کشتی مرا نام من سرسام جادو بود ایک بونڈلہ گرد کا لاش کو اُسکی لیکر چلا خواجہ بھی اُس گرد کے پیچھے چلے کئی کوس جاکر سرحد صحرائے اسپان سے باہر نکلے طرف لشکر طلسم کشا کے چلے خواجہ نے آکے رستم سے ملاقات کی رستم تو خود انتظار مین بیٹھے تھے کہا اے عمر نامدار آپکی عنایت سے تیغہ ہفت جوہر طلائیون تحفے ایک مقام پر ہوے اب تلاش لوح کی صلاح کیجیے خواجہ نے اپنا پہونچنا صحرائے اسپان مین بیان کیا اور سب جادوگرون کا مارنا ذکر کیا رستم نے اُس شب کو انجمن مشاورت منعقد کی سب سردار جمع ہوکر بیٹھے اپنے اپنے

طور پر صلاحین دینے لگے رستم طرف کاہن کے متوجہ ہوے فرمایا کہ آفتاب صبح کیونکر تلاش کرین آفتاب نے عرض کی کیا گذارش کروں غلام نے حاضر ہونے مین جلدی کی ورنہ ہفت پیکر کا صلاح کار تھا اب جب آپکو یہ تحفہ جات مل چکے تھے تو ضرور لوح کا ذکر لکھتا مجکو بھی خبر ہوئی کہ فلان مقام سے لوح کا پتہ لگے گا خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمہارے بزرگوں کا طریقہ ہے وہ کرو کہ عبادت خانہ آراستہ ہو پروردگار سے دعا کرو دیکھو بزرگان دین سے کیا ہدایت ہوتی ہے رستم نے حکم دیا عبادت خانہ آراستہ ہو فوراً ایک خیمہ مقام پاک و پاکیزہ پر نصب کیا گیا سجادہ بچھا دیا رستم اسکے جیتے اور ادا ے نماز مغرب بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے پکار رہے ہین ای معبود حقیقی اس مشکل کو حل کر نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات
می نماید از وجود کائنات
نسبت کامل بذات خالق است
گاہ بخشد مردہ را نور حیات
خامہ در تسطیر و نقش سرنگون
گردن گردون برائے کورشات
ہند با پیش خدا کن التجا

ذات را بینید زا نوار صفات
از طریق حق نی لغزد قدم
جسم و جان ازو حیات و در ممات
میسد بنام خدا وند کریم
خشک در تحریر تعریفش دوات
بہر ہر بندہ بہ فرمان خدا
در زمانہ بہر حل مشکلات

اہل بینش باز وجود پاک ذات
گر بود بر جائے خود پائے ثبات
گاہ خالق زندہ در امر تکشد
بہر زبان با لذت قند و نبات
ختم بہ درگاہ جناب ذوالجلال
ہست گاہ و بندگی از واجبات

آخر پہر رات رہے روتے رہے بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا ایک بزرگ تشریف لائے فرمایا ای نور نظر کیا خواہش ہے رستم نے عرض کی آپکی عنایت سے تینون تحفے پہنچ اب تلاش لوح کی خواہش ہے فرمایا ای نور نظر لوح کی تلاش مین بڑی تکلیفین ہین صحراے باد انگیز پر بہار مین اپنے کو پہونچاؤ وہان سے نشان لوح لینگے رستم چاہتے تھے کچھ اور پوچھین کہ فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا وقت نماز ہے مکان پر از خوشبو معلوم ہوتا ہے از زمین تا آسمان ایک نور ساطع اور لامع ہے فوراً وضو کرکے نماز صبح پڑھی باہر آئے خواجہ و کاہن حاضر تھے تمام کیفیت خواب کی بیان کی آفتاب نے عرض کی صحراے باد انگیز پر بہار صدہا کوس پر واقع ہے ہر منزل پر بڑے بڑے جادوگرون کے مقام ہین ان سب کو معلوم ہوگا کہ طلسم کشا صحراے باد انگیز پر بہار مین جانے ہین روکنے مین سرکار کے کد و کاوش کرینگے رستم نے کہا خدا مالک ہے لشکر تیار کرو اسی وقت

لشکر تیار ہوا طلسم کشا طرف صحرائے باد انگیز کے چلے راہ مین ایک مقام ہے کہ وہان کی حاکم ملکہ نیرنگ سحر طراز ہے اپنے باغ مین بیٹھی ہے کہ چند عندلیبان خوشنوا درخت پر آکے بیٹھین ایک نے پکار کر آواز دی ای نیرنگ اب زمانے کا نیا رنگ ہے اور ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہے ہوشیار رہو یہ کہکے وہ جانور اُڑ گئے نیرنگ نے کنیزون سے کہا کیا نیا رنگ ہے جانور کیا کہ گئے دیکھا آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا آواز آئی ای نیرنگ یہ طائر قدرت نے بھیجے تھے کل لشکر طلسم کشا تیری سرحد سے گذریگا جو ہوسکے وہ تدبیر کر قدرت سے عیش و راحت چھوٹ گیا مقامات کو ویران و دشت برباد ہوئے تجسے جو کچھ کد و کوشش ہوسکے وہ کر اور طلسم کشا کو روک لے صحرائے باد انگیز پہ بہارین جائیگا وہان سے لوح کا پتہ لگا لیگا قدرت تقدیر کرتے ہین کہ جاتے ہی باد انگیز مسلمان ہوگی ای نیرنگ یہ نیا رنگ ہے کہ قدرت مبتلائے قلق ہین تجہ قدرت کے حق مین عمدہ فلک وبال دیا باغ مین تیرے بہار کا مسکن نسرین و نسترن تیری کنیزین ہین یہ سنکر نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھی چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان لشکر طلسم کشا صحرائے انور پہ مین اترا ہی طلسم کشا شب کو سوئے صبح کو سوار ہوئے دیکھا سامنے سے آفتاب فلک سیر ہفت رنگ و گلگون پوش کچھ باتین کرتے ہوئے آئے سامنے طلسم کشا کے پہونچے آفتاب نے دست بستہ عرض کی ملکہ ہفت رنگ چاہتی ہین کہ سرکار میرے ساتھ شادی کرین مین نے جواب دیا کہ بدون فتح طلسم یہ امر نہ ہوگا طلسم کشا نے کہا کہ ای آفتاب بہت معقول جواب دیا یہ سب شاہزادیان جو مشتاق وصل ہین بعد فتح طلسم جواب باصواب ملیگا یہ سنکر ہفت رنگ نے گریبان پھاڑ ڈالا اور پکار اُٹھی ای شہریار کیا خلاف جواب دیا تو میری کی تو یہ کیفیت ہے کیونکر ضبط کرون **نظم**

بندھا خیال جنون بعد ترک یار مجھے	کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے
کہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون	دیا ہے کیا تپش دل نے اختیار مجھے
وہ شام وعدہ جو آئے تو تجھ و دو سرست	رہا وصال مین بھی وہی انتظار مجھے
وہ رند مٹکدہ کش ہون کہ زہر دیتے ہین	تبنگ آکے حریفان بادہ خوار مجھے
نہ ہو وہ بات کہ جس سے وفا مین آئے خلل	کہین نہ کیجیو ناصح سے شرمسار مجھے
بقدر جوش تڑپنے کو تھا ولے پس قتل	وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

امید مرگ پہ ہر فتنہ راحت جان ہو — شب فراق مین کیا ہیم روزگار مجھے
قران انجم سیارہ برج آبی مین — ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے
اگر حساب وفا امتحان کے بعد نہ ہو — قبول عذر ستمہاے بیشمار مجھے
شب وصال مین سب قطرہ قطرہ پی پی — رہا نہ وسوسہ چارہ شمار مجھے
رقیب کھائے قسم تو وفا کا آئے یقین — تو میری جان ہی کیا تیرا اعتبار مجھے
نہ سیر گل نہ قدح نوشی اسکے ساتھ ہوئی — غم خزان ہے نہ کچھ حسرت بہار مجھے
پس شکستن خم زجر محتسب معقول — گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے
لبوں پہ جان ہے ایسی ابھی کیا ہے بیدردی — نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
نہ کام زور سے نکلا نہ عجز کام آیا — بس اب تو دین دے اے شوق زہر کار مجھے
خدا کرے ملک الموت انسے پہلے آئے — بہت سی لینی ہین جانین پئے نثار مجھے
کیے ہین طول امل نے تمام کام خراب — ہمیشہ نظم جہان کے ہین کاروبار مجھے
ہزار آن وگر کا ہوا ہین عاشق زار — وہ سادہ اپنے کہ سمجھے وفا شعار مجھے
ثواب ترک صنم یہ سہی ولے مومن — یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

ملکہ ہفت رنگ یہ بیقراریان کر رہی ہین کہ سامنے سے سیماب آئی آتے ہی گولہ جھولی سے نکالا کہا ہفت رنگ خاموش رہو ابھی کتنے دن ہوے لشکر مین آئے ہوے چلے میرے ساتھ شادی ہوگی یہ کہکے گولہ مارا ہفت رنگ نے کاٹا کر سنبل ہفت گیسو آئین انھون نے بھی یہی دعوی کیا آپس مین گولے چلے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب مشتاقین جمع ہوگئین آپس مین گولے وترنج و نارنج چلنے لگے شاہزادہ فرماتا ہے کہ اے آفتاب انکو جدا کرو اکثر آفتاب بعضون کے سحر دفع کر دیتا ہے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار سردار طلسم کشا کے سامنے آئے اپنے اپنے حقوق ظاہر کرکے آپس مین لڑنے لگے لشکر مین طلسم کشا کے غدر ہو گیا سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین اور افسرون کی جانب سے لڑنے لگے سارے لشکر مین غدر ہو گیا گولہ ترنج نارنج چل رہا ہے ہزار ہا آدمی مر گئے طلسم کشا کو کوشش کر رہے ہین کوئی نہین مانتا سارے لشکر مین ساحرہ ن کا مجمع ہوگیا طلسم کشا کے سامنے آتے ہین اپنے اپنے حق ظاہر کرکے لڑنے لگتے ہین آکر سنبل ہفت گیسو نے

سب معشوقون کو زخمی کیا سنبل کی شوکت دیکھکر آفتاب بھی بگڑا کہا ای سنبل تنے کیا ان شاہزادیون کو ایسا
حقیر سمجھا کہ سبکو زخمی کیا خبردار اب سحر نکرنا سنبل نے کہا ای آفتاب تم نجوم کے جاننے والے تھین سحر مین
کیا دخل ہی ان شاہزادیون کو شغل میرے مرتبہ نہین میرے منھ لگتے ہو یہ کہکے آفتاب پر گرز مارا
آفتاب نے اپنے کو بچایا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہوکے کہا ای شہریار ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے
یہ سنبل قتل ہون طلسم کشا نے سنبل کو منع کیا اسنے عرض کی ای شہریار آپکے لشکر مین نقصان
نہین ہی میان آفتاب کو منع کیجے ان شاہزادیون کو بھی مین نے یہی کہکے منع کیا کہ اپنے مرتبے کو
خیال کرو میرے مرتبے کو حضور نے خیال نہین کیا میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی یہ لوگ میرے سامنے
کلام نہین کرسکتے یہ کہکے سنبل رونے لگی خنجر کمر سے کھینچا کہا مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی سب کی سب
شاہزادیون نے پیچھے کھینچ لیے علشاہ نے بڑھکر سنبل کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر کبیدہ و رنجیدہ
نہو مین خود جان دینے کو موجود ہوں برائے خدا شکر رنج نکرو آپ لوگون کی طرفداری کی وجہ سے
جان دینے پر آمادہ ہین کئی لاکھ آدمی مرکر گر چکے اب جو سحر چلیگا لاکھوں کی جان جائیگی یہ کہکے طلسم کشا نے
جو سنبل کا ہاتھ تھاما کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش کا جو عکس پڑا سنبل کو ہوش آگیا کہا
ای شہریار بچشم خود دیکھئے ان سب پر تیغ ہفت جوہر کا عکس ڈالیے یہ سب سحر مین مبتلا ہین کسی مکار نے
انکے سحر کیا ہماری یہ مجال تھی کہ آپکے سامنے ایسے امورات مہمل کا ذکر کرین اور آپس مین لڑین
مگر سحر سے مجبور ہین ہمارے دل اپنے قابو مین نتھے تیغ ہفت جوہر کو طلسم کشا نے نیام سے کھینچا
چمکا کر سب پر عکس ڈالا تب سبکو ہوش آیا اب تو آپس مین کلام کرنے لگے کہ کل سے اس سحر کرنیوالے
کو تلاش کرین کہنے ہمکو سامنے طلسم کشا کے بے ادب کیا آگے آفتاب اسکے پیچھے سنبل سفید گیسو
اسکے پیچھے ہفت رنگ اس طرح مجمع کرکے یہ پندرہ سولہ ساحر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے
دیکھا کہ تمام صحرا مین ہوا نہین ہی مگر اس کوہ کے قریب ہواے گرم چل رہی ہی جب ہواے گرم
بدن مین لگتی ہی تو ایک جوش پیدا ہوتا ہی سنبل نے کہا ای آفتاب اسی پہاڑ سے کوئی آفت
برپا ہوئی ہی یہ سنکے آفتاب جھپٹ کر پہاڑ پر آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزین ماہرو
اسباب سحر سامنے رکھا ہی سحر کر رہی ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دیتی ہین کہ خوب لڑائی ہو رہی ہی نیرنگ
جواب دیتی ہی کہ ابھی کیا ہی اگر طلسم کشا کے قبضہ مین تیغ نہ ہوتی تو یہ سب ملکے طلسم کشا کو قتل کرتے

شب کو جب طلسم کشا آرام کرینگے اور تحفہ جات جسم سے جدا ہو نگے سنبل ہفت گیسو جا کر سر کاٹ لیگی ہے میرا سحر خالی نہ جائیگا طلسم کشا اس سحر سے مارا جائیگا کون اس سحر کو روکیگا کنیز من کہتی ہین واری سنبل ہفت گیسو سب پر غالب آئی اور سب کو اُسنے زخمی کیا نیرنگ نے کہا یہ سحر وہ ہین جو کہ ہفت پیکر نے اپنی ذات سے تیار کیے ہین انکا جواب ممکن نہین کہ سنبل نے نعرہ کیا او گیسو بریدہ او مکارہ کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتی ہون یہ کہکے ساتون کاکلین ہلائین سات برقین چمکین سب کنیزون کے سر اڑ گئے نیرنگ اپنے مقام سے اٹھی آفتاب نے اپنا سحر چمکایا آفتاب جو چمکا نیرنگ کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پشت پر سے ہفت رنگ نے آکے ہاتھ ہلا دیا برق سر نیرنگ کے گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سب شاہزادیون نے آکر گھیرا آخر نیرنگ بھاگی کبھی آسمان مین ڈوب جاتی ہے یہ شاہزادیان سحر کرتی ہین تو زمین پر آتی ہے چاہتی ہے غرق زمین ہو جاؤن آفتاب نے زمین پر سحر کیا زمین سخت ہوگئی بہ قول شخصے زمین سخت آسمان دور نیرنگ ناچار مجبور بھاگی ہوئی جاتی ہے تا در باغ پہونچی ان سب ساحرون نے سحر کرکے دیواریں گرا دین باغ مین آگ لگا دی تو نخل سرسبز و شاداب تھے یا اُسکی بیخ سے شعلے پیدا ہوئے نخل آتش نکلے ہر برگ و بار سے آگ کے شعلے زن ہو دیوارین گر پڑین مکان جل رہے ہین دھڑا دھڑ گر رہے ہین آخر نیرنگ بصد ناچار ہوئی کہ طرف ہفت پیکر کے بھاگی مطلب یہ تھا کہ دریاے خون مین نہاتی ہون شاید خدا وندیہ حال دیکھکر کچھ رحم کرین کچھ تقدیر فرمائین ہاتھ سے ان ظالمون کے بچائین تین کوس تک ان سب نے اسکا پیچھا کیا ہر مقام پر زخم لگائے پشت و پہلو زخمی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے ایک طرف سے سحر ہفت رنگ آیا اُسنے پشت کو زخمی کیا ایک طرف سے سات پتلے سنبل کے دوڑے ہوئے آتے ہین پکارتے ہوئے او مکارہ ٹھہر تو جا ایک ایک وار ہمارا قبول کرلے پھر تجکو اختیار ہے سیماب کے سحر مین یہ تاثیر ہے کہ کشتہ ہونا اکسیر ہے آخر تین کوس پر جا کر ایک درہ کوہ مین آکے چھپ گئی ان ساحرون نے جہانتک تلاش کیا اُسکا کہین نشان نہ پایا ناچار ہو کر بیٹھے یہان رستم بارگاہ مین گر بیٹھے ہین لیکن ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے سردار نہایت غصے مین گئے ہین مخفی سحر کرنے والے کو ڈھونڈ لینگے کہ سمک نے بڑھکر خبر دی سب سردار آتے ہین رستم دنگل پر بیٹھے ہین تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش دنگل پر چھوڑ کر باہر آئے سرداروں کو دیکھکر پوچھا کیون صاحبو

کون سحر کرتا تھا آفتاب نے بڑھکر عرض کی حضور نیرنگ سحر طراز ایک ساحرہ حسینہ اس سرحد کی حاکم ہی
اُسنے لڑکے سحر کیا لیکن خدانے ہمین بچا لیا آخر غلام و کنیزان شاہی لے جاکر اُسکی کنیزون کو مارا چاہتی تھی
کہ باغ مین ہمارے باغ کو جلا یا دیوارین گرا دین بھاگ کر بخدمت ہفت پیکر گئی ہو سب کی صلاح یہی تھی
کہ جہان ہفت پیکر ہو وہان چلکر گرین ہفت پیکر کو پکڑ کر مارلین پھر طلسم ہفت پیکر کو کون پوچھیگا
مگر غلام سب کو پھیر لایا ہفت پیکر جائے روزگار ہے جسوقت وہ نکلکر اویگا زمین ہلا دیگا اُسنے
بڑے بڑے سحر بنائے ہین سنبل ہفت گیسو نے کہا ای آفتاب یہ خیال نہ کرو جو علم سحر سے ماہر ہو اُسپر
حال ہفت پیکر بخوبی ظاہر ہو اُسنے کتاب علم سحر بہت دیکھی اُلٹی سیفی پڑھتا ہے اُسکا سحر دم بدم بڑھتا
ہی جاتا ہے کہ حریف پر غالب اُون ساتھ والون کو دشمن کے مٹاؤن طلسم کشا کہتے ہین ہکی شکایت
کیا اپنے دشمن کو سب مٹانا چاہتے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ کل اس سرحد سے نکل چلین لیکن خواجہ عمرو کا
ذکر کرنا واجب و لازم ہے جب نیرنگ یہا نسے شکست کھا کے بھاگی خواجہ درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا
بھاگی ہوئی نیرنگ آتی ہے خواجہ درہ کوہ مین گھس گئے کمند مارکے نیرنگ کو گرفتار کیا نیرنگ کو زنبیل مین
ڈال لیا اُسکی شکل بنکر طرف کوہ زبرجدی کے چلے با حال خستہ سر پہ زخم پشت و پہلو پر زخم تخت
زبرجد ہے پر سوار بارگاہ دانیالی کا اسپر سایہ کر لیا تخت اُڑاتے ہوئے چلے کوہ زبرجدی پر
اُسوقت پہونچے کہ صبح کا وقت ہے دیر کا دروازہ کھلا ہوا زبرجد شاہ یہانکا بادشاہ مع وزرا و امرا
باہر کھڑا ہے کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی زبرجد شاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا نیرنگ جادو تخت پر لیکن
با حال ابتر سر پہ زخم پشت و پہلو بھی زخمی وہین سے پکارتی ہوئی کہ یا خداوند فریاد ہے یہ کہکے تخت اُترا تخت سمیت
نیرنگ اندر آئی تصویر کی پشت پر ایک دو ہتھڑ مارا اور کہا یا خداوند تیری خدائی مین آگ لگے تیرا طرفدار
ایسا ذلیل ہو کہ بھاگتے رستہ نہ ملے بشکل کنیز یہانتک پہونچی تصویر نے نگاہ دروازے پر ڈالی دروازہ
بند ہو گیا عمرو نے دیکھا تصویر شق ہوئی اُسکے اندر سے ایک تاجدار سیہ فام بد انجام یہ کہتا ہوا نکلا اری
بندی قدرت کیون گھبراتی ہے ہوا کو حکم دون مسلمانون کو اُڑا دے سر ٹکرا کر مرین زمین سے کہون جتنے
غار ہین مثل اژدر منھ کھولین اور مسلمانون کو نگل جائین جو تجھکو صدمہ پہونچا قدرت اُس سے بخوبی
آگاہ ہین خواجہ ڈر کے مارے تخت سے نہین اُترے کہ بارگاہ دانیالی مثل چھتری کے سر پہ سایہ فگن ہے بھی
تدبیر بچنے کی سوچی کہ شاید مجکو پہچان جائے تو تخت اڑا کر نکل جاؤن دروازہ بھی دیر کا بند ہو گیا نکلنا بھی

نوشوار ہے یہ سوچ کر باتین ہفت پیکر سے کرنے لگے ہفت پیکر تسکین دے رہا ہے کہ اے خیر تک نہ گھبرا تیرے ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا تیرا باغ جو جل گیا تھا اب جاکے دیکھنا باغ اسی طرح درست ہے عمارتین عمدہ قصر رفیع کیون اسقدر گھبراتی ہو خواجہ نے کلیجہ پر پتھر رکھ کے اپنے مقام سے اٹھکے قدرت الٰہی کی لین ترقی [illegible] کی دعائین دین عرض کی قدرت [illegible] جائین تو حال مفصل عرض کرون وہ سردار نامی کہ جو جان طلسم مین انھون نے [illegible] شدہ و [illegible] ہو کیا مشکل ہفت رنگ نے سحر کو روکا بل وہ سحر کیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آفتاب کے سحر سے کلیجہ تھرا گیا جاتی تھی زمین کہ آسمان مین ڈوب جاؤ ان ایک ایک اُنمین سحر مین طاق عجائب وغرائب مین شہرۂ آفاق آسمان پر نہ جاسکے رہتے تھے چاہا کہ غرق زمین ہوجاؤن زمین سخت تھی پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی تھی آخر طرف جنگل کے بھاگی کبھی درختون مین چھپی کبھی کانٹون مین مخفی ہوئی اس جنگل سے تا کوہ ویران پہونچی اس پہاڑ مین پہر بھر کال چھپی رہی وہ لوگ ڈھونڈھا کیے سب کو پہلے قتل کر سکے قلب الٹ دیتے تھے اگر طلسم کشا یہ تحفہ نایاب اگر نہ رکھا ہوا تو عمر بھر وہ لوگ ہوش مین نہ آتے اب مین بمشکل اُنسے جان بچا کے آپ تک آئی ہون امیدوار ہون کوئی سحر ایسا لے کہ جاتے ہی سب کو قتل کرون کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے ہفت پیکر نے کہا انگیٹھی منگاؤ کوئلے روشن کرو عمرو نے کہا انگیٹھی میرے پاس موجود ہے یہ کہکے خواجہ نے انگیٹھی نکالی ہفت پیکر نے اپنی کمر سے لوبان نکال کر دیا خواجہ نے اپنے پاس لوبان لیا بیہوشی اُسمین ملائی ہفت پیکر نے کہا اسکو آگ پر ڈالو ایک پتلی پیدا ہوگی وہ حفاظت کو تمھارے ساتھ رہیگی خواجہ نے وہ لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو اُس سے نکلا ہفت پیکر کے دماغ مین پہونچا اُسنے کہکے اچھا [illegible] کہ کرا عمرو نے زبان مین سوزن بلکہ سوزن کے اوپر تکلہ تھا [illegible] دماغ پر جمی [illegible] کی چڑھائی [illegible] پر ڈال لیا [illegible] آواز آئی ای بندگان من بہت جادو قدرت [illegible] اسمین ایسا ہو کوئی جل جائے فرشتے ساتھ نہین زبرجد شاہ جو باہر کھڑا تھا اسنے سبکو ہٹایا خواجہ نے سفید مہرہ زمین سے نکالا دروازے کو گرا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار جفاجو … ہے کہ ہے کانپتا جہان
ہوا تیز رفتار ہو اکہ دم … ہوا ٹھوکرین کھانے ہر ہر قدم
دو روجہانگیر طرار ہون … جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشتہ دو [illegible] کفار ہون … زمانہ کا مکار و غدار ہون
اڑا دون ہواکے بھی [illegible] عرش کو … ترا پاے مری گرد پاپوش کو

عمرو نے تخت جو بلند کیا اور جادوگرون نے دیکھا

کہ خداوند بیہوش پڑے ہین عمرو تنا ہوا بیٹھا ہے دو گرگے زنبیل سے نکالے وہ سونٹے لیے ہوے سر ہفت پیکر کے کھڑے ہین کہ سر ہلاے تو سونٹا مارین جادوگر جھٹ جھٹ تخت سے لپٹنے لگے جو تخت کے قریب ہونچا اور تخت پر ہاتھ رکھا کسی نے اُٹھا کے دے مارا بارگاہ دو انیالی مین لپٹ گیا اسی طرح سیکڑون ساحر طناب مین لپٹے ہوے ہین عمرو اُنکے سر کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہے گل مرجان کوہ زبرجدی نے دیکھا کہ عمرو قدرت کو لیے جاتا ہے حجت مین اپنے خداوند کی دو کا مذار اُٹھ کھڑے ہوے سحر کرکے جب قریب تخت پہونچتے ہین طناب مین لپٹ جاتے ہین غرض کہ سوتنا الگ چل رہا ہے کوئی بھائی کا نام لیکر پکارتا ہے کوئی کہتا ہے میرا فرزند گرفتار ہوا عورتین شوہر کا نام لیکر پکار رہی ہین کوئی پکارتا ہے یا خداوند یہ کیا تقدیر ہے آپ بندے کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ایسے مجبور و ناچار ہوے آپ تو بہانے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے تھے سیکڑون کوس کا حال بتاتے تھے عمرو آپکے پاس آیا آپ کو نہ سوجھا ہمنے آپکا مذہب اختیار کیا تھا اب کیا کرین کہان آپکو ڈھونڈین صدہا زیر تخت دوڑے جاتے ہین کوئی نام لیکر پکارتا ہے کوئی زیر تخت دوڑا جاتا ہے تمام کوہ زبرجدی والے آگاہ ہوے کہ قدرت آج گرفتار ہو گئے عمرو کس تدبیر سے آیا اور کیونکر کوٹھری مین گھس گیا قدرت تعویز مین رہتے تھے آج کیونکر باہر نکلے کیا عمرو نے دم دیا کہ باہر نکل آئے عمرو نے یون گرفتار کر لیا سارے پہاڑ پر غل رہا زیر کوہ بھی ہنگامہ ہے عمرو لیکر نکل گیا لشکر رستم مین پہونچا تمام جادوگرنیان شمل سنبل ہفت گیسو ہفت رنگ وغیرہ دیکھنے لگین کہ قدرت تخت پر بیہوش پڑے ہین دو گرگے سونٹے لیے سر پر کھڑے ہین اور سیکڑون جادوگر طناب مین لپٹے ہین عمرو بارگاہ رستم مین آیا کہا ای نور نظر میرا روپیہ بہت سا صرف ہوا گھر مین اسکو پکڑ لایا سب جادوگرنیان خواجہ کی تعریفین کر رہی ہین خواجہ کہتے ہین روپیے سے کام نکلتا ہے لاکھون روپے صرف کیے تب مین اُس تک پہونچا خزانہ کھلوایے اب مرحمت فرمایے رستم نے کہا ای عمر نامداریہان جو کچھ ہے حق غازیون کا ہے خواجہ نے کہا غازی تھان پر بیٹھا کرتے ہین بمشکل رستم نے دس توڑے منگوا کر دیے خواجہ نے اسکو غنیمت جانا اور سمجھے کہ یہ فرزند جیا در خانہ کعبہ ہے جو ملا اسکو غنیمت جانو ہفت پیکر کو ستون سے باندھا اُسوقت سب جادوگرنیان اسباب سحر لیکر گرد کھڑی ہوئین خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا آنکھ جو ہفت پیکر کی کھلی دیکھا اگرد صدہا جادوگرنیان کھڑی ہین آفتاب فلک سیر تیغ لیے سر پر کھڑا ہے کہ رہی کہ او ہفت پیکر تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تجھکو فلک نے کیسا ذلیل کرایا گرفتار ہو کر دربار طلسم کشا مین آیا ہے

ہے گو ادھوری یکتائی سے باندا پیدا کرنے والے کو سجدہ کر رستم نے بھی یہی سمجھا یا سنبل وغیرہ بھی ایسی کر رہی ہین
اُسوقت ہفت پیکر نے اِن پر آنکھین نکالین بہ شکل زبان کو جنبش دی لیکار کر آواز دی ای نگہبان خداوند
اُسوقت کہان ہو یہ جو ہفت پیکر نے کہا ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب کے منھ پر
ایک طمانچہ پڑا سب جادوگر بیتاب ہو گئے اور گر کر بیہوش ہوئے سوائے رستم کے سب کے منھ پر طمانچے پڑے کسی کو
معلوم ہوا کسی نے دھکا دیا اور گر کر بیہوش ہوا خواجہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور ایک آواز ہیبتناک آئی بابشیا
ای سلمانان اب تمکو یہ حوصلہ ہوا کہ قدرت کے ساتھ بے ادبی کی سوائے رستم کے کہ تینون تحفے اُنکے جسم پر
آراستہ تھے یہ تو ہوشیار رہے اور باقی سب بیہوش ہو گئے مع ستون بارگاہ کوئی ہفت پیکر کو اُٹھائے لیگیا سمک
و برق جب ہوشیار ہوئے دیکھا ایک آندھی سیاہ چلتی ہوئی اُس مین ہفت پیکر اور ایک ساحرہ سیہ فام
ہفت پیکر کو لیے جاتی ہو اور اُسکے نفس سے آندھی چل رہی ہو پیچھے اُسی آندھی کے برق بھی دوڑا ہوا جاتا ہی
کہ ذکر اُنکا وقت پر تحریر ہوگا برق جاتا ہو لیکن بعد نکلجانے ہفت پیکر کے رستم نے سب ساحرونکو تیغہ
ہفت جوہر کا عکس ڈال کے ہوشیار کیا جو اُٹھا افسوس کرتا ہوا اُٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور تے
اختیارات ہفت پیکر دیکھے زبان مین سوزن تھی اسپر بہ اختیار ہوا خود سحر نہین کر سکا آفتاب نے کہا
ایک ساحرہ موسوم بہ اکلیل جادو اسپر عاشق ہے اسی کی وجہ سے سارا اسکا عظم و شان ہے وہی لیکے
گئی اگر مناسب ہو تو اب حضور بھی اُس سے ہاتھ اُٹھائین رستم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یارو اگر
اسی وجہ مین تقضا ہی تو بسم اللہ اپنا دل یہ کہتا ہی کہ اس طلسم کو توڑینگے ہفت پیکر کو زندہ نہ چھوڑینگے یا
اپنی جان دینگے بہ قول شاعر شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان ز تن برآید * دست از طلب ندارم تا کار من
برآید * علاوہ اسکے خواجہ گرفتار ہوئے مین قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگا فرمائینگے تمہارے واسطے خواجہ
گئے انکو تم پھنسا کر چلے آئے خواجہ کی تو رہائی ہو آفتاب نے کہا مین جاتا ہون یا خواجہ کو لاؤنگا یا
جان دونگا یہ کہکے آفتاب فلک سیر اور ہفت رنگ دونون اُسی وقت اُٹھکر روانہ ہوئے خواجہ کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا مین ایک قصر بنا ہوا ہی اس مین تخت بچھا ہی ایک ساحرہ کالی اُسکی صورت ہی
گویا کالی مورت تخت پر بیٹھی اور ہفت پیکر تاج سر پر بدار و پہلو مین اُس ساحرہ کے بیٹھا ہی اُس ساحرہ نے
پانچ کوڑے ہفت پیکر کو مارے کہ ہفت پیکر بلبلا گیا توبہ توبہ کرنے لگا کہتا تھا ای محسن و ای
جان جہان تو نے مجھکو اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا آج بڑا کار نمایان کیا مجھکو دربار مسلمانان سے

ے آئی اب ایسی مدد کر کہ وہ مسلمانان تیرا و پرسے موقوف ہو لیں حمزہ کو قتل کروں میری خدائی کا زور و شور ظاہر ہو اُس ساحرہ نے کہا او بچیا میں نے تجکو ہمیشہ سمجھایا کہ مسلمانوں سے بگاڑ نہ الجھانا تو نے انھیں سے مقابلہ شروع کیا یہ ساربان زادہ جو بیٹھا ہے اسکے رگ و ریشہ میں مکر ہو اگر تو نے اسکو قتل کیا تو مدعاے دلی حاصل ہوا ورنہ یہی تیرا رنگ خدائی شائیگا کوہ زبرجدی پر اب تیرا جانا بالکل بیکار ہے سب نے تجکو اس خرابی سے دیکھا اب وہ کیونکر تجکو سجدہ کرینگے یہ کہکے طرف خواجہ کے پلٹی کہا او ساربان زادے تو نے میرے عشوق سے یہ کیا حرکت کی ہے شرط کہ تجکو چیر پھاڑ کھا جاؤں یا ایسی جگہ پر قید کروں کہ تڑپ تڑپ کر مرے وہاں سے نکل نہ سکے یہ کہکے خواجہ کی کمر میں پنجہ دیا اور لے اُڑی وہی لنڈھی سیاہ لیکر چلی خواجہ راہ میں منتیں کرتے تھیں اے ملکہ عالم مجہپر رحم کیجیے میں آپکا غلام ہوں ہمیشہ خدمتگاری کرونگا میں نے کوئی کام نہیں کیا اگر مجکو آپ چھوڑ دیجیے تو ایک دن میں رستم کو قتل کردوں اور حمزہ کو پکڑ لاؤں ایک دن میں سب کا خاتمہ کرا دونگا آخر جان سے اُس ساحرہ نے خواجہ کو پھینکا خواجہ بیتاب ہو گئے خیال میں تھا کہ اب جو زمین پر گرونگا ہڈیاں چور ہو جائینگی دعائیں مانگتے ہوے طرف زمین کے جاتے ہیں کہ ایک پتھر کمر میں پڑا اس زور سے لگ دیا کہ خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی دیکھا ایک کانٹوں کا جنگل ہے بوٹے گرد کے اُنکے ہیں کانٹوں کے درخت بڑے بڑے کانٹے گویا انگلیاں اُٹھاتے ہیں کہ خواجہ کو قتل کرو خواجہ اُن کانٹوں کو دیکھکر کانپ رہے ہیں اس ساحرہ نے عمرو کے کپڑے اُتار لیے برہنہ خواجہ کو اُس جنگل میں چھوڑ دیا اور آپ اُسی محل میں غائب ہوئی خواجہ حیران ہیں کہ کس بلا میں پھنسا اُس صحراے ہول خیز میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی حال پوچھنے والا نہیں برق جو پیچھے پیچھے تھا ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ اُستاد جنگل میں برہنہ دوڑتے پھرتے ہیں برق پہاڑ سے اُترا ایک ساحرہ کی شکل بنکر تیار ہوا ایک دائرہ ہاتھ میں لیکر اُسی کانٹوں کے جنگل میں زیر درخت بیٹھا دائرہ بجانے لگا یہ اشعار عاشقانہ اسی درخت کے نیچے بیٹھکر گانے لگا نظم

کیا لگا دست دلارام سے ہاتھ	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	کسکے ہاتھوں سے لگا تھا کہ جدا
نہیں ہوتا دل ناکام سے ہاتھ	پختہ مغزان جنون سے ہوں میں	کیوں اُٹھاؤں طمع خام سے ہاتھ
ہاتھ دیتے تو میں اب ہاتھ میں پھر	کان پہ رکھے گا پھر نام سے ہاتھ	دھوکے شبنم سے نہ ہو کا ہم رنگ
مہر کا دست گل اندام سے ہاتھ	ہاے پہونچے نہیں اُس پاؤں تلک	ایک دن گردش ایام سے ہاتھ
کیا کہوں آہ بقول مومن	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	اس رنگ میں بیٹھکر یہ غزل گائی کہ

دیکھا نخل شق ہوئی ایک ساحرہ پکارتی ہوئی نکلی تم خارستان جادو ارے گانے والی تجھکو کیا سامری و جمشید نے بھیجا ہے یا ہفت پیکر نے تو بیان کس خیال سے آئی برق نے کچھ جواب نہ دیا وہ ساحرہ قریب آ بیٹھی جب برق خاموش ہوا کہا ارے تو بیان کب آئی برق نے کانپ کے کہا میرے شوہر کو عیاران اسلام مار ڈالا مین بلک بلک کے روتی تھی ایک رات کو سامری و سامرن خواب مین آئے سامرن نے کہا اے سامری اسکا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا اسکو کوئی کمال دو کہ اس حیلے سے کما کھائے سامری نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اب صحرائے خارستان مین جا وہان ہماری بندی خاص الخاص رہتی ہے وہ ضرور تجھکو سرفراز کریگی تیری قدر بھی کریگی اب جو میری آنکھ کھلی اپنے کو مین نے اس مقام پر پایا ابھی کا خارستان نام ہے ساحرہ نے کہا ہان برق قدمون سے لپٹ گیا کہا اے ملکہ عالم جہان خداوند ہفت پیکر رہتے مین کو وزبرجدی اسکا نام ہے مجھکو وہان پہونچا دیجیے تو مین قدرت سے ملون خارستان نے کہا اے دائرہ نواز آج تجھکو اپنے باغ مین لیجاؤنگی کنیزون کو گانا سنواؤنگی یہ کہکے خارستان نے ہاتھ برق کا تھاما اور لیجلی ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہے گوشہ صحرا سے چند کنیزین حاضر ہوئین اُن سے خارستان نے کہا چلکر باغ مین جلسہ جماؤ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین باغ مین پہونچین خارستان مسند پر آکے بیٹھی برق کو سامنے جگہ دی برق نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ تنگا ننگا کون شخص ہے جو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہے ساحرہ نے کہا یہ ملکہ کلیل شعبدہ باز کا گنہگار ہے یہان حکم ہوا ہے کہ اسکو قید کرو مگر ایسے صدمے دو کہ تڑپ تڑپ کے جان دے مین نے اسکو ننگا کرکے جنگل مین چھوڑ دیا اسقدر پسینہ آئیگا کہ دل اسکا بھرآئیگا جون جون پسینہ آئیگا دون دون ہڈیان گھلتی جائینگی بائیس دن مین پانی ہوکر بہ جائیگا پھر کبھی کوئی بھی مسلمان خداوند ہفت پیکر سے دعوی سرکشی نکریگا برق نے کہا کیا مجال برق نے دائرہ درست کیا آنکھین ملاکر ہاتھوں سے بتا بتا کر ٹھمریان غزلین گانا شروع کین مگر دیکھتا ہے کہ کنیزین جو کنا بیٹھی ہین زمین پل رہی ہے درختون پر طائرون نے آشیانون سے سر نکال دیے گانا سنکر رو رہے ہین کوئی طائر پرون سے سر چھپاتا ہے ہر مرتبہ جب تان لیتا ہے خارستان پھڑک جاتی ہے موتیون کا مالا نکال کر دیتی ہے یہ سلام کرکے پہن لیتا ہے ایک چمن کی جانب ایک آہو پیدا ہوا پاس خارستان کے آیا منھ کھول کر کچھ خارستان سے بیان کیا خارستان نے بھی وہ آہو کچھ اسکے کان مین کہکر غائب ہوگیا اسکا غائب ہونا کہ خارستان نے کہا ارے تو ہے وہ صادق نام نہین بتاتی تو کوئی عیار مکار ہے یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرے برق کے قریب ایک

کنیز معلوم ہوتی تھی اُسکو خنجر مارکے بھاگا اور اپنے نام کا نعرہ کرتا گیا نعرہ برق ہو لقب ہو عیار برق خنجر گذار

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بیمار ہا

تڑپنے مین ہین برق شرمسار
ارسطوئے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم شرق ہی غرب ہی

سلے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا بیمار ہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خارستان پیچھے دوڑی برق جاکر ایک غار مین چھپا کمند مین لگا دین خارستان ڈھونڈھتی ہوئی جو اُس
مقام پر پہونچی دل دھڑکا خارستان رکی برق نے جھٹکا مارا کمند مین پھنسی برق تڑپ کر نکلا ایک حباب مارا
دیکھا خارستان بیہوش ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ سامنے سے آتے ہین برق نے تڑپ کر خنجر مارا کہ خارستان
کا کٹ گیا خواجہ نے دوڑکر برق کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین اپنے ہوش مین نہ تھا اس جنگل مین
تین دن گذرے تین دن مین دُبلا ہو گیا استخوان گھل گئے دو تین دن مین پانی ہوکر بہا تا یہ کہکے اُسکے
کپڑے اُتار لیے خواجہ و برق ایک جانب بھاگے پشت سے آواز آئی ہو ارے خارستان کو مارے
ہوے جاتے ہین اُنکو لینا جانے نہ پائین کہ برق نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی وہی آہو جو
خارستان کے پاس آیا تھا کر بچالین بھرتا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا ای عمرو و برق کہان
جاتے ہو عمرو جھپٹ کر قریب پہونچا دونون ہاتھ ہلا دیے متوجہ ہوکے حباب پڑے بیہوش ہوگئے کہ برق
خنجر مارا آہو کا سر کٹا شعلے بلند ہوے برق نے کہا اُستاد بھاگئے کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی عمرو و برق
بھاگے شعلہ ہاے آتش دوڑے ہوے آتے ہین اُن شعلون سے آواز آتی ہی ای عمرو و برق خارستان
کو آہو ان کو مار کر کہان جاتے ہو خواجہ تو آگے نکل گئے برق پیچھے رہگیا ایک شعلہ اُسپر گرا ایک چکر
اُٹھا کرلے گیا برق نے آواز دی اُستاد غلام کو بچایے خواجہ گلیم اوڑھ کر پیچھے اُس شعلے کے چلے وہ
شعلہ جاکر ایک باغ مین اُترا خواجہ پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر آئے دیکھا برق بندھا ہوا
بیٹھا ہی مسند پر ایک شعلہ چمک رہا ہی اُس سے آواز آتی ہی او برق تیرا اُستاد کہان گیا کہ اُسنے میرے
سامنے آہوان کو مارا اُسکا پتہ بتادے تجھکو رہا کردون برق منتین کر رہا ہی کہ حضور مجھے رہا کر دیجیے
مین خواجہ عمرو کو پکڑ لاؤن شعلے سے آواز آتی ہی تو بھاگ جائیگا برق کہتا ہی آپ ایسا قدردان
مجھکو کہان ملیگا آپکو چھوڑکر کہان جاؤنگا وہ شعلہ تھرّایا اُسکے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی
نعرے کرتی ہوئی چاہا پنجہ کھینچکر مارے ن سر اسکا کاٹون کہ خواجہ بشکل ساحر دیوار سے کودے آواز دیتے ہوے

ارے خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ جاما مقبول بارگاہ ہے اسوقت اسکا حال تباہ ہے یہ کہکے قریب آئے کہا یہ کاغذ
لیجیے کاغذ یا تعویذ مین دیا سر لاسے پر اُسکے مُہر ہفت پیکر کی پائی وہ ساحرہ کاغذ پڑھنے لگی خواجہ نے
چلتے چلتے گندہ کے مارے جلد کا مار اجاب مار دیا گرتے گرتے خنجر مارا کر اس ساحرہ کا شکم چاک قہقہ پاک برق
سے کہا بھاگ ایک طرف برق بھاگا خواجہ بھی چھپتے باغ مین بڑھا ارے عیار جاتے ہین لینا شعلہ بارو
مارے جاتے ہین پلٹ کے عمرو و برق نہین دیکھتے باغ سے نکل گئے اب صحرا احمد و ملا اُس صحرا کو
طے کرتے ہوے چلے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ لشکر طلسم کشا چلا آتا ہے خواجہ و برق
ہو آفتاب نے دیکھا دوڑ کر خواجہ سے ملاقات کی کہا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی
خواجہ نے کہا مجکو صحراے خارستان مین قید کیا تھا وہان برق پہونچا خارستان کو مارا مین نے
آہوان کو مارا پھر شعلہ بار جادو برق کو پکڑلے گئی اُسکو بھی جاکر مین نے مارا آفتاب نے کہا ملکہ
ہفت رنگ آپکی تلاش مین نکلے تھے مگر آپکو بخیر و عافیت پایا اب صحراے بادانگیز مین چلتے ہین بادانگیز
بادانگیز کو مارا یا قتل ہوے یہ ذکر تھا کہ رستم بھی آکر پہونچے عمرو نے رستم کا دامن تھاما کہا اے رستم
مجکو گرفتار کرکے ساحرہ لے گئی تیری کمر مین ڈبے جواہرات کے تھے وہ گرگئے اب مجکو خدا سے دلواؤ
رستم نے کہا میرے پاس ایک ہے مگر وہ نہین ہے خواجہ نے کہا مین اپنی جان دونگا ورنہ قرضدار مجکو
گرفتار کرینگے اُس ذلت سے جان دینا بہتر ہے اتنا لشکر تمہارے ساتھ ہے اگر ایک ایک پیسہ دین تو
ہزار ہا روپے ہوجائین زبان نہین ہلاتے ہمارا افلاس بڑھتا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ نے چادر بچھادی
پکار کر آواز دی ہان بھائیو بخی داتا جسکو جو دینا ہو وہ دیوے انگوٹھی چھلے پیسے دوانیان چونیان
سب نے دینا شروع کین افسرون نے پانچ پانچ روپے منگوا کر دے خواجہ نے مبلغ خطیر جمع کی اب
لشکر رستم صلاح کرکے طرف صحراے بادانگیز کے بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی روانہ ہوا مگر خواجہ
برق نے آفتاب فلک سیر سے پتہ و نشان صحراے بادانگیز کا پوچھا آگے خواجہ و برق روانہ
ہوے بعد جانے عمرو و برق کے فرداً فرداً امرایان رستم ملے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیے اور تیار ہو کر
اپنے اپنے قاعدے سے چلے اُن سب کے بعد رستم سوار ہوے سمک ہمراہ رکاب ہے دو کوس لشکر
رستم چلا تھا ایک بلندی پر رستم کھڑے ہین اپنے لشکر کی رواروی دیکھ رہے ہین علمہاے
زنگاری کھلے ہوے آنحضرت الٰہی و نوت رسالت پناہی مرقوم ہے لشکر کی رواروی کی دھوم ہے

کر دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان ویو خصال کرگدن مست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج سامنے لشکر اسلام کے آکے پہونچا پکار کر آواز دی رستم ٹھہر جاؤ جس صحرا کو جاتے ہو اسی صحرا سے آتا ہون صحراے باد انگیز جانیکا مقصد ہو باد انگیز کرگدن سوار میرا نام ہی اہل اسلام کو قتل کرنا میرا کام ہی کیا مجال کہ میری سرحد مین مسلمان قدم رکھین قدرتا کا حکم میرے نام آیا کہ راہ مین جاکے طلسم کشا کو روک لے اگر اپنی جان بچی منظور ہو تو پلٹ جاؤ جواب مین رستم نے جواب دیا ہم ایک شیر بیشہ جرأت مین اور نہنگ دریاے ہمت اہل اسلام افضل صحراے باد انگیز مین پہونچینگے باد انگیز جادو کی فکر ہو جائیگی یہ کہکے رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر رک گیا باد انگیز کرگدن مست پر سوار جرأت و جلالت رستم دیکھکر بہت نادم ہوا کہ قدرت نے مجھے کس دلیر پر بھیجا ہو ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین یہ کیونکر قبضے مین آئے طلسم کشا نے یہ سردار کیونکر پائے یہ نازنینان مہجبین طلسم کشا پر عاشق ہین کیسی طلسم کشا سے موافق ہین یہ کہتا چلا اپنی بارگاہ مین آیا عیار اسکا ہماے دو وندہ بھی آکر بیٹھا باد انگیز کرگدن سوار نے اس عیار سے کہا اے ہماے دو وندہ جسوقت سے لشکر طلسم کشا فرداً فرداً آتا میری نگاہ جمال بیتحال سنبل پر پڑی تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا ہلال ابرو کی تلوار کلیجے پر چل گئی عجب میری کیفیت ہی نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا	لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا
سرو گر جائیگے گل خاک مین مل جائینگے	پاؤن رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا
خندہ زن ہین کبھی گریان ہین کبھی نالان ہین	ناز خوبان سے ہوا ہی عجب انداز اپنا
ہی انشاء سے خواہش پہ ہماری اے بت	گور بد مین ہو ترا گنگ ہو غماز اپنا
سوزش دل سے زبان کو نہ ہوئی آگاہی	اُف کیا منہ سے نہ جتنے نہ کھلا راز اپنا
خون ہوتا ہی جگر زمزمہ سنکر بے یار	دل دُکھاتی ہی مغنی تری آواز اپنا
نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز و نکی	رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی بہتر	قصہ کوتاہ کیے حسرت پرواز اپنا
برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ	بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب	بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہِ عشق ہوا ہی دیکھیں	طعمہ کرتا ہی اسے کونسا شہباز اپنا
روٹھکر سامنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہی وہ شوخ	کل خفا تم تھے مزاج آج ہی ناساز اپنا
خبر اوّل و آخر نہیں مطلق آتش	نہ تو انجام ہی معلوم نہ آغاز اپنا

یہ اشعار جو سامنے عیار کے رو رو کے پڑھے عیار نے کہا حضور نہ گھبرائیے مین رات کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے باغ سے عیار ہی اُسی وقت جسم پر آراستہ کئے اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنکر رستم کے لشکر مین آیا دریافت ہوا پہلوے لشکر مین بارگاہ سنبل ہفت گیسو استادہ ہی گرد کنیزین حلقہ زن در دولت پر حلوا ار پرفن دیکھکر اِسنے مقام تاکا جب کنیزین کسی کام کو نکلین ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلایا جب نخل کی آڑ مین کنیز آئی حباب مارکر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر ملکہ سنبل کی بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو انتظام مین جنگ کے مصروف ہین ۔ ہمارے دو شمن نے دن بھر تامل کیا شب کو جب ملکہ سوئین پہرے پر آیا تین کنیزین اور تھین جو تھا یہ جب رات زیادہ جا چکی تب اِسنے تینون کنیزون کو گلوریان کھلا کے بیہوش کیا ملکہ کا پشتارہ باندھ لیا اور لیکر بھاگا مہتر سمک پڑا سو رہا تھا کہ اِسنے خواب مین دیکھا ایک سگ سیاہ سنبل پر حملہ کر رہا ہی سمک گھبرا کے اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ سنبل ہفت گیسو مین گیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا خیر و عافیت ہی اندر بارگاہ کے جو گیا دیکھا روشنی گل ہی تین کنیزین بیہوش پڑی ہین ملکہ سنبل اپنے پلنگ پر ندارد سمک نے ایک چیخ ماری قریب ہی بارگاہ ملکہ ہفت رنگ تھی صدا سمک کی سنکر دوڑین دیکھا سمک پیٹ رہا ہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہی لوگون نے کہا باد انگیز پہلوان کا عیار ہی کہ ہمارے دونده اسکا نام ہی وہی لیلیا دن کو بازارون مین بہ صورت مبدل پھر رہا تھا یہ سنکر سمک چلا ملکہ ہفت رنگ کے پاس اور بھی شاہزادیان آئین مثل ملکہ لالہ عذار وغیرہ کے ہر ایک کا یہی قول تھا ای مہتر والا گہر تم نہ جاؤ ہم جا کر بارگاہ مین اُسکی آگ لگائے دیتے ہین اور ملکہ کو لاتے ہین سمک نے کہا آپ لوگ تامل کرین سب جادوگر خوکورو کا مگر لالہ عذار نہ رکین چمک کر بلند ہوئین طرف بارگاہ پہلوان کے چلین مگر اول اول سمک ابن عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مین باد انگیز کے آیا جا بجا پھرنے لگا یہان صبح کو باد انگیز گردن سوار رات بھر فراق مین ملکہ سنبل کے تڑپا کی صبح کو آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار ملکہ کو لیکر آیا پشتارہ اِسنے سامنے لاکے ڈال دیا

سمک نے نشکل ساحر اندر آیا عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ حضور سنبل ہفت گیسو اسکا لقب ہے ساتھ بلائین نازل کردیگی جان بچانا مشکل پڑیگا اسنے کہا آخر کیونکر ہوشیار کرین اب عیار بھی حیران ہے کہ کیا کرین بعض کہتے ہین عیار سچ کہتا ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑ جائیگی جان پر آپکی آفت لائیگی آخر کو سمک نے بڑھکے عرض کی غلام ایک تدبیر بتاتا ہے ساحر کو جب قید کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ سحر سے مجبور کرین تو زبان مین سوزن دیتے ہین تب ہوشیار کرتے ہین اگر حکم ہو تو مین ہوشیار کرون ناچار شب تو ہو ہی رہی تھی آخر سمک سے کہا سمک قریب پہنچا اسکے آیا جھجک کر اسنے ظاہر مین سب نے سوزن دی باطن مین صاف رکھا ملکہ کے کان مین کہا آپ گرفتار ہوکے آئی ہین سنبھل کر اُٹھیے مین ہون سمک رستم بیقرار ہو رہے ہین یہ کہکر اسنے ہوشیار کیا ملکہ نے جو آنکھین اُٹھتے اُٹھتے ایک گیسو کو ہلا دیا معلوم ہوا کہ ناگن لہرا دی ہے بارگاہ مین اندھیرا ہوا آواز دی منم سنبل ہفت گیسو دیکھا تجھکو دیوانہ کرکے مارتی مگر دامادے رستم کو کہ انکی ممانعت ہے کچھ سحر نہ کرو تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا یہ حوصلہ پیدا کیا کہ ہمارا نام سا لقب بے ادبی سے لیتا ہے یہ کہکے اُن چھ کا کلون کو جو ملایا صاف ظاہر تھا چھ مار سیاہ لہرا گئے قلب کافرون کے تھرا گئے سمک کو گرفتار کرنے چلے باد انگیز کر گردن سوار نے کہا ہان اس دُبلے ساحر کو مار لو پانچ ہزار غیر ساحر حرف سمک کے چلے سنبل نے کہا اگر کوئی پریشانی واسطے سمک کے ہوئی تو رستم کو کیا منھ دکھاونگی آخر نگاہ سحر ڈالی وہ پانچ ہزار یا تو سمک کو پکڑنے چلے تھے یا نگاہ پڑتے ہی جھومنے لگے اور جھوم جھوم کر سر ذوق تمام یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
اللہ رے مشغلہ بیان حدیث دوست
اُڑ آیا رنگ چہرہ نیرنگ ساز کا
ظاہر ہے گرمجوشی پروانہ کا اثر
مستوں کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
آنکھین ہین بھر بار مین لبریز اشک سرخ

طاؤس و کبک رکھتے ہین جو طرز ناز کا
ساقی سماے آنکھین ہزارون خم شراب
ادم ہے جو فصاحت اہل حجاز کا
کیونکر وہ ناز نین نہ کھے بے نیاز ہان
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ہو جائے حسن معنی بے صورت آشکار
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

لکھتا ہون وصف یار کے قد دراز کا
کشتی مری کہ خلاف خداے جہاز کا
ہوتا ہے شعبدہ نسے ترے آسمان سفید
اندازہ سے ہی حوصلہ عالی ہے ناز کا
ساقی زلال و دُرد جو توفیق ہو وہ دے
حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا
ہر شے کو ظہور کا رہتا ہون منتظر

عشاق ہیں امام کے پیچھے نماز کا
سودائے عشق میں نئی شان خودی
دکھاتے زمین کے نشیب و فراز کا
حسن و جمال نور ہے اسلام کا دکھا
دھو دوں پیسے جو یار کی زلف دراز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
یہ طفل کھیل کھیلینگے افشائے راز کا
چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
پیر مغان کا حکم ہے اسمیں جواز کا

ہجران یار میں تن خاکی سے تنگ ہوں
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو
دیوانہ پری ہو مقید نماز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیوں نہ ہو غنی
بیکار کوئی فعل نہیں کارساز کا
بیمار عشق کے لیے ممکن نہیں شفا
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا
آتش جگر نہ دل میں ہوا و ہوس کی ہے

ایذائے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا
پتلوں سے خاک کے یہ گرے دم بجھتیں ہیں
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
عمر خضر سے اسکی زیادہ ہو زندگی
تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا
عشق نغمہ ہوئے کا شکوہ انکار
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا
مجھ رند کو حلال ہے کوئی حرام ہو
اگر زہر سے اثر نہیں اس ترا آز کا

یہ اشعار پڑھتے ہوے سب طرف جنگل کے بجائے سمک پر ہاتھ ڈالا سمک ایک جانب بھاگا باد انگیز کر گردن سوار نے جا پچھاکروں وہ پانچ ہزار پیشاکے اسی کے قتل کے درپے ہوے مگر باد انگیز بڑا بہادر تھا تلوار کھینچکر انکو قتل کرنے لگا وہ لوگ کچھ اسکے ہاتھ سے قتل ہوے کچھ صحرا میں آوارہ ہوگئے سر ٹکراتے پھرتے تھے اور سنبل کا نام زبان پر جاری تھا یہی باعث بیقراری تھا آخر سب یوں ہی تباہ ہوے سمک و سنبل سامنے رستم کے پہونچے رستم تو خوشیاں کرنے لگے لیکن لالہ عذار جو گئی تھیں یہ بارگاہ پر جا کے باد انگیز کی جگہیں سامان سنبل کا نہ دیکھا سمجھیں کہ شاید سنبل کو مار ڈالا یہ سوچکر نعرہ کیا او باد انگیز تو نے غضب کیا کہ ہماری بہن کو قتل کر ڈالا یہ کہکے کچھ پھول پھینکے پھول جو بارگاہ میں گرے بوے خوش آئی سب تالیاں بجانے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای ہمشیرہ زیادہ کدو کوشش نہ کرو میں بچکر نکل آئی لالہ عذار پلٹیں دیکھا ملکہ سنبل پکار رہی ہیں لالہ عذار سنبل کے ساتھ واپس ہوئیں یہاں دو گھڑی کامل سب سرداران باد انگیز اچھلے کودے تالیاں بجائیں باد انگیز نے آنکھ کھولی تو قتل کیا کئی جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے تب جا کر وہ لوگ ساکت ہوے جھنجھلا کر اسنے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اور کہا کہ سرمیدان رستم سے کچھ ونگا ہر کارے جو بہ امر جاسوسی موجود تھے خبریں لیکر بھاگے خدمت رستم میں حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ لالہ عذار کی وجہ سے اور چند کس وہاں مارے گئے اب اسنے غصے میں طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ ہے کہ کل نکل کر معرکہ آرا ہو آتش فساد کو

دوبالا کرے پسر رستم نے سمک کی طرف دیکھا فرمایا کوائی برادر ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑا یا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کل باد انگیز سے سر میدان مقابلہ ہو تیاریاں ہونے لگیں نیزے درست ہو رہے ہیں تیغیں چرخ چڑھ رہی ہیں کرعقل پیر چرخ کی چرخ میں ہو جا رہی رات تیاری رہی رستم نے بعد برخاست دربار سمک کو حکم دیا غیر ساحر ہمارے ساتھ چلینگے سمک نے حکم پہونچایا سب شاہزادیوں کو ملال ہوا شاہزادے نے ہمکو ساتھ نہ لیا مگر آفتاب فلک سیر نے کہا میں ضرور ساتھ جاؤنگا یہ بھیجا ہوا ہفت پیکر کا آیا ہو شاید ساحر ہو تو میں فکر رکھونگا بوقت سحر جب اوتاباں لے مع فوج ثوابت و سیارگان ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے شکست کھائی اور وہ تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا فوج ضیا و شعاع ساتھ ہی تمام دنیا روشن ہوئی لیلی شب داخل حجاب مغرب ہوئی مجنون روز بہ صد سوز و گداز صحرائے نجد اشتیاق میں آیا زمانہ روشن ہوا ہوائے سرد سے خارستان جہان رشک گلشن ہوا رستم نماز پڑھ کے سوار ہوئے او بھی بنکر آفتاب آکر حاضر ہوا رستم نے کہا اے آفتاب جیسے کہا تھا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے تم کیوں آئے آفتاب نے عرض کی یہ پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا ہو شاید کوئی شعبدہ کرے تو غلام اسکی فکر رکھے یہ کہکے ساتھ ہوا رستم خاموش ہو رہے بس ساٹھ ہزار جوان سوار و پیدل غیر ساحر ہمراہ ہوئے میدان کارزار میں آکر پہونچے دیکھا سامنے سے گرد اڑی باد انگیز گرگدن سوار بڑے کروفر سے مع تین لاکھ فوج کے میدان کارزار میں آکر پہونچا صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا لنگر بندھے باد انگیز گرگدن سوار نے پیشدا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا نیزہ اپنا ہلایا فنون سپاہ گری دکھائے جب خوب عرق عرق ہوا دونوں پیروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں طرف لشکر رستم کے رخ کیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہیں چاہتا رستم نے گھوڑا پھیر ا گھوڑے سے کودے سامنے یاقوت تاجدار کے آگئے فرمایا اے شہریار اجازت شہ میدان یاقوت نے تخت رکھوا دیا اور پھر کر عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ غلام کو تاجدار قرار دیا الہم اے پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے رستم دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوئے سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا سرا پا میدان کا دکھاتے ہوئے سامنے باد انگیز کے پہونچے باد انگیز گرگدن سوار نے جو جمال بے مثال اور صولت اور شوکت دیکھی دنگ ہو گیا ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کہا اے طلسم کشا

لین آخر خداوندی ہون میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہین بچا بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا اے باد انگیز تجھ ایسا پہلوان صاحب شوکت و لیاقت افسوس کا مقام ہے کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانے اگر اسلام اختیار کرو تو رونق بارگاہ کرین لات و منات پر لعنت کرو یہ سنکر باد انگیز جھنجلایا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین اور آفتاب بدل و جان متوجہ ہے ایک مقام پر رستم نے گانٹھکر نیزہ ہاتھ سے باد انگیز کے نکالا باد انگیز نے جھنجلا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈالا باد انگیز گھوڑے سے کود اکشتی ہونے لگی رستم ریل ریل کے لیجاتے ہین باد انگیز چاہتا ہے اپنے کو زور سے رستم کے بچاؤن مگر جنگ کشتی مین رستم سے دبا ہوا لڑ رہا ہے پسینے پسینے بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند مدد کیجئے یہ جواسنے پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر جیسے ہی اُسنے کہا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ درخت پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا مگر رستم سے آنکھ ملائے ہوئے پکار رہا ہے اے رستم ذی شوکت و لیاقت ذرا مجھے آنکھ ملائیے جیسے ہی رستم نے سر اُٹھایا طائر پکار نے لگا نظم

پھر محبت مین مزا آتا ہے
سینتون کو لتا ہاتھ آتا ہے
دل ہے مطبوع سکان ہین یہ دم
و نو ناک مین دم لاتا ہے
ہم پر دو نشین جب ناصح ہے
مہ ... کی قسم کھاتا ہے
پھر دل اُس بت کو دیا مومن نے

کیون نہ کھائین ہین غم بھاتا ہے
مدد اے کشمکش شوق کہ پھر
جی بہ پھر اب صبر کا گھبراتا ہے
کسکی چشمک سے ہے اختر شمری
پھر زبان کھولتے شرماتا ہے
پیچھے ہے ان دیوانہ پچھو دکس کا
کب وہ اِن باتون سے باز آتا ہے

پھر کھجاتی ہے ہتھیلی دیکھو ن
دل کہین کھینچے ہی جاتا ہے
عشق کی زمزمہ سنجی ہے ہے
فلک آنکھین مجھے دکھلاتا ہے
کس سے پھر وعدہ وصلت ہے کہ دل
خاطر ... سے مرے سہلاتا ہے

یہ جو طائر نے آواز دی رستم کا دور کم ہوا لے اُٹھا نگاہ حسرت طرف آفتاب کے دیکھا آفتاب نے نگاہ اٹھا کے طائر کو دیکھ تمک سے کہا یہ طائر ہمارے مدد باد انگیز آیا ہے مین اسے مارتا ہون جس وقت سے یہ آیا ہے دیکھو رستم کے زور مین کمی ہے جو انہیں سے لڑ رہے ہین یہ کہکے آفتاب فلک سیر نے جھولی سے کاغذ نکالا اُسکو لشکر ... اس طائر کی طرف اشارہ کر کے چھوڑ دیا دیکھا سب نے کہ جا کر طائر پر گرا خون سے بھگا اگر اُسمے جبر ڈالا او معرفت آفتاب نے طائر کو مارا ادھر رستم نے باد انگیز کر گردن سوار کے دونون

سونڈھ پکڑ کے ریل کرکے دو ڈھائی پندرہ قدم بڑھکر کہ مارا دونوں گھٹنے باد انگیز کے آشنا بہ زمین ہوئے باد انگیز نے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈیکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے گند کو زانو سے دبا کے ارشاد فرمایا حالا در شناخت پروردگار چہ میگوئی باد انگیز سوچا کہ جان کا بچانا واجب و لازم ہے پکار اُٹھا مین تابعدار ہون رستم نے کلمۂ طیب تعلیم فرمایا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر باد انگیز مسلمان ہوا سوچا جسد ان پنجہ قالب ہوگا اسی دن مارونگا رستم اسکو ساتھ لیکر پلٹے سمک نے عرض کی اسکی پیشانی پر نور اسلام نہین چمکا رستم نے کہا تم بڑے عیار مکار ہو اور کو بھی مکار جانتے ہو وہ کیون نہ مسلمان ہوتا مین نے سر میدان زیر کیا اب یہ پہلوان لشکر اسلام مین رہنے لگا لشکر والو نے بہ اشارہ کہدیا تم لوگ ٹھہرے رہو مین اسی ہفتے عشرے مین آتا ہون ایک دن اسکا طلایہ بارگاہ رستم مقرر ہوا دوپہر رات گئے دربارگاہ پر آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا رستم آرام کر رہے ہین چہرہ مثل آفتاب روشن ہے پلنگ عکس چہرہ گلگون سے رشک گلشن ہے اگرچہ باد انگیز کو رحم آیا مگر کہتا ہے جو یہ زندہ رہیگا تو خداوند ہفت پیکر کی ہتک ہوگی اسکا سر کاٹ لینا بہتر ہے یہ سوچکر اپنے تلوار کھینچی ہاتھ مارا رستم کی حیات باقی تھی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش نے ہاتھ مارا اپنے کو پلنگ سے گرا دیا تلوار سے پٹی کٹ گئی رستم نے نعرہ کیا اسکو لینا نعرۂ رستم سنکر باد انگیز بھاگا باہر آیا گھوڑا سواری کا موجود تھا سائیس مار کر مرکب پر سوار ہوا رستم جو نکلے دیکھا باد انگیز بھاگا جاتا ہے یہ نعرے کرتے ہوئے پیچھے چلے اور ایک سوار کا گھوڑا لے لیا پٹری جو جاتی گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا باد انگیز پہلے اپنے لشکر مین آیا آواز دی یارو میرے پیچھے یہ جوان آتا ہے اسے روکو لشکر والے تیار ہوئے آگے باد انگیز پیچھے اسکا لشکر اسکے پیچھے رستم نعرے کرتے ہوئے ہر مرتبہ آواز دیتے ہین او بیحیا اگر آسمان پر جائیگا تو وہین آ کر مار ڈالونگا مثل آہ مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثریٰ مین جائیگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہونگا اور وہین آ کر تجھے قتل کرونگا باد انگیز کر گدن سوار بدحواس جان دیے ہوئے بھاگا جاتا ہے نعرۂ رستم سے تھراتا ہے قضا کا ربطلان بن فستق دنجور پہلوان ملقب بہ مغرور فیل کن اسکو فرمان ہفت پیکر پہونچا تھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤ تین لاکھ فوج جنگی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا ہے زیر کوہ تین لاکھ فوج سے فروکش ہے اب ملحوظ خاطر رہے

گرفیل کن جو لقب اسکا ہی سبب یہ ہو کہ صبح کو اکھاڑے مین جو آتا ہی سات سے پہلوان شاگرد اسکے ہین ایک ایک فیل تن فیل مثال دیو خصال ان سکو زور دلاتا ہی جب ان سکو زور دلا چکتا ہی تو کنارے پر کھڑا ہوکے چیخین مارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر سات سو شاگرد جو آپنے مجکو عطا کیے اِنسے زور میرا نہین پورا ہوتا ہی یہ کہکے آواز دیتا ہی کہ یا خداوند میرے زور کے پورے ہونے کی تدبیر کیجیے اُسوقت جنگل سے ایک فیل مست پیدا ہوتا ہی جھومتا ہوا جھسونڈ اٹھاے ہوے آتا ہی آکے مغرور سے متوجہ ہوتا ہی مغرور اُس سے مقابلہ کرتا ہی فیل بڑے بڑے زور کرتا ہی دو گھنٹے عاجز ہوکر جہان سُست ہوا مغرور نے گھونسہ مار دیا سر اُس فیل خود سر کا چٹخ گیا آج جسوقت مغرور نے فیل کو مارا اور اُسکو اکھاڑے سے باہر پھکوا دیا درخت جو بڑے بڑے قریب تھے کسی پر دوڑ کر کر باری کسی درخت کا ڈالا پکڑ کر پچھاڑ ڈالا درختون کو گرا رہا ہی کہ نعرہ رستم کی آواز اسکے کان مین آئی دیکھا آگے ایک پہلوان ٹنیدے پر سوار بھاگا ہوا آتا ہی اور پیچھے ایک جوان آفتاب تمثال خورشید تمثال پشت مرکب پر سوار نعرہ شیرانہ کرتا ہوا چلا آتا ہی مغرور نے پکار کے آواز دی خبردار او جوان ٹھہر جا در رنجکی سے مل ڈالونگا رستم نے آواز دی او بچیا ان درختون کے گرانے پہ نہایت مغرور ہی مقابلے مین تو مردان عالم کے آ زور بازو دکھا تو ہم جانین کہ تو کیسا دلیر ہی یہ سُنکر مغرور نے آواز دی او گردن سوار یہ تیرا قد و قامت اور معشوق سے یہ ہیبت خبردار اب نہ بھاگ باد انگیز نے پکار کے آواز دی مین اسکے ہاتھ سے زیر ہوچکا ہون وہی خوف میرے دل مین بھرا ہی لیکن تیرے کہنے سے پلٹتا ہون علاوہ ازین ای مغرور فیل کن شاید تو اسپر غالب ہو کہ خداوند ہفت پیکر نے زور کوٹ کوٹ کے تجھین بھرا ہی مغرور فیل کن جھپٹ کے بیچ مین آیا باد انگیز کو ہٹا دیا آپ روبرو رستم کے آیا کہا ای معشوق پری چہرہ میرے پاس آ میرے پہلو مین بیٹھ کر مین سات لاکھ فوج کا افسر ہون اب تجھکو افسر کرونگا شراب مجکو پلایا کرنا ساقی خوش رو تیرا نام رکھونگا رستم نے جواب دیا مین ساقی جام اجل ہون یہ سُنکر مغرور فیل کن نے ایک چیخ ماری کہ کل فوج کو اسکی خبر ہوگئی سب سب مسلح و مکمل ہوکے اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوے آکے جگئے دیکھا ایک طرف ایک پہلوان مثل شاخ نخل ٹنیدے پر سوار تین لاکھ فوج اسکی پشت پر سب ہتھیار بند مسلح و مکمل کھڑے ہین اور اپنے افسر کو دیکھا کہ سامنے جوان خوش رو کے کھڑا ہوا اکڑ رہے

مار رہا ہو وہ بھی اسکو للکار رہا ہے کہ مغرور نے ہاتھ بڑھایا کہ مع گھوڑے اٹھالون رستم گھوڑے سے کود پڑے کلائی کو مغرور کی تھام کر بہ قوت صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا یا تو مغرور شل الف کے سیدھا تھا یا شل دال کے خم ہوا رستم نے ایک گھونسہ مارا شقیقہ مغرور کا شق ہو گیا اب تو دولپٹ پڑا رستم نے اور دو تین گھونسے ایسے مارے کہ مغرور چیخین مارنے لگا رستم سے اور مغرور سے کشتی ہونی شروع ہو گئی رستم نے کولے پر لاد کر مغرور کو دے مارا کہ لٹھے کا لٹھا زمین پر گرا ذمین تھرائی جست کر کے رستم چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون او مغرور عقل و فراست سے دور ساقی خوش رو کے ہاتھ سے ابجام اجل پیے گا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہے ہفت پیکر پر لعنت کر مین تیرے ہفت پیکر کا قائل ہون انشاء اللہ شل لقا کے یہ بھی بھاگا جا کا پھر لیگا کہین مہلت نہ لیگی وہ بہت دنون خدائی کر چکا اب اسکا وقت فراق قریب ہے ہر چند رستم نے سمجھایا اس بیحیا پر تاثیر نہ ہوئی جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر خداوند ہفت پیکر کے نثار ہے رستم اسکے سینے سے اترے ایک پانون دونون ہاتھو لیے تھاما اور ایک پانون کو دونون پانون سے دبایا ایک جھٹکا مارا تین جھٹکون مین چیر کر اسکو شل کرباس کہنہ کے پھینکدیا فوج والے لینا لینا کہکر دوڑے رستم پر آپڑے یہی سبکا قول تھا کہ اس جوان نے ہکو بے افسر کر دیا اسکو قتل کرو تین لاکھ یہ اور تین لاکھ باد انگیز کے چھ لاکھ پر رستم دوڑ پڑے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مارا عین گرمی جنگ مین باد انگیز بھی تیغہ اچکا کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو اسکی تیغہ کیتیان پہ لگا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا باد انگیز کر گردن سوار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر باد انگیز کو رستم چھ لاکھ مین مصروف جنگ ہوے مگر بلیے سے فوج کے تنگ ہوے کہ صحراے گرد اڑی دیکھا آفتاب فلک سیر سات ہزار جوانون سے آکے پہونچا رستم ہان ہان کرتے رہگئے آفتاب نے آکے ایسے چار گولے مارے کہ فوج والے الامان الامان کرنے لگے چھ لاکھ فوج کا جاؤ سات ہزار جوانون سے آکر گرا زمین ہلا دی اب تو سب بھاگنے لگے کوئی آبرو ڈبونے کو دریا مین گرا کوئی کل سر اپنا پتھرون سے ٹکرانے لگا کچھ قلعے کی طرف بھاگے آفتاب فلک سیر نے بڑھکے آواز دی اس طرف نہ جاؤ تمہارا مسکن دشت و بیابان ہے وقت امتحان ہے ادھر سے لوگ پلٹے صحرا کا رخ کیا سب جنگل مین جا کے مخفی ہوے قلعے مین جانا ترک کیا رستم نے بڑھکے آفتاب فلک سیر کا

ہاتھ کر ملا کہا برادر تم نے ہمارے خاقان کے کیون خلاف کیا کہا ای غمہ یار چھ سات لاکھ سے آپ اکیلے لڑ رہے تھے میرے دل کو تاب نہ رہی آخر غلام نے سحر کیا سب کو تباہ کر دیا حضور اگر دو چار دن لڑتے تو شاید یہ بچیا بھاگ گئے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی اب قلعے مین چلیے عجب شخص آپ کے ہاتھ سے مارا گیا جسکا مثل و نظیر زور و شور مین تمامی طلسم مین نہ تھا رستم داخل قلعہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سردار فرد آفرد آ آنے داخل قلعہ ہوے اب بیان رستم نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ و برق کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری سمک نے عرض کی ثابت ہوتا ہے کہ صحراے باد انگیز مین ہو پہنچے وہ جاتے ہی ہنگامہ برپا کر دینگے اب مصنف حال خواجہ عمرو و برق کا لکھتا ہے کہ خواجہ و برق جو رستم سے جدا ہوے کئی کوس تو ساتھ آئے بعد اسکے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے خواجہ نے فرمایا بیٹا برق اب ہمارے ساتھ سے جاؤ ظاہر مین یہ صحراے پر بہار ہے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام ساحران غدار ہے برق نے کہا اُستاد اگر مقام ساحران ہے تو جاے امتحان ہے حضور کو ساحر لینگے غلام بھی کام آئیگا عیاری کرکے جان لگا دیگا خواجہ نے کہا آپ اللہ جانبازی کیجیے برق نے کہا اچھا غلام رخصت ہوتا ہے یہ کہکے برق تو ایک جانب کو روانہ ہوا دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی پھول کچھ اچھال رہی ہے آنکھین پھولوں کی وجہ سے صحرا تمام پر بہار ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول آنکھین اپنی کھول رہے ہین شاخین بار اثمار سے سربسجود قدرت معبود طائر جوش مین پھول پھول کر شاخہاے گل پر بیٹھے ہین مصروف زمزمہ سرائی ہوتے ہین درختون کی رعنائی زیبائی برق نے کنارے آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک عورت کی صورت بنا حسین گلبدن پھولوں کا زیور زیب جسم خراماں خراماں یہ غزل گاتا ہوا سامنے آیا

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا ۔ لگی اک آگ تلووں سے کہ بس سر سے دھوان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیری سرو ای قمری ۔ خراماں باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا ۔ وہی دان بھی زمین پائی وہی وان آسمان نکلا
نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا ۔ مگر طبعہ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا
نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے ۔ ترا چاہ ذقن اے جان جان اندھا کنوان نکلا
دلا کس دشت پر آفت مین تنہا لیپٹا مجھکو ۔ کبھی اس راہ مین ہوکر سلامت کاروان نکلا

بلا رتبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا ۔۔۔ کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستان نکلا
ترے عشاق کو پرواہ دیکھی فقر دالون کی ۔۔۔ مقام پختہ کاران محبت لامکان نکلا
جہان تک ہوسکے تجھسے ستم کر آسمان مجھپر ۔۔۔ زبان کو کاٹ ڈالون گا جو حرف الامان نکلا
خوشا طالع ترے اے پیر کنعان واہ ری قسمت ۔۔۔ کہ تیری صلب کی دولت سے یوسف سا جوان نکلا
تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے ۔۔۔ گمان تھا صاحب خانہ کا جسپر میہمان نکلا
خلش ہوجو وہی سینے مین اُسکے تیر مژگان کی ۔۔۔ جگر سے ترتند کے عیسیٰ نفس کا نٹا کہان نکلا

اسطرح یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے پکار کر آواز دی بی گل اندام صاحب میرے سامنے آؤ اس صحرا مین تمہارا کیون کر گذر ہوا جب برق قریب آیا اور قریب آکے بیٹھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور مین مقبول سامری و جمشید ہون شب کو سامری آتے ہین مصروف اختلاط ہوتے ہین کہ انکے بڑے بھائی صاحب جمشید آجاتے ہین وہ بھی مائل ہوگے ہین چاہتے ہین مصروف اختلاط ہون دونون بھائی آپس مین تکرار کرتے ہین دونون رات بھر لڑتے ہین مین چین سے آرام کیا کرتی ہون کوئی پانون دباتا ہے کوئی عارض پہ عارض رکھتا ہے شب بھر یہی حکایتین شکایتین رہتی ہین صبح دیکھتی ہون ہاتھی گھوڑے کھڑے ہین سامری و جمشید ندارد آج مین بھی انکی تلاش مین نکلی ہون سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین تم انکی آشنا تو نہین ہو اُس عورت نے کہا اے گل اندام جب تیرا ایسا حسن و جمال ہو تب کہین سامری مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون مین اس صحرا کی نگہبان ہون گل فروش میرا نام ہے مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تو یہان کیونکر آئی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کیا تمھاری سماعت مین فرق ہے مین نے تو تمسے کہا کہ یہان سامری مجکو لائے ہین اس صحرا مین چھوڑ کر چلے گے اب مین انھین تلاش کرتی پھرتی ہون وہ نہین ملتے یا تو وہ دن تھا کہ وہ میری تلاش کرتے تھے مین جھاڑیون کی جھنڈیون مین چھپ رہتی تھی وہ ڈھونڈھکر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے بہن گل اندام آؤ مین کہتی تھی بھیا ہوش مین آؤ جمشید کا آجانا محبت و اخلاص کا بڑھانا یا اب یہ رنگ ہے کہ ہم انھین ڈھونڈھتے ہین دیکھو وہ سامنے آتے ہین پشت پر تمھاری کھڑے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند مار دیے گردن مین ساحرہ کی پھندے اُسکے پڑ گئے ۔ برق نے جاب مارا ساحرہ بیہوش ہو کے گری برق خنجر کھینچ کے چھاتی پر چڑھ بیٹھا

لیا یا سکتا ہون کہ آواز اہی اور ظاہر کیا کرتا ہے خبردار خنجر نہ مارنا ایک ساحر قریب آپہونچا برق کو ایک لات ماری برق نیچے گرا اُس ساحر نے ہاتھ اُس ساحرہ کا تھام لیا آواز دی یا گل فروش آنکھین کھولو مین اِس نالائق کی عیاری کو دیکھ رہا تھا اب اُس ساحرہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق عیار پڑا ایک جانب تڑپ رہا ہے خار صحر لسے وقاحت مجکو میدار کر رہا ہے ساحرہ نے آواز دی اے خار تو کیونکر آیا اسکے کلیجے مین سنان بنکر رہ گیا اسے کیون زندہ چھوڑا اُس ساحر نے برق کا ہاتھ پکڑا کشان کشان اسکو ایک جانب لیچلا برق غل مچاتا ہے کہ اے گل فروش یہ ظالم مجھے قتل کریگا تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے برق نے غل مچایا خواجہ ایک گوشے مین کھڑے تھے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر برق کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے خواجہ ایک ساحر کی صورت بنکر دوڑے پکارتے ہوئے اے ساحر ٹھہر جا مین قریب آلون تو جانا ابھی اسکے گلے سے خنجر نہ ملانا سامری و جمشید اسکو بہت چاہتے ہین عرش اعلی پہ ہمکو حکم دیا ہمارے پرستار کو جا کر بچا لو یا وہ جو اسکو قتل کرتا ہے اُسکو شاد و جا کر راہ اُلفت کی تباہ دو مین چشم زدن مین آپہونچا شکر ہے کہ تمکو راہ مین پایا اگر تم اسکو قتل کر چکے ہوتے تو مین سر تمھارا خدمت خداوند مین لیجاتا یہ کہکر قریب اُس ساحر کے آئے برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا کہا اسے چھوڑ دو ساحر نے نہ چھوڑا خواجہ نے کہا دیکھو خداوند کیا کہتے ہین جیسے ہی ساحر پلٹا خواجہ نے خنجر مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہون کنگرا کے من فرو جہان
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو و جمشید ستم مہتران
جھکاتا ہون گنبد کو بن گنبدین
نشان بجا ہے گرد پا پوش کا
اڑا کا بہادر جہانگیر ہے

مری نسل سے کر پیدا ہوا
ملا کر ہے گلشن قیس و قال
مرا افسر جمشید تاجدار

مرے نام پر غلد رشید ہوا
مری چال سے ہے صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

ساحر کا شکم چاک نعرہ پال برق کا کان پکڑ کے

اٹھایا اور ایک طمانچہ مارا کہا کیون ادبیا جہان جاتا ہے وہان گرفتار ہی ہو جاتا ہے مین نہ سن لیتا تو بے مارے گئے تھے برق فرنگی نے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ استاد آپ کے تو قبضے مین میری جان ہے آپ کا آٹھو پہر میری گردن پر احسان ہے اب چلکر گل فروش کو مارین نہین تو اسی جنگل مین مین ست ہو ہو کے رہ جائے گا بو سے پھولون کی دماغ پریشان ہوتا ہے وحشت بڑھتی ہے دل چاہتا ہے اُسکے پاس چلے جائے خواجہ نے اُسی وقت جس ساحر کو مارا تھا رنگ و روغن عیاری کا

لنکا کراسی کی شکل بنکر تیار ہے برق کی مشکین باندھ لین کشان کشان لیکر سامنے گل فروش کے آئے
گل فروش کو دیکھا وہی مجھی ہوئی پھول اُچھال رہی ہے جون جون پھول اچھالتی ہے بہار صحرا بڑھتی جاتی ہے
گل فروش نے آواز دی اے خار صحرائی کیون پلٹ آیا برق کو قتل نہ کیا عمرو نے عرض کی اے ملکہ عالم
یہ غل مچاتا ہے اور گر ٹوکتے ہین اسکو خاموش کر دیجیے گل فروش نے کہا میرے پاس لائین اسکی زبان بند
کر دون خواجہ برق کو لیے ہوے سامنے اُس ساحرہ کے آئے گل فروش نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہا
ارے لیجا اب یہ نہ بولیگا خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم صحرا کی بہار کم ہوئی جاتی ہے گل فروش تو کہتی ہے جاؤ
اسے لیجا ڈ لیجا کر اسے قتل کرو خواجہ باتین بنا رہے ہین کبھی کہتے ہین بہار کم ہوگئی کبھی کہتے ہین درختو نکا
وجد کم ہوگیا دیکھیے تو یہ کیا سبب ہے کبھی کہتے ہین دیکھیے پھول نہین کھلتے ہین آخر گل فروش نے جھلا کے
کہا اے خار جاتا نہین کیا میرے قلب مین کانٹا لگائیگا خواجہ نے کہا مجھے ایک امر اور عرض کرنا ہے ملکہ مین
اسوجہ سے اسکو لیکر پلٹ آیا کہ جب یہ غل مچانے لگا تو گانون سے ایک زمیندار دوڑا آیا اسنے آگے
کہا اس قیدی کو چھوڑ دو مین نے جواب دیا کہ یہ قیدی ملکہ گل فروش جادو کا ہے اسنے مجھکو ایک ڈبیہ دی
اور کہا ملکہ عالم کو دینا دیکھئے تو اس ڈبیہ مین کیا ہے یہ کہکے کمر سے ڈبیہ نکالی یاقوت کی ڈبیہ کام آپ
نا ہوا کہا ملکہ عالم دیکھیے تو اس مین کیا رکھا ہے کہ جو اسکو ایسے وقت مین دے گیا اور یہ کہگیا
کہ اس مین تحفہ نایاب ہے خداوند نے عطا فرمایا ہے گل فروش ڈبیہ کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا دیکھ تو
نہ کھولنا مین کھولونگی قدرت نے کچھ میرے واسطے بھیجا ہے خط ہدایت حفاظت صحرا اسمین ہوگا
یہ کہکے ڈبیہ کو ہاتھ سے لیا کہا ارے میرا دل دھڑکتا ہے اس ڈبیہ مین کیا چیز ہے خواجہ نے
کہا حضور جانین راز خداوندی کو جانین مین بیچارہ جنگل کا رہنے والا کیا جانون آخر
گل فروش نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ نہ کھلتی تھی زور کرکے جو کھولا دھوان اُس سے نکلا ارے
کھکے گری خواجہ نے خنجر کھینچا درختون سے طائر آواز دینے لگے اے شخص کیا کرتا ہے گل فروش کے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا ارے ہمکو بے وارث کرتا ہے اس صحرا کی مالک ہے راہ کھو ساحری کی ہے سالک
ہے اسی کے دم سے صحرا پہ بہار ہے ہر طرف صحرا مین یہی پکار ہے خواجہ نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا
خنجر مارا شکم چاک تسمہ پاک پھول درختون سے گرے برگ مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوکر
درختون سے گرتے تھے شاخین سرنگون عندلیبان خوشنوا کا کلیجہ غم سے خون کئی نخل بھی

تھراکے گرے بعض درختوں سے قمریوں نے بیقرار ہوکر داد دی او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو مارا قمریاں درخت سے گرین اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئین ہزار ہا طائر مرنے سے گل فروش کے تمام میں گئے کباب ہوکر درختوں سے گرے اور تڑپ کر تمام ہوئے برق نے پڑے پڑے تاک لیا تھا کہ ساحرہ انگوٹھیاں پہنے ہوئے ہے اُٹھتے ہی انگوٹھیاں اسکی ہاتھ سے اُتار لین اور ایک جانب بھاگا خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے مگر برق کو کب پاتے ہین ایک نخل پر کچھ طائر بیٹھے چاؤن چاؤن کر رہے تھے برق کو جو آتے دیکھا کہ یا ہمارے عیاری لگائے ہوئے چلا آتا ہے ایک طائر ان مین سے تڑپ کر برق پر گرا اگر مین پنجہ دیکر لے اڑا برق نے آواز دی اُستاد آپ بچئے غلام کو یہ لیے جاتا ہے خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے غلام کو روز سیہ نہ دکھلائے غلام آپکا بالکل بے دست و پا ہے یہ سنتے ہی خواجہ نے فوراً گلیم اوڑھ لی وہ طائر تڑپ تڑپ کے زمین پر گرے پروں سے ڈھونڈھتے تھے عمرو کو کب دیکھ سکتے ہین عمرو کو نہ پایا وہ طائر جو لیکر برق کو بھاگا راہ مین برق نے دیکھا ایک ساحرہ عجیب بشکل مہیب مجکو اپنے پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتی ہے تڑپنے لگا جب دیکھا کہ وہ کسی طرح نہین چھوڑتی کہتی ہے کہ ارے تو نے گل فروش کو مارا صحراے پر بہار ہمارا ویران کر دیا جلد تجھے خداوند ہفت پیکر غارت کر دین ایسی کمسن نازنین پری پیکر حسن مین رشک قمر کیا اُسکو عاجز کر کے مارا ہے کہ جسکو دفن و کفن تک نہ ملیگا صحرا ویران ہوا خار صحرا کو بھی پامال کیا برق نے دیکھکر کہا ای ملکہ عالم مجکو اب کہان لیے جاتی ہین اُسنے کہا تو نے گل فروش کو مارا اسکے خون کا بدلہ تجھے لیا جائیگا اب تو زندہ نہ بچیگا برق نے کہا اسی مقام پر ٹھہر جائیے تو مین اپنا درد دل اظہار کرون اصل یہ ہے کہ مین نے بہت ساحرون کو مارا مسلمان قدر نہین کرتے جب کسی ساحر کو مارا اُسکے پاس جو کچھ مال نکلا وہ مین نے لے لیا اب وہ تمام مال مجھسے آپ لے لیجیے مگر مجکو چھوڑ دیجیے مال کا نام سُنکر ساحرہ نے کہا سامنے در کوہ ہے مین وہان ٹھہرتی ہون دیکھون مال کیا ہے دل مین سوچی کہ مال بھی لوٹ اور چھوکرے کو قتل بھی کر دو یہ کہکے پہاڑ پر اتری کر کان مین آواز آئی یا سامری و جمشید طلب کے ساحرہ نے دیکھا ایک مقام پر گنبدے کا چمن ہے ایک ساحر سیاہ فام تیرہ اندام بیٹھا ہوا پوجا کر رہا ہے پوتھی کھلی ہوئی ہے اس سے نام نکال نکال کر پڑھ رہا ہے ایک درخت مین ایک گھڑا پانی کا لٹک رہا ہے پیندے مین اسکے ایک چھید ہے نہین معلوم کیا بھید ہے کہ قطرے پانی کے

سر پر تصویر سنگی کے ٹپک رہا ہے تصویر سنگی کے جب قطرہ منھ پر پڑتا ہے تو منھ کھول دیتی ہے قطرہ پانی کا منھ میں لیتی ہے ساحرہ نے برق کو ایک گوشے مین ڈال دیا سمجھی کہ یہ مقبول بارگاہ سامری ہے اس سے ملاقات کرنا واجب و لازم ہے برق کو کنارے ڈالکر آپ سامنے آئی ساحر کا لیان دینے لگا کہ او بلعونہ یہان کہان آئی ہے کیا تیری شامت آئی ہے لوٹک لوٹا وجھوٹک جھوٹا وارل ارل وسامری وجمشید وغیرہ یہان آ کے ہیں سیر سحر اکر کے چلے جاتے ہین یہ تصویر خداوند کلان لگی ہے ساری برکت اسی کی ہے اگر تیرا جی چاہے گھڑے سے منھ لگا کے تھوڑا پانی پی لے پھر کسی طرح تیری آبرو نہ گھٹیگی ساحرہ جھپٹ کر قریب گھڑے کے پہونچی اپنے منھ گھڑے سے لگایا پانی دل کھول کر پیا تھوڑی دور چلی تھی کہ لڑکھڑائی لڑکھڑا کے گری ساحر نے کھڑے ہو کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ثانم	یہ کہکے بغدہ مارا ساحرہ کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے برق نے	

چاہا اٹھکر بھاگون قران نے لپکے ہاتھ پکڑا کہا کیون بچہ کیونکر پکڑے گئے اور کیونکر گرفتار ہوئے برق نے سب کیفیت بیان کی کہا استاد میرے تعاقب مین آتے ہین اگر مجھکو پائینگے مار ڈالینگے قران نے کہا اے برق سب تکو یہ ساحرہ لیکر چلی تھی مین اسیر تھا یہان اگر مجھا خشک ہے کہ یہی ادھر آئی تقدیر نے اسکو یہ صورت دکھائی برق و قران یہ باتین کر رہے تھے مگر برق یہ چاہتا ہے کہ ہین قران کے ہاتھ سے چھوٹون تو بھاگون مگر قران ہاتھ نہین چھوڑتے دیکھا زنگ کی آواز پیدا ہوئی اور خواجہ عمرو سامنے سے دوڑے ہوئے چلے آتے ہین قران نے پکار کر کہا استاد ادھر آئیے مین نے میان برق کو پکڑا ہے خواجہ جھپٹ کر بہادر پر آئے ایک لات برق کو ماری کہا او بھورے بدنصیب وہ انگوٹھیان تو مجھے دے ورنہ آج تجھے قتل کرونگا جسے تو تیری جان بچائی آپ انگوٹھیان لیکر بھاگے عمرو نے منہ سے برق کی انگوٹھیان نکالین دو انگوٹھیان کم تھین عمرو نے کہا وہ بھی دونون انگوٹھیان نکالیئے یہ کہکے ایک طمانچہ مارا برق کے منھ سے انگوٹھیان نکل پڑین خواجہ نے اٹھالین برق نے کہا استاد یہ نہ سمجھیے خواجہ بھلا اب مانتے تھے وہ بھی انگوٹھیان لے لین برق ایک جانب بھاگا کہا اب جا کے تدبیر کرتا ہون برق چلا خواجہ اسکے پیچھے چلے برق جو بھاگا ایک صحرا مین پہونچا جیسے ہی اس صحرا مین قدم رکھا آہو وہان ایسے

برق کو گھیر لے گئے ہر چند برق چاہتا ہے اُسے بچاؤن لیکن جدھر یہ جاتا ہے وہ آہو اُسی طرف اُسکو گھیر گھیر تے ہین بمشکل برق اُنکے بیچ سے نکلا ایک جھنڈی مین جاکے چھپا تو بٹوے سے اپنے آہو کی کھال نکالی جسم پر اپنے آراستہ کی آہو بنکے نکلا اب آہوون مین ملا لیکن آہو ستاتے ہین اب بھی پیچھا نہین چھوڑتے گھبرا کے ایک جانب کو بھاگے آخر یہ بیچارہ اُن سب کے ساتھ چلا کئی جنگل خارستان سے طے کیے دیکھا جنگل مین ایک عمارت بنی ہے نہایت بلند و مرتفع دروازہ اُس مکان کا بند ہے ایک آہوے کلان جو اُنمین تھا اُسنے دروازے پر جاکے ٹکر ماری دروازہ کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پنجہ ہاتھ مین لیے ہوے پہرہ دے رہی ہے اُسنے اُس آہو کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی آہو کے حسین عورتین گوشہ مکان مین سے پیدا ہوئین دس بیس نے آکر اُس آہو کو گھیر لیا آہو چیخین مار کر طرف برق کے اشارہ کرتا ہے کنیزون نے آکر آہوون کو گھیر لیا برق چاہتا ہے اُنکے درمیان سے نکلون وہ کنیزین گھیرے ہوے چلین برق ہر چند چاہتا ہے کہ اُنکے بیچ سے نکلون مگر آہو نکلنے نہین دیتے ناچار سرنگون و پریشان برق اُن سب کے بیچ مین چلا جاتا ہے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ طبلے سارنگی کی آواز کان مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہے اُس باغ مین کوئی ستمدیدہ یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا — تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا
سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے — بار احسان مرے سر سے سبکدوش کیا
بعد مردن پھر گئی روح بھی دیوانی سی — تیرے سودائے محبت نے اثر جوش کیا
مژدہ اے شوق کہ لیلیٰ رہی اب صحرا مین — شہر کی راہ نے مجنون کو فراموش کیا
مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریان ڈھین — میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا
گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو — مردے کیطرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا
واہ رے عشق نہ ہے تیری کشش مجنون کو — شاہد مے سے تہ خاک ہم آغوش کیا
مین وہ مہر دم محبت ہون لڑکپن مین بھی — دائی نے ندرے واسطے آغوش کیا
پوچھتے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی — چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

وہ کنیزیں سب آہوؤں کو ساتھ لیکر اُس باغ میں داخل ہوئیں جیسے ہی برق فرنگی آہو بنا ہوا اندر باغ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین اندر باغ کے مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزان معقول ایک گائن بیٹھی گا رہی ہو ساز آپس میں ساز کیے ہیے وہ آہو جنہنے دہان ٹکر لگائی تھی اور آواز دی تھی اسی آہو کو نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا اور زبان سے یہ کلمہ کہا کہ خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی اس آہو نے طرف برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر کودتا ہوا محفل میں آیا پاؤن بجانے لگا سم پر اچکتا اور کودتا ہو جب گائین چپ ہو جاتی ہین برق بھی خاموش ہو جاتا ہی اُس نازنین نے برق فرنگی کو قریب آنیکا اشارہ کیا برق نے دوڑ کر قدموں پر سر رکھدیا اُسے پیشانی پر ہاتھ پھیرا برق فرنگی زمین پر گر کے تڑپنے لگا خود بخود گھنڈیان کھلین کھال الگ ہو گئی جب برق فرنگی ظاہر ہوا تو آہوؤن کو اس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اسکو پامال کرو آہو سینگ جھکا جھکا کر دوڑے چاہتے ہین برق کو مارین برق تڑپ تڑپ کے پشت نخلستان پر چھپتا ہو اور بیقرار ہو ہو کے پکارتا ہو کہ اے بے نیاز دای بندہ نواز وای کارساز اس آفت سے بچالے اور وہ ساحرہ دمبدم آہوؤں کو اشارہ کرتی ہو آہو بیقرار ہو کر دوڑتے ہین برق تڑپ کے پشت نخل پر چھپتا ہو برق پکارنے لگتا ہی ای حاکم حقیقی وای مالک تحقیقی ان ظالمون کے ظلم سے مجکو نجات دے نظم

خداست مالک ملک و خداست بندہ نواز	خداست بے مثل ولاشریک و بے انباز
بظاہر بہت خدا پردہ پوش و عذر نیوش	بباطن ست دلارام و مونس و ہمراز
بہ ہر کرشمہ رباید دل از جہان جانان	ز دلبران جہان دل برد بہر انداز
فقیر گشت لبفرمائش صاحب دولت	گدا نشست ز حکمش بہ مسند اعزاز
کسے بہ شوق رخش پیش بت کند سجدہ	کسے نہاد و بخاک حرم جبین نیاز

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا بدف مراد پر جاکے پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزلی گوشۂ باغ سے ایک شیر ببر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر ان آہوؤن پر جا پڑا اکسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کے طمانچہ مار دیا کئی آہوؤن کو اسی طرح مارا ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہو شیر پر سحر کرون لیکن جیسے ہی اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا شیر غرّا کر ساحرہ پر جا پڑا اور کرکے جو ایک دھاڑ کا مارا ساحرہ تھرّا کے گری شیر نے ساحرہ کے گلے سے مُنھ لگایا معلوم ہوا کہ خون پی رہا ہو کلیجے مین ہاتھ ڈالکر

چیرڈالا کنیزون پر جا پڑا کسی کنیز کو چیرڈالا کسی کو طمانچہ مارا آخر کنیزین پر پرواز پیدا کرکے بھاگین شیر چھوٹتا ہوا قریب برق کے آیا برق ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ بیشۂ جرأت وای حاکم اقلیم دبدبہ وشوکت اے بابنر وای شیر بیشۂ رب اکبر مجھ غریب سے کیا فائدہ مین اپنی جان سے بیزار ہون شیر ہنس پڑا کہا جب سے جدا کی برق نے دیکھا مہتر قران نامدار ہین برق سے کہا تو بدنصیب عیاری کرکے بہونچ تو جاتا ہے مگر گرفتار ہونا تیرا کام ہے مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُستاد نے زنبیل بجاکے مجھے بلایا کہا برق باغ مین قتل ہوا چاہتا ہے اے قران اگر ہو سکے تو اپنے کو بچا اب مجھے جلا ہی مین کچھ ہین نہ پڑا شیر بنکے چاند پڑا شکر ہے کہ ساحرہ کو مارا اب آگے بڑھو مین جاکر اُستاد کو خبر کرون یہ کہکے مہتر قران بھاگے طائر وان نے غل مچایا آخر دیوار باغ تھرا کر گری دم بھر مین باغ ویران ہوگیا پھول سب جلے غنچے سر بستہ جل جل کے گرنے لگے تھوڑی دیر مین یا تو وہ باغ سرسبز وشاداب تھا یا جابجا خاک اڑنے لگی مہتر قران پاس اُستاد کے پہونچے جاکے عرض کی اُستاد برق بجا غلام نے جاکے ساحرہ کو مارا برق کو رہا کیا برق آگے بڑھا سنا ہے کہ کئی جنگل بیٹھے جادوگرنیان نگہبان ہین حضور جو مناسب جانین وہ کرین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مہتر قران نے ایک جانب توجہ کی اول احوال حال کیفیت آل مہتر برق فرنگی کا لکھا جاتا ہے کہ برق فرنگی جو یہان سے بھاگا دس بارہ کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا مین پہونچا کر نہایت ویران وپریشان ہے بولے ... سناٹا ... ہے اے تعظیم اُٹھتے ہین جنکا غبارہ کمکر دل بیٹھا جاتا ہے ریتی کا میدان خاک اڑ رہا ... آہو زبانین منھ سے نکالے ہوئے کھڑے ہین صحرا کے پھر رہے ہین برق کو دیکھکر ... مچا لے لگے برق کہا کسی کو پکارتے ہین اپنی جان بچاؤ یہ سوچا ایک طرف بھاگا ایک جھاڑی مین ... چھپا ہوا خوغل مچارہے ہین دیکھا برق نے سامنے سے گرد اُڑی جلد ... زمین دیرنے دیکھا ایک ساحرہ دیکھا جانب دیکھتی ہوئی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہے ... آہو وان نے آنکھون سے اشارے کیے اُسی جھاڑی کے گرد اُس ساحرہ نے جو ... کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ دے لکارتا ہوا جھاڑی سے نکلا ہاتھ باندھکر سامنے ... آیا ... ہنگامہ مین اکیلے تلاش مین آیا تھا شکر ہے کہ غلام نے آپکو پایا وہ ہوکے ... ہاتھ ... دیکھیے آہو غل مچارہے ہین اُس ساحرہ نے ... برق سے ... حلقے کے اندر

جھنکا مار کر گرتے گرتے اتنی جلدی خنجر مار دیا کہ زبان نہ ہلاسکی مار کر اُس ساحرہ کو برق آگے بڑھا خواجہ اس صحرا میں پہونچے ایک ساحرہ کا لاشہ دیکھا سمجھے کہ برق کا یہاں گذر ہوا کہ راہ میں قران سے ملاقات ہوئی قران نے بیان کیا کہ برق پہلے نے بہ لطف گذرا ساحرہ کو مار کر نکل گیا خواجہ الگ چلے قران بھی آگے بڑھے لیکن برق جو چلا بھاگا ہوا جاتا ہے ذرا کسی طائر نے آواز دی اور سنبھل کر دیکھنے لگا پتہ کھڑکا بندہ بھڑکا اس جنگل کو طے کر کے ایک نئے رنگ کے صحرا میں پہونچا دیکھا ایک طرف خاک اڑ رہی ہے بونڈلے گرد کے اٹھتے ہیں طائر جو اُس طرف پہونچا شدت سے دھوپ کی گرا جلنے لگا مُنہ کھول کے رہگیا ایک طرف ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے کہ اُدھر کے طائر شاخہائے گل پہ بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں شاخیں پر بہار ثمر بے شمار ہے سبزہ شاداب صحرا لاجواب برق اس حال کو دیکھکر گھبرایا سوچا کہ ایک طرف بہار اور ایک طرف خزان یہ صورت بیوجہ نہیں ہے کسی ساحرہ نے دام خزان و بہار پھیلایا ہے ہر گوشے میں دیکھتا پھرتا ہے آخر تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ ویران معلوم ہوا دیواریں ٹوٹی ہوئیں دروازہ گرا پڑا ہے اینٹوں کا جابجا انبار طائر کا چمن میں نشان نہیں درخت پھولوں کے مرجھائے ہوے پھول سوکھے ہوے درختوں کے نیچے پڑے ہیں برق ڈرتا ہوا اُس باغ میں آیا چہار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک گوشے میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے ایک طرف پھول رکھے ہیں اُن پھولوں کو اچھالتی ہے ہوا ٹھنڈی چلتی ہے ایک طرف کانٹے رکھے ہیں پھر اُن پھولوں کو رکھ دیتی ہے اور کانٹوں کو جب گردش دیتی ہے ہوا گرم چلتی ہے برق یہ حال دیکھکر فکر میں ہوا کہ اس ساحرہ کو ماروں ایک گوشے میں بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک جوان حسین کی صورت بنکر تیار ہوا تلوار کرسے لگی ہوئی سپر پشت پر خود سر پر زرہ پہنے ہوے مسلح ہو کر سامنے اُس ساحرہ کے آیا جب اس ساحرہ نے سر اٹھایا تو برق فرنگی نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

تجھ سوا اور کس سے الفت ہے
ہم ہیں اور سیر دشت غربت ہے
مرض عشق کی شفا ہے موت
اور یہ بھی کوئی آدمیت ہے

جب سنو شور و شر ہے خلوت ہے
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہے
جان مدت سے نذر فرقت کی
غسل میت بھی غسل صحت ہے
رو دمی رو دمی نہ کہے باتیں

یار کوئی بھی وقت فرصت ہے
خوش رہو تم وطن میں اہل وطن
اے اجل تجھسے کیا ندامت ہے
اپنے دیوانوں سے پیار جلنا
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
دفن جس جا شہید الفت ہو
یار صورت نہیں دکھاتا ہے

سچ یہ ہے کتنا بیمروت ہے
فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
کونسی زندگی کی صورت ہے

لاکھ بار اسطرف سے گزرا تو
مرگیا کون کسکی تربت ہے

اس طرح کے یہ اشعار برق کے پڑھتے کہ اس ساحرہ نے سر اٹھایا پکار کر آواز دی کہ میان برق فرنگی کیا کہتا ہے ہم تو تمہارے مشتاق تھے یہ کہکے پھول رکھدیے کانون کو گردش دی برق بدحواس ہوگیا خود اتار کر مرے پھینکا زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے سپر پھینکی تلوار کمر مین رہنے دی معلوم ہوا کوئی طرف ساحرہ کے کھینچے لیے جاتا ہے آخر جھپٹ کر قریب آیا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ مجھے معاف فرمائیے مین آپکا نیازمند ہون لیکن مرتبے مین خود پسند ہون مجھے اپنی خدمت مین قبول کیجیے مدت سے آپ کا ئی عورت کا مشتاق تھا یہ کہکے کچھ ... اٹھائے اُن سے سرپھوڑنے لگا جب تو اُس ساحرہ نے اٹھ کر برق کی ... جو کبھی پھسل گئی دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ میان برق مجھے برق مچھا ساحرہ نے کہا تو ہے میری بہنون کو مارا مین تجھسے بدلا لونگی جب تجھے قتل کرونگی برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا غلام ہون جو سزا میرے واسطے تجویز کیجیے وہ زیبندہ ہے عمرو و قران ... مین وہ تمہاری خدمت کرینگے ساحرہ کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالائق تو اپنے کو ... دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی باغ پر بہار سرسبز و شاداب ہوگیا ... باغ سے کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے عرض کی کہ فرش وغیرہ تیار ہے اب حضور مین تشریف لے چلیے وہ ساحرہ زیر نخل سے اٹھی مسند پر آکر بیٹھی شراب و کباب کا چرچا ہونے لگا برق بندھا ہوا سامنے بیٹھا ہے یکایک اُس ساحرہ نے آواز دی ارے یہ نامے لیکر جاؤ ... بہنون کو بلا کے لاؤ کہنا کہ صحرائے خزان و بہار مین آج برق قتل کیا جائیگا تم بھی آکے شریک ہو وہ عیار ہے کہ جسنے صدہا جادوگرنیون کو مارا آج یہان پھنسا ہے ایک نوجوان کی ... بنکر آئے تھے مجکو دام مکر مین پھنسانے تھے سات سے برس گذرے اس صحرا کی حفاظت ... کے سپرد رہی ہین کیا دھوکا دیکا ہمنے گرفتار کیا تم سب آنے کے مشتاق ... یہ کہکر غارستان و نیستان جادو اپنی بہنون کو نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ اسے جلد ... ان کنیزین نامے لیکر چلین جب سرحد باغ سے باہر آئین آپس سے

جاتی ہوئین ایک داہنی جانب اور ایک بائین جانب چلی جو نیستان جادو کی طرف چلی اُسکا نام زخار جادو ہی زخار طرف نیستان کے چلی خواجہ راہ مین آتے تھے دیکھا کہ ایک ساحرہ اُڑی ہوئی جاتی ہی عمرو نے ایک ساحر بنکر آواز دی وہ ساحرہ زمین پر آئی خواجہ سے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اسکی جھولی کی تلاشی لی نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھا مضمون اصلی پایا اُس ساحرہ کو دہین زندہ درگور کیا اور اُسی کی شکل بنکر پتہ مکان نیستان کا پوچھتے ہوئے پہونچے کچھ راہ کے بعد ایک قصر دکھائی دیا دروازے پر اُسکے چند ساحر ٹہل رہے تھے عمرو نے اُنسے پوچھا معلوم ہوا کہ اسی مکان مین نیستان رہتی ہی خواجہ اسی کنیز کی شکل پر قصر مین داخل ہوئے دیکھا نیستان جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے نامہ بھیجا ہی نیستان نے نامہ پڑھا پڑھکر کہا کہ مین ابھی چلتی ہون یہ کہکے تخت تیار کیا اُسپر سوار ہوئی زخار نقلی کو پاس بٹھا لیا طرف صحراے بہار خزان کے چلی اُدھر خارستان کو نامہ پہونچا وہ بھی فورا روانہ ہوئی یہان خزان بہار جادو برق کی تبدیلے بیٹھی ہی کہ آسمان برق چمکی اول خارستان آئی خزان بہار نے برق کا ذکر کیا کہ مین نے اسکو گرفتار کیا ہی یہ باتین تھین کہ نیستان بھی آکر پہونچی دونون نے تعظیم کی اب تینون جادوگرنیان آکر اسکے بیٹھین خزان بہار جادو کی تعریفین کرنے لگین کہ اس عیار طرار کو خوب گرفتار کیا اس ظالم نے سب جنگل ویران کیے کیسی کیسی ہوشیار جادوگرنیان ماری گئین وہ جنگل ویران پڑے ہین بہن اُسکا استاد بھی آتا ہی آج قواعد کی کتاب مین نے اُٹھاکے دیکھی ہی اُسمین لکھا تھا کہ آج کی شب باغ مین خزان بہار کے اُستاد و شاگرد جمع ہونگے شاگرد تو آیا استاد بھی آتا ہوگا خواجہ بشکل زخار ساتھ نیستان کے جو آکر پہونچے آتے ہی خنجر کھینچا کہا کہ حضور کہین ایسا نہ ہو کہ اُستاد اسکا آجائے محفل کو درہم و برہم کرے یہ کسی طرح جلد قتل ہو جائے خزان بہار جادو نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو ای زخار سامان عیش و نشاط مہیا ہو کہ نشے مین اس ظالم کو قتل کرین بجائے گزک اسکے کباب کھائین غیر ساحر کے بدن کا گوشت کھانا ساحرون کا کام آج یہی تدبیر ہوگی سب جادوگرنیان اس امر پر آمادہ و مستعد ہوئین سب جم کر بیٹھین زخار نے سازندون کو اشارہ کیا سازملے زخار نے بیچ مین بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اُس ترک کی ثنا مین جو صرف رقم ہوا — خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردنِ دلبر مین خم ہوا — حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا — پھولا جو غنچہ مین سنے یہ سمجھا ورم ہوا
ہو وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا — دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا
دنیا مین نیک سے ہو فزون بد کا اعتبار — کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل — کعبہ ہوا خدا اب جو بیت الصنم ہوا
چرخِ دنی نے داغ کیا اندرِ دل مدام — دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ — چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا
پر گے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز — قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
آثار عشق آنکھون سے جب لگے عیان — بیداری کی ترقی سے جی خواب کم ہوا
راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق مین بسر — غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
دنیا کو آتش ایک کے اور نہین قرار — یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

زخار نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ای زخار کیا کہنا خزان بہار جادو نے کہا کہ ای زخار مقام تعجب ہے کہ تو دس برس سے ہماری خدمت مین ہے کبھی تیرا گانا نہین سنا آج تو تو نے دل کے ٹکڑے کر دیے جی چاہتا ہے کہ تیری بلائین لون اسکا کیا باعث زخار نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم جو کچھ آپکے بھینٹے پایا اُستادان فن کو دیا آپ سے اس ہنر کو مخفی کیا کہ آپ خفا ہونگی اس وجہ سے ظاہر نہین کیا آپ کو اس حال سے ماہر نہین کیا آج چونکہ روز جشن تھا آپ کی بہنین بھی آئین مین نے اپنا ہنر ظاہر کیا یہ سُنکر خزان بہار نے نیستان و خارستان سے کہا کہ کیون کیا صلاح ہے زخار پر شک ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ خلاف نکلے اور یہ قواعدین قدرت تحریر کر چکے ہین کہ اس جشن مین عمرو و برق ضرور ہونگے لہذا ہم قو تو پکڑا گیا عمرو کیون نہین آیا زخار کی چرب زبانی کبھی نیستان کے آگے ہاتھ جوڑتی ہے کبھی خارستان کے پاس گھس کر بیٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ بی بی اگر مجھپر شک ہے تو سب کے سامنے میری آبرو نہ لینا دونون جادوگرنیون نے خزان بہار سے کہا کہ یہ آمین

ناحق کا شک ہے قدرت کے ہاتھوں میں قلم تھا جو دل میں آیا وہ لکھدیا اُسکا اعتبار کیا اب زخار پر گمان نکرو یہ سُنتے ہی خزان بہار نے کہا ای زخار آج تمھیں سب کو شراب پلاؤ اب تو سب سر جھکا کے بیٹھے کوئی کہتا ہے کہ زخار تبدیل ہوگئی ابھی کانٹا دل میں چبھیگا ضرور دو چار کی اہر دلیگا خواجہ بشکل زخار ایک ایک کو جواب دیتے ہیں چاہتے ہیں کہ یہ سب شراب پئیں تو برق کو رہا کروں اور ان سب کو مار کر نکلوں کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اٹھا اس ابر نے سارے باغ کو گھیر لیا خزان بہار اُس ابر کو دیکھکر ہنسی کہا کہ میری بہن نیسان جادو آتی ہیں شق ہوا عمرو تو گھبرا گئے شراب کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں ابر جو پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی سو جادوگریاں گھیرے ہوے ابر سے نکل کر آئی آتے ہی دو تھپڑ خزان بہار کو لگائے کہا کہ کیوں تُو طلسم میں تو یہ انقلاب اور تمنے صحبت عیش آراستہ کی ہے خداوند فرماتے ہیں کہ آجکل پوجا پاٹ کرو خداوند کی یاد میں رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مقدمہ قدرت کے خلاف گذرے یہ کہکے خارستان و نیستان کے بھی دو دو طمانچے لگائے اور کہا کہ ارے کمبختو تم اس محفل میں کہاں آ کے گھس پڑی ہو یہ نہ سمجھیں کہ زمانہ انقلاب ہے مسلمانوں نے لشکرکشی کی ہے طرف صحراے یاد انگیز کے جاتے ہیں ہم سب کی نگر میں آتے ہیں طلسم کشا کے پاس تین تحفے ہیں کہ جنکو سابق کے بادشاہ جان طلسم و روح طلسم کہتے تھے ہی ہر ایک کا قول ہے کہ طلسم کشا تحفہ جات کو پائیگا طلسم کو مٹائیگا کوئی کوشش کام نہ آئیگی رہنے والے طلسم کے خوب چین کر چکے اب وقت مصیبت ہے طلسم کے ٹوٹنے کا وقت آگیا عمرو سنتے بڑھ کر عرض کی کہ ای ملکہ عالم ذرا دریافت تو کیجیے کہ ہم لوگ رات بھر پوجا پاٹ کرتے ہیں آج چونکہ برق فرنگی گرفتار ہوا دل کو سرور ہے چاہتے ہیں شراب پی کر نشے میں اسکو قتل کریں نیسان کہا کہ ہوا ز خارہ تمنے تو گا کر ایسا رنگ جمایا کہ سب آمادہ ہیں شراب پئیں بعد اسکے برق کو قتل کریں اگر یہ عیار مارا گیا تو عمرو بیدست و پا ہوا جائیگا بنیا اُسکا چالاک بن عمرو مارا مارا پھرتا ہے اور یہ ظالم سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوے گھس پڑتا ہے خزان بہار نے بڑا کمال کیا کہ اس متنفی کو بیچا نا انجام کا سحر کر رکھا تھا کہ جیسے ہی یہ آیا پکار کر آواز دی میاں برق آؤ اب سب یہ باتیں سنکر خواجہ نے سب بہنوں کو مسند پر بٹھایا پایان چھیڑا اور یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی نظم

ساده رو ایک بت غنچه دہن مجھکو دیا — میرے اللہ نے بگار چمن مجھکو دیا
تھی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب — گور بھی دی مجھے اُسنے نہ کفن مجھکو دیا
بوسۂ خال پری لونگا یہی ہے تعبیر — خواب مین حور نے پرِ مشک ختن مجھکو دیا
مالکِ سلطنت و ملک کیا اور ون کو — بدلے خلعت کے فلک تونے کفن مجھکو دیا
شکر کس منھ سے ادا ہو ترا ای رب کریم — لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجھکو دیا
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگون — یہ عطا کم ہے بت سیم بدن مجھکو دیا
گور سے چھٹے نہین گلنے کی سب آس رکھین — بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجھکو دیا
سر پہ رکھا اُسے مین پھول سے بہتر سمجھا — اُس کسی دوست نے اک خار وطن مجھکو دیا
نونہال چمن حسن جسے سب کہتے — ایسا اک یار نہ ای چرخ کہن مجھکو دیا
زندگی ہے یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو — ربنا تونے اگر ذوق سخن مجھکو دیا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ چارون بہنین تعریفین کرنے لگین منیسان نے کہا کہ اب جلدی دو نہ یہ ظالم قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے عمرو نے بامر مجبوری پہلے نیسان ہی کو دیا نیسان فوراً جام پی گئی دوسرا جام خزان بہار کو دیا تیسرا خارستان کو چوتھا نیستان کو اب طرف کنیزون کے متوجہ ہوئے کہ تو تم بھی ہو کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کسی کے مُنھ پر منھ رکھدیا برق بیٹھا دیکھ رہا ہے اکثر کہتا ہے کہ ای نر خار میرا وقت آخر ہے مجکو بھی ایک جام پلا دو خواجہ ایک لات مار دیتے ہین کہتے ہین کہ او چیا تجکو شراب پلائین گے تیرے قتل کا سارا انتظام ہے کہ نیسان نے اشارہ کیا ایک جام مجھے اور دے عمرو نے اور ایک جام دیا وہ بھی پی گئی خواجہ نے جب کئی مرتبہ برق کو لات ماری برق تڑپ تڑپ گیا اشارے کرتا ہے کہ استاد جلدی کیجئے خواجہ اشارے کرتے ہین کہ ارے کیون گھبراتا ہے سب کو پلا چکا اب رنگ ہوا چاہتا ہے اور بہت نہین اسقدر ذلیل کیا کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہو اب نہ گھبراؤ وقت آ گیا کہ دیکھیا ایک دو گر پکارتا ہوا آتا ہے عمرو نے طرف نیسان کے دیکھا اشارہ کیا کہ ملکہ ذرا ہاتھ بلا دو نیسان نے جھولی پر ہاتھ ڈال کر چند دانے موتی کے نکالے اور اس سحر پر پھینک مارے جیسے ہی اُس ساحر کے سینے پر جا کے پڑے توڑ کر نشت کو پار گذرے اس ساحر نے تڑپ کے آواز دی

کرائی نیسان بربادی طلسم کا وقت آگیا اپنے خیر خواہ و دولت کو مارا ہین تم سب کو بچانے آیا تھا
تمنے مجکو یہ کہنے بھی نہ دیا نیسان جھلا کر اٹھی کہ زنخار کو مار دون اُٹھتے اُٹھتے گری تینون بہنین ہان
ہان کہکے اُٹھین یہ بھی گرین کنیزون کو عمرو نے ڈھکیلنا شروع کیا پہلو پر ہاتھ رکھکر
کہا کہ بوا الگ کھڑی ہو کنیزین بھی گرنے لگین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو کر گرین عمرو نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران اُڑاتا ہوں کفار کے میں دھوین مری چال سے ہو صبا پائمال مرا افسر ذی حشم نامدار کرآتا ہے سارا جہاں انکی ہے	مری نسل سے مکر پیدا ہوا جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو تین فلک کی جو گردش کا سامان ہوا امیر عرب شیر پروردگار	مرا نام ہے خواجہ خواجگان مرے نام پر عذر شیدا ہوا مرا کمر ہے گلشن قبول و قال نشان تھا مری گرد پاپوش کا ہی فتح و نصرت کی حد بیرا ہی

عمرو نے پہلے چارون افسرون کو قتل کیا برق تڑپ رہا ہے کہ
استاد پہلے مجھے رہا کیجئے عمرو نہین رہا کرتا سحر کے اشیا جو تھے وہ جسم سے برق کے گرگئے مگر
رسن سے جو مشکین بندھی ہین برق چاہتا ہے کہ دانت سے رسی کھولون استاد لوٹ رہے ہین
مین بھی زیورلون سب عورتین زیور پہنے ہین خواجہ نے جسے قتل کیا اسکا زیور اُتار لباس بھی
اُتار لیا لاشہ برہنہ پڑا رہنے دیا اسلحہ عمرو نے سب لوٹا جا کر بارہ دری مین جال مارا وہان کا
فرش وغیرہ لیا پردے بھی کاٹ لیے چھتین نوچ لین جب خواجہ ان باتون سے مہلت پا چکے تب
طرف برق کے آئے چاہتے ہین کہ برق کو رہا کرین کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی
وہ صدا ہیبتناک تھی آواز آئی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ گل خاندان ہمارا ویران کر دیا
چار بیٹیون کو مارا مین انکو کہان ڈھونڈھون ایسی ہوشیار تھین مگر موت نے ناچار کیا
عمرو نے چاہا کہ کود کر بھاگون برق نے دامن پکڑ لیا کہا کہ استاد ان چارون کی مان آتی ہے
مجکو تو رہا کر کے جائیے اتنے عرصے مین دیکھا کہ دروازہ باغ سے ایک جادوگرنی لعبوت عجیب و
غریب سیہ فام بدانجام ایک طاؤس پر سوار پیدا ہوئی عمرو ہر چند کھینچا پٹیا برق نے دامن نہ
چھوڑا اپنی رہائی کی ہوس مین رہا اُس ساحرہ نے آکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا گرگری آواز دی
خواجہ زمین پر مثل مرغ بسمل گرے تڑپنے لگے اُس ساحرہ نے جو بیٹیون کے لاشے دیکھے ہر ایک کی

لاش پر خوب روئی پکار کر آواز دیتی ہے کہ اے فرزند ابھی تمہارا کیا سن تھا جو سب مین چھوٹی تھی اسکا ساڑھے تین سو برس کا سن تھا دنیا کا تم نے کیا تماشا دیکھا باغ عالم سے کچھ پھل نہ پایا قاتل کو تمہاری صورتون پر رحم نہ آیا غلط کرو ساحرہ روتی ہر طرف سے باغ کے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین دو تین ہزار جادوگرنیان جمع ہوگئین سمجھاتی ہین کہ بی بی صبر کرو اے چمن پیرا آج تیری کمائی لٹ گئی قاتلون کو قتل کرو لاشے انکے خدمت خداوندی مین لے چلو اور عرض کرو کہ سب کو زندہ کیجیے قدرت صاحب کرامات ہین فوراً زندہ کرینگے یہان رونے سے کیا فائدہ سب نے اوکر دار پر استادگین خواجہ کہ رہے ہین کہ او برق تو نے مجھکو زبردستی گرفتار کرایا ورنہ مین نکل جاتا برق کہتا ہے کہ استاد آپ کی وجہ سے مین بھی بچ جاؤنگا تھوڑے عرصے مین خدا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا اگر مین اکیلا ہوتا تو بڑی مشکل تھی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا ان دونون کو دار پر کھینچو کنیزون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا چمن پیرا نے جھولی سے ریگ کا تیر و کمان نکالا سب نے ایک ایک کمان ہاتھ مین لی تیرون کو جوڑا مشتاق ہین کہ چمن پیرا تیر کو چھوڑے تو ہم برق و خواجہ کو شکار کرین اسوقت خواجہ و برق کی بے تابی کہ ملک الموت کا سامنا ہے تیر و کمان لیے سب جادوگرنیان کھڑی ہین یہی خواہش ہے کہ چمن پیرا تیر مارے تو ہم بھی سب اٹھکر برق کے سینے پر لگائین یہ دونون اپنے خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک ہو ہاتھ سے ان جادوگرنیون کے بچا لے نظم

ہر آنکہ گشت بدنیا اسیر نفس شریر	بچشم اہل نظر ہست خوار و زار و حقیر
خدا بکلک لطافت کشید ہر یک نقش	خدا بخامۂ قدرت نوشت ہر تقدیر
خلاف حکم خدا در جہان ممکن کاست	شوی و گرنہ گنہگار لائق تعزیر
تو جرم ہندی عاصی تو در گذر یا رب	گناہ بخش الٰہی معاف کن تقصیر

بیقرار ہو کر جو دونون نے دعا کی رجوع قلب سے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بالقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صحرا سے گرد اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا آفتاب فلک سپہ سالار لشکر رستم آگے آگے لشکر کے چمکتا ہوا آتا ہے اسکی جو نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین کئی ہزار جادوگرنیان تیر لیے کھڑی ہین آفتاب وہین سے لنوہ کر کے جا پڑا اسکے بعد ملکہ سنبل اسکے پیچھے

لالہ عذار آفتاب کو سنبل نے دیکھا کر بیتاب ہو کر ایک طرف گرا سنبل بھی چھیٹی مگر آفتاب نے جاتے ہی دار کو کاٹا زنجیر کو توڑا خواجہ و برق کو رہا کیا الگ لا کے آفتاب نے خواجہ و برق کو چھوڑا لیکن کل جادوگرنیوں نے آفتاب کو گھیر لیا چمن پیرا پکار رہی ہے کہ ارے اس ظالم کو پکڑ لو ہمارے خونی کو لیے جاتا ہے قیدی جانے نہ پائیں سب جادوگرنیاں آگے آفتاب پر گریں استغاثہ کیے آگ برسائی تلواریں گرائیں چھریاں پھینکیں کہ آفتاب تکرار کر رہا ہو مگر مجمع سے آگے نکل نہیں سکتا کئی زخم آفتاب نے کھائے ملکہ سنبل نے آکر ہفت گیسو کھولے کچھ زبان سے بھی پڑھ کر کہا ماران سیاہ برسنے لگے جبھر سانپ گرا دم مار دی وہ کنیز پانی ہو کے بہ گئی کنیز بڑھا کر مار سیاہ نے دوسری کو کاٹا وہ بھی پانی ہو کر بہ گئی ہزاروں جادوگرنیوں کو ماران سیاہ نے کاٹا وہ پانی ہو ہو کر بہ گئیں چمن پیرا نے ہاتھ ہلائے آسمان سے طاؤس پیدا ہوئے وہ ماران سیاہ کو نگل گئے ملکہ سنبل نے آکر پھر زلفیں ہلائیں چمن پیرا پر جو عکس پڑا دیوانہ وار دشتی شال گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملنے لگی بیقرار ہو کر پکار اٹھی نظم

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے ۔ پھر گئی پھر نظرِ یار خدا خیر کرے
پھر کسی بت کی محبت نے جتایا کافر ۔ پھر پہنتی پڑی ہے زنار خدا خیر کرے
ٹیس پھر اٹھنے لگی پھر آئے دکھنے گھرا ۔ پھر کراہا دلِ بیمار خدا خیر کرے
پھر نہ آجائے مری جان کہیں آنکھوں میں ۔ پھر ہوئی حسرتِ دیدار خدا خیر کرے
ہوائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے ۔ پھر ہوا ہے وہی آزار خدا خیر کرے
دیکھوں کس کس کی قضا کھیل رہی ہے سر پر ۔ گنے جاتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے
آج صیاد کے تیور نظر آتے ہیں برے ۔ ہیں کئی مرغانِ گرفتار خدا خیر کرے
بیچ ابرو قاتل کے اشارے ہیں ادھر ۔ انگلی پڑتی ہے یہ تلوار خدا خیر کرے
بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا ۔ بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے
دل کی بیتابی سے ہے زلزلہ سارے گھر کو ۔ ہیں لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے
فتنہ پردازی پہ مائل ہے طبیعت اسکی ۔ شہر آمادہ ہے دلدار خدا خیر کرے
جرم الفت نہ کسی پر ہوا ثابت امیر ۔ ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی چلا جاتا تھا کہ بڑھے اور سنبل کے سامنے جاکر پریشانی اپنی ظاہر کرے کہ وزیر زادی اسکی گلشن آرا بڑھ کر آسنے دستک دی ایک طائر ظاہر ہوا گرد سر چمن پیرا کے چرخ مارنے لگا سات چرخ مارے چمن پیرا کو ہوش آگیا چاہا کہ سنبل پر جا پڑون ادھر سے اڑتی ہوئی ملکہ لالہ عذار آئی تھی لالہ عذار نے پھر اسکو داغ دیا صورت جو دکھائی اپنے عارض پر اشارہ کیا جیسے ہی عارض پر نگاہ پڑی چمن پیرا مثل آئینہ حیران مثل زلف محبوب پریشان سحر کرنا موقوف کیا چاہا کہ تیغ کھینچ کر سنبل پر جا پڑون سنبل نے زلفون کو پھر جنبش دی اپنے کاکل کو پیچ و تاب دیا پیچ و تاب چمن پیرا کا بڑھنے لگا گلشن آرا نے پھر دستک دی طائر پیدا ہوا چاہا کہ سنے کہ ملکہ ڈالون ملکہ سنبل نے ایک کاکل کو کھول دیا ایک جال آسمان سے پیدا ہوا اُس جال مین وہ طائر پھنسا چمن پیرا و گلشن آرا کوشش کر رہی ہین ہاتھ بھی چمکاتی ہین چاہتی ہین کہ جال کو توڑین پھر جال تک نہین جاتا تھوڑے عرصے تک کشاکش رہی کبھی چمن پیرا جال کو اپنے جانب کھینچتی ہی کبھی جال طائر کو پھنسائے ہوے بلند ہوتا ہی آخر ملکہ سنبل نے جس زلف کو کھولا تھا اُس زلف کو جنبش دی ایک برق پیدا ہوئی اُسنے جال کو کاٹا اور طائر کے بھی دو ٹکڑے ہوے طائر کے جو دو ٹکڑے ہوے اُسکا خون سر چمن پیرا کے گرا چمن پیرا کے دو ٹکڑے ہوے بس مرنا چمن پیرا کا کہ گلشن آرا رونے لگی گلشن آرا بڑھ کر آفتاب نے سامنا کیا آفتاب اپنا چمکایا اسقدر گرمی ہوئی کہ گلشن آرا اُف اُف کرنے لگی دوپٹہ اتار کر پھینکا خواجہ و برق لوٹتے پھرتے ہین جو کنیز مرے گرمی اُسکا لباس اتار لیا آفتاب پکارتا ہی کہ خواجہ مردون کو نہ مجھو ڈالیا نہ ہو کوئی کنیز نیم بسمل ہو بھوت پلید بنکر لیٹ جائے تو مشکل ہو خواجہ آواز دیتے ہین کہ ای آفتاب مطلق کچھ نہین سوجھتا قرضدار دن نے بہت حیران کیا ہی انکا تقاضا تو کم کرون حمزہ تنخواہ نہین دیتا ہم یہان جانبازی کر رہے ہین وہان غیر حاضری کٹ رہی ہوگی آخر کیا کرین ہما ساما قا ہی اب تو ہم رستم کے ساتھ ہین رستم ہمارا قرضہ ادا کرینگے رستم نے آواز دی کہ ای عم نامدار میرے یہان خزانے مین روپیہ نہین اگر ہو بھی تو آپکو نہ دون یہ حق غازیون کا ہی اس مہینے مین تنخواہ نہین ملی اسکا بڑا خیال ہی آپ لوٹیے جہان تک لوٹا جائے آپ کی ہی بسر اوقات ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم تلوار کھینچے ہوے لڑ رہے ہین جب گلشن آرا و چمن پیرا قتل ہو گئین صحرا سے گرد اڑی ایک

ساحر سیہ فام بد انجام اژدر پہ سوار سات لاکھ فوج سے آگر پہونچا آواز دی کہ ارے طلسم کشا کو مار لو زندہ نہ چھوڑو اب طلسم کشا سیدھا صحراے باد انگیز کو جائیگا وہان یہ گیا اور لوح کا پتہ لگا سات لاکھ ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام پر آگ برسنے لگی ہزارہا ملازمان طلسم کشا مارے گئے دریاے خون بہنے لگے آفتاب ساحرون کو لیکر پلٹا اور طلسم کشا سے عرض کی کہ اژدران فیل پیکر آگیا حضور بڑھ کر اسکو ٹوکین دیکھیے جب وہ تازیانہ مار آتشین کا سر اژدر پہ مارتا ہی اژدر دم کھینچتا ہی ہزارہا ساحر و غیر ساحرون کو نگل لیتا ہی ہزارہا بندگان خدا پامال ہوے دیکھتے دیکھتے ہی عرصے مین لشکر کو کیا ملال ہوے اب بے بھاگے نہین بنتا لیکن آپ کو صحراے باد انگیز تک جانا ہی لہذا لشکر کا ہٹانا مناسب نہین رستم نے آستین چڑھائی تیغ ہفت جوہر کھینچکر لشکر اژدران پر گرے جس ساحر تک پہونچے اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا ساحر مارے آخر کار اژدران پکار اٹھا کہ ای طلسم کشا اب نکل جاؤ اپنے کو جلد صحراے باد انگیز مین پہونچاؤ ہمارے قتل کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا آفتاب بھی سحر کر رہا ہی جب سحر کیا آفتاب چمکا گرمی بڑھی اژدران اف اف کرنے لگتا ہی اژدر بھی اُسکا منھ پھیر کر زبان دکھاتا ہی مراد اس سے یہ ہی کہ پیاسا ہون اژدران سر پر اژدر کے ہاتھ رکھکر تسکین دیتا ہی جھپٹ جھپٹ کے لوٹتا ہی ایک مقام پر گھبرا کے اژدر سے اُترا اژدر کے سر پہ تازیانہ مار آتشین کا مارا اژدر نے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑا شعلہ چھوڑ کر اژدر نے دم کھینچا کئی ہزار جادوگر پشت ہاے مرکب سے گرے کو بے طرف دہان اژدر کے چلے آفتاب نے بڑھکر ان سب کو روکا سب کو فرش خاک سے اٹھایا خود اپنے کو گرایا لوٹتا ہوا قریب دہن اژدر آیا گلے پکڑ کر اژدر کو چیر ڈالا جیسے ہی اژدر چیرا گیا اژدران نے آواز دی کہ او آفتاب بڑا غضب کیا میرا اژدر تو نے مارا یہ کہہ کے برقین آفتاب پر گرائین آفتاب نے سلیمہ قوت کو دفع کیا جھومتا ہوا قریب اُس خونخوار کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے تلوار کو تلوار پر روکا اژدران نے کہا کہ ای آفتاب دیکھ تیرا آفتاب نہین چمکتا آفتاب نے طرف اپنے آفتاب کے دیکھا اوپر سے اژدران نے ہاتھ تلوار کا مارا چاہا کہ سر کاٹ لون آفتاب کا سر زخمی ہوا دھار لہو کی نکلنے لگی چاہتا ہی کہ تلوار اُٹھا کے سر کاٹون پہلو سے آواز آئی کہ او مردود کیا کرتا ہی خبردار آفتاب کا سر نہ کاٹنا دیکھا اژدران نے کہ رستم پیلتن شیرانہ لڑتے ہوے

آگے بین اژدران نے بڑھ کر مقابلہ کیا رستم پر ہاتھ مارا رستم لے تیغ کو تیغ پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا تیغہ ہفت جوہر کا ہاتھ چمکا کر مار دیا اژدران نے سپر سحر کو سامنے کیا لیکن تیغہ ہفت جوہر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا گرد اڑی لاشہ اژدران کا زمین پر گرا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا اُسنے دہن مین لاشۂ اژدران کو لیا طرف آسمان کے اُڑ گیا ساتھ والے اسکے بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب بھاگ گئے بارگاہین خیمے لوٹ لیے فتح کر کے پلٹے اُسی دشت مین بارگاہ رستم استادہ ہوئی اہل اسلام جابجا اترے لیکن آفتاب کہ رہا ہے کہ اے شہریار کوئی آفت آیا چاہتی ہے اژدر زمین سے پیدا ہوا لاشۂ اژدران کو لے گیا آج کئی دن سے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پر جشن کر رہا ہے وہی سامان خدائی آراستہ ہین مرادمند حاضر ہین مرادین سب کی مل رہی ہین وہ بیچارہ نہین جانتا کہ سب کے دل سے اعتبار اُسکا کم ہوا حضور نے لوح پائی اور یہ بھاگا دیکھیے کہان جا کے مقام کرے خدا وہ دن دکھائے کہ حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو تختہ جات تو پروردگار نے دلوائے کیا کیا سختیان پڑین مگر یہ سب اشیا آپ تک پہونچین یہان تو یہ ذکر تھا مگر وہ اژدر کہ جو لاشۂ اژدران لیکر چلا کوہ زنگار رنگ پر آیا وہی تصویر سنگی حکم لگا رہی ہے مرادمند غل مچاتے ہین اپنی مرادین پاتے ہین میلے مین ہنگامہ ہے کہ آسمان سے وہ اژدر آیا لاشۂ اژدران کا سامنے ڈال دیا مثل انسان کے آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ آپ کا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا تیغہ ہفت جوہر کا وار پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے غلام فوراً اُٹھا لایا تصویر سے آواز آئی کہ جاؤ اپنے مقام بھیجو مہلال سرکش کو ہمارے پاس بھیجو سامنے ایک کنوان تھا اُسمین سے ایک ساحر حاضر حاضر کہتا سامنے آیا آواز آئی کہ اے مہلال سرکش فوج گران لیکر جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ طرف صحراے بادانگیز کے نہ جانے دو اُس ساحر نے تصویر کو سجدہ کیا اور پھر کنوئین مین پھاند پڑا تھوڑے عرصے مین کنوئین کا پانی اُبلنے لگا یہان تک پانی اُبلا کر تمام صحرا مملو از آب ہو گیا پانی سے ایک ساحر نکلا اُسکے بارگاہ کا مچھلیون پر لدا ہوا دس لاکھ ساحر اُس دریا سے نکلے مہلال تخت پر سوار چار اژدہے تختا کا ندھون پر اُٹھائے نوبت و نقارے بجتے ہوے اس دروشور سے مہلال سرکش براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہے کہ جا کر روکے اور طرف صحراے بادانگیز کے

نہ جانے دے اور یہی علم ہے کہ طلسم کشا تلاش لوح نہ کرنے پائے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا رستم صحرائے کیمیا میں اُترے ہیں ارادہ ہے کہ طرف صحرائے باد انگیز کے کوچ کریں دیکھیے کیا کیفیت ہو اب اس جلد کو اس مقام پر تمام کرتا ہوں دوسری جلد سے داستان صاحبقران شروع کیجائیگی ناظرین پر حال ظاہر ہوگا۔ تمام شد جلد اوّل طلسم ہفت پیکر اب دوسری جلد شروع کیجائیگی عجائب وغرائب طلسم ہفت پیکر کا حال سامعین و ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ صاحبقران سے کیا مقدمات اس طلسم میں سرزد ہوتے ہیں سب لشکر امیر کے ساتھ ہے

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند مصنف

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضےٰ حقیر کیا صفت مصنف صاحب کی تحریر کرے بر وقت تحریر و تقریر دریائے زخار جوش ارتا ہے ماشاء اللہ رستم کو کس ترکیب سے تحفہ جات ملے کیا کیا کوشش ہوئی آخر کوشش کا یہ انجام ہوا کہ تحفہ جات رستم کو حاصل ہوئے فرزندان صاحبقران کی داستانیں کس لطف سے لکھیں کہ جس سے جلالت صاحبقران ظاہر ہوتی ہے ناظرین پر واضح ہو کہ انکا فرزند طلسم کشا ہے جا بجا یہی چرچا ہے کہ طلسم کشا رستم فتاح کل طلسم ہفت پیکر ہے صاحبقران کے ہاتھ سے کفار زیر و زبر ہیں دو پہاڑ فتح ہوئے پانچ پہاڑ اور باقی ہیں آخر جانا صاحبقران کا بہ تصریح تحریر ہوگا انشاء اللہ جو عجائب غرائب قبلہ و کعبہ نے تجویز فرمائے ہیں ناظرین پر ظاہر ہوگا ہر پہاڑ پر رسائی صاحبقران کا باعث ظاہر ہوگا میں وقت میلے کے صاحبقران پہونچینگے اور وہ پہاڑ فتح ہوگا ناظرین و احباب دیکھیں گے یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین بخوشی مرحمت فرمائیں مصنف صاحب کی آبرو بڑھائیں ہر ایک کا قول یہ تھا کہ بعد تحریر طلسم ہوش ربا اب منشی صاحب کیا قلم اٹھائیں گے تمام عالم کے معاملات ہوش ربا میں صرف کیے مگر ماشاء اللہ کیا ذہانت و متانت ہے کہ طلسم ہوش ربا ایسی کتاب کے سوا دوسے جزو میں فتنۂ نور افشان کس لطف سے تحریر فرمایا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا اسکے بعد بانوے جزو میں بقیۂ طلسم ہوش ربا تحریر فرمایا اب طلسم ہفت پیکر تصنیف فرمائی بڑی تعریف یہ ہے کہ کوئی داستان کسی مقام پر سُست نہیں ہوئی اپنے اپنے موافق

ہر داستان رنگ پر ہو اب ہوش ربا سے منتخبات **ہوش رُبا** باقی ہیں اگر جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہٗ نے اسکو تحریر کرا دیا تو ناظرین والا تمکین بہت محظوظ ہونگے فرائینگے کہ بعد ہوش ربا و بقیۂ طلسم ہوش ربا منتخبات کیا خوب گہر ہین عجائب و غرائب تمام منتخبات مین جمع ہونگے وہ جو طلبین منتخبات کی ہون تب ناظرین حظ اٹھائین تعریف فرمائین اور اپنے مقام پر کہین کہ سبحان اللہ کیا زبان ہے اور کیا بیان ہے حقیقت مین آجتک ایسے طلسمات زبان اُردو مین تصنیف نہین ہوے تھے و دیگر **طاق ہفت کنگرہ یا طلسم خیال سکندری** بعد **طلسم ہفت پیکر** قرار پایا ہے جسکی داستانین پہلے طلسم ہفت پیکر کی جلد سوم مین لکھ دیگئی ہین تاکہ ناظرین آگاہ ہون کہ طلسم خیال سکندری کیا چیز ہے اسکے بعد طلسم خیال سکندری بھی بہمہ وجوہ مکمل ہو کر ناظرین کے ملاحظہ مین گذر چکی ہے

تاریخ تصنیف کتاب ہذا طبع او مصنف کتاب در صنعت توشیح

خالق کی رحمت **قمر** پر ہوئی
جو ہین ناظرین خجستہ مقال
عجب لطف سے یہ فسانہ لکھا
عجب لطف کی داستانین لکھین
شرافت لیاقت سے معمور ہو
خیال آگیا مجکو یہ بر محل
قمر رحمت حق کا کیا شکر ہو
ہوا سال توشیح کا اختتام
سر مصرعہ سے جو لو ایک حرف

کر طلوع زال **ہفت پیکر** ہوئی
بکار ہین یہ نثار ہے بے مثال
قمر آفرین مرحبا مرحبا
قیاست کی ہر جا زبانین لکھین
یہ نزدیک ہو کم بہت دور ہو
لکھو اسکی تاریخ بھی بے بدل
عنایت کا اُسکی کہانتک ہو
قمر تیرا روشن ہر سال کلام
نکل آئے تاریخ سال شگرف

الحمد للہ کہ جلد اوّل طلسم **ہفت پیکر** بار سوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بسرپرستی جناب معلی القاب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع ماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہوئی

نام کتاب	قیمت
(۲۳) لعل نامہ جلد دوم۔	عہ/ پ
(۲۴) دفتر آفتاب شجاعت جلد اول۔	للعہ پ
(۲۵) دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم۔	للعہ پ
(۲۶) ″ ″ جلد سوم ″	للعہ پ
(۲۷) ″ ″ جلد چہارم ″	عہ/ پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول۔	
مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے/ پ
(۲) ″ جلد دوم۔ ″	سے/ پ
(۳) ″ جلد سوم ″	للعہ پ
ایضاً۔ کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ پ
طلسم خیال سکندری جلد اول۔	
مصنفۂ منشی احمد حسین قمر۔	للعہ پ
ایضاً۔ جلد دوم ″	عہ
ایضاً۔ جلد سوم ″	عہ/ پ
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	عہ/ پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	عہ/ پ
ایضاً۔ جلد سوم	عہ/ پ
طلسم زعفران زار۔ جدید تصنیف	
وجدید الطبع دو جلدیں بہ حسب	
تفصیل ذیل۔	
جلد اول۔	سے/ پ
جلد دوم۔	عہ

نام کتاب	قیمت
قصۂ ٹھگ ور سہ حصہ مطبوعہ غیر	عہ/ پ
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ ″	۱۲/ پ
پیر نابالغ در دو حصہ ″	عہ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ ″	عہ/ پ
آج کامیابی۔ ″	۸/ پ
سوانح عمری شیطان۔ ″	عہ/ پ
الف لیلہ و نیا زاد بطرز ناول ″	عہ/ پ
شبستان حیرت۔ ″	عہ/ پ
کھول والوں کی سیر مطبوعہ غیر۔	۶/ پ
اخوان الصفا۔ اُردو چھاپۂ ٹیپ	
مطبوعۂ غیر۔	عہ/ پ
ترجمہ اُردو رابن سن کروسو چھاپۂ	
ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید	
ہی مطبوعۂ غیر۔	۱۱/ پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر	
ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ	
مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی	
سید تصدق حسین صاحب رضوی۔	عہ/ ۴
الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم میں مشہور	
افسانۂ ہزار و ایک رات کا عربی میں ہے	
اسکا ترجمہ اُردو میں منجانب مطبع منشی	
نولکشور طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا	

نام کتاب	قیمت
بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان	
متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و حنائی	عہ پ
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر بعبارت	
رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ	
سرور کاغذ سفید گندہ۔	۱؎ ر پ
ایضاً۔ کاغذ حنائی گ	۷ پ
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد	
یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخاں صاحب	
مطبوعہ ۱۹۰۳ء کاغذ سفید۔	۱۲ ر پ
قصہ سند باد جہازی ماخوذ	
از قصہ الف لیلہ۔	۲ ر پ
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید	۲ ر پ
جادۂ تسخیر قصہ دلچسپ از	
نواب محمد حید رعلیخان صاحب۔	عہ ر پ
فسانہ عجائب متوسط قلم۔ با تصویر	
از مرزا رجب علی بیگ سرور۔ مرحوم۔	۶ ر
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۲ ر
سروش سخن۔ با تصویر جواب فسانۂ عجائب	
از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ ر
ایضاً۔ بلا تصویر۔ حسب مراتب بالا۔	۲ ر
طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از	
منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۵ ر

نام کتاب	قیمت
جلد اوّل	
باغ و بہار۔ معروف بہ ... جناب	
با تصویر۔	مخلوط
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	
لطائف الظرفا۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد	
صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ	
عمدہ ثقہ اور براق لطیفے ہیں۔	۳ ر پ
تفریح الطبایع۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب	
جسمیں، دلچسپ حکایات مع نتائج و	
فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت	
فرضی و خیالی نہیں ہے۔	۲ ر پ
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب	
از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹ ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی با تصویر	
از سید حید ربخش۔	۱ ر ۶
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵ ر
مقتول جفا معروف بہ فسانۂ غم آمود	
از حافظ امیر الدین۔	۱ ر ۶
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱ ر ۶
بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی	
مترجمہ فقیر محمد خان۔	عہ
سیراب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳ ر ۱۲